اداریے

جلد دوم

(جنوری تا دسمبر 2021ء)

حنیف محمود کے قلم سے

ادارہ الفضل آن لائن لندن

”جو صحیح ہے وہ کریں“

”فَضْل“ض پر جزم کے ساتھ ایک عربی لفظ ہے۔ جس کے معنی اللہ کی طرف سے عنایات کے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشاءُ۔ اس ناطے سے روزنامہ الفَضْل لندن ہے نہ کہ الفَضَل۔ ہمارے ایشیائی ماحول میں ہم اِسے ضَ پر زبر (فتح) کے ساتھ الفَضَل بولتے ہیں اور یہ غلط العام ہو گیا ہے۔

لندن سے اخبار جاری ہونے سے قبل خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کی درخواست کی تو آپ نے تحریر فرمایا۔

”جو صحیح ہے وہ کریں“

لہٰذا قارئین سے درخواست ہے کہ اب سے روزنامہ الفَضْل کو ضsilent (ساکن) رکھ کر ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ حقیقی معنوں میں اِسے مخلوق خدا کے لئے فضل خداوندی بنائے۔ آمین

اداریے

حنیف محمود کے قلم سے

(جلد دوم)

(جنوری تا دسمبر 2021ء)

(بلحاظ ترتیب اشاعت)

مرتبہ

سید عمار احمد

زاہد محمود

ادارہ الفضل آن لائن لندن

رابطہ کرنے کے لیے

ویب سائٹ: www.alfazlonline.org

ای میل ایڈریس: info@alfazlonline.org

editor@alfazlonline.org

فون نمبر: +44 7951 614020

+44 7376 159966

آن لائن ایڈیشن

ڈیوڑھی

تین سال قبل غالباً 2018ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ کی بات ہے جب خاکسار پاکستان سے جلسہ میں شمولیت کے لئے برطانیہ آیا تھا۔ روزنامہ گلدستہ علم وادب (متبادل روزنامہ الفضل) کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے دفتری ملاقات تھی۔ پیارے حضور نے ان دنوں دائیں ہاتھ میں تکلیف کی وجہ سے Bandage لگا رکھی تھی۔ ملاقات میں تو حضور سے اس کی وجہ پوچھنے اور عیادت کرنے کی ہمت نہ ہوئی مگر بعد میں معلوم ہونے پر کہ حضور کو قلم کے کثرت استعمال سے دائیں ہاتھ میں درد محسوس ہو رہا ہے۔ خاکسار نے ایک خط کے ذریعہ حضور سے احوال پرسی کی، دعا کے بعد لکھا کہ ”پیارے حضور کے کثرت سے قلم کے استعمال سے درد سمجھ آتی ہے۔ دنیا بھر کے خطوط کو ملاحظہ کر کے ان پر ہدایات لکھنی، پھر ڈاک پر دستخط اپنی ذات میں بہت بڑا کام ہے۔ خلافت کے اس ادنیٰ خادم (خاکسار) کو گزشتہ تیس پنتیس سالوں میں اس کثرت سے لکھنے کی عادت ہے کہ بال پوائنٹ اور مارکر کے استعمال سے میری شہادت کی انگلی کا وہ حصہ جو ہر وقت پن کے ساتھ مَس کرتا ہے Blackish سا ہو گیا ہے۔“

خاکسار کو اس خط کا دربار خلافت سے کوئی تحریری جواب تو موصول نہ ہوا تاہم اس خط کے لکھنے کے قریباً ایک ماہ بعد پاکستان واپسی سے قبل جب خاکسار نے اپنی مسز کے ہمراہ فیملی ملاقات کا شرف پایا تو خاکسار نے دربار خلافت میں قدم رکھتے ہی بلند آواز سے جب السلام علیکم حضور! عرض کی تو حضور نے اپنی نشست سے کھڑے ہوتے ہی مجھ سے یوں استفسار فرمایا۔ کیوں حنیف صاحب! آپ روزانہ کتنے الفاظ لکھ لیتے ہیں؟ ابھی میں سوچ میں تھا۔ فرمانے لگے 1000 الفاظ، 2000، 3000، 5000۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! 4000 کے لگ بھگ تو ہوتے ہوں گے۔ فرمانے

لگے۔ بہت لکھ لیتے ہیں۔ اس دوران حضور نے اس ناچیز کو شرف مصافحہ بھی بخشا اور دعا بھی دی۔
فجزاھم اللہ تعالیٰ خیراً کثیراً فی الدنیا والآخرۃ

اپنی ذات سے متعلق ایک واقعہ خاکسار اپنی خود نوشت بعنوان ”میرا گلشن حیات“ میں لکھ آیا ہے کہ بچپن میں خاکسار جسمانی کمزوری کے باعث 7-8 سال تک بولنے اور اپنا مافی الضمیر ادا کرنے سے قاصر تھا۔ میری امی جان مرحومہ ایک دفعہ اسی پریشانی میں مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دربار میں دعا کی غرض سے لے گئیں۔ حضورؓ نے والدہ ماجدہ کا مدعا سننے کے بعد یوں دعا دی: ”بی بی! فکر نہ کرو۔ یہ بچہ بولے گا اور اس کی آواز دنیا سنے گی۔“

یہ تو دو خلفاء کی دعاؤں کے واقعات ہیں ورنہ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی شبینہ روز دعاؤں سے خاکسار نے خوب فیض اٹھایا ہے۔ میں نے اپنے ابا جان مرحوم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی مرحوم کو تہجد میں یہ دعا کرتے بھی سنا کہ میرے بیٹے حنیف نے زندگی وقف کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واقفین زندگی کے حق میں کی ہوئی تمام دعائیں اس بیٹے کے حق میں قبول فرما۔ بلکہ آپ نے اپنی ڈائری میں حضرت مسیح موعودؑ کے اپنی اولاد کے حق میں لکھے گئے اشعار کو تضمین کے ساتھ اپنی خوشخط تحریر میں لکھا تھا اور محمود، بشیر، شریف مبارکہ اور امتہ الحفیظ (رضی اللہ عنہم) کی جگہ اپنے بچوں کے نام لکھے تھے۔ جن میں میرا نام سرفہرست تھا۔ ابا جان کی تمام ڈائریاں برطانیہ ہجرت کے وقت مرکز میں ہی رہ گئیں۔ تاہم یہ شعر تضمین کے ساتھ ابھی بھی کالنقش فی الحجر میرے دل و دماغ میں سرائیت کئے ہوئے ہے۔

تیری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں ”ان کو“ کی جگہ ”میری اولاد“ اور ایک جگہ بچوں کے نام لکھے تھے جن میں بھائیوں میں بڑا ہونے کے ناطے خاکسار کا نام سب سے پہلے درج تھا اور لفظ ”مجھ کو“ تبدیل کر کے ”مسیحا“ کہہ کر ابا مرحوم دعا کیا کرتے تھے۔

اسی پر ہی بس نہیں۔ میں نے تو ابا جان مرحوم کی ڈائری میں طلب خیر اور دفع شر کی یہ جامع دعا بھی لکھی پڑھی کہ جب بعض صحابہؓ نے آنحضور ﷺ سے عرض کی کہ حضورؐ نے ڈھیروں دعائیں سکھلائی ہیں جو ہمیں یاد نہیں رہتیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک جامع دعا سکھاتا ہوں اسے تم یاد کر لو۔

اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (ترمذی کتاب الدعوات)

اے اللہ! ہم تجھ سے وہ تمام خیر و بھلائی مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمد ﷺ نے تجھ سے مانگی اور ہم تجھ سے ان باتوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ چاہی۔ تو ہی ہے جس سے مدد چاہی جاتی ہے۔ پس تیرے تک دعا کا پہنچانا لازم ہے اور کوئی طاقت یا قوت حاصل نہیں مگر اللہ کو۔

ابا جان نے یہ دعا تحریر کر کے بھی اولاد کے حق میں نام بنام دعا چاہی ہوئی ہے۔ آج میں نہایت خوشی سے کہہ سکتا ہوں کہ میری حقیر سے تحریری خدمات حضرت نبی پاکؐ، حضرت مسیح موعودؑ و خلفاء جماعت، مرحوم والدین، بہن بھائیوں، عزیز و اقارب اور احباب و خواتین جماعت کی مقبول دعاؤں کی مرہون منت ہیں جن کا کچھ حصہ اداریوں کی صورت میں پہلے گلدستہ علم و ادب اور بعد میں روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے ذریعہ عیاں ہوا۔ روزنامہ الفضل آن لائن میں تین سالوں کے اداریے اور مضامین قارئین الفضل کے پُر زور اصرار پر کتابی صورت میں منظر عام پر لائے جا رہے ہیں۔ قارئین کا یہ مطالبہ اس وقت زور پکڑ گیا جب ادارہ نے الفضل میں بالاقساط شائع ہونے والے مضامین کو کتابی شکل میں شائع کرنا شروع کیا۔ ضخامت سے بچنے کے لئے الفضل کے تین سالوں کے اداریوں کو تین جلدوں میں سال وار تقسیم کیا ہے۔ جس میں سے جلد اول آپ تک پہنچ چکی ہے۔ جلد دوم آپ کے ہاتھوں میں ہے اور جلد سوم جنوری 2023ء کے یخ بستہ دنوں میں

2022ء کے مکمل اداریوں کے ساتھ آپ کے پاس ہو گی۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس کے بہتر نتائج مرتب ہوں۔ آمین

اس اہم کام کو کتابی شکل دینے میں خاکسار کے ساتھ مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری قادیان، مکرم سید عمار احمد جرمنی اور مکرم زاہد محمود نے بھرپور تعاون فرمایا ہے۔ مکرمہ امتہ القدوس آف برطانیہ نے ویب سائیٹ سے تمام اداریوں کی نہ صرف نشان دہی کی ہے بلکہ ڈاؤن لوڈ کر کے مہیا فرمایا۔جزاھم اللہ تعالیٰ خیراً

یہاں ان تمام کا شکریہ نام بنام ادا کرنے سے قبل مجھے ایک حکایت یاد آرہی ہے۔ اگر وہ پہلے بیان ہو جائے تو مجھے اظہار تشکر میں آسانی ہو گی۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو دلی کے بالائی لڈو بہت پسند تھے۔ کوئی مرید دو لڈو تحفۃً دے گیا۔ آپؒ نے وہ دونوں لڈو سامنے بیٹھے ایک شاگرد غلام علی شاہ کو دے دیئے۔ جنہوں نے وہ دونوں لڈو ایک ہی دفعہ کھا لئے۔ جسے حضرت مرزا مظہر رحمہ اللہ نے ناپسند فرمایا اور شاگرد سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ لڈو ایسے نہیں کھاتے۔ چند دنوں کے بعد جب لڈو دوبارہ آئے تو آپؒ نے ان میں ایک لڈو کا چھوٹا سا ٹکڑا توڑ کر منہ میں ڈالا اور ساتھ باآواز بلند سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا اور اپنے آپ کو مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ واہ مظہر جان جاناں! تجھ پر تیرے رب کا کتنا بڑا فضل ہے۔ یہ کہہ کر پھر سبحان اللہ، سبحان اللہ کا ورد شروع کر دیا اور شاگرد سے پوچھنے لگے کہ یہ لڈو کن کن چیزوں سے بنے ہوں گے؟ جب جواب میں بالائی، میدہ اور کچھ میٹھا سنا تو شاگرد سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ یہ میٹھا کن چیزوں سے بنا ہے؟ کہنے لگے دیکھو! میاں غلام علی! زمیندار راتوں کو اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر کھیتوں میں گیا، اس نے ہل چلایا، پانی دیا، ایک لمبے عرصے تک محنت و مشقت برداشت کی صرف اس لئے کہ مظہر جان جاناں ایک لڈو کھالے۔ پھر تسبیح و تحمید کرنے کے بعد کہنے لگے کہ یہ زمیندار مسلسل چھ ماہ کھیت کو پانی دیتا رہا۔ پھر گنے کو بیلا، بھٹی جلا کر کتنی دفعہ اس نے اپنے آپ کو دوزخ میں جھونکا۔ محض اس لئے کہ

مظہر جان جاناں ایک لڈو کھالے۔ پھر میدہ اور بالائی کی تیاری کے مراحل پر روشنی ڈالنی شروع کر دی اور کہنے لگے یہ سارے کام اللہ تعالیٰ نے مختلف لوگوں سے اس لئے کروائے کہ مظہر جانا جاناں ایک لڈو کھالے اور پھر سبحان اللہ، سبحان اللہ کا ورد شروع کر دیا۔

اگر اس ساری حکایت کو اداریوں پر مشتمل کتاب پر چسپاں کیا جائے تو الفضل میں اداریے لکھنے کے جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے ان تمام کو سامنے رکھ کر اظہار تشکر ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے حکومتی پابندیوں میں جکڑے الفضل کو ''الفضل آن لائن'' بنا کر جاری فرمایا۔ مجھ ناچیز کو اس کا ایڈیٹر مقرر فرمایا۔ اوپر ذکر ہونے والے تمام بزرگوں کی دعاؤں کو سن کر اللہ تعالیٰ نے مجھے کالمز، آرٹیکلز اور اداریے لکھنے کی توفیق دی۔ اس کے لئے سوچ، قلم، کاغذ، میز کرسی اور بلب کی روشنی مہیا فرمائی۔ بعد ازاں دنیا بھر میں کمپوزنگ و پروف ریڈنگ کرنے والی ایک بہت بڑی ٹیم (جن کی تعداد 48 کے لگ بھگ ہے) کے ذریعہ کمپوز اور پروف ہو کر مکرم فخر الحق شمس اور دیگر کے ہاتھوں انہوں نے ادب کا لبادہ پہنا۔ بہت سے کرم فرماؤں سے مواد مہیا کروایا اور سینکڑوں کتب و آرٹیکلز سے فائدہ اٹھایا۔ مکرم سعید الدین احمد، مکرم قاسم محمود، مکرم اسامہ عمر، مکرم علیم احمد اور مکرم طلعت صیام کے ذریعہ اخبار الفضل کا حصہ بنے۔ پھر میری ٹیم کے ممبران نے ان کی غلطیاں لگائیں، مفید مشورے دیئے، حوالہ جات کو اصل کتب سے دیکھا جن میں مکرم لقمان احمد کشور، مکرم منصور احمد ضیاء، مکرم راجہ برہان احمد، مکرم حافظ مشہود احمد، مکرم حافظ طیب احمد، مکرم محمود احمد طلحہ، مکرم داؤد احمد عابد، مکرم محمد انور شہزاد، مکرم لقمان احمد شاد، مکرم مصدق احمد اور بہت سے دیگر دوستوں کا تعاون رہا۔ اس کے علاوہ درجنوں خواتین جو گھریلو کاموں کے باوجود، اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت، دیکھ بھال اور خاوندوں کی خدمت سے وقت نکال کر الفضل کی خدمت پر اپنے آپ کو دن رات مامور رکھا ان کا

شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ ان میں سر فہرست صفیہ بشیر صاحبہ، عائشہ چوہدری صاحبہ، صدف علیم صاحبہ، در ثمین احمد صاحبہ، امتہ الباری ناصر صاحبہ، فائقہ بشریٰ صاحبہ، عنبرین نعیم صاحبہ، ناصرہ احمد صاحبہ، عطیۃ العلیم صاحبہ، زکیہ فردوس صاحبہ، رضوانہ مسعود صاحبہ، مظفرہ ثروت صاحبہ نیز مردوں میں مکرم جہاں زیب قریشی۔ جرمنی، مکرم ارشد محمود۔ یونان، مکرم فضل عمر شاہد۔ لٹویا، مکرم خاقان احمد صائم۔ لٹویا، مکرم ڈاکٹر ساجد احمد۔ کینیڈا، مکرم عدنان اشرف ورک، مکرم ذیشان محمود، مکرم مبارک احمد بھٹی، مکرم شیخ آدم سعید۔ کینیڈا، عامر محمود ملک۔ شیفیلڈ اور جو اس فہرست میں سہواً رہ گئے ہوں سب شامل ہیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ خیراً

اس اظہار تشکر میں اگر دو اہم شخصیات کا نام نہ لوں تو شکرانے کا حق ادا نہ ہو گا۔ مکرم عبد الودود انچارج مرکزی آئی ٹی ٹیم اور مکرم منصور احمد عطاء ممبر آئی ٹی ٹیم نے ان تمام اداریوں کو ویب سائیٹ پر اپلوڈ کروایا اور قارئین کرام کی خدمت میں ڈِش میں رکھ کر پیش کیا اور قارئین سے داد وصول کی۔

پس ان تمام امور کو سامنے رکھ کر بزبان مرزا مظہر جان جاناںؒ سبحان اللہ سبحان اللہ بآواز بلند کہہ کر یہ کہتا ہوں اور برحق کہتا ہوں کہ ان تمام احباب و خواتین کا تعاون خاکسار کے اس لئے شامل حال کیا اور دنیا بھر میں لاکھوں کتب اور مضامین اس لئے لکھوائے کہ حنیف محمود، الفضل آن لائن کے لئے اداریے لکھ سکے۔ الحمد للہ علی ذالك

عناوین کی کل تعداد 161 ہے۔ جن میں سال 2021ء میں شائع ہونے والے اداریے، اعلانات اور مضامین جو حنیف محمود یا ایڈیٹر کے قلم سے شائع ہوئے، شامل ہیں۔

''کتاب تعلیم کی تیاری'' کے عنوان سے ایک سلسلہ شروع کیا گیا تھا جس کی ابتدائی 25 اقساط سال 2021ء میں روزنامہ الفضل آن لائن، لندن میں شائع ہوئیں۔ یہ سلسلہ علیحدہ کتاب کی صورت میں مرتب ہو رہا ہے اس لئے یہ اقساط اس جلد کا حصہ نہیں ہیں۔

اطفال کارنر کے عنوان کے تحت بچوں کے لئے 2021ء میں شائع ہونی والی 7 تقاریر بھی زیر نظر جلد کا حصہ نہیں کیونکہ بچوں کے لئے تقاریر کا علیحدہ مجموعہ بھی تکمیل کے مراحل میں ہے جس میں تمام تقاریر ان شاء اللہ شامل ہوں گی۔

ایڈیٹر کی طرف سے شائع ہونے والے تمام اعلانات صرف ایک دفعہ ہی کتاب میں شامل کئے گئے ہیں جبکہ حقیقی اشاعت میں ان کی تعداد زیادہ ہے۔

اللہ تعالی ہماری اس کوشش کو بہت سوں کے لئے ان کے علم و عرفان میں بڑھوتڑی کا باعث بنائے۔ آمین

حنیف محمود

ایڈیٹر

روزنامہ الفضل آن لائن، لندن

07-12-2022

انڈیکس

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	لباس التقویٰ	1
2	احسان اور اس کے مختلف مدارج	5
3	اسلامی اصطلاحات اور ان کا بر محل استعمال	14
4	ضروری اعلان برائے مضامین صاحب قلم قارئین سے	17
5	سلیبسز Syllabuses	18
6	درخواستِ دعا	20
7	ہر واقفِ نو کو اپنے نصاب سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے	21
8	فاصلے بڑھ گئے، پر قرب تو سارے ہیں وہی	24
9	اسلامی اصطلاحات اور ان کا بر محل استعمال	27
10	آیئے! قرآن مجید کے تناظر میں ”اولوا الالباب“ کا مفہوم جانیں	30
11	ذیلی تنظیموں کے عہدوں کے لغوی و اصطلاحی معانی	34
12	آج تینوں قل پڑھنے کی اشد ضرورت ہے	41
13	جو میرے نام آیا	46
14	نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ	49
15	ہم قرآن کے قریب جا رہے ہیں	54

16	شادی بیاہ اور نکاح کے مواقع پر مبارکباد دینے کی دُعا	57
17	آرہی اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے	60
18	پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کے لئے خصوصی تحریک	64
19	آج کی دعا	71
20	جماعت احمدیہ مسلمہ ریاست ہائے امریکہ کو صد سالہ اظہار تشکر مبارک ہو	76
21	یہ میرا موٴقر اخبار الفضل ہے	85
22	خدا داری چہ غم داری	90
23	جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو	97
24	فرض شناس	103
25	شکر الٰہی	108
26	23مارچ1902ء کو حضرت مسیح موعودؑ کی احباب کو نصائح	113
27	حضرت مسیح موعودؑ کے دو مخالف مجسٹریٹس کا انجام	117
28	مربّی بیار مربّا بخور	122
29	پہلے تولو پھر بولو	124
30	رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (القرآن)	127
31	رنگ انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے	134
32	قرآن روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے (قسط اوّل)	140
33	قرآن روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے (قسط دوم)	146
34	رمضان کے بارے میں قرآنی احکام	157
35	کفّارات اور درجات کیا ہیں؟	160
36	مادی اور روحانی زندگی	166

37	اسلام اور مسلمان	171
38	سیرالیون۔ مبارک صد مبارک	176
39	حصول علم اور اُس کی ترغیب	186
40	رمضان میں دعاؤں کی تحریک	192
41	اے خواجہ! درد نیست وگرنہ طبیب ہست	193
42	دوا اپنے وزن کے مطابق استعمال سے ہی فائدہ دیتی ہے!	197
43	خدمت دین کا جوش رکھنے والے متوجہ ہوں	201
44	روحانی اولاد	202
45	کانوں کی افادیت	205
46	درازی عمر کا راز	209
47	عزت تو اللہ، اس کے رسولؐ اور مومنوں کے لئے ہے (القرآن)	215
48	روحانی میک اپ	221
49	اے شمع رُخ! اپنا مجھے پروانہ بنادے	227
50	بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے (مسیح موعودؑ)	233
51	ایک وضاحت بابت اعلانات	236
52	مضمون نگار متوجہ ہوں	237
53	When it's gone, it's gone	238
54	دُعا کی تازہ تحریک۔ مظلوموں کو دعاؤں میں یاد رکھیں	242
55	اعلان بابت حاصل مطالعہ	243
56	روزنامہ الفضل آن لائن کی قلمی معاونت کریں	244
57	اسلام کی اصل اور اس کا خلاصہ	245

58	معلوماتی مضامین لکھیں	252
59	چھوٹی مگر سبق آموز بات	253
60	زمین کے تم ستارے بن جاؤ (مسیح موعودؑ)	255
61	ضروری اعلان	259
62	مضمون نگار / شعراء سے درخواست	260
63	لوہے کی قلم	261
64	آزمودہ نسخے (بیان فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ) (قسط نمبر 1)	266
65	18 جون اور روزنامہ الفضل	270
66	صحت یابی کی دعائیں	277
67	افضال الٰہی اور اس کی رحمتیں	286
68	عمل ایمان کا زیور ہے (مسیح موعودؑ)	290
69	دیانتداری کا اسلامی معیار	296
70	ہمارے شفیق اساتذہ	301
71	ماں کی جائے نماز	316
72	ایک مومن اور انجام بخیر	320
73	انبیاء آئینہ کا حکم رکھتے ہیں (مسیح موعودؑ)	324
74	خود احتسابی	338
75	سچی تہذیب وہ ہے جو قرآن شریف نے سکھلائی	345
76	حج بیت اللہ اور اس سے متعلق دعائیں	350
77	عشرہ ذوالحجہ کی اہمیت اور قربانی کے مسائل	356
78	حج اور اس کا فلسفہ	360

79	الفضل آن لائن کے لیے علمی، روحانی اور اخلاقی مائدہ کی تیاری	366
80	صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا(قسط دوم)	371
81	جانور کی قربانی، تقویٰ اختیار کرنے کا دوسرا نام ہے	372
82	’’چھوٹی مگر سبق آموز بات‘‘ کے سلسلہ میں تعاون کی درخواست	376
83	اولادنرینہ کے لیے مقبول دعا	377
84	میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں(مسیح موعودؑ)	380
85	سلسلہ کی اولاد۔واقفینِ زندگی	384
86	حضرت مسیح موعودؑاور طب (قسط نمبر2)	390
87	جلسہ سالانہ اور عالمی بیعت	394
88	جزاھم اللہ خیراً	400
89	حضرت مسیح موعودؑاور طب(قسط نمبر3)	401
90	بچوں کو اخلاقی وتربیتی کہانیاں سنانے کا ماحول بنانے کی ضرورت	404
91	اے اولی الایدی! آپ کے ہاتھ اور قلم نہ رکیں	407
92	تاریخ جلسہ ہائے سالانہ نمبر۔قارئین سے مضامین بھجوانے کی درخواست	410
93	پاک وصاف سینے میں پاکیزہ دل کی اہمیت	411
94	شعراء کرام توجہ فرمائیں	420
95	کشتی نوح کی نصائح کو روزانہ ایک بار پڑھ لیا کرو (قسط اول)	421
96	کشتی نوح کی نصائح کو روزانہ ایک بار پڑھ لیا کرو (قسط دوم)	432
97	کشتی نوح کی نصائح کو روزانہ ایک بار پڑھ لیا کرو (قسط سوم)	444
98	اے میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو!(حصہ دوم)	450
99	ایڈیٹر کے نام ایک خط، ایک تجزیہ اور ایک قابل قدر رائے	455

100	"وعلیکم السلام"	458
101	خصوصی نمبر بر موقع 12 ربیع الاول بعنوان اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال	459
102	الفضل آن لائن سے استفادہ کرنے کے ذرائع	460
103	ماں مارے اور بچہ ماں ماں پکارے	462
104	کرونا وائرس سے حفاظت اور سادگی اپنانے کی ضرورت	464
105	قرارداد تعزیت بر شہادت مکرم سید طالع احمد شہید واقف زندگی	467
106	حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصائح	469
107	فہرست عناوین برائے مضامین روزنامہ الفضل لندن آن لائن	472
108	قلم دا سورج	492
109	عشق و مشک رانتواں نہفتن	495
110	ہدایات بابت کمپوزنگ و پروف ریڈنگ	501
111	صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا (قسط سوم)	510
112	صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا (قسط چہارم)	518
113	تاریخ جلسہ ہائے سالانہ جماعت احمدیہ عالمگیر (حصہ دوم)	524
114	انسان کے اندر کا واعظ جس کی نصیحت سننا ہمارا فرض ہے	526
115	ایک تصحیح	530
116	لوگ کیا کہیں گے؟ بد رسوم کی طرف جانے کا بہانہ	531
117	مہدی اہل قلم میں سے ہو گا	537
118	قرآن کریم نصائح سے لبریز ہے	541
119	راستی اور صداقت کو اختیار کرنے کا راستہ	546
120	حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور طب (قسط 4)	550

121	اپنی زندگی کے ہر زاویے میں اعتدال ضروری ہے	553
122	استغفار۔ایک تعویذ،احتیاط اور دوا	572
123	اسلامی اصطلاح مَاشَآءَاللّٰہُ کا استعمال	578
124	یادوں کے دریچے	584
125	ایک اندوہناک حادثہ میں وفات	587
126	اسلامی اصطلاح۔ جزاك الله خیراً کا استعمال	588
127	والدین سے حسنِ سلوک	592
128	ربوہ،ربوہ ای اے	596
129	مضمون نگاروں سے ایک ضروری درخواست	636
130	اسلام کا انمٹ اسٹیٹس (Status)	637
131	کتب حدیث کا حوالہ یوں دیا کریں	642
132	اصل تبرک کا فلسفہ	643
133	بعض مرحوم افسران کا ذکرِ خیر	649
134	ایک تصحیح	664
135	الفضل کی محبت پیدا کرنے کا کریڈٹ	665
136	اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال	670
137	الفضل بطور تربیت گاہ	671
138	بچوں میں حصول علم کا شوق کیسے پیدا کیا جاسکتا ہے؟	676
139	راتوں کو اُٹھ کر روؤ، دعائیں مانگو اور اپنے ارد گرد ایک دیوارِ رحمت بنالو (مسیح موعودؑ)	678
140	مخالفتِ نفس بھی ایک عبادت ہے (مسیح موعودؑ)	690

141	جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا	698
142	روزنامہ الفضل کے پہلے صفحہ سے اقتباس بچوں کو پڑھنے کے لئے دیا کریں (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس)	717
143	مضمون نگاروں سے ایک ضروری درخواست	718
144	صاف اور سیدھی بات کیا کرو	719
145	تم ایسے پاک صاف ہو جاؤ جیسے صحابہؓ نے اپنی تبدیلی کی	722
146	اِتباعِ امام۔ مثالوں کی روشنی میں	728
147	جماعت احمدیہ کی ترقی کے لئے تکبر و غرور کی بجائے عاجزی و انکساری اپنانے کی اہمیت	732
148	اللہ تعالیٰ سے کبھی بے وفائی نہ کرنا	743
149	اپنی ہر تحریر، خط پر نام ضرور لکھا کریں	753
150	اچھی صحت دینی کاموں میں ممد و معاون ہے	754
151	آج یا کل کا استعمال	757
152	انسان کا دل خدا کا گھر ہے	758
153	الفضل آن لائن کی رضاکارانہ خدمت کرنے کے خواہشمند احباب و خواتین اسے ضرور پڑھیں	764
154	معزّز شعراء متوجہ ہوں	767
155	مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت	769
156	مالی دا کم پانی دینا، بھر بھر مشکاں پاوے	771
157	تسبیح کے دانے اور وحدت جمہوری	775
158	اعلان برائے خصوصی شمارہ	786

159	جماعت احمدیہ کے عظیم الشان جلسہ سالانہ کی بنیادی اینٹ اور سو منزلہ خوبصورت و دلکش عمارت	787
160	صحبتِ صالحین کے رموز اور اس کی جدید اقسام	793
161	ہر چہ داری خرچ کن دَر راہِ او	804
162	ادارہ الفضل آن لائن کی دیگر کتب	814

﴿1﴾

لباس التقویٰ

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف آیت 27 میں مومنوں کو "لباس التقویٰ" یعنی تقویٰ کا لباس پہننے کی تلقین فرمائی ہے۔ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے مادی اور روحانی نظام کو ساتھ ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کی اولاد! ہم نے یقیناً تمہارے لئے لباس اُتارا ہے تا تم اپنے جسم کے عیوب چھپاؤ یعنی ننگ چھپاؤ اور تمہاری زینت کا باعث ہو۔ ساتھ ہی فرمایا کہ "لباس التقویٰ" اختیار کرو جو تمہارے لئے بہتر ہے۔ یعنی اپنی بُرائیوں اور گناہوں کو چھپانے کے لئے تقویٰ کا لباس اختیار کرو اور یہ تمہارے لئے روحانی طور پر بہتر ہے اور زینت کا باعث بھی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس آیت کے ترجمہ کے فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے۔

لباس التقویٰ۔ اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَ الشَّفَقَۃُ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ

(ترجمہ قرآن از درس القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الاول زیر آیت 27 سورۃ الاعراف صفحہ 319)

یعنی لباس التقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا اور اس کی مخلوق سے شفقت سے پیش آنا۔

مخلوق سے شفقت کے حوالہ سے میرا ایک آرٹیکل حال ہی میں اخبار میں بطور اداریہ زینت بنا ہے۔ جہاں تک اوامر و نواہی کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے کا تعلق ہے۔ اس کا ذکر اور اس کی اہمیت و برکات قرآن کریم، احادیث، ارشادات حضرت مسیح موعودؑ و خلفاء عظام میں کثرت سے بیان ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ وَّ اذْکُرُوْا مَا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ:64)

اسے مضبوطی سے پکڑلو جو ہم نے تمہیں دیا ہے اور اسے یاد رکھو جو اس میں ہے تاکہ تم (ہلاکت سے) بچ سکو۔

اس آیت میں احکام الٰہی پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ قرار دیا ہے کہ تا تم تقویٰ اختیار کرو۔ یہی وہ ”لباس تقویٰ“ ہے جس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سورۃ الاعراف کی آیت 27 میں بیان فرمارہے ہیں۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا:

”میں تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑے جاتا ہوں کہ جب تک تم ان پر عمل پیرا ہوگے کبھی ناکام ونامراد نہ رہوگے اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت ہے۔“

(مؤطا امام مالك، كتاب القدر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔“ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

پھر فرمایا:

”قرآن شریف میں اول سے آخر تک اوامر اور نواہی اور احکام الٰہی کی تفصیل موجود ہے اور کئی سو شاخیں مختلف قسم کے احکام کی بیان کی ہیں۔“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 655)

ہمارے پیارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے احکام الٰہی پر عمل پیرا ہونے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”جس کام کو کرنے یا نہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے...اور جن اوامر ونواہی کے بارہ میں آنحضرت ﷺ ہمیں کو بتا چکے ہیں... احمدیت کی ترقی اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔“

(خطبہ جمعہ 30 جنوری 2004ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر یک عضو اور ہر یک قوت اور ہر یک وضع اور ہر یک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر یک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہو گا۔

اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جؤا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہو گا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا۔“ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 548)

خاکسار جب 700 احکام خداوندی مرتب کر رہا تھا۔ میری ملاقات مکرم مولانا نسیم احمد باجوہ مبلغ لندن سے ہو گئی۔ انہوں نے تحریراً مجھے لکھ کر دیا۔

”خاکسار نے خود حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ) کا ارشاد سنا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ قرآن شریف میں احکامات کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہیں 700 اور کہیں 500 کی تعداد لکھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض دفعہ ایک حکم کے اندر کئی کئی حکم ہوتے ہیں۔ اسے ایک پہلو سے دیکھیں تو ایک حکم ہوتا ہے اور دوسرے پہلو سے دیکھیں تو ایک سے زیادہ احکام ہوتے ہیں۔“

صحابہ رسولؐ اس حد تک احکام قرآن پر عمل پیرا ہونے کے شائق تھے کہ لکھا ہے۔

ایک مہاجر صحابیؓ نے قرآنی احکام کی فہرست تیار کر رکھی تھی اور اُن کی کوشش رہتی کہ کوئی ایسا حکم قرآن کا نہ رہ جائے جس پر وہ عمل پیرا نہ ہوں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ قرآنی حکم ”اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو“ پر تعمیل کی غرض سے میں ساری عمر کوشاں رہا۔ مدینہ

کے ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ کوئی کہہ دے کہ میں اس وقت ملاقات نہیں کرنا چاہتا تم واپس لوٹ جاؤتو میں واپس لوٹ آؤں۔ مگر مجھے ایسی آواز سنائی نہ دی۔ اور یہ حکم بغیر عمل کے رہ گیا۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن از ابو جعفر محمد بن حریر الطبری جلد 17، زیر آیت سورۃ النور 29)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کلام اللہ میں سب کچھ بھرا ہے
یہ سب بیماریوں کی اِک دوا ہے
جو ہے اس سے الگ، حق سے الگ ہے
جو ہے اس سے جُدا، حق سے جُدا ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 جنوری 2021ء)

﴿2﴾

احسان اور اس کے مختلف مدارج

آج تلاوتِ قرآن اور ترجمہ کے دوران انبیاء علیہم السلام کے ذکر میں ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی نعماء اور افضال کا بار بار ذکر کرنے اور ان احسانات پر شکر الٰہی کا مضمون گزرا جس میں یہ آیت بھی تھی۔

اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (الاعراف:57)

کہ یقیناً اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب رہتی ہے۔

ان آیات کی تلاوت اور انبیاء کے تذکرہ میں احسان کے ذکر سے یہ خیال ذہن میں گزرا کہ احسان جیسے اہم مضمون پر روشنی ڈالی جائے۔ جس کا ذکر ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زندگی میں بار بار ملتا ہے۔ آپؐ اِس پر عمل پیرا بھی رہے اور اپنی تقاریر، خطبات و خطابات کے آغاز پر جو تشہد پڑھتے اُس میں عدل و احسان کی تعلیم پر عمل کرنے کی یاد دہانی بار بار کرواتے۔ کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ کہ اللہ تم کو عدل اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو برابری کے سلوک کی تلقین تو فرمائی ہے لیکن اپنے ساتھ ہونے والے نیک اور عمدہ سلوک سے کہیں اچھا اور بڑھ کر سلوک کرنے کی تلقین ''احسان'' کے لفظ میں کر دی۔ جیسے ماں ہمیشہ اپنے ساتھ کئے گئے سلوک سے کہیں بڑھ کر بغیر کسی غرض اور لالچ کے اولاد کے ساتھ سلوک کرتی ہے۔ اِسے احسان کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔

احسان کے مضمون کو مختلف پہلوؤں سے اللہ تعالیٰ نے الٰہی کتاب قرآن کریم میں 200 کے لگ بھگ بیان فرمایا ہے۔ احسان موٹے طور پر تین حصوں میں تقسیم ہو سکتا ہے۔

1. اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور نعماء کا ذکر اور شکر الٰہی

2. انسان کا انسان پر احسان اور اس کے بدلہ میں بہترین عطا کرنا

3. نباتات، جمادات اور حیوانوں سے اچھا سلوک کرنا

جہاں تک اللہ کے احسانوں کا ذکر کر کے اس کا شکریہ ادا کرنے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں سب سے پہلے انسان کی صورت میں اس کی تخلیق ہے۔ اُس اللہ نے ہم سب کو اشرف المخلوقات پیدا کیا۔ پھر تمام اعضاء کے ساتھ مکمل اور صحیح سالم انسان بنایا یعنی معذور نہیں بنایا۔ معاشرہ میں مقیم انسانوں کو بعض اوقات جو متعدی اور موذی بیماریاں لاحق ہیں اُن سے محفوظ رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام اور جماعت احمدیہ میں پیدا کیا یا بعض کو احمدیت قبول کر کے اس نعمت سے مالامال کیا۔

اللہ تعالیٰ نے بھوک جیسے عذاب سے محفوظ رکھا، دوسری مخلوق سے بہتر بنایا، بُری عادات سے محفوظ رکھا۔ ہسپتال میں پڑے مریضوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرنے کو دل کرتا ہے کہ اُس نے ایسی بیماریوں سے بچایا۔ بعضوں کو سانس کی تکلیف ہے اللہ نے اس سے ہم کو بچایا۔ انسان بنایا، جانور اور چرند پرند نہیں بنایا۔ پاکستان میں ایک آدمی کی دسیوں شوگر ملز ہونے کے باوجود وہ چینی کے ایک دو دانے نہیں چکھ سکتا۔ یورپ میں ہم کو اللہ تعالیٰ نے ہر ضرورت سے مستفیض فرمایا ہے ۔خلافت جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی، نیک صالح ساتھی اور اولاد سے نوازا۔ علیٰ ھذا القیاس۔ ہر انسان کو اپنے اپنے دائرہ کے حساب سے اپنے اور اپنے اہل خانہ کے اوپر ہونے والی نعماء الٰہی کا سوچ کر اپنے اللہ کے حضور جھکنا، اس کی عبادت کرنا، اس کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اصول اِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ کے تحت شکر الٰہی کرنے پر اللہ تعالیٰ ان نعماء کو لازوال بنائے گا اور مزید نعماء و افضال سے نوازے گا۔ اس پر مزید مہربان ہو گا اور مزید نیک کاموں کی توفیق ملتی رہے گی۔ یہ مضمون اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء آیت 79 میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

اِنۡ تُصِبۡہُمۡ حَسَنَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا ھٰذِہٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ

اللہ کے احسانوں کے ذکر میں ایک حدیث بیان کرنی ضروری ہے جس میں احسان کی جامع تعریف بیان ہوئی ہے۔ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام، بارگاہ رسالت مآب حضرت محمد

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں انسانی شکل میں حاضر ہوئے اور ایمان، اسلام اور احسان کے حوالے سے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سوالات کئے۔ احسان کے سوال پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جواباً فرمایا:

"احسان یہ ہے کہ تُو اللہ کی عبادت اس طریق پر کرے گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تُو اللہ کو نہیں دیکھ رہا تو کم از کم تمہارا یہ یقین ہو کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے۔" (متفق علیہ)

ایک مومن کی اپنے ربّ کی خاطر ہر حرکت، ہر ادا، ہر نیکی اور ہر عمل عبادت کا ہی ایک رنگ رکھتا ہے۔ اس ناطے ہر عمل، ہر حرکت اور اسلام کی خاطر ہر ادا کے وقت ایک مومن کی یہ کیفیت اور سوچ ہونی چاہئے کہ میں خدا کو دیکھ رہا ہوں یا کم از کم یہ سوچ ہو کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ انسان کی اس اعلیٰ کیفیت کا نام احسان ہے اور یہی احسان کی جامع و مانع تعریف ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تم اپنے اللہ کی ایسی بندگی کرو کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔

2۔ انسانوں کے ساتھ احسان مندی کا سلوک

i۔ یہ مضمون بہت وسعت لئے ہوئے ہے۔ اور اس کے آگے کئی مدارج ہیں۔ ہر انسان خود بھی انسانوں کے زُمرے سے ہے اس لئے احسان کا مضمون انسان کے اپنے آپ سے، اپنے نفس سے شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا (بنی اسرائیل:8)

کہ اگر تم اچھے اعمال بجالاؤ تو اپنی خاطر ہی اچھے اعمال بجالاؤ گے اور اگر تم بُرا کرو تو خود اپنے لئے ہی بُرا کرو گے۔

انسان کی سوچ سے یہ چیز بسا اوقات باہر ہوتی ہے کہ انسان اپنے لئے بھی بُرا سوچ سکتا ہے۔ یہ مضمون اتنا گہرا ہے کہ انسان بالعموم غیروں کے شر سے بچنے کے لئے خود دعا بھی کرتا ہے اور دوسروں سے بھی کرواتا ہے لیکن اپنے نفس کے شر سے بچنے کی دعا تو کیا اس کا سوچتا بھی نہیں۔ جبکہ ہر انسان کے اندر ایک اور انسان موجود ہوتا ہے جو ظاہری طور پر نظر آنے والے انسان سے نیکیاں کروا کر اُسے راہِ راست پر بھی رکھتا ہے اور بعض اوقات اُسے پُھسلا کر بُرے اور قبیح کام کروا

کر دوزخ کی طرف بھی لے جاتا ہے۔ اس لئے ہم میں سے ہر انسان کو اوامر پر عمل کرنا اور اُن نواہی سے بچنا چاہئے جو "فَلَهَا" کے تحت آتے ہیں جیسے جھوٹ، چغلی، غیبت، تجسس وغیرہ وغیرہ۔

ii۔ والدین سے حسن سلوک

اشرف المخلوقات کے حوالے سے احسان کے دائرے یا مدراج میں دوسرا نمبر والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ہے۔ جیسا کہ اللہ فرماتا ہے:

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَاناً (بنی اسرائیل:24)

کہ تیرے ربّ نے صرف اپنی بندگی کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنے والدین کے ساتھ احسان کرو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی توحید اور بندگی اختیار کرنے کے ساتھ والدین سے احترام کا تعلق روا رکھنے اور ان کے ساتھ احسان سے پیش آنے کا ذکر فرمایا ہے۔

اس کی بڑی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب اللہ کسی نفس کو زمین میں لانے کا فیصلہ کرتا ہے تو والدین کو ذریعہ بناتا ہے جن کی اطاعت واحترام لازم ہے۔

iii۔ عزیز واقارب اور رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنا

اللہ تعالیٰ انسان کے اس درجہ کا ذکر سورۃ البقرہ آیت 84 میں یوں فرماتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا

اور جب ہم نے بنی اسرائیل کا میثاق (اُن سے) لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرو گے اور والدین سے احسان کا سلوک کرو گے اور قریبی رشتہ داروں سے اور یتیموں سے مسکینوں سے بھی اور لوگوں سے نیک بات کہا کرو۔

خاکسار نے اس دائرہ سے تعلق رکھنے والوں کا تفصیل سے ذکر اپنی کتاب خاندانی منصوبہ بندی میں کیا ہے۔ (وہاں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے)

iv۔معاشرہ میں غریب اور مستحق طبقہ کے ساتھ احسان کرنا

اسلام، سلامتی کا مذہب ہے اور یہ سلامتی اپنوں سے نکل کر غیروں کی طرف جاتے اپنے دائرہ کو وسیع کرتی جاتی ہے اور معاشرہ میں بسنے والے کمزور لاغر اور مستحق لوگوں کو اپنا حصہ بناتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دائرہ سے متعلقہ لوگوں کے ساتھ احسان سے پیش آنے کا ذکر سورۃ النساء آیت 37 میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

(ترجمہ ملخص ہے) کہ والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکین لوگوں ،رشتہ دار ہمسائیوں اور غیر رشتہ دار ہمسائیوں، اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی احسان کرو۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں کمال حکمت سے ہمسایہ میں قریب اور دور کے ہمسائے سے حسن سلوک کی تلقین فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں 40 گھروں تک ہمسایہ کا درجہ دیا ہے بلکہ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے ہمسائے کے لئے سالن میں پانی ڈالنے کی بھی تلقین فرمائی اور فرمایا:

وَاَحْسِنْ جِوَارَمَنْ جَاوَرَكَ تَكُنْ مُسْلِمًا

ہمسایہ کے ساتھ عمدہ ہمسائیگی کرو تا تم کامل مسلم بنو۔ اس طبقہ کے ساتھ حسن سلوک اور اُن کے ساتھ احسان کرنا معاشرہ کے وقار کو بلند کرنا ہے اور اس کو اسلامی معاشرہ کا نام دیا جاسکتا ہے۔ مجھے جماعت میں ایسے ایسے حسین اور نیک لوگ ملتے ہیں جو اپنی شب و روز دعاؤں میں ایسے لوگوں کو بھی شامل رکھتے ہیں جو اُجرت پر گھروں میں کام کرتے ہیں۔ مجھے ایک ایسی خاتون کا علم ہے جو گھر میں دودھ مہیا کرنے والے (دودھی) کو، جمعدار اور گھر میں کام کاج کرنے والی ماسی کو اپنی تہجد کی دعاؤں میں شامل رکھتی ہیں۔ ان سے کسی دوسری خاتون نے کہا کہ وہ تو آپ سے اجرت لیتے ہیں پھر بھی آپ ان کے لئے بہت دل سے دعا کرتی ہیں تو اس بزرگ خاتون نے جواباً کہا کہ ان کو اللہ تعالیٰ

نے ہماری خدمت کے لئے مامور کیا ہے۔ خواہ رقم لے کر یہ خدمت کرتے ہیں اگر یہ نہ ہوں تو ہماری زندگی بہت مشکل ہو جائے۔

مجھے 1947ء کا وہ دور یاد آ گیا جب پارٹیشن کے وقت قادیان میں مقامات مقدسہ کی حفاظت کرنے والوں کی فہرستیں تیار ہو رہی تھیں تو حضرت مصلح موعودؓ نے ان فہرستوں میں موچی، قصائی، دودھی اور دوسرے کام کرنے والے لوگوں کو شامل فرمایا تھا تا اگر احمدی مسلمانوں کو حصار میں رہنا پڑے تو ایک ہی جگہ میں ہر انسانی ضرورت پوری کرنے والے لوگ میسر آ سکیں۔ تو ایسے لوگ ہماری دعاؤں کے جہاں مستحق ہوتے ہیں وہاں ہمارے پیار، محبت اور احسان و مروت کے بھوکے بھی۔

اللہ تعالیٰ نے یہ دائرہ اس حد تک بڑھایا ہے کہ طلاق یا خلع کے وقت عورتوں کو احسان کے ساتھ رخصت کرنے کی تعلیم تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ (البقرہ:230) کے الفاظ میں دی۔ نیز غصہ پی جانے والوں ،لوگوں کو معاف کرنے والوں کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْن کے الفاظ کو استعمال فرما کر سبق دیا کہ غصہ پینا اور لوگوں سے نرمی کا سلوک بھی احسان کرنا ہی ہے۔ یہ تعلیم آج کے دور میں اس لئے ضروری اور اہم ہے جبکہ عدم برداشت نام کی کوئی چیز دنیا کے معاشرہ میں پائی نہیں جاتی۔

v۔ عقیدہ و مذہب سے بالا ہو کر احسان کرنا

اللہ کی مخلوق جو اس کی ”عیال اللہ“ ہے سے احسان و مروّت سے پیش آنے کا ایک دائرہ بلا تمیز مذہب و عقیدہ کے پیار و محبت سے ملنا اور سلامتی کی فضا برقرار رکھنا ہے۔ جس کی آج دنیا بھر میں تمام مذاہب کو اپنانے کی بہت ضرورت ہے جبکہ ان مذاہب میں جنگ کی سی کیفیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ آیت 14 میں ان کے ساتھ جو مخالفت کرتے، دشمنی کرتے اور مذہب اور اس کے ماننے والوں کو نقصان پہنچاتے ہیں احسان کا سلوک روا رکھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْن

پس ان سے در گزر کر اور صرفِ نظر بھی۔ یقیناً اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

3۔ نباتات جمادات اور حیوانات کے ساتھ احسان کرنا

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اس کی تعلیمات بھی عالمگیر اور تاقیامت قابل عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ، ہر جگہ اصلاح کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور فساد سے نفرت کی تعلیم دی ہے۔ اشرف المخلوقات کے ساتھ حسنِ سلوک اور احسان و مروّت، محبت سے پیش آنے کی تعلیم اور ان سے متعلق احکامات دینے کے بعد ضروری تھا کہ دنیا میں دوسری پائی جانے والی مخلوق اور دیگر مرئی اور غیر مرئی اشیاء کے ساتھ احسان کے سلوک کا ذکر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جنگوں میں درختوں اور نباتات اور دیگر اشیاء کو تباہ نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اونٹ اور گدھوں پر اُن کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادنے سے صحابہؓ کو منع فرمایا۔

ایک صحابی نے پرندے کے انڈے گھونسلے سے نکال لئے۔ آپؐ نے انہیں دوبارہ گھونسلے میں رکھنے کو فرمایا۔ آگ اور پانی کے عذاب یعنی ان سے کسی کو تباہ و برباد کرنے سے منع فرمایا۔ زمین میں اصلاح کرنے اور فساد سے باز رہنے کے بعد فرمایا:

إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (الاعراف:57)

کہ اللہ کی رحمت محسنوں کے قریب ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جابجا لکھا ہے کہ "میں احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہوں" یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے جو احسان برتنے والوں کو دیا جاتا ہے۔ ہم سب پر لازم ہے کہ ہم اپنی زندگیوں میں احسان کے مضمون کو پھیلائیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے: إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ

الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِ شَئیٍ (مسلم) کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کی ہر چیز میں احسان کو ضروری قرار دیا ہے۔ لہٰذا ہمیں زندگی کے ہر موڑ پر احسان کو ملحوظ رکھنا چاہیئے صرف اپنے نفس کے ساتھ ہی نہیں، اپنی صحت، اپنے علم، اپنی عقل، اپنی روح، اپنے کاروبار، اپنی عبادت، اپنے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں بالخصوص دفاتر میں اپنی مُفوضہ ذمہ داریوں اور ڈیوٹی کی ادائیگی میں احسان کو مد نظر رکھنا ہوگا۔ ہمارے ایشیائی معاشرے میں دفاتر کے حقوق کماحقہ ادا نہیں کئے جاتے۔ وقت کی پابندی کا خیال رکھا جائے کام بر وقت کیا جائے۔ آج کا کام کل پر نہ ڈالا جائے، استاد بھی ٹیچنگ میں احسان کو مدّ نظر رکھیں۔ الغرض اپنے ذمہ ہر ڈیوٹی کو باحسن طریق سر انجام دیا جائے، اس ضمن میں احسان کا یہ اصول مدّ نظر رہے کہ خدا ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اور اردو زبان میں احسان کے معنی ایک دو یا تین لئے جاتے ہیں جبکہ یہ عربی کا لفظ ہے اور عربی زبان میں احسان کے بہت وسیع معانی ہیں۔ ان تمام معانی کو مدّ نظر رکھ کر احسان کے بارے میں اس آرٹیکل میں تفصیل بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ایک دفعہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کے ہمراہ دربار رسالت ؐمیں حاضر ہوئیں۔ آنحضور ﷺ گھر پر نہ تھے۔ حضرت عائشہ ؓ کے پاس ایک ہی کھجور تھی جو آپ نے ماں کو دے دی۔ اس ماں نے اسے دو بچیوں میں نصف نصف تقسیم کر دیا اور خود کچھ نہ کھایا۔ آنحضور ﷺ جب گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ ؓ نے یہ قصہ آپؐ کو سنایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو بچیوں سے آزمایا اور اس باپ نے اُن کے ساتھ احسان کا سلوک کیا تو اس سے جہنم دور کر دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو احسان کے باریک معنوں کو سامنے رکھ کر اس کا لبادہ اوڑھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ اور شکر الٰہی کے بہترین طریق پر عمل کرنے والا بنائے اور اَلْحَمْدُ

لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن کی تسبیح کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائے اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنَ کے مطابق شکر الٰہی کرنے والا بنائے آمین ثم آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 6 جنوری 2021ء)

﴿3﴾

اسلامی اصطلاحات اور ان کا بر محل استعمال

جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے تمام طبقات کے لئے مطبوعہ نیشنل سلیبس کی اہمیت نیز اِسے زیرِ نظر رکھنے کے متعلق ایک اداریہ میں اس سے قبل توجہ دلائی جاچکی ہے۔

اس سلیبس کے مزید گہرائی سے مطالعہ کے بعد مجھے ضروری محسوس ہوا ہے کہ میں اس کے باب بعنوان "Social Conduct" میں درج اسلامی اصطلاحات کے حوالے سے اپنے قارئین الفضل کو بطور یاددہانی بتاؤں کہ ان کے معانی کیا ہیں اور کب انہیں پڑھنا چاہیے۔

"**بِسۡمِ اللّٰہ**"۔ بمعنی اللہ کے نام سے اور اسے ہر کام شروع کرتے وقت پڑھا جاتا ہے۔

"**اِنۡ شَآءَ اللّٰہ**"۔ بمعنی اگر اللہ نے چاہا اور اِسے ہر کام کے ارادہ کرنے پر پڑھا جاتا ہے۔ (اسے بعض لوگ انشاء اللہ بھی لکھتے ہیں جو غلط العام ہے۔ قرآن کریم میں اسے اِنۡ شَآءَاللّٰہ کی طرز پر لکھا گیا ہے)

"**سُبۡحَانَ اللّٰہ**"۔ بمعنی اللہ پاک ہے اور اِسے اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی کی تعریف کی جائے۔

"**یَا اللّٰہ**"۔ بمعنی اے اللہ! اور اسے ایسے وقت بولا جاتا ہے جب کسی کو کوئی درد اور تکلیف پہنچے۔

"**مَاشَآءَ اللّٰہ**"۔ بمعنی جو اللہ چاہے۔ اور اس کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب کسی کے اچھے کام کی تعریف ہو رہی ہو۔

"جَزَاکُمُ اللّٰہ"۔ بمعنی اللہ آپ کو اس کی جزاء دے۔ اور شکریہ کہنے کے وقت اِسے استعمال کرتے ہیں۔

"آمین"۔ بمعنی اے اللہ! میری (ہماری) دعا قبول فرما! جب دعا کر رہے ہوں یا کسی محفلِ دعا میں شامل ہوں۔

"فِی اَمَانِ اللّٰہ"۔ بمعنی اللہ کی حفاظت میں۔ الوداع ہوتے یا کسی کو الوداع کرتے وقت یہ دعائیہ فقرہ استعمال ہوتا ہے۔

"تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہ"۔ بمعنی میں اللہ پر توکل کرتا ہوں اور جب طبیعت کے بر عکس کوئی Feeling محسوس ہوں تب یہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔

"نَعُوْذُ بِاللّٰہ"۔ ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جب کوئی ناپسندیدہ بات کا سامنا ہو۔

"بَارَكَ اللّٰہ"۔ اللہ مبارک کرے اور جب پسندیدہ بات ظہور پذیر ہو یا کسی انعام سے نوازا جائے۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"۔ بمعنی ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم نے اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ یہ الفاظ فوتیدگی یا گمشدگی پر یا کسی نقصان پر بولے جاتے ہیں۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہ"۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے۔ ارشاد نبویؐ کے مطابق چھینک آنے پر یہ الفاظ بولنے چاہئیں۔ (یہ اللہ کی تعریف ہے اسے ہر نیکی، خوبی، انعام ملنے پر بھی بولا جاتا ہے)

"یَرْحَمُكَ اللّٰہ"۔ بمعنی اللہ تم پر رحم فرمائے۔ جبکہ یہ الفاظ چھینک کی آواز سننے پر چھینک آنیوالے شخص کو کہے جاتے ہیں۔

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ"۔ بمعنی میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔ یہ الفاظ اس وقت بولے جاتے ہیں جب ہم میں سے کوئی گناہ سے بچنا چاہے۔ (نیشنل سلیبس سٹیج III صفحہ 97-100)

"اَللّٰہُ اَکْبَر"۔ بمعنی اللہ سب سے بڑا ہے۔ ارشاد نبویؐ کے مطابق جب آپ پہاڑی۔ اونچائی (Stairs) پر چڑھ رہے ہوں۔

"سُبْحَانَ اللّٰہ"۔ بمعنی اللہ پاک ہے۔ جب پہاڑی یا اونچائی (Stairs) سے اُتر رہے ہوں تو پڑھا جاتا ہے۔

(نیشنل سلیبس صفحہ 113۔114)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 9 جنوری 2021ء)

﴿4﴾

ضروری اعلان برائے مضامین
صاحب قلم قارئین سے

1. 20 فروری یوم مصلح موعودؓ کی مناسبت سے مضامین ادارہ کو جلد از جلد بھجوانے کی درخواست ہے۔
2. 23 مارچ یوم مسیح موعودؑ کی مناسبت سے بھی مضامین بھجوانے کی درخواست ہے۔
3. رمضان المبارک کی بھی آمد آمد ہے۔ اس مناسبت سے کثیر تعداد میں مضامین کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں بھی سلطان القلم کے معاونین بن کر تعاون کی درخواست ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 جنوری 2021ء)

﴿5﴾

سلیبسز Syllabuses

خاکسار کو اپنے بیٹے کے ہاں قیام کے دوران جماعت کی تعلیم و تربیت اور اصلاح احوال کے لئے شعبہ تعلیم جماعت احمدیہ برطانیہ کے شائع کردہ نیشنل سلیبس دیکھنے کو ملے جس پر لکھا تھا کہ یہ خدام الاحمدیہ، انصاراللہ، لجنہ اِماءاللہ اور واقفین نو بچوں کے لئے Unified Syllabus ہے یہ تین Stages کا ہے۔ اس کے علاوہ شعبہ مرکزی وقفِ نو کا ایک سے 21 سال کے بچوں و بچیوں کا سلیبس بھی الگ نظر آیا۔ جب خاکسار نے ان سلیبسز پر تفصیل سے نگاہ ڈالی اور بعض جگہوں سے جستہ جستہ پڑھا تو میں نے اس کو حقیقت میں جماعت کے تمام عمر سے تعلق رکھنے والوں کے لئے مفید پایا کیونکہ ایک مربی ہونے کے ناطے یہ میرے لئے بھی بہت سی باتوں کی یاد دہانی کا موجب ٹھہرے۔ اور قرآنی حکم '' فَذَكِّر '' کے تحت دینی علوم کی یاددہانی کا عظیم ذریعہ متصوّر ہونے لگے۔

جوں جوں خاکسار اس کے مطالعہ میں آگے بڑھا توں توں ان سلیبس تیار کرنے والوں کے لئے دُعا نکلی کہ انہوں نے کمال حکمت اور فراست سے دنیا میں موجود روحانی اور دینی کھانوں کو ایسے طریق سے تیار کر کے ایک ہی جگہ پر سجا دیا ہے جیسے ایک ہی میز (Table) یا ٹرے پر دُنیوی کھانے ایک ہی جگہ پر مہمانوں کے لئے چُن دیئے جاتے ہیں۔ تا تمام کھانوں کو تھوڑا تھوڑا حسب توفیق چکھ کر نہ صرف لطف اندوز ہو اجائے بلکہ تیار کرنے والوں اور اُس اللہ کا شکر ادا کیا جائے جس نے یہ ایسے لذیذ مائدے انسانیت کے لئے تیار کئے۔

بعینہٖ یہ سلیبسز (Syllabuses) روحانی کھانوں کے مختلف ذائقوں پر مشتمل ہیں۔ جن سے محظوظ ہونا ضروری ہے۔

دنیا بھر کی مختلف جماعتوں نے بھی اپنے اپنے ہاں اس طرح کے علمی، تربیتی، اخلاقی اور روحانی Syllabuses تیار کئے ہونگے۔ وقفِ نو کا مرکزی سلیبس تو تمام جگہوں پر Common

طور پر دستیاب ہو گا۔ ہمارے بزرگوں اور بزرگ ماؤں کو چاہیئے کہ اپنے بچوں اور بچیوں خواہ ان کا تعلق ناصرات الاحمدیہ یا اطفال الاحمدیہ سے ہو، خواہ خدام الاحمدیہ یا ممبرات لجنہ سے تعلق ہو اور خواہ وہ ناصر ہو یا واقف نو ہو۔ انہیں ان سلیبسز کو خود بھی زیر مطالعہ رکھنا چاہیئے اور اپنے بچوں کو بھی ان کا باقاعدگی سے نہ صرف مطالعہ کروائیں بلکہ ان باتوں کو ازبر یاد بھی کروائیں تا ہماری نئی پود اسلامی و دینی تعلیم سے بہتر رنگ میں آراستہ رہے۔

ان سلیبسز کے مطالعہ سے ہمیں اپنے خالق حقیقی اللہ تعالیٰ سے لگاؤ بڑھے گا۔ اس کی طرف زیادہ جھکنے کی توفیق ملے گی۔ اس کی عبادت بالخصوص نماز، نوافل کے حقوق کماحقہ ادا کرنے کی توفیق حاصل ہوگی اس تعلیم کو حرزِ جان بنا کر دنیا میں پھیلی اس کی عنایات اور افضال و نعماء کو دیکھ اور پڑھ کر تشکر کا موقع ملے گا۔

اللہ تعالیٰ کی پہچان کے بعد یہ سلیبسز اس کے پیارے رسول سیّدنا محمد ﷺ کے ساتھ عقیدت و محبت اور پیار بڑھانے کا موجب ہوں گے۔ اس عظیم نبی پر درود بھیجنے کا ذریعہ بنیں گے۔ قرآنی حکم ”قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ“(آلِ عمران:32) کے تحت آنحضور ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہو کر اللہ سے محبت بڑھے گی۔

قرآن کریم کی تعلیمات و احکامات سے آگاہی حاصل ہو گی اور تلاوت کی توفیق ملتی رہے گی۔ نماز کی درست ادائیگی، تاریخ اسلام و احمدیت سے آگاہی، اخلاقیات، دنیا میں زندگی گزارنے کے طریق اور چھوٹی چھوٹی دعائیں اور بہت سے فوائد ان سے حاصل ہونگے۔ اب تو یہ online بھی میسر ہونگے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح اسلامی تعلیم سے آراستہ ہونے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 جنوری 2021ء)

﴾6﴿

درخواستِ دعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہت سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیاں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کررہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری ہوں۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیر ان راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیر ان کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور جلد ان کی رہائی کے سامان کرے۔ اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات وفیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 جنوری 2021ء)

﴿7﴾

ہر واقفِ نو کو اپنے نصاب سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے

خاکسار نے گزشتہ دنوں ایک اداریہ Syllabuses پر لکھا تھا کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کے شعبہ تعلیم نے جماعت کے تمام عمر کے افراد کے لئے سلیبس یکساں طور پر تیار کیا ہے جس سے استفادہ کرنے کی درخواست کی تھی۔ نیز ایک اداریہ میں اس سلیبس میں درج تمام اسلامی اصطلاحات کو موقع و محل کے مطابق استعمال کرنے کی تلقین بھی کر چکا ہوں۔ اس آرٹیکل میں دنیا بھر میں پھیلی جماعتوں کو اپنے ہاں شائع ہونے والے سلیبسز بالخصوص مرکزی شعبہ وقفِ نو کے تیار کردہ سلیبسز کی طرف توجہ دلا کر استفادہ کی درخواست کی گئی تھی۔

اس کے کچھ دنوں کے بعد مجھے شعبہ وقفِ نو مرکزیہ کے دفتر واقع ڈیئر پارک جانے کا اتفاق ہوا جہاں اس شعبہ کے تحت شائع ہونے والی عالمگیر سلیبسز (نصاب) کو نہ صرف دیکھنے کا موقع ملا بلکہ انچارج شعبہ ہذا اور انچارج ادارتی کمیٹی روزنامہ الفضل آن لائن لندن نے مجھے یہ سلیبسز تحفةً بھی پیش کئے جن کو خاکسار نے گھر لا کر خوب کنگھالا یہ سلیبسز دنیا بھر میں پھیلے ہزاروں واقفین و واقفات نو کے لئے دو خلفاء کرام (سیّدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ اور سیّدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز) کی زیر نگرانی و زیر رہنمائی مرتب پائے۔ یہ اُن مبارک مجاہدین اور بابرکت وجودوں کی تعلیم و تربیّت اور اصلاح احوال کے لئے ترتیب دیئے گئے ہیں جن سے خلفاء کو بہت توقعات وابستہ ہیں۔ اور یہ حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی خاص رہنمائی و نگرانی میں تربیت پا رہے ہیں۔ جو جماعت احمدیہ کے مستقبل کے ایسے معمار ہیں جنہوں نے نہ صرف جماعت کی عمارت تعمیر کرتے چلے جانا ہے بلکہ اس میں مختلف اسلامی و جماعتی تعلیمات کے رنگ بھی بھر کر اس کو خوبصورت سے خوبصورت تر بناتے چلے جانا ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ مستقبل کے ان معماروں کو پہلے Training بھی دیں اور اس Training کا بہترین ذریعہ یہ نصاب ہیں جو بہت محنت اور دعاؤں سے ایسے رنگ میں تیار ہوئے ہیں جیسے کسی کو تحفہ پیش کرنے کے لئے پھلوں کی باسکٹ تیار کروائی جاتی ہے۔

جس میں مختلف ذائقوں اور خوشبوؤں کے قسما قسم کے رنگا رنگ خوبصورت پھل ترتیب سے لگائے جاتے ہیں جو ذائقے کے لحاظ سے مزیدار اور دکھاوے کے لحاظ سے خوبصورت نظر آتے ہیں۔ جو صحت کے لئے بھی مفید ہوتے ہیں۔ بعینہٖ یہ نصاب مختلف رنگارنگ کے اسلامی پھلوں کا مجموعہ ہے جو خوبصورت بھی نظر آتا ہے اور روحانی صحت کے لئے بہت ضروری بھی ہے۔

یہ نصاب تین حصّوں میں منقسم ہے۔ اس کا پہلا حصّہ 7 سال تک کے واقفین نو بچوں کے لئے ہے۔ جس میں بہت بنیادی باتیں درج ہیں۔ جن کو ہمارے پہلے Stage کے بچوں کو بتانا، سمجھانا اور یاد کروانا ضروری ہے جیسے نماز بالخصوص، آج کے مادی اور بے راہ روی کے دور میں جبکہ بچوں کے کانوں میں ایسی باتیں پڑتی ہیں جن کو بچہ دیکھ کر پیار پیار میں ایسی عادت اپنالیتا ہے جو معاشرہ کا حسن نہیں ہوتا۔

پارٹ 2 میں 7 تا 15 سال تک کے واقفین نو بچوں کا نصاب ہے۔ جب بچہ گھر کی دہلیز سے باہر قدم رکھتا ہے اور وہ باہر کی باتوں کو بھی اپنی زندگی کا حصّہ بآسانی بنا سکتا ہے۔ اس حصّہ نصاب میں پہلے Stage سے آگے کچھ ضروری باتیں اور اہم علم درج ہیں جیسے صفات باری تعالیٰ کے نام ترجمہ کے ساتھ اس لئے بھی ضروری ہوتے ہیں کہ بچے کو خدا کی خدائی بتائی جائے۔ نیز چھوٹی چھوٹی قرآنی سورتوں، احادیث، اسلامی اصطلاحات اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سبق آموز منظوم کلام پر مشتمل یہ نصاب ہے۔

تیسرا حصّہ نصاب 21 سال تک کے واقفین و واقفات نو کے لئے تیار ہوا ہے جس میں اس عمر سے تعلق رکھنے والے واقفین نو کے لئے باتیں درج ہیں۔

یہ نصاب گو واقفین نو کے لئے تیار ہوا ہے لیکن اس سے جماعت کا نوجوان طبقہ بھی یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے یہ نصاب دیکھ کر مجھے لاہور پاکستان کا ایک واقعہ یاد آرہا ہے۔ جب خاکسار

وہاں مربی ضلع کے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔ میرے پاس ایک فرقہ کے کچھ سرکردہ لوگ دارالذکر آئے۔ جب ہم دونوں نے ایک دوسرے کا تعارف کروایا تو خاکسار کے جماعت احمدیہ کے تعارف پر ان کے جنرل سیکریٹری نے مجھے جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیم کے نظام کو سراہتے ہوئے کہا کہ آپ کے ہاں بچہ جب گھر کی دہلیز پر قدم رکھ کر گھر سے باہر جانے کے قابل ہوتا ہے تو آپ کی تنظیم تعلیم و تربیت کے ناطے اس بچے کو اپنی بانہوں میں لے لیتی ہے۔ گھر میں ماں باپ اور بڑے بہن بھائی بچے کی تربیت کر رہے ہوتے ہیں اور گھر سے باہر جماعت بچے کو سنبھال لیتی ہے۔

جماعت یا ذیلی تنظیمیں جن ذرائع سے احمدی بچوں، بچیوں کو سنبھالتی ہیں ان میں سے ایک ذریعہ یہی نصاب ہوتے ہیں۔ جو مختلف تنظیمیں تیار کرتی ہیں۔ ہم جب بچے تھے تو اطفال الاحمدیہ کے لئے کامیابی کی راہیں ہر چہار حصص ہوا کرتے تھے۔ جو اب ایک جلد میں دستیاب ہیں۔ یہ چاروں کتب ہر اس گھر میں نظر آتی تھیں جن گھروں میں یا تو کوئی طفل پرورش پارہا ہوتا تھا یا ناصرہ احمدیہ پل رہی ہوتی تھی۔ اس طرح وقفِ نو کے نصاب کا ہر واقف نو / واقفہ نو کے گھر میں نہ صرف موجود ہونا ضروری ہے بلکہ عمر کے اعتبار سے بچوں / بچیوں کو نصاب کو ازبر یاد کرنا ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں جماعت احمدیہ میں یہی ایک نصاب ایسا ہے جو عالمی حیثیت رکھتا ہے۔ اور دنیا بھر میں پھیلے تمام برِ اعظموں میں موجود واقفین و واقفات نو اس سے برابر و یکساں فائدہ اٹھاتے ہیں اور فائدہ اٹھانا چاہیے بھی۔

اللہ تعالیٰ اس نصاب کو جماعت کے بچوں اور بچیوں کے لئے یکساں مفید بنائے اور واقفین نو / واقفاتِ نو جیسی کونپلیں جب اس حسین و جمیل تعلیم کی خوشبو لیے پھوٹیں گی تو اس کی مہک اور خوشبو سے سارا گلستان احمدیت مہکتا چلا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 جنوری 2021ء)

﴿8﴾

فاصلے بڑھ گئے، پر قرب تو سارے ہیں وہی

چند دن ہوئے خاکسار کو طاہر ہاؤس ڈیئر پارک میں ظہر و عصر کی نمازیں با جماعت مکمل SOPs کے ساتھ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد جب ہم سب ایک دوسرے کا حال احوال دریافت کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے تو دور دور فاصلے رکھ کر کھڑے ہم میں ہر ایک دوسرے کو ہاتھ کے اشاروں سے سلام کہہ رہا تھا اور احوال دریافت کر رہا تھا۔ اس اثناء میں ہمارے ایک دوست مکرم لقمان احمد کشور انچارج کمیٹی روزنامہ الفضل آن لائن لندن نے بے ساختہ کہا

؎ فاصلے بڑھ گئے، پر قرب تو سارے ہیں وہی

خاکسار ان کے اس بے ساختہ جواب سے بہت محظوظ ہوا۔ گو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس شعر کو کسی اور تناظر میں فرمایا تھا:

؎ نہ وہ تم بدلے نہ ہم، طور ہمارے ہیں وہی
فاصلے بڑھ گئے، پر قرب تو سارے ہیں وہی

لیکن یہ شعر بالخصوص اس کا دوسرا مصرعہ آج COVID 19 میں ملاقاتوں اور میل ملاقات کی پابندیوں کے دَور پر پورا اُترتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز اسلام آباد میں مقیم ہیں۔ ملاقاتیں بند ہیں۔ نمازوں کے لئے آنے جانے پر پابندی ہے۔ خلیفۃ المسیح ایدّہ اللہ کا رُوبرو دیدار مشکل ہے۔ گویا مادی لحاظ سے دُوریاں ہی دُوریاں نظر آتی ہیں۔ لیکن روحانی لحاظ سے ایمان بھی وہی ایمان کی گرمائش بھی وہی، ایک دوسرے کے لئے دعائیں بھی وہی، میل ملاقات کے لئے دونوں طرف برابر آگ لگی محسوس ہوتی ہے۔

ان حالات میں ورچوئل ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو لندن سے نکلتا ہوا ساری دنیا میں پھیل گیا ہے۔ الحمدللہ۔ اب کبھی جرمنی، کبھی کینیڈا، کبھی فرانس، کبھی گھانا اور کبھی امریکہ کے خدام، واقفینِ نو اور دیگر عہدیداران کی ملاقاتیں بذریعہ ZOOM ہونے لگی ہیں۔ جو ایم ٹی اے کے ذریعہ جب ہم تک پہنچیں تو ہمارے دل باغ باغ ہوئے۔ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہونے لگا۔ وقت کے تقاضوں کے مطابق سوالات کے جوابات ملنے لگے۔ وہ جو اِکا دُکا لندن آکر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا دیدار اور ملاقات کر کے اپنی پیاس بجھاتے اور واپس جا کر ان نجی ملاقاتوں کا احوال سناتے تھے جو انسان اپنی تمام تر استعدادوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بھی احوال پورے رنگ میں بیان نہیں کر سکتا تھا۔ اب ان ملاقاتوں سے استفادہ عام ہوا۔ اوّل تو ان ملاقاتوں میں ایسے لوگ براہِ راست مستفیض ہونے لگے جن کا لندن آکر ملاقات کرنا خواب دیکھنے سے کم نہ تھا۔ اور دوسرا ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر کے احمدیوں نے استفادہ کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی جماعت کے مطیع و فرمانبردار افراد سے ملاقات کرنے کی خوشی تو اپنی جگہ، ملاقاتیوں کی خوشی دیدنی نظر آتی ہے۔ ان کے چہرے اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ ان سے مخاطب ہیں۔ ان کے سوالات کے جوابات دے رہے ہیں۔ ان کی حرکات و سکنات کو دیکھ کر یوں لگ رہا ہو تا کہ کاش درمیان کے فاصلے پاٹ جائیں اور ہم خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے معانقہ کر لیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ چاہت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

ان نظاروں کو دیکھ کر یہ سچ ہے کہ:

؎ فاصلے بڑھ گئے، پر قرب تو سارے ہیں وہی

اب امام اور مقتدی کے تعلق اور رشتہ سے نکل کر اس مصرع کو ہم افراد جماعت اپنی نجی اور جماعتی زندگیوں پر لاگو کریں تو بھی یہ مصرع اپنی شان کے ساتھ پورا اُترتا نظر آتا ہے۔

COVID 19 میں SOPs کی پابندیوں کی وجہ سے افراد جماعت مساجد میں حاضر نہیں ہو پا رہے۔ خطبہ جمعہ میں بھی حاضری محدود ہے۔ اجلاسات نہیں ہو رہے۔ الغرض ملاقاتوں کے نہ ہونے کی وجہ سے فاصلے بڑھ گئے معلوم ہوتے ہیں لیکن ZOOM کے ذریعہ مختلف ممالک میں جماعتوں اور تنظیموں کے اجلاسات اور تعلیمی و تربیتی کلاسز منعقد ہوتی ہیں۔ جن میں باقاعدہ اجلاس کی صدارت ہوتی ہے۔ تلاوت و نظم اور عہد کے بعد تربیتی تقاریر ہوتی ہیں۔ جو احباب جماعت پوری طرح تیار کر کے پڑھتے ہیں۔ احادیث اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفاء سلسلہ پڑھے جاتے ہیں۔ ذیلی تنظیموں اور واقفینِ نو کے اجلاسات میں نصاب پڑھائے جاتے ہیں اور بچے بڑے شوق و ذوق کے ساتھ ان میں حصّہ لیتے ہیں بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ ان بچوں کے ماں باپ بھی اپنی جگہ GADGETS کے ذریعہ بچوں کی نگرانی کر رہے ہوتے ہیں جن سے ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اس ناطے بھی اگر اس مصرعہ:

ے فاصلے بڑھ گئے، پر قرب تو سارے ہیں وہی

پر غور کریں تو دو اور دو چار کی طرح پورا ہوتا نظر آ رہا ہے۔ کیونکہ تصاویر کے ساتھ ایک دوسرے سے نہ صرف ملاقات ہو جاتی ہے بلکہ ایمان و ایقان و عرفان اور علم و معلومات میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 جنوری 2021ء)

﴿9﴾

اسلامی اصطلاحات اور ان کا بر محل استعمال

حاصل مطالعہ

جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے تمام طبقات کے لئے مطبوعہ نیشنل سلیبس کی اہمیت نیز اِسے زیرِ نظر رکھنے کے متعلق ایک اداریہ میں اس سے قبل توجہ دلائی جاچکی ہے۔

اس سلیبس کے مزید گہرائی سے مطالعہ کے بعد مجھے ضروری محسوس ہوا ہے کہ میں اس کے باب بعنوان "Social Conduct" میں درج اسلامی اصطلاحات کے حوالے سے اپنے قارئین الفضل کو بطور یاددہانی بتاؤں کہ ان کے معانی کیا ہیں اور کب انہیں پڑھنا چاہیے۔

"بِسۡمِ اللّٰہ"۔ بمعنی اللہ کے نام سے اور اسے ہر کام کے شروع کرتے وقت پڑھا جاتا ہے۔

"اِنۡ شَاءَاللّٰہ"۔ بمعنی اگر اللہ نے چاہا اور اِسے ہر کام کے ارادہ کرنے پر پڑھا جاتا ہے۔(اسے بعض لوگ انشاء اللہ بھی لکھتے ہیں جو غلط العام ہے۔ قرآن کریم میں اسے اِنۡ شَاءَ اللّٰہ کی طرز پر لکھا گیا ہے)

"سُبۡحَانَ اللّٰہ"۔ بمعنی اللہ پاک ہے اور اِسے اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی کی تعریف کی جائے۔

"یَا اللّٰہ"۔ بمعنی اے اللہ! اور اسے ایسے وقت بولا جاتا ہے جب کسی کو کوئی درد اور تکلیف پہنچے۔

"مَاشَاءَ اللّٰہ"۔ بمعنی جو اللہ چاہے۔ اور اس کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب کسی کے اچھے کام کی تعریف ہو رہی ہو۔

"جَزَاکُمُ اللّٰہ"۔ بمعنی اللہ آپ کو اس کی جزاء دے۔ اور شکریہ کہنے کے وقت اِسے استعمال کرتے ہیں۔

"آمین"۔ بمعنی اے اللہ! میری (ہماری) دعا قبول فرما! جب دعا کر رہے ہوں یا کسی محفلِ دعا میں شامل ہوں۔

"فِی اَمَانِ اللّٰہ"۔ بمعنی اللہ کی حفاظت میں۔ الوداع ہوتے یا کسی کو الوداع کرتے وقت یہ دعائیہ فقرہ استعمال ہوتا ہے۔

"تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہ"۔ بمعنی میں اللہ پر توکل کرتا ہوں اور جب طبیعت کے برعکس کوئی Feeling محسوس ہو تب یہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔

"نَعُوْذُ بِاللّٰہ"۔ ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جب کسی ناپسندیدہ بات کا سامنا ہو۔

"بَارَکَ اللّٰہ"۔ اللہ مبارک کرے اور جب پسندیدہ بات ظہور پذیر ہو یا کوئی شخص انعام سے نوازا جائے۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"۔ بمعنی ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم نے اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ یہ الفاظ فوتیدگی یا گمشدگی پر یا کسی نقصان پر بولے جاتے ہیں۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہ"۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے۔ ارشاد نبویؐ کے مطابق چھینک آنے پر یہ الفاظ بولنے چاہئیں۔ (یہ اللہ کی تعریف ہے اسے ہر نیکی، خوبی، انعام ملنے پر بھی بولا جاتا ہے)

"یَرْحَمُکَ اللّٰہ"۔ بمعنی اللہ تم پر رحم فرمائے۔ جبکہ یہ الفاظ چھینک کی آواز سننے پر چھینک آنیوالے شخص کو کہے جاتے ہیں۔

''اَسْتَغْفِرُاللّٰہ''۔ بمعنی میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔ یہ الفاظ اس وقت بولے جاتے ہیں جب ہم میں سے کوئی گناہ سے بچنا چاہے۔ (نیشنل سلیبس سٹیج III صفحہ 97-100)

''اَللّٰہُ اَکْبَر''۔ بمعنی اللہ سب سے بڑا ہے۔ ارشاد نبویؐ کے مطابق جب آپ پہاڑی۔ اونچائی (Stairs) چڑھ رہے ہوں۔

''سُبْحَانَ اللّٰہ''۔ بمعنی اللہ پاک ہے۔ جب پہاڑی یا اونچائی (Stairs) سے اُتر رہے ہوں تو پڑھا جاتا ہے۔ (نیشنل سلیبس صفحہ 113-114)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 جنوری 2021ء)

﴿10﴾

آیئے! قرآن مجید کے تناظر میں
”اولواالالباب“ کا مفہوم جانیں

چند روز قبل جب COVID19 کے حوالے سے ”اولی ا لامر“ کی مکمل اطاعت کرنے اور مکمل SOPs کو اپنانے کی درخواست خاکسار کر رہا تھا تو اولی الامر کے معانی پر غور کرتے ہوئے قرآن کریم میں ایسے الفاظ بھی نظروں سے گزرے جن میں اولوا، اولی کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جیسے اولواالالباب، اولی الابصار

”اولواالالباب“ کے الفاظ قرآن کریم میں پندرہ مقامات پر استعمال ہوئے ہیں۔ الباب۔ لُب کی جمع ہے جس کے معانی گودا، مغز، خالص، خلاصہ اور عقل کے ہیں۔ کسی تقریر، مضمون یا کتاب کا خلاصہ بیان کرنا ہو تو کہتے ہیں اس کا لب ِلباب، یہ ہے۔ حاصل کلام یا خلاصہ کلام یہ ہے ۔ پس اس تناظر میں اولواالالباب کے معانی ہوں گے عقل والے، انگریزی میں The Wiseاور The Intellectual کا مفہوم ہو گا۔ عقل تو کفار کے پاس بھی ہوتی ہے لیکن یہاں ایسے عقل والے لوگ مراد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نُور بھی عطا ہوتا ہے۔ جو اطاعت الٰہی کے خمیر سے گوندھے گئے ہوتے ہیں۔ اس کا ثبوت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم سے یوں دیا کہ جن کو صفات حسنہ عطا کی گئی ہیں۔ ان کے لئے ”لِاُولِی الۡاَلۡبَابِ“ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور جو اطاعت اور سننے جیسی صفات سے عاری لوگ ہیں ان کے لئے فَھُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡن کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ تو ایک ہی مضمون ہے۔ اگر سورۃ البقرہ کی آیت 165 اور سورۃ آلِ عمران کی آیت 191 کو دیکھیں تو البقرہ میں لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ اور آلِ عمران آیت 191 میں لَاٰیَاتٍ لِّاُولِی

الۡاَلۡبَابِ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ معانی ایک ہی ہیں۔ یعنی عقلمندوں کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ''اولواالالباب'' لوگوں کی قرآن کریم میں کون سی خصوصیات اور علامات بیان ہوئی ہیں۔ سب سے بنیادی آیت اس حوالہ سے سورۃ الزمر کی 19 ویں آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تین بنیادی علامات عقل والوں کی بیان فرمائی ہیں:

1۔ الَّذِيۡنَ يَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقَوۡلَ

جو ہماری باتوں کو سنتے ہیں۔

2۔ فَيَتَّبِعُوۡنَ اَحۡسَنَهٗ

پھر ان باتوں کی احسن رنگ میں پیروی کرتے ہیں۔

3۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ هَدٰهُمُ اللّٰهُ

یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں یعنی اللہ سے ہدایت پا چکے ہیں۔

پھر سورۃ آلِ عمران میں آیت 191 اور 192 میں اللہ تعالیٰ نے ''اولواالالباب'' کی مزید صفات کا تذکرہ فرمایا ہے جیسے:

4۔ الَّذِيۡنَ يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰى جُنُوۡبِهِمۡ

کہ وہ عقلمند کھڑے، بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو ہر وقت یاد کرتے ہیں۔

5۔ يَتَفَكَّرُوۡنَ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

کہ وہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے بارے میں غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔

یہ بھی عقلمند مومنوں کا ایک بہت بڑا خاصہ ہے کہ وہ کائنات کی تسخیر پر غور کرتے رہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک تحریک بھی اس حوالہ سے موجود ہے۔ کہ صبح سیر پر جائیں اور کائنات کی تخلیق اور اس کے نظاروں پر غور کرکے رقم بھی کریں۔ یہ خدا تعالیٰ کے

شکر کرنے کا ایک بہت اچھا طریق ہے۔ اگر صرف درختوں کو ہی لیں تو لاکھوں کی تعداد میں متنوع رنگ، پھل، اور خوشبوؤں پر مشتمل درخت ہیں۔

6۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ کہ یہ عقل مند کہہ اٹھتے ہیں کہ تونے اس عالم کو بے فائدہ اور بے مقصد پیدا نہیں کیا۔

اس مضمون کے تسلسل میں اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ آیت نمبر 270 میں فرماتا ہے کہ

7۔ وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ کہ جن کو اللہ تعالیٰ حکمت جو نفع رساں چیز ہے عطا کرتا ہے وہ عقلمند ہیں جو اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

سورۃ البقرہ آیت 198 میں حج کے ذکر میں اللہ تعالیٰ نے حاجیوں کو عقلمند قرار دے کر تقویٰ اختیار کرنے کا بہت ہی لطیف مگر ایک عظیم سبق دیا ہے۔ فرماتا ہے:

8۔ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَ اتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ۔ کہ حج کے سفر میں نہ شہوت کی بات ہے، نہ نافرمانی کی اور کوئی جھگڑا نہیں۔ ہاں تقویٰ اللہ ہے۔ اسے اختیار بھی کرو اور زادِ راہ (Bank Balance) کے طور پر اپنے ساتھ بھی لف رکھو۔

سورۃ الطلاق آیت 11 میں اللہ تعالیٰ نے اُولی الالباب کی تعریف بیان کرنے سے قبل فَاتَّقُوا اللّٰهَ کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور لکھا ہے:

9۔ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا۔ کہ وہ ایک ذکر یعنی رسول پر کامل یقین کے ساتھ ایمان لاتے ہیں جو اللہ کی آیات اس لئے پڑھتا ہے تا مومنوں اور عقلمندوں کو ظلمات (اندھیروں) سے نور اور روشنی کی طرف لائے۔

اللہ تعالیٰ نے ”اولی الالباب“ کا تعلق تقویٰ سے باندھا ہے۔ بعض جگہوں پر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین ملتی ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

10۔ لیکن سورۃ البقرہ آیت 180 میں اللہ تعالیٰ نے ”اولی االالباب“ کو مخاطب ہو کر بڑے پیار سے کہا کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ تا کہ تم متقی بن سکو۔ اور حکم یہ دیا جا رہا ہے کہ قصاص یعنی

مقتول کے لئے برابر کا بدلہ لینا فرض کیا ہے۔(اس میں بھی خوفِ خدا اور تقویٰ مدِ نظر رہے)اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تفسیر صغیر میں اس آیت کے تحت Foot Note میں تحریر فرماتے ہیں۔''قصاص کے حکم سے ناواجب قتل وخون کم ہو جائے گا۔اور لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی''۔گویا قصاص لینا اور قصاص میں انصاف برتنا بھی عقلمندوں کا کام ہے تاکہ معاشرہ میں اصلاح ہو۔

پھر سورۃ المائدہ آیت نمبر 101 میں پہلے والے مضمون کو ''اولواالالباب'' کے ساتھ باندھ کر سمجھایا ہے کہ:

11۔ نیکی اور بدی، طیّب اور خبیث میں تمیز کرنا بھی اولواالالباب کا کام ہے۔اس سلسلہ میں تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین ہے تا عقلمند کامیاب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے پیار سے اولواالالباب کے لئے کامیابی کی تمنا کی ہے۔

سورۃ یوسف آیت 112 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

12۔ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو سابقہ قوموں اور انبیاء کے تعلق میں قصص بیان فرمائے ہیں۔وہ صرف قصص نہیں ان میں سبق ہے اور عبرت بھی ہے اولواالالباب کے لئے۔اس میں غور وفکر کرنے اور سابقہ تاریخی واقعات سے عبرت حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی کیونکہ یہ مسلّم ہے کہ سابقہ واقعات اور قصص میں آئندہ زمانے کی پیشگوئیاں بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ایسے اولواالالباب میں شمار کرے جن کی صفات اُوپر بیان ہوئی ہیں اور ہم سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا کے اعلیٰ مقام کو پانے والے ہوں۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 جنوری 2021ء)

﴾11﴿

ذیلی تنظیموں کے عہدوں کے لغوی و اصطلاحی معانی

حضرت مصلح موعودؓ نے درج ذیل تنظیموں کی بنیاد رکھی۔

1. لجنہ اماء اللہ
2. مجلس انصار اللہ
3. مجلس خدام الاحمدیہ
4. مجلس اطفال الاحمدیہ
5. ناصرات الاحمدیہ

پہلی چار تنظیموں میں سے مجلس اطفال الاحمدیہ کی بنیاد رکھتے وقت حضورؓ نے فرمایا کہ آج میں جماعت احمدیہ کی عمارت کی چاروں دیواریں تعمیر کر کے عمارت کو مکمل کر رہا ہوں۔ گویا کہ ان الفاظ میں بھی ان تنظیموں کے اراکین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ہر فرد اپنے سے متعلقہ دیوار کو مضبوط سے مضبوط تر کرتا چلا جائے تا جو عمارت اس کے اوپر تعمیر ہو یا آئندہ ہو گی وہ بھی مضبوط ہو کیونکہ عمارت کی مضبوطی اور دیر پا ہونے کا انحصار بنیادوں پر ہوتا ہے۔

ذیلی تنظیموں میں ضلعی و علاقائی سطح پر جو عہدے ہیں ان کی تفصیل مع ان کے لغوی معانی یہ ہیں۔

- **قائد:** رہنما، لیڈر، سربراہ
- **ناظم / ناظمہ:** انتظام و انصرام کرنے والا، مدار المہام، اہتمام کرنے والا، پرونے والا، آرگنائزر، ناظم

•زعیم: ضامن، جواب دہ، ذمہ داری لینے والا، یہ لفظ قرآن کریم میں بھی آتا ہے قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ(یوسف:73)

”انہوں نے کہا ہم بادشاہ کا ماپ تول کا پیمانہ گم کیا ہوا پاتے ہیں اور جو بھی اسے لائے گا اسے ایک اُونٹ کا بوجھ (انعام میں) دیا جائے گا اور میں اس بات کا ذمہ دار ہوں۔“ اس کے علاوہ سورۃ القلم میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے جیسا کہ فرمایا سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ(القلم:41) تُو ان سے پوچھ (کہ) ان میں سے کون ہے جو اس بات پر ضامن ہے؟

•صدر: میر مجلس، پریذیڈنٹ، سینہ، چھاتی، اعلیٰ مرتبہ۔

•سائق: پیچھے سے ہانکنے والا، بکریوں کو ہانکنے والا، چرواہا۔

•نگران: دیکھنے والا، نگہبان، محافظ، پاسبان، منتظم۔

•مہتمم: اہتمام کرنے والا، منتظم، منصرم، سربراہ۔

•مربی: سرپرست، پشت پناہ ٹھہرانا، پرورش اور تربیت کرنے والا۔

•محاسب: پڑتال کرنے والا، حساب رکھنے والا۔

•آڈیٹر: حساب کی جانچ پڑتال کرنے والا، حساب رکھنے والا۔

•سیکرٹری: معتمد، دبیر، ناظر۔

•معتمد: سیکرٹری اعتماد کیا گیا، قابل اعتبار اور معتمِد (م کے نیچے زیر کی صورت میں) اعتماد کرنے والا، بھروسہ کرنے والا۔

ذیلی تنظیموں کے تمام عہدوں کے گو لغوی معانی مختلف ہیں اور ان کا status بھی الگ الگ ہے۔ کام میں بھی فرق ہو سکتا ہے مختلف اطراف سے ہر احمدی عہدیدار کو تعلیم و تربیت کے لحاظ سے تعلق ہوتا ہے۔ میں نے لاہور میں مربی ضلع کے فرائض سرانجام دیئے ہیں۔ ایک دفعہ میرے پاس اسلامی جمعیت تنظیم کے کچھ لوگ تشریف لائے۔ انہوں نے باتوں باتوں میں اس امر کا

کھلے دل سے اعتراف کیا کہ آپ کی جماعت کا نونہال جب باہر جانے کے قابل ہوتا ہے تو دروازہ کی دہلیز سے آپ کی تنظیم اس نونہال کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری لے لیتی ہے۔

یہی کیفیت ایک تنظیم سے دوسری تنظیم میں ایک احمدی مرد یا خاتون کے جانے سے ہے۔ ان کی فہرست پہلے ہی اگلی متعلقہ تنظیم تک جاچکی ہوتی ہے۔ اگر ممکن ہو تو ایک سادہ سی دعوت کے ذریعہ الوداع اور استقبال کیا جاتا ہے۔ پھر یہی کیفیت تنظیم کے اندر مختلف عہدیداروں کے ساتھ آپس میں موافقت اور مطابقت رہتی ہے۔

اگر ان تمام معانی کا احاطہ کیا جائے تو ہر عہدہ کا کام اور ذمہ داری تربیت اور اصلاح ہے۔ گو معانی مختلف ہوں مگر کام اور ذمہ داری ایک ہے۔ جس کا احاطہ "نظم و ضبط" کے الفاظ میں کیا جاسکتا ہے۔ ناظم / ناظمہ، منتظم / منتظمہ، زعیم کے معانی میں پَرونا اور لڑی بنانا ہے۔

کیونکہ عمومی طور پر ناظم کے یہ معنی لئے جاتے ہیں کہ نظم وضبط کرنے والا، انتظام کرنے والا۔ یہ معنی ثانوی معنی ہیں۔ لغات کو اگر consult کریں تو ناظم کے تحت سب سے پہلے معانی پَرونے والا کے لکھے ہیں۔ (فرہنگ آصفیہ۔ فیروز اللغات)

ان معانی کو مدنظر رکھ کر ہر عہدیدار کی پہلی اور آخری ذمہ داری یہ ہے کہ اپنے ماتحت ہر احمدی سے رابطہ رکھے۔

حضرت مصلح موعودؓ بانی تناظیم نے اس حوالہ سے تسبیح کی مثال دی ہے کہ چند چھوٹے چھوٹے دانوں یا موتیوں (Beads) کے بعد ایک بڑا دانہ یا موتی آتا ہے۔ وہ موتی عہدیداران ہیں جنہوں نے باقی چھوٹے چھوٹے موتیوں / دانوں (Beads) کو جکڑ رکھا ہوتا ہے۔ وہ بڑے موتی چھوٹے Beads کو اِدھر اُدھر نہیں ہونے دیتے اور پھر ایک بڑا موتی جس میں سے رسی باہر نکل کر اس کو گانٹھ دی جاتی ہے وہ امام وقت ہیں۔ یہ ہے جماعت کی تصویر۔

ہم میں سے کسی بچی یا خاتون کا ہار بکھر جائے تو وہ افسردہ ہو جاتی ہے اور اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھتی جب تک ان موتیوں کو دوبارہ اکٹھا کر کے لڑی میں پرو نہ دے۔

اس میں ہم سب عہدیداران کے لئے ایک بنیادی سبق یہ ہے کہ ہماراہر احمدی سے رابطہ ہو۔ان تمام کو ایک لڑی میں پرو کر رکھا جائے۔یہ رابطے ان دنوں بالخصوص مضبوط کرنے ہوں گے جبکہ کرونا کی وجہ سے رابطے کمزور ہو گئے تھے یا ٹوٹ گئے تھے۔

اس غرض کے لئے سائقین کے نظام کو مضبوط بنائیں۔ Grass root level تک ہر احمدی کو لڑی میں پَرو دیں۔

یہ رابطہ نمازوں کے ذریعہ بھی مضبوط کیا جاسکتا ہے۔ Covid19 کی وجہ سے ابھی مساجد بعض جگہوں پر نہیں کھلیں لیکن جہاں جہاں کھل گئی ہیں وہاں باجماعت نمازوں میں احباب کو آنے کی درخواست کریں۔ بصورت دیگر گھروں میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ نمازیں باجماعت ادا کریں۔جس کی اجازت اور ترغیب ہمارے پیارے امام احباب جماعت کو دلا چکے ہیں تاگھروالوں کو نمازوں کی طرف توجہ بھی ہو اور ان کو باجماعت نماز کا ثواب بھی ملے۔

•سائق کے معانی اور اس کی ذمہ داریاں

سائق کے لغوی معانی تو پیچھے سے ہانکنے کے ہیں۔ قائد یعنی سپہ سالار فوج کی قیادت کرے اور سائق تمام گروپس کے پیچھے رہ کر اُن کو آگے کی طرف push کرے۔ عرب میں یہ طریق کار تھا کہ فوج کا قافلہ جب چلتا تھا تو ایک یا دو اشخاص پیچھے متعین ہوتے تھے۔ جو گری پڑی اشیاء کا خیال رکھتے۔

سائق کا نظام دراصل آنحضور ﷺ کے دور میں متعارف تھا جسے ”عریف“ کہتے تھے۔ جو 10 افراد پر نقیب ہوتا تھا۔ جس کی یہ ذمہ داری ہوتی تھی کہ وہ ان 10 افراد کا خیال رکھے۔ان کی ضروریات سے واقفیت حاصل کر کے اعلیٰ افسران کو بتائے۔

آنحضور ﷺ نے جب مکہ مکرمہ کو فتح کیا تو ماسوائے بنو ثقیف اور بنو ہوازن کے تمام قبائل نے اطاعت کا جواء اپنی گردنوں پر پہن لیا۔ان دو قبائل نے مخالفت کی اور لڑائی و جنگ وجدل کی راہ اپنائی۔ اپنے گھر کی تمام اشیاء اور بیوی بچوں کے ساتھ جنگ کے لئے حاضر ہو گئے تا شکست کی

صورت میں بچوں اور عورتوں کی موجودگی میں وہ واپسی کی راہ نہ لیں۔ مسلمانوں کے ساتھ مڈھ بھیڑ کے بعد جس شکست اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تو بہت سے قیدی اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔

مشرکین نے صلح کے لئے ہاتھ بڑھایا اور اپنے تمام قیدی اور اموال غنیمت واپس طلب کئے۔ آنحضور ﷺ نے قیدی واپس کرنے پر رضامندی ظاہر فرمائی اور اموال غنیمت دینے سے انکار فرمایا۔ آپؐ نے جنگ میں شامل ہونے والے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے اپنا قیدی آزاد کر دیا ہے۔ آپ میں سے اگر کسی کو انقباض نہ ہو تو وہ بھی اپنے اپنے قیدی آزاد کر دے۔ اکثر صحابہؓ نے آنحضور ﷺ کی تقلید میں اپنے حصہ میں آنے والے قیدی رہا کرنے پر آمادگی ظاہر فرمائی۔

تب آنحضور ﷺ نے صحابہ کو اپنے اپنے خیموں میں واپس جانے کی ہدایت فرمائی اور عُرَفَاء (عریف کی جمع) سے فرمایا کہ اپنے اپنے ذمہ صحابہ کے پاس جائیں (جو 10،10 کی تعداد میں تھے) اور ان سے پوچھیں کہ کیا وہ خوشدلی سے اپنے قیدی واپس کر رہے ہیں یا بامر مجبوری۔

بانی تنظیم حضرت مصلح موعودؓ نے 21 جون 1942ء کو خدام الاحمدیہ مقامی کی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے ہر 9 یا 10 پر ''گروپ لیڈر'' مقرر کرنے کی اصطلاح استعمال فرمائی۔ (جو بعد میں سائق کی اصطلاح میں بدل گئی) جس میں حضورؓ نے فرمایا کہ زیادہ تعداد میں خدام کی صورت میں ہر خادم کو اطلاع کرنا مشکل ہو گا۔ لہٰذا ہر 10 خدام پر ایک گروپ لیڈر یعنی سائق ہو جو فوراً اطلاع یا پیغام بآسانی پہنچا سکے گا۔ حضورؓ نے اس کا فائدہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''اس کا نہ صرف یہ فائدہ ہو گا کہ تنظیم ترقی کریگی بلکہ گروپ لیڈر کو ہر شخص کے کریکٹر کے پڑھنے کا موقع ملتا رہے گا۔ اور جب گروپ لیڈر کو کوئی کام بتایا جائے گا تو وہ فوراً سمجھ جائے گا کہ کون آدمی کس کام کا اہل ہے اور جو آدمی جس کام سے مناسبت رکھے گا اُس کے سپرد وہ کام کر دے گا اور جب ان میں سے کسی کی کوئی کمزوری ظاہر ہو گی تو وہ نگرانی کر کے اُس کی کمزوری کو دور کر سکے گا۔

مثلاً اگر کسی شخص کے متعلق یہ ثابت ہو کہ وہ راز کی حفاظت نہیں کر سکتا تو آئندہ وہ اِس کی ایسی نگرانی کرے گا کہ اُسے بھی راز کو محفوظ رکھنے کی عادت پیدا ہو جائے گی"

(خدام الاحمدیہ مقامی کی ریلی سے خطاب، انوار العلوم جلد16 صفحہ 409-410)

• گروپ لیڈر کی اطاعت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا:

"ہر گروپ لیڈر جہاں کہتا ہے کھڑے ہو جاؤ، وہاں تمہارا فرض ہے کہ کھڑے ہو جاؤ۔ جب تمہیں دوڑنے کے لئے کہے تو دوڑ پڑو۔ اور جب دوڑتے دوڑتے ٹھہرنے کا حکم دے تو تم اُسی وقت ٹھہر جاؤ چلتے ہوئے دائیں یا بائیں مُڑنے کو کہے تو دائیں یا بائیں مُڑ جاؤ۔"

(خدام الاحمدیہ مقامی کی ریلی سے خطاب، انوار العلوم جلد16 صفحہ 413-414)

• گروپ لیڈر کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"ایک محلہ کے زعیم صاحب نے بتایا کہ گروپ لیڈر اُن کو بنایا گیا ہے جو نماز کے زیادہ پابند ہیں۔ یہ بات میرے لئے اس لحاظ سے خوشی کا باعث ہے کہ ہماری آئندہ نسل نماز کی زیادہ پابند ہے۔"

(خدام الاحمدیہ مقامی کی ریلی سے خطاب، انوار العلوم جلد16 صفحہ 415)

• سائق کے انتخاب کے حوالہ سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"قاعدہ کُلّیہ میں ہے کہ جس میں تقویٰ زیادہ ہو اُسے مقدم رکھا جائے۔ تقویٰ سے فیصلہ نہ ہو سکے تو پھر علم کو مقدم رکھا جائے گا اور جسے علم زیادہ ہو گا اُسے عہدہ دیا جائے گا مگر علم سے مراد کتابی علم نہیں بلکہ کام کرنے کی اہلیت اور اس کے لئے جس علم کی ضرورت ہو اس کی موجودگی مراد ہے۔ اگر اس طرح بھی فیصلہ نہ ہو سکے تو جس کی عمر زیادہ ہو اسے عہدہ دیا جانا چاہئے۔ چنانچہ نماز میں شریعت نے یہی حکم دیا ہے کہ جو شخص زیادہ متقی ہو یا زیادہ علم والا ہو یا زیادہ عمر والا اسے امام بنانا چاہئے۔ یہی لیڈروں کے انتخاب کے متعلق اسلام کے اصول ہیں گو استثنائی حالات میں ان کے خلاف بھی کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص ایسا ہے جو ظاہری طور پر کسی فن میں ماہر ہے یا لوگوں میں بڑا مقبول ہے تو خواہ وہ چھوٹی عمر والا ہی ہو اگر اُس کو مقرر کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج کی

بات نہیں ہوسکتی مگر قاعدہ کُلّیہ یہی ہونا چاہئے کہ گروپ لیڈروں کے انتخابات میں اسلام کے بیان کردہ اصول کومدّ نظر رکھا جائے۔“

(خدام الاحمدیہ مقامی کی ریلی سے خطاب،انوار العلوم جلد16 صفحہ416-417)

الغرض سائق کی یہ سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے حزب کے تمام افراد سے ذاتی رابطہ رکھے۔ یہ بہت اہم عہدہ ہے اور تعلیم و تربیت اور اصلاح احوال کے لئے اس کردار کا ہونا ضروری ہے۔ اور تمام عہدیداران کو بھی اپنے سے متعلقہ احباب کو جماعت کی لڑی میں پرو کر رکھنے کی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 جنوری 2021ء)

﴾12﴿

آج تینوں قل پڑھنے کی اشد ضرورت ہے

وکی پیڈیا نے Epidemics and Pandemic وائرسز (Viruses) کی جو فہرست دی ہے وہ 250 کے قریب ہیں۔ جن میں تین Before Christ بھی شامل ہیں۔ جن میں کروڑہا لقمہ اجل بنے۔ ان میں ایک انفلوئنزا وائرس تھا جو انیسویں صدی کے آغاز پر حملہ آور ہوا تھا۔ جس سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بھی متاثر ہوئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے معالج خاص حضرت حشمت اللہ پٹیالویؓ اس حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

"چونکہ انفلوئنزا کیوجہ سے حضور (حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ) کو اعصابی کمزوری لاحق ہوگئی تھی اس لئے صحت کی نگرانی زیادہ کرنی پڑی اور حضور کو بھی فکر رہتا تھا کہ تندرستی اور توانائی جلد واپس آجائے تاکہ فرائض منصبی کو کماحقہٗ ادا فرماسکیں۔ اس لئے میرے اس لمبے قیام کے پہلے تین ماہ حضور اس جگہ تشریف لے آئے جہاں میں رہتا تھا اور اپنی ڈاک کا کام وہیں بیٹھ کر کرتے تھے اور دفتری کام اور ملاقاتیں بھی وہیں فرماتے۔" (ایاز محمود طبع 2006ء صفحہ 109)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس Virus کے حوالہ سے دو خطبات ارشاد فرمائے۔ مورخہ 21 مارچ 1919ء کو ایک خطبہ میں حضور نے سورۃ الفلق کی تلاوت فرماکر تینوں قل پڑھ کر اپنے جسموں پر پھونکنے کی تلقین فرمائی تا وبائی مرض انفلوئنزا سے ہر احمدی محفوظ رہے۔ بالخصوص یورپ میں اس وبائی مرض کی تباہ کاریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے جو آج یہ سورۃ پڑھی ہے۔ اس کی خاص غرض ہے اور وہ یہ کہ جیسا کہ مختلف اخبارات سے معلوم ہورہا ہے پچھلے دنوں میں جو مرض پھیلا تھا۔ وہ آجکل پھر بعض مقامات پر پھوٹ رہا ہے اور یورپ میں تو اس دفعہ قیامت کا نمونہ بنا ہوا ہے لکھا کہ ہسپتال اس قدر مریضوں سے پُر ہیں

کہ بہت سے مریض ہسپتالوں کے سامنے پڑے پڑے مر جاتے ہیں اور ان کے لئے علاج کرنے کا موقعہ اور ہسپتال میں داخل کرنے کے لئے جگہ نہیں مل سکتی۔ ڈاکٹر دستیاب نہیں ہوتے اور شفاخانوں میں کہہ دیا جاتا ہے کہ گنجائش نہیں ہے۔ وہاں ایسا سخت حملہ ہے کہ پہلے تو بعض مریض بچ بھی جاتے تھے۔ مگر اب شاید ہی کوئی بچتا ہے۔ ہندوستان کے بعض حصوں میں بھی یہ مرض شروع ہے۔ پنجاب میں بھی ہے۔ مگر تاحال زور اور وبائی صورت نہیں ہے۔"

(خطبات محمود جلد6 صفحہ 182-183)

حضورؓ خطبہ کے آغاز میں دیگر مذاہب اور مسلمانوں میں رائج بعض جنتر منتر اور توہمات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اسلام نے بھی ایک جادو اور تعویذ بتایا ہے، لیکن اس میں اور عام لوگوں کے سمجھے ہوئے جادو میں بڑا فرق ہے۔ لوگ جو تعویذ بتاتے ہیں وہ بے معنی اور بے اثر ہوتے ہیں۔ مگر اسلام نے آفات سے بچانے کے لئے جو گُر بتایا ہے اس میں طاقت ہے کہ اگر انسان اس پر عمل کرے اور اس کی تکرار کرے تو بہت سے فتنوں سے بچ جاتا ہے۔ لوگوں کے جادو محض لکیریں اور ہندسے اور اشارات ہوتے ہیں مگر میں آج اسلام کا ایک ایسا کلمہ بتاتا ہوں جس پر عمل کرنے سے انسان بلاؤں سے بچ جاتا ہے۔" (خطبات محمود جلد6 صفحہ 179-180)

حضورؓ نے اس کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور الفلق کی مختصر تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ دُعا ہے جو اسلام نے ہر ایک مومن کو سکھائی ہے۔ اگر اس کا ورد کیا جائے۔ تو انسان بہت سی بلاؤں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نہیں سوتے تھے۔ جب تک کہ ان دُعاؤں کو پڑھ نہ لیتے تھے۔ رسول کریم ﷺ کا قاعدہ تھا کہ آپ جس وقت بستر پر تشریف لے جاتے تھے تو سورۃ اخلاص اور سورۃ فلق اور سورۃ الناس کو پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر پھونکتے اور جسم پر جہاں جہاں تک ہاتھ جا سکتا تھا ہاتھ پھیر لیتے اور ایسا ہی تین دفعہ کرتے۔ اور اس کے ساتھ اور بھی بعض دعائیں

ملاتے تھے اور آیت الکرسی بھی پڑھتے تھے۔(بخاری کتاب التفسیر باب فصل المعوذات) یہ اس شخص کا دستور العمل تھا جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ:68)اور جس کے لئے خدا کی حفاظت ہر طرف سے قائم تھی اس سے خیال کر سکتے ہو کہ اور لوگوں کے لئے ایسا کرنا کس قدر ضروری ہے۔ جو لوگ یہ دعا نہیں پڑھتے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ضرورت ہے مگر وہ لوگ اس سے واقف نہیں۔ اگر جانتے تو ضرور پڑھتے، لیکن میں آپ لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ قرآن کریم نے ہمیں مصائب و آفات سے بچنے کا یہ گر بتا دیا ہے اور اس سورۃ میں تمام جسمانی آفتوں کا ذکر ہے اور ان سے محفوظ رہنے کا طریق بتایا گیا ہے۔ روحانی آفات اور ان سے بچنے کا ذکر اگلی سورۃ میں ہے۔

پس تمام ابتلاؤں سے بچنے کا گر اس سورۃ میں ہے، لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ نہ تو انسان کو بالکل ہی اسباب کو ترک کر دینا چاہئے اور نہ بالکل اسباب پر ہی گر پڑنا چاہئے۔ کیونکہ اسباب سے ہرگز ترقی نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ پر توکل نہ ہو اور اس کا فضل شامل حال نہ ہو۔ یہ کلمات اسباب ترقی اور حفاظت سے منع نہیں کرتے۔ اصل بیج خیالات ہوتے ہیں۔ اگر بیج کھوکھلا ہو تو کبھی عمدہ کھاد اور اچھی زمین اس کو فائدہ نہیں دے سکتی۔ پس اسباب مہیا کرو لیکن باوجود اس کے کامیابی اُس وقت ہو گی جب اللہ تعالیٰ پر توکل ہو گا اور خدا کے فضل کے جذب کرنے کے لئے دُعاؤں کی بھی ضرورت ہے۔" (خطبات محمود جلد6 صفحہ 182)

پھر فرمایا:

"پچھلی دفعہ ابھی مرض یہاں آیا نہیں تھا کہ میں نے ایک خطبہ میں ہوشیار کیا تھا۔ مگر افسوس کہ اس سے فائدہ نہ اُٹھایا گیا۔ دیکھو خدا تعالیٰ سب کا رب ہے کیونکہ رَبِّ الْفَلَقِ ہے اس نے ہر ایک چیز پیدا کی ہوئی ہے۔ اس لیے جب تک اسی سے ہر ایک چیز کے شر سے بچنے کی التجا نہ کی جائے اور وہی انکے شر کو نہ روک دے اور کوئی صورت محفوظ رہنے کی نہیں ہے۔" جے تُوں اُسدا ہو رہیں تاں سب جگ تیرا ہو۔" یعنی اگر تو خدا کا ہو جائے تو تمام دنیا تیری ہی خادم ہو جائیگی۔ پس

اگر انسان خدا کے لیے ہو جائے اور خدا اس کا ہو جائے تو پھر تمام مخلوق اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ دنیا میں بادشاہ سے جس کا تعلق ہو اور حکمران جس پر مہربان ہو لوگ اس کی خوشامدیں کرتے اور اسے نقصان پہنچانے سے ڈرتے ہیں۔ پھر کیا اگر خدا ہمارا ہو جائے تو کوئی آفت ہمارا کچھ بگاڑ سکتی ہے۔ ہر گز نہیں۔

پس اگر اور لوگ بلاؤں اور آفتوں سے ہلاک ہوتے ہیں۔ تو انہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ ان کو ان بلاؤں سے بچنے کا علم نہیں ہے۔ لیکن تم پر اگر مصیبت آتی ہے۔ تم اگر آفتوں میں پڑتے ہو تو یہ بات قابل تعجب ہے۔ کیونکہ تمہیں ان سے بچنے کا طریق بتایا گیا ہے۔ کچھ مصائب اور ابتلاء تو ترقی کے لئے ہوتے ہیں۔ جن سے گزرنا تمہارے لیے ضروری ہے۔ مگر الٰہی سلسلوں کے لئے وبائیں نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ طاعون احمدیوں میں وباء کے طور پر نہیں آئیگی۔ مختلف شکلوں میں فرداً فرداً تکلیفیں آتی ہیں۔ مگر ایسی مصیبت جو تباہ کن ہو خدا کی پیاری جماعت کو نہیں آیا کرتی چونکہ تم خدا کی راہ میں قدم مار رہے ہو اور اس کے دین کی اعانت کر رہے ہو۔ اس لیے تم یہ مت خیال کرو کہ تم بے بس اور بے کس ہو۔ اگر تمہارے ساتھ خدا ہے تو کوئی چیز تمہیں گزند نہیں پہنچا سکتی۔ مگر اپنی حالت کو درست کرو۔ تمہیں سامانوں سے منع نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اس سے روکا جاتا ہے کہ بالکل سامانوں پر ہی نہ گر پڑو۔

جب مصائب عام ہوں تو ان کے دُور ہونے کے لیے دُعائیں بھی عام ہی ہوتی ہیں۔ ہاں ایسے وقت میں ہوشیار سب کو کر دیا جاتا ہے۔ اور ہلاکتوں سے وہی بچائے جاتے ہیں جو ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ پس اس وقت ہر ایک کو تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ بہت لوگ مایوسی کے سبب سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ مگر تم وہ ہو جنہوں نے خدا کے فضل کے دامن کو پکڑا ہے۔ اس لئے تمہارے لئے کوئی مایوسی نہیں ہے۔ اگر تم پر خدانخواستہ کوئی مشکل آئے تو مت یقین کرو کہ وہ تمہیں تباہ کریگی کیونکہ تمہارا اس خدا سے تعلق ہے جو واقعی تمام ہلاکتوں سے بچا سکتا ہے۔ مایوسی تو ایسی بُری چیز ہے کہ انسان کو کافر بنا دیتی ہے جیسا

کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف:88) اللہ کی رحمت سے نااُمید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔ پس مایوسی ایسی چیز ہے کہ ایمان گھٹتے گھٹتے کفر کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ اس لیے تم کسی وقت میں اپنے آپ کو مایوس نہ ہونے دو اور خدا پر توکل رکھو۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا یقین اور اس کے فنا کا خوف ہو اور پھر دعاؤں پر زور دو جب یہ بات انسان میں پیدا ہو جائے تو پھر کوئی ہلاکت اس پر اثر نہیں کر سکتی۔ یہ دعائیں ہیں جن کو استعمال کرو۔ ان کے ساتھ وہ دُعائیں بھی ہیں۔ جو حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہیں۔" (خطبات محمود جلد 6 صفحہ 183-184)

آج کرونا Pandemic میں بھی اس عمل کو دہرانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر احمدی کو اس مہلک وبا سے محفوظ کر کے اپنی حفاظت اور امان میں رکھے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 فروری 2021ء)

﴿13﴾

اللہ میاں کا خط ہے جو میرے نام آیا

ہر زمانہ کی چند ایک ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جو اُس زمانہ کی پہچان بن جاتی ہیں۔ ہم جب چھوٹے تھے تو وہ زمانہ خط و کتابت کے لحاظ سے اپنی پہچان رکھتا تھا۔ نہ میڈیا اپنی پہچان بنا پایا تھا اور نہ سوشل میڈیا تھا اور Gadgets بھی بالکل نہ ہونے کے برابر تھے۔ ہاں خطوط کا سلسلہ عام تھا۔ اتنا عام کہ غرباء کے لئے Post cards تھے جو کم رقم پر اپنے پیغام کو Convey کرنے کا آسان ترین اور سستا ذریعہ تھے۔

اُدھر تعلیم بھی عام نہ تھی۔ ہماری مائیں یا تو ان پڑھ ہوا کرتیں یا چند جماعتیں پڑھی ہوتی تھیں۔ یہی کیفیت ہمارے بزرگوں کی ہوا کرتی تھی اور جب کبھی خط آتا تو وہ اس کو پڑھانے کی خاطر کسی معمولی پڑھے لکھے کا سہارا ڈھونڈتے تھے اور جب تک اس خط کو پڑھا نہ لیتے تو چین سے نہ بیٹھتے تھے۔ اسی مضمون کو حضرت سید میر محمد اسماعیلؓ نے اپنے ایک منظوم کلام میں اپنی بیٹی حضرت سیدہ مریم صدیقہ المعروف چھوٹی آپا کے نام بہت احسن طریق سے بیان فرما کر مکرمہ چھوٹی آپا اور دیگر بچوں کو قرآن کریم کے مطالعہ اور تلاوت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

اللہ میاں کا خط ہے جو میرے نام آیا
استانی جی پڑھاؤ جلدی مجھے سیپارہ

اس شعر کا پہلا مصرعہ قابل غور اور سبق آموز ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا خط ہے جو ہر مسلمان کے نام ہے۔ جسے پڑھنا اور پڑھانا اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر ضروری ہے جس طرح کچھ عرصہ پہلے کی مائیں یا بزرگ اپنے نام آئے خطوط کو کسی سے پڑھایا کرتے تھے۔ یہی وہ مضمون ہے جو آنحضور ﷺ نے اس ارشاد میں بیان فرمایا ہے۔

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ (بخاری،کتاب فضائل القرآن)

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔

کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم پڑھتا، سیکھتا، پڑھاتا اور سکھاتا ہے۔ حضرت سید میر محمد اسماعیلؓ کے شعر میں ’’استانی جی‘‘ سے Teachers یا محلہ کی بزرگ خواتین ہی مراد نہیں بلکہ مائیں بھی مراد ہیں۔ جن کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن کریم سے آراستہ کرنے کے لئے پہلے دن سے ہی سعی کریں بلکہ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ تو فرمایا کرتے تھے کہ مجھے قرآن سے محبت ماں کے پیٹ سے ہی ہوگئی تھی جب وہ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کیا کرتی تھیں جب وہ امید سے تھیں۔ ہمیں یاد ہے کہ ہمیں صبح ’’چنگیر‘‘ پر اس وقت تک ناشتہ کے لئے آنے کی اجازت نہ ہوتی تھی جب تک ہم تلاوت قرآن نہ کرلیتے خواہ سکولز سے دیر ہو رہی ہوتی۔ بلکہ بعض دفعہ مائیں ان الفاظ سے بچوں کو مخاطب ہوکر پوچھا کرتی تھیں ’’کیا خدا تعالیٰ کا خط جو تمہارے نام آیا ہے پڑھ آئے ہو۔‘‘

آج کل بچے عموماً راتوں کو دیر سے سونے اور صبح دیر سے اٹھنے کی عادت اپنا چکے ہیں اور مائیں بھی بچوں کو دیر سے یا عین اُس وقت بیدار کرواتی ہیں جب اسکولز کا وقت ہو چکا ہوتا ہے اور بسا اوقات نماز یا قرآن کی تلاوت رہ جاتی ہے یا بعض گھرانوں میں دوپہر کو تلاوت کروائی جاتی ہے۔ جبکہ سورۃ بنی اسرائیل کے مطابق صبح کی تلاوت آخری روز انسان کے سامنے پیش کی جائے گی۔

لکھا ہے کہ حضرت سر چوہدری محمد ظفراللہ خانؓ کو کسی جماعت میں خطبہ دینے کی دعوت دی گئی اور درخواست کی گئی کہ قرآن کریم کی تلاوت کی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔ آپؓ خطبہ جمعہ میں چند عربی فقرے ارشاد فرما کر بیٹھ گئے۔ نماز جمعہ کے بعد حضرت چوہدری صاحبؓ کے اردگرد دوست جمع ہوگئے اور خطبہ کا خلاصہ یا مفہوم پوچھنے لگے۔ آپؓ نے فرمایا۔

آپ لوگ میرے خطبہ کا مفہوم جاننے کے لئے بہت فکر مند ہیں۔ جو خطبہ (خط) اللہ تعالیٰ نے 1400 سال قبل قرآن کریم کی صورت میں نازل فرمایا ہے اس کی کوئی فکر نہیں۔

الغرض قرآن کریم کو خطبہ الٰہی سمجھیں یا اللہ کی طرف سے خط اس کا پڑھنا، پڑھانا اور اپنی اولادوں اور نسلوں کو سکھلانا اور اس کی تلاوت اور مفہوم کے سمجھنے کا عادی بنانا بہت ضروری ہے۔ہماری جماعت میں قرآن کریم کے تراجم قریباً 75 سے زائد زبانوں میں موجود ہیں اور پھر اس کی تفاسیر بھی چند زبانوں میں موجود ہیں۔اس طرف توجہ دینی اور اپنی اولادوں اور ماتحتوں کو متوجہ کرنا بہت ضروری ہے۔

آج کل بعض مغربی اقوام قرآن کریم کے ساتھ ہتک آمیز رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔اس حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو کثرت سے قرآن کریم کی طرف متوجہ ہونے کی طرف توجہ دلا چکے ہیں۔ہم میں سے ہر ایک کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ خط میرے نام ہے اور میں نے اِسے خود پڑھنا ہے اور دوسروں کو پڑھانے کا فرض بھی ادا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو قرآن کریم کی ایسی محبت عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ کی لقا اور اس کی رضا کا موجب بنے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 فروری 2021ء)

﴾14﴿

نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے سال 2021ء کے پہلے روز خطبہ جمعہ مسجد مبارک میں ارشاد فرمایا اور اپنے سابقہ خطبات کے تسلسل میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیرت و شمائل بیان فرمائے۔ اس خطبہ کے آخر میں حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے احبابِ جماعت کو سالِ نو پر مبارکباد دے کر بعض نہایت ہی ضروری امور کی طرف نہ صرف توجہ دلائی بلکہ نصائح کرتے ہوئے بہت زیادہ دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔ پیارے حضور کے اس تاریخی حصّہ کو قارئین الفضل کے لئے اپنی زبان میں پیش کیا جارہا ہے۔

حضور فرماتے ہیں:

”آج نئے سال کا پہلا دن ہے اور پہلا جمعہ ہے۔ دعا کریں کہ یہ سال جماعت کے لئے دنیا کے لئے، انسانیت کے لئے بابرکت ہو۔ ہم بھی اپنا فرض ادا کرتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے اور اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے والے ہوں اور دنیا والے بھی اپنی پیدائش کے مقصد کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے بن جائیں اور ایک دوسرے کے حقوق پامال کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے بن جائیں۔ ورنہ پھر اللہ تعالیٰ اپنے رنگ میں دنیا والوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ کاش کہ ہم اور دنیا کے تمام لوگ اس اہم نکتے کو سمجھ جائیں اور اپنی دنیا اور عاقبت سنوار سکیں۔ گزشتہ ایک سال سے ہم ایک نہایت خطرناک وبائی مرض کا سامنا کر رہے ہیں اور دنیا کا کوئی ملک بھی اس وبا سے باہر نہیں ہے۔ کہیں کم اور کہیں زیادہ۔ لیکن لگتا ہے کہ اکثریت دنیا کی اس بات کی طرف توجہ نہیں دینا چاہتی کہ کہیں یہ وبا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں اپنے حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلانے

کے لئے نہ ہو۔ یہ ہمیں سوچنا چاہیئے۔ یہ تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہلانا چاہتا ہے۔ بتانا چاہتا ہے۔ توجہ دلانا چاہتا ہے۔ اس حساب سے کسی کی اس طرف سوچ نہیں۔

چند ماہ پہلے میں نے بہت سے سربراہانِ حکومت کو اس طرف توجہ دلانے کے لئے خطوط لکھے تھے اور COVID کے حوالے سے سمجھانے کی کوشش کی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے الفاظ میں اِس طرف توجہ دلائی تھی کہ یہ آفات خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے حقوق و فرائض بھولنے اور ادا نہ کرنے بلکہ ظلم میں بڑھنے کی وجہ سے آتی ہیں۔ اس لئے توجہ کریں۔ بعض سربراہان نے جواب بھی دیئے لیکن دنیاداری والے ان کے جواب تھے کہ ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔ دنیا کی نظر والی باتیں کیں۔ دین والی بات نہیں کی۔ خدا کا خانہ جو بیچ میں تھا بہت بڑا میں نے بیان کیا تھا اس کو ذکر ہی نہیں کیا اور ضرور ایسا ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ لوگ نہ اپنی حالتوں کو بدلنے کی طرف عملی قدم اٹھانا چاہتے ہیں۔ نہ قوم کے ہمدرد بن کر قوم کو اصل مقصد کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ یہ جاننے کے باوجود، کہ اس وبا کے بعد کے اثرات بہت خطرناک ہونگے۔ یہ ہر دنیا کے لیڈر کو پتہ ہے۔ ہر عقلمند انسان کو پتہ ہے۔ ہر تجزیہ نگار کو یہ پتہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود اصل حل کی طرف توجہ نہیں ہے۔ صرف دنیا کی جو کوششیں ہیں اُسی کی طرف توجہ ہے۔“

حضور نے تسلسل میں فرمایا:

”اس بیماری سے، نہ صرف انفرادی طور پر ہر فرد معاشی لحاظ سے کمزور ہو رہا ہے۔ صحت کے لحاظ سے جو ہو رہے ہیں وہ تو ہو رہے ہیں، جو متاثرین ہیں، لیکن عمومی طور پر ہر ایک معاشی لحاظ سے متاثر بھی ہو رہا ہے، بلکہ بڑی بڑی امیر حکومتوں کی معیشتوں کی بھی، معیشتیں جو ہیں، اُنکی بھی کمریں ٹوٹ رہی ہیں۔ دنیاداروں کے پاس اسکا صرف ایک حل ہے، کہ دوسرے چھوٹے ملکوں کی معیشتوں پر قبضہ کیا جائے۔ ان کو کسی طرح اپنے جال میں پھنسایا جائے۔ اپنے دام میں لایا جائے۔ اور پھر بہانے بہانے سے انکی دولتوں پر قبضہ کیا جائے۔ اس کے لئے بلاک بنیں گے اور بن رہے ہیں۔ سرد جنگ دوبارہ شروع ہو جائے گی، اور اب کہا جانے لگا ہے کہ شروع ہو گئی ہے، ایک طرح

سے اور کوئی بعید نہیں کہ اصل ہتھیاروں کی جنگ بھی ہو جائے۔ جو نہایت خوفناک جنگ ہو گی۔ پھر ایک اور گہرے کنویں میں گر جائیں گے یہ لوگ۔ غریب ملک تو پہلے بھی پسے ہوئے ہیں۔ امیر ملکوں کے عوام بھی پسیں گے اور بڑی خوفناک حد تک پسیں گے۔ پس اس سے پہلے کہ دنیا اس حالت کو پہنچے ہمیں اپنا فرض ادا کرتے ہوئے دنیا کو ہوشیار کرنا چاہیئے۔"

حضور نے فرمایا:

"پس یہ سال مبارک بادوں کا سال اُس وقت بنے گا جب ہم اپنے فرائض کو اِس نہج پر ادا کرنے والے ہونگے، کہ لوگوں کو سمجھائیں، دنیا کو سمجھائیں، اور ظاہر ہے یہ سب کرنے کے لئے ہمیں اپنی حالتوں کے بھی جائزے لینے ہونگے۔ ہم جو زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی موعود کو ماننے والے ہیں کیا ہماری اپنی حالتیں ایسی ہو چکی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ خالصتاً للہ اُسکے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہیں۔ یا ابھی ہمیں اپنی اصلاح کرنے اور ایک دوسرے سے پیار و محبت کے جذبات کو غیر معمولی معیاروں تک لانے کی ضرورت ہے۔ پس ہر احمدی کو غور کرنا چاہیئے کہ اِس کے سپرد ایک بہت بڑا کام کیا گیا ہے۔ اور اُسکے سرانجام دینے کے لئے پہلے اپنے اندر پیار اور محبت اور بھائی چارے کی فضا کو پیدا کریں۔ اپنے معاشرے میں، احمدی معاشرے میں، اور پھر دُنیا کو اس جھنڈے کے نیچے لائیں جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بلند کیا تھا اور جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا ہے۔ تبھی ہم اپنی بیعت کے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں، تبھی ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے بن سکتے ہیں، تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو سکتے ہیں۔ اور تبھی ہم نئے سال کی مبارک باد دینے کے اور لینے کے مستحق قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر احمدی مرد، عورت، جوان، بچہ، بوڑھا اس بات کو سمجھتے ہوئے یہ عہد کرے کہ اس سال میں نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس کی ہر ایک احمدی کو توفیق عطا فرمائے۔"

حضور نے مزید فرمایا:

"آجکل پاکستان کے احمدیوں کے لئے، اور الجزائر کے احمدیوں کے لئے دعا کی طرف بھی میں توجہ دلا رہا ہوں۔ ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ پاکستان میں بعض جگہ مولوی اور سرکاری اہلکار ظلموں پر اُترے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے ناقابلِ اصلاح لوگوں کی جلد پکڑ کے سامان کرے۔ اللہ تعالیٰ کے تو علم میں ہے۔ کہ کن کی اصلاح ہونی ہے اور کن کی نہیں ہونی۔ جن کی نہیں ہونی تو پھر انکی جلد پکڑ کے سامان پیدا فرمائے۔ توہین رسالت کے جس قانون کے تحت یہ لوگ احمدیوں پر ظلم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور احمدیوں کو اپنی تربیت کے لئے بھی، جو ہمارے بعض ذرائع ہیں، ہر ذریعے پر پابندی لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اُن سے اسکو اللہ تعالیٰ جلد دور فرمائے اور ہمیں اُسے نجات دلائے۔ اصل میں تو رحمت اللعالمین کے نام کو یہ بدنام کرنے والے لوگ ہیں۔ احمدی تو ناموسِ رسالت ﷺ کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے والے ہیں۔ آج دنیا کو محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے لانے والے سب سے زیادہ، کام بلکہ حقیقی کام احمدی کر رہے ہیں۔ بلکہ کہنا چاہیئے، کہ اگر کوئی یہ کام کر رہا ہے تو وہ صرف احمدی ہیں۔ پس یہ دنیادار دنیاوی حکومت اور دولت کے بل بوتے پر ہم پر ظلم تو کر سکتے ہیں، لیکن یہ یاد رکھیں کہ ہم اُس خدا کو ماننے والے ہیں جو نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ہے۔ وہ خدا ہے جو نِعْمَ الْمَوْلٰی ہے اور نِعْمَ النَّصِیْرُ ہے۔ یقیناً اس کی مدد آتی ہے اور ضرور آتی ہے۔ اور اُس وقت پھر ان دنیاداروں اور اپنے زعم میں طاقت اور ثروت رکھنے والے جو لوگ ہیں، انکی پھر خاک بھی نظر نہیں آتی، جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آتی ہے۔ پس ہمارا کام ہے کہ دعاؤں سے اپنی عبادتوں کو مزید سجائیں، اور اگر ہم یہ کر لیں گے تو پھر ہی ہم کامیاب ہیں۔ الجزائر کے بارہ میں میں نے کہا تھا کہ سب کو بری کر دیا گیا ہے، ایک کورٹ نے سب کو بری کیا تھا، ایک عدالت نے، دوسرے نے بھی معمولی جرمانہ کر کے تقریباً ساروں کو فارغ کر دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہاں ابھی کچھ لوگ ہیں جو اسیر ہیں، جیل میں۔ اُنکے لئے بھی دعا کریں کہ انکے لئے رہائی کے جلد سامان ہوں۔ پاکستان کے اسیروں کی رہائی کے لئے بھی دعا کریں۔

ہماری خوشیاں چاہے وہ سال کے شروع کی ہوں یا عید کی، اصل تو اُس وقت ہو نگی جب ہم دنیا میں ہر طرف اللہ تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا لہرانے والے بنیں گے، جسے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آئے تھے۔ خوشیاں اسی وقت ہو نگی جب انسانیت، انسانی قدروں کو پہچاننے والی بنے گی۔ جب آپس کی نفرتیں محبتوں میں بدل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اِس خوشی کے سامان بھی ہمیں جلد پہنچائے۔ مسلم اُمّہ کو بھی عقل دے۔ کہ وہ آنے والے مسیح موعود مہدی موعود کو مان لے۔ دنیا کو بھی عقل دے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر ملک میں ہر احمدی کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ اور یہ سال ہر احمدی کے لئے، ہر انسان کے لئے رحمتوں اور برکتوں کا سامان بن کر آئے، کا سال بن کر آئے، اور جو کوتاہیاں اور کمیاں گزشتہ سالوں میں ہم سے ہو گئیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنیں، یا ہمیں بعض انعاموں سے محروم رکھنے کا باعث بنیں، ان سے اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے اور اپنے انعاموں کا اور فضلوں کا وارث بنائے اور ہم حقیقی مومن بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کی بھی توفیق عطا فرمائے۔'' آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 فروری 2021ء)

﴾15﴿

ہم قرآن کے قریب جا رہے ہیں

اس سے قبل بھی خاکسار اپنے مختلف اداریوں اور آرٹیکلز میں یہ لکھتا آیا ہے کہ Covid 19 میں SOPs اور مختلف حکومتوں کی طرف سے عائد ہونے والی پابندیوں کی وجہ سے ایک نئے لائف اسٹائل کا دنیا کی تمام مخلوق کو سامنا ہے۔ یہ لائف اسٹائل مسلمانوں کے لئے نیا نہیں۔ ہمیں انسانی زندگی کے لئے یہ اسٹائل قرآن کریم سے ملتا ہے۔ آنحضور ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور بعدھم سلف صالحین اور آج کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آپؑ کے خلفاء اور تمام احباب جماعت اپنے عملوں، ارادوں اور پختہ خیالات سے قرآن کریم کی تعلیمات، رسول خداؐ کے ارشادات اور سنت نبوی پر عمل پیرا ہیں۔ اس لئے SOPs نے ہمارے لئے کوئی مشکل پیدا نہیں کی۔ تاہم اسلام کے حقیقی فرمانبرداروں اور پیروکاروں کے علاوہ دیگر دنیا میں بسنے والوں کے لئے اس کو اپنانا مشکل تھا۔ لیکن حالات و واقعات نے تمام دنیا کے باسیوں کو SOPs پر عمل کروا کے اسلام اور قرآن کے قریب لا کھڑا کیا ہے۔ اس کا اظہار ایک برطانوی مسلم صحافی رابرٹ کارٹر نے ایک ایرانی نیوز ویب سائیٹ پریس ٹی وی کو دیئے گئے انٹرویو میں مغرب کو مخاطب ہو کر کہا ہے کہ موجودہ دور میں وبا سے بچنے کے لئے عائد کی جانے والی پابندیاں جنہیں بعض لوگ ایک نیا طرز زندگی بھی کہتے ہیں اصل میں نیا نہیں بلکہ اسلامی طرز زندگی ہے۔ تمام مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن جو ایک مقدس کتاب ہے انہیں ایک صحتمندانہ اور بامقصد زندگی گزارنے کے اسلوب سکھاتی ہے۔ مسلمانوں کی روزمرہ کی زندگی چاہے وہ نماز پڑھنے اور روزہ جیسی عبادات سے تعلق رکھتی ہو یا لباس جو وہ پہنتے ہیں سب کے لئے راہنمائی یا تو قرآن میں بیان کی گئی ہے یا حضرت محمد ﷺ کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے۔ حالانکہ یہ لائف اسٹائل ایک عرصہ سے مغربی

اقوام کے طنز کا نشانہ بنتا رہا ہے چاہے وہ مسلمانوں کو بیک ورڈ (Backward) اور عجیب کہنے کی صورت میں ہو یا اشتعال انگیزی دکھانے کے ذریعہ۔

لیکن اب ہم سب کو مسلمانوں کی طرح برتاؤ کرنا پڑ رہا ہے۔ تمام شراب خانے، جوُا خانے، کلب اور قحبہ خانے بند کرنے پڑے ہیں۔ بعض صورت میں طبی ماہرین شراب کے استعمال پر مکمل کنٹرول کی بات کر رہے ہیں کیونکہ یہ وائرس کو جسم میں زیادہ خطرناک بنا سکتا ہے۔ کچھ ممالک نے اس کے فروخت پر (عارضی) پابندی بھی لگائی ہے۔

جیسے مسلمان دن میں پانچ وقت نماز کے لئے وضو کرتے ہیں عام لوگ ترجیحی بنیادوں پر روزانہ متعدد بار صفائی ستھرائی اور ہاتھ دھونے کی طرف توجہ کر رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ہاتھ نہ ملانا بھی معاشرتی طور پر قابل قبول ہو چکا ہے جو کہ مرد و عورت کے معاملہ میں ایک روائتی مسلم طریقہ کار ہے جو کہ بعض اوقات مغرب میں مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیزی کا بھی باعث بنا ہے۔ مزید یہ کہ لوگ اپنا چہرہ اور سر وغیرہ بھی ڈھانپنا شروع کر چکے ہیں تاکہ وبا سے محفوظ رہا جا سکے بشمول ان کے جو ماضی میں متعدد بار اس وجہ سے مسلمان خواتین کی توہین کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ریاستیں جو نقاب اور حجاب پر پابندی لگا چکی تھیں اب پہلے سے کہیں زیادہ مسلم دکھائی دے رہی ہیں۔ بعض یورپی ممالک جیسا کہ آسٹریا اس حد تک چلے گئے ہیں کہ چہرہ ڈھانپنے کی پابندی کروانے کے لئے قانون بنا دیا جائے اور نقاب یعنی چہرے کا ماسک حکومتیں ضروری قرار دے رہی ہیں۔

اس کے علاوہ مزید یہ کہ معاشی سطح پر بعض صورتوں میں شرح سود صفر تک گرا دی گئی ہے جو کہ بعینہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے۔

مسلمان خاندانوں نے گزشتہ لاک ڈاؤن میں رمضان خود ساختہ تنہائی کے ساتھ عبادات اور روزہ کے ساتھ گزارا جب غیر مسلم ساحلوں پر ریاستی احکامات کی نافرمانیوں میں مصروف تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ایک عرصہ صرف اپنے دین اور ایمان سے محبت رکھنے کی وجہ سے نفرت کا نشانہ بنتے رہے ہیں۔ اس بات کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے مسلمانوں کو درست

ثابت کرنے کے لئے ایک عالمی وبا کو آنا پڑا جب کہ اس کے مقابلہ پر مغربی طور طریقوں کی اصلاح کی ضرورت ہے نہ کہ قرآنی تعلیمات کی اور آئندہ اسلام کے بارہ میں کچھ غلط کہنے سے پہلے اس بات کو ذہن میں ضرور رکھیے گا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 فروری 2021ء)

﴿16﴾

شادی بیاہ اور نکاح کے مواقع پر مبارکباد دینے کی دُعا

اسلام نے ایک مومن کی زندگی میں پیش آنے والے مختلف زاویوں سے دعائیں سکھلائی ہیں۔ جیسے کھانا کھانے کی دُعا، کھانا ختم کرنے کی دُعا، رات سونے، صبح اٹھتے وقت کی دُعا، مسجد میں داخل ہونے اور باہر آنے کی دُعا، اذان سننے کی دُعا، بیت الخلاء میں جانے اور آنے کی دُعا وغیرہ وغیرہ۔ ہم ان دعاؤں کو خود بھی یاد کرتے ہیں اور اپنے بچوں کو یاد کرواتے اور موقع محل کے مطابق ان کو استعمال بھی کرتے ہیں۔ اور دہراتے بھی ہیں۔ لیکن بعض ایسی دعائیں بھی ہیں جن کا روزانہ کی دُعاؤں سے تعلق نہیں وہ موسمی یا گاہے بگاہے موقع آنے پر پڑھی جاتی ہیں ان کی طرف ہماری توجہ یا دھیان کم جاتا ہے۔ ان میں سے شادی، نکاح یا منگنی کے وقت کی دعائیں ہیں۔ ہم عمومی طور پر شادی مبارک، Happy Marriage کہہ کر یا لکھ کر دوسروں کو مبارکباد دیتے ہیں۔ جبکہ ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے شادی، نکاح اور منگنی کے مواقع پر بھی مبارکباد دینے کی دعا سکھلائی ہے۔ جو الفاظ کے اختلاف کے ساتھ احادیث میں ملتی ہیں۔ ہمیں بھی ایسے خوشی کے مواقع پر انہیں رواج دینا چاہیے۔ جیسے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 4 دسمبر 2020ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شادی کے موقع پر جو دعائیں دیں۔ ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

• ”(حضرت فاطمہؓ کا جس دن رخصتانہ ہوا) اسی دن رخصتانہ کے بعد آنحضرت ﷺ ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور تھوڑا سا پانی منگوا کر اس پر دعا کی اور پھر وہ پانی حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) ہر دو پر یہ الفاظ فرماتے ہوئے چھڑکا کہ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْھِمَا وَبَارِکْ عَلَیْھِمَا وَبَارِکْ لَھُمَا نَسْلَھُمَا یعنی اے میرے اللہ! تو ان دونوں کے باہمی تعلقات

میں برکت دے اوران کے ان تعلقات میں برکت دے جو دوسرے لوگوں کے ساتھ قائم ہوں اور ان کی نسل میں برکت دے۔‘‘

پھر اسی خطبہ میں فرمایا:

• ’’(آنحضور ﷺ نے) حضرت فاطمہؓ سے کہا میرے پاس پانی لاؤ۔ وہ اٹھیں ...... اور گھر میں رکھے ہوئے ایک پیالے میں پانی لائیں۔ آپؐ نے اسے لیا اور اس میں کلی کی پھر حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ آگے بڑھو وہ آگے ہوئیں۔ آپؐ نے ان پر اور ان کے سر پر کچھ پانی چھڑکا اور دعا دیتے ہوئے کہا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُعِیۡذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتِھَا مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ۔ اے اللہ! اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا دوسری طرف رخ کرو۔ جب انہوں نے دوسری طرف رخ کیا تو آپؐ نے ان کے کندھوں کے درمیان پانی چھڑکا پھر ایسا ہی حضرت علیؓ کے ساتھ کیا۔ حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اپنے اہل کے پاس جاؤ اللہ کے نام اور برکت کے ساتھ۔ اسی طرح حضرت علیؓ سے ایک روایت یوں مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک برتن میں وضو کیا پھر اس پانی کو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ پر چھڑکا اور فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ فِیۡھِمَا وَبَارِکۡ لَھُمَا فِیۡ شِبۡلِھِمَا۔ اے اللہ! ان دونوں میں برکت رکھ دے اور ان دونوں کے جمع ہونے میں برکت رکھ دے۔‘‘ (خطبہ جمعہ 4 دسمبر 2020ء)

ان کے علاوہ درج ذیل مزید دعائیں بھی ملتی ہیں۔ جن میں یہ عام ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ بالعموم ان الفاظ میں دُعا دیا کرتے تھے بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیۡکَ وَجَمَعَ بَیۡنَکُمَا فِیۡ الۡخَیۡرِ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اس نکاح (شادی) کو مبارک کر دے اور تجھ پر برکتیں بھی نازل فرمائے کہ تم دونوں کو اللہ تعالیٰ خیر، نیکی اور تقویٰ پر جمع رکھے یا اتفاق پیدا کرے۔ آمین (ترمذی 1091۔ سنن ابی داؤد 2130)

بعض روایات میں جَمَعَ بَیۡنَکُمَا فِیۡ خَیۡرٍ کی جگہ بَارَکَ لَکَ فِیۡھَا کے الفاظ ملتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس نکاح یا اس عورت میں تمہارے لئے برکت نازل کر دے۔

بعض روایات میں اس دُعا کے آغاز کے الفاظ یعنی بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، بَارَكَ اللّٰهُ لَكِ دو دفعہ ملتے ہیں۔ ایک میں دولہا جبکہ دوسری میں دلہن مراد ہے۔ اس لئے دوسرے لَكِ میں ک کے نیچے زیر ہے۔

حضرت جلیبیبؓ ایک انصاری صحابی تھے جو غریب و مفلس بھی تھے اور شکل و صورت بھی نارمل تھی۔ ایک دفعہ آپؓ کو آنحضور ﷺ نے کسی انصاری صحابی کے گھر رشتہ کے لئے یہ پیغام دے کر بھجوایا کہ رسول اللہؐ کہتے ہیں کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ (جلیبیب) سے کردو۔ صاحب خانہ نے جواباً کہا کہ نہ خوبصورتی، نہ مال و دولت اور نہ بڑا خاندان ۔ میں کیسے اپنی بیٹی کی شادی آپ سے کردوں۔ بیٹی بھی پردے میں یہ بات سُن رہی تھی جس کے دل میں رسول خداؐ کی محبت راسخ تھی۔ وہ باہر آگئی اور کہا "مجھے منظور ہے" میں رسول خداؐ کا حکم نہیں ٹال سکتی۔ جب ان دونوں کی شادی ہوئی تو حضورؐ نے یہ دُعا اس جوڑے کو دی اَللّٰهُمَّ صُبَّ عَلَيْهِمَا الْخَيْرَ صَبًّا وَلَا تَجْعَلْ عَيْشَهُمَا كَدًّا كَدًّا کہ اے اللہ! ان پر خیر وبرکت اور بھلائی کے دروازے کھولے رکھ اور ان کی زندگیوں کو مشقت اور پریشانی سے دور رکھ۔ (مجمع الذوائد و منبع الفوائد جلد 9 کتاب المناقب حدیث نمبر 15977)

اللہ تعالیٰ جماعت میں ہونے والے تمام رشتوں کے حق میں اللہ تعالیٰ یہ مبارک اور مقدس دعائیں قبول فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 فروری 2021ء)

﴿17﴾

آرہی اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ ابراہیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت فرمائی۔ وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ(ابراہیم:6) کہ اے موسیٰ! تو اپنی قوم کو اللہ کے انعام اور اس کے عذاب یاد دلا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آیت کے اس حصّے کا ترجمہ یوں فرمایا ہے کہ انہیں اللہ کے دن یاد کرا۔

ویسے تو اس ہدایت پر ہم میں سے ہر ایک کو عمل کر کے اپنے سابقہ دور کو یاد کر کے شکر بجا لاتے ہوئے اپنے قدموں کو آگے بڑھانا چاہیئے لیکن آج جماعت احمدیہ میں آنے والے اہم تاریخوں کے حوالے سے کچھ ضبط تحریر میں لانا ہے اور وہ ہے 20 فروری کے حوالے سے ''پیشگوئی مصلح موعود''۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام آخری زمانہ کے مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اِذن سے آئے آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے مختلف مبارک ناموں سے پکارا۔ جس کا اظہار آپ خود اپنے ایک منظوم کلام میں یوں فرماتے ہیں۔

؎ میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے دیگر بچوں بالخصوص حضرت یوسف علیہ السلام کا قصّہ سورۃ یوسف میں بہت کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ جس میں حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے گمشدہ بیٹے (حضرت یوسفؑ) جو ہونہار، فرمانبردار تھے۔ کی تلاش میں دعائیں کرتے۔ اللہ کے حضور جھکتے

اور اس کا انتظار کرتے رہتے تھے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو سنا اور اللہ تعالیٰ نے باپ بیٹے (حضرت یعقوب و حضرت یوسف علیہما السلام) کا آپس میں ملاپ کروادیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یعقوب قرار دیا اور آپ کو بھی اپنے موعود بیٹے کا شدّت سے انتظار تھا۔ جب مخالفین احمدیت خصوصاً لیکھرام نے اس پیشگوئی کی شدّت سے مخالفت کی اور کہا کہ آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی۔ (بحوالہ کلیات آریہ مسافر حصہ سوئم صفحہ 496-498)

اس کے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے وعدو عید پر اس حد تک یقین تھا کہ آپ نے فرمایا:

اب تو آرہی ہے خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

آنحضور ﷺ نے مسیح موعود علیہ السلام کے لئے فرمایا تھا کہ

ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له (مشکوۃ مجتبائی صفحہ 480)

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے اور شادی کریں گے اور ان کو اولاد دی جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ''آئینہ کمالات اسلام'' میں اس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے خاص طور پر ایک صالح فرزند عطا فرمائے گا جو اپنے باپ کی نظیر ہو گا۔ اور ہر ایک امر میں اس کا مطیع اور فرمانبردار ہو گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہو گا'' (روحانی خزائین جلد 5 صفحہ 578)

اسی طرح آنحضور ﷺ کی پیشگوئی یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں:

"یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کرے گا" (حقیقۃ الوحی۔ صفحہ 312)

چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اذنِ الٰہی سے پیشگوئی کے مطابق 20 فروری کو ایک اشتہار کے ذریعہ لڑکے کی پیدائش کی خبر دی۔ یہ اشتہار سبز رنگ کے کاغذات پر شائع ہوا۔

چنانچہ 12 جنوری 1889ء کو حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے بطن سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی پیدائش ہوئی۔ آپ کی ولادت با سعادت الٰہی بشارتوں کے مطابق ہوئی جو ہستی باری تعالیٰ۔ سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے 18 فروری 2011ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"یہ ایک عظیم پیشگوئی ہے جو کسی شخص کی ذات سے وابستہ نہیں ہے بلکہ یہ پیشگوئی اسلام کی نشاۃ ثانیہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس پیشگوئی کی اصل تو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی ہے۔"

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعودؓ نے لاہور میں 28 جنوری 1944ء کو تقریر کرتے ہوئے پیشگوئی مصلح موعود کا خود کو مصداق قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"پانچ اور چھ جنوری 1944ء کی درمیانی رات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ بتایا کہ میں وہی مصلح موعود ہوں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا تھا۔ اور میرے ذریعہ ہی دور دراز ملکوں میں خدائے واحد کی آواز پہنچے گی۔ میرے ذریعہ ہی محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا"

اس میں کوئی شک نہیں کہ آج بھی دنیا بھر میں جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اعلانات اور اسلام احمدیت کے پیغامات پہنچ رہے ہیں ان کا سہرا حضرت مصلح موعودؓ کے ہی سر ہے کیونکہ اس کا آغاز کرنے والے تو آپ حضرت مصلح موعودؓ ہی تھے۔

میں نے خود سیرالیون مغربی افریقہ میں احمدیوں کے دلوں میں حضرت مصلح موعودؓ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری دیکھی ہے۔ آپ کا نام آتے ہی افریقن احمدیوں کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اور یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ اس انسان نے ہمیں انسانیت سکھلائی اور حقیقی مسلمان بنایا۔ حالانکہ ان افریقن نے آپ کا چہرہ تک نہیں دیکھا۔

پس ضرورت آج اس بات کی ہے کہ آپ کے نام کو زندہ رکھنے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو چھوٹا مصلح موعود بن کر آپ کے لگائے ہوئے پودے کو مزید سرسبز وشاداب بنانے کے لئے محنت کرنی ہوگی۔ اور اللہ کی بڑائی ثابت کرنے اور اسلام واحمدیت کی سچائی اور قرآن کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے اپنے آپ کو ان راستوں پر استوار کرنا ہوگا جن کے نقوش حضرت مصلح موعودؓ نے ہمارے لئے وا کیے ہیں۔

اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 فروری 2021ء)

﴿18﴾

پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کے لئے دعاؤں کی خصوصی تحریک

کچھ عرصہ سے نام نہاد ملاں کی طرف سے پاکستان میں بسنے والے احمدیوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جارہا ہے۔ مظالم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں اور مصائب کھڑے کر کے جینا حرام کیا جارہا ہے۔ دن دیہاڑے احمدیوں کو شہید کر دیا جاتا ہے۔ گالی گلوچ عام ہے۔ بعض جگہوں پر مساجد گرائی جاتی ہیں اور ان کے محراب ختم کیے جاتے ہیں اور میناروں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ ان مخالفین کے شر سے احمدی مردے بھی محفوظ نہیں۔ کئی جگہوں پر شر پسندوں کی طرف سے ایسی قبروں کے کتبے توڑے گئے جن پر کلمہ طیبہ، بسم اللہ، یا کوئی اور اسلامی اصطلاحات کندہ تھیں۔ جب سے پاکستان بنا۔ اس کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جماعت احمدیہ پُر امن جماعت ہے۔ مگر کچھ عرصہ سے توہین رسالت اور سائبر کرائم کے قوانین کی آڑ میں احمدیوں پر جھوٹے اور من گھڑت مقدمات بنا کر بیسیوں معصوم احمدیوں کو عقوبت خانوں کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا ہے۔

ان حالات میں جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مخالفین احمدیت اور شر پسندوں کے شر سے احمدیوں کے بچاؤ کے لئے مسلسل گزشتہ 10-12 خطبات میں دعاؤں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ قارئین الفضل کے لئے ان تمام تحریکات کو یکجا کر دیا گیا ہے تا دنیا بھر کے احمدی احباب وخواتین کی شبانہ روز دعاؤں میں درد پیدا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو درجہ قبولیت دے اور احمدیوں کو ہر شر، آفت اور مشکلات سے محفوظ رکھے۔ آمین

احمدی آج کل بہت دعائیں کریں اللہ تعالیٰ یہ مشکلات دور فرمائے

خطبہ جمعہ 2/ اکتوبر 2020ء میں فرمایا:

"پاکستان کے احمدیوں کے لیے بھی آج کل بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مولویوں اور حکومت کے اہلکاروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ وہاں پھر مخالفت کی شدید لہر آئی ہوئی ہے۔ قانون کے محافظ نہ صرف یہ کہ انصاف کو نہیں جانتے بلکہ اس کی دھجیاں اُڑا رہے ہیں اور جو مولوی کہتا ہے اس کے پیچھے چل رہے ہیں۔ میرا خیال ہے اپنی جان بچانے کے لیے کہ شاید ان کو اسی طرح سیاسی استحکام مل جائے لیکن یہ ان کی بھول ہے۔ یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہی چیز ان کی تباہی کا ذریعہ بنے گی۔ ہم تو پہلے بھی ان تکلیفوں سے گزرتے رہے ہیں، اب بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی مدد سے گزر جائیں گے لیکن ان کی یہ حرکتیں اگر یہ ان سے باز نہ آئے تو ان کی تباہی یقینی ہے۔ پس احمدی آج کل بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ مشکلات دُور فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق میں بڑھیں خاص طور پر پاکستان میں رہنے والے احمدی، باہر رہنے والے احمدی بھی جو پاکستان سے آئے ہوئے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت جلد آئے اور ان مشکلات سے وہاں کے رہنے والے احمدی چھٹکارا پا سکیں۔" (الفضل انٹرنیشنل 23/ اکتوبر 2020ء)

اللہ تعالیٰ ان کے بھیانک اور خطرناک منصوبوں سے ہر احمدی کو بچا کے رکھے

خطبہ جمعہ 4/ دسمبر 2020ء میں فرمایا:

"آج کل جو پاکستان میں حالات ہیں مزید سخت ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ بعض حکومتی افسران جو ہیں مولوی کے پیچھے چل کے اور ان کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے ہمیں جس حد تک نقصان پہنچا سکتے ہیں پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس لیے خاص طور پر دعائیں کریں اور ربوہ کے احمدی بھی پاکستان میں رہنے والے، دوسرے شہروں میں بسنے والے احمدی بھی ہر جگہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ان کے شر سے محفوظ رکھے اور ان کے منصوبے جو نہایت بھیانک منصوبے اور خطرناک منصوبے ہیں ان سے بچا کے رکھے اور ان لوگوں کی اب پکڑ کے جلد سامان فرمائے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 25/ دسمبر 2020ء)

اللہ تعالیٰ جلد ان کی پکڑ کے سامان پیدا فرمائے

خطبہ جمعہ 11/ دسمبر 2020ء میں فرمایا:

"آج بھی میں دعا کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ گذشتہ جمعے الجزائر کے بارے میں ذکر نہیں ہوا تھا وہاں بھی احمدیوں پر کافی سخت حالات ہیں اور بعض کو اسیر بھی بنایا گیا ہے۔ ان کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی حالات میں آسانی پیدا کرے اور اسیروں کی جلد رہائی کے بھی سامان ہوں اور وہاں کے جو سختی کے حالات ہیں حکومت کو بھی عقل دے کہ وہ انصاف سے کام لیتے ہوئے احمدیوں کے حق ادا کرنے والی ہو۔ اسی طرح پاکستان کے حالات بھی سختی کی طرف ہیں۔ میں نے کہا تھا انفرادی طور پر بعض افسران ایسے ہیں ان کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اگر ان مولویوں اور افسران کو عقل نہیں دینا چاہتا یا ان کو عقل نہیں آئے گی یا ان کا مقدر یہی ہے کہ وہ اسی طرح کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں تو پھر اللہ تعالیٰ جلد ان کی پکڑ کے سامان پیدا فرمائے اور احمدیوں کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے۔" (الفضل انٹرنیشنل 01/ جنوری 2021ء)

جس طرح دعاؤں کی طرف توجہ کی ضرورت ہے اس طرح توجہ کا احساس ابھی نہیں ہوا

خطبہ جمعہ 18/ دسمبر 2020ء میں فرمایا:

"آج پھر میں دوبارہ الجزائر کے احمدیوں کے لیے بھی اور پاکستان کے احمدیوں کے لیے بھی دعا کی تحریک کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے۔ الجزائر میں بھی حالات سخت کیے جا رہے ہیں۔ وہاں بھی ایک سرکاری وکیل ہے وہ بار بار ہمارے احمدیوں پر مقدمے بنا رہا ہے۔ پاکستان میں بھی اسی طرح مشکلات میں ڈالا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو جو مشکلات کھڑی کر رہے ہیں یا کسی قسم کی مخالفت کر رہے ہیں عبرت کا نشان بنائے اور جلد ان احمدیوں کے حالات ٹھیک فرمائے۔ جو جہاں سختیوں میں سے گزر رہے ہیں ان کے لیے آسانیاں اور سہولتیں پیدا کرے۔ لیکن ساتھ ہی میں پاکستان کے احمدیوں کو خاص طور پر یہ بھی کہوں گا کہ دعاؤں کی طرف جس طرح توجہ کی ضرورت ہے اس طرح توجہ کا ابھی بھی احساس نہیں ہے۔ پس پہلے سے بڑھ کر اور بہت بڑھ کر

دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جلد ان مشکلات سے نکالے اور آسانیاں پیدا فرمائے اور ہم حقیقی اسلام کا پیغام آزادی کے ساتھ پاکستان میں بھی اور دنیا کے ہر کونے میں بھی پہنچانے والے ہوں۔" (الفضل انٹرنیشنل 8/ جنوری 2021ء)

پاکستان میں رہنے والے خاص طور پر نوافل اور دعاؤں پر زور دیں

خطبہ جمعہ 25/ دسمبر 2020ء میں فرمایا:

"آج بھی مَیں پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کے لیے دعا کے لیے کہنا چاہتا ہوں۔ الجزائر کی تو ایک خوش کن خبر ہے کہ گذشتہ دو تین دنوں میں دو مختلف عدالتوں نے جھوٹے الزام میں ملوّث بہت سارے احمدیوں کو بری کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان منصف مزاج ججوں کو جزادے اور باقی انتظامیہ اور عدلیہ کو بھی انصاف سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائے جو جھوٹے مقدمے احمدیوں پر قائم کر رہے ہیں۔ پاکستان کے بعض افسران اور منصف جو انصاف سے دور ہٹ رہے ہیں اور اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی توفیق دے کہ اپنے دلوں کے بغض اور کینے کو نکال کر معاملے کو دیکھنے والے ہوں۔ جن لوگوں کی اصلاح اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقدر نہیں اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کے سامان جلد فرمائے اور احمدیوں کے لیے پاکستان میں بھی امن و سکون کے سامان پیدا فرمائے۔

پاکستانی احمدی، پاکستان میں رہنے والے احمدی خاص طور پر نوافل اور دعاؤں پر زور دیں۔ ان دعاؤں میں رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ بھی بہت پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ بھی بہت پڑھیں۔ استغفار کی طرف بھی توجہ دیں۔ درود کی طرف بھی توجہ دیں۔ آج کل اس کی بہت ضرورت ہے۔ نوافل بھی ادا کریں جیسا کہ میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بھی دے اور جلد وہاں کے حالات بھی درست فرمائے۔" (الفضل انٹرنیشنل 15/ جنوری 2021ء)

اللہ تعالیٰ ہر ملک میں ہر احمدی کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور یہ سال رحمتوں، برکتوں کا سال بن کر آئے

خطبہ جمعہ یکم جنوری 2021ء میں فرمایا:

"آج کل پاکستان کے احمدیوں کے لیے اور الجزائر کے احمدیوں کے لیے دعا کی طرف بھی میں توجہ دلا رہا ہوں۔ ان کو اپنی دعاؤں میں بھی یاد رکھیں۔ پاکستان میں بعض جگہ بعض مولوی اور سرکاری اہلکار ظلموں پر اترے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے ناقابل اصلاح لوگوں کی جلد پکڑ کے سامان کرے۔ اللہ تعالیٰ کے تو علم میں ہے کن کی اصلاح ہونی ہے اور کن کی نہیں ہونی۔ جن کی نہیں ہونی تو پھر ان کی جلد پکڑ کے سامان پیدا فرمائے۔ توہین رسالت کے جس قانون کے تحت یہ لوگ احمدیوں پر ظلم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور احمدیوں کی اپنی تربیت کے لیے جو بھی ہمارے بعض ذرائع ہیں ہر ذریعہ پر پابندی لگانے کی کوشش کر رہے ہیں، اس کو اللہ تعالیٰ جلد ان سے دُور فرمائے اور ہمیں ان سے نجات دلائے۔ اصل میں تو رحمۃ للعالمین کے نام کو یہ بدنام کرنے والے لوگ ہیں۔ احمدی تو ناموس رسالت ﷺ کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے والے ہیں۔ آج دنیا کو محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے لانے والے سب سے زیادہ کام بلکہ حقیقی کام احمدی کر رہے ہیں بلکہ کہنا چاہیے کہ اگر کوئی یہ کام کر رہا ہے تو وہ صرف احمدی ہیں۔ پس یہ دنیادار دنیاوی حکومت اور دولت کے بل بوتے پر ہم پر ظلم تو کر سکتے ہیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ ہم اس خدا کو ماننے والے ہیں جو نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ ہے۔ وہ خدا ہے جو نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی ہے اور نِعۡمَ النَّصِیۡرُ ہے۔ یقیناً اس کی مدد آتی ہے اور ضرور آتی ہے اور اس وقت پھر ان دنیاداروں اور اپنے زعم میں طاقت اور ثروت رکھنے والے جو لوگ ہیں ان کی پھر خاک بھی نظر نہیں آتی جب اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت آتی ہے۔ پس ہمارا کام ہے کہ دعاؤں سے اپنی عبادتوں کو مزید سجائیں اور اگر ہم یہ کر لیں گے تو پھر ہی ہم کامیاب ہیں۔ الجزائر کے بارے میں مَیں نے کہا تھا کہ سب کو بری کر دیا گیا ہے۔ وہاں ایک کورٹ نے، ایک عدالت نے سب کو بری کیا تھا۔ دوسرے نے بھی معمولی جرمانہ کر کے تقریباً ساروں کو

فارغ کر دیا لیکن اس کے باوجود بھی وہاں ابھی کچھ لوگ ہیں جو جیل میں اسیر ہیں۔ ان کے لیے بھی دعا کریں کہ ان کی جلد رہائی کے سامان ہوں۔ پاکستان کے اسیروں کی رہائی کے لیے بھی دعا کریں۔ ہماری خوشیاں چاہے وہ سال کے شروع کی ہوں یا عید کی، اصل تو اس وقت ہوں گی جب ہم دنیا میں ہر طرف اللہ تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا لہرانے والے بنیں گے جسے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آئے تھے۔ خوشیاں اس وقت ہوں گی جب انسانیت انسانی قدروں کو پہچاننے والی بنے گی۔ جب آپس کی نفرتیں محبتوں میں بدل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اس خوشی کے سامان بھی ہمیں جلد پہنچائے۔ مسلم امہ کو بھی عقل دے کہ وہ آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود کو مان لیں۔ دنیا کو بھی عقل دے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر ملک میں ہر احمدی کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور یہ سال ہر احمدی کے لیے، ہر انسان کے لیے رحمتوں اور برکتوں کا سال بن کر آئے اور جو کوتاہیاں اور کمیاں گذشتہ سالوں میں ہم سے ہو گئیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنیں یا ہمیں بعض انعاموں سے محروم رکھنے کا باعث بنیں ان سے اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے اور اپنے انعاموں کا اور فضلوں کا وارث بنائے اور ہم حقیقی مومن بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کی بھی توفیق عطا فرمائے۔" (الفضل انٹرنیشنل 22/ جنوری 2021ء)

خاص طور پر دعاؤں، نوافل اور صدقات پہ زور دیں

خطبہ جمعہ 8/ جنوری 2021ء میں فرمایا:

"ان دنوں میں دوبارہ جیسا کہ میں تحریک کر رہا ہوں پاکستان کے احمدیوں کے لیے بھی خاص طور پر دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور فرمائے۔ ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے۔ مخالفین کے ہاتھوں کو ان تک پہنچنے سے روکے اور جن مخالفین کی اصلاح نہیں ہونی اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کے سامان کرے۔ اسیر ان کی جلد رہائی کے بھی سامان پیدا فرمائے جس میں الجزائر کے اسیر ان بھی شامل ہیں۔ الجزائر میں بھی کافی مخالفت ہے۔ ان کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے بھی سکون کے سامان پیدا فرمائے۔ خاص طور پر دعاؤں، نوافل اور صدقات پہ زور دیں۔ پاکستان

کے عمومی لحاظ سے مجموعی حالات بھی امن کے لحاظ سے ٹھیک نہیں ہیں ان کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ امن کے حالات وہاں پیدا کرے اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پہ جو لگے ہوئے ہیں اور دہشت گردی اور فتنہ اور فساد ہے اس کو اللہ تعالیٰ جلد ختم کرنے کے سامان پیدا فرمائے۔ وہاں کی انتظامیہ اور حکومت کو بھی عقل دے کہ وہ حقیقی رنگ میں عوام کی خدمت کرنے والے ہوں اور انصاف سے کام لینے والے ہوں۔ اسی طرح دنیا کے عمومی حالات کے بارے میں بھی دعا کریں جو بہت تیزی سے بگڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب انسانیت پر رحم فرمائے۔"

(الفضل انٹر نیشنل 29 جنوری 2021ء)

اسیران کے لیے خاص طور پر دعا کریں

خطبہ جمعہ 15/ جنوری 2021ء میں فرمایا:

"جیسا کہ میں آج کل توجہ دلا رہا ہوں۔ پاکستان اور الجزائر کے اسیران کے لیے خاص طور پر دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ پاکستان کے عمومی حالات کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو وہاں سکون کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مخالفین احمدیت کو عقل اور سمجھ دے۔ اگر نہیں ہے تو پھر جو بھی اللہ تعالیٰ نے ان سے سلوک کرنا ہے وہ کرے اور جلد ہم ان سے نجات پانے والے بنیں۔ اور ہم کو، خاص طور پر پاکستان کے احمدیوں کو خود بھی آج کل نوافل اور دعاؤں اور صدقات پر زور دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔"

(الفضل انٹر نیشنل 05/ فروری 2021ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 فروری 2021ء)

﴿19﴾

آج کی دعا

روزنامہ الفضل لندن آن لائن میں گزشتہ ایک سال سے عنوان ''آج کی دعا'' کے تحت محترمہ مریم رحمٰن روزانہ ہی قرآن، احادیث یا حضرت مسیحِ موعودؑ کی دعاؤں میں سے ایک دعا بطور روحانی مائدہ لے کر حاضر ہوتی ہیں۔ اور اب کچھ عرصہ سے اس دعا کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معرفت بھری تشریح سے مزین کر رہی ہیں۔ فجزاھا اللہ خیراً

میں نے بارہا یہ محسوس کیا ہے اور اسے اتفاقِ حسنہ ہی سمجھ لیں کہ جب علی الصباح میں یہ دعا تازہ شمارہ میں پڑھتا ہوں تو وہ اس دن کے عین مطابق ہوتی ہے اور مجھے اُس روز اس دعا کی ضرورت دوسری دعاؤں سے زیادہ محسوس ہو رہی ہوتی ہے۔ مؤرخہ 21 جنوری 2021ء کی دعا کو جب خاکسار نے پڑھا تو وہ نہ صرف دل میں اُترتی گئی بلکہ ایک نیا مضمون ذہن میں اُبھرتا چلا گیا۔

یہ دعا یوں تھی

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ، وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ (القرآن)

اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسۡأَلُكَ فِیۡ سَفَرِنَا ھٰذَا الۡبِرَّ وَالتَّقۡوٰی، وَمِنَ الۡعَمَلِ مَا تَرۡضٰی، اَللّٰھُمَّ ھَوِّنۡ عَلَیۡنَا سَفَرَنَا ھٰذَا، وَاطۡوِ عَنَّا بُعۡدَہٗ، اَللّٰھُمَّ أَنۡتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ، وَالۡخَلِیۡفَةُ فِی الۡاَھۡلِ، اَللّٰھُمَّ إِنِّیۡ أَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ وَعۡثَآءِ السَّفَرِ، وَکَآبَةِ الۡمَنۡظَرِ، وَسُوۡٓءِ الۡمُنۡقَلَبِ فِی الۡمَالِ وَالۡاَھۡلِ آیِبُوۡنَ تَائِبُوۡنَ عَابِدُوۡنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوۡنَ

ترجمہ:

پاک ہے وہ ذات جس نے اس جانور کو ہمارے تابع کر دیا حالانکہ ہم میں اسے قابو میں رکھنے کی طاقت نہیں تھی اور ہم اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جانے والے ہیں (الزخرف:14-15) اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیز گاری مانگتے ہیں اور ایسا عمل جسے تو پسند کرے۔ اے اللہ! ہم پر اس سفر کو آسان کر دے اور اس کی مسافت کو ہم پر تھوڑا کر دے۔ اے اللہ تو ہی سفر میں رفیق سفر اور گھر میں نگران ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی تکلیفوں اور رنج و غم سے اور اپنے مال اور گھر والوں میں بُرے حال میں لوٹ کر آنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے، خاص اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اسی کی تعریف کرنے والے ہیں۔

(صحیح مسلم کِتَابُ الْحَجِّ بَاب مَا یَقُوْلُ اِذَا رَکِبَ اِلَی سَفَرِ حدیث: 3275)

کتب احادیث میں کچھ زائد الفاظ کے ساتھ یہ دعا یوں ملتی ہے۔ جیسے ترمذی کتاب الدعوات اور ابو داؤد باب الجہاد میں یہ الفاظ زائد ہیں

اَللّٰهُمَّ اصْبَحْنَا بِنُصْحِكَ وَاَقْلِبْنَا بِذِمَّتِهِ، اَللّٰهُمَّ اَزْوِلَنَا الْاَرْضَ

کہ اے اللہ! تو اپنی خیر خواہی کے ساتھ ہمارا رفیقِ سفر ہو جا اور ہمیں اپنے عہد و پیمان کے ساتھ واپس لوٹانا۔ اے اللہ! زمین کو ہمارے لئے سمیٹ دے۔

اب اس دعا کے الفاظ پر غور کریں تو یہ دعا کے الفاظ ہماری زندگی کے سفر پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔ قرآنی دعائیہ الفاظ یا آنحضور ﷺ کے دعائیہ الفاظ کسی محدود وقت کے لئے نہیں۔ اسلام ایک دائمی مذہب ہے۔ اسکی دعائیں انسانی زندگی کے تمام حصوں اور تمام مرحلوں پر لاگو ہوتی ہیں۔ انسان ہر وقت تو سفر پر نہیں رہتا کہ اس دعا کو محدود کر دیا جائے۔ لہذا انسان کو اپنی زندگی کے تمام سفر پر اس دعا کو لاگو کرنا چاہئے۔

میں اپنے مافی الضمیر کو قارئین الفضل کو سمجھانے کی خاطر ایک دو دعاؤں کا حوالہ دیتا ہوں جیسے حضرت انسؓ سے بلندی پر چڑھنے کی دعا یوں مروی ہے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الشَّرَفُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ وَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

(مسند احمد جلد 3 صفحہ 239)

کہ اے اللہ! تیرے ہی لئے عزت ہے ہر ایک بلندی پر۔اور تیرے ہی لئے سب تعریف ہے ہر ایک حال میں۔

اب انسان ہر وقت پہاڑوں کا سفر تو نہیں کرتا۔اس سے روحانی ترقیات اور روحانی بلندی کا سفر بھی مراد ہے۔

ایک اور مثال بیان کرکے میں اپنے مضمون کی طرف لوٹتا ہوں جہاد پر جانے کی بھی یہ دعا آنحضرت ﷺ سے مروی ہے

اللّٰھُمَّ أَنْتَ عَضُدِیْ وَأَنْتَ نَصِیْرِیْ وَبِکَ أُقَاتِلُ (ترمذی کتاب الدعوات حدیث:3584)

کہ اے اللہ! تو ہی میرا سہارا اور مددگار ہے۔ تیرے نام سے ہی میں لڑتا ہوں۔

اب ہر انسان کو تو جہاد کی کیفیت سے ہر وقت نہیں گزرنا پڑا۔دعوت الی اللہ اور اصلاح و ارشاد و تعلیم و تربیت کے فرائض ادا کرنا بھی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ایسے وقت میں یہ دعا کرنی چاہئے۔

اب میں اپنے اصل مضمون کی طرف لوٹتا ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ہر انسان، مسافر ٹرین پر سوار ہے اور جب اس کا اسٹیشن آئے گا تو وہ اس اسٹیشن پر اُتر جائے گا۔یہی وہ سفر ہے زندگی کا جس کی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔اس دعا میں ایک سفر کے دوران جن مصائب مشکلات، آفات کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ یہ ہیں۔

* سفر کی مشقت، وحشت، تکلیف، رنج و غم، گھر میں بُری واپسی سے اور ان تمام مصائب کا ایک انسان کو اپنی زندگی کے سفر میں سامنا رہتا ہے۔اور ایک مؤمن کو خاتمہ بالخیر کی دعا سکھلائی گئی ہے۔ جیسے گھر میں بُری واپسی سے پناہ مانگی گئی ہے۔

* پھر اس مادی سفر اختیار کرنے کی دعا میں نیکی اور تقویٰ کے طلبگار رہنے، راضی بقضا اعمال بجالانے کی توفیق اللہ تعالیٰ سے مانگی گئی ہے اور انسانی زندگی کے سفر میں بدرجہ اولیٰ ان دعاؤں کے مانگنے کی ضرورت رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایک مؤمن کو اعمالِ صالحہ وحسنہ سے اپنے آپ کو مزین رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔

* پھر دنیاوی سفر کے لئے اللہ تعالیٰ کی رفاقت چاہی گئی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کو رفیق اور دوست بنانا اس فانی زندگی کے لئے بہت ضروری ہے اور اس کے لئے الگ سے دعائیں بھی ملتی ہیں۔

* پھر سفر کی آسانی اور زمین کی دوری اور اس کے سمٹ جانے کے لئے دعا کی جاتی ہے جبکہ ہماری زندگی کے سفر کے لئے آسانیاں مانگی جاتی ہیں اور

All is well that ends well

کے مطابق زمین کی سختیوں کو دور کرنے کی دعا مانگتے ہیں۔ آنحضور ﷺ بھی ایسی ہی دعا مانگا کرتے تھے

رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ تَمِّمْ بِالْخَيْرِ

کہ اے میرے رب! میرے لئے آسانیاں مہیا فرما اور عسر والی، تنگی والی زندگی نہ کرنا اور میرا خاتمہ بالخیر کرنا۔

اسی طرح انجام بخیر کے لئے آنحضور ﷺ سے صحابہ نے یہ دعا پڑھتے سنا

اللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا، وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ

(مستدرک حاکم جلد 3 صفحہ 591)

کہ اے اللہ! (زندگی کے سفر کے) تمام کاموں میں ہمارا انجام بخیر کر اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔

اس سفر کی دعا کے آخری الفاظ یہ ہیں آیِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے، خاص اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اسی کی تعریف کرنے والے ہیں۔

یہ الفاظ مادی سفر کی دعا میں درج ہیں لیکن انسانی زندگی کے تمام سفروں میں ہم اپنے اللہ کی طرف لوٹتے بھی ہیں، توبہ بھی کرتے ہیں۔ اس کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ یہی ہماری پیدائش کا مقصد قرار دیا گیا ہے اور ہر وقت ہماری زبانیں اس کی تعریف سے تر رہتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں کے سفر کو اسلامی طریق اور تعلیم کے مطابق بنانے اور گزارنے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 فروری 2021ء)

﴿20﴾

جماعت احمدیہ مسلمہ ریاست ہائے امریکہ کو صد سالہ اظہار تشکر مبارک ہو

جماعت احمدیہ مسلمہ امریکہ نے اپنی چمکتی دمکتی سو سالہ تاریخ پر ”النور“ کا ایک حسین، خوبصورت، دیدہ زیب اور دلکش نمبر جاری کیا ہے۔ یہ تمام اردو زبان میں ہے اور 279 صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں تاریخ جماعت احمدیہ اور امریکہ کے اعتبار سے جہاں بہت ہی معلوماتی، علمی اور ازدیاد ایمان و علم کی حیثیت رکھنے والے بہتے اور ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر جیسے مضامین کو ادارہ نے نہایت احسن رنگ میں کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہاں تاریخی فوٹوز اور تصاویر دیکھ کر ان بزرگوں، مصاحبین اور خدمت کرنے والے ورکرز کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے اور تمام معلومات کو بہت اچھوتے رنگ میں سمونے اور لڑی میں پرونے پر مدیر اعلیٰ مکرمہ امتہ الباری ناصر اور مدیر مکرمہ حسنی مقبول احمد اپنی تمام ٹیم کے ساتھ مبارکباد کی مستحق ہیں۔ ابھی کچھ علمی و معلوماتی مضامین جو اس نمبر میں جگہ نہیں بنا سکے وہ آئندہ شماروں کی زینت بنیں گے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ”احمدیہ گزٹ امریکہ“ انگریزی حصہ لئے منصہ شہود پر آنے والا ہے۔

قبل اس کے کہ میں اپنے قارئین الفضل کے لئے اس تاریخی نمبر سے جستہ جستہ امریکہ کی سو سالہ تاریخ کے واقعات اور بزرگوں کی قربانیوں نیز خدمات دینیہ میں اپنے نام رقم کروانے والوں کا تذکرہ کروں میں بحیثیت ایڈیٹر الفضل اپنے ادارہ اور دنیا بھر میں پھیلے نصف لاکھ سے زائد قارئین کرام کی طرف سے جماعت احمدیہ امریکہ کو اپنے پہلے سو سال کامیابی کامرانی سے مکمل کرنے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد امیر جماعت احمدیہ امریکہ۔ تمام جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدہ داران، مبلغین کرام اور امریکہ جماعت کے تمام

احمدی احباب وخواتین کو مبارک باد پیش کرتا اور مزید تاریخ ساز روحانی واخلاقی ترقیات اور فتوحات کے لئے دعا کرتا ہوں۔ آپ خوش نصیب ہیں جن کو اللہ تعالیٰ یہ مبارک دن دیکھنے اور تشکر الٰہی کا موقع فراہم کر رہا ہے۔ الحمد للہ علی ذالك۔ کان اللہ معکم

آج سے سو سال قبل فروری 1920ء میں حضرت مفتی محمد صادقؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے امریکہ کو روحانی طور پر فتح کرنے کے لئے سر زمین امریکہ پر قدم رنجہ فرمایا۔ آپؓ کو امریکہ میں داخلے سے اس لئے روک دیا گیا کہ آپ ایک ایسے مذہب کے پیروکار ہیں جو تعدّد ازدواج کے حوالہ سے ایک سے زائد بیویوں کی اجازت دیتا ہے۔ آپ کو قید کر دیا گیا اور عدالت میں مقدمہ لڑنا پڑا۔ آپ کو جیل میں 19 قیدیوں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کی توفیق ملی۔ گو پھلوں کے حصول کا سلسلہ تو بحری جہاز میں ہی شروع ہو چکا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو جب آپؓ کے اسیر راہِ مولیٰ ہونے کا علم ہوا تو حضورؓ نے فرمایا کہ امریکہ نے پہلے دنیوی سلطنتوں کو شکست دی ہے۔ اب مقابلہ روحانی سلطنت سے ہے جسے وہ ہر گز شکست نہیں دے سکتا کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔

حضرت مفتی محمد صادقؓ کی امریکہ میں آمد سے قبل امریکہ میں احمدیت کا تعارف ہو چکا تھا۔ جب ڈاکٹر انتھونی جارج بیکر آف فلاڈلفیا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خط و کتابت کے بعد احمدی مسلمان ہو چکے تھے۔ جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام براہینِ احمدیہ جلد پنجم میں فرما چکے تھے۔ آپ نے 17 فروری 1918ء کو وفات پائی اور لارل ہل قبرستان فلاڈلفیا میں مدفون ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2018ء کے اپنے دورہ کے دوران 20 اکتوبر کو آپ کی قبر پر جا کر دعا کروائی۔

ان کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک دور میں آپؑ پر ایمان لانے والے درج ذیل دوست بھی تھے۔

1۔ مسٹر اینڈرسن۔ 26 ستمبر 1904ء کو بیعت کی۔ آپ کا اسلامی نام احمد تھا۔

2۔ مسٹر محمد الیگزنڈر رسل وب۔

3۔ مسٹر کلیمنٹ لنڈے۔ 1908ء میں احمدیت قبول کر کے مسلمان ہوئے۔

قبولیتِ دعا کا ایک نشان

حضرت مفتی صاحبؓ بحری جہاز ہیور فورڈ کے ذریعہ لورپول برطانیہ سے امریکہ تشریف لائے تھے۔ یہ سفر پانچ دن کا تھا جو تیز ہواؤں اور دیگر روکوں کے سبب 19 دن تک محیط ہو گیا۔ جس میں آپ بیمار بھی ہو گئے۔ اس تکلیف دہ سفر کی وجہ سے آپ کو خیال آیا ہمیں اپنا ایک احمدیہ جہاز بنانا چاہیے جو ہمارے مبلغین کو مختلف ممالک میں پہنچائے اور حج بھی کروائے۔

آپ کی یہ خواہش پہلی بار علامتی طور پر امریکہ میں ہی بھر آئی جب صد سالہ خلافت جشنِ تشکر 2008ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ایک چارٹرڈ جہاز کے ذریعہ امریکہ سے کینیڈا پہنچے۔ اس فلائیٹ کو "خلافت فلائیٹ" کا نام دیا گیا۔ جس کا انتظام مکرم منعم نعیم نائب امیر امریکہ جو وائس پریذیڈنٹ کانٹی نینٹل ایئر لائن تھے نے کیا تھا۔ یہ دنیا کی چوتھی بڑی ایئر لائن ہے۔ اس فلائیٹ میں حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ 26 افراد ہمرکاب تھے۔ بورڈنگ کارڈ پر صد سالہ خلافت جوبلی کا لوگو، مینارۃ المسیح کا عکس شائع شدہ تھا اور خلافت فلائیٹ اور احمدیہ مسلم کمیونٹی لکھا تھا۔ امریکہ سے روانگی کے وقت امیگریشن وغیرہ لاؤنج میں ہو گئی اور کینیڈا کے امیگریشن آفیسر نے جہاز کے اندر آکر پاسپورٹس پر مہریں (Stamps) لگائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ہم سفر تمام ساتھیوں کے بورڈنگ کارڈز پر دستخط رقم فرما کر ان کے بورڈنگ کارڈز کو نہ صرف متبرک فرمایا بلکہ تاریخی بھی بنا دیا۔

ایک اور قبولیتِ دعا کا نشان

حضرت مفتی صاحبؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے بی اے کی ڈگری لینے کی درخواست کی تو حضورؓ نے آپؓ کو لکھا "اللہ آپ کو بہت ڈگریاں دے گا"۔

چنانچہ آپؓ نے بی اے کا امتحان ترک کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو دو تین سالوں میں بہت سی ڈگریوں سے نوازا۔ ان میں ایک Doctor Of Divinity کی وہ اعلیٰ ڈگری بھی ہے جو عیسائیوں سے باہر کسی کو اگر ملی تو وہ بھی ایک احمدی مسلمان کو۔

مستشرق پادری زویمر نے قادیان کا اسلحہ خانہ دیکھا

امریکہ کے مشہور و معروف مستشرق پادری زویمر 29 مئی 1924ء کو قادیان گئے۔ آپ نے مختلف اداروں، لائبریری و دیگر دفاتر کا Visit کیا۔ امریکہ واپس پہنچ کر ایک سرکولر کے ذریعہ عیسائی دنیا سے اپیل کی کہ اسے انجمن احمدیہ سے مقابلہ کے لئے خاص تیاری کرنی چاہیے کیوں کہ "اسلام جدید" انجمن احمدیہ کے ذریعے سے یورپ اور امریکہ میں مضبوط ہو رہا ہے۔

(الفضل 6 جنوری 1925ء)

نیز "ہندوستان میں اسلام" کے نام سے ایک مضمون تحریر کیا۔ جس میں قادیان میں اسلام و عیسائیت کے متعلق کوششوں کا ذکر کر کے لکھا کہ یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو ناممکن کو ممکن بنانے کے لئے تیار کیا گیا ہے اور یہ ایک زبردست عقیدہ ہے جو عیسائیوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے۔

(النور نمبر صفحہ 84)

صدر امریکہ کو قرآن کا تحفہ

حضرت سر چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ نے صدر امریکہ ٹرومین کو ایک مجلس میں چند قرآنی آیات انگریزی ترجمہ کے ساتھ سنائیں۔ صدر نے اس میں دلچسپی لی اور کہا کہ میں یہ قرآن میں خود دیکھنا چاہتا ہوں چنانچہ اگلے روز حضرت چوہدری صاحب نے صدر مملکت کو انگریزی ترجمہ والا قرآن کریم ان آیات پر نشان لگا کر بھجوایا۔ (النور نمبر صفحہ 86)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

اب اگر النور صد سالہ جشن نمبر کا احاطہ کیا جائے تو سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا احباب جماعت امریکہ کے نام پیغام اس کا روحِ رواں ہے۔ جو صد سالہ اظہارِ تشکر نمبر کے صفحہ 10 کی زینت بنا ہے۔ جو من و عن یہاں دیا جا رہا ہے۔

اس کے علاوہ محترم امیر صاحب اور محترم مربی صاحب انچارج کے پیغامات ہیں۔
مضامین میں مکرم کریم احمد شریف کا مضمون ''امریکہ میں جماعت احمدیہ کی مساجد'' خصوصی توجہ کا مرکز ہے۔ جس میں مضمون نگار نے 52 عالیشان مساجد کو مع خوبصورت تصاویر cover کیا ہے۔ اس میں سے سب سے پہلی مسجد شکاگو کی ہے جو مکرم محمد کروب نے حضرت مفتی صاحبؓ کی آمد پر 55 ہزار ڈالر کی خطیر رقم سے تعمیر کروائی تھی اور حضرت مفتی صاحبؓ اس کے پہلے امام تھے۔

• ایک اہم مسجد ڈاکٹر الیگزیڈر ڈوئی کے شہر زائن میں ہے۔ جس نے کہا تھا کہ میں احمدیت کو ایسے مسل دوں گا جیسے مکھی کو مسلا جاتا ہے۔ مگر الہام أُغْرِقَتْ سَفِيْنَةُ الْاَذَلِّ کے تحت اس کی موت کے بعد اس کے چرچ کو آگ لگ گئی اور جو نئی عمارت تعمیر ہوئی وہ الٹی کشتی نما تھی۔ یوں یہ الہام سو فیصد پورا ہوا جبکہ 1984ء میں جو احمدیہ مسجد اس شہر میں تعمیر ہوئی اس کے مینارے منارۃ المسیح کے طرز کے ہیں اور 1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور 2012ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کا دورہ فرمایا۔ اس کے علاوہ نیویارک شہر میں 8 مساجد کی تعمیر اور تاریخ کا ایک الگ مضمون بھی شامل اشاعت ہے۔

• مکرم ڈاکٹر منصور احمد قریشی کا مضمون ''شہیدانِ وفا'' بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ آپ نے 9 شہدا کا ذکر کیا ہے۔ ان شہداء میں ایک شہید مکرم ڈاکٹر مظفر احمد کا ذکر ہے جن کے لہو نے سرزمین امریکہ کی آبیاری کی۔ جب 8، 9 اگست 1983ء کی درمیانی شب آپ کے گھر میں ایک دشمن احمدیت نے داخل ہو کر آپ کو شہید کر دیا۔

• مکرم محمد داؤد منیر کا مضمون ''پہلے سو سال کی قیادت'' بہت اہمیت کا حامل ہے۔ جس میں امراء، صدران اور مبلغین کے اسماء اور ان کی خدمات کی تاریخ درج ہے۔ ان میں حضرت مولوی محمد دینؓ کی خدمات بہت اہم ہیں جنہوں نے 29 مارچ 1923ء کو شکاگو میں قدم رنجہ فرمایا تھا۔

• ایک اہم طویل تاریخی مضمون مکرم امتیاز احمد راجیکی کے نوک قلم سے بعنوان مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) منصہ شہود پر آیا ہے۔ اس کے چار حصے ہیں۔ حصہ اول حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی برطانیہ ہجرت سے قبل کی تاریخ نیز پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔

حصہ دوم ہجرت کے بعد بلندیوں کے سفر پر مشتمل ہے جبکہ حصہ سوم ارتھ اسٹیشن اور مسرور ٹیلی پورٹ کی مکمل تفصیل پر مشتمل ہے۔ میرے نزدیک اتنی تفصیل سے اس کا تعارف، اس کی نشریات اور اس کی برکات پہلی بار سطح قرطاس میں آئی ہیں۔ یہ دراصل انٹرویو ہے مکرم چوہدری منیر احمد مربی سلسلہ انچارج ارتھ اسٹیشن کا۔ یہاں بھی ایک دلچسپ ایمان افروز اور قبولیتِ دعا کا واقعہ درج کرنا ضروری ہے۔ جون 1994ء میں مکرم چوہدری منیر احمد صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا۔ ڈاکٹرز نے کہا کہ بچنے کی کوئی امید نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو دعا کی غرض سے مکرم چوہدری منیر احمد صاحب نے تحریر کیا۔ تو حضور نے تحریر فرمایا:

”آپ کو کچھ نہیں ہوتا، فکر نہ کریں آپ کو یہ کام مکمل کرنا ہے“۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب صحت یاب ہوئے اور ان ہی کے ذریعے ارتھ اسٹیشن کا یہ کام مکمل ہوا بلکہ آج بھی خدمات بجالا رہے ہیں۔ 2013ء میں ارتھ اسٹیشن کو مسرور ٹیلی پورٹ کے ساتھ جوڑ دیا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا 14 اکتوبر 2013ء کو پہلا خطبہ نشر ہوا۔

حصہ چہارم alislam.org کا تعارف ہے۔

• جماعت احمدیہ کی روشن و تابناک تاریخ کا حصہ جلسہ سالانہ کا انعقاد بھی ہے۔ 130 سال قبل قادیان سے شروع ہونے والا جلسہ سالانہ اب دنیا بھر کے 100 سے زائد ممالک میں بڑی شان کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔ اس ضمن میں مکرمہ ثمینہ آرائیں ملک کا مضمون النور نمبر کی شان کو بڑھا رہا ہے۔ آپ نے کل 71 جلسوں میں سے 59 جلسوں کی تاریخ کو نہایت اختصار سے بیان کیا ہے۔ پہلا جلسہ 1948ء میں ہوا اور 1976ء میں 29ویں جلسہ سالانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

رحمہ اللہ، 1998ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جبکہ 2008ء کے ساٹھویں جلسہ سالانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے شرکت فرمائی۔ خلافت احمدیہ کی دوسری صدی شروع ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا یہ پہلا سفر تھا۔

• حضرت خلیفۃ المسیح کا کسی جماعت میں قدم رنجہ فرمانا اس جماعت کے لئے ایک خواب سے کم نہیں ہوتا۔ جماعت احمدیہ امریکہ کے حصے میں خلفاء کے دورے بھی آئے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ایک، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے 6 اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے 4 دوروں کا ذکر صد سالہ اظہار تشکر نمبر میں موجود ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک دورہ کے دوران کیپٹل ہلز میں پارلیمنٹیریز سے تاریخی خطاب بھی شامل ہے۔ ان دوروں نے احباب جماعت کی ایمانی بیٹریز کو چارج کرنے کا کام کیا۔

• جماعتوں میں میڈیا بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں مکرم سید ساجد احمد اور مکرم سید شمشاد احمد ناصر کے قلم سے مجلہ النور اور احمدیہ گزٹ منزل بہ منزل کا ذکر ہے۔ مختلف ایڈیٹرز کا تعارف، مشکلات اور دشواریوں کے ذکر کے ساتھ ساتھ ترقیات کا سفر تفصیل سے بیان ہوا ہے اس کے علاوہ مکرم سید شمشاد احمد ناصر کا مضمون ''تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے'' قارئین کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

• اس کے علاوہ واقفات نو کی کارگزاری باعث ازدیاد ایمان ہے۔ نیز مکرمہ ڈاکٹر امتہ الرحمٰن کی 35 سالہ خدمات بھی ایمان بڑھانے کا موجب ہے۔ امریکہ کے 11 احمدی شعراء، تعلیم الاسلام کالج کے قدیم طلبہ کی مجلس کا قیام بھی ایک قاری کو ماضی کے دریچوں میں لے جاتا ہے۔

• کوئی بھی سال نامہ یا میگزین شعراء کے منظوم کلام کے بغیر خوبصورت نہیں لگتا کیونکہ بعض قاری حضرات کے دِلوں پر منظوم کلام تیر بہدف کا کام کرتا ہے۔ نوروں سے مہکتے اِس ”النور“ میں 9 نظموں نے حسن کے رنگ بھر دیئے ہیں۔ شعراء نے اپنے اپنے انداز میں محترم مفتی محمد صادق صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا ہے جیسے مکرم مبارک احمد عابدؔ نے لکھا

اک صدی گزری کہ اک مردِ مجاہد باکمال
لے کر آیا تھا یہاں اسلام کا حسن و جمال
مفتی صادق نام اس کا، کام باصدق وصفا
دنیا میں پھیلانا تھا پیغام دین مصطفیٰ

اسی طرح مکرم عبدالکریم قدسیؔ نے اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا۔

نور کا اِک سیندور ملایا امریکہ کی مٹی میں
مٹی مہکی، پھول کھلے اور چہرے بھی خوشحال ہوئے

• قوموں کی تعمیر و ترقی میں مستورات کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ اس تاریخی رسالہ کا ایک بڑا حصہ احمدی مستورات کی کارگزاری، اجتماعات تعلیم و تربیت کے حوالہ سے دو دو سال کی 8 ورک بکس کے ذکر کے علاوہ میڈم راحت نو مبائع اور مکرمہ عالیہ علی کی قربانیوں کا ذکر ایک قاری کے ایمان میں حرارت پیدا کرتا ہے۔

• جماعت احمدیہ امریکہ کی خدمت خلق اور ہیومینٹی فرسٹ کے میدان میں خدمات بھی سنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔

• امریکہ میں نظام وصیت اور قرآن جواہرات کی تھیلی کے تحت شعبہ تعلیم القرآن کی حفظ کلاسز اور اشاعت قرآن کا کام نیز مکرم عبدالہادی ناصر کا مضمون خدایا! تیرے فضلوں کو کروں یاد کے تحت مبلغین، صدور کی تاریخ کو اس رنگ میں محفوظ کیا ہے کہ آج ان کو پڑھ کر ان کے لئے دل سے دعا نکلتی رہی۔ ہاں ایک مضمون مرتبہ ڈاکٹر محمود احمد ناگی نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا اور

رک رک کر بار بار بعض سطور پڑھنے کی طرف مجبور بھی کیا، یہ مضمون بعض صحافی حضرات اور سیاستدانوں کے احمدیت بارے تاثرات پر مشتمل ہے۔

آخر میں دعا ہے اللہ تعالیٰ امریکہ جماعت کو خلیفۃ المسیح کی خصوصی رہنمائی میں دن دونی رات چونی ترقیات دیتا رہے اور وفادار، مطیع، فرمانبردار افراد جماعت جو خلیفۃ المسیح کے سلطانِ نصیر ہوں ہمیشہ جماعت کو حاصل رہیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 مارچ 2021ء)

﴿21﴾

یہ میرا موٴقر اخبار الفضل ہے

جو چیز کسی انسان کو پیاری ہو یا اس سے محبت ہو تو اس کی کوئی حرکت، ادا بُری لگے تو فوراً اس کی نشاندہی کرتا ہے تا وہ غلط بات درست ہو کر اس کی خوبصورتی میں اضافہ ہو۔ یہی کیفیت احباب جماعت کے لئے اپنے پیارے موٴقر اخبار روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے لئے ہے۔ دنیا بھر سے ہزاروں قارئین کرام کو اگر ذرا سی بھی غلطی اس اخبار میں نظر آئے تو فوراً وہ اصلاح چاہتے ہیں۔ حال ہی میں ایک مضمون چار قسطوں میں شائع ہوا جس کا عنوان ہر قسط میں قدرے الفاظ کی تبدیلی سے مختلف تھا۔ جس کی طرف افریقہ سے ہمارے ایک معتبر قاری مکرم نعیم احمد باجوہ مبلغ برکینا فاسو نے توجہ دلائی۔ خاکسار نے جزاکم اللہ کے ساتھ انہیں میسج میں لکھا کہ بہت غور سے دیکھتے ہیں؟ تو ان مربی صاحب کا فوراً میسج آیا۔ ”میرا موٴقر اخبار الفضل ہے“ اسی طرح کسی اور قاری کی طرف سے غلطی کی نشاندہی پر خاکسار نے اسے لکھا۔ ”بہت غور سے پڑھتے ہیں؟“ تو اس قاری نے بھی یہی جواب دیا کہ ”میرا ذاتی اخبار ہے“ قارئین کے ان دونوں پیغامات میں الفضل سے ان کا پیار جھلکتا ہے۔ بہت سے قاری اخبار کے متعلق تعریفی کلمات لکھتے ہیں جن میں بعض کو اخبار کا حصّہ بنایا جاتا ہے۔ بعض قاری اپنا اظہار خیال لکھنے کی خواہش کے باوجود لکھ نہیں پاتے۔

دنیا بھر میں ہزاروں کی تعداد میں قارئین اپنے پیارے اخبار کا روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ ٹوئٹر اور انسٹا گرام پر قارئین کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میرے پھوپھا مکرم ملک منیر احمد اعوان مرحوم اخبار الفضل کے کاتب تھے۔ اور وہ گھر میں ایک چٹائی پر چوکڑی مار کر کتابت کیا کرتے تھے۔ میری عمر اسوقت 7، 8 برس کی ہوگی۔ ہم تمام کزنز ان کے ارد گرد بیٹھ جایا کرتے، ان سے باتیں کرتے اور ان سے کہانیاں سنا کرتے تھے۔ اور ذرا بڑے ہوئے تو امی ابا کو اخبار الفضل سے

پیار کرتے اور بہت شغف اور گہرائی سے پڑھتے دیکھا۔ ابا جان مرحوم اخبار کو الف سے یاء تک مکمل طور پر پڑھا کرتے۔ بلکہ ایک وقت اخبار کی پیشانی پر سیریل نمبر لگا کرتے تھے جن کا تسلسل اخبار کی تعطیلات کے باوجود قائم رہتا تھا اور ابا جان اخبار پر تاریخ کم دیکھتے اور سیریل نمبر پر دھیان زیادہ رہتا تا تسلسل میں کوئی اخبار پڑھنے سے رہ نہ جائے اور پھر اخبار کے تمام شماروں کو اسی سیریل نمبر کے حساب سے محفوظ رکھتے جاتے۔

قریباً یہی کیفیت محلہ یا اپنے جاننے والے احمدی گھروں کی ہوتی۔ اکثر گھروں میں فجر کی نماز کے وقت بچے اور بڑے نہ سوتے اور اخبار الفضل کا انتظار رہتا۔ جونہی دروازے سے ذرا سی آواز آتی تو اخبار الفضل کو اٹھانے کے لئے ہر کوئی لپکتا تا پہلے پکڑ کر اسے دیکھے۔ اس کی ایک وجہ احباب جماعت کی اپنے آقا خلیفۃ المسیح سے محبت اور لگاؤ بھی تھا کیونکہ ایک وقت میں اخبار کی پیشانی پر خلیفۃ المسیح کی صحت کی خبر اور مصروفیات شائع ہوتی تھیں۔ دوست سب سے پہلے حضور کی صحت کا پڑھ کر خدا تعالیٰ کا شکر بجالاتے۔ ان دنوں رشتہ داروں کے گھروں یا پڑوسیوں کے گھروں میں آنے جانے کا بھی رواج عام تھا۔ ہم ویسے بھی بچے تھے۔ آس پاس کے گھروں میں آنا جانا رہتا تو جب بھی کسی کے گھر جانے کا اتفاق ہوتا اس گھر میں کسی نہ کسی فرد کو اخبار الفضل پڑھتے ہوئے دیکھا یا چارپائی پر تکیہ کے ساتھ پڑا نظر آتا۔ ان دنوں صحن میں چارپائیاں بچھا کر بیٹھنے کا رواج تھا بلکہ رشتہ ازدواجی میں منسلک ہونے کے بعد سسرالیوں میں بھی الفضل کو سینے سے لگا دیکھا۔ بلکہ مجھے یاد ہے کہ ڈائننگ ٹیبل تو ہوتے نہیں تھے چنگیر کے ارد گرد بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا تھا۔ ہماری مائیں صبح ناشتہ دیتے وقت کسی ایک بچے سے کہا کرتی کہ قرآنی آیت، حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد پڑھ کر سناؤ گویا فیملی کلاسز میں الفضل پڑھا اور سنا جاتا تھا۔ پھر بڑے ہوئے جب مربی بنے تو الفضل مواخات کا نظام مختلف مقامات پر پایا بلکہ ہم نے بھی اپنے خطبات، تقاریر اور دروس میں اس نظام کو متعارف کروایا کہ ایسے احمدی دوست جو اخبار کسی وجہ سے خرید نہیں سکتے تھے تو چند دنوں بعد اخبار رکھنے والے دوست اپنے ایسے جماعتی بھائی کو اخبار الفضل دیتے اور وہ تین چار دن کے الفضل ایک ہی نشست میں پڑھ

جاتے بلکہ بسا اوقات وہ خود ہی ایسے دوست کے گھروں سے اخبار لے آتے اور الفضل پڑھنے کا چسکہ پورا کرتے۔ اور تین چار دن پرانے اخبار بھی پرانے نہ لگتے، یوں لگتا کہ یہ آج کا اخبار الفضل ہے سیر الیون مغربی افریقہ میں قیام کے دوران ہمیں کئی دن کے اخبار اکٹھے ملا کرتے تھے وہ دن عید کا دن ہوتا اور تمام پاکستانی اردو سپیکنگ کو علم ہوتا کہ آج اخبار الفضل آئے ہیں تو وہ مشن ہاؤس میں اکٹھے ہو کر گھنٹوں بیٹھ کر پڑھتے یا اپنے گھروں کو لے جاتے۔ بلکہ اخبار بدل بھائی بھی بنتے ہم نے آنکھوں سے دیکھا۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ چھ شماروں میں سے دو شمارے ایک دوست لے گئے دو دوسرے دوست اور دو تیسرے دوست لوگ لے گئے اور ان کا قیام ایک ہی کمپاؤنڈ میں ہونے کی وجہ سے وہ آپس میں اخبار کے شماروں کا تبادلہ کر لیتے اور یوں وہ الفضل بدل بھائی بھی بن جاتے۔

ان دنوں فونز یا الیکٹرانک رابطے تو ہوتے نہ تھے۔ اخبار الفضل ہی احباب کے درمیان رابطے کا مضبوط ذریعہ ہوتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ بہت دور دور سے عزیز و اقارب اور اغیار کے خطوط آتے جس میں درج ہوتا کہ اخبار الفضل سے آپ کی غمی اور خوشی کی یہ خبر پڑھی۔ جس کے ذریعہ مبارکباد یا عیادت و تعزیت ہوتی۔ بلکہ یہ عجیب اتفاق اور خوشی تب ہوتی ہے جب پرانے اخبار میں شائع ہونے والی خوشی کی خبروں کی کٹنگ دوست احباب کی طرف سے بذریعہ سوشل میڈیا ملتی ہے۔ جیسے حال ہی میں دو ماہ قبل مکرم کو لمبس خاں نے جرمنی سے اخبار الفضل میں شائع کردہ خاکسار کی پیدائش کی خبر بھجوائی تھی۔ تو پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ کسی کی طرف سے کوئی پرانا مضمون ملتا ہے اور کسی کی طرف سے کچھ اور۔ گویا آج بھی پرانے الفضل کو لوگ تازہ اخبار سمجھ کر پڑھتے ہیں۔

یہ ہے اخبار الفضل سے پیار اور محبت جو دنیا بھر کے لاکھوں احمدیوں میں ایک سے بڑھ کر ایک میں نظر آتی ہے۔ یہ اخبار ہر احمدی کا اپنا پیارا اخبار ہے۔ دنیا بھر میں بسنے والے احمدیوں میں جو باتیں مشترک ہیں ان میں ایک جماعت احمدیہ کے ترجمان اخبار الفضل سے پیار اور محبت ہے جو اب نئی شان و شوکت کے ساتھ آن لائن لندن سے امام وقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ

تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی میں بڑی کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ اور قارئین اسے سوشل میڈیا کے ذریعے مواخات کے نظام کو جاری رکھے ہوئے آپس میں شیئر کرتے ہیں۔

کسی وقت میں یہ اخبار ایشیا میں اردو زبان میں شائع ہونے والے اخبارات میں سب سے پرانا چھپنے والا اخبار تھا جو بعض جبری پابندیوں کے علاوہ 100 سال سے زائد عرصہ سے جاری تھا۔ اور اب ایشیا براعظم کی حدود کو چیرتے ہوئے دنیا کے پانچ براعظموں میں بڑی آن بان اور شان و شوکت کے ساتھ روزانہ ہی اسلام اور احمدیت کا پیغام لے کر حاضر ہوتا ہے۔ جو روزانہ ہی تربیتی آیۃ کریمہ، حدیث، ارشاد حضرت مسیح موعودؑ، امام وقت کی آواز دربارِ خلافت سے جاری ارشادات کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے خطبات، خلاصہ جات خطبات و خطابات سے مرصع ہوتا ہے۔

مجھے ایک دوست نے بتایا کہ جب سے الفضل آن لائن جاری ہوا ہے میں نے اپنے بچوں سے کہہ چھوڑا ہے کہ سارا اخبار پڑھ لیں تو اچھا ہے۔ ورنہ قرآن، حدیث، ارشاد حضرت مسیح موعودؑ اور ارشاد خلیفۃ المسیح تو آپ پر لازم ہے بلکہ نگرانی بھی کرتا ہوں۔

آنحضور ﷺ کی سیرت و شمائل، خلفائے راشدین اور صحابہؓ رسول کی سیرت اور تاریخ اسلام کے علاوہ قرآن کریم کی تفسیر، سورتوں کا تعارف تبرکات از حضرت مرزا بشیر احمدؓ، حضرت میر محمد اسحاقؓ، تربیتی مضامین و مکالمات، چرند پرند اور نیچر کی عجب کہانیاں اور داستانوں کے علاوہ ہفتہ میں دوبار تربیتی مضامین پر ایڈیٹر کے قلم سے نکلے ہوئے رشحات بطور اداریہ سے یہ تاریخی اخبار مزّین ہوتا ہے۔ نیز قارئین الفضل کی آراء اور دعاؤں کے اعلانات بھی اخبار کے حسن میں اضافہ کا موجب ہوتے ہیں۔ اور مرحومین کا تذکرہ بھی اخبار میں حسن پیدا کرتا رہتا ہے۔

امید ہے قارئین کرام اس سلسلہ میں اپنے اخوت کے نظام کو بڑھائیں گے اور اپنے ایسے عزیز اور دوست احباب اور اپنے رفقاء کو روزانہ اخبار بھجوا کر مواخات میں شامل کریں گے۔ یہاں تک کہ ہر احمدی کی طرف سے یہ آوازیں آرہی ہوں کہ ”یہ میرا پیارا مؤقر اخبار الفضل ہے“۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اس پیارے اخبار کو دن دونی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے اور اس روحانی مائدہ اور روحانی نہر سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ کرتا جائے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 مارچ 2021ء)

﴿22﴾

خدا داری چہ غم داری

یہ ایک فارسی زبان کی مشہور ضرب المثل ہے۔ جس کے معانی ہیں جب خدا تیرا ہے تو تجھے کیا غم ہے؟ اس مصرعہ کو ایک مشہور شاعر ابو المعالی میرزا عبد القادر المعروف بیدل دہلوی نے اپنی درج ذیل ایک رباعی کے آخری حصہ میں بیان کیا ہے جو آہستہ آہستہ ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا۔

چِرَا خُوْد رَا اَسِیْرِ غَمْ زِ فِکْرِ بِیْشْ کَمْ دَارِیْ
کِہْ نَگْذَارَدْ تُرَا مُحْتَاجْ اِیْزَدْ تَا کِہْ دَمْ دَارِیْ
مَشَوْ بِیْ دَسْت پَا اَزْ مُفْلِسِیْ و بِیْ کَسِی هَرْ گِزْ
مَگَرْ نَشَنِیْدِہْ اِیْ بیدل خُدَا دَارِیْ چِیْ غَمْ دَارِیْ

ترجمہ:

جب تک تیرے دم میں دم ہے خدا تعالیٰ تجھے محتاج نہیں کرے گا۔ پھر کیوں تو نے غم اور پریشانی کی وجہ سے اپنی جان کو گھٹا لیا ہے۔

مفلسی اور بے کسی کی وجہ سے اپنے آپ کو بے دست و پا نہ بنا۔ اے بیدل! کیا تو نے نہیں سنا کہ جب خدا تیرا ہے تو تجھے کیا غم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ضرب المثل کو بھی استعمال فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔ اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے۔ جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے

ان سے کئے تھے۔ پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے۔ اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ سے محبت کرتے۔ اور اُن ہی کی اطاعت اور پیروی میں دن رات کوشاں تھے۔ ان لوگوں کی پیروی کسی رسم و رواج تک میں بھی نہ کرتے تھے، جن کو کفار کہتے تھے۔ جب تک اسلام اس حالت میں رہا وہ زمانہ اقبال اور عروج کا رہا۔ اس میں سِرّ یہ تھا۔

خدا داری چہ غم داری

مسلمانوں کی فتوحات اور کامیابیوں کی کلید بھی ایمان تھا۔ صلاح الدین کے مقابلہ پر کس قدر ہجوم ہوا تھا۔ لیکن آخر اس پر کوئی قابو نہ پا سکا۔ اس کی نیت اسلام کی خدمت تھی۔ غرض ایک مدت تک ایسا ہی رہا۔ جب بادشاہوں نے فسق و فجور اختیار کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا غضب ٹوٹ پڑا اور رفتہ رفتہ ایسا زوال آیا۔ جس کو اب تم دیکھ رہے ہو۔ اب اس مرض کی جو تشخیص کی جاتی ہے۔ ہم اس کے مخالف ہیں۔ ہمارے نزدیک اس تشخیص پر جو علاج کیا جاوے گا۔ وہ زیادہ خطرناک اور مضر ثابت ہو گا۔ جب تک مسلمانوں کا رجوع قرآن شریف کی طرف نہ ہو گا۔ ان میں وہ ایمان پیدا نہ ہو گا۔ یہ تندرست نہ ہوں گے۔ عزت اور عروج اسی راہ سے آئے گا۔ جس راہ سے پہلے آیا۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 157-158 ایڈیشن 1984ء)

حضرت ابو طالب کی وفات کے بعد آنحضور ﷺ اہل طائف کو دعوت اسلام دینے کے لئے طائف تشریف لے گئے، ان کے انکار پر آپؐ نے ایک درخت تلے دو نفل ادا کئے اور عربی زبان میں ایک لمبی دُعا کی جو کتب احادیث میں سفر طائف کے دوران اللہ تعالیٰ سے آہ وزاری کے نام سے درج ہے۔ اس دُعا میں حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کی کہ

"اے اللہ! میں اپنی کمزوری اور ناتوانی، قلت حیلہ اور لوگوں میں رسوا ہونے کی تجھ سے شکایت کرتا ہوں۔ اے رحیم خدا! کیا تو مجھے ایسے دشمن کے سپرد کر دے گا جو مجھے تباہ کر دے یا کسی

ایسے قریبی کے سپرد کرے گا جو میرے معاملہ میں کلی اختیار دے دے۔اس کے بعد آنحضور ﷺ نے یہ دعا کی۔

اِنْ لَمْ تَکُنْ غَضْبَانَ عَلَیَّ فَلَا اُبَالِیْ، غَیْرَ اَنَّ عَافِیَتَكَ اَوْسَعُ لِیْ

(کتاب الدعا للطبرانی باب الدعا عند الکرب والشدائد نمبر 1036)

کہ خیر! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو مجھے بھی کسی کی کوئی پرواہ نہیں۔ ہاں تیری وسیع تر عافیت کا مَیں ضرور طلبگار ہوں۔

ایک مومن کا یہی عروج ہے کہ اگر خدا راضی ہے تو مومن کو کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

• آنحضور ﷺ نے ہجرت کے سفر کے دوران جب غار ثور میں پناہ لی اور دشمنوں کی ایماء پر کھوجی آپؐ کا سراغ لگاتے غار ثور کے دھانے پر آن پہنچے تو آپؐ کے ساتھی حضرت ابو بکرؓ گھبرا گئے تب آنحضور ﷺ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا کہ اے ابو بکرؓ! غمگین نہ ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

آنحضور ﷺ کی تمام زندگی اس طرح کے واقعات سے بھری پڑی ہے آپؐ صرف اور صرف اللہ سے محبت کرتے تھے۔ آپؐ گھر میں اپنی بیگمات کے ساتھ محو گفتگو ہوتے جونہی اذان ہو جاتی تو آپ یوں اپنے اہل سے الگ ہو جاتے جیسے انہیں جانتے ہی نہ ہوں۔ یہ حضورؐ کی بیگمات کی گواہی ہے۔

• آپؐ حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دُعا کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے اور اکثر دہراتے تھے، جو یوں ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

(ترمذی ابواب الدعوات عن رسول اللہ۔باب دعا اللھم انی اسئلك۔ حدیث نمبر 3490)

ترجمہ:

اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اُن لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں اور اس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔ اے میرے اللہ! تیری محبت مجھے اپنی جان، میرے اہل وعیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

یہ دعا اتنی جامع دُعا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ دُعا باقی تمام دعاؤں پر حاوی ہے تو بے جا نہ ہوگا کیونکہ جس کو اپنے پروردگار کی محبت مل جائے تو اس کی تمام حاجتوں اور ضرورتوں کا وہ خود کفیل ہو جاتا ہے۔ اور حُبَّ مَنْ یُحِبُّكَ میں ہر وہ بزرگ، نبی، ولی، خلیفہ اور خاندان میں ہر وہ پیارا وجود آجاتا ہے جو اللہ سے پیار و محبت کرتا ہے۔ اس دُعا سے آنحضور ﷺ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ جس کے متعلق کہا گیا کہ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ (ال عمران:32) کہ اگر تم اللہ سے محبت کے دعویدار ہو تو میری (محمدؐ) کی پیروی کرو تب اللہ بھی تم سے پیار کرے گا۔

ایک بدو نے آنحضور ﷺ کے پاس آکر قیامت کے متعلق دریافت فرمایا۔ آنحضور ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم نے اس کے متعلق تیاری کیا کی ہے؟ بدو نے کہا کہ اُحِبُّ اللّٰهَ وَ رُسُوْلَهٗ کہ صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ محبت کرتا ہوں۔ فرمایا اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ اور ایک روایت میں اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کے الفاظ آتے ہیں کہ تجھے ان کا ساتھ نصیب ہوگا جن سے تجھے محبت ہے۔ (بخاری کتاب الادب باب علامۃ حب اللہ عزّوجلّ حدیث نمبر 6171)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اُس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اُس کے تصرف سے نہ اُس کی خَلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفی ﷺ پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کرکے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان

دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا ہے اور بیشمار قدرتوں والا اور بیشمار حسن والا۔ اور بے شمار احسان والا اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔" (نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 363)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ مضمون سمجھایا کہ "پر خدا کا رحم ہے کوئی بھی اس سے ڈر نہیں" (بدر 11 مئی 1905ء، بحوالہ تذکرہ 1905ء)

آنحضور ﷺ کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام بھی سنت رسولؐ کی پیروی میں اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ سے لازوال اور مثالی محبت اور پیار رکھتے تھے۔ اسی محبت اور پیار کے عوض اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر غم سے الگ رکھا۔

آپؑ کو والد محترم کی وفات کی خبر سے جب معاملات زندگی کے متعلق فکر لاحق ہوئی تو اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کے پیغام کے ساتھ نہ صرف آپؑ کو تسلی دی بلکہ آپ کے توسط سے تمام جماعت کو غم وہم سے نجات کی خوشخبری دی۔

• اللہ تعالیٰ نے طاعون کے دوران آپؑ کو الہاماً تسلی دی۔ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ (کشتی نوح)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس الہام پر اس حد تک یقین تھا کہ مورخہ 4 مئی 1904ء کو مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے مینیجر و ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی طبیعت علیل ہوگئی اور درد سر اور بخار کے عوارض دیکھ کر مولوی صاحب کو شبہ گزرا کہ شاید طاعون کے آثار ہیں۔ جب اس بات کی خبر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوئی تو آپ فوراً مولوی صاحب کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ میرے دار میں ہو کر اگر آپ کو طاعون ہو تو پھر اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ

فِی الدَّارِ الہام اور یہ سب کاروبار گویا عبث ٹھہرا۔ آپ نے نبض دیکھ کر اُن کو یقین دلایا کہ ہر گز بخار نہیں ہے۔ پھر تھرمامیٹر لگا کر دکھایا کہ پارہ اس حد تک نہیں ہے جس سے بخار کا شبہ ہو۔ اور فرمایا کہ میرا تو خدا کی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ اس کی کتابوں پر ہے۔

(البدر جلد 3 نمبر 18۔19۔ مؤرخہ 8۔16 مئی 1904ء)

نیز فرمایا:

”ان (طاعون کے) دنوں ایک دفعہ میری بغل میں ایک گلٹی نکل آئی۔ میں نے اِسے مخاطب ہو کر کہا کہ تو کون ہے؟ جو مجھے ضرر دے سکے اور خدا کے وعدہ کو ٹال سکے؟ تھوڑے عرصہ میں وہ خود بخود ہی بیٹھ گئی۔“

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”تمہارے لیے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لیے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 497)

پس ہم میں سے ہر ایک کا اپنے اللہ سے ایسا تعلق ہونا چاہیے کہ ہمیں یقین کامل ہو جائے کہ خدا ہمارا ہے پھر ہمیں کسی کا کیا غم ہے۔ جماعت احمدیہ کی مخالفتوں کے دنوں میں بھی ہمیں اپنے

خالق پروردگار سے عشق کی حد تک پیار و محبت کی پینگیں بڑھانی چاہئیں جیسا کہ ہمارے پیارے امام گزشتہ 10-12 خطبات میں توجہ دلا رہے ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے اس حد تک پیار کرنے والے ہوں کہ خدا ہمارا ہی ہو کر رہ جائے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 مارچ 2021ء)

﴿23﴾

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پنجابی زبان میں الہام ہے۔ اس کے متعلق آپ علیہ السلام خود فرماتے ہیں:۔

میں نے ایک دفعہ کشف میں اللہ تعالیٰ کو تمثل کے طور پر دیکھا۔ میرے گلے میں ہاتھ ڈال کر فرمایا:

"جے تُوں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو" (تذکرہ طبع چہارم صفحہ 390)

اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کو مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔ اگر آپ میرے ہو جائیں گے تو پھر تمام دنیا تمہاری ہو گی۔ اس حوالہ سے ایک آرٹیکل (اداریہ) خاکسار نے "خدا داری چہ غم داری" کے حوالہ سے بھی تحریر کیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں جو انسان بھی اپنے خالق حقیقی اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کو اپنا بنالیتا ہے تو نہ صرف فلاح پاتا ہے بلکہ اُسے ایسے ایسے انعامات و افضال سے نوازا جاتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے۔ جتنے انبیاء، اولیاء، قطب و ابدال اور مجددین گزرے ہیں ان کی سوانح حیات پر نظر دوڑائیں تو سب اللہ والے تھے اور اللہ اُن کا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا الہام سے اگر مذہبی تاریخ کے تناظر میں حضرت مسیح موعودؑ کی پاکیزہ زندگی کا احاطہ کریں تو جماعت احمدیہ کی 132 سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ خدا نے کبھی، کسی موقع پر، کسی موڑ پر آپ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ آپؑ قادیان میں اکیلے تھے۔ آپؑ کو اِنِّیْ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ (تذکرہ صفحہ 624) اِنِّیْ مَعَکَ یَا اِبْرَاھِیْم (تذکرہ صفحہ 624) کے الہام کثرت سے ہوئے۔ اور اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ (تذکرہ صفحہ 345) اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اِنِّیْ مِنَ

اللّٰہِ (تذکرہ صفحہ 615) کے الہامات میں ان احادیث کی ترجمانی کی گئی ہے کہ جو شخص خدا سے محبت کرے گا اللہ اس سے محبت کرے گا۔ نیز ''سب جگ تیرا ہو'' کی عملی تصویر ان الہامات سے عیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

- یہ زمین تیری اور تیرے مریدوں کی ہے۔ (تذکرہ صفحہ 687)
- میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں (تذکرہ صفحہ 630)
- اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ (تذکرہ صفحہ 638)
- اور پیغمبر ﷺ نے فرمایا:۔ یہ باغ اسلام ہم تم کو دیتے ہیں (تذکرہ صفحہ 653)

گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معیت کے وعدے اس پیار و محبت کی وجہ سے کئے جو آپؑ کو اپنے اللہ سے تھی۔ آج کروڑوں مخلصین آپؑ کے اور آپؑ کے خلفاء کے قدم چوم رہے ہیں۔ خلیفۃ المسیح کو بڑی بڑی پارلیمنٹس تک رسائی ہوتی ہے اور آنحضور ﷺ کے حقیقی فرزند حضرت مسیح موعودؑ کی آواز دنیا تک پہنچی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا الہامات کو اگر مذہبی تاریخ کے تناظر میں دیکھیں تو اس بات سے انکار نہیں کہ اس الہام کے مخاطب حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو ہیں ہی۔ آپ کے ماننے والے، آپ کے پرستار بھی مخاطب ہیں۔ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے اللہ کے ہو جانے کے عوض ساری دنیا آپؑ کے قدموں میں ڈال دی گئی۔ اور آپؑ کے ماننے والے جماعت احمدیہ کے افراد میں سے جو جو اللہ کا ہو گیا اور جس جس نے اپنے اللہ سے محبت و پیار اور عشق کی پینگیں بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو اکیلا نہیں چھوڑا۔ آج جماعت احمدیہ کے افراد کے نفوس واموال میں برکات کا احاطہ کریں تو سیدنا مسیح موعودؑ کے دَور میں تندور پر روٹی لگانے والا فرد جس نے چندروپے اشاعت اسلام اور اعلائے کلمتی اللہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کو پیش کئے آپ ان کا نام تا ابد رہنے والی اپنی کتابوں میں محفوظ کر گئے آج ان کی نسل دنیا کے کونے کونے میں پھیلی اللہ تعالیٰ کے انعامات اور فضائل سے نہ صرف خود فائدہ اُٹھا رہی ہے بلکہ اپنی انکم اور جائیداد کا ایک

بہت بڑا حصّہ جماعت کو بطور چندہ دے رہی ہے اور ان ہی فی اللہ کی مالی قربانیوں سے جماعت ایک مضبوط اور تناور درخت بن کر اُبھری ہے۔ جس کو حوادث زمانہ، مخالفت کی آندھیاں نہ ہلا سکیں بلکہ شجرہ طیبہ کی طرح اس درخت کی جڑیں زمین میں پیوست ہوتی گئیں اور شاخیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں۔ جبکہ اس کے بالمقابل مخالفین کے لئے زمین تنگ ہوتی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النمل آیت 63 میں فرمایا ہے کہ جو شخص مضطر ہو کر اللہ کو پکارے گا تو اللہ اُن کی بے قراری کی دعا قبول کرتا ہے۔ ان کی تکلیف دور کر دیتا ہے۔ اور انہیں زمین کا وارث بناتا ہے۔

• ایک بدّو نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے بدو سے پوچھا کہ تم نے اس کے لئے تیاری کیا کی ہے؟ بدّو نے جواب دیا کہ ”صرف اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ محبت“ تب آنحضورؐ نے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحبَّ کہ تجھے اس کا ساتھ نصیب ہو گا جس سے تجھے محبت ہے۔

(بخاری کتاب الادسیباب علامۃ حُبِّ اللّٰہ عزوجّل حدیث نمبر 6168)

یہ حدیث آج کے زیر بحث عنوان کی تائید کر رہی ہے کہ اگر کسی کو اللہ سے محبت ہے تو محمد ﷺ کی رفاقت نصیب ہو گی۔ اور جس کو محمدؐ کی رفاقت نصیب ہو جائے تو سارا جگ مل گیا۔

• اسی طرح ایک اور حدیث میں بھی یہی مضمون ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ جس میں درج ذیل تین باتیں ہوں وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاس کو محسوس کرے گا۔ ان میں سے دو کا تعلق آج کے عنوان سے ہے۔

I. اللہ اور اُس کا رسول باقی تمام چیزوں سے اسے زیادہ محبوب ہو۔

II. وہ صرف اللہ کی خاطر کسی سے محبت کرے

(بخاری کتاب۔ الایمان باب من کرہ ان یعودَ فی الکفر حدیث نمبر 21)

• اسی تسلسل میں ایک بہت اہم حدیث کا تذکرہ کر کے نفس مضمون کو آگے بڑھاؤں گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”میں بندے کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں جس وقت

بندہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو میں دل میں یاد کروں گا۔ اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرے گا تو میں اس بندے کا ذکر اس سے بہتر محفل میں کروں گا۔ اگر وہ ایک بالشت بھر میری جانب آئے گا تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھاؤں گا، اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں گا۔

(ترمذی ابواب الدعوات باب فی حسن الظنّ باللہ حدیث نمبر 3603)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود تو اپنے خدا کو مل چکے تھے اور خدا بھی اُن کا ہو چکا تھا۔ آپؑ اپنی جماعت کے دوستوں کو بھی ایسا دیکھنا چاہتے تھے۔ آپؑ نے ایک جگہ اپنے متبعین کو مخاطب ہو کر فرمایا:۔ ولی بنو، ولی پرست نہ بنو۔ ولی کے معانی دوست کے ہوتے ہیں یعنی اللہ کے ایسے دوست بنو کہ تم اس سے ایسی محبت کرنے والے ہو جو کسی اور نے نہ کی ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے رمضان کے خطبات میں بارہا یہ واقعہ سنایا ہے کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ نے اپنا دربار، درباریوں کے لئے کھولتے ہوئے یہ کہا کہ آپ کو دربار میں جو جو چیز پسند آئے اس پر ہاتھ رکھ کر مَل لو اور اُسے لے جاؤ۔ ایک بوڑھا شخص آہستہ آہستہ دربار میں بیٹھے بادشاہ کی طرف بڑھنے لگا اور بادشاہ کے قریب پہنچ کر اُسے ہاتھ لگا کر بولا ''میں نے بادشاہ کو مَل لیا ہے'' اور جس نے بادشاہ کو مَل لیا سب جگ اس کا ہو گیا۔ یہ تو دنیاوی بادشاہ تھا اور جو شخص اس دنیا کے بادشاہوں کے بادشاہ اللہ تعالیٰ کو مَل لے اُس کا ہو جائے تو سب جگ اُس کا ہو جاتا ہے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں رہ جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی تو اپنے خدا کو جوانی سے ہی مَل لیا تھا۔ جب آپ کے والد محترم نے ایک سکھ کے ذریعہ آپ کو پیغام بھجوا کر کہلا بھیجا کہ آج کل ایک ایسا بڑا افسر برسرِ اقتدار ہے جس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں اسلئے اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو میں اس افسر کو کہہ کر تمہیں اچھی ملازمت دلا سکتا ہوں۔ آپؑ نے اس کے جواب میں بلا توقف فرمایا کہ حضرت والد صاحب سے عرض کر دو کہ میں ان کی محبت اور شفقت کا ممنون ہوں مگر ''میری نوکری کی فکر نہ کریں میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں''

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 43)

جب یہ پیغام اس سکھ کے ذریعہ آپؑ کے والد محترم کو ملا تو فرمایا:۔ اچھا غلام احمد نے یہ کہا ہے کہ ”میں نوکر ہو چکا ہوں تو پھر ٹھیک ہے اللہ اسے ضائع نہیں کرے گا“۔

اور جب آپؑ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضٰی کی وفات کی وجہ سے آپؑ کو فکر دامن گیر ہوئی تو اسلام کے خدا نے ”اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ“ کی نوید سنائی۔ (تذکرہ صفحہ 20)

حضرت مرزا بشیر احمدؓ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے اور بعض اوقات قسم کھا کر بیان فرماتے تھے کہ یہ الہام اس شان اور اس جلال کے ساتھ نازل ہوا کہ میرے دل کی گہرائیوں میں ایک فولادی میخ کی طرح پیوست ہو کر بیٹھ گیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں میری کفالت فرمائی کہ کوئی باپ یا کوئی رشتہ دار یا کوئی دوست کیا کر سکتا ہے اور فرماتے تھے کہ اس کے بعد مجھ پر خدا کے وہ متواتر احسان ہوئے کہ ناممکن ہے کہ میں ان کا شمار کر سکوں۔ بلکہ ایک جگہ اس خدائی کفالت کا ذکر کرتے ہوئے انتہائی شکر کے انداز میں فرماتے ہیں کہ:۔

لُفَاظَاتُ المَوَائِدِ، کَانَ اُکُلِی
وَصِرتُ الیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِی

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ 596)

”یعنی ایک زمانہ تھا کہ دوسروں کے دستر خوانوں سے بچے ہوئے ٹکڑے میری خوراک ہوا کرتے تھے۔ مگر آج خدا کے فضل سے میرے دستر خوان پر خاندانوں کے خاندان پل رہے ہیں۔“

؎ سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے میرے بد خواہ! کرنا ہوش کر کے مجھ پر وار

؎ تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا

تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا
کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 مارچ 2021ء)

﴿24﴾

فرض شناس

چند روز قبل ٹلفورڈ برطانیہ میں علی الصباح ہی خوب برف باری ہوئی خاکسار اپنے بیٹے کے ہاں مقیم تھا۔ برف باری کے معاً بعد مطلع صاف ہو گیا اور دھوپ نکل آئی۔ ہم بھی موسم enjoy کرنے کے لئے گھر کے سامنے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر میں ہی کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے گھر سے ایک جوڑا (میاں بیوی) ہاتھوں میں بیلچے لئے باہر نمودار ہوا اور دونوں اپنی گاڑی کے سامنے سے برف ہٹانے میں مصروف ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے 70،80 میٹر کا رستہ صاف کر کے نمک بھی چھینک دیا۔ ان کے اس عمل سے ہمیں فکر لاحق ہوئی کہ اس وقت ان کو کیا ایمر جنسی ہے؟ بیٹے نے قریب جا کر پوچھا تو پتہ چلا کہ خاتون نے اگلے روز صبح سویرے اپنی نوکری پر جانا ہے۔ جس کے لئے سڑک صاف کر رہے ہیں ان کے اس عمل سے میں سکتے میں آ گیا اور خاموشی کے ساتھ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ ایک طرف ایشیائی ممالک کے بعض لوگ ذرا سی بارش ہو تو دفتروں سے رخصت کر لیتے ہیں یا تاخیری حربے اپنائے جاتے ہیں۔ اور مغربی ممالک کی ترقی کا راز ہی فرض شناسی، احساس ذمہ داری اور فرائض منصبی کی بر وقت اور احسن طریق سے ادائیگی ہے۔ جس طرح اس خاتون کو دفتر جانے سے تقریباً 16 گھنٹے قبل سے فکر لاحق ہوئی اور دفتر جانے کے لئے راستے صاف کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اگلے روز یہ خاتون ہی نہیں بلکہ کالونی سے بہت لوگ ایک ایک فٹ کی برف کو چیرتے ہوئے اپنی گاڑیوں پر کام پر گئے۔

اسلام نے احساس ذمہ داری کی طرف بہت توجہ دلائی ہے۔ ہمارے بہت ہی پیارے رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بہت ہی احسن طریق پر اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو نبھا یا۔ کبھی فارغ نہ رہے۔ ہر وقت دینی و تربیتی نیز دعوت الی اللہ اور انسانیت کی فلاح و بہبود اور خدمت

میں مصروف رہے۔ آپ ﷺ کی اقتداء اور مبارک نہج پر خلفائے راشدین اور صحابہ رسول ﷺ اپنے فرائض سے باحسن طریق سبکدوش ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو قرآن کریم میں یہ ہدایت دی۔ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ (الم نشرح:8) پس جب بھی تو فارغ ہو تو خدا تعالیٰ سے ملنے کیلئے پھر کوشش میں لگ جا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس آیت کریمہ کے فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے۔

”جب بھی امور مملکت اور تعلیم مسلمانان سے فارغ ہو تو سیر روحانی میں لگ جا کیونکہ تیرا وہ غیر متناہی سفر ہے اور اس سے فارغ ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں۔“

خلفائے راشدین میں سے حضرت عمر بن الخطابؓ کے متعلق تاریخ نے آپ کے فرائض منصبی کی ادائیگی کو محفوظ کیا ہے۔ آپ اپنے دور خلافت میں اپنی رعایا سے باخبر رہے ان کی ضروریات کا خیال رکھا۔ راتوں کو گلی محلوں کا گشت فرماتے۔ غلہ اپنی پیٹھ پر رکھ کر غریب اور مستحق گھروں تک پہنچاتے۔ ایک رات گشت کے دوران ایک گھر سے بچوں کے رونے کی آواز سنائی دی۔ پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں۔ ممتا نے پانی ابلنے کو رکھا ہے تا بچوں کو تسلی ہو۔ آپ واپس بیت المال تشریف لائے۔ غلّے کی بوری اپنے کاندھوں پر رکھی اور متعلقہ گھر میں جا کر نہ صرف دی بلکہ چولہے کے پاس بیٹھ کر اُسے پکنے کا انتظار فرمایا جب تک بچوں نے کھانا نہیں کھالیا آپ واپس نہ آئے۔

یہ ہے احساس ذمہ داری اور فرائض منصبی کی ادائیگی۔ یہ فرض شناسی انسان کے گھر سے شروع ہوتی ہے۔ اور کاروبار، دفتر، فلاحی اداروں، قومی و ملکی ذمہ داریوں تک پھیلتی چلی جاتی ہے۔ جس میں انسان کام اور خدمت کے حوالے سے اس وقت تک کامیابی کے زینے طے کر کے اپنا لوہا نہیں منوا سکتا جب تک وہ اپنے مفوضہ کام کو پوری دیانت داری، محنت اور سنجیدگی سے اپنا کام سمجھ کر نہ کرے انسان کا یہ وہ مقام ہے جہاں اس ذوق و شوق سے کام نہ کرنے پر اس کا ضمیر اسے ملامت کرے۔ کیونکہ کہتے ہیں کہ احساس ذمہ داری کا دوسرا نام ضمیر کا جاگنا ہے۔ یہ جبھی جاگتا ہے جب

انسان اپنے کام میں اس حد تک مگن ہو جائے کہ وہ اپنا وجود کھو بیٹھے۔ حضرت علیؓ سے ایک قول منسوب ہے فرماتے ہیں کسی شخص کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کے اندر کے احساس ذمہ داری سے لگایا جاسکتا ہے۔ (نہج البلاغہ)

قائد اعظمؒ نے قوم کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ ''میں آپ کو مصروف عمل ہونے کی تاکید کرتا ہوں، کام، کام اور بس کام، سکون کی خاطر صبر، برداشت اور انکساری کے ساتھ اپنی قوم کی سچی خدمت کرتے جایئے۔ (آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس 15 نومبر 1942ء)

آج ہم اس فرمان کو بالائے طاق رکھ کر سُست ہوتے جارہے ہیں اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں ہم loyal نہیں۔ ہم میں احساس ذمہ داری مفقود اور ناپید ہوتا جارہا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے (زمین و آسمان) سنبھالنے کی بار امانت آسمان، زمین اور پہاڑوں کے روبرو پیش کی۔ ان تمام نے اس ذمہ داری کو اٹھانے سے انکار کر دیا مگر انسان نے اُٹھالیا۔ یہ امانت فرائض اور ذمہ داری ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان پر فرض ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے سورۃ البلد آیت 5 میں فرمایا لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنسَانَ فِیْ کَبَدٍ کہ ہم نے یقیناً انسان کو بڑی محنت اور مشقت کرنے والا بنایا ہے اور اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ القیامہ آیت 37 میں ایک مختلف انداز میں یوں بیان فرمایا اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی کہ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اس کو بے کار اور بے لگام چھوڑ دیا جائے گا۔ احادیث میں بھی اپنے آپ کو مصروف رکھنے کی تلقین ملتی ہے۔ آنحضور ﷺ کا بہت واضح ارشاد ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ ان پانچ میں سے ایک یہ تھی کہ فراغت کو مصروفیت سے پہلے غنیمت جان کر کسی اچھی چیز میں مشغول رہنا دین و دنیا کی بھلائی کا سبب ہے۔ (مشکوٰۃ:5065)

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو ''خیر امۃ'' کہہ کر پکارا اور اس کے فرائض سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (آل عمران:111) کہ امت

مسلمہ خیر امم ہے جو دنیا کے تمام لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ جو معروف باتوں کا حکم دیتی ہے اور بُری باتوں سے روکتی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کا منصب بیان فرما کر اسے فرائض منصبی سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ جیسے انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت الٰہی ہے۔ اپنی نمازوں، نوافل، تسبیحات، درود کو ایسی شان و شوکت اور اہتمام کے ساتھ ادا کیا جائے جس کا اسلام، قرآن اور احادیث متقاضی ہیں۔ پھر قرآن کریم کی تلاوت اور دیگر حقوق اللہ ہیں۔

☆ اللہ کے حقوق کی احسن طریق پر ادائیگی کے بعد اپنی فیملی اور اہل و عیال کے حقوق اور فرائض ہیں بیوی کے لئے اچھا خاوند بننا، خاوند کے لئے اچھی بیوی بننا، والدین کا بچوں کے لئے اچھا ماں باپ بننا، بچوں کا والدین کے لئے اچھے بچے بننا، اسی طرح خاندان میں دیگر رشتہ داروں کا درجہ بدرجہ احترام کرنا اور چھوٹوں سے پیار و محبت سے پیش آنا ہم میں سے ہر ایک کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔

☆ تیسرے نمبر پر ہمارے فرائض میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعمیل ہے جسے ہم اپنی زبان میں دعوت الی اللہ کہتے ہیں۔ اس کام کو بھی بروقت اور احسن انداز میں ادا کرنا نہ صرف فرائض منصبی میں شامل ہے بلکہ اِسے احساس ذمہ داری سمجھتے ہوئے ادا کرنا ضروری ہے۔

☆ چوتھے نمبر پر ماحول میں معاشرہ کو متوازن معاشرہ بنانے کے لئے اپنے آپ کو اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کرنا بھی ہر احمدی مسلمان کا فرض ہے۔

☆ پانچویں نمبر پر قومی، ملکی اور دفتری ذمہ داریاں جو عائد ہوتی ہیں۔ اُسے اپنے ایمان کا حصہ سمجھ کر ادا کرنا بھی فرض منصبی میں شامل ہے۔ اسے اوپر بیان کردہ امور کو اسلامی تعلیم کے مطابق نبھانا، اس کے حقوق ادا کرنا ایک مسلمان کا اولین فرض ہے۔ اگر ایک مسلمان اپنی جان لگا کر فرائض منصبی ادا کرے تو وہ ان مشکلات سے گزر کر ایسا کندن بن جاتا ہے جو خدا کو بہت پسند ہے اور

اسی کندن سے پھر قومیں ترقی پاتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اکثر فرمایا ہے کہ اگر آپ ترقی اور کامیابی چاہتے ہیں تو جماعتی کاموں میں جُت جائیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 مارچ 2021ء)

《25》

شکر الٰہی

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ

ایک مربی کو میدان عمل میں بے شمار اخبارات، میگزینز اور رسائل پڑھنے اور دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ ایک دفعہ میرے لاہور قیام کے دوران پندرہ روزہ ''مہارت'' نظروں سے گزرا۔ جس کے سرورق پر پاکستان کے تمام بڑے بڑے سیاستدانوں کی فوٹوز شائع کر کے لکھا تھا کہ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ یہ تو ازراہِ تفنن تھا لیکن یہ آیت ایک بہت عظیم سبق اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اس کے معانی یہ ہیں کہ پس (اے جنّ و انس) تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کروگے۔

قرآنِ کریم میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے بار بار تکرار کے بعد یہ واحد آیت ہے جس کی بکثرت تکرار قرآن میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے 31 بار انسان کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بار بار ذکر کرے تا شکر الٰہی کے تمام تقاضوں کو انسان بروئے کار لاسکے۔ اگر سورۃ الرحمٰن (جو ستائیسویں پارے میں 55ویں سورت ہے) کا بغور مطالعہ کریں تو بہت سے اسباق اپنی مادی اور روحانی زندگی کو سنوارنے کے لئے ملتے ہیں۔

• اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں میزان کا ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اجرام فلکی میں میزان کا ایک نظام کام کر رہا ہے۔ اپنے وقت پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے۔ چاند اپنے وقت پر ظاہر ہوتا ہے۔ بارش روشنی متناسب اور مناسب طریق پر اپنا رنگ دکھلاتی ہے۔ بارش زیادہ ہونے سے تباہی اور کم ہونے سے قحط کے حالات پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک مومن بندے کو توازن کے نظام کی نہ صرف حفاظت کرنی ہے بلکہ اپنے اندر بھی عادات اخلاقیات اور عبادات میں توازن

پیدا کرنا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ ایک مومن بندے کو رفعتیں عطا کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس سورۃ کے تعارفی نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں "دراصل ہر رفعت اسی توازن کی محتاج ہوتی ہے" (ترجمۃ القرآن صفحہ 973)

آنحضور ﷺ کے زمانہ میں ایک صحابیہ اس حد تک عبادات میں مصروف رہتی تھیں کہ رات کو اپنی چٹیا میں رسی ڈال کر چھت سے باندھ دیتیں کہ اگر عبادت کے دوران اونگھ آئے تو جھٹکے سے بیدار ہو جاؤں۔ اس صحابیہ کے اس فعل کا جب آنحضور ﷺ کو علم ہوا تو آپؐ نے اس فعل کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا۔ "إِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلِّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهُ"۔ کہ تمہارے نفس کا تم پر حق ہے۔ تمہارے اہل کا تم پر حق ہے۔ پس ہر ایک کا حق ادا کرو۔ تو متوازن عبادات بھی ایک مومن بندے کی علامت ہے۔ حقوق اللہ کی ادائیگی میں کمی بھی اللہ کو پسند نہیں۔ آنحضور ﷺ بھی عبادت میں مداومت پسند فرمایا کرتے تھے۔

• پھر ایک سبق اس سورۃ میں یہ درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو گیلی اور کھنکتی ہوئی ٹھیکریوں سے پیدا کیا ہے۔ اور یہی وہ مضمون ہے جو خاکسار آج ان بین السطور میں بیان کر کے "فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ" کے مضمون کو قارئین الفضل کے لئے اجاگر کرنا چاہتا ہے۔

• انسان کو ہمیشہ یہ ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے انسان بلکہ اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے۔ جانور یا کیڑہ مکوڑا نہیں بنایا اور پیدا بھی گیلی مٹی سے کیا تا انسان اپنے رب کو اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ احکام القرآن کے تابع بنالے۔ اس پر انسان کو اپنے خالق اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کو یاد کرتے رہنا چاہیے۔

• پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کو پورے اعضاء دے کر بنایا۔ کام کرنے کے لئے ہاتھ دیئے، چلنے کے لئے پاؤں دیئے، بصارت کے لئے آنکھ اور بصیرت کے لئے دماغ اور سوچ عطا کی۔ اس ناطے بھی ہر انسان کو ہر وقت "فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ" کے مضمون پر عمل پیرا رہنا چاہیے۔

• ایک مومن بندے کو اللہ تعالیٰ نے اسلام جیسی حسین اور پیاری نعمت سے نوازا ہے۔ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ عطا فرمائے۔ جس نے ہمیں با اخلاق اور باخدا بننے کے لئے انمول اصول بیان فرمائے۔ حتیٰ کہ اس رسول نے حاجت کرنے کے اصولوں سے آگاہ فرمایا۔ ایسا پیارا حسین اور مکمل ضابطہ حیات قرآن کریم کی صورت میں عطا فرمایا جو تا قیامت مختلف زمانوں میں آنے والی مخلوق کے لئے لائحہ عمل تجویز کرتا ہے۔ اس کتاب کی تعلیمات پر عمل کر کے ہم اپنے آپ کو جہاں امن میں پاتے ہیں وہاں دوسری اقوام کے لئے بھی امن کا پیغام بن رہے ہیں۔ ان لازوال نعمتوں کا شکر آیۃ کریمہ " فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ "کو سامنے رکھ کر کرنا ضروری ہے۔

اگر ہم مسلمان اس آیۃ کریمہ کے تناظر میں تشکر الٰہی نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ قرآنی اصول۔ اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡهِبۡكُمۡ وَ یَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ (ابرہیم:20) کہ اگر اللہ چاہے تو اے انسانو! تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق کو لے آئے کے مطابق نئی قوم کو لے آئے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس آیت کے تحت foot note میں تحریر فرمایا ہے:

"یہاں اس بات کا احتمال ظاہر فرمایا گیا ہے کہ اگر اللہ چاہے تو بنی نوع انسان کو کلیۃً نابود کر کے ایک نئی مخلوق کو زمین کا وارث بنا سکتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل کام نہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے سورۃ ابراہیم میں مضمون اس آیت کے بعد ہی بیان فرمایا۔ جس میں متعلقہ انعامات پر شکر الٰہی کا ذکر ہے فرماتا ہے۔ لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّكُمۡ وَلَئِنۡ كَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ (ابراہیم:8)

"پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان خوش نصیب لوگوں میں پیدا کیا جن کو اس آخری دور میں سیّدنا و امامنا خاتم النبیّین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا مبارک 'سلام' امام آخر الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو پہنچانے کی توفیق دی۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔ اور ہم قرآنی حکم لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ کے تحت دنیا کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے بھجوائے گئے تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں۔ انبیاء کی جو لڑی حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور سیّدنا خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی وساطت اور تعلق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک پہنچی۔ اس

لڑی اور کڑی کو مضبوطی سے پکڑ کر ہم ان سعادت مند لوگوں میں داخل ہو گئے جو یہ علی الاعلان کہہ سکتے ہیں کہ ہم تمام انبیاء پر ایمان کو سینوں پر سجائے 'سمعنا و اطعنا' کا نعرہ لگاتے اپنے پروردگار کی طرف سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ہم نے صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر آنحضور ﷺ کا سلام ہی نہیں بھیجا بلکہ پیشگوئیوں کے مطابق قائم ہونے والی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے فیضیاب بھی ہو رہے ہیں۔ اور اس کے فیوض و برکات سے ایک ایسی مضبوط و مربوط لڑی میں پروئے گئے ہیں کہ حکومتوں، تنظیموں، مذہبی جماعتوں اور انفرادی طور پر لوگوں نے اس لڑی کو توڑنے کی بھرپور کوشش کی جو اب بھی جاری و ساری ہے۔ لیکن اس بابرکت موعود خلافت کے بل بوتے پر پہلے سے زیادہ مضبوط و مربوط ہوتے جا رہے ہیں۔ دشمن ایک جگہ پر راستہ روکنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کسی اور مقام پر اس سے کہیں بڑی فتوحات کے در کھول دیتا ہے۔ جس کا اظہار خلیفہ خامس حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ 15 جنوری 2021ء میں ایم ٹی اے غانا کو Launch کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

"ہم اس خلافت کی برکات سے ذیلی تنظیموں کے مربوط نظام سے جڑ چکے ہیں جس کا اعتراف غیر بھی کرتے رہے ہیں۔ اور بہت سی برکتیں جن میں اسلامی تعلیمات مختلف رنگ برنگے پھولوں کی خوشبو لئے ہمارے آنگن میں نہ صرف رچی بسی ہے بلکہ ہم خلافت کے بابرکت سایہ تلے اس خوشبو کو تمام دنیا میں پھیلانے کا تہیّہ کئے ہوئے ہیں۔"

• ہم اپنی نجی زندگیوں کو دیکھیں تو ہم میں سے ہر کوئی حسبِ توفیق اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے حصّہ پا رہا ہے۔ بعض نعمتیں ہم میں سے ہر کوئی رحمان صفت کے تحت حاصل کئے ہوئے ہے اور ہم میں سے بعض رحیم صفت کے تحت حصّہ دار بنتے ہیں۔ دنیا میں خدا کی موجود سہولتوں سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کسی کے پاس گاڑی ہے۔ کوئی میڈیا کی تمام سہولتوں سے وافر اور درست فائدہ اُٹھا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ننگ چھپانے کے لئے لباس جیسی نعمت عطا کی۔ سر چھپانے کے لئے چھت عطا کی۔ اس ناطے "فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ" کے تحت تشکر الٰہی بہت ضروری ہے۔

آرٹیکل کے آخری حصّہ میں آج کے دور کی مناسبت سے ایک مصیبت و عذاب سے اپنے آپ کو محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے شکر کی ادائیگی ضروری ہے۔ سورۃ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ کی جناب سے جنّ و انس کو مخاطب ہو کر بار بار ''فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ'' کہا گیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جنّ و انس کی پیدائش کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ ''انسان کی پیدائش کے آغاز سے پہلے جنّ کو آسمان سے برسنے والی ایسی سخت گرم ہوا سے جو آگ کی طرح گرم تھی پیدا کیا ہے......... نارُالسّموم سے پیدا ہونے والے جنّوں سے مراد بیکٹیریا ہیں۔'' (ترجمۃ القرآن صفحہ 428)

پھر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس سورت رحمان کے تعارفی نوٹ میں تحریر فرمایا ہے:

''تم دونوں آخر خدا کی کس کس نعمت کا انکار کروگے اور اسی تعلق میں جن و انس کی پیدائش کا فرق بھی بیان فرمادیا کہ جنّ کو آگ کے شعلوں سے پیدا کیا گیا۔ فی زمانہ جنّ کے لفظ کی مختلف تشریحات کی جاتی ہیں لیکن یہاں جن کی ایک تشریح یہ ہے کہ وائرس (Virus) اور بیکٹیریا (Bacteria) بھی جنّات ہیں جو ابتدائے آفرینش میں آسمان سے گرنے والی آتشیں ریڈیائی لہروں کے نتیجہ میں پیدا ہوئے۔ فی زمانہ اس بات پر تمام سائنسدان متفق ہو چکے ہیں کہ بیکٹیریا اور وائرسز (Viruses) براہ راست آگ سے توانائی پاکر وجود پکڑتے ہیں۔''

(ترجمۃ القرآن صفحہ 973)

آج کل کورونا وائرس (Corona Virus) زوروں پر ہے۔ مندرجہ بالا ارشاد کے پیش نظر یہ بھی ایک جنّ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی تباہ کاریوں اور ہلاکتوں سے محفوظ رکھا ہوا ہے ہمیں اس حفاظت کے حوالہ سے ''فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ'' کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی کوشش میں لگے رہنا چاہیے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 مارچ 2021ء)

﴿26﴾

23مارچ 1902ء کو حضرت مسیح موعودؑ کی احباب کو نصائح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف مقامات پر اپنے دوستوں کو نصائح سے نوازا۔ حضور چاہتے تھے کہ میری جماعت کے لوگ صحابہ رسول جیسے اخلاق سے متصف ہوں۔ آپ نے 23 مارچ 1902ء کو جو نصائح فرمائیں وہ آج کے دن کی مناسبت سے قارئین الفضل کے لئے پیش ہیں۔ حضور فرماتے ہیں۔

''مامور من اللہ کی صحبت میں رہنے والے لوگ بہت کچھ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور ایک حد تک علم صحیح اس تعلق کے متعلق جو مامور من اللہ اور خدا تعالیٰ میں ہوتا ہے حاصل کرتے ہیں، مگر وہ کامل علم جو اس مامور کو دیا جاتا ہے کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا۔ اور خدا تعالیٰ کا علم تو پھر اور ہی رنگ رکھتا ہے۔ جب مامور کی تکذیب اور انکار حد تک پہنچ جاتا ہے تو پھر ٹھیک اسی طرح جیسے زمیندار جب فصل پک جاتی ہے تو اس کے کاٹنے کے واسطے درانتی کو درست کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی مکذبوں کے لیے تیاری کرتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ اب وہ وقت آ گیا ہے۔ خدا تعالیٰ ہر پہلو سے حجت پوری کر چکا ہے۔ اس لیے اب ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ خاموشی سے آسمانی ہتھیار اور حربے کو دیکھے۔ دنیا میں ہم یہ قانون دیکھتے ہیں کہ جب ایک حاکم کو معلوم ہو جاوے کہ فلاں مظلوم ہے تو وہ اس کی مدد کرتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ جس کا علم سب سے زیادہ صحیح اور یقینی ہے جو ہر حال کا بینا ہے، کیوں اس مظلوم صادق کی مدد نہ کرے گا۔ جو محض اس لیے ستایا گیا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر یہ کہا کہ میں خدا کی طرف سے اصلاح خلق کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے راستباز بندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ اُن کی مدد کرتا ہے، لیکن ہاں یہ سنت اللہ ہے کہ وہ صبر سے کام لیتا

ہے۔ یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ کو اس تکذیب اور انکار کی خبر نہیں کفر ہے۔ وہ تو ابتدا اسے جانتا ہے کہ کیا کِیا جاتا ہے۔

اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے دو فریق ہو گئے ہیں۔ جس طرح ہماری جماعت شرح صدر سے اپنے آپ کو حق پر جانتی ہے۔ اسی طرح مخالف اپنے غلو میں ہر قسم کی بے حیائی اور جھوٹ کو جائز سمجھتے ہیں۔ شیطان نے اُن کے دلوں میں جما دیا ہے کہ ہماری نسبت ہر قسم کا افترا اور بہتان اُن کے لیے جائز ہے اور نہ صرف جائز بلکہ ثواب کا کام ہے۔ اس لیے اب ضروری ہے کہ ہم اپنی کوششوں کو ان کے مقابلے میں بالکل چھوڑ دیں اور خدا تعالیٰ کے فیصلہ پر نگاہ کریں۔ جس قدر وقت اُن کی بیہودگیوں اور گالیوں کی طرف توجہ کرنے میں ضائع کریں بہتر ہے کہ وہی وقت استغفار اور دعاؤں کے لیے دیں۔

ہماری جماعت کو یہ نصیحت ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ وہ اس امر کو مد نظر رکھیں جو میں بیان کرتا ہوں۔ مجھے ہمیشہ اگر کوئی خیال آتا ہے، تو یہی آتا ہے کہ دنیا میں تو رشتے ناطے ہوتے ہیں۔ بعض ان میں سے خوبصورتی کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔ بعض خاندان یا دولت کے لحاظ سے اور بعض طاقت کے لحاظ سے۔ لیکن جناب الٰہی کو ان امور کی پرواہ نہیں۔ اُس نے تو صاف طور پر فرمادیا کہ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ۔(الحجرات:14)

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی معزز و مکرم ہے جو متقی ہے۔ اب جو جماعت اتقیاء ہے خدا اس کو ہی رکھے گا اور دوسری کو ہلاک کرے گا۔ یہ نازک مقام ہے اور اس جگہ پر دو کھڑے نہیں ہو سکتے کہ متقی بھی وہیں رہے اور شریر اور ناپاک بھی وہیں۔ ضرور ہے کہ متقی کھڑا ہو اور خبیث ہلاک کیا جاوے اور چونکہ اس کا علم خدا کو ہے کہ کون اُس کے نزدیک متقی ہے۔ پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جو متقی ہے اور بدبخت ہے وہ جو لعنت کے نیچے آیا ہے۔

اگر کوئی یہ خیال کرے کہ ان میں علماء بھی ہیں۔ ملہم بھی ہیں تو یہ ایک خیالی بات ہے اور اس سے کوئی فائدہ اس مقصد کو نہیں پہنچ سکتا جو انسانی ہستی کا ہونا چاہیے۔ یاد رکھو! وہ امر جس پر خدا

راضی ہوتا ہے جبتک وہ نہ ہو نہ علم صحیح ہوتا ہے نہ الہام مفید۔ جو شخص پاخانہ کے پاس کھڑا ہے۔ پہلے تو اُسے بدبو ہی آئے گی۔ پھر اگر عطر اس کے پاس کیا جاوے تو وہ اس سے کیا فائدہ اٹھائیگا۔ جبتک خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہ ہو کچھ نہیں ملتا اور خدا سے قریب کرنے والی بات صرف تقویٰ ہے۔ سچی آواز سننے کے لیے متقی بننا چاہیے۔ میں نے بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو ہر آواز کو جو انہیں آجاوے الہام ہی سمجھتے ہیں؛ حالانکہ اضغاث احلام بھی ہوتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ جو آوازیں انہیں سنائی دیتی ہیں، وہ بناوٹی ہیں۔ نہیں اُن کو آوازیں آتی ہوں گی، مگر ہم ہر آواز کو خدا تعالیٰ کی آواز قرار نہیں دے سکتے، جبتک اس کے ساتھ وہ انوار اور برکات نہ ہوں جو اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ ان الہام کے دعویٰ کرنے والوں کو اپنے الہاموں کو اس کسوٹی پر پرکھنا چاہیے اور اس بات کو بھی اُنہیں فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ بعض آوازیں نری شیطانی ہوتی ہیں۔ اس لیے ان آوازوں پر ہی فریفتہ ہو جانا دانشمند انسان کا کام نہیں، بلکہ جبتک اندرونی نجاست اور گند دور نہ ہو اور تقویٰ کی اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل نہ ہو اور اس درجہ اور مقام پر انسان نہ پہنچ جاوے۔ جو دنیا ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی حقیر اور ذلیل نظر آوے اور اللہ تعالیٰ ہی ہر قول وفعل میں مقصود ہو اس مقام پر قدم نہیں پڑ سکتا جہاں پہنچ کر انسان اپنے اللہ کی آواز کو سنتا ہے۔ اور وہ آواز حقیقت میں اسی کی ہوتی ہے، کیونکہ اس وقت یہ تمام نجاستوں سے پاک ہو گیا ہوتا ہے۔

غرض نری آوازیں اور چند رسمی کتابوں کے پڑھ لینے سے فیصلہ نہیں ہوتا، بلکہ فیصلہ کی اصل اور سچی راہ وہی ہے جس کو تائیداتِ الٰہیہ کہتے ہیں۔ اُن سے ہی فیصلہ ہوتا ہے اور خدا ہی کا حربہ فیصلہ کرتا ہے۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور ایسے مقام پر کھڑا ہے جو نجاست سے بالکل الگ ہے۔ وہ وہی پاک آوازیں سنتا ہے جو حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت نوح، حضرت ابراہیم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام نے سنیں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو سنا تھا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان آوازوں کی صداقت اور عملی ظہور کے لیے انسانی ہاتھوں کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ خود خدا تعالیٰ ان کی چمکار دکھاتا ہے؛ اگرچہ یہ بہت ہی باریک باتیں ہیں جو معرفت کے اسرار میں

داخل ہیں؛ تاہم خوشبو اور بدبو اپنے مختلف نظاروں سے شناخت کی جاسکتی ہے۔ اچھے درخت کو کئی طرح پہچان لیتے ہیں۔پتوں سے بھی شناخت کر لیتے ہیں۔ میں نے ایک بار الائچی کا درخت انبالہ میں دیکھا اور ایک پتا اس کا لیکر سونگھا، تو اس میں الائچی کی خوشبو موجود تھی؛ اگرچہ ابھی اس کے تین درجے باقی تھے، مگر خوشبو موجود تھی۔ دانشمند انسان بہت سے قرائن سے امر واقعی کو معلوم کر لیتا ہے۔ خباثت بھی ہزاروں پردوں میں چھپی رہتی ہے اور تقویٰ بھی ہزاروں پردوں میں مخفی رہتا ہے، مگر اُن کے آثار اور قرائن سے بخوبی پتہ لگ سکتا ہے۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے کوئی آدمی عین بدکاری کی حالت میں پکڑا جاوے تو اسے بہت ہی شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ ایسے ہی ایک متقی جب اپنے تقویٰ کے سیر وعبادت میں مصروف ہو اور کوئی اجنبی اس پر گزرے تو اس کو بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ شرمندگی کے موجبات تو ایک ہی ہیں۔ بدکار اپنی بدکاری کو امر مستور رکھنا چاہتا ہے اور متقی اپنے تقویٰ کو۔ غرض تقویٰ کے امور بہت پوشیدہ ہوتے ہیں بلکہ اصل تو یہ ہے کہ اس سر کی ملائکہ کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ پھر دوسرے کو کیسے مل سکتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو تعلق تدلّٰی کا تھا اس کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ جس قدر سمجھتا تھا اس کو کسی دوسرے نے ہرگز نہیں سمجھا۔ نہ حضرت ابوبکر نے اُسے سمجھا نہ حضرت علی نے اور نہ کسی اور نے۔ آپ کا انقطاع تام اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا۔ اور مخلوق کو مرے ہوئے کیڑے سے ہیچ سمجھنا ایک ایسا امر تھا جو دوسروں کو نظر نہ آسکتا تھا، مگر خدا تعالیٰ کی تائیدوں کو دیکھ کر لوگ یہ نتیجہ ضرور نکالتے تھے کہ جیسا خدا تعالیٰ سے سچا اور قوی تعلق اُس نے پیدا کیا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ نے بھی اس سے کوئی فرق نہیں کیا ہے"۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 37-41)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 مارچ 2021ء)

﴿27﴾

حضرت مسیح موعودؑ کے دو مخالف مجسٹریٹس کا انجام

"مَیں اُس کا شکار ہوں؟ مَیں شکار نہیں ہوں۔ مَیں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا شیر۔ وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے!" (حضرت مسیح موعودؑ)

مجسٹریٹ لالہ چندولال کا انجام

لیکھرام کی ہلاکت کی پیشگوئی پوری ہوئی تو آریہ قوم نے دل سے اس نشان کی عظمت محسوس کی۔ اس لئے وہ اس کیس کو عدالت میں تو نہ لے گئے مگر اپنی اس خفّت کا بدلہ لینے کے لئے جذبۂ انتقام سے بھر گئے۔ چنانچہ جب مولوی کرم دین جہلمی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ازالۂ حیثیت عرفی کا مقدمہ بنایا تو دو آریہ مجسٹریٹوں نے آپؑ کے خلاف اپنے بغض و کینہ کا ہر طرح سے اظہار کیا اور دونوں خدا کی قہری تجلّیات کا نشانہ بنے۔ ان میں سے پہلا ضلع گورداسپور کا مجسٹریٹ لالہ چندولال تھا جس کا رویّہ شروع سے ہی اس قدر متعصّبانہ تھا کہ حضورؑ کے وکلاء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس انتقالِ مقدمہ کی درخواست دینی پڑی۔ یہ درخواست ردّ ہوئی تو چیف کورٹ میں اپیل کی گئی لیکن وہاں بھی درخواست مسترد ہو گئی اور مقدمہ بدستور لالہ چندولال کے پاس ہی رہا۔ اس دوران گورداسپور کے آریوں نے لالہ چندولال سے مل کر ایک مکروہ منصوبہ تیار کیا اور حضورؑ کے متعلق اُسے کہا کہ یہ شخص لیکھرام کا قاتل ہے اور اب وہ تمہارے ہاتھ کا شکار ہے اور ساری قوم کی نظر تم پر ہے۔ لالہ چندولال نے بھی اُن سے وعدہ کر لیا کہ وہ پہلی پیشی پر ہی عدالتی کارروائی عمل میں لے آئے گا یعنی اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے ملزم کو بغیر ضمانت قبول کئے گرفتار کر لے گا۔ اس ناپاک سازش کی اطلاع کسی طرح حضور علیہ السلام کے مخلص مرید حضرت محمد اسماعیل خان صاحبؓ کو بھی ہو گئی جنہوں نے حضرت مولوی سیّد سرور شاہ صاحب سے یہ ذکر

کر دیا۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے یہ ساری روئیداد خدمت اقدسؑ میں سنائی۔ آپؑ اُس وقت لیٹے ہوئے تھے۔ جونہی آپؑ نے اپنے بارہ میں آریوں کی طرف سے کہا گیا لفظ شکار سُنا تو آپؑ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور چہرۂ مبارک سُرخ ہو گیا اور بلند آواز میں فرمایا: ”مَیں اُس کا شکار ہوں؟ مَیں شکار نہیں ہوں۔ مَیں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا شیر۔ وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے!“۔ حضورؑ نے ”خدا کا شیر“ کے الفاظ کئی بار دہرائے۔ پھر یہ خاص کیفیت جاتی رہی تو آپؑ نے فرمایا: ”مَیں کیا کروں؟ مَیں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ مَیں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں، مَیں تجھے ذلّت سے بچاؤں گا اور عزّت کے ساتھ بری کروں گا۔“

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کو امکانی ذلّت سے بچانے کی یہ تدبیر فرمائی کہ اس مجلس کے کچھ دیر بعد آپؑ کو اچانک خون کی قَے ہوئی۔ اس پر مقامی ہسپتال کے سول سرجن (انگریز) ڈاکٹر ایس پی مور نے معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ اس عمر میں خون کی قَے آنا خطرناک ہے اور سرٹیفیکیٹ دیا کہ آپؑ ایک ماہ کے لئے کچہری میں پیش ہونے کے قابل نہیں۔ اس کے بعد حضورؑ پیشی سے قبل ہی قادیان روانہ ہو گئے۔ اگلے روز مجسٹریٹ نے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ دیکھا تو سٹپٹا کر رہ گیا اور عدالتی کارروائی مؤخر کرنے پر مجبور ہو گیا۔ بعد میں اُسی سِول سرجن نے قادیان جاکر بھی حضورؑ کا معائنہ کیا اور آپؑ کی عمومی حالت کے پیش نظر مزید چھ ہفتہ کے لئے آرام کی ہدایت کی اور اتنے عرصہ کے لئے سفر کے ناقابل ہونے کا سرٹیفکیٹ بھی دے دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک طرف اپنے مامور کو ہر ذلّت سے بچانے کی بشارتیں دیں تو دوسری طرف بھی اپنا جلالی ہاتھ دکھانا شروع کر دیا۔ چنانچہ دورانِ مقدمہ چند غیر از جماعت معززّین نے جب آپؑ کی خدمت میں ازراہ ہمدردی کہا کہ چندولال کا ارادہ آپؑ کو قید کرنے کا معلوم ہوتا ہے تو آپؑ نے فرمایا: ”مَیں تو چندولال کو عدالت کی کرسی پر نہیں دیکھتا“۔

اس کی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ گورداسپور جیل میں کسی مجرم کو پھانسی لگنی تھی۔ ڈپٹی کمشنر کی طرف سے چندولال کی ڈیوٹی اس موقع پر لگائی گئی تو اُس نے عذر کیا کہ وہ اتنا رقیق القلب ہے کہ کسی مجرم کو پھانسی لگتے نہیں دیکھ سکتا۔ اس پر یہ ڈیوٹی کسی دوسرے مجسٹریٹ کے سپرد کر دی گئی اور ڈپٹی کمشنر نے چندولال کے بارہ میں حکّام بالا کو رپورٹ بھجوائی کہ یہ اس قابل نہیں کہ اسے فوجداری اختیارات تفویض کئے جائیں۔ چنانچہ چندولال اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ سے معزول ہو کر عام جج بنا کر ملتان بھجوا دیا گیا۔ بعد میں وہ اسی صدمہ کی وجہ سے پاگل ہو گیا اور اسی حالت میں راہی ملک عدم ہوا۔

مہتہ آتمارام کا انجام

لالہ چندولال کی جگہ آنے والے آریہ مجسٹریٹ مہتہ آتمارام نے بھی آتے ہی اوچھے ہتھیار استعمال کرنے شروع کر دیئے۔ پہلے اُس نے حضورؑ کو کرسی دینے سے انکار کیا بلکہ بعض اوقات شدید پیاس کے باوجود بھی آپؑ کو پانی پینے کی اجازت نہ دی۔ پھر سماعت کی تاریخیں اتنی قریب قریب دینی شروع کر دیں کہ حضورؑ کو وسط اگست 1904ء سے تا اختتام مقدمہ گورداسپور میں ہی قیام کرنا پڑا۔ علاوہ ازیں اُس نے عدالت کا ایک افسوسناک مظاہرہ یوں کیا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے حق میں جانے والی ایک فیصلہ کُن شہادت کو طلب کرنے سے بھی انکار کر دیا۔

بالآخر مہتہ آتمارام نے 8/ اکتوبر 1905ء کے دن کا آخری وقت فیصلہ سنانے کے لئے مقرر کیا۔ یہ ہفتہ کا آخری دن تھا اور اگلے روز چھٹی تھی۔ اُس کا ارادہ تھا کہ آپؑ کو جرمانہ کی سزا سنائے اور چونکہ فوری طور پر ادائیگی ممکن نہیں ہوسکے گی اس لئے عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں وہ حضورؑ کو کم از کم دو راتیں اور ایک دن قید میں رکھ سکے گا۔ اسی لئے اُس نے فیصلہ سنانے والے دن پولیس کا اچھا خاصہ انتظام کر رکھا تھا اور سپاہی کمرۂ عدالت کے اندر بھی متعین تھے۔ مگر اُس کی یہ ساری تدبیر اس طرح خاک میں مل گئی کہ جرمانہ کی رقم مبلغ سات صد روپے صرف ایک دن پہلے حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ نے احتیاطاً بھجوا دیئے تھے جنہیں حضورؑ کے وکیل خواجہ کمال

الدین صاحب نے اُسی وقت گن کر عدالت کی میز پر رکھ دیا۔ نوٹ دیکھ کر آتمارام کا رنگ فق ہو گیا اور وہ کھسیانوں کی طرح نوٹوں کو اُلٹنے پلٹنے لگا۔ پھر اچانک بولا کہ ان نوٹوں پر تو کراچی اور مدراس لکھا ہے اس لئے یہ قابل قبول نہیں۔ خواجہ صاحب اُس کی نیت بھانپ گئے اور کہا کہ آپ لکھ دیں کہ سات سو روپے کے کرنسی نوٹ پیش کئے گئے مگر اِس وجہ سے عدالت نے قبول نہیں کئے۔

آتمارام کو علم تھا کہ اُس کا یہ حربہ کارگر نہیں ہوسکے گا کیونکہ حکومت اپنی عملداری کی حدود میں اپنے نوٹوں کا انکار نہ کر سکتی تھی۔ چنانچہ چاروناچار اُسے وہ نوٹ قبول کرنے پڑے اور اُس کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔

آتمارام کے فیصلہ کے خلاف امرتسر کی سیشن کورٹ میں اپیل داخل کی گئی جس پر عدالت عالیہ نے ماتحت عدالت کی طرف سے عائد کردہ تمام الزامات کالعدم کر کے جرمانہ کی تمام رقم واپس کئے جانے کا حکم صادر کیا۔ تاہم آتمارام کو اپنے کئے کی سزا مل گئی۔

جن دنوں وہ اپنا فیصلہ لکھنے والا تھا، اُن دنوں حضور علیہ السلام کو کشفاً دکھایا گیا تھا کہ اُس کی اولاد پر کوئی آفت آنے والی ہے۔ چنانچہ آپؑ نے دیکھا کہ ایک شیر آیا ہے اور وہ آتمارام کے دو لڑکے اٹھا کر لے گیا ہے۔ خدا کی قہری تقدیر یوں ظاہر ہوئی کہ اُس کے دونوں جوان بیٹے (اُس کے فیصلہ سنائے جانے سے قبل ہی) یکے بعد دیگرے طاعون سے ہلاک ہوگئے۔ چنانچہ حضورؑ نے اس مقدمہ کے ضمن میں ایک جگہ رقم فرمایا کہ ”ڈویژنل جج کی عدالت سے عزت کے ساتھ مَیں بری کیا گیا اور میرا جرمانہ واپس ہوا مگر آتمارام کے دو بیٹے واپس نہ آئے۔“

حضورؑ نے مزید فرمایا کہ ”افسوس کہ میرے مخالفوں کو باوجود اس قدر متواتر نامرادیوں کے میری نسبت کسی وقت محسوس نہ ہوا کہ اس شخص کے ساتھ درپردہ ایک ہاتھ ہے جو اُن کے ہر حملے سے اس کو بچاتا ہے۔“

کئی سال بعد جب ایک دفعہ حضرت مصلح موعودؓ دہلی تشریف لے جارہے تھے تو آپؓ کو لدھیانہ ریلوے سٹیشن پر آتمارام ملا اور بڑے الحاح سے کہنے لگا کہ دعا کریں کہ اللہ مجھے صبر کی توفیق

دے، مجھ سے بڑی بڑی غلطیاں ہوئی ہیں اور میری حالت ایسی ہے کہ مَیں ڈرتا ہوں کہ مَیں کہیں پاگل نہ ہو جاؤں۔ نیز اب میرا ایک اَور بیٹا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُسے اور مجھے دونوں کو تباہی سے بچائے۔

(بحوالہ مضمون از مولانا فضل الٰہی انوری، ماہنامہ ’’احمدیہ گزٹ‘‘ کینیڈا۔ جنوری، فروری اور مارچ 2011ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 مارچ 2021ء)

﴿28﴾

مربّی بیار مربّا بخور

یہ اُردو محاورہ ہے جو فیروزاللغات اور دیگر لغات میں موجود ہے جس کے معانی یہ ہیں کہ ”کامیابی صرف اس صورت میں مل سکتی ہے کہ ہر کوئی مربّی ہو“

یہ معانی آج کے دور میں جماعت احمدیہ پر ہی اطلاق پاتے ہیں اور پانے بھی چاہیے۔ مُربّی کا لفظ ربّ سے لیا گیا ہے جس کے معانی پالنے اور پرورش کرنے کے ہیں۔ جب کہ اس سے قبل بھی ایک آرٹیکل میں لکھا جاچکا ہے کہ لغات میں مربّی کے مختلف لطیف معانی درج ہیں۔ جو دلچسپ بھی ہیں اور سبق آموز بھی۔ جیسے اس لفظ کے تحت لکھا ہے کہ مالی اور باغبان جو درخت کی کانٹ چھانٹ کرتا، پودے کو گوڈی کرکے اسے خوبصورت بناتا اور کیڑے مکوڑوں سے محفوظ بناتا ہے۔ انگریزی میں اس کے لئے Cultivation کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ تربیت کے معنوں میں Breeding بھی لکھا ہے۔ جس طرح ماں، بچے کو دودھ پلاتی یا غذا دیتے وقت پیار کی نظر سے دیکھتی ہے اور دل کی گہرائیوں سے اُن کے لئے دُعا کرتی ہے۔ تربیت کے معنوں میں Nursing بھی درج ہے۔ یعنی دیکھ بھال۔ تربیت کے ایک معنی تھپکی دینے کے بھی ہیں یعنی حوصلہ افزائی۔

تربیت کے ایک معنی Training کے ہیں۔ لغات میں لکھا ہے کہ یہ Train سے مشتق ہے۔ جس طرح انجن اپنے ساتھ تمام ڈبوں کو لے کر چلتا ہے اور اُن کو روشن بھی کرتا ہے بعینہٖ جماعت کے تمام بچوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلیں اور دینی تعلیمات سے ان کے دل و دماغ کو روشن کریں۔

ان معنوں کے اعتبار سے جماعت احمدیہ کا ہر فرد اور عورت اگر اپنے آپ کو مخاطب سمجھے اور مربی بنے تو اصلاح بہت آسان ہو جائے گی۔ اس صورت میں ہر فرد پہلے اپنے آپ کو

مخاطب سمجھے اور پھر اپنے اہل خانہ کو سمجھائے اور پھر دیگر افراد جماعت کو۔ داعی الی اللہ کا بھی یہی مفہوم ہے۔ اگر ہم میں سے کوئی "داعی" ہے یعنی اللہ کی طرف بُلانے والا تو سب سے پہلے تو دوسروں کے لئے نمونہ بنتے ہوئے اپنے آپ کو مخاطب سمجھ کر اپنی اصلاح کرے۔ پھر اپنے گھرانہ میں ہر فرد بالخصوص بچوں کی اصلاح کرنے کی طرف توجہ دے۔ پھر عہدیدار ہونے کی صورت میں جماعت کے افراد کی تعلیم و تربیت کرے۔ یہی مبارک نظام جماعت احمدیہ میں موجود ہے اور اچھی اسلامی تربیت کی وجہ سے جو پھل تیار ہوتے ہیں وہ مُربّی کہلاتے ہیں۔

پس آج کے مادی دور میں ضرورت ہے اس امر کی کہ ہم میں سے ہر فرد مربی بنے اور اپنے آپ کو مربی سمجھے تا پوری جماعت اسلام کے اصولوں اور تعلیمات کو اپناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی راہوں پر چلتی جائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 مارچ 2021ء)

《29》

پہلے تولو پھر بولو

معروف صوفی شاعر مولانا جلال الدین رومی المعروف مولانا روم فرمایا کرتے تھے کہ ہر آدمی کو کچھ کہنے سے قبل اپنے مافی الضمیر کو تین دروازوں سے گزارنا چاہیئے۔ پہلا دروازہ سچ کا دروازہ ہے جو بولنے لگے ہو وہ سچ بھی ہے یا نہیں۔ دوسرا دروازہ اہمیّت کا دروازہ ہے۔ یعنی جو کہنے جارہے ہو وہ اہم بات ہے۔ کہیں اول فول تو نہیں۔ تیسرا دروازہ اور آخری دروازہ مہربانی کا دروازہ ہے۔ جو کلام آپ سے متوقع ہے وہ نرم الفاظ پر مشتمل ہے اور لہجہ بھی نرم ہے یا نہیں۔

گویا کہ زبان پر الفاظ آنے سے قبل انسان کے دماغ اور دل کا بھی عمل دخل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زبان انسان کو پیدائش کے ساتھ ہی عطا کر دیتا ہے۔ لیکن بچہ جب توتلی زبان میں بولنے کے قابل ہوتا ہے تو اس کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ دودھیا دانت (Milk teeth) عطا کرتا ہے اور بچہ پھر جب سچ اور جھوٹ، نیکی اور بدی، اور اچھائی و برائی میں ذرا تمیز کرنے لگتا ہے تو اس کے اصل دانت آنے لگتے ہیں جو زبان کو کنٹرول کرتے ہیں۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ الفاظ چابیوں کی مانند ہوتے ہیں۔ ان کا صحیح چناؤ کئی دلوں کو کھول دیتا ہے۔ اور کئی زبانوں کو بند کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ والدین اور عزیز و اقارب سے حسنِ سلوک کے تعلق میں فرماتا ہے: وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرہ:84) کہ لوگوں سے عمدہ اور اچھی بات کہو۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے: البلاءُ مُوَکَّلٌ بالمَنْطِقِ۔ کہ بلا اور مصیبت بغیر سوچے سمجھے کہی بات پر موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا کہ۔ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَۃٍ یَّتْبَعُھَآ اَذًی (البقرہ:264) اچھی بات کہنا اور قصور معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے ایسے صدقہ سے کہ کوئی ایذارسانی اُس کے پیچھے آ رہی ہو۔ اس آیت میں کمال حکمت سے جہاں اچھی بات کو صدقہ قرار دیا وہاں بُری بات کو ایذارسانی قرار دیا جو صدقہ کے ثواب کو ختم کر دیتی ہے۔ اسی لئے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے :اَلْکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ صَدَقَۃٌ (بخاری) کہ اچھی بات (اچھے الفاظ) صدقہ ہیں۔ آنحضور ﷺ نے تو حکمت کی بات کو مومن کی گمشدہ شئے قرار دیا ہے اسے وہ جہاں بھی ملے، لے لیا جائے۔

مختلف کتب میں کسی کی شخصیّت کو جانچنے کے مختلف طریق درج ہیں جیسے کسی نے کہا کہ اگر کسی انسان کا بڑا پن دیکھنا ہو تو ڈائننگ ٹیبل پر اسے پرکھو۔ اسی طرح لکھا ہے کہ انسان کی شخصیّت اس کے بول سے جانی پہچانی جاتی ہے۔ اس لئے انسان کو کچھ بولنے سے قبل سوچنا چاہئے۔ اسی لئے کہتے ہیں پہلے سوچو پھر بولو۔ بلکہ صُوفیا کے متعلق لکھا ہے کہ ان کی تین خوبیاں نمایاں ہوتی ہیں۔ وہ کم کھاتے ہیں، وہ کم سوتے ہیں، اور وہ کم بولتے ہیں۔

انٹرنیشنل نصاب وقفِ نو پارٹ ٹو کے صفحہ 114 پر قرآن کریم کی آیت وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا(البقرہ:84) کے تحت بعض بولنے کے آداب درج ہیں۔ جو چھوٹوں اور بڑوں کے لئے یکساں طور پر سانجھے ہیں اور وہ یہ ہیں:

- دورانِ گفتگو انسان سچ پر قائم ہو اور Straightforward ہو۔
- گفتگو کو بڑھا چڑھا کر بیان نہ کرے۔
- غیر معیاری گفتگو سے بچے۔
- گفتگو سچائی پر مبنی ہو۔ حدیث میں ہے نیکی صدقہ ہے جو آگ سے انسان کو محفوظ رکھتی ہے۔
- چغلی اور غیبت سے بچے۔
- کسی کو دِل دکھانے والی بات نہ کہے۔
- بات کرتے وقت غصّہ میں نہ ہو۔

- سنی سنائی بات (hearsay) کو آگے بیان نہ کرے۔
- بولنے سے پہلے سوچے۔
- صاف ستھری اور نیکی کی بات جنت کا وارث بنا دیتی ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ہر کلام اور بات کو اسلامی اصولوں کے مطابق کرنے اور بنانے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مارچ 2021ء)

﴿30﴾

رحمتِ خداوندی

رَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ (القرآن)

رحمت اور عذاب کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے انتہا مقامات پر کیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جہاں قرآن میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور انعامات و افضال کا ذکر آئے تو وہ رحمٰن ور حیم خدا سے مانگنی چاہئیں اور جہاں عذاب کا ذکر ہو وہاں اس سے پناہ مانگی جائے۔

رحمت، اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں رحمٰن اور رحیم سے مشتق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں سب سے پہلے اپنی صفات رحمٰن اور رحیم ہی بیان فرمائی ہیں جیسے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ (فاتحہ) گویا اللہ تعالیٰ کی تجلیات اور انعام وافضال کا ذکر رحمٰن اور رحیم سے ہی شروع ہوتا ہے۔ ان دو صفات کی تشریح میں لکھا ہے۔

i۔ الرحمٰن۔ بِن مانگے دینے والا خدا۔ یعنی انسانوں اور ذی روح کے لئے ایسی ضروریات خود ہی مہیا فرمادیں جو اس کی بقا کے لئے ضروری ہیں۔ جیسے آسمان، زمین، پانی اور ہوا وغیرہ۔

ii۔ الرحیم۔ بار بار رحم کرنے والا خدا یعنی وہ بالا ہستی جس کے آگے دست دعا پھیلایا جائے، مانگا جائے، سجدوں میں دعائیں کی جائیں جن کو وہ قبول کرکے اپنی مخلوق (جو اس کی عیال ہے) کو بار بار نوازے۔

حضرت الحاج حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اپنے ترجمہ قرآن میں 114 بار (سورتوں کے اعتبار کے حوالہ سے) الرحمٰن الرحیم کے مختلف معانی کئے ہیں جو خاکسار نے اکٹھے کروا کر روزنامہ الفضل آن لائن لندن میں شائع بھی کروا دیئے تھے۔ ان تراجم کو

دیکھ اور پڑھ کر اس بالا ہستی کے بلند مقام کا علم ہوتا ہے اور اس کے لئے اللہ اکبر کہنے اور تسبیح و تحمید کرنے کو بار بار دل کرتا ہے۔

احادیث میں بھی رحم مانگنے کی بہت سی دعائیں ملتی ہیں۔ رمضان کے پہلے عشرہ کا نام بھی رحمت کا عشرہ رکھ کر یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ صفات باری تعالیٰ کا آغاز رحمٰن اور رحیم صفات سے ہوتا ہے اور ہمیں اللہ جو رحیم ہے سے ہمیشہ اس کی رحمت کا طلبگار رہنا چاہیے۔

اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعاؤں کا احاطہ کیا جائے تو آپ کی بے شمار دُعاؤں میں رحم طلب کرنے کی دعائیں ملتی ہیں۔ بلکہ بعض الہامی دعائیں بھی ہیں۔ جیسے 31 مئی 1903ء کو یہ الہامی دُعا القا ہوئی۔

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ (تذکرہ صفحہ 392)

اے اللہ! رحم فرما

4 اپریل 1907ء کو یا اللہ رحم کر (تذکرہ صفحہ 601) الہام ہوئی۔

30 ستمبر 1907ء کو یہ دُعا الہام ہوئی:

رَبِّ ارْحَمْنِیْ اِنَّ فَضْلَکَ وَرَحْمَتَکَ یُنْجِیْ مِنَ الْعَذَابِ (تذکرہ صفحہ 621)

کہ اے میرے رب! مجھ پر رحم فرما۔ یقیناً تیرا فضل اور تیری رحمت عذاب سے نجات دیتے ہیں۔

سورۃ الاعراف آیت 157، 158 میں رحمت کے بارہ میں ایک لاجواب مضمون بیان ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب اور اپنی رحمت میں کمال اعلیٰ ظرف کے مطابق فرق فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ کہ میں اپنے عذاب کو جس پر چاہوں وارد کروں اور میری رحمت تو ہر چیز پر حاوی ہے۔ گویا عذاب محدود کے لئے ہے اور رحمت کا دائرہ ساری کائنات پر محیط ہے جس میں جاندار اور بے جان روحیں بھی شامل ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ تفسیر صغیر میں اس آیت کے الفاظ "فَسَاَکْتُبُھَا کہ میں اِسے ان لوگوں کے لئے لکھ

چھوڑوں گا“ کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں ”یعنی رحمت کافروں کو بھی پہنچے گی مگر مومنوں کے لئے تو اسے فرض کر دیا ہے۔“

پھر رحمت کے وسعت کے ذکر کے معاً بعد ان متقی لوگوں کا ذکر ہے جو اپنے نیک اور طیب اعمال سے اس رحمت کو اپنی طرف کھینچنے والے ہوں گے۔ جو یہ ہیں

i۔ یَتَّقُوۡنَ۔ جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔

ii۔ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ۔ وہ جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔

iii۔ وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ بِاٰیٰتِنَا یُؤۡمِنُوۡنَ یعنی وہ ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔

iv۔ اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ یعنی جو اس رسول نبی امی (حضرت محمد رسول اللہ ﷺ) پر ایمان لاتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے نبی امی کی تشریح میں بعض علامات کا ذکر فرما کر مومنوں کو ان کی پیروی کی تلقین فرمائی۔ تا ان پر عمل کرکے اللہ کی وسیع رحمت سے حصہ دار بن سکیں۔

یَاۡمُرُھُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ۔ کہ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے۔

وَیَنۡھٰھُمۡ عَنِ الۡمُنۡکَرِ۔ کہ وہ انہیں بُری باتوں سے روکتا ہے۔

وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ۔ کہ وہ ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے۔

وَیُحَرِّمُ عَلَیۡھِمُ الۡخَبٰٓئِثَ۔ کہ ان پر ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے۔

وَیَضَعُ عَنۡھُمۡ اِصۡرَھُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡھِمۡ۔ کہ وہ ان سے اُن کے بوجھ اور طوق اُتار دیتا ہے جو ان پر پڑے ہوئے تھے۔

اور آیت کے اخیر پر فرمایا کہ

فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِہٖ۔ وہ لوگ اس (نبی) پر ایمان لاتے ہیں۔

وَعَزَّرُوۡہُ۔ اور اُسے عزت دیتے ہیں۔

وَنَصَرُوْهُ۔ اور اس کی مدد کرتے ہیں۔

وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اور اس نور (قرآن کریم) کی پیروی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ اُتارا گیا ہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے نور سے مراد سنت نبوی بھی لی ہے۔

(فٹ نوٹ آیت متذکرہ بالا ترجمہ قرآن صفحہ 384)

گویا یہ نیکیوں کے 13 کام ہیں جو آنحضور صَلَّیٰٓاللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے بالواسطہ یا بلاواسطہ کرنے سے ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا وارث ٹھہراتے ہیں۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اللہ کی رحمت سے مالا مال ہونے اور اپنے اور اپنی نسلوں کو بھی اس سے وافر حصہ دلوانے کے لئے اوپر بیان کردہ 13 نیکی کے کاموں کو روزانہ حرزِ جان بنائیں بالخصوص اپنے سب سے پیارے نبی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّیٰٓاللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی کامل اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھیں تا خدا کا قرب بھی حاصل ہو اور اس کی رحمت کے جلو میں زندگی بسر کر کے کامیاب و کامران اور نہال و بامراد ہوں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جو شخص بھی اپنے رب پر ایمان لاتا ہے۔ "فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّ لَا رَهَقًا" (الجنّ:14) اس کو نہ بخس کا کوئی خوف رہتا ہے اور نہ رہق کا کوئی خوف رہتا ہے۔

بخس کے معنے ہیں ظلم کر کے کسی کو نقصان پہنچانا مگر جو شخص مومن ہوتا ہے اس کو یہ خوف نہیں ہوتا کہ اس کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور جس طرح دوسرے مذاہب کا عقیدہ ہے کہ ایک دفعہ جنّت میں لے جائے جانے کے بعد پھر جنّت سے نکال دیا جائے گا۔ شریعت محمدیہ پر ایمان لانے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے نتیجہ میں وہ جنّت نہیں ملتی جس سے انسان نکالا جاتا اور دھتکار دیا جاتا ہے اور اُسے یہ کہا جاتا ہے کہ پھر از سر نو کوشش کرو اگر تم مستحق ٹھہرے تو تمہیں جنت مل جائے گی۔

پس اگر عارضی جنت کا عقیدہ درست ہو تو پھر یہ بَخْسًا ہے۔ انسانی فطرت یہ کہتی ہے کہ اُس پر ظلم ہو گیا کیونکہ انسان کی طاقتیں محدود تھیں اور اُسے محدود زمانہ دیا گیا اگر تو غیر محدود

زمانہ دیا جاتا تو پھر غیر محدود عمل ممکن ہوتے اور غیر محدود جنت ہو جاتی اور آپس میں کلیش (CLASH) ہو جاتا کیونکہ دو غیر محدود تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے سر ٹکرا دینے تھے۔ جو عقلاً درست نہیں ہے مضمون دقیق ہے مگر جو سمجھنے والے ہیں وہ سمجھ جائیں گے دو غیر محدود ایک دوسرے کا نتیجہ نہیں ہو سکتے کیونکہ نتیجہ انتہاء ہوتا ہے۔ غیر محدود ابتلاء اور امتحان کا زمانہ اور غیر محدود جزاء اور جنت۔ یہ بات عقل میں نہیں آتی۔

پس اگر غیر محدود جنتیں ہیں جن کی انتہاء کوئی نہیں تو عمل محدود ہی ہونے تھے اور جنت غیر محدود ہو گی، رحمتِ الٰہی غیر محدود ہو گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رَحْمَتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ (الاعراف:157)

خدا تعالیٰ کی رحمت کے مقابلے میں زمانہ کیا چیز ہے۔ یہ تو اس کی ایک پیداوار ہے لیکن اس کی رحمت کی موجیں تو اس کی ہر پیداوار کے اُوپر سے گزر رہی ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ہر چیز اور ہر مخلوق کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

لیکن ہماری فطرت اور ہماری شریعت ہر دو ہمیں یہی کہتی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہر چیز کے اوپر حاوی ہے۔ اس واسطے کہ اگر ہماری فطرت یہ نہ کہتی تو محدود عمل کی غیر محدود جزاء کی توقع اور اُمید ہم کیسے رکھتے۔ خدا تعالیٰ نے ہماری فطرت کے اندر یہ ڈالا ہے کہ یہ تو ٹھیک ہے تمہیں تھوڑی عمر دی گئی ہے، تمہیں تھوڑے وسائل دیئے گئے ہیں لیکن تمہیں ایک بشارت دے دیتے ہیں کہ اگر تم اپنی اس تھوڑی زندگی میں، اس چھوٹی زندگی میں، خلوصِ نیت کے ساتھ اور کامل توحید پر قائم ہو کر اور شرک کے ہر پہلو سے بچتے ہوئے محدود عمل کرو گے تو تمہیں غیر محدود جزاء مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں بھی یہی رکھا ہے اور شریعت سے بھی یہی کہلوایا ہے۔

پس یہ اسلامی شریعت ایسی شریعت ہے کہ جو آدمی اس پر ایمان لاتا ہے اُسے یہ خطرہ لاحق نہیں ہوتا کہ اس پر ظلم ہو گا اور وہ گھاٹے اور نقصان میں رہے گا۔

قرآن کریم نے مختلف پہلوؤں سے اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے اور بڑے پیارے رنگ میں روشنی ڈالی ہے۔ قرآن کریم نے ظلم کے متعلق تو یہ اعلان کر دیا: ”وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۔“ (ق:30)

اور اس قسم کی اور بھی بہت سی آیات ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا۔ تو اس سے انسان کی تسلی ہو گئی۔

پھر فرمایا:

”فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا کُفْرَانَ لِسَعْیِہٖ ج وَاِنَّا لَہٗ کٰتِبُوْنَ“

(الانبیاء:95)

کہ جو ایمان لائے گا اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرے گا اور عمل صالح بجالائے گا نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ تو ”فَلَا کُفْرَانَ لِسَعْیِہٖ“ اس کی کوشش اور اس کے عمل بوجہ انسان ہونے کے اگر ناقص رہ جائیں گے تب بھی ردّ نہیں کئے جائیں گے۔ فَلَا کُفْرَانَ لِسَعْیِہٖ میں یہ نہیں فرمایا کہ تمہاری سعی قابلِ قبول ہو گی ردّ نہیں کی جائے گی بلکہ فرمایا کہ جو شخص اعمال صالحہ بجالائے گا اور وہ مومن ہو گا اور ایمان کے جُملہ تقاضوں کو پورا کرے گا تو ”فَلَا کُفْرَانَ لِسَعْیِہٖ“ اس کو ہم یہ تسلی دیتے ہیں کہ بشری کمزوری کے نتیجہ میں اگر اس کے اعمال میں کوئی کمی اور نقص رہ جائے گا تب بھی اس کے اعمال ردّ نہیں کئے جائیں گے۔ وہ قبول کر لئے جائیں گے۔ اب یہ کتنا بڑا وعدہ ہے جو فَلَا یَخَافُ بَخْسًا میں انسان کو دیا گیا ہے۔

پھر فرمایا:

وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَلَہٗ جَزَآئَ نِ الْحُسْنٰی (الکہف:89)

یعنی جو ایمان لایا اور مناسب حال اعمال بجالایا اُسے بہترین جزاء دی جائے گی۔ کسی جگہ فرمایا عَشْرُ اَمْثَالِھَا دس گناہ زیادہ دی جائے گی۔ اس طرح پھر ظلم کا تو کوئی سوال ہی نہیں رہتا۔

رحمت ہی رحمت ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہی ہے۔ انسان کا تھوڑا سا عمل ہوتا ہے اور اُسے بہت بڑی جزاء مل جاتی ہے۔“

(خطبات ناصر جلد سوم صفحہ 497-499)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31مارچ 2021ء)

﴿31﴾

رنگ انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے

چند روز قبل ٹی وی کے ایک پروگرام میں شاملین پروگرام کے لباس کے رنگوں پر تبصرہ ہو رہا تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے رنگوں کے حوالہ سے کہا کہ:

"رنگ انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے" جونہی یہ فقرہ میرے کانوں میں داخل ہوا۔ فوراً میرا ذہن سورۃ البقرہ کی آیت 139 کی طرف ملتفت ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

صِبۡغَتَہ اللّٰہِ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللہِ صِبۡغَۃً

اللہ کا رنگ پکڑو اور رنگ میں اللہ سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے

(ترجمہ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر صغیر میں اس کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے:

"عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جہاں کسی کو کسی کام کی ترغیب دلانی ہو وہاں اس فعل کو جس میں ترغیب کے معنے پائے جاتے ہیں حذف کر دیا جاتا ہے اور صرف مفعول بہ بیان کر دیا جاتا ہے یہاں نَتَّبِعُ فعل محذوف ہے اور اصل فقرہ یوں ہے۔ نَتَّبِعُ صِبۡغَۃَ اللّٰہِ۔ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کا دین اختیار کریں گے"

"اور تفسیر کبیر میں نَتَّبِعُ کی بجائے اِتَّبِعُوۡا لکھا ہے اللہ کا دین اختیار کرو"

گویا ترجمہ یوں ہوا اللہ کا دین اختیار کرو اور دین سکھانے کے معاملہ میں اللہ سے کون بہتر ہو سکتا ہے۔ یعنی اللہ کی ملّت اور فطرت اختیار کرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ ترجمہ فرماتے ہیں کہ الٰہی رنگ میں رنگین ہو جاؤ۔

(حقائق الفرقان صفحہ 251)

اللہ کا رنگ اختیار کرنے یا اس کے دین کو اپنانے سے ساری دنیا کے مسلمانوں بالخصوص احمدی مسلمانوں کا رنگ وہی ہو گا جو سب سے زیادہ سیّدنا و امامنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر چڑھا اور آپ کے توسط سے صحابہؓ اور پھر آج آنحضور ﷺ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آنحضور ﷺ کا رنگ ہم احمدیوں پر چڑھا اور خلافت کے ذریعہ ان پروانوں اور روحانی پرندوں پر یہ رنگ چوکھا چڑھتا چلا گیا اور تمام دنیا میں ایک ہی رنگ اور ایک ہی بولی والے پرندے پیدا ہوتے گئے اور آئندہ بھی ان شاء اللہ پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ جیسے ایاز محمود میں حضرت ام طاہرؓ کے متعلق حضرت حشمت اللہؓ نے لکھا کہ آپ میں دینی شغف بہت تھا۔ ارکان اسلام کی نہایت پابند تھیں اور خواہش رکھتی تھیں کہ دوسری مستورات بھی اس رنگ میں رنگین ہو جائیں۔
(ایاز محمود صفحہ 187)

جیسا کہ مادی پرندوں کی بولیاں تمام دنیا میں ایک جیسی ہوتی ہیں، گزشتہ سال مجھے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نمائندگی میں سیرالیون جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔ Landing کے بعد ہم دونوں میاں بیوی کو لنگے ائیر پورٹ ہی کے قریب ایک مشن ہاؤس میں رات بسر کرنی پڑی۔ صبح سویرے کوئیل کی آواز سننے کو ملی۔ اس آواز سے ایسا سماں بندھ گیا جس نے پاکستان کی دیہاتی زندگی کی یادیں تازہ کر دیں۔ اور یہاں برطانیہ Farnham میں بھی صبح سویرے روزانہ ہی کوئیل کی حسین اور پُرکشش آواز سنائی دیتی ہے اور پاکستانی ماحول یاد آجاتا ہے۔ اسی طرح روحانی پرندے جہاں ہمرنگ ہوتے ہیں اُن کی بولیاں بھی مشترک ہوتی ہیں اور مزاج بھی خلافت کے پلیٹ فارم تلے سانجا ہو جاتا ہے۔

اللہ کا رنگ اپنانے کے متعلق ایک اداریہ خاکسار نے گزشتہ رمضان میں تحریر کیا تھا جو الفضل آن لائن کی زینت بن چکا ہے۔ جس میں خاکسار نے اللہ تعالیٰ کی جو تعلیمات قرآن و احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ ان کو اپنا کر آنحضور ﷺ کے اُسوہ کو ماڈل کے طور پر اپنا بنا کر الٰہی رنگ کو اپنے اوپر چڑھانے کی درخواست کی تھی۔ آج جو مضمون اس حوالہ سے ذہن میں گردش کر رہا تھا۔ وہ

صفات باری تعالیٰ کو اپنے اندر حسب توفیق سمونے سے متعلق ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ ”رحیم“ ہے اور دعاؤں کو سُن کر نرمی و رحم کا سلوک اپنے بندے سے کرتا ہے تو ایک مومن کو بھی اپنے درجے سے کم لوگوں کی اگر وہ التجا کریں تو مثبت جواب دینا چاہیئے۔ مجھے یاد ہے کہ استادی المحترم سید میر محمود احمد ناصر ایک دفعہ مسجد مبارک میں درس الحدیث دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ”الاوّل“ بھی ہے۔ اس لئے ہم میں ہر ایک کو یہ صفت اپنا کر نیکیوں میں ایک دوسرے پر اوّلیت اور فوقیت حاصل کرنی چاہیئے۔

میں بیان کر رہا تھا کہ اس دفعہ صفات باری تعالیٰ سے اپنے آپ کو رنگین کرنے کی درخواست کروں تو یوم مصلح موعود کے حوالہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے اقتباسات پڑھتے صبغۃ اللہ کے متعلق بھی ایک اقتباس ملا۔ جس میں اللہ کی صفات کو لبادہ بنانے کی تلقین ملتی ہے۔

آپؓ فرماتے ہیں:

”صِبْغَةَ اللہ کے ایک یہ بھی معنے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کا رنگ اختیار کرو۔ یعنی ہمیشہ صفات الٰہیہ کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ اور دیکھتے رہو کہ کیا تم صفات الٰہیہ کے مظہر بنے ہو یا نہیں بنے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی غرض کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صفات الٰہیہ کا مظہر بنے اور اس کی قابلیت خود اس نے انسانی فطرت کے اندر ودیعت کر دی ہے۔ کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس کی ربوبیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا رحمانیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا رحیمیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا مالک یوم الدین کا مظہر نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں یہ تمام قابلیتیں رکھ دی ہیں اور اسی کی طرف رسول کریم ﷺ کی یہ حدیث بھی اشارہ کرتی ہے کہ خلق اللہ آدم علیٰ صورتہ (بخاری جلد 2 کتاب الاستیذان) یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی مادی شکل نہیں اور نہ اسلام اس کا قائل ہے پس اللہ تعالیٰ کی صورت پر آدم کو پیدا کرنے کا یہی مفہوم ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم میں صفات الٰہیہ کا مظہر بننے کی قابلیت رکھ دی اب کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں ان صفات کو اپنے وجود کے ذریعہ ظاہر نہیں

کر سکتا جس طرح خدا تعالیٰ ستار ہے۔ اسی طرح وہ بھی ستار بن سکتا ہے، جس طرح خدا شکور ہے اسی طرح وہ بھی شکور بن سکتا ہے، جس طرح خدا وہّاب ہے اسی طرح وہ بھی وہّاب بن سکتا ہے جس طرح خدا رزّاق ہے اسی طرح وہ بھی اپنے دائرہ میں رزّاق بن سکتا ہے اور در حقیقت اسلامی نقطہ نگاہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب بھی وہی شخص حاصل کرتا ہے جو صفات الٰہیہ کا مظہر بن کر اللہ تعالیٰ سے مشارکت پیدا کرلیتا ہے۔ اور اُسی کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ دیکھو! آک کا ٹڈا آک کے پتوں میں رہ کر ویسا ہی رنگ اختیار کرلیتا ہے۔ اور تیتری جن پھولوں میں اُڑتی پھرتی ہے اُن کا رنگ اختیار کرلیتی ہے۔ کیا ہم ٹِڈوں اور تیتریوں سے بھی گئے گزرے ہیں اور ہمارا خدا نعوذ باللہ آک اور پھولوں سے بھی گیا گزرا ہے کہ ٹڈا اگر آک میں رہتا ہے تو اُن کا رنگ قبول کرلیتا ہے تیتریاں جن پھولوں میں رہتی ہیں اُن کا رنگ اخذ کرلیتی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے بندے اس کے پاس جائیں اور وہ اُسکا رنگ قبول نہ کریں دراصل اپنے دل کی بد ظنی ہوتی ہے۔ جو انسان کو ناکام و نامراد رکھتی ہے رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے اَنا عِنْدَ ظنِّ عبدی بی۔ جیسا بندہ میرے متعلق گمان کرتا ہے ویسا ہی میں اس سے سلوک کرتا ہوں وہ لوگ جن کے دلوں میں اپنی عظمت کا احساس نہیں ہوتا یا خدا تعالیٰ کے متعلق یقین نہیں ہوتا ان کو کچھ نہیں ملتا لیکن جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں معزز بنایا ہے اور بڑی بڑی طاقتیں عطا کی ہیں اور وہ یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بڑا رحم کرنے والا ہے اور بڑے بڑے انعام دینے والا ہے وہ خالی نہیں رہتے بلکہ اپنے ظرف کے مطابق اپنا حصہ لے کر رہتے ہیں پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں توجہ دلائی ہے کہ تم دنیا میں سے کسی نہ کسی کا رنگ اختیار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور جب تم نے بہر حال کسی کا رنگ اختیار کرنا ہے تو ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ تم اپنے دوستوں کا رنگ اختیار نہ کرو۔ تم اپنے بیوی بچوں کا رنگ اختیار نہ کرو تم اپنے اساتذہ کا رنگ اختیار نہ کرو۔ تم اپنے ماحول کا رنگ اختیار نہ کرو۔ تم اپنی حکومت کا رنگ اختیار نہ کرو بلکہ تم خدائے واحد کا رنگ اختیار کرو۔ کیونکہ اُس نے تم کو پیدا کیا ہے اور اس سے تعلق ہی تمہاری نجات کا موجب ہو سکتا ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبغَۃ اور اللہ تعالیٰ سے بہتر اور خوبصورت رنگ تم پر اور کون چڑھا سکتا ہے اس رنگ کے بعد تم بہروپیے نہیں بنو گے بلکہ ایک حسین ترین وجود بن جاؤ گے جسے دیکھ کر دنیا کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی۔ اور وہ تمہیں اپنے مکالمات و مخاطبات سے مشرف کرے گا۔ تم پر اپنے غیب کے اسرار کھولے۔ اور تمہیں اپنے غیر معمولی انعامات سے بہرہ ور فرمائے گا"

(تفسیر کبیر جلد2 صفحہ 217-218)

پھر آپؓ فرماتے ہیں:

"غرض صبغۃ اللہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے اور اس کے رنگ میں رنگین ہونے کی نصیحت کی گئی ہے جو انسانی پیدائش کا حقیقی مقصد ہے اور جس پر بنی نوع انسان کی نجات اور اللہ تعالیٰ کا قرب منحصر ہے" (تفسیر کبیر جلد2 صفحہ 219)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ترجمۃ القرآن کے نیچے Foot note میں تحریر فرمایا ہے:

نصاریٰ کا اصطباغ کس کام کا۔ الٰہی رنگ سے ہم رنگین ہیں۔

اپنے گزشتہ اداریہ (جس کا ذکر خاکسار اُوپر کر آیا ہے) کے مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے خاکسار اپنے قارئین سے عرض کرنا چاہے گا کہ اللہ کی صفات کو اپنے اندر اُس وقت تک نہیں اُتارا جا سکتا جب تک قرآنی تعلیم کو نہ اپنایا جائے آنحضور ﷺ کی سیرت کے بارے میں کسی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: کَانَ خُلُقُہُ القرآن کہ آپؐ کے اخلاق اور آپ کی زندگی مجسم قرآن تھی۔

آنحضور ﷺ فرماتے ہیں:

اپنی آنکھوں سے بھی عبادت میں حصہ لیا کرو۔ صحابہ نے پوچھا یہ کیسے ہو؟

فرمایا آنکھوں سے قرآن کو دیکھنا، اس پر غور و فکر کرنا اور اس کے عجائبات کو سمجھنا۔

(البیہقی حدیث نمبر 2222)

میرا ایک دفعہ کچھ احمدی دوستوں کے ساتھ انار کلی لاہور سے گزر ہوا وہاں ایک ٹیلر کی دکان کے باہر لکھا تھا۔

God makes men and we make them Gentlemen

میرے ساتھی اس فقرہ سے محظوظ تو ہوئے۔ لیکن میں نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس فقرہ سے شرک کی بو آتی ہے ہمیں اسے یوں پڑھنا چاہیئے۔

God makes men and Quran makes them Gentlemen

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنی تعلیمات سے آشکار کرتا رہے اور ہماری نسلیں اس سے رہنمائی لے کر مقربین الی اللہ میں شمار ہوں۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 اپریل 2021ء)

《32》

قرآن روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے

(قسط اوّل)

آج کا میرا یہ آرٹیکل دو حصوں پر مشتمل ہے۔ اس کی ضرورت اس لئے بھی محسوس ہوئی کہ کچھ دیر میں رمضان کی آمد ہے اور قرآن کریم کا رمضان سے بہت گہرا تعلق ہے۔ قرآن رمضان میں نازل ہونا شروع ہوا۔ رمضان کے بارے میں قرآن نازل ہوا۔ ہر سال حضرت جبرائیل علیہ السلام دنیا کی سب سے پیاری ہستی سیدنا و امامنا حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہو کر نازل شدہ قرآن کی تلاوت فرماتے اور فرمایا کہ رمضان میں پڑھا ہوا قرآن کریم ایک مومن کی آخری روز شفاعت کریگا۔

لہٰذا رمضان اور قرآن کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ آج میں ایک اور نہج سے ان دونوں کا تعلق ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات مسلّم ہے کہ رمضان المبارک روحانی اور بعض جسمانی بیماریوں کا علاج ہے اور قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوۡرِ (یونس:58) کہ تمام قلبی، جسمانی، روحانی اور نفسیاتی بیماریوں کے لئے شفاء یعنی علاج قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ دو مزید مقامات یعنی شِفَآءٌ وَّ رَحۡمَۃٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ (بنی اسرائیل:83) اور ھُدًی وَّشِفَآء (حٰمٓ السّجدہ:45) پر بھی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے قرآن کریم کو شفاء قرار دیا ہے۔ یعنی شرک، کفر، نفاق، حسد، کینہ، بغض، ریاء، عداوت، سحر، جادو اور دیگر اعمال سیئہ سے نجات قرآن کے ذریعہ سے ملتی ہے۔

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ نے قرآن کے شفاء ہونے سے کفر کی بیماری کا دُور ہونا نیز جسمانی بیماریوں سے شفاء بھی مراد لی ہے۔ (تفسیر کبیر الرازی جلد اول صفحہ 281)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ (یونس:58) کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ

”یہ کتاب شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ہے جو بیماریاں سینہ و دل سے تعلق رکھتی ہیں اس کتاب میں ان تمام بیماریوں کا علاج پایا جاتا ہے اور جو نسخے یہ کتاب تجویز کرتی ہے ان کے استعمال سے دل اور سینہ کی ہر روحانی بیماری دُور ہو جاتی ہے۔“ (انوار القرآن جلد 2 صفحہ 272)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”(قرآن کریم)........ کیسی عظیم کتاب ہے کہ جس کی نظر سے کوئی باریک سے باریک روحانی بیماری بھی چھپی ہوئی نہیں اور پھر ان کا علاج بتاتی ہے اور اس کا علاج صرف اور صرف ایک ہی ہے کہ خدا سے تعلق پیدا کرو......... اللہ سے تعلق ہے جو دراصل آپ کا علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پیار اور ایسا ذاتی اور قطعی تعلق پیدا کیا جائے کہ جس کے مقابل پر دنیا بالکل حقیر اور بے معنی اور بے حقیقت نظر آنے لگے۔“ (خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 501)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے بچپن میں 5 ستمبر 1898ء کو اپنے پیارے ابا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہانی سنانے کی فرمائش کی تو آپؑ نے جو پیاری کہانی سنائی وہ خلاصۃً پیش ہے۔

ایک بزرگ کا ایک سفر کے دوران ایسے جنگل سے گزر ہوا جہاں ایک چور رہتا تھا اور ہر آنے جانے والے مسافر کو لوٹ لیتا تھا۔ اپنی عادت کے موافق اس بزرگ کو بھی لوٹنے لگا۔ اس بزرگ نے سورۃ الذاریات کی آیت 23-24 پڑھ کر اس چور کو فرمایا۔ تمہارا رزق آسمان پر موجود ہے، تم خدا پر بھروسہ کرو، تقویٰ اختیار کرو، چوری چھوڑ دو، خدا خود تمہاری ضروریات پوری کرے گا۔ بزرگ کی اس درخواست کا چور کے دل پر بہت اثر ہوا۔ اس نے چوری چکاری چھوڑ دی۔ یہاں تک کہ سونے چاندی کے برتنوں میں عمدہ عمدہ کھانے ملنے لگے۔ اتفاق سے اسی بزرگ کا اُدھر سے ایک بار پھر گزر ہوا۔ چور اب نیک اور متقی بن چکا تھا۔ اس نے ساری کیفیت بزرگ سے بیان کرکے

قرآنی آیت پوچھی کہ وہ کون سی آیت تھی۔ جب بزرگ نے درج ذیل آیات دوبارہ پڑھیں کہ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ O فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ (الذاریات:23-24) ان پاک الفاظ کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اس کے دل میں بیٹھ گئی اور تڑپ کر اس نے اپنی جان دے دی۔ (حیات احمد جلد اول حصہ دوم صفحہ 292)

ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ بارہا اپنے خطبات میں رات کو سونے سے قبل سورۃ فاتحہ، آیت الکرسی اور دیگر کئی آیات پڑھ کر جسم پر پھونکنے کی تلقین فرما چکے ہیں اور یہ سنت رسول بھی ہے اور یہ بہر حال شفاء کا موجب بھی ہیں۔

اس مضمون کے حوالہ سے ایک جگہ فرماتے ہیں:

”روحانی اور جسمانی ہر قسم کے امراض کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے......... آنحضرت ﷺ نے جو یہ تلقین فرمائی ہے کہ جو یہ آیات پڑھے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا تو آیات صرف پڑھنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے مضمون پر غور کرتے ہوئے ان باتوں کو اپنانے کی ضرورت ہے......... اگر یہ باتیں ہوں گی تو پھر انسان خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی حفاظت میں رہے گا۔“

(خطبہ جمعہ 2 فروری 2018ء، الفضل انٹرنیشنل 23 فروری 2018ء تا 01 مارچ 2018ء صفحہ 6-8)

اسی لئے آنحضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت رحمت باری تعالیٰ کا ذکر ہو تو وہ طلب کرنی چاہیے اور جب عذاب الٰہی کے ذکر سے گزریں تو اس سے پناہ مانگنے کی دُعا کریں۔ استغفار کریں۔ اس حوالہ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر نیکیوں کا ذکر ہو، اخلاق حسنہ کا ذکر ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دُعا کرنی چاہیے اور اخلاق سیئہ اور بُرے اعمال کا ذکر ہو تو ان بدیوں اور بُرائیوں سے دور رہنے کی دعائیں کرنی چاہئیں۔ تبھی یہ قرآن ایک مومن کے لئے شفاء ثابت ہو سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ معوذتین اور آیت الکرسی پڑھ کر پھونکنے کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”رسول کریم ﷺ کا قاعدہ تھا کہ آپ جس وقت بستر پر تشریف لے جاتے تھے تو سورۃ اخلاص اور سورۃ فلق اور سورۃ الناس کو پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر پھونکتے اور جسم پر جہاں جہاں تک ہاتھ جاسکتا تھا ہاتھ پھیر لیتے اور ایسا ہی تین دفعہ کرتے اور اس کے ساتھ اور بھی بعض دعائیں ملاتے تھے اور آیت الکرسی بھی پڑھتے تھے۔ یہ اس شخص کا دستور العمل تھا جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور جس کے لئے خدا کی حفاظت ہر طرف سے قائم تھی۔ اس سے خیال کر سکتے ہو کہ اور لوگوں کے لئے ایسا کرنا کس قدر ضروری ہے۔ جو لوگ یہ دعا نہیں پڑھتے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان کو اس کی ضرورت نہیں ہے ضرورت ہے مگر وہ لوگ اس سے واقف نہیں۔ اگر جانتے تو ضرور پڑھتے لیکن میں آپ لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ قرآن کریم نے ہمیں مصائب و آفات سے بچنے کا یہ گر بتا دیا ہے اور اس سورۃ میں تمام جسمانی آفتوں کا ذکر ہے اور ان سے محفوظ رہنے کا طریق بتایا گیا ہے۔ روحانی آفات اور اس سے بچنے کا ذکر اگلی سورۃ میں ہے۔... میں نے جو آج یہ سورۃ پڑھی ہے اس کی خاص غرض ہے اور وہ یہ کہ جیسا کہ مختلف اخبارات سے معلوم ہو رہا ہے پچھلے دنوں میں جو مرض پھیلا تھا وہ آج کل پھر بعض مقامات پر پھوٹ رہا ہے اور یورپ میں تو اس دفعہ قیامت کا نمونہ بنا ہوا ہے۔“ (خطبات محمود جلد 6 صفحہ 182)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے۔ آپ نے اپنی اس بیماری اور سورۃ یٰسین و دیگر مسنون دعائیں پڑھنے سے شفا پانے کا ذکر اپنی کتاب ”تریاق القلوب“ میں یوں فرمایا ہے۔

”ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورہ یٰسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورہ یٰسین سنائی گئی تو میں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جو اب وہ دنیا سے گزر بھی گئے دیواروں کے پیچھے

بے اختیار روتے تھے۔ اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا۔ اور بار بار دمبدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی حالت رہی۔ اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا وہ آٹھویں دن راہی ملک بقا ہو گیا۔ حالانکہ اُس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔ جب بیماری کو سولھواں دن چڑھا تو اُس دن بکلی حالاتِ یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورہ یٰسین سنائی گئی۔ اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہو گا۔ تب ایسا ہوا کہ جس طرح خداتعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں۔ مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ۔ اور میرے دل میں خداتعالیٰ نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال اور یہ کلمات طیبہ پڑھ اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ اِس سے تو شفا پائے گا۔ چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا گیا اور میں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی۔ اور اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر تا اس حالت سے نجات ہو۔ مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلمات طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے میں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ابھی اس پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیماری بکلی مجھے چھوڑ گئی۔ اور میں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا۔" (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 208-209)

پس ہم پر لازم ہے کہ ہم قرآن کریم کی تلاوت اپنی مادی، روحانی اور نفسیاتی بیماریوں کے علاج کے طور پر کریں۔ اس پر غور و فکر کریں۔ تدبر کریں۔ اس میں حقائق و معارف تلاش کریں۔ تب یہ قرآن ہماری بیماریوں کے لئے تیر بہدف کام کرے گا۔ چند سال قبل ایک امریکن یونیورسٹی

نے قرآن کریم کی تلاوت کے حوالہ سے یوں جائزہ لیا کہ عربی نہ جاننے والوں کو قرآن کریم کی چند آیات سنائی گئیں اور ان افراد کے ذہن پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ مشینوں کے ذریعہ لیا گیا۔ تو یہ حیران کن نتائج بھی سامنے آئے کہ یہ لوگ عربی زبان سے ناواقف ہیں۔ نہ انہوں نے کبھی قرآن سنا اور یہ مختلف ذہنی دباؤ اور ڈپریشن کا شکار تھے۔ بعض کی دماغی حالت ٹھیک نہ تھی لیکن قرآن کریم کی تلاوت سننے کے بعد ان کا ذہنی تناؤ ختم ہوا اور دماغ میں تازگی آگئی۔

(روزنامہ قدرت اسلام آباد 7 مئی 2017ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"یہ کتاب دلی شبہات کے لئے شفا ہے" (تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 93)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 اپریل 2021ء)

﴾33﴿

قرآن روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے

(قسط دوم)

آج مجھے ''قرآن، روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا کا موجب ہے'' کا دوسرا حصہ پیش کرنا ہے۔ اس حصہ میں ان سینکڑوں آیات اور بعض سورتوں کے حوالہ سے بتلانا ہے جن میں مختلف روحانی، نفسیاتی اور جسمانی بیماریوں کا علاج مضمر ہے۔ اگر تمام آیات اور ایسی سورتوں کے اثرات و تاثرات کو جمع کیا جائے تو یہ ایک طویل آرٹیکل بلکہ کتاب کی صورت بن جائے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم شفاء دینے والی دو چیزوں یعنی شہد اور قرآن کو لازم پکڑو۔

(سنن ابن ماجہ حدیث 3452)

سب سے پہلے تو تعوّذ یعنی أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم کا ذکر کریں تو اِسے غصّہ کی دوری کا علاج قرار دیا گیا ہے۔ بُرے خواب کے شر سے بچنے کے لئے أَعُوْذُ پڑھنا بھی سنت ہے۔

(مسلم)

جہاں تک بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا تعلق ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو اہم کام بِسْمِ اللّٰہِ کے بغیر شروع کیا جائے تو وہ بے برکت ہوتا ہے۔ (کنز العمال جلد 1 صفحہ 555)

حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں آپؐ بِسْمِ اللّٰہِ کی تلاوت کرتے کرتے رو پڑے۔ حتیٰ کہ روتے روتے گر پڑے۔ ایسا 20 دفعہ ہوا پھر مجھے فرمانے لگے کہ وہ شخص کتنا نامراد ہے جس پر رحمٰن اور رحیم خدا بھی رحم نہ کرے۔ (الوفاء لابن الجوزی جلد 1 صفحہ 373)

نیز شیطانی خیالات اور وساوس سے بچنے کے لئے بھی بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھی جاتی ہے۔

(ابوداؤد)

سورۃالفاتحہ

تمام بیماریوں میں سورۃ فاتحہ کا دم کرنے کی ہدایت ملتی ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا سورۃ فاتحہ پڑھ کر جو چیز اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے وہ اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ (مسلم) اسی طرح بیان ہوا ہے کہ زہریلے جانوروں کے کاٹنے کی صورت میں فاتحہ پڑھ کر دم کرنا چاہیے۔ شفاعطا ہوتی ہے۔ (بخاری)۔ ابوداؤد کی ایک روایت کے مطابق جنون اور مرگی کی بیماری میں صبح شام تین تین بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”فاتحہ میں تمام قرآن شریف کی طرح روحانی مرضوں کی شفا رکھی ہے۔“

نیز فرمایا:

”فاتحہ میں......... وہ علاج موجود ہے جو اس کے غیر میں ہرگز نہیں پایا جاتا۔“

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 406)

پھر فرمایا:

”فاتحہ میں یہ خواص ہیں کہ وہ بڑی بڑی امراض روحانی کے علاج پر مشتمل ہے.......... سالک کے دل کو اس کے پڑھنے سے یقینی قوت بڑھتی ہے اور شک اور شبہ اور ضلالت کی بیماری سے شفا حاصل ہوتی ہے۔“ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 399)

الغرض سورۃ فاتحہ قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔ یہ ایک بہترین جامع کامل دعا ہے جسے ہر بیماری سے شفا اور دم کرنے والی سورت کہا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن جابرؓ سے روایت ہے کہ سورۃ فاتحہ میں ہر چیز کی شفا ہے سوائے موت کے۔ (شعب الایمان جلد 2 صفحہ 449)

آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ کچھ صحابہ کو ایک سفر پر روانہ فرمایا۔ جہاں اس گروہ نے پڑاؤ کیا۔ وہاں سانپ نے اس قبیلہ کے سردار کو کاٹ لیا جس کی وجہ سے اس کی طبیعت خراب ہونے لگی۔ اس قبیلہ کے لوگ صحابہ کے اس گروہ کے پاس علاج کی غرض سے آئے۔ چنانچہ ان میں سے ایک صحابی نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس سردار پر پھونکی جس کے نتیجہ میں اُسے صحت عطا ہوئی۔ جب آنحضور ﷺ کو اس کا علم ہوا آپؐ بہت خوش ہوئے۔

(بخاری کتاب الاجارہ باب ما یُعطی فی الرقیہ حدیث 2276)

سورۃ فاتحہ کو سورۃ الرقیہ یعنی شفا کا نام دیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”سورۃ فاتحہ شفا ہے کہ اس میں تمام ان وساوس کا رد ہے جو انسان کے دل میں دین کے بارہ میں پیدا ہوتے ہیں اور وہ رُقْیَۃ ہے کہ علاوہ دم کے طور پر استعمال ہونے کے اس کی تلاوت شیطان اور اس کی ذریت کے حملوں سے انسان کو بچاتی ہے اور دل میں ایسی قوت پیدا کرتی ہے کہ شیطان کے حملے بے ضرر ہو جاتے ہیں۔“ (تفسیر کبیر جلد 1 صفحہ 4)

سورۃ البقرہ

اس سورۃ کی پہلی اور آخری آیات بھی شفا کا کام کرتی ہیں۔ سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرہ کی آخری آیات کو دو نور قرار دیا گیا ہے۔ (بخاری کتاب صلوۃ المسافرین، باب فضل الفاتحہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات جو اللہ تعالیٰ کو بہت پیاری ہیں وہ تسکین اور شفا دیتی ہیں۔ (الاتقان فی علوم القرآن جلد 2 صفحہ 436)

پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا:

”اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ جس گھر میں البقرہ پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔“ (ترمذی، ابواب فضائل القرآن ما جاء فی فضل سورۃ البقرہ حدیث 2877)

آیت الکرسی

یہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 256 ہے اور اس کو پڑھنے سے بندہ ہر شر اور مرض سے محفوظ رہتا ہے۔ نیز شیطانی خیالات اور وساوس سے بچنے کے لئے یہ آیت پڑھی جاتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ آیت الکرسی قرآن کی سردار ہے۔ جس گھر میں یہ پڑھی جائے اس سے شیطان نکل بھاگتا ہے۔ (بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورۃ البقرہ)

بخاری کی ایک اور روایت کے مطابق رات بستر پر جانے سے قبل آیت الکرسی پڑھنے سے صبح تک شیطان پاس نہیں آتا۔

آیت الکرسی اور البقرہ کی آخری دو آیات ایسا انسان جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو پڑھے تو اس کی مصیبت سے نجات ملتی ہے۔ (عمل الیوم و اللیلۃ جلد 2 صفحہ 154)

آیت الکرسی کے ساتھ قرآن کریم کی بعض دیگر آیات ملا کر پڑھنے کا ذکر احادیث میں ملتا ہے، جیسے سورۃ المومن کی ابتدائی چار آیات هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْر تک آیت الکرسی کے ساتھ ملا کر اگر صبح پڑھی جائیں تو شام تک اور اگر شام کو پڑھی جائے تو صبح تک شیطانی حملوں سے حفاظت کی جاتی ہے۔ (ترمذی، ابواب فضائل القرآن ما جاء فی فضل سورۃ البقرہ و آیۃ الکرسی حدیث 2879)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس حوالہ سے فرماتے ہیں:

”روحانی اور جسمانی ہر قسم کے امراض کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے......... آنحضرت ﷺ نے جو یہ تلقین فرمائی ہے کہ جو یہ آیات پڑھے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا تو آیات صرف پڑھنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے مضمون پر غور کرتے ہوئے ان باتوں کو اپنانے کی ضرورت ہے......... اگر یہ باتیں ہوں گی تو پھر انسان خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی حفاظت میں رہے گا۔“

(خطبہ جمعہ 2 فروری 2018ء، الفضل انٹرنیشنل 23 فروری 2018ء صفحہ 6-8)

معوذ تین یا تینوں قُل

مختلف روایات میں ان قُل کے فضائل اور تاثیرات بیان ہوئی ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح و شام تین تین مرتبہ تینوں قُل یعنی آخری تین سورتیں پڑھ کر اپنے اوپر پھونک مارنی چاہیے۔ تا شیطانی وساوس سے بچا جاسکے۔ بلکہ ابو داؤد نے آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی نوٹ کیا ہے کہ پناہ مانگنے کی دعاؤں میں سے سب سے بہترین دُعا معوذ تین ہیں۔ عیادت کرتے وقت بالخصوص مرض الموت یعنی جان کنی کے وقت مریض پر معوذ تین (الفلق، الناس) پڑھنی چاہیے۔ حضرت عائشہؓ، آنحضور ﷺ پر مرض الموت کے وقت معوذ تین پڑھ کر آپؐ پر دم کرتی رہیں (بخاری کتاب الطب باب فی المرأة ترق الرجل حدیث 5751) نظر بد سے بچنے کے لئے معوذ تین پڑھ کر دم کرنا بھی سنت نبوی ہے۔ (ترمذی)

یہ سورتیں پریشانی، تشویش، تنگی و قلق اور ذہنی و نفسیاتی دباؤ کو بھی دور کرتی ہیں۔

قرآن کی تلاوت کی تاثیر سے قبول اسلام

طفیل بن عمرو الدوسی ایک مشہور شاعر تھا۔ ایک دفعہ یہ مکہ گیا تو کفار نے اس کو آنحضور ﷺ کے قریب جانے اور آپؐ کی رفاقت سے دُور رہنے کے لئے بہت سبق پڑھائے حتی کہ یہ جب خانہ کعبہ میں رکھے 360 بتوں کی پرستش کے لئے گیا تو اس نے اپنے دونوں کانوں میں روئی ٹھونس لی تا آنحضور ﷺ کی کوئی آواز اس کے کانوں میں داخل نہ ہو مگر جب اس نے آنحضور ﷺ کو خانہ کعبہ کے قریب ہی کھڑے نماز پڑھنے میں مشغول پایا۔ طفیل الدوسی عبادت کا یہ طریق دیکھ کر فرط مسرت سے جھوم اُٹھا اور غیر ارادی طور پر آنحضور ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ نماز کے بعد آپؐ کے پیچھے ہو لیا۔ گھر میں جا کر آنحضور ﷺ نے سورۃ اخلاص اور الفلق اور ایک روایت کے مطابق الناس بھی تلاوت فرمائی۔ جس کا طفیل الدوسی کی طبیعت پر بہت اثر ہوا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ گویا شرک کا علاج ان سورتوں سے ہوا۔

(سیرت ابن هشام جلد اول صفحہ 382-384)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دل پر قرآنی آیات ہی نے جادو کا سا اثر کیا تھا اور ان کا دل ایسی آیات کو سن کر پسیجا تھا جو اللہ تعالیٰ کی کبریت، جبروت، توحید اور تسبیح و تحمید پر مشتمل تھیں۔ جب کہ انہوں نے یہ آیات اپنی بہن فاطمہ کے منہ سے سنی تھیں اور بلند آواز سے بول اُٹھے تھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

(ابن ھشام جلد اول صفحہ 343-344)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یہی آتا ہے کہ آپؓ نے آنحضرت ﷺ سے سورۃ الذاریات کی کبریت والی آیات سُن کر قبول اسلام کی سعادت پائی تھی۔ (الاستیعاب جلد 1 صفحہ 573)

شاہ حبشہ نجاشی بھی حضرت رسول پاک ﷺ کے چچازاد حضرت جعفر طیّار کی زبانی سورۃ مریم اور بعض روایات میں سورۃ طٰہٰ کی پہلی 10 آیات کی تلاوت سُن کر مسلمان ہوا۔

(تاریخ الخمیس جلد 2 صفحہ 31 اور تفسیر الکشاف جز 6 صفحہ 305)

قرآن سُن کر شرک سے شفا پا کر اسلام قبول کرنے کے واقعات تاریخ اسلام میں بے شمار ہیں۔ مگر مضمون تمام واقعات کی تفصیل کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ تاہم چند ایک مزید جیسے مشہور شاعر قیس بن الخطیم انصاری (الاصابہ جلد 5 صفحہ 557) اسعد بن زرارہ (سیرت ابن ہشام جلد 1 صفحہ 435) شاعر قیس بن عاصم (تفسیر قرطبی جلد 17 صفحہ 151) جبیر بن مطعم (مسند احمد جلد 4 صفحہ 83) یہودی طبیب ابو الخیر اور جنوں کا گروہ سورۃ رحمٰن کی تلاوت سُن کر مسلمان ہوا۔

(ترمذی کتاب التفسیر)

صحابہ کرامؓ پر قرآن سُن کر خشیت اور رقت طاری ہونا

جہاں کفار کے شرک کا علاج قرآن کریم سُن کر ہوا اور وہ مسلمان ہوئے وہاں صحابہ رسولؐ پر قرآن کریم کی تلاوت سے خشیت، رقت اور خوف الٰہی طاری ہو تا رہا جو جسمانی اور روحانی بیماریوں کی دُوری کا موجب بنا۔ صحابہ میں سے آغاز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کرتے ہیں۔

آپؒ کی تلاوت میں ایک درد تھا، سوز تھا۔ نہایت خوش الحانی سے تلاوت کرتے تو آپؒ کی پُر تاثیر تلاوت کو سن کر بعض لوگ فریفتہ ہو جاتے اور آپ کے پاس کھڑے ہو کر تلاوت سنتے۔ قریش نے ابن الدغنہ جس نے آپ کو پناہ دے رکھی تھی سے شکایت کی۔ مگر حضرت ابو بکرؓ نے پناہ واپس کر دینے کو ترجیح دی بہ نسبت تلاوت قرآن کو چھوڑ دینے کے۔ آپؒ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو تیں اور چہرے پر نور ہو تا۔

مشہور شاعر لبید نے شعر کہنے چھوڑ دیئے قرآن کریم کی سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 2 سُن کر اور اللہ کے ہو کر رہ گئے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سورۃ البقرہ کی آیت 285 لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ پر شدید غم کی حالت طاری ہو گئی تھی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 194)

جب آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ (الحجرات:3) نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیسؓ گھر بیٹھ گئے کہ مبادا میرے بولنے سے (آپ بلند آواز تھے) میرے عمل ہی ضائع نہ ہو جائیں۔ (مسلم، کتاب الایمان)

خواجہ فضیل بن عیاض ڈاکو تھے بلکہ ڈاکوؤں کے سرغنہ تھے۔ آپ سورۃ الحدید کی آیت 17 ایک قافلے کی زبانی سُن کر مسلمان ہوئے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے دل میں سخت چوٹ لگی۔ جسم پر لرزا طاری ہوا۔ توبہ کی اور مکہ ہجرت کر کے اولیائے کبار میں شامل ہوئے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:29) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم پڑھنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی سکینت نازل ہوتی ہے۔ لہذا تلاوت قرآن کرنے اور سننے سے ذہنی تناؤ کم ہوتا اور دل کی تمام بیماریوں کے لئے صحت مند علاج ہے لکھا ہے کہ یہ آیت دلوں کی شفا والے مضمون کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ نفسیاتی امراض کا علاج بھی قرآن کریم میں ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب دلی شبہات کے لئے شفا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 93)

وَاِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ (الشعراء:131)

اس کا ترجمہ ہے کہ جب تم کسی کو پکڑتے ہو تو ظالموں کی طرح پکڑتے یعنی مضبوط اور زبردست بنتے ہوئے پکڑتے ہو۔

اس آیت کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سرمہ چشم آریہ میں بحث فرمائی ہے اور قرآن کریم کی بعض آیات اور وَاِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ کے پڑھنے سے لوگوں کے بچھوؤں اور زنبور کی نیش زنی سے محفوظ رہنے کے واقعات کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ڈاکٹر برنی آر نے اپنے سفر نامہ کشمیر میں پیر پنجال کی چڑھائی کی تقریب کے بیان پر بطور ایک عجیب حکایت کے لکھا ہے جو ترجمہ کتاب مذکور کے صفحہ 80 میں درج ہے کہ ایک جگہ پتھروں کے ہلانے جلانے سے ہم کو ایک بڑا سیاہ بچھو نظر پڑا جس کو ایک نوجوان مغل نے جو میری جان پہچان والوں میں سے تھا اٹھا کر اپنی مٹھی میں دبالیا اور پھر میرے نوکر کے اور میرے ہاتھ میں دے دیا مگر اس نے ہم میں سے کسی کو بھی نہ کاٹا۔ اس نوجوان سوار نے اس کا باعث یہ بیان کیا کہ میں نے اس پر قرآن کی ایک آیت پڑھ کر پھونک دی ہے اور اسی عمل سے اکثر بچھوؤں کو پکڑ لیتا ہوں" (سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 100)

اس کے بعد حضور علیہ السلام خود اپنی نسبت فرماتے ہیں:

"راقم اس رسالہ نے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ سخت گرمی کے موسم میں یہ آیت قرآنی پڑھ کر وَاِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ زنبور کو پکڑ لیتا تھا اور اس کی نیش زنی سے بکلّی محفوظ رہتا تھا۔ اور خود اس راقم کے تجربہ میں بعض تاثیرات عجیبہ آیت قرآنی کی آچکی ہیں جن سے عجائبات قدرت حضرت باری جل شانہٗ معلوم ہوتے ہیں۔"

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 100)

مجھے یاد ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے مسجد اقصیٰ میں غالباً خطبہ جمعہ یا تقریر میں اس آیت کے حوالہ سے بتایا تھا کہ یہ آیت پڑھ لینے سے بھونڈ (بھڑ) کا ڈنگ اثر نہیں رکھتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا تحریر اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی بات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا۔

”اب جو واقعہ ہے اس کو ہم نے خود بچپن میں تجربہ کرکے دیکھا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خاص طور پر مجھے یہ ترکیب بتائی تھی کہ اگر یہ آیت وَ اِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ پڑھ کر بھونڈ جن کے اندر ابھی ڈنک ہوتا ہے ان کو پکڑ لیا جائے تو وہ کاٹتے نہیں ہیں۔ اور میں نے بارہا ایسا کیا ہے۔ ایک دفعہ نہیں بہت مرتبہ۔ کس طرح ان بھونڈوں کو پکڑا اور انہوں نے کاٹا نہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے کرشمے ہیں۔ یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے بالکل اسی طرح حقیقت ہے۔“ (خطبہ جمعہ بارہ اپریل 2002ء)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ (البقرہ:157)۔ کچھ کھو جانے پر نعم البدل کے حصول کے لئے یہ آیت پڑھی جاتی ہے اور یہ بات تجربہ میں آئی ہے کہ گمشدہ چیز پر اگر صدق دل سے یہ آیت پڑھی جائے تو وہ گمشدہ چیز مل جاتی ہے یا اس کا نعم البدل مل جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے تو جوتی کا تسمہ ٹوٹ جانے یا گم ہو جانے پر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

(کنز العمال جلد 3 صفحہ 751)

جلدی اور پرانے امراض کے لئے حضرت ایوبؑ کی دُعا اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ (الانبیاء:84) پڑھی جاتی ہے۔

بانجھ پن یا تولیدی امراض کے لئے حضرت زکریاؑ کی دُعا رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ (الانبیاء:90) پڑھی جاتی ہے۔

افسردگی، خوف، نامیدی میں حضرت یونسؑ کی دُعا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ ۖ اِنِّیۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ (الانبیاء:88) پڑھی جاتی ہے۔

سورۃ الانعام اور شفا

حدیث ہے کہ آنحضور ﷺ نے ایک بیمار پر ساری رات سورۃ الانعام کی تلاوت کی تو صبح تک اسے شفا ہو گئی۔ (الاتقان جلد 2 صفحہ 436)

سورۃ الکہف کی پہلی اور آخری آیات کی روزانہ تلاوت فتنہ دجال سے انسان کو محفوظ رکھتی ہیں۔ (ترمذی، ابواب فضائل القرآن ما جاء فی فضل سورۃ الکہف حدیث 2886)

سورۃ یٰسین اگر مرنے والے کے قریب پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر جان کنی آسان کر دیتا ہے۔ (سبل السلام، کتاب الجنائز)

الاتقان فی علوم القرآن میں لکھا ہے کہ حضرت سعید بن جبیرؓ نے ایک دفعہ یہ سورۃ ایک مریض پر پڑھی وہ شفا پا گیا۔

پس یہ وہ قرآن کریم کی تاثیرات اور شفائیں یعنی علاج ہیں۔ جن کی ایک جھلک اوپر پیش کی گئی ہے اور ان کو مدنظر رکھ کر رمضان میں قرآن کریم کی تلاوت کی جائے اور جہاں شفا اور علاج کا مقام آئے وہاں اللہ تعالیٰ سے اس شفا کے لئے دعائیں کرے اور اس نیکی کو اپنانے یا بدی کو ترک کرنے کا پختہ عہد بھی کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدائے قادر مطلق حیّ قیوم کے پاک کلام کی زبردست اور عجیب تاثیریں تھیں کہ جو ایک گروہ کثیر کو ہزاروں ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں بلاشبہ یہ قرآنی تاثیریں خارق عادت ہیں کیونکہ کوئی دنیا میں بطور نظیر نہیں بتلا سکتا کہ کبھی کسی کتاب نے ایسی تاثیر کی۔“

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 77-78 حاشیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”عرب جاہل تھے۔ خدا سے دور تھے۔ محکوم نہ تھے تو حاکم بھی نہ تھے؟ مگر جب انہوں نے قرآن کریم کا شفا بخش نسخہ استعمال کیا تو وہی جاہل دنیا کے استاد اور معلم بنے وہی وحشی متمدن دنیا کے پیش رو اور تہذیب و شائستگی کے چشمے کہلائے۔ وہ خدا سے دُور کہلانے والے خدا پرست اور خدا میں ہو کر دنیا پر ظاہر ہوئے۔ وہ جو حکومت کے نام سے بھی ناواقف تھے دنیا بھر کے مظفر و منصور اور فاتح کہلائے۔ غرض کچھ نہ تھے سب کچھ ہو گئے۔ مگر سوال یہی ہے کیونکر؟ اسی قرآن کریم بدولت اسی دستور العمل کی رہبری سے۔ پس تیرہ سو برس کا ایک مجرّب نسخہ موجود ہے جو اس قوم نے استعمال کیا جس میں کوئی خوبی نہ تھی اور خوبیوں کی وارث اور نیکیوں کی ماں بنی۔“

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 287)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں ایک جگہ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”آپؐ کی تاثیرات کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ اب تک وہ چلی جاتی ہیں۔ قرآن شریف کی تعلیم میں وہی اثر، وہی برکات اب بھی موجود ہیں“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 630)

پس جب خدا بھی وہی قدوس ہے تو جو اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے وہ اس سے فیض پاتا ہے۔ اس کے رسول کی تاثیرات بھی قائم ہیں، اس کی کتاب کی تاثیریں بھی قائم ہیں، اِس زمانے میں اُس نے اپنے مسیح و مہدی کی قوت قدسی کے نظارے بھی ہمیں دکھا دیئے اور دکھا رہا ہے۔“ (خطبہ جمعہ 20 اپریل 2007ء، خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 164)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 اپریل 2021ء)

﴿34﴾

رمضان کے بارے میں قرآنی احکام

رمضان کے مبارک اور بابرکت ایام کی آمد آمد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک مہینہ کے متعلق قرآن کریم میں فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَ عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ ؕ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ۫ وَ لِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَ لِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىکُمْ وَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ

وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ

اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَ عَفَا عَنْکُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا

كُتِبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِى الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (البقرہ:184-188)

ان آیات مبارکہ کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمہ قرآن کریم سے پیش ہے:

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہو گا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تاکہ تم شکر کرو۔

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دُعا کرنے والے کی دُعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

تمہارے لئے (ماہ) صیام کی راتوں میں اپنی بیویوں سے تعلقات جائز قرار دیئے گئے ہیں۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ اللہ جانتا ہے کہ تم اپنے نفسوں کا حق مارتے رہے ہو۔ پس وہ تم پر رحمت کے ساتھ جھکا اور تم سے درگزر کی۔ لہٰذا اب ان کے ساتھ (بے شک) اِزدواجی تعلقات قائم کرو اور اس کی طلب کرو جو اللہ نے تمہارے حق میں لکھ دیا ہے۔ اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے لئے ممتاز ہو جائے۔ پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔ اور ان سے اِزدواجی تعلقات قائم نہ کرو جبکہ تم مساجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے ہو۔ یہ اللہ کی حدود ہیں پس ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ اپنی آیات لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

اللہ تعالیٰ اس مہینہ کو نہ صرف ہم سب کے لئے مبارک فرمائے بلکہ ہم سب کو مقبول عبادات کی توفیق دے اور ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی بے انتہا محبت کو سمیٹنے والا ہو۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 اپریل 2021ء)

﴿35﴾

کفّارات اور درجات کیا ہیں؟

ایک دفعہ سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفی ﷺ فجر کی نماز میں بہت تاخیر سے تشریف لائے حتیٰ کہ سورج نکلنے والا تھا۔ حضور ﷺ نے مختصر نماز پڑھا کر مقتدیوں سے مخاطب ہو کر اپنے تاخیر سے آنے کی وجہ بتلاتے ہوئے فرمایا کہ

میں رات جب نماز تہجد کے لئے اٹھا تو حسب توفیق نماز پڑھی اور نماز تہجد میں مجھے اونگھ آگئی۔ میں نے اُس دوران اپنے ربّ جلّ شانہ کو نہایت خوبصورت شکل میں دیکھا۔ اللہ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے محمد! تجھے معلوم ہے کہ فرشتے اس وقت کس بارہ میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا مجھے کچھ علم نہیں۔ دوسری دفعہ اللہ تعالیٰ کے پوچھنے پر میں نے پھر لاعلمی کا اظہار کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنی ہتھیلی میرے کندھے پر رکھی یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی اور ہر چیز میرے پر روشن ہو گئی۔

تب اللہ تعالیٰ نے یہی سوال تیسری بار دہرایا کہ فرشتے کس بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا ’’کفّارات‘‘ کے بارہ میں۔ اللہ نے فرمایا۔ اے محمد! کفّارات کیا ہیں؟ (یعنی وہ چیزیں جن سے گناہ دور ہوتے ہیں) میں نے کہا۔

1. نماز باجماعت کے لئے چل کر مسجد جانا
2. نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ کر ذکرِ الٰہی کرنا
3. اور ناپسندیدگی کے باوجود مکمل وضو کرنا

پھر اللہ تعالیٰ نے ’’درجات‘‘ کے متعلق مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا

1. کھانا کھلانا

2. نرم کلام کرنا

3. نماز پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں

تب اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا۔ اے محمد! اب مانگو جو مانگتے ہو۔ تب میں نے یہ دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَاَنْ تَغْفِرَلِی وَتَرْحَمْنِیْ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَةً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَيْرَمَفْتُوْنٍ وَ اَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ (مسند احمد جلد 5 صفحہ 243)

ترجمہ۔ اے اللہ! میں تجھ سے نیک کام کرنے اور بُری باتیں چھوڑنے کی توفیق چاہتا ہوں۔ مجھے مساکین کی محبت عطا کر اور مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور جب تو قوم کو فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرے تو مجھے بغیر فتنہ میں ڈالے موت دے دینا۔ اے اللہ! میں تجھے سے تیری محبت چاہتا ہوں اور اُس کی محبت جس سے تو محبت کرتا ہے اور ایسے عمل کی محبت جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے۔ آمین

نوٹ۔ 1۔ آنحضور ﷺ نے اس دعا کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ دعا برحق ہے اسے خود بھی یاد کرو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ۔

2۔ یہ دُعا قدرے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ترمذی کتاب الدعوات میں بھی درج ہے۔

مندرج نیکیوں کی اہمیت و افادیت

جہاں تک کفارات اور درجات کے تحت نیکیوں اور اعمال صالح کی اسلامی تعلیم کے مطابق اہمیت، افادیت اور برکات کا تعلق ہے۔ ان مندرجہ بالا چھ امور میں سے تین کا تعلق عبادت یعنی نماز کی ادائیگی اور ایک کا تعلق عبادت کی تیاری سے ہے۔ جسے وضو کہا جاتا ہے۔ گویا چار حقوق اللہ میں سے ہیں اور دو حقوق العباد میں سے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے صحابہ کو گناہ مٹانے اور درجات بلند ہونے کا گُر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ (سردی وغیرہ کی وجہ سے) دل نہ چاہنے کے باوجود خوب

اچھی طرح وضو کرنا، مسجد میں دُور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا ایک قسم کا رباط یعنی سرحدوں پر چھاؤنی قائم کرنا ہے۔ (مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل اسباغ الوضوء)

پھر متعدد بار فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرنے سے تمام گناہ جسم سے یہاں تک کہ ناخنوں کے اندر سے بھی نکل جاتے ہیں۔ اور مومن گناہوں سے پاک وصاف ہو کر نکلتا ہے۔

(مسلم کتاب الطہارۃ باب خروج الخطایا)

- جہاں تک مسجد کی طرف پیدل چل کر آنے کا تعلق ہے تو اس کا بھی بہت ثواب ہے۔ مسجد کی طرف ایک قدم اُٹھانے سے ایک نیکی اس کے حق میں لکھی جاتی ہے اور اگلا قدم اُٹھانے سے ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ (مسلم باب المشی الی الصلوٰۃ)

- مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنا بھی ثواب کے زمرہ میں آتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اذان اور اقامہ کے دوران دعا ردّ نہیں ہوتی۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ ان الدعاء لا یرد بین الاذان والاقامۃ)

- آنحضور ﷺ کا یہ دستور مبارک تھا کہ نماز کے اختتام پر آپ تسبیحات کیا کرتے تھے۔ بالخصوص سبحان اللہ 33بار، الحمد للہ 33بار، اللہ اکبر 34بار۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی نماز باجماعت کی ادائیگی کے بعد بہت اہتمام کے ساتھ سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں تسبیحات مکمل فرماتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اس سنت کو اپنانا چاہیے۔

ایک دفعہ غریب صحابہ کو یہ نسخہ کیمیا بتاتے ہوئے فرمایا کہ ایسا کرنے سے آپ کو بھی امیر صحابہ جیسے افعال کا ثواب ملے گا۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التحباب الذکر)

- حقوق اللہ میں سے آخری امر ایسے نوافل کی ادائیگی ہے جو ایسے وقت میں ہو جب لوگ سوئے ہوتے ہیں۔ یہ نماز خدا کو بہت محبوب ہے جب انسان اپنی نیند کو انفاق فی سبیل اللہ میں صرف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نماز کا اپنی پیاری کتاب میں دوبار ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل میں تو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نماز کی ادائیگی سے قریب ہے کہ اللہ تہجد ادا کرنے والوں کو ”مقام محمود“ تک پہنچادے گا جو جنت کا بلند ترین مقام ہے۔

آنحضور ﷺ روزانہ گیارہ رکعت (بشمول تین وتر) نماز تہجد خشوع و خضوع سے ادا فرماتے تھے۔ (بخاری کتاب الدعوات باب الضجع علی الشق الایمن) اور اپنے گھروں میں نماز (نوافل) ادا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے۔ جماعت کے ساتھ فرضوں کے سوا باقی نماز گھر میں پڑھنا بہترین نماز ہے۔ (مسند دارمی فی کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ التطوع فی ای موضع افضل)

حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نوافل کے ذریعہ میرا بندہ میرے اس قدر قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ میں اُسے اپنا دوست بنالیتا ہوں۔ میں اس کے کان، آنکھیں، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا، دیکھتا، پکڑتا اور چلتا ہے یعنی میں اس کا کفیل و کارساز ہو جاتا ہوں۔ وہ جو مانگتا ہے میں اس کو دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں پناہ دیتا ہوں۔ (بخاری کتاب الرقاق)

سعدی نے کیا خوب کہا ہے کہ

کلید در دوزخ است نماز
کہ در چشم مردم گزاری دراز

کہ وہ نماز جو تو لوگوں کو دکھانے کے لیے لمبی کرتا ہے وہ نماز دوزخ کے دروازہ کی چابی ہے۔

حقوق العباد

مندرجہ بالا چھ امور میں سے دو کا تعلق حقوق العباد سے ہے جو ”درجات“ کہلاتے ہیں۔ یعنی کھانا کھلانا اور نرم کلام کرنا۔ یہاں تک کھانا کھلانے کا تعلق ہے تو اس کا ذکر قرآن میں بھی ملتا ہے کہ یتیموں، مسکینوں اور غرباء کو کھانا کھلانا مومنوں اور متقیوں کا خاصا ہے۔ آنحضور ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی اچھا کھانا کھا رہا ہے تو وہ اس کا کچھ حصہ اپنے پاس بیٹھے غریبوں اور کام کرنے

والوں کو بھی دے دیا کرے۔ بلکہ اپنے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَآءِکُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَ تُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَآءِکُمْ (ترمذی ابواب الجھاد) کہ مجھے کمزوروں میں تلاش کرو۔ یہ حقیقت ہے کہ کمزوروں اور غریبوں کی وجہ سے تم خدا کی مدد پاتے ہو اور اس کے حضور سے رزق کے مستحق بنتے ہو۔

ایک موقع پر آنحضور ﷺ نے فرمایا اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ (حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمن صفحہ 573)

کہ تمام مخلوق اللہ کا خاندان ہے۔ اللہ کو ان میں سے وہ پسند ہے جو اس کی مخلوق سے اچھا سلوک کرتا اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے تو جانوروں سے بھی حسن سلوک کرنے اور ان کو کھانا کھلانے کی تاکید فرمائی ہے کیونکہ یہ بھی اللہ کی مخلوق میں سے ہیں۔

چونکہ اس عنوان کے تحت ”درجات“ کی بات ہو رہی ہے تو ایک حدیث نوٹ کرتا ہوں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ انسان بعض اوقات بے خیالی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی کوئی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالی اس کے بے انتہا درجات بلند کر دیتا ہے اور بسا اوقات لاپرواہی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی بات کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے جہنم رسید کیا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے ہر وقت رہنمائی اور ہدایت کی توفیق مانگنی چاہیے کہ وہ ہمیشہ بھلی اور نیک بات ہی مُنہ سے نکلوائے۔ (بخاری کتاب الرقاق) انسان کی تمام بُرائیاں اور اچھائیاں زبان سے تعلق رکھتی ہیں۔ جس طرح کمان سے نکلا ہوا تیر واپس نہیں آتا ویسے ہی مُنہ سے نکلا ہوا کوئی لفظ واپس نہیں آتا۔ اس لئے پہلے تولو پھر بولو۔ اچھی اور بھلی بات کہو ورنہ خاموش رہو۔ آنحضور ﷺ بہت نرم گفتار تھے۔ آپؐ کے کلام سے کبھی کسی کا دل نہ دکھتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ”تم میں بڑا وہ ہے جو غریب کی بات تحمل سے سنے۔“

پس آج ہم اپنے معاشرے کو بُرائیوں اور بدیوں سے پاک بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں ایسی راہ اپنانی ہوگی جس کی نشاندہی آنحضور ﷺ نے فرمائی اور آج ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح اس طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کفّارات اور درجات میں درج حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 اپریل 2021ء)

﴿36﴾

مادی اور روحانی زندگی

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جو نظام جاری فرمایا ہے اس میں مادی نظام کے ساتھ ساتھ روحانی نظام کو بیان کیا ہے۔ جیسے مادی سورج اور روحانی سورج (حضرت محمد رسول اللہ ﷺ)، مادی چاند اور روحانی چاند (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام)، مادی ستارے اور روحانی ستارے (صحابہ رسول ﷺ)، اسی طرح مادی پانی اور روحانی پانی (جیسے الہام اور وحی وغیرہ)۔

پانی زندگی کی علامت ہے خواہ وہ زندگی مادی ہو یا روحانی۔ ابھی چند روز قبل ناسا نے مریخ (Mars) پر مشین ایسی جگہ اُتاری ہے جہاں کسی وقت پانی کے آثار تھے۔ وہ اس جگہ زندگی کے آثار جاننے کی کوشش میں ہیں۔

چونکہ قرآن کریم کا علم بہت وسیع ہے اور مطالعہ کے دوران بعض نئے مضامین کا انکشاف ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے وسیع و عریض اور گہرے سمندر میں نئے نئے موتی اور سیپ ملتے رہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ قرآن کو پانی قرار دیتے ہوئے 31 اگست 1928ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

قرآن دنیا میں غلافوں میں رکھنے یا جھوٹی قسمیں کھانے کے لئے نہیں آیا بلکہ اس لئے آیا ہے کہ منبروں پر سنایا جائے، مناروں پر اس کی منادی کی جائے اور بازاروں میں اس کا وعظ کیا جائے۔ وہ اس لئے آیا ہے کہ پڑھا جائے اور سنایا جائے، پھر پڑھا جائے اور سنایا جائے، پھر پڑھا جائے اور سنایا جائے۔ خدا تعالیٰ نے اس کا نام پانی رکھا ہے اور پانی جب پہاڑوں پر گرتا ہے تو ان میں بھی غاریں پیدا کر دیتا ہے۔ وہ نرم چیز ہے مگر گرتے گرتے سخت سے سخت پتھروں پر بھی نشان بنا دیتا ہے اور اگر جسمانی پانی اس قدر اثر رکھتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کا نازل کیا ہوا روحانی پانی

دلوں پر اثر نہ کرے۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے بار بار سنایا جائے اور اپنے عمل سے نیک نمونہ پیش کیا جائے۔

پس ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ دیوانہ وار نکلیں اور دنیا کو قرآن سے بہرہ ور کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ (خطبات محمود جلد 11 صفحہ 460)

ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ قرآن سے سورۃ النحل کا مطالعہ جاری رہا۔ اس سورۃ میں روحانی اور مادی پانی کا ذکر مختلف مقامات پر ملتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس سورت کے تعارف میں تحریر فرمایا کہ

"اسی طرح ہر قسم کے جانداروں کی بقا کے متعلق فرمایا کہ وہ آسمان سے اُترنے والے پانی ہی کے ذریعہ ہوتی ہے جس سے زمین سے سبزہ اگتا ہے اور ہر قسم کے درخت اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن آسمانی پانی کا ایک پہلو وہ بھی ہے جسے وہ اَنْعَام نہیں جانتے جو گھاس وغیرہ چرتے تو ہیں لیکن اس کی کُنہ کو نہیں سمجھتے۔ پس روحانی پانی سے جو زندگی اللہ کے رسول پاتے ہیں اور اس فیض کو آگے جاری کرتے ہیں اسے وہ لوگ نہیں سمجھ سکتے جن کی مثال قرآن کریم نے اَنْعَام سے دی ہے بلکہ ان کو اَضَلّ قرار دیا ہے کہ ان کا تو جانداروں سے بھی بدتر حال ہے کیونکہ اَنْعَام تو اس کو سمجھنے کی بھی اہلیت ہی نہیں رکھتے مگر یہ دین کو بظاہر سمجھنے کے باوجود پھر بھی اس کے فیض سے محروم رہتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے سمندر میں پائی جانے والی نعمتوں اور سمندر میں کھارے پانی میں پلنے والی مچھلیوں وغیرہ کا بھی ذکر فرما دیا جو کھارا پانی پیتی ہیں، اسی میں گزر بسر کرتی ہیں لیکن ان کے گوشت میں کھار کا کوئی ادنیٰ سا بھی نشان نہیں پایا جاتا۔ اور اس طرف بھی توجہ دلائی کہ پانی کے ذریعہ اس بقا کے نظام کا انحصار ان پہاڑوں پر ہے جو بڑی مضبوطی سے زمین میں گڑے ہوتے ہیں۔ اگر یہ پہاڑ نہ ہوتے تو سمندر سے شفاف پانی کے اٹھنے اور اس کے برسنے کا یہ نظام جاری رہ ہی نہیں سکتا تھا۔"

(قرآن کریم، اردو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 435)

چونکہ روحانی پانی سے وحی بھی مراد لی جاتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں پانی کے ذکر کے بعد شہد کی مکھی کا ذکر فرمایا۔ جو اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق پھولوں سے عرق کو نچوڑ کر جو شہد تیار کرتی ہیں۔ اس کے متعلق فرمایا "فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ" کہ اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔ بعینہٖ جو وحی انبیاء پر ہوگی اس کے صلے میں جو روحانی قوم تیار ہوگی اس میں شفاء کا بہت بڑا پیغام موجود ہے۔ بالخصوص جو الہام ہمارے سب سے بڑے اور عظیم نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر قرآن کریم کی صورت میں نازل ہوا۔ اس میں مومنوں کے لئے روحانی شفاء ہے۔ جو قرآن سے فیض پانے والوں کے لئے تاقیامت بطور شفاء کام کرتا رہے گا۔ اس لئے ہم میں ہر ایک کو روزانہ اس کی تلاوت معہ ترجمہ کرنی چاہیے۔ اگر کچھ تفسیر کو بھی زیر مطالعہ رکھیں اور اس کے معارف و حقائق پر غور کرتے رہیں تو شفاء کے بہت سے سامان پیدا ہوتے ہیں۔

اس سورت میں چونکہ چرند پرند کا پانی پر انحصار کا ذکر ہے۔ اس کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق پانی کے استعمال کے ایک نئے معانی سامنے لائی ہے۔ آپ سمندروں اور پانی پر سفر کرنے والے آبی پرندوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پھر یہی پرندے آبی پرندے بھی بنتے ہیں اور ڈوبتے نہیں حالانکہ ان کو اپنے وزن کی وجہ سے ڈوب جانا چاہیئے تھا۔ نہ ڈوبنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے جسم کے اوپر چھوٹے چھوٹے پَر ہوا کو سمیٹے ہوئے ہوتے ہیں اور پَروں میں قید ہوا ان کو ڈوبنے سے بچاتی ہے۔ اور یہ خود بخود ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ضروری ہے کہ ان پَروں کے گرد کوئی ایسا چکنا مادہ ہو جو پانی کو پَروں میں جذب ہونے سے روکے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ پرندے سارے پَر اپنی چونچوں میں سے گزارتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس وقت ان کے جسم میں سے اللہ تعالیٰ گریس (Grease) کی طرح کا وہ مادہ نکالتا ہے جسے پَروں پر ملنا لازمی ہے۔ وہ مادہ کیسے از خود پیدا ہوا اور ان کے منہ تک کیسے پہنچا اور ان پرندوں کو کیسے شعور ہوا کہ جسم تک پانی کے سرایت کرنے کو روکنا لازمی ہے ورنہ وہ ڈوب جائیں گے؟"

(قرآن کریم، اردو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 437)

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں انسان کی تخلیق کا بھی ایک گدلے پانی سے ہونے کا ذکر کیا ہے۔ جس میں سے نیک اور اللہ کے پیاروں پر وحی یعنی روحانی پانی کا نزول ہوتا ہے۔ اور بعض خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ (النحل:5) یعنی کھلے کھلے جھگڑالو بن کر معاشرے میں اپنی زندگیاں بسر کرتے ہیں۔ وہ معاشرے کو ویسے ہی گدلا کرتے اور بنائے رکھتے ہیں جیسے وہ گدلے پانی سے پیدا ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل کے مختلف مقامات پر نظام حیات کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں ایک اہم بات آیت 66 میں بیان فرمائی گئی ہے اور وہ زندگی ہے جو پانی خواہ مادی ہو یا روحانی سے ملتی ہے۔ آسمان سے نازل ہونے والا پانی جب خشک صحراؤں اور بنجر زمینوں پر گرتا ہے تو وہاں بھی ہریالی جنم لیتی ہے باقی زرخیز زمینوں پر تو سرسبزی آہی جاتی ہے۔ اسی طرح روحانی پانی بھی پتھر جیسے سخت دلوں پر بھی اثر کر جاتا ہے۔ اس لئے نیک صالح متقی پرہیز گاروں کی مصاحبت ضروری ہے۔

پھر فرماتا ہے کہ یہ پانی پینے کے بھی کام آتا ہے اور نبات کے بھی یعنی کھیتی کے زیتون، کھجور، انگور اور ہر قسم کے پھل اس مادی پانی سے ہی نہ صرف زمین پر اُگتے بلکہ پنپتے، پھولتے اور پھلتے ہیں۔ حتی کہ کھارے پانی والے سمندر میں بھی اللہ تعالیٰ نے مچھلی اور دوسرے آبی جانور پیدا کئے۔ جو کھارے پانی میں رہنے کے باوجود کسی قسم کا کھار اپنے اندر نہیں رکھتے بلکہ انسانوں کے کام آتے ہیں۔ بلکہ اس پانی کے اتھاہ گہرائیوں میں موتیوں اور دیگر قیمتی جواہرات کو بطور زینت انسان اپنے لئے استعمال کرتے ہیں۔ پھر انہی پانیوں کو کشتیاں چیرتی ہوئی چلتی اور مسافروں اور سامان کو اِدھر اُدھر لے جاتی ہیں جو محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کی جستجو میں انسان لگا رہتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے نہایت حکمت کے ساتھ پہاڑوں کا ذکر کر کے فرمادیا کہ ان کے درمیان جو نہریں اور دریا بہتے ہیں وہ راستے بناتے ہیں جس سے انسان ہدایت پاتا ہے۔

الغرض پانی ایک انسان کی مادی اور روحانی زندگی کے لئے لازم ملزوم ہے۔ اسی لئے تو اسلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک بلا تسلسل تمام انبیاء جو روحانی پانی ہیں کو ماننے اور ان سے فیض یاب ہونے کی تلقین فرمائی ہے۔ جس شخص یا جس امت نے

اپنے دَور کے روحانی پانی کو جھٹلایا وہ تہس نہس ہوگئی اور جس نے اس پانی سے فائدہ اُٹھایا وہ زندہ تابندہ ہوگئی۔

آج بھی اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے توسط سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ صورت میں روحانی پانی نازل فرمایا ہے۔ جو اس سے فیض یاب ہوئے یا ہو رہے ہیں یا آئندہ ہوں گے وہ بامراد رہے، بامراد رہ رہے ہیں اور ان شاء اللہ آئندہ بامراد رہیں گے۔ ان کے روحانی چمن سرسبز و شاداب رہیں گے اور ان کی نسلیں آئندہ باغ احمدیت کی لہلہاتی کھیتیوں کی مانند دنیا میں پنپیں گی۔ ان شاء اللہ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 اپریل 2021ء)

﴿37﴾

اسلام اور مسلمان

چند روز قبل مکرم سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ سے فون پر بات ہو رہی تھی باتوں باتوں میں مسلم ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کے اخلاق رو بہ زوال ہونے کا ذکر ہو گیا۔ آپ نے مجھے بتا یا کہ میں نے کسی عیسائی سکالر کا یہ فقرہ پڑھ رکھا ہے کہ ”مغربی ممالک میں اسلام ہے اور مسلم ممالک میں مسلمان ہیں۔“

اس پر خاکسار نے جب اپنی پُرانی یادوں کو چھیڑا اور مغربی ممالک میں مختلف اوقات میں اپنے قیام کے دوران مغربی دنیا کو پڑھا۔ اس کو کھنگالا۔ اس کی جگالی کی تو بہت سی باتیں ذہن میں آئیں۔ خاکسار آج اپنی روزمرّہ سیر کے دوران سڑک عبور کرنے لگا تو مجھے ایک بائیسکل آتی نظر آئی جس پر ایک شخص تیز تیز سائیکلنگ کرتا میری طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر ہاتھ کے اشارے سے سڑک عبور کرنے کو کہا۔ میں نے اُسے کہا کہ you first ۔ کہنے لگا Are you sure۔ میں نے کہا yes اس پر وہ گزرا۔ ٹریفک کا نظام اتنا عمدہ ہے جس میں ہر شخص باادب لگتا ہے۔ آپ اگر کسی کو راستہ دیں تو وہ ہاتھ اٹھا کر شکریہ ادا کر کے جاتا ہے۔ دوسروں کے حقوق کا اس قدر خیال رکھا جاتا ہے کہ انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کاش! یہ اسلامی ممالک میں ہو۔ دیہاتی علاقوں میں جہاں سڑکوں کی چوڑائی تھوڑی کم اور چھوٹی ہوتی ہے۔ وہاں کاروں کی لائنیں لگی نظر آتی ہیں۔ مگر مجال کوئی کسی کو cross کرے۔ اگر آگے گھوڑ سوار یا سائیکلسٹ گزر رہا ہے تو ان کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اگر کسی جگہ کار کے گزرنے کا راستہ ہے تو ہر دو کی کوشش ہو گی کہ پہلے سامنے والا گزر جائے۔ جبکہ ہمارے ہاں ایسا نہیں ہے۔ اگر head lights دے دیں تو مطلب یہ

کہ مجھے گزرنے دو تم جاؤ بھاڑ میں۔ اگر کسی کو راستہ دے بھی دیں تو وہ بجائے شکر گزار ہونے کے بُرا بھلا کہہ کر جاتا ہے۔

ہمارے ممالک میں لائن بنانے کا تصّور ہی نہیں۔ مگر وہی لوگ جب مغربی دنیا میں land کرتے ہیں تو فوری لائن میں لگ جاتے ہیں۔ باہر نکلیں تو ہر دوسرا بندہ آپ کو Hi یا Hello کہہ کر greet کرتا ہے۔ گندگی نظر نہیں آتی۔ ایسے علاقے جہاں مسلمانوں کی بہتات ہے میں گندگی بھی ملے گی اور ٹریفک اصولوں میں ڈنڈی مارتے بھی نظر آئیں گے۔ مجھے جرمنی سے ایک احمدی خاتون نے بتایا کہ ایک جرمن بچی بعمر 12 سال پلاسٹک والی تیل کی بوتل کر ڈٹرجنٹ سے صاف کر کے کوڑے میں پھینکتی تھی۔ تا کوڑا اُٹھانے والوں کو مشکل درپیش نہ ہو۔ حالانکہ یہ سارا میٹریل ری سائیکل ہو جاتا ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں گھر کا تمام کوڑا اکر کٹ باہر سڑک پر لا کر ڈال دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ ممالک law biding ممالک ہیں Thanks کہنے کا بہت رواج ہے۔ ہماری احمدی مجالس اور gatherings میں ہر طرف سے جزاک اللہ' جزاک اللہ کی آوازیں بلند ہوتی سنائی دیتی ہیں۔

مجھے چند روز قبل covid 19 کی ویکسین لگوانے کے لئے Farnham Hospital جانے کا موقع ملا۔ ہسپتال کی انتظامیہ کی طرف سے جو انتظام تھا وہ تو مثالی تھا ہی مگر مجھے جس بات نے متاثر کیا وہ ہر بندے کا دوسرے کے حقوق کا پاس کرنا تھا۔

مجھے ایک دوست نے بتایا کہ میرے گھر میں ایک پلمبر کام کرنے کے لئے آیا۔ drill کرتے ہوئے گیس کا پائپ damage ہو گیا۔ اس نے اپنی کمپنی کو فون کے ذریعہ inform کر کے پلمبر کو بلوایا۔ پلمبر کو آتے دو گھنٹے سے زائد کا وقت بیت گیا۔ وہ کاریگر جب تک پلمبر نہیں آیا اسی جگہ موجود رہا تا گیس کی leakage سے کوئی زیادہ نقصان نہ ہو جائے۔ پھر پلمبر نے اپنا کام مکمل کر کے کہا کہ میں نے عارضی طور پر اس کو درست کر دیا ہے۔ فلاں دن بڑا پلمبر آکر پوری مرمت کر دے گا۔ معین وقت پر بڑے پلمبر نے آکر کام مکمل کیا اور کہا کہ فلاں دن پینٹر آکر متاثرہ حصے پر وائٹ

واش کر دے گا۔ چنانچہ پینٹر نے بھی اپنا کام خوش اسلوبی سے کر کے کہا کہ اگر تین ماہ میں پینٹ کی رنگت بدل جائے تو مجھے فون کر دیں۔ چنانچہ سارے کام وقت پر ہوئے۔ اور ہمارے ہاں الیکٹریشن ہو 'پلمبر ہو' گاڑی کا مکینک ہو یا وائٹ واشر ہو۔ کام شروع کرنے کے بعد کئی کئی دن تک کے لئے غائب ہو جاتے ہیں۔ اور موبائل پر رابطہ کریں تو اول فون اُٹھاتے نہیں اگر اٹھا لیں تو جواب ملتا ہے میں اس وقت out of city ہوں۔ حالانکہ وہ شہر میں ہی ہوتا ہے۔

اخلاقیات کو دیکھیں تو وہ مسلسل انحطاط و زوال کا شکار ہیں۔ آنحضور ﷺ سے محبت کا اقرار بھی کرتے دکھائی دیں گے اور اظہار بھی ایسا کہ آقا و مولیٰ ﷺ کے ناموس کی خاطر مرنے مارنے اور قتل کر دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر ہر وہ کام کریں گے جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ اسلامی ممالک میں جھوٹ، فتنہ پروری، قتل و غارت، بے ایمانی، یتیم کا مال کھانا، بد عہدی اور تکبر وغیرہ عام ہے۔ حج کرنے کے بعد کاروبار میں دیانت نہ برتنا اور ملاوٹ عام ہے۔ سؤر نہیں کھاتے کہ حرام ہے مگر پیسہ حرام سے کما کر اپنی تجوریاں بھرتے رہتے ہیں اور شراب بھی پی لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ فلاں دکان سے گوشت نہ خریدیں ان کا ذبیحہ کا طریق اسلامی نہیں ہے۔ میکڈونلڈ نہ جائیں۔ سؤر کے ملے تیل استعمال کرتے ہیں۔ مگر حرام کی کمائی پر فخریہ انداز میں فخر کرتے ہیں۔ حکومتی سطح پر بھی یہ بُرائیاں اور بدیاں عام دیکھنے کو ملتی ہیں۔ جبکہ مغربی دنیا میں یہ بدیاں ،بُرائیاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان جیسے حالات کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر کوئی قوم اپنی حالت نہیں بدلتی تو اللہ تعالیٰ نئی قوم لے آتا ہے۔ فلسطین کے حوالہ سے پیشگوئی کے مطابق یہود دوبارہ مسلّط ہو چکے ہیں۔ لیکن توبہ مشروط ہے۔ جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”اگر انہوں نے توبہ نہ کی اور اللہ کے بندوں کے ساتھ رحم کے ساتھ پیش نہ آئے تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں (یہود کو) فلسطین سے خود نکالے گا نہ کہ مسلمانوں سے جنگ کے نتیجہ میں اور ان کی

بجائے اللہ اپنے صالح بندوں کو فلسطین کا بادشاہ بنادے گا۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو تب تک فلسطین پر غلبہ عطا نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس شرط کو پورا نہ کریں کہ اللہ کے صالح بندے بن جائیں۔“

(تعارفی نوٹ سورۃ بنی اسرائیل، از قرآن با ترجمہ صفحہ 461)

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی گزشتہ کئی خطبوں میں پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں اور امت مسلمہ کی اصلاحی تبدیلیوں کے لئے احباب جماعت کو دعا کی تحریک کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ پر رحم فرمائے۔ احتجاج تو تمام دنیا میں ریکارڈ کروایا جاتا ہے لیکن مغربی دنیا میں پُرامن احتجاج دیکھنے کو ملتا ہے مگر مسلمان ممالک کے بعض حصوں میں توڑ پھوڑ، لوٹ مار اور تمام اخلاقی ضابطوں کو توڑتے ہوئے احتجاج کرتے دیکھا جاتا ہے۔

چوری چکاری، ڈاکہ زنی اور رقوم واموال کو بے رحمی سے تلف کرنا اور چھین کر اپنا حصہ سمجھنا روز کا وطیرہ بن چکا ہے۔ یہاں ہماری کالونی کے باہر مین روڈ پر ایک خاتون پھولوں کا کاروبار کرتی ہے۔ اور پھولوں کی ٹرے اور گملوں کو باہر قیمت لگا کر رکھ دیتی ہے اور ساتھ ایک گلہ رکھا ہوتا ہے۔ لوگ آتے اور اپنی پسند کے پھول لے کر اس کی مالیت کے برابر رقم گلے میں ڈال کر پھول لے جاتے ہیں جبکہ ہمارے ہاں مالک کی موجودگی میں بھی داؤ لگا جاتے ہیں۔

آج اپنی زبوں حالی کا تذکرہ روزانہ ہی ٹاک شو اور دیگر ٹی وی کے پروگرامز میں اینکر حضرات اور مہمان اس بات کا عام اعتراف کرتے سنائی دیتے ہیں کہ ہم ترقی معکوس کر رہے ہیں ہماری اخلاقی کیفیت جو 1947ء میں تھی وہ اب 2021 میں نہیں ہے۔ ہم گراوٹ کا شکار ہیں۔ بظاہر ہماری محبت اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بڑھی ہے لیکن اسلامی احکام پر عمل کے حوالے سے ہمارا معیار بہت نیچے جا گرا ہے۔ عدم برداشت نہ ہونے کے برابر ہے۔

اسی طرح سوشل میڈیا پر عیسائیوں کی طرف سے ویڈیو تیار ہو کر دکھلائی جاتی ہیں۔ جن میں اسلامی ممالک میں اسلام کے ساتھ جو مذاق اڑایا جاتا ہے ان کا ذکر ہوتا ہے۔ شادی بیاہ کے مواقع پر بے پردگی ’ناچ اور دیگر رسومات‘ قبروں کو سجدہ گاہ بنانا اور دیگر کئی بُرائیاں ہمارے معاشرے میں گھر بنا گئی ہیں۔ جن کا اسلام کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں۔

یورپین اقوام law biding ہیں۔ یہاں برطانیہ میں گھروں میں سگریٹ نوشی منع ہے۔ ہمارے پڑوس میں ایک شخص سگریٹ نوشی کرتا ہے۔ میں نے اس کو اکثر اپنے گھر سے باہر نکل کر سگریٹ پیتے دیکھا ہے۔ ہر شخص اپنی گاڑی کو proper جگہ پر پارک کرتا ہے۔ یہاں مجھے شاید ہی کسی جگہ No Parking کا بورڈ نظر آیا ہو۔ ہمارے ہاں جہاں لکھا ہو کہ یہاں گاڑی پارک کرنا منع ہے۔ وہاں گاڑی پارک کریں گے۔ جہاں لکھا ہو کہ یہاں پیشاب کرنا منع ہے وہاں پیشاب کرتے نظر آتے ہیں۔

ابھی چند روز قبل ٹرانسپیرسی ایمینسٹی نے جو سالانہ رپورٹ جاری کی ہے۔ اس کے پہلے 20 ممالک جو کرپشن سے پاک ہیں ان میں کوئی بھی اسلامی ملک شامل نہیں اور جو کرپشن والے ممالک ہیں ان میں سے پہلے چار اسلامی ممالک ہیں۔ کہنے اور لکھنے کو تو بہت کچھ ہے۔

اس مختصر اداریے میں مغربی دنیا کے خواص بیان کرنے مشکل ہیں۔ المختصر یہ کہ خاکسار نے اپنے کسی کے ہاں نومولود کی پیدائش پر (جرمنی میں مسز مبارکہ شاہین کو) لکھا کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اسے یورپ کی آلائشوں سے محفوظ رکھے۔ جواب ملا۔ اللہ تعالیٰ یورپ کی خوبیوں اور خواص سے نوازے۔ آمین

یہی خواص اور خوبیاں مذہب اسلام کا طرّہ امتیاز ہیں۔ پس آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مسلمان اپنے آپ کو اسلامی تعلیمات سے آراستہ اور مزین کریں۔ انہی تعلیمات پر عمل ہی حقیقت میں سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ سے حقیقی عقیدت و پیار اور محبت نیز اطاعت یہی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ

کہ اے محمد! کہہ دے کہ اگر تم مجھ سے محبت کے دعویدار ہو تو پھر پہلے میری کامل اتباع کرو تب اللہ تم سے محبت کرے گا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 اپریل 2021ء)

﴿38﴾

سیر الیون۔ مبارک صد مبارک

2021ء وہ مبارک سال ہے جس میں تین ممالک کی جماعتہائے احمدیہ اپنے سو سال مکمل ہونے پر اپنا صد سالہ جشنِ تشکر منا رہی ہیں وہ یہ ہیں۔ امریکہ، سیر الیون اور غانا۔

سیر الیون، مغربی افریقہ میں بحر او قیانوس کے کنارے واقع ہے۔ جس کی کل آبادی سات ملین سے زائد ہے۔ حضرت الحاج مولانا عبد الرحیم نیرؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام 19 فروری 1921ء کو بحری سفر کے ذریعہ فری ٹاؤن تشریف لائے۔ آپ کا قیام یہاں صرف تین دن تھا جس میں آپ انمٹ نقوش چھوڑ گئے۔ آپ نے اِن تین دنوں میں کئی ایک مجمعوں میں محاسن اسلام پر لیکچر دئے۔ ان میں ایک مجمع 15 ہزار مسلمانوں کے نمائندوں پر مشتمل تھا اور کچھ بیعتیں بھی ہوئیں۔ اور آپ 21 فروری 1921ء کو گولڈ کوسٹ (غانا) کو روانہ ہو گئے۔

ادارہ الفضل آن لائن لندن مکرم مولانا سعید الرحمٰن امیر و مشنری انچارج، تمام نیشنل ممبران عاملہ، مرکزی و مقامی مبلغین و معلمین کرام، تمام جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیدان اور تمام احباب جماعت کو اس مبارک تاریخی موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامی الفاظ میں ”مبارک صد مبارک“ پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تاریخی موقع کو جماعت سیر الیون اور عالمگیر جماعت کے لئے خیر و برکت اور ترقیات و فتوحات کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

گو سیر الیون میں حضرت مولانا نیرؓ کی آمد سے قبل مکرم موسیٰ کے گابا قرآن کریم کے ایک پارے کے ترجمہ کی وجہ سے احمدیت قبول کر چکے تھے اور مرکز سے بھی رابطہ تھا۔ حضرت مولانا نیرؓ کی سیر الیون آمد سے بر اعظم افریقہ میں سیر الیون کو یہ فخر حاصل ہے کہ مرکزی نمائندہ کسی جگہ سب سے پہلے پہنچا۔ ایک سر کردہ مسلمان لیڈر جناب احمد الہادی بیان کیا کرتے تھے کہ

"نیّر صاحب کیا تھے۔ ایک چلتا پھرتا جادو تھے۔ ایک روز ہزاروں کے مجمع میں لگاتار 5 گھنٹے کی تقریر کرتے رہے۔ سامعین پر وجد کا عالم طاری تھا۔ 5 گھنٹے کی تقریر سننے کے بعد بھی لوگوں کا اصرار رہا کہ تقریر جاری رکھیں۔ جب قرآن کی تلاوت کرتے تو حاضرین جھوم جھوم جاتے"

(روح پرور یادیں از مولوی محمد صدیق امرتسری صفحہ 23)

حضرت مولانا نیّر صاحب کے بعد مکرم الحاج حکیم فضل الرحمن غانا سے واپسی پر 1922ء میں تین ماہ کے لئے فری ٹاؤن رُکے اور تبلیغ و تربیت کے فرائض سرانجام دیئے۔ لیکن پہلے باقاعدہ مبلغ مکرم الحاج مولانا نذیر احمد علی 1937ء میں سیرالیون پہنچے اور مشن کا باقاعدہ اجراء عمل میں آیا۔ فری ٹاؤن میں 30 افراد کی جماعت قائم ہوئی۔ آپ کی ٹاؤن کے مختلف ہالز میں محاسن اسلام پر مشتمل تقاریر کا خوب چرچا ہوا۔ جس میں مُسلم کانگرس کے ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب شامل ہے۔ اس کے پیش نظر جہاں سعید الفطرت روحیں جماعت میں داخل ہونے لگیں وہاں سنت الٰہی کے مطابق مخالفت کے سلسلہ کا بھی آغاز ہوا۔

مخالفت کا آغاز

مسلم کانگرس کے اجتماع کے شاملین میں سے صدر اجلاس شیخ حیدر الدین نے کہا کہ اس مسیح (مرزا غلام احمد) کو ماننے سے بہتر ہے کہ میرا دماغ کام کرنا چھوڑ دے۔ عین ایک سال کے بعد یہ شخص دماغی عارضہ میں مبتلا ہوا اور اڑھائی سال میں کسمپرسی کے عالم میں اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

(روح پرور یادیں صفحہ 223)

مخالفت کے سلسلہ میں مزید تحریر ہے کہ وقت گزرنے اور جماعتی پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ احمدی مسلمانوں پر احمدیت قبول کرنے کے صلے میں جرمانے کئے گئے۔ قید کی صعوبتیں برداشت کیں۔ نظر بند کیا گیا اور کئی قسم کی اذیتیں دی گئیں۔ ٹونکیا میں روزے دار احمدیوں کو دھوپ میں کھڑا کر دیا جاتا رہا۔ کسی احمدی کو مسجد یا گھر میں نماز ادا کرنے کی اجازت نہ تھی۔ ایک افریقن احمدی معلم کو ننگا کر کے ساری رات ہاتھ پاؤں باندھ کر پاؤں میں چھ من کی بھاری لکڑی پھنسا دی گئی۔ باڈو چیف ڈم کے مانو واٹاؤن میں پیراماؤنٹ چیف بہت سخت گیر تھا جس نے احمدی امام الفاہم سنوسی کو ننگا

کر کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر دو ہفتہ تک قید کر دیا۔ چیف کینیما نے ڈسٹرکٹ کمشنر کو درخواست دی جس میں یہ عہد کیا کہ میں احمدیوں کو اپنی ریاست سے نکال کر دم لوں گا۔ چیف کے حکم پر احمدی امام کی ٹوپی کو اُتار کر ٹھڈے مارے گئے۔ اس پر پیشاب کیا گیا۔

روح بلال کے حامل ان مخلص احمدیوں نے حضرت بلالؓ کے نقشِ قدم پر چل کر صعوبتیں برداشت تو کر لیں مگر نہ متزلزل ہوئے اور نہ ذرا بھر ڈگمگائے۔ اور اثبات قدم کے ساتھ نہ صرف آگے بڑھتے رہے بلکہ اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب کو اپنے روحانی قافلے میں تبلیغ کے ذریعہ شامل کرتے چلے گئے اور اب اس قافلہ کی تعداد 5 لاکھ کے لگ بھگ ہے جو مکرم امیر صاحب کی زیر قیادت تیز قدموں کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

مبلغین کی آمد سے قبل خوابوں کے ذریعہ اطلاع

ایک طرف مخالفت ہو رہی تھی تو دوسری طرف ''یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ '' کے تحت اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کی زمین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ہموار کر رہا تھا۔ روکوپُر جماعت کے ابتدائی احمدی الفا احمد وکمارا نے 1936ء میں خواب میں دیکھا کہ دو سفید ریش شخص جن کے سروں پر عمامے ہیں۔ آ کر کہتے ہیں کہ ہم مشرق سے آئے ہیں اور جس مہدی کے آنے کا انتظار تھا اس کے بارے بشارت دینے آئے ہیں کہ وہ آ چکا ہے۔ تم ہمارا یہ پیغام اپنے گاؤں روکوپُر والوں کو دے دو۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد مکرم الحاج مولانا نذیر احمد علی کی صورت میں یہ خواب پوری ہوئی جب آپ نے روکوپُر پہنچ کر پیغام پہنچایا۔

جنوبی صوبہ کے ٹاؤن

باوماہون کے ایک باشندے پاسانفا تولا نے خواب میں دیکھا کہ میں گاؤں کی مسجد کے ارد گرد گھاس کاٹ رہا ہوں اور تھک کر سستانے کے لئے ایک طرف کھڑا ہوا ہوں کہ ایک سفید رنگ کے ایک اجنبی دوست قرآن اور بائبل ہاتھ میں پکڑے میری طرف آ رہے ہیں۔ انہوں نے قریب آ کر مسجد کے امام کے بارے میں دریافت کیا۔ میں بلانے چلا گیا۔ تو واپسی پر مسجد میں ایک سایہ دار

کھڑکی تیار ہے اور اجنبی شخص محراب میں کھڑا ہو کر ہمیں کہتا ہے کہ اس سایہ دار جگہ پر کھڑے ہو کر قرآن سناؤ۔ پھر صحیح طریق پر نماز کی ادائیگی کا بتایا۔ ٹھیک ایک ہفتہ بعد مکرم الحاج مولانا نذیر احمد علی میری طرف آرہے ہیں اور میں مسجد کے ارد گرد صفائی کے بعد سستانے کے لئے کھڑا تھا جس طرح خواب میں دیکھا تھا۔ انہوں نے آکر السلام علیکم کہا اور رہائش کے لئے جگہ مانگی۔ جو خاکسار نے مہیا کر دی اور بہت سے لوگوں نے بیعت کر لی۔ اسی علاقے کے گوراما کے پیراماؤنٹ چیف بایو نے بھی 1939ء میں بیعت کر لی۔ جن کا اسلامی نام صلاح الدین بایو رکھا گیا۔ ان کے احمدی ہونے سے عیسائی حلقوں میں تہلکہ مچ گیا۔

مباحثے ومناظرے

اسی چیف نے عیسائیوں کو مباحثہ کی دعوت دی۔ مگر ہمارے دو مجاہد ایک دوسرے کو کندھوں پر اُٹھاتے 22 میل کا تکلیف دہ پہاڑی علاقہ طے کر کے یہاں پہنچے تو عیسائی پادریوں نے آنے سے انکار کر دیا۔ (روح پرور یادیں صفحہ 240)

1942ء میں BO میں جب احمدیوں کو اسکول اور مسجد کے لئے زمین الاٹ کرنے کا مسئلہ در پیش تھا تو مخالفین نے سرکاری افسران اور پیراماؤنٹ چیف کو احمدیت کے خلاف بہت اکسایا۔ مبلغین کو زدو کوب کیا۔ جس پر پیراماؤنٹ چیف نے ان کو مناظرہ کرنے کو کہا۔ احمدی مبلغین جب کتب لے کر پہنچے اور ہال میں کتب کو قرینہ سے سجا دیا تو احمدیوں کی اس تیاری کو دیکھ کر عیسائی ڈر گئے۔ مکرم الحاج مولانا نذیر احمد علی نے ایک ایک کو بڑے رعب دار لہجے میں بلایا۔ مگر تمام بول اٹھے کہ پیراماؤنٹ صاحب! یہ تو ہمارے بھائی اور دوست ہیں ہماری ان سے کوئی مخالفت نہیں۔ جس پر چیف ان سے ناراض ہوئے اور کہا پہلے مجھے ان کے خلاف اکساتے تھے اب بحث بھی نہیں کرتے اور زمین احمدیوں کو دے دی۔

مالی تنگی

ابتداء میں مبلغین کو بہت مالی تنگی کا سامنا کرنا پڑا۔ 1942ء میں مرکز سے صرف پانچ اور پھر دس پونڈ ماہوار آتے تھے۔ ان مبلغین نے کتب کے بکس کندھوں پر اٹھا کر پہاڑوں کو پیدل طے کر کے تبلیغ کا کام جاری رکھا۔ بھوک برداشت کی۔ خانہ بدوشوں کی طرح سفر کر کے دین کی اشاعت میں لگے رہے۔ جس کے صلے میں اب سیر الیون میں ہزار سے زائد مساجد، پرائمری اور سیکنڈری سکولز اور ہسپتالز موجود ہیں۔ احمدی مساجد کے منار، پاکستان میں مساجد کی طرز پر ہیں۔ جو دور سے پہچانی جاتی ہیں۔ اگر اس پر احمدیہ مسلم مسجد نہ بھی لکھا ہو تو ہر ایک کی توجہ اس طرف جائے گی یہ احمدیوں کی مسجد ہے۔ ملک کے جس طرف بھی مین روڈ پر آپ سفر کریں تو ہر 10 یا 15 میل کے بعد برلبِ سڑک آپ کو احمدیہ مسلم مسجد اور احمدیہ مسلم سکول کا بورڈ نظر آئے گا۔ جن کو دیکھ کر ہر ایک احمدی کا سر اپنے اللہ کے حضور جھک جاتا ہے۔ گزشتہ سال 2020ء میں جب خاکسار کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی نمائندگی میں جلسہ سالانہ سیر الیون میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی تو جلسہ سالانہ میں شاملین کی تعداد 24700 تھی۔ جمعہ کے روز جب افتتاحی تقریب میں معمولی تاخیر ہوئی تو محترم مولانا سعید الرحمٰن نے جمعہ کا ساتھ ہی اعلان کر دیا تو ملک کے وائس پریذیڈنٹ نے اعلان کر دیا کہ میں بھی آپ کے ساتھ جمعہ پڑھوں گا۔ میں نے اس وقت کیا روحانی نظارہ دیکھا کہ وائس پریذیڈنٹ کے ساتھ آنے والے 50 سرکردہ لوگوں نیز وائس پریذیڈنٹ کی عزت کی خاطر دیگر چیفس، پیراماؤنٹ چیفس، سرکردہ سرکاری افسران، مذہبی سکالرز اور مولویوں نے صفیں سیدھی کر لیں۔ خاکسار نے خطبہ جمعہ دیا اور امام کی جائے نماز کے عین پیچھے وائس پریذیڈنٹ نے نماز ادا کی۔

محترم امیر صاحب نے مجھے اس دورہ کے دوران بتایا کہ جب غانا کے ایک سفیر یہاں متعین ہوئے تو میں انہیں مبارکباد دینے گیا اور جماعت کی مساجد، اسکولز، ہسپتالز کی تعداد بتا کر طبی و تعلیمی سرگرمیوں کا ذکر کیا تو کہنے لگے کہ ہاں ہاں! میں ملک کے ایک طرف بارڈر تک گاڑی پر

سفر کر آیا ہوں اور جگہ بہ جگہ احمدیہ مسلم مساجد، احمدیہ مسلم اسکولز کے بورڈ دیکھ کر اندازہ ہو رہا تھا کہ جماعت احمدیہ نے طبی اور تعلیمی میدان میں بہت کام کیا ہے۔ مکرم امیر صاحب نے مجھے مزید بتایا کہ اس وقت مرکزی مبلغین کی تعداد 25 ہے اور 99 لوکل مبلغین ملک بھر میں خدمات دینیہ بجالا رہے ہیں جو جامعہ احمدیہ سیرالیون کی پیداوار ہیں اور مکرم مولانا مبارک احمد گھمن صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ سیرالیون کی نگرانی میں یہ روحانی سپوت تیار ہو رہے ہیں۔ آج سے قریباً 33 سال قبل خاکسار کے دور میں بطور پرنسپل 5 طلبہ سے اس جامعہ کا آغاز ہوا تھا۔ اور آج بفضلہٖ تعالیٰ ان کی تعداد چھپن طلبہ کے لگ بھگ ہے۔

دورہ جات خلفاء و مرکزی نمائندگان

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1970ء اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1988ء کو سرزمین سیرالیون پر قدم رنجا فرما کر برکت بخشی اور تربیتی، تنظیمی اور تبلیغی سرگرمیوں کا تفصیلی جائزہ لے کر ہدایات سے نوازا۔ اس کے علاوہ حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے 1973ء، مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر نے 1965ء، مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ نے 1985ء جبکہ مکرم نور محمد نسیم سیفی صاحب وکیل التعلیم نے 1976ء اور مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد نے مرکزی نمائندوں کی حثیت سے سیرالیون کے دورے کئے۔ نیز سیرالیون کی آزادی کی تقریبات 1961ء میں آنریبل جسٹس شیخ بشیر احمد صاحب نے مرکزی نمائندہ کے طور پر ان تقریبات میں جماعت احمدیہ کی نمائندگی فرمائی۔ مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ کے دورہ پر وزیر مواصلات نے ایک محفل میں اس امر کا اظہار کیا:

”اگر احمدی مبلغین اِن علاقوں میں آکر تبلیغ اسلام نہ کرتے اور مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے سکولوں کا اجراء نہ کرتے تو اب تک مسلمان یہاں ڈھونڈے سے نہ ملتے......... سیرالیون کے مسلمانوں کی آئندہ نسلیں بھی احمدیت کے احسان کے زیر بار رہیں گی اور تاریخ کبھی اس کو فراموش

نہ کر سکے گی۔ سیر الیون کے مسلمانوں کی بروقت اور صحیح امداد کو اگر کوئی آیا تو صرف احمدی مبلغین تھے۔"

1960ء کے جلسہ سالانہ میں ایک مسلمان لیڈر مکرم عبد اللہ بیٹ صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا:

"سیر الیون میں احمدی مبلغین کی آمد سے قبل ہمارے دل میں کبھی بھی یہ گمان نہ گزر سکتا تھا کہ ایک مسلمان بھی عیسائیت کے مقابل پر بولنے کی جرات کر سکتا ہے۔ اکثر مسلمان عیسائیت کی طرف مائل تھے لیکن احمدیت کے آنے سے حالات یکسر تبدیل ہو گئے اور عیسائیت کو شکست ہونے لگی اور اسلام ہر میدان میں فتح یاب ہوتا چلا گیا۔" (الفضل 3 مارچ 1966ء)

1970ء کے جلسہ سالانہ پر وزیر خزانہ ڈاکٹر ایم ایس فورنا صاحب نے کہا:

"احمدیت نے ہمارے تعلیمی نظام پر عیسائیت کی گہری چھاپ کے اثر کو کم کرنے کے لئے صحت مندانہ اقدام کیا ہے۔" (الفضل یکم مئی 1970ء)

اپریل 1974ء میں وزیر اعظم جناب ایس آئی کروما صاحب نے احمدی وفد سے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

"نہ جانے احمدی ڈاکٹروں کے پاس کون سا جادو ہے کہ جو مریض بھی وہاں جاتا ہے ان کی تعریف میں رطب اللسان ہو جاتا ہے" (رسالہ تحریک جدید ستمبر 1974ء)

مرحوم مبلغین

مکرم الحاجی نذیر احمد علی صاحب نے سیر الیون میں ہی خدمت کے دوران وفات پائی اور ساوتھرن پراونس کے ہیڈ کوارٹر بو میں مدفون ہیں۔ نیز تین سیر الیونین نوجوان مکرم ہارون جالو صاحب، مکرم محمد یوسف ڈوروی صاحب، مکرم فواد کانو صاحب سیر الیون سے ربوہ جامعہ احمدیہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے پاکستان گئے۔ وہاں سے مبلغ بن کر واپس سیر الیون میں خدمات بجا

لانے کی سعادت پائی مگر تینوں نوجوان یکے بعد دیگرے جوانی کے عالم میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

تمام مبلغین نے وقفِ عارضی کا نظام جاری کیا۔ جلسہ ہائے سالانہ اور لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جاری ہوا۔ مجلس مشاورت کا مبارک نظام متعارف کروایا گیا۔ ذیلی تنظیموں کے اجتماعات منعقد ہوئے۔ الغرض مجموعی طور پر مبلغین و معلمین کی کاوشوں سے جماعت دن بدن مضبوط ہوتی چلی گئی۔ اب کیفیت یہ ہے کہ مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر جماعت نے مجھے میرے دورہ کے دوران بتایا کہ میں ایک جمعہ کے روز صدر مملکت کو ملنے صدارتی محل گیا۔ میں نے ملاقات کے بعد جمعہ کے لئے اجازت مانگی تو صدر مملکت نے آنمحترم سے کہا کہ آپ آج ہمیں جمعہ پڑھا دیں۔ میں نے درود شریف پر خطبہ دیا جو صدر مملکت کو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کی وجہ سے اتنا پسند آیا کہ مجھے کہنے لگے کہ آپ صدارتی محل میں ہر ماہ ایک خطبہ دیا کریں۔ محترم مولانا نے کچھ عرصہ صدارتی محل میں خطبات جمعہ پڑھائے۔

آنحضورؐ اور حضرت عائشہؓ کے خلاف زہر آفشانی اور جماعت کی کوششیں

1948ء میں آنحضرت ﷺ کے خلاف زہر افشانی پر مشتمل ایک کتاب عیسائی دنیا نے شائع کی اور عیسائی اسکولز کے نصاب میں شامل کر دی گئی۔ جماعت احمدیہ نے ہائی لیول پر کوشش کر کے اس کتاب پر نہ صرف پابندی لگوائی بلکہ نصاب سے بھی خارج ہوئی۔

اسی طرح حضرت عائشہؓ پر ''عائشہ نامی'' کتاب میں گندے الزامات لگائے گئے۔ جماعت نے وزیر اعظم کو اس پر احتجاجی خط لکھا جس پر بک شاپس کی انتظامیہ نے معذرت کی اور بک اسٹالز سے اس کتاب کو اٹھوایا گیا نیز سیکرٹری وزیر اعظم نے جماعت کے خط کے جواب میں معذرت کی۔

ایک اور ایمان افروز واقعہ

ایک مذہبی سماجی لیڈر اور وزیر مملکت مکرم مصطفیٰ سنوسی صاحب نے 1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خصوصی دعوت پر ربوہ جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ وہ جب واپس سیرالیون آئے تو لمبا عرصہ غیر حاضری کی وجہ سے ان کو وزارت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ آپ نے اس پر فرمایا:

"مجھے وزارت سے علیحدگی کا کوئی دُکھ نہیں۔ اس کے مقابل پر احمدیہ جلسہ میں شرکت کا جو اعزاز ملا ہے وہ اس وزارت کے عہدے سے بدرجہا بہتر ہے"

خاکسار کو بھی ساڑھے سات سال سیرالیون خدمت کرنے کا موقع ملا ہے۔ میں نے تو "صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا" ہر احمدی مسلمان کو پورا ہوتے دیکھا۔ سیرالیون کے احمدی مسلمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کے اسوہ پر ہو بہو عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ احمدی آنحضور ﷺ اور صحابہ سے مثالی پیار کا اظہار کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ باڈو جماعت کے ایک دوست مکرم پاء کروما صاحب نے عید الاضحی کے روز نماز عید سے قبل بکرے کی قربانی کر دی۔ جب ان کو بتایا گیا کہ ایسی غلطی ایک صحابی رسولؐ سے ہوئی تھی تو انہوں نے آنحضور ﷺ کے کہنے پر دوبارہ قربانی کی تھی۔ اس پر مکرم پاء کروما صاحب نے بڑے جلالی انداز میں مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ میں بھی تو اسی محمدؐ کا حواری ہوں۔ اگر صحابی نے غلطی پر دوبارہ قربانی کی تھی تو میں بھی دوبارہ قربانی کرتا ہوں۔

اسی طرح Bo میں میرے قیام کے دوران ایک میاں بیوی کا جھگڑا ہوا۔ میرے پاس ان دونوں کو لایا گیا۔ یہ دونوں اس حد تک لڑائی میں آگے جاچکے تھے کہ ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کو تیار نہ تھے۔ خاکسار نے مرد کو خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ اور عورت کو اگر خدا کے بعد سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو خاوند کا سجدہ کرنے کا ہی حکم دیا جاتا کی حدیث سنائی۔ ان الفاظ

کا ترجمہ جونہی عورت کے کانوں میں پڑا تو اس نے اٹھ کر خاوند کے آگے سر جھکا دیا اور صلح صفائی کے ساتھ گھر چلے گئے۔

اللہ تعالیٰ ان احمدیوں کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور اُس کی نیک جزا عطا فرمائے۔ ان قربانیوں کے طفیل اللہ تعالیٰ جماعت اور سیرالیون کی اگلی صدی کو بہت برکت بخشے اور اس سے کہیں بڑھ کر ایمان و یقین عطا کرے اور سیرالیون جماعت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیرالیون میں احمدیت کے قیام کے صد سالہ جشن تشکر کے لئے جو پیغام بھجوایا اس کا عکس بھی قارئین روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے استفادہ کے لئے اس آرٹیکل کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پیارے امام کی خواہشات کو پورا کرنے والا بنائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 اپریل 2021ء)

﴿39﴾

حصول علم اور اُس کی ترغیب

اسلام نے تحصیل علم کی طرف نہ صرف مسلمانوں کو بار بار تاکید کی ہے بلکہ اس کے گُر اور طریق بھی جابجا بیان فرمائے ہیں بلکہ قرآن کریم نے علم کی بڑھوتی کے لئے رَبِّ زِدْنِی عِلماً کی دُعا بھی سکھلائی ہے جس کے معنی ہیں: اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ کرتا رہ۔

آنحضور ﷺ کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے درج ذیل دو الہامی دعائیں بھی سکھلائی ہیں۔

1۔ رَبِّ اَرِنِی حَقَائِق الاَشْیَاءِ (تذکرہ) کہ اے میرے رب! مجھے تمام قسم کے اشیاء کے حقائق عطا فرما۔

2۔ رَبِّ اَرِ نی اَنْوَارَكَ الْكُلِّيَّةَ (تذکرہ) کہ اے میرے رب! مجھے اپنے تمام انوار سکھلا دے۔

علم اور اُس کے حصول کی ترغیب کو اگر آنحضور ﷺ کی احادیث اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے اعمال اور سیرت کی روشنی میں دیکھیں تو وہ ایک بہت دلچسپ، ایمان افروز اور قابل تقلید نمونہ کی دعوت ہم سب کو دیتا ہوا دکھلائی دیتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنا سب گھر بار چھوڑ کر اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے در مبارک پر دھونی رما بیٹھے تھے۔ اور آستانہ رسولؐ کے باہر بیٹھے رہتے اس خیال سے کہ آنحضور ﷺ کے زبان مبارک سے کوئی فرمان اور حدیث بیان ہو اور وہ سننے سے نہ رہ جائیں۔ جہاں آنحضور ﷺ جاتے آپ ان کے پیچھے ہو لیتے اور حضورؐ کے سنے ہوئے فرمان کو آگے صحابہ تک فوری پہنچاتے تا ہر شخص جس نے اپنے رسول ﷺ سے ایک روحانی تعلق قائم کیا ہے وہ سنت رسول ﷺ کا تابع ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے

بہت تھوڑا عرصہ آنحضور ﷺ کی معیت میں گزارا جو کچھ سال کا تھا۔ مگر سب سے زیادہ روایتیں آپ سے ہی مروی ہیں۔ اور یوں آپؓ اپنے آقا و مولیٰ حضرت رسول مقبول ﷺ کے اس فرماں پر اوّلین عمل کرنے والوں اور دُعاؤں کے مستحق ٹھہرے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ اس شخص کو ترو تازہ اور خوشحال رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سُنی اور آگے اسی طرح اُسے پہنچایا جس طرح اس نے سنا تھا۔ کیونکہ بہت سے ایسے لوگ جن کو بات پہنچائی گئی ہے سُننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے، سمجھ سے کام لینے والے ہوتے ہیں۔ (ترمذی کتاب العلم)

آنحضور ﷺ کے دور میں جب مدینہ آبادی کی وجہ سے پھیلنے لگا اور بعض صحابہؓ نے مدینہ کے گردونواح میں زمینیں خرید کر آبادکاری کی تو ان سب کا مسجد نبوی میں نماز پر آنا مشکل ہوا تو ان فدائی صحابہؓ نے ہر نماز پر اپنے نمائندوں کو مسجد میں آنحضور ﷺ کی اقتداء میں نمازیں پڑھنے اور فرمان رسولؐ سننے کے لئے مقرر فرمایا تھا تا وہ واپس آکر آنحضور ﷺ کے تازہ بتازہ فرمانوں کو سُن کر عمل کر سکیں۔

آنحضور ﷺ کی وفات کے بعد جب مسلمان اور صحابہؓ دنیا بھر میں پھیلنے لگے تو وہ اپنے کانوں سے سماعت کی گئی احادیث کو بھی ساتھ لے گئے۔ اسلام کے چاروں اماموں اور فقہاء نے اصل روٹ تک پہنچنے اور جاننے کے لئے سینکڑوں میل کا سفر اونٹوں اور گھوڑوں پر کیا۔ اور احادیث کو ہمارے لئے جمع فرمایا جو ایک حقیقی علمی اور روحانی خزانہ ہے قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے۔ فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا و الآخرہ۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہترین صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان علم حاصل کرے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے (ابن ماجہ ثواب معلم الناس الخیر) ویسے بھی اپنے علم کو جو انسان اپنے پیچھے چھوڑ جائے اور لوگ اس پر عمل کریں صدقہ جاریہ قرار دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ ثواب معلم الناس)

ہمارے رسولِ مقبول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارا ریاض الجنّہ (جنت کے باغوں) سے گزر ہو تو وہاں خوب چرو۔ صحابہؓ نے عرض کی یارسول اللہ! ریاض الجنّہ سے کیا مراد ہے تو آپ نے فرمایا کہ مجالس علمی، جن سے بھرپور استفادہ کیا کرو۔

آج کے دور میں جماعت احمدیہ میں علمی مجالس کا احاطہ کیا جائے تو mta کے ذریعہ خلیفہ وقت کے خطبات جمعہ سے علمی و روحانی فیوض و برکات سے حصّہ لینا ہے اور یہ دربار ہر ہفتہ ہم اہل ایمان کے لئے دنیا بھر میں سجایا جاتا ہے۔ پھر covid 19 کی وجہ سے جو ورچوئل ملاقاتیں خواتین و احباب اور عہدیداران کی حضور اقدس سے ہوتی ہیں وہ ایم ٹی اے ہم تک پہنچاتا ہے اور ہم ان سے محظوظ ہوتے اور پھر ان ارشادات پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ ابھی چند روز قبل ایک بچی نے رمضان المبارک کی مناسبت سے یہ سوال کیا کہ حضور! افطاری و سحری میں کیا تناول فرماتے ہیں؟ تو حضور نے فرمایا کہ جو میں صبح ناشتہ میں روز کھاتا ہوں وہ میں سحری میں کھالیتا ہوں اور جو میں شام کو کھانا کھاتا ہوں وہ افطاری کے وقت کھالیتا ہوں ہاں سنت رسولؐ پر عمل کرتے ہوئے ایک کھجور سے روزہ کھول لیتا ہوں۔ میں دیگر لوازمات جو لوگ عموماً رمضان میں کرتے ہیں ان سے میں پرہیز کرتا ہوں۔ جس سے انسان سست بھی ہوتا اور عبادت میں بھی خلل آتا ہے۔ اس لئے ہم سب کو حصول علم کے لئے ایم ٹی اے جیسی عظیم نعمت سے بھرپور فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔

پھر آج کل جماعتوں میں Zoom پر میٹنگز اور اجتماعات ہو رہے ہیں وہ بھی ایک قسم کی علمی مجالس ہیں ان سے بھی بھرپور استفادہ کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک موقع پر دینی علوم کی تحصیل، انسان صادق کی صحبت کو بھی قرار دیا ہے۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 401)

پھر ایک موقع پر آنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اور ایک اور روایت مُسْلِمَةٌ کے الفاظ کے اضافہ کے ساتھ بھی آتی ہے کہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم حاصل کرے۔ (ابن ماجہ باب فضل العلماء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام علوم دینیہ کے حصول کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"مانا کہ طلب علم ہر مرد و عورت پر فرض ہے جیسا کہ حدیث طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسلِمٍ وَ مُسْلِمَۃٌ سے ظاہر ہے مگر اول علوم دینیہ کا حصول فرض ہے جب بچے علوم دینی سے پورے واقف ہو جاویں اور ان کو اسلام کی حقیقت اور نور سے پوری اطلاع ہو جاوے تب ان مروّجہ علوم کے پڑھانے کا کوئی ہرج نہیں" (ملفوظات جلد10 صفحہ 393-394 مطبوعہ لندن)

ایک اور حدیث ہے جسے علماء و محدثین ضعیف سمجھتے ہیں مگر یہ حدیث معروف و مشہور ہے جس سے علم کی اہمیت اُجاگر ہوتی ہے کہ اُطْلِبُو العِلْمَ وَلَوْ بالصین کہ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین تک جانے کے لئے مشکل ترین راستوں میں سے گزرنا پڑے۔ سرکارِ دوعالم کے دَور میں بھی چین اپنی مختلف حدود کے ساتھ نہ صرف موجود تھا بلکہ اس وقت بھی علم کی آماجگاہ تھا۔ اس روایت میں حصول علم کی ترغیب اور اس کی افادیت بتلانی مقصود ہے۔ کیونکہ عرب سے چین جانا ایک جان جوکھوں کا کام تھا۔ راستے میں طویل و عریض صحرا کو عبور کرنا پڑتا تھا۔ جو سخت دشوار ترین ہوتا تھا۔ پھر تعلیم حاصل کرنے کے لئے کوئی عمر کی بندش بھی نہیں۔ فرمایا کہ مہد سے لحد تک علم حاصل کرو۔ اس کے لئے سب سے عظیم، بڑی اور بابرکت درس گاہ تو قرآن کریم ہے۔ جس سے ہم تمام بڑوں، نوجوانوں، بچوں اور عورتوں، بچیوں کو یکساں طور پر بھرپور فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ ہماری جماعت میں مختلف تراجم اور تفاسیر موجود ہیں۔ ان میں سے جو بھی میسر ہو اسے روزانہ کی بنیاد پر زیر مطالعہ رکھنا چاہیئے۔ یہ بھی علمی مجالس ہیں جن کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ اب تو اللہ تعالیٰ نے یہ علمی اور روحانی فیوض ہمیں نیٹ کے ذریعہ بھی میسر کروا رکھے ہیں۔ انہیں download کرکے استفادہ کرنا چاہئے۔ نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر مکرم عبد السلام نے ایٹم کو پھاڑنے اور باریک ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کا نسخہ قرآن کریم سے ہی ایجاد فرمایا۔ آج کل مادیت کے دور میں ہم میں سے بعض دنیوی علوم کو دینی علوم پر زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ اور بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کی ترغیب دلاتے ہیں اور

اس کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں۔ جبکہ دنیوی تعلیم کو اس وقت زیادہ چمک مل جاتی ہے جب وہ دینی تعلیم کو ساتھ ملا لیتے ہیں۔ جس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی حتیٰ کہ آنحضور ﷺ کی معیت بھی نصیب ہو جاتی ہے۔

ایک دفعہ آنحضور ﷺ کے دربار میں دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ جن میں ایک عابد اور دوسرا عالم تھا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ایک معمولی آدمی پر۔ پھر فرمایا کہ اللہ، اس کے فرشتے، آسمانوں اور زمین پر رہنے والے حتیٰ کہ بِل میں چونٹیاں اور پانی میں مچھلیاں بھی اس شخص کے لئے دعائیں کرتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتے ہیں۔ (ترمذی کتاب العلم)

اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:29) کہ بندوں میں سے علماء ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے مسجد میں دو قسم کے لوگوں کے حلقے دیکھے۔ ایک تلاوت اور دعاؤں میں مصروف تھے۔ دوسرے پڑھنے پڑھانے میں مشغول تھے۔ اس منظر کو دیکھ کر آپؐ نے فرمایا۔ دونوں نیک کام کر رہے ہیں اور یہ فرماتے ہوئے آپ پڑھانے والوں میں جا بیٹھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معلم اور استاد بنایا ہے۔ (ابن ماجہ باب فضل العلماء)

پھر ایک موقع پر فرمایا کہ یاد رکھو! علم کے بغیر عبادت میں کوئی بھلائی نہیں اور سمجھ کے بغیر علم کا دعویٰ درست نہیں اور تدبر و غور و فکر کے بغیر محض قرآت کا کچھ فائدہ نہیں۔

(سنن الدارمی)

جماعت احمدیہ کے پاس تو مسیح دوران حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی کتب اور فرمودات (ملفوظات) اور خلفائے جماعت کی کتب اور خطبات و خطابات کا ایک عظیم نادر خزانہ موجود ہے۔ جو قرآن کریم اور احادیث کی لاجواب تشریح و تفسیر پر مشتمل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودات اور ارشادات جو 10 جلدوں میں ملفوظات کے نام سے طبع شدہ ہیں ان کا

احاطہ کریں اور بغور مطالعہ کریں تو اس سے جہاں علم میں اضافہ ہوتا ہے وہاں ایمان وایقان اور تقویٰ وطہارت میں بھی اضافہ کا موجب ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تو خدائی اور الہامی تھا۔ اللہ تعالیٰ رہنمائی بھی کرتا رہا۔ لیکن وسعت مطالعہ کی داد دینے کو برابر اور مسلسل دل کرتا رہتا ہے۔ جس وقت آپ حافظ شیرازی، مثنوی رومی، شیخ سعدی کے فارسی اشعار و مقولے بر وقت اور بر محل استعمال فرماتے ہیں۔ تذکرہ اولیاء کے واقعات، مختلف مثالیں دے دے کر جب بات کو سمجھاتے ہیں تو آپؑ کے حق میں دعائیں نکلتی ہیں جس نے جماعت کو روحانی علم سے مالا مال کیا ہے۔

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

اصل میں جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں ان کی خدمت میں دین سیکھنے کے واسطے جانا بھی اک طرح کا حج ہی ہے۔ حج بھی خدا تعالیٰ کے حکم کی پابندی ہی ہے اور ہم بھی تو اس کے دین اور اس کے گھر یعنی خانہ کعبہ کی حفاظت کے واسطے آئے ہیں۔ (ملفوظات جلد 4 چہارم صفحہ 258) پس ہمیں روزانہ ان کتب کی صحبت سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور چند صفحات مطالعہ کر کے اور اس علم کو آگے پہنچا کر اس مقام تک رسائی کی کوشش کرنی چاہئے جہاں ہمیں اوپر بیان فرمودہ احادیث کی روشنی میں آنحضور ﷺ کی صحبت نصیب ہو۔

اور آنحضور ﷺ کی یہ دُعا حرز جان بنانی چاہئے ۔ اللھم انی اعوذبك من علم لا ینفعُ۔ (مسلم کتاب الذکر والدعاء)

کہ اے اللہ! میں اس علم سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو مجھے فائدہ نہ دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 مئی 2021ء)

﴿40﴾

رمضان میں دعاؤں کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے امسال رمضان المبارک میں احباب جماعت کو درج ذیل دعاؤں کی تحریک فرمائی ہے۔ قارئین الفضل آن لائن سے انہیں کثرت سے کرنے کی درخواست ہے۔

نمبر1۔ اھدنا الصراط المستقیم

نمبر2۔درود شریف

نمبر3۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ

نمبر4۔ مخالفین کے شر سے بچنے کے لئے دعا

نمبر5۔ مشکلات میں گرفتار احمدیوں کے لئے آسانیوں کی دعا

نمبر6۔ کورونا وبا سے دنیا کو نجات دلانے کے لئے دعا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 مئی 2021ء)

﴿41﴾

اے خواجہ! درد نیست وگرنہ طبیب ہست

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فارسی کے اس مصرعہ کو اپنے ارشاد بعنوان ”محبت الٰہی کے ذرائع“ کے تحت خداجوئی کے آداب بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے (ملفوظات جلد2 صفحہ 112) جس کے معانی ہیں ”حضرت! درد ہی نہیں ورنہ طبیب تو موجود ہے“ گویا اللہ تعالیٰ بطور طبیب تو ہر جگہ موجود ہے۔ اس سے علاج کروانے کے لئے اپنے اندر درد پیدا کرنا ضروری ہے۔

یہ حافظ محمد شیرازی کی فارسی نظم سے ایک مصرعہ ہے۔ جس کا پورا شعر یوں ہے۔

عاشق کہ شُد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ! درد نیست وگر نہ طبیب ہست

جس کا ترجمہ یوں ہے کہ کون ہے جو کسی کا عاشق ہوا ہو اور یار نے اس کے حال پر نظر نہ کی ہو۔ اے صاحب! درد ہی نہیں ورنہ طبیب تو موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شعر کو بھی ایک جگہ بیان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

”ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بیقرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ اُلوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے۔ بعض

لوگوں کا یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا۔ بالکل غلط اور باطل ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرات نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر اپنا فضل کیا ہے یہ کسی نے بالکل سچ کہا ہے۔

عاشق کہ شُد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ! درد نیست و گرنہ طبیب ہست

خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اُس کے حضور پاک دل لے کر آجاؤ۔ صرف وہ اتنی ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنادیتی ہے۔ اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لا انتہا فضل و برکات ہیں مگر ان کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائیدیں کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 352-353 ایڈیشن 1984ء)

ایک انسان اپنے ڈاکٹر، طبیب یا فزیشن سے اسی وقت رابطہ کرتا ہے جب وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے اور اپنی تکلیف اور درد کا ذکر کر کے دوا لیتا، علاج کرواتا اور صحت یاب ہوتا ہے۔ یہی ایک مومن کی روحانی زندگی کی کیفیت ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ منوانے کے لئے اپنے اندر درد پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا پڑتا ہے۔ راتوں کی سہانی نیند کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے وقف کرنا پڑتا ہے۔ جس طرح مادی تکلیف اور درد میں انسان کی آہیں نکلتی ہیں۔ ویسے ہی رونی صورت اور اپنے اندر درد کا احساس بنانا ہوتا ہے۔ کسی نے تو یہ بھی کہا ہے کہ اگر دعا کرتے رونا نہ آئے تو رونے والی صورت ہی بنالی جائے۔ قبولیت دُعا کے جو اصول اور آداب اسلام نے بیان فرمائے ہیں ان میں پہلا قرینہ بھی یہی ہے۔

اولاد کا اپنے والدین کے ساتھ محبت اور عزت و احترام کے مثالی رشتہ کو بھی یہاں بیان کیا جاسکتا ہے۔ والدین کو تو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ھی ہے، بچے بھی اپنے والدین کے ساتھ عزت و تکریم کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ حافظ شیرازی کے اس شعر کا پہلا مصرعہ اس لاجواب رشتے پر بطور مثال کے پیش کیا جاتا ہے کہ کون ہے جو کسی کا عاشق ہوا ہو اور یار (محبوب) کو اس کے حال پر نظر نہ ہوئی ہو۔

والدین کو اپنی اولاد کی ضروریات کی اطلاع تو روحانی نظر سے معلوم ہو جاتی ہے اور اولاد کو بھی والدین کی حالت سے آگاہی روحانی نظر سے ہو جاتی ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے کی خیر و عافیت اور حال احوال پوچھ لیتے ہیں اور ایک دوسرے کے درد، دُکھ اور تکلیف کو غیبی نظر سے معلوم کر لیتے ہیں کیونکہ اس مضمون میں ایسا درد اور کرب بیان ہوا ہے جو خود کو بھی محسوس ہو اور دوسرے بھی محسوس کر کے اس کے لئے دُعا کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک شعر سے اس اداریہ میں درج مضمون کی عکاسی ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

جو درد سسکتے ہوئے حرفوں میں ڈھلا ہے
شاید کہ یہ آغوشِ جدائی میں پلا ہے

یعنی انسان کے اندر جب ''درد'' والی کیفیت پیدا ہو تو پھر وہ ایسے حرفوں میں ڈھل جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور درجہ قبولیت پاتے ہیں بالخصوص جدائی کے درد میں خدا کے حضور کہے ہوئے چند بول ایسی جگہ جا پہنچتے ہیں جہاں وہ قبولیت کی سند پاتے ہیں۔

اب ہم رمضان کے مبارک دنوں سے گزر رہے ہیں۔ ''رمضان'' کے لغوی معنی ''تپش'' اور ''صوم'' کے لغوی معانی ''رُکنے'' کے ہیں۔ اگر ہم میں ہر ایک اپنے اندر روحانی گرمائش پیدا کرنے اور بُرائیوں سے رُکنے کے لئے اپنے آپ کو درد میں ڈالے گا تو ضرور وہ اللہ کے دربار میں جگہ پائے گا۔ کہتے ہیں سونا آگ میں پڑ کر ہی کندن ہوتا ہے۔ لوہے کو جب تک آگ سے نہ گزارا

جائے وہ ایسی Shape اختیار نہیں کرتا جس کو کسی اچھے طریق پر استعمال کیا جا سکے۔ ہیرے کو بھی تیز ترین دھار سے تراش کر کسی ہار یا انگوٹھی کا حصہ بنایا جاتا ہے ورنہ تو وہ دکھنے میں ایک عام پتھر لگتا ہے۔

الٰہی جماعتوں کی مخالفت بھی روحانیت اور اخلاقیات میں نکھار پیدا کرتی ہیں۔ انگریزی میں کہتے ہیں۔

More you press, more will rise کہ کسی چیز کو آپ جتنا دبا کر رکھیں گے وہ پوری طاقت کے ساتھ اپنا سر نکالتی ہے۔ کسی نے اُس کی مثال سات ربڑی گیند سے دی ہے کہ اس کو جس طاقت اور زور سے زمین پر پٹکیں گے وہ اس سے کہیں بڑھ کر اُبھرے گا۔ الجزائر اور پاکستان میں مخالفین کی طرف سے جماعت احمدیہ کی جو مخالفت ہو رہی ہے۔ جماعت کو جو مختلف پابندیوں کا سامنا ہے جس کا ذکر ہمارے پیارے آقا گزشتہ کچھ خطبات میں کر کے احباب جماعت سے دُعاؤں کی درخواست فرما رہے ہیں۔ اس کے مقابل پر اللہ تعالیٰ دنیا بھر میں ترقی اور فتوحات کے راستے کھولتا رہتا ہے جس کا اعتراف ہمارے مخالفین بھی کرتے ہیں بالخصوص اس امر کا اظہار کہ افریقہ اور یورپ نیز مغربی دنیا میں اسلام کے بارے میں معلومات لینے کے لئے غیر مسلم، اسلام کا نمائندہ سمجھتے ہوئے جماعت احمدیہ کے مبلغین سے رابطہ کرتے ہیں۔ یہ صرف اس مخالفت کا صلہ ہے جس کا جماعت احمدیہ کو پاکستان میں سامنا ہے۔ رمضان کے مبارک دنوں میں جماعت کے لئے بالخصوص پاکستان اور الجزائر میں بسنے والے احمدی مسلمانوں کے لئے بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اور ہر آن ہر حال میں اور ہر تکلیف و درد میں اللہ کی طرف جھکنا، اس سے مدد طلب کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مضمون کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے خالق حقیقی سے تعلقات استوار کرنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 مئی 2021ء)

﴾42﴿

دوا اپنے وزن کے مطابق استعمال سے ہی فائدہ دیتی ہے!

خاکسار کا ایک آرٹیکل بعنوان ”اے خواجہ! درد نیست وگرنہ طبیب ہست“ یعنی اے صاحب! درد ہی نہیں وگرنہ طبیب تو موجود ہے کمپوز ہو کر بغرض اشاعت ادارہ الفضل آن لائن کو بھجوایا ہی تھا کہ میری نظروں سے مطالعہ کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد گزرا کہ طبیب کے لکھے گئے نسخہ کے مطابق دوا استعمال کی جائے تو اثر رکھتی ہے۔ اگر تحریر شدہ نسخہ سے کم dose لی جائے تو دوا اثر نہیں رکھتی اور زیادہ کھالی جائے تو دوا الٹا اثر کرتی ہے۔ یہی کیفیت عبادات، حقوق اللہ اور حقوق العباد میں ہے اور ان میں بھی میانہ روی اور اعتدال پسندی ضروری ہے۔

ان دونوں عناوین یعنی درد ہی نہیں ورنہ طبیب تو موجود ہے اور اس اداریہ بعنوان ”طبیب کے لکھے گئے نسخہ کے مطابق دوا کا استعمال اثر کرتا ہے“ میں بہت گہرا تعلق ہے۔ اول الذکر میں طبیب یعنی خدا تعالیٰ سے علاج کے لئے انسان کو تکلیف اور مشقت میں ڈالنا ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عبادت کے لئے دُکھ اٹھانے سے ہمیشہ یہ مراد لی جاتی ہے کہ انسان ان کاموں سے رُکے جو عبادت کی لذت کو دور کرنے والے ہیں۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 80) اور ثانی الذکر عنوان کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

1۔ ادویات، طبیب کے نسخہ کے مطابق استعمال کرنے سے اثر کرتی ہے

2۔ عبادات اور حقوق العباد میں میانہ روی اختیار کرنا

مادی طبیب کے نسخہ کے مطابق ادویات کے استعمال کی بات کریں تو سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کا یہ ارشاد سامنے رہنا ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"یہ خیال نہ کرو کہ توبہ کرنا، مرنا ہوتا ہے۔ خدا قلیل شے سے خوش نہیں ہوتا اور نہ وہ دھوکہ کھاتا ہے۔ دیکھو! اگر تم بھوک کو دور کرنے کے لئے ایک قطرہ پانی کا پیو تو ہر گز تمہاری مقصد براری نہ ہو گی۔ ایک مرض کے دفع کرنے کے واسطے ایک طبیب جو نسخہ تجویز کرتا ہے جب تک اس کے مطابق پورا پورا عمل نہ کیا جائے تب تک اس کے فائدہ کی امید امر موہوم ہے اور پھر طبیب پر بھی الزام۔ غلطی اپنی ہی ہے۔ اس طرح توبہ کے واسطے مقدار ہے اور اس کے بھی پرہیز ہیں، بدپرہیز بیمار، صحت یاب نہیں ہو سکتا۔" (ملفوظات جلد 4 صفحہ 297)

البدر نے الفاظ یوں نوٹ کئے ہیں۔ "یہی سنت اللہ ہے کہ جب تک کوئی چیز اپنے مقرر وزن تک استعمال نہ کیا جاوے تب تک بے فائدہ ہے۔" (ملفوظات جلد 4 صفحہ 297)

زندگی میں ہر چیز وزن کے مطابق کی جائے اور ہر امر میں میانہ روی اختیار کی جائے تو زندگی معتدل اور صحت مند رہتی ہے۔ آج کل مہذب دنیا میں دوائیاں بنانے والی کمپنیاں دوائی کی ڈبیہ پر ہی Doses لکھ دیتی ہیں یا ڈاکٹرز کی رائے لینے کو کہتی ہیں۔ حتیٰ کی ڈبیہ پر یہ بھی لکھا ہوتا ہے۔

Dont exceed more then (such a number) in one day

پھر ڈاکٹر یا G P ورزش یا سیر میں تھکاوٹ نہ ہونے پائے۔

جونہی تھکاوٹ محسوس ہو تو ورزش کرنی ترک کر دیں حتیٰ کہ آپریشن بالخصوص دل کے آپریشن کے بعد اسی طرح کی ہدایت مریض کو دی جاتی ہے۔ ورزش کی بات ہوئی ہے تو یہاں اپنے بزرگوں کی اس بابرکت ادا کو لکھنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر طبیب کوئی ورزش میں تعداد بتائے تو اسے طاق میں کرنا چاہئے کیونکہ خدا کو طاق کا عدد پسند ہے۔

بچوں کی تربیت کے حوالہ سے کہا جاتا ہے کہ نہ زیادہ پیار کریں اور نہ زیادہ سختی۔ میانہ روی رکھیں جو تربیت کے اصول کے عین مطابق ہے۔ کہتے ہیں نہ اتنا جھکو کہ روندھ دئے جاؤ اور نہ اتنا اکڑو کہ توڑ دئے جاؤ۔

پھر اپنی اولاد میں برابری کی بھی تعلیم ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (المائدہ) کہ عدل کرنا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

اب اس مضمون کے دوسرے حصہ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد میں میانہ روی اختیار کرنے کی اسلامی تعلیم کی طرف آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو عبادات کی تعداد بیان فرمائی ہے۔ خواہ فرض نمازوں میں رکعات کی تعداد ہوں یا نوافل کی تعداد۔ اس میں بھی میانہ روی اختیار کرنے کی تعلیم ہے۔ آنحضور ﷺ کے دور میں ایک صحابیہ رات کو اپنے سر کی چوٹی کو چھت سے رسّی کے ساتھ باندھ کر عبادت کرنے لگی کہ جب نیند آئے تو جھٹکے سے آنکھ کھل جائے۔ آنحضور ﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو حضورؐ نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:۔ اِنَّا لِنفسِكَ عَلَيكَ حقًّا۔ کہ تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ بروقت سونا اور نیند پوری کرنا ضروری ہے۔ باجماعت نماز میں امام الصلاۃ کو ہدایت ہے کہ نماز میں مقتدیوں کا خیال رکھتے ہوئے اعتدال سے کام لے۔

آنحضور ﷺ نے بھی اپنی رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ پہلا حصہ عوام کے لئے، دوسرا حصہ اہل خانہ کے لئے، تیسرا اور آخری حصہ اللہ کے لئے۔ اور اس میں بھی 10 رکعات ادا فرماتے اور ایک رکعت (وتر) کے ساتھ ان تمام کو وتر کرتے۔ یوں رات کی نماز کی رکعات وتر ہو جاتیں جبکہ دن کی نمازوں کی رکعات مغرب کی رکعت سے وتر ہوتی ہیں۔

اب بعض لوگ تہجد کی 20،20 رکعات ادا کرتے ہیں جس کا سنت نبوی میں ذکر نہیں۔ اگر سنت رسولؐ کی پیروی کرنی ہے تو وہ اپنائیں جس طرح رسول خدا ﷺ کیا کرتے تھے۔

نماز جمعہ کے بعد تجارت کرنے کا حکم بھی قرآن میں موجود ہے۔ رمضان میں قرآن کریم کے دَور کے دور ختم کرنا بھی سنت رسول کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو 7 منازل میں تقسیم کر رکھا ہے۔ اور ہر روز ایک منزل کی تلاوت کرنا سنت رسولؐ ہے یوں سات دنوں میں قرآن کریم کا دَور مکمل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جو لوگ ایک منزل روزانہ تلاوت نہ کر سکتے ہوں تو روزانہ چند رکوع اور رمضان میں ایک پارہ روزانہ تلاوت کر کے میانہ روی اختیار کر سکتے ہیں۔

اسلام نے تو وضو کرتے وقت بھی میانہ روی کی تعلیم دی ہے۔ یہ درست ہے کہ ہم وضو کرتے وقت تمام اعضاء کو ان طریقوں کے مطابق دھوئیں جو سنت رسولؐ ہے لیکن شک، وہم کی بناء پر اعضاء کو بار بار دھوتے جانا مناسب نہیں۔

الغرض اسلام ہر کام کو حد اعتدال میں رہ کر کرنے کا حکم دیتا ہے ہمیں اپنی مادی اور روحانی زندگی میں اسے ہر حال مد نظر رکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 مئی 2021ء)

﴾43﴿

خدمت دین کا جوش رکھنے والے متوجہ ہوں

جماعت احمدیہ کا یہ حسن ہے کہ ہر بندہ خدمات کے جذبات سے سرشار نظر آتا ہے اور خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ ادارہ ہذا کو ورڈ (WORD) میں کمپوزنگ کرنے والے ایسے احباب وخواتین کی ضرورت ہے جو فی سبیل اللہ خدمت سرانجام دے سکیں۔

امید ہے ایسے دوست اپنے نام، واٹس ایپ فونز اور ای میلز ادارہ کو درج ذیل ایڈریس پر مطلع فرمائیں گے۔ فجزاکم اللہ خیرا

Email: info@alfazlonline.org

Whatsapp: 0044 7951614020

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 مئی 2021ء)

﴿44﴾

روحانی اولاد

پچھلے دنوں ٹی وی پر ایک پاکستانی سیاستدان، صحافیوں سے پوچھ رہے تھے کہ کیا آپ پسند کریں گے کہ آپ کی اولاد فلاں فلاں سیاستدان (اپنے مخالف سیاستدانوں کے نام لیتے ہوئے) کی طرح ہو۔ خود ہی جواب دیتے ہیں۔ ہر گز نہیں لیکن میں اپنی اولاد کے بارے میں یہ خواہش رکھوں گا کہ وہ میرے لیڈر (اپنے لیڈر کا نام لیکر) کی طرح ہو۔

اُس کی یہ بات سُن کر بہت سے سوال میرے ذہن میں پیدا ہوئے۔ کہ ایک مسلمان سے اگر کوئی پوچھے تو وہ فوراً بولے گا کہ میں پسند کروں گا کہ میری اولاد آقا و مولا حضرت محمد مصطفٰے ﷺ جیسی ہو۔ آپؐ کی سیرت سے رنگین ہو۔ آپ کی خوبیوں کو اپنا حصّہ بنائے۔ صحابہؓ کی ہر آن یہی کوشش رہی اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں کوشاں رہتے تھے کہ کون اپنے آقا کی خوبیاں اپنانے میں سبقت لے جائے۔ صحابہؓ کی تو یہ کیفیت تھی کہ وہ آپ کی ہر ادا کو اپنانے میں لگے رہتے۔ صحابہؓ آپس میں جب ملتے تو پوچھا کرتے کہ آنحضور ﷺ کی کوئی نئی بات؟۔ ان کے بیٹھنے کا طرز وہ ہوتا جو اُن کے آقا کا تھا، اُن کا کھڑا ہونا آنحضور ﷺ کے کھڑے ہونے سے مماثلت رکھتا تھا۔ حضرت عمرؓ ایک دفعہ ایک سفر کے دوران قافلہ سے الگ ہو کر ایک درخت کے نیچے اس طرح بیٹھ گئے جیسے قضائے حاجت کے لئے بیٹھا جاتا ہے حالانکہ آپ کو قضائے حاجت کی کوئی ضرورت محسوس نہ ہو رہی تھی۔ آپ نے قافلہ کو join کرتے ہوئے اہل قافلہ سے کہا کہ میرے آقا نے اس راستہ پر سفر کرتے ہوئے اس درخت کے نیچے بیٹھ کر پیشاب کیا تھا۔ میں بھی حُب رسولؐ میں اس درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ حالانکہ مجھے کوئی حاجت محسوس نہ ہو رہی تھی۔

صحابہؓ پر تو یہ شعر صادق آتا ہے۔

ہر رہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے
شاید وہ گزرے ہوں اس رہ گزر سے

صحابہؓ تو محبت رسول میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے اس قدر keen تھے کہ جمعہ کے روز پہلی صف میں بیٹھنے کے ثواب کے حصول کی خاطر دوڑ لگی رہتی تھی۔ جب آنحضور ﷺ نے امیر صحابہؓ کی مالی قربانیوں کے مقابل غریب صحابہ کو سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھنے کی تلقین فرمائی تو امیر صحابہؓ کو اس کا علم ہونے پر انہوں نے بھی یہ تسبیحات پڑھنا شروع کر دیں۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی دوڑ لگی رہتی۔ اور حضرت ابو بکرؓ ہمیشہ آگے نکل جاتے تھے۔ اسی طرح ایک بار حضرت عمرؓ کی بسیار کوشش کے باوجود جب ابو بکرؓ نیکی میں آگے نکل گئے تو حضرت عمرؓ نے ایک لمبی سانس بھرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بڈھا آگے نہیں بڑھنے دیتا۔

اس روحانی اولاد کی اطاعت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ آنحضور ﷺ نے مسجد کے اندر موجود صحابہؓ سے فرمایا ''بیٹھ جاؤ'' ایک صحابی جو مسجد کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اُن کے کانوں میں اپنے آقاؐ کی آواز میں بیٹھ جاؤ کے الفاظ پڑے تو وہ فدائی اور اطاعت گزار صحابی مسجد کے باہر ہی بیٹھ گئے اور پرندے کے پھدکنے کی طرح مسجد کی طرف بڑھنے لگے۔

ایک دفعہ عید الاضحیٰ پر ایک صحابی نے عید کی نماز سے قبل قربانی کر دی۔ آنحضور ﷺ کے علم میں آنے پر آپ نے فرمایا۔ وہ دوبارہ قربانی کرے نماز عید سے قبل قربانی نہیں ہوتی۔ تو اُس صحابی کو کسی تیسرے شخص کے ذریعہ جب پیغام ملا تو وہ فوراً اس پیغام کی اطاعت میں دوبارہ مینڈھا ذبح کرنے پر راضی ہو گئے۔

اس روحانی اولاد نے تو نشے کی حالت میں شراب حرام قرار دیئے جانے کا اعلان سنتے ہی شراب کے مٹکے توڑ دیئے تھے۔ یہی وہ روحانی اولاد ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکوثر میں بیان فرمایا ہے۔ جب مشرکین نے آنحضور ﷺ کی نرینہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے ''ابتر'' ہونے کا

الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ نے اس الزام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے تجھے الکوثر عطا کی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ الکوثر سے مراد روحانی اولاد ہے جو انسان کے اقبال اور عزت کو بڑھانے کا موجب ہوتی ہے۔ اب دیکھیں! اللہ تعالیٰ نے آپ کی روحانی اولاد کو دنیا بھر میں پھیلا دیا اور ہر طرف سے ہر وقت ”اللھم صل علیٰ محمد و الِ محمد“ کی صدائیں بلند ہوتے اور آپ کی سیرت و سوانح کو تقاریر اور تحریرات میں بیان کرتے دیکھا جاتا ہے۔ ان میں عالمگیر جماعت احمدیہ کے دنیا بھر میں پھیلے مُومن بدرجہ اولیٰ شامل ہیں جو صدق دل سے اپنے آقا و مولاؐ پر نہ صرف درود پڑھتے بلکہ آپؐ کے ہر فرمان پر پورے صدق دل سے عمل کرتے ہیں اور آپؐ کی سیرت کو مختلف محفلوں میں بیان کرتے ہیں۔ اور سچے دل سے اپنے آقا سے محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک موقع پر آپؐ کی سیرت اور خوبیوں کا ذکر فرما کر احباب کو اپنے جسموں میں انہیں اُتارنے کے لئے ”چھوٹا محمد“ بننے کی تلقین فرمائی تھی۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے پیارے ملک میں ہر سیاسی لیڈر، ہر مذہبی رہنما، سکالر، ہر تنظیمی امیر کو اپنے اپنے متبعین کو آنحضور ﷺ کی سیرت کو اپنانے کی تلقین کرنی چاہیے، تا ملک کو اس میں پھیلے ہوئے جھوٹ، چوری چکاری، ڈاکہ زنی، قتل وغارت، بے جا عیوب کی تشہیر اور جھوٹے مقدموں سے نجات ملے۔ اور جن مقاصد کے لئے یہ مملکت خداداد حاصل کی گئی تھی وہ جلد حاصل ہو اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حقیقی نام لیوا احمدی مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ کا نام لینے اور اسلام کی حقیقی تعلیم کی تشہیر کی اجازت ہو۔

اے اللہ! ہمارے پیارے امام گزشتہ چار ماہ سے پاکستان کی سلامتی کے لئے دعاؤں کی جو تحریک فرما رہے ہیں اور خلیفۃ المسیح اور دنیا میں پھیلے احمدی احباب جو دعائیں کر رہے ہیں ان کو قبول فرما اور پاکستان میں بسنے والے احمدی احباب کی جان و اموال کی حفاظت فرما اور کھلم کھلا اسلام کے خدا اور رسولؐ کی تعلیمات کو عام کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 مئی 2021ء)

﴿45﴾

کانوں کی افادیت

رَبَّنا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً کے تحت انسان کے تمام اعضاء انسان کے اپنے لئے اور مخلوقِ خدا کے لئے مفید ہیں اور ان کے غلط اور غیر محل استعمال پر وہ پوچھے جائیں گے۔ ان اعضاء میں سے ایک عضو ''کان'' ہے۔ جو انسانی تخلیق میں سب سے پہلے پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المومنون آیت 79 میں فرمایا ہے:۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ لَکُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْئِدَۃَ۔ ترجمہ: کہ وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کئے۔۔ اور بچے کی پیدائش کے معاً بعد کان میں اذان اور اقامت کہنے کا حکم ہے اور گڑتی کے لئے زبان کا استعمال بعد میں آتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

''ارتقائی منازل میں سب سے پہلے قوت شنوائی عطا ہوئی تھی اور اس کے بعد بصارت اور پھر وہ دل انسان کو عطا کئے گئے جو گہری بصیرت رکھتے ہیں''۔ (تعارف سورۃ المومنون 578)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور احادیث میں بھی بعض جگہوں پر قوت سماعت و شنوائی کو قوت بینائی پر فوقیت دی ہے۔ احادیث میں حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جہاں اللہ تعالیٰ کی 99 صفات کا ذکر فرمایا ہے وہاں بھی صفت السمیع، صفت البصیر سے پہلے بیان ہوئی ہے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب جامع الدعوات)

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں بُتوں کا ذکر فرمایا وہاں بھی ان کے بارے میں لکھا کہ: لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ (مریم:43) کہ وہ بُت سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے۔

اسی طرح سورۃ مریم میں ہی جہاں یوم حساب سے انکار کرنے والوں کا ذکر ہے وہاں اَسۡمِعۡ بِهِمۡ وَ اَبۡصِرۡ کے الفاظ درج ہیں کہ اس دن ان کی قوت شنوائی بہت تیز ہو گی اور نظریں بھی بہت تیز ہونگی۔ (مریم:39)

اللہ تعالیٰ مومنوں کی اطاعت کے سلسلہ میں سَمِعۡنَا وَ اطَعۡنَا فرماتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کا حکم سُن لیا ہے اور ہم اس کے دل سے فرمانبردار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو ان دونوں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ "تم ڈرو نہیں۔ یقیناً میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ اَسۡمَعُ وَ اَرٰی کہ میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ (طٰہٰ:47)

کانوں کی دوسرے اعضاء بالخصوص آنکھوں اور زبان پر فوقیت کا ذکر ہو رہا ہے۔ احادیث کا مطالعہ کریں تو آنحضور ﷺ کا ایک وعظ ملتا ہے جو آپ نے فجر کی نماز کے بعد صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ جسے صحابہ نے سن کر فرمایا کہ یا رسول اللہ! یہ تو الوداعی وعظ لگتا ہے۔ جس کا آغاز ان الفاظ سے تھا کہ اُوۡصِیۡکُمۡ بِتَقۡوَی اللّٰہِ وَالسَّمۡعَةِ وَالۡاِ طَاعَةِ (ترمذی کتاب العلم) کہ آنحضور ﷺ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے بات سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

اسی طرح آنحضور ﷺ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا تھا۔ میں بھی تم کو پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں۔ جن کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے۔

- جماعت کے ساتھ رہو
- امام وقت کی باتیں سنو
- اس کی اطاعت کرو
- دین کی خاطر وطن چھوڑنا پڑے تو وطن چھوڑ دو

- اور اللہ کے رستہ میں جہاد کرو (حدیقہ الصالحین از ملک سیف الرحمن صفحہ 226)

آنحضور ﷺ نے ظاہری و باطنی بیماریوں سے بچنے کے لئے جو دعا سکھلائی ہے اس کے بھی الفاظ ہیں۔

اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبُكْمِ کہ میں بہرے اور گونگے پن سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(مستدرک حاکم کتاب الدعاء جلد 1 صفحہ 531)

الغرض اطاعت کا کانوں کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ وعظ و نصیحت اور خطبات و دروس وغیرہ کانوں سے سُنے جاتے ہیں۔ اور پھر ان نیک باتوں کو عملی شکل پہنائی جاتی ہے۔ مندرجہ بالا حدیث میں بہت وضاحت کے ساتھ امام وقت کی باتیں سُن کر عملی جامہ پہنانے کی تلقین ہے۔ خلیفہ وقت کے خطبات، خطابات باقاعدگی اور پوری مستعدی سے سُن کر اُن تمام باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ آج کل حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف ممالک کے احمدی عہدیداران اور احباب جماعت سے ورچوئل ملاقاتیں فرما رہے ہیں جو ایم ٹی اے پر نشر ہوتی ہیں ان کو باقاعدگی سے سنیں۔ ان میں بہت ہی چھوٹی چھوٹی باتیں قابل تقلید ملتی ہیں جیسے حال ہی میں آسٹریلیا جماعت کے عہدیداران سے ورچوئل ملاقات میں مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے عائلی اور رشتہ ناطہ کی مشکلات کا ذکر فرمایا جس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ:

میرے خطبات، تقاریر خاص طور پر لجنہ کی تقاریر غور سے سنیں، خدام سے بھی بیان کرتا ہوں، انصار کو بھی خطبات میں ذکر کرتا رہتا ہوں۔ دراصل صبر و حوصلہ کم ہو گیا ہے۔ لڑکے کی بھی غلطیاں ہوتی ہیں اور لڑکی کی بھی۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرتے ہیں مگر آنحضرت ﷺ کی اس بات کو یاد نہیں رکھتے کہ جب رشتے کرو تو دین کو دنیا پر ترجیح دیا کرو۔ مادیت کا اثر ہمارے معاشرے میں بھی ہو رہا ہے۔ اس لئے جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کو تربیت کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ (خلاصہ)

بہت سے اخلاقیات کا تعلق بھی کانوں سے ہے۔ ارد گرد کے ماحول سے نیکی کی باتیں جو سننے کو ملتی ہیں تو ان پر فوراً عمل کرنے کی فکر ہو تو اخلاقیات بہتر ہوتے ہیں۔ پس لازم ہے کہ ہم سمعنا و اطعنا پر عمل کریں اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔

جہاں اچھی اور نیک باتیں کانوں میں پڑتی ہیں وہاں بُری اور اخلاقیات کو تباہ کرنے والی باتیں بھی کانوں میں پڑتی ہیں۔ جس طرح آنکھوں کا زنا ہے اسی طرح کانوں کی شہوت اور خیانت ہے۔ گانے اور بے ہودہ کلمات سننے سے بھی اخلاقیات تباہ ہوتے ہیں۔ آج کل سوشل میڈیا پر جو واہیات اور خراب الاخلاق ویڈیو یا میسجز آتے ہیں تو ان کا تعلق جہاں آنکھوں سے ہوتا ہے وہاں کانوں سے بھی سُن کر محظوظ ہوا جاتا ہے۔

غالباً 1992ء یا 1993ء کی بات ہے کہ خاکسار نے قادیان میں جلسہ سالانہ کے دنوں میں ایک انڈین اردو اخبار میں مختصر سا آرٹیکل بعنوان ''دو کان'' پڑھا تھا۔ جس میں مضمون نگار نے لکھا تھا کہ انسان کو دو کان اور ایک زبان ملی ہے مگر وہ اپنے دو کانوں سے بات سنتا کم ہے اور زبان کے ذریعہ باتوں کو آگے زیادہ پہنچاتا ہے۔ اس پر خاکسار نے کان اور دیگر اعضاء کے بر محل استعمال پر اسلامی تعلیمات بیان کی تھیں۔ اسلام نے بھی افواہ سازی کے حوالہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ انسان دو کانوں سے بات سنتا اور بغیر تحقیق کے فوراً آگے پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ: لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایِنَةِ۔ کہ سنی سنائی خبر دیکھی ہوئی بات کے برابر نہیں ہو سکتی۔ ایسے لوگوں کو کانوں کا کچا کہا جاتا ہے۔ الٰہی جماعتوں کی قانون خداوندی کے مطابق مخالفت بھی ہوتی ہے۔ گالیاں بھی سننے کو ملتی ہیں، جو صبر کے ساتھ سُن کر دشمنوں کے حق میں دُعا کر دی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

گالیاں سُن کر دعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 مئی 2021ء)

﴿46﴾

درازی عمر کاراز

سیر الیون کے شہر Bo کے قیام میں خدمت دین کرتے ہوئے اگر شام کو کوئی جماعتی پروگرام نہ ہوتا تو ہم پاکستانی ایک دو گھنٹے اکھٹے بیٹھ جاتے یا سیر وغیرہ کر لیتے۔ ایک دن مکرم پروفیسر عبدالسلام ظافر مربی ہاؤس میں آئے اور کہنے لگے کہ آئیں! آج ڈاکٹر ادریس بنگورا کو مل کر آتے ہیں۔ (ڈاکٹر بنگورا ایک افریقن ڈاکٹر تھے۔ موصی، متقی اور باعلم انسان تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر کتب پڑھ رکھی تھیں۔ بعد میں نائب امیر کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ گزشتہ سال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نمائندگی میں سیر الیون کے دورہ کے دوران Masiaka Town میں واقع قطعہ موصیان میں آپ کی قبر پر خاکسار کو دُعا کرنے کا موقع میسر آیا) ان کے کلینک میں ملاقات کے دوران مکرم ظافر صاحب نے دریافت کیا کہ ڈاکٹر صاحب! کیا آپ کے پاس کوئی ایسا نسخہ ہے جس کے استعمال سے انسان لمبی عمر پائے اور صحت مند رہے تو ڈاکٹر صاحب نے فوراً ہاں میں جواب دیتے ہوئے سورۃ الرعد کی آیت 18 کی تلاوت فرمائی اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ کہ جو مخلوق خدا کے لئے نفع رساں وجود بنتی ہے وہ زمین پر زیادہ دیر تک رہتی ہے۔

اس عنوان کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات ہدیہ قارئین الفضل ہیں۔

• آپؑ فرماتے ہیں:

”ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ اس کی عمر دراز ہو، لیکن بہت ہی کم ہیں وہ لوگ جنہوں نے کبھی اس اصول اور طریق پر غور کی ہو جس سے انسان کی عمر دراز ہو۔ قرآن شریف نے ایک اصول بتایا ہے۔ وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ (الرعد:18) یعنی جو نفع رساں وجود ہوتے

ہیں۔اُن کی عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو درازئ عمر کا وعدہ فرمایا ہے جو دوسرے لوگوں کے لیے مفید ہیں۔حالانکہ شریعت کے دو پہلو ہیں۔ اوّل خدا تعالیٰ کی عبادت۔ دوسرے بنی نوع سے ہمدردی۔ لیکن یہاں یہ پہلو اس لیے اختیار کیا ہے کہ کامل عابد وہی ہوتا ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے۔ پہلے پہلو میں اوّل مرتبہ خدا تعالیٰ کی محبت اور توحید کا ہے۔اس میں انسان کا فرض ہے کہ دوسروں کو نفع پہنچائے۔اور اس کی صورت یہ ہے۔اُن کو خدا کی محبت پیدا کرنے اور اس کی توحید پر قائم ہونے کی ہدایت کرے۔" (ملفوظات جلد 3 صفحہ 92-93 ایڈیشن 2016ء)

• پھر آپؑ فرماتے ہیں:

"جو لوگ دین کے لیے سچا خوش رکھتے ہیں۔اُن کی عمر بڑھائی جاوے گی اور حدیثوں میں جو آیا ہے کہ مسیح موعود کے وقت عمریں بڑھادی جاویں گی۔اس کے معنے یہی سمجھائے گئے ہیں کہ جو لوگ خادمِ دین ہوں گے اُن کی عمریں بڑھائی جاویں گی جو خادم نہیں ہو سکتا وہ بڈھے بیل کی مانند ہے۔کہ مالک جب چاہے اُسے ذبح کر ڈالے۔اور جو سچے دل سے خادم ہے۔وہ خدا کا عزیز ٹھہرتا ہے اور اس کی جان لینے میں خدا تعالیٰ کو تردد ہوتا ہے۔اس لیے فرمایا وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ (الرعد:18)" (ملفوظات جلد 3 صفحہ 166-167 ایڈیشن 2016ء)

• مسیح موعود کے دور میں درازئ عمر کا راز بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں

"احادیث میں جو آیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں عمریں لمبی ہو جائیں گی۔اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ موت کا دروازہ بالکل بند ہو جائے گا اور کوئی شخص نہیں مرے گا۔ بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مالی، جانی نصرت میں اس کے مخلص احباب ہوں گے۔ اور خدمت دین میں لگے ہوئے ہوں گے۔اُن کی عمریں دراز کر دی جائیں گی۔اس واسطے کہ وہ لوگ نفع رساں وجود ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ (الرعد:18)

یہ امر قانونِ قدرت کے موافق ہے کہ عمریں دراز کر دی جائیں گی۔اس زمانہ کو جو دراز کیا ہے یہ بھی اس کی رحمت ہے اور اس میں کوئی خاص مصلحت ہے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 223 ایڈیشن 2016ء)

• تعلیم و تربیت درازیٔ عمر کا گر ہے

آپؑ نے فرمایا:

’’یہ سچی بات ہے کہ اگر انسان توبۃ النصوح کر کے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی زندگی وقف کر دے اور لوگوں کو نفع پہنچاوے تو عمر بڑھتی ہے اعلاء کلمۃ الاسلام کرتا رہے اور اس بات کی آرزو رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پھیلے۔ اس کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان مولوی ہو یا بہت بڑے علم کی ضرورت ہے بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے یہ ایک اصل ہے جو انسان کو نافع الناس بناتی ہے اور نافع الناس ہونا درازی عمر کا اصل گُر ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد5 صفحہ 233-234 ایڈیشن 2016ء)

• درازی عمر کے بارے میں خدا کا مجھے الہام ہوا

فرمایا:

’’تیس سال کے قریب گذرے کہ مَیں ایک بار سخت بیمار ہوا۔ اور اس وقت مجھے الہام ہوا اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ۔ اس وقت مجھے کیا معلوم تھا کہ مجھ سے خِلق خدا کو کیا کیا فوائد پہنچنے والے ہیں لیکن اب ظاہر ہوا کہ ان فوائد اور منافع سے کیا مراد تھی۔ غرض جو کوئی اپنی زندگی بڑھانا چاہتا ہے اسے چاہئیے کہ نیک کاموں کی تبلیغ کرے اور مخلوق کو فائدہ پہنچاوے۔

جب اللہ کسی دل کو ایسا پاتا ہے کہ اس نے مخلوق کی نفع رسانی کا ارادہ کر لیا ہے تو وہ اسے توفیق دیتا اور اس کی عمر دراز کرتا ہے جس قدر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کی مخلوق کے ساتھ شفقت سے پیش آتا ہے اسی قدر اس کی عمر دراز ہوتی اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا اور اس کی زندگی کی قدر کرتا ہے، لیکن جس قدر وہ خدا تعالیٰ سے لاپروا اور لاابالی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی پروا نہیں کرتا۔ انسان اگر اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی زندگی وقف نہ کرے اور اس کی مخلوق کے لیے نفع رساں نہ ہو تو یہ ایک بیکار اور نکمی ہستی ہو جاتی ہے بھیڑ بکری بھی پھر اس سے اچھی ہے جو انسان کے کام تو آتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد5 صفحہ 235 ایڈیشن 2016ء)

• پھر آپؑ فرماتے ہیں:

''غرض نری باتیں کام نہ آئیں گی پس چاہیئے کہ انسان پہلے اپنے آپ کو دکھ پہنچائے تا خداتعالیٰ کو راضی کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر بڑھادے گا۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں تخلف نہیں ہوتا۔ اس نے جو وعدہ فرمایا ہے کہ اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (الرعد:18) یہ بالکل سچ ہے عام طور پر بھی قاعدہ ہے کہ جو چیز نفع رساں ہو اس کو کوئی ضائع نہیں کرتا یہاں تک کہ کوئی گھوڑا بیل یا گائے بکری اگر مفید ہو اور اس سے فائدہ پہنچتا ہو کون ہے جو اس کو ذبح کر ڈالے، لیکن جب وہ ناکارہ ہو جاتا ہے اور کسی کام نہیں آسکتا تو پھر اس کا آخری علاج ہی ذبح ہے اور سمجھ لیتے ہیں کہ اگر اور نہیں تو دو چار روپیہ کو کھال ہی بک جائے گی اور گوشت بھی کام آجائے گا اسی طرح پر جب انسان خداتعالیٰ کی نظر میں کسی کام کا نہیں رہتا اور اس کے وجود سے کوئی فائدہ دوسرے لوگوں کو نہیں ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی پروا نہیں کرتا بلکہ خس کم جہاں پاک کے موافق اس کو ہلاک کر دیتا ہے غرض یہ اچھی طرح یاد رکھو کہ نری لاف وگزاف اور زبانی قیل و قال کوئی فائدہ اور اثر نہیں رکھتی جب تک کہ اس کے ساتھ عمل نہ ہو اور ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء سے نیک عمل نہ کئے جاویں۔'' (ملفوظات جلد5 صفحہ 611-612 ایڈیشن 1988ء)

• پھر فرماتے ہیں:

''میرے اپنے الہام میں بھی یہ ہے وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ تیس برس سے زیادہ عرصہ ہوا جب میں تپ سے سخت بیمار ہوا۔ اس قدر شدید تپ مجھے چڑھی ہوئی تھی گویا بہت سے انگارے سینے پر رکھے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ اس اثنائے میں مجھے الہام ہوا۔ وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ، یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے بعض مخالفِ اسلام بھی لمبی عمر حاصل کرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ میرے نزدیک اس کا سبب یہ ہے کہ اُن کا وجود بھی بعض رنگ میں مفید ہی ہوتا ہے۔ دیکھو ابو جہل بدر کی جنگ تک زندہ رہا۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر مخالف اعتراض نہ کرتے تو قرآن شریف کے تیس سپارے کہاں سے آتے۔ جس کے وجود کو اللہ تعالیٰ مفید

سمجھتا ہے اسے مہلت دیتا ہے۔ ہمارے مخالف بھی جو زندہ ہیں۔ اور وہ مخالفت کرتے ہیں۔ ان کے وجود سے بھی یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف کے حقائق و معارف عطا کرتا ہے۔ اب اگر مہر علیشاہ اتنا شور نہ مچاتا تو نزول مسیح کیسے لکھا جاتا۔" (ملفوظات جلد 3 صفحہ 107 ایڈیشن 2016ء)

• آپؑ اپنی درازی عمر کا اللہ سے وعدہ پانے کے حوالے سے فرماتے ہیں

"ایک بار میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ ایک ڈپٹی انسپکٹر پنسل سے ناخن کا میل نکال رہا تھا۔ جس سے اس کا ہاتھ ورم کر گیا۔ آخر ڈاکٹر نے ہاتھ کاٹنے کا مشورہ دیا۔ اس نے معمولی بات سمجھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ اسی طرح ایک دفعہ میں نے پنسل کو ناخن سے بنایا۔ دوسرے دن جب میں سیر کو گیا، تو مجھے اس ڈپٹی انسپکٹر کا خیال آیا اور ساتھ ہی میرا ہاتھ ورم کر گیا۔ میں نے اسی وقت دعا کی اور الہام ہوا۔ اور پھر دیکھا تو ہاتھ بالکل درست تھا۔ اور کوئی ورم یا تکلیف نہ تھی۔ غرض بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جب اپنا فضل کرتا ہے، تو کوئی تکلیف باقی نہیں رہتی، مگر اس کے لیے یہ ضروری شرط ہے کہ انسان اپنے اندر تبدیلی کرے۔ پھر جس کو وہ دیکھتا ہے کہ یہ نافع وجود ہے، تو اس کی زندگی میں ترقی دے دیتا ہے۔ ہماری کتاب میں اس کی بابت صاف لکھا ہے وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (الرعد:18) ایسا ہی پہلی کتابوں سے بھی پایا جاتا ہے۔ حزقیاہ نبی کی کتاب میں بھی درج ہے۔ انسان بہت بڑے کام کے لیے بھیجا گیا ہے، لیکن جب وقت آتا ہے اور وہ اس کام کو پورا نہیں کرتا۔ تو خدا اس کا تمام کام کر دیتا ہے۔ خادم کو ہی دیکھ لو کہ جب وہ ٹھیک کام نہیں کرتا، تو آقا اس کو الگ کر دیتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ اس وجود کو کیوں کر قائم رکھے، جو اپنے فرض کو ادا نہیں کرتا۔" (ملفوظات جلد 3 صفحہ 117 ایڈیشن 2016ء)

پھر فرمایا:

"خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (الرعد:18) پس جو شخص اپنے وجود کو نافع الناس بناویں گے ان کی عمریں خدا زیادہ کرے گا خدا تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت بہت کرو اور حقوق العباد کی بجا آوری پورے طور پر بجالانی چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 124 ایڈیشن 2016ء)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بسا اوقات نیک اور صالح لوگ لمبی عمر نہیں پاتے اس کے جواب میں آپؑ فرماتے ہیں:

"اس جگہ ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض لوگ جو نیک اور برگزیدہ ہوتے ہیں چھوٹی عمر میں بھی اس جہان سے رخصت ہوتے ہیں اور اس صورت میں گویا یہ قاعدہ اور اصل ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر یہ ایک غلطی اور دھوکا ہے دراصل ایسا نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ کبھی نہیں ٹوٹتا مگر ایک اور صورت پر درازی عمر کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ زندگی کا اصل منشاء اور درازی عمر کی غایت تو کامیابی اور بامراد ہونا ہے۔ پس جب کوئی شخص اپنے مقاصد میں کامیاب اور بامراد ہو جاوے اور اس کو کوئی حسرت اور آرزو باقی نہ رہے اور مرتے وقت نہایت اطمینان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو تو وہ گویا پوری عمر حاصل کر کے مرا ہے اور درازی عمر کے مقصد کو اس نے پالیا ہے۔ اس کو چھوٹی عمر میں مرنے والا کہنا سخت غلطی اور نادانی ہے۔

صحابہؓ میں بعض ایسے تھے جنہوں نے 20، 22 برس کی عمر پائی مگر چونکہ ان کو مرتے وقت کوئی حسرت اور نامرادی باقی نہ رہی بلکہ کامیاب ہو کر اٹھے تھے اس لیے انھوں نے زندگی کا اصل منشاء حاصل کر لیا تھا۔" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 236-237 ایڈیشن 2016ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیدائش کے مقاصد پورا کرنے اور مخلوق کے حقوق ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 مئی 2021ء)

﴾47﴿

عزت تو اللہ، اس کے رسولؐ اور مومنوں کے لئے ہے (القرآن)

گزشتہ دنوں خاکسار کے ایک شاگرد زاہد محمود نے مجھے فَاِنَّ العِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیعاً پر قلم اُٹھانے کی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے معاشرہ میں لوگوں نے اپنے آپ کو بھی دوسروں کے لئے عزت کا مقام دے رکھا ہے اور بعض جگہوں پر وڈیروں کو عزت کا مقام دے کر اپنا مستقبل داؤ پر لگا رکھا ہے نیز بعض ایسی رسومات اور بدعات کو معزز سمجھ کر جو قرآنی تعلیم کے برعکس ہے اپنے معاشرے کا حصہ سمجھ لیا ہے۔

خاکسار نے اس آیت کریمہ اور عزت و تکریم کے حوالہ سے قرآن کریم کی آیات کو دیکھا اور احادیث نبوی کو اس عنوان کے تحت تلاش کیا تو بہت دلچسپ، قابل قدر مضمون ذہن میں اُبھرا۔ ویسے تو تمام دنیا میں اکثر بادشاہوں، حکمرانوں اور وڈیروں کا طرز عمل اور رکھ رکھاؤ متکبرانہ رہا ہے اور وہ اپنے آپ اور اپنے تاج و عروس کو ہی عزت سمجھتے اور فخریہ انداز میں اس کا اظہار بھی کرتے رہے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔ مگر بدقسمتی سے ہمارے مسلمان دنیوی جاہ و جلال رکھنے والے جابر حکمرانوں نے بھی اپنی حکمرانی میں متکبرانہ انداز اپنایا۔ اپنی رعایا کو بھیڑ بکریوں سے بڑھ کر درجہ نہ دیا۔ اپنے جاہ و جلال و مقام، مال و ثروت اور فخر و مباہات اور سستی شہرت کو طول دینے کے لئے بلند و بالا محلات اور گھر بنائے۔ اپنے آباؤ اجداد کے مقبرے اور پختہ قبریں بنائیں۔ اپنے ہاں منعقد ہونے والی تقریبات اور مجالس میں اپنی عزت و تکریم قائم رکھنے کے لئے غیر اسلامی رسومات کو رواج دیا۔ تا اپنی ناک قائم رہے۔ انہوں نے عالی شان اور خوبصورت مساجد اپنے نام و نمود کی خاطر بنوائیں۔ ان پر نقش و نگار کروائے۔ بیل بوٹے ڈلوائے اور آج اگر یہ مساجد موجود ہیں تو نمازی نہیں ملتے اور بعض مساجد کھنڈرات میں تبدیل ہو چکی ہیں یا بعد میں آنے والی حکومتیں ان مساجد

سے کوئی اور کام لے رہی ہیں اور آج بھی یہ فخر ومباہات کا سلسلہ مسلمان حکمرانوں میں قدرے تبدیلی کے ساتھ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایسے فسادی حکمران کو البقرہ:207 میں تقویٰ کی تلقین کا ذکر ملتا ہے مگر ظاہری عزت کی انا نے ان کو گناہ پر قائم رکھا جبکہ آنحضور ﷺ اور خلفائے راشدین کا دَور کتنا سادگی پر مشتمل تھا۔ خانہ کعبہ کتنی سادگی کا مظہر ہے۔ مسجد نبوی آنحضرت ﷺ کے دور میں کھجور کے پتوں سے ڈھانپی گئی تھی۔ جس کی چھت بارش کے دوران ٹپکتی تھی۔ اور فرش کے طور پر پتھریلے پتھر (سنگریزے) بچھائے گئے تھے۔ جو سجدہ کرتے چبھن پیدا کرتے تھے اور صحابہؓ سجدہ کرنے سے قبل ان کو سیدھا کر لیا کرتے تھے۔ خود آپ ﷺ کی قبر کتنی سادہ رہی۔ ایک دفعہ آنحضور ﷺ کو معلوم ہوا کہ فلاں قبیلہ کی ایک خاتون مجھ سے رابطہ کرتے ہوئے ڈرتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو اس خاتون کا بیٹا ہوں جو روٹی کے سوکھے ٹکڑے بھگو کر کھایا کرتی تھی۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا وَابغُونِی فی الضعفاء کہ مجھے کمزور اور غریبوں میں تلاش کرو۔ یہ فرما کر آپؐ نے اپنی عاجزی و انکساری کا اظہار فرمایا۔ حضرت عمرؓ راتوں کو اپنے کاندھوں پر راشن رکھ کر غریب رعایا کے گھر پہنچایا کرتے تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے گھر ایک دفعہ مہمان آ گئے۔ رات کا وقت تھا۔ گفتگو کے دوران دیا بجھ گیا۔ آپ حاضرین کے اصرار کے باوجود خود اُٹھے اور تیل ڈال کر آگ جلا کر دیے کو لے آئے اور فرمایا۔ دیے میں تیل ڈالنے سے قبل بھی میں عمر بن عبد العزیز تھا اور تیل ڈالنے کے بعد بھی میں عمر بن عبد العزیز ہوں۔

یہ تھا اُن مسلمان حکمرانوں کا شیوہ اور طریق جن کی تربیت براہ راست آنحضور ﷺ سے ہوئی تھی اور وہ تمام عزت و تکریم کی آماجگاہ اللہ تعالیٰ کو ہی سمجھتے تھے اور جو عزت ان حکمرانوں اور دیگر مسلمانوں نے کمائی وہ سورۃ المنافقون کی آیت 9 وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ کہ عزت تمام تر اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کی ہے کے تحت حصہ میں آئی کہ جو اللہ اور اس کے رسول کو ان کے مقام کا حق دیں گے وہی عزت پائیں گے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب عبد اللہ بن ابی سلول (رئیس المنافقین) نے اپنے ساتھیوں سے مل کر یہ کہا تھا کہ ہم مدینہ پہنچ کر معزز ترین

شخص (حضرت محمد ﷺ) کو نکال باہر کریں گے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا معزز وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو عزت دیتے ہیں۔ اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ میں بیان فرمایا ہے۔

رنگ تقویٰ سے کوئی رنگ نہیں ہے خوب تر
ہے یہی ایمان کا ذریعہ یہی دین کا سنگھار

الغرض خداوند قدوس ہی اصل اور حقیقی عزت کا سرچشمہ ہے۔ جو اس سے فیض پائے گا العمل الصالح یرفعه کے تحت باعزت ٹھہرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں 5 سے زائد مقامات پر عزت کو اپنی طرف منسوب کیا ہے مگر مختلف معنوں میں۔

- پہلا ذکر سورۃ النساء آیت 140 میں ہوا ہے۔ جس میں مومنوں کو چھوڑ کر کفار کو دوست اس غرض سے بنانے کا ذکر ہے کہ انہیں عزت ملے گی۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عزت تو تمام تر اللہ کے قبضے میں ہے۔ اور سورۃ مریم آیت 89 میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے معبود بنانے کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ وہ یہ تمام تر عزت بڑھانے کے لئے کرتے ہیں۔ اور سورۃ ص آیت 2 میں کفار کے متعلق لکھا ہے کہ وہ جھوٹی عزت وانا میں مبتلا ہیں۔
- دوسری جگہ سورۃ یونس آیت 66 سے پہلے اولیاء اللہ اور ان کے اوصاف، ان پر ہونے والے انعامات کا ذکر کر کے فرمایا کہ ان کے مخالفین کی باتیں تمہیں غمگین نہ کریں یقیناً عزت تمام تر اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔ اولیاء اللہ اپنی عزت نہیں چاہتے وہ تو خدا کا جلال اور خدا کی عزت کے طالب رہتے ہیں۔ ان لوگوں میں ریاء کا نام تک نہیں ہوتا۔ (حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 342)
- سورۃ فاطر آیت 11 میں فرماتا ہے کہ مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡعِزَّۃَ فَلِلّٰہِ الۡعِزَّۃُ جَمِیۡعًا کہ جو بھی عزت کا خواہاں ہے تو اللہ ہی کے تصرف میں سب عزت ہے۔

اس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تحریر فرماتے ہیں۔ ’’بعض لوگ دنیا کے بڑے لوگوں سے میل ملاپ رکھنے میں اپنی عزت سمجھتے ہیں مگر مومنوں کو یہ یقین دلایا گیا ہے کہ عزت اللہ ہی کی طرف سے عطا ہوتی ہے اور مخالف ان کو دنیا میں ذلیل کرنے کی جو بھی کوششیں کرے گا وہ رائیگاں جائیں گی۔‘‘ (ترجمہ قرآن صفحہ 763)

اسی تفسیر میں سورۃ المنافقون آیت 9 کا حوالہ اوپر دیا جا چکا ہے کہ عزت کے مستحق مومنوں کی جماعت انبیاء ہیں جن کو عزت، ان کے اعمال صالح کی وجہ سے ان کے خدا کی طرف سے آتی ہے۔ ترمذی کتاب الدعوات میں حضرت ابو ہریرہؓ سے اللہ تعالیٰ کے جو 99 صفاتی نام درج ہیں۔ ان میں ایک صفت المعز بھی ہے جس کے معانی عزت دینے والے کے ہیں جبکہ وہ خود رب العزت (الصافات:181) اور العزیز (ترمذی کتاب الدعوات) تو ہے ہی۔ عزت کے معانی غلبہ اور قوت کے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ عزت کا لفظ ہمیشہ ذلت کے مقابل پر استعمال ہوتا ہے۔ پس ذلت کے مقابل جو چیز ہے اسے عزت کہا جائے گا۔ (تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 356)

☆ عربوں میں دور جاہلیت میں خاندانوں میں جاہ و مقام کا خیال رکھا جاتا تھا۔ وہ اپنے قد کاٹھ اور مال و ثروت کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے۔ اسلام نے آکر اس طریق کو ختم کر کے اعمال صالح بجالانے والوں کو مقام دیا۔ ایک دفعہ صحابہؓ نے آنحضور ﷺ سے عرب کے اعلیٰ اور معزز خاندانوں کے متعلق پوچھا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا خِیَارُھُم فِی الجَاھِلِیۃِ خِیَارُھُم فِی الاِسلَامِ اِذَا فَقَھُوا (بخاری کتاب الانبیاء) کہ ان میں سے جو جاہلیت میں معزز تھے اسلام میں بھی معزز ہیں بشرطیکہ وہ دین کو سمجھیں اور اس کا فہم رکھیں۔

☆ حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے زندگی میں بہت بُرے عمل کئے گناہ کرتا رہا۔ مگر وفات سے قبل اپنے بچوں سے کہا کہ مجھے جلا کر میری راکھ سمندروں اور ہواؤں میں بکھیر دینا۔ خدا کے لئے اس کا اکٹھا کرنا مشکل ہو گا۔ اور میں عذاب سے بچ جاؤں گا۔ لیکن خدا نے اس کی

راکھ کے ذرات کو اکٹھا کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ پورے جسم کے ساتھ خدا کے حضور لرزاں ترساں حاضر ہوا اور ایسا کروانے کی وجہ پوچھنے پر کہا۔ اے خدا! تیری خشیت اور خوف اور کبرائی نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ خدا کو اس کا یہ احساس ندامت پسند آیا اور اسے بخش دیا۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 164-165)

یہ واقعہ بظاہر خدا سے خوف کھانے سے متعلق ہے لیکن نتیجہ خدا کو معزز گردانے کا نکلتا ہے۔ خدا کو معزز جانا اور خود عزت پائی کیونکہ عزت تو خدا کی لونڈی ہے۔

یہ تو خدا کو اس کا مقام اور درجہ دے کر عزت پانے کا مقام ہے۔ آئیں دیکھیں کہ رسول کریم ﷺ کو معزز جاننے اور ان کو ان کا مقام دینے پر خدا تعالیٰ کا ان خدا کے بندوں سے کیا سلوک ہوتا ہے۔ حضرت ثابت بن قیسؓ بلند آواز تھے۔ جب لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (الحجرات:3) نبی سے اپنی آوازیں بلند نہ کرنے کی آیت نازل ہوئی تو یہ اس خدشہ سے گھر بیٹھ گئے کہ کہیں میں گنہگار نہ بن جاؤں۔ آنحضور ﷺ نے جب چند دن محفل میں نہ آنے کی وجہ دریافت کرنے کے لیے ان کے گھر صحابہ کو بھیجا تو آپ ﷺ نے حضرت ثابتؓ کو بلوا کر یہ خوش خبری سنائی کہ اے ثابت! تو دوزخی نہیں بلکہ جنتی ہے۔ (بخاری کتاب التفسیر)

تاریخ نے بہت سے ایسے واقعات محفوظ کئے ہیں کہ صحابہؓ نے اپنے حسب و نسب کو خیر آباد کہا۔ اللہ کے تمام احکام کے تابع زندگی بسر کی اور آنحضور ﷺ کی اطاعت میں ہی اپنی عزت سمجھی۔ یہ ظاہری حسب و نسب صرف پہچان کا ذریعہ رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفرقان آیت 55 میں فرمایا کہ ہم نے انسان کو ایک (گدلے) پانی سے پیدا کیا اور نسب و صہر جان پہچان کا ذریعہ ہیں۔ ان کی کوئی بڑائی نہیں حضرت مصلح موعودؓ نے نسب سے مراد آبائی شجرہ اور صہراً سے مراد سسرالی شجرہ مراد لیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا ایک کامیاب مقصد جماعت احمدیہ میں خاندانوں کی بڑائی ختم کر کے تمام احباب جماعت کو نیکی اور تقویٰ کے ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا تھا۔ ہمارے اکثر و بیشتر رشتے خاندانوں کی بڑائی سے الگ رہ کر نیکی و تقویٰ پر قائم ہوتے ہیں۔ جونہی

رشتے کی کوئی دس پہنچتی ہے فوراً اس لڑکے یا لڑکی کے خاندان کا جماعت سے تعلق، نمازوں اور چندوں کا معیار دیکھا جاتا ہے۔ پھر ایک اور مقام سورۃ المومنون آیت 102 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب صور پھونکا جائے گا تو کوئی رشتے داری اور حسب نسب کام نہیں دے گا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"اس دن (جس دن صور پھونکا جائے گا) کسی دوسرے کی مدد کام نہیں دے گی۔ بلکہ انسان کے اپنے ہی اعمال اس کے کام آئیں گے۔ اگر نیک اعمال زیادہ ہوئے تو انسان نجات پا جائے گا۔ اگر نیک اعمال کم ہوئے تو وہ گھاٹے میں پڑے گا۔" (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 229)

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

آنحضور ﷺ نے زمانہ جاہلیت سے اسلام میں آنے والوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت و غرور کو ختم کر دیا اور باپ دادا کے نام لے کر فخر کرنے سے روک دیا (سنن ابن داؤد 5116)۔ ایسا کرنے پر ایک اور موقع پر ایسے لوگوں پر اللہ، رسول اور فرشتوں کی لعنت دی گئی ہے۔

انبیا کی مخالفت بھی اسی نظریے کو لے کر کی جاتی ہے کہ ہم اس نبی سے بہتر ہیں۔ انبیاء اپنی مخالفت میں حسب و نسب کے طعنہ کی زد میں آتے رہے ہیں۔

پاکستان و دیگر بعض مسلم ممالک میں جماعت احمدیہ کو جس مخالفت کا سامنا ہے اس میں حقارت آمیز رویہ شامل ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ سورۃ یٰسٓ آیت 15 میں واضح رنگ میں فرماتا ہے کہ انبیاء دراصل قوموں کے لئے تقویت اور عزت کا باعث بنتے ہیں۔ اور تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ (آل عمران:27) میں عزت افزائی کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ہم جس کو چاہیں عزت دیتے ہیں۔ اور اس عزت کے حاصل کرنے کے لئے ایک مسلمان کو ہر وقت مستعد رہنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی اور سچی عزت کا حقدار بنائے رکھے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 مئی 2021ء)

﴾48﴿

روحانی میک اپ

ہماری ایک مستقل قاری، شاعرہ، مضمون نگار اور مصنفہ و ادیب مکرمہ امتہ الباری ناصر نے امریکہ سے ”میک اپ“ عنوان پر ایک مختصر سا مضمون بغرض اشاعت ارسال فرمایا ہے۔ جس میں آپ نے عورتوں اور بچیوں کو اپنی عمر کے اعتبار سے چہرے کا میک اپ اور سنگھار کے حوالہ سے بہت عمدہ گفتگو کی ہے۔ اور اسلامی تعلیم کے مطابق چہرے کے حجاب کو بیان کیا ہے۔ اور مضمون کے آخر پر انسان کے اندرونے کے روحانی میک اپ کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ موصوفہ نے اس مضمون کو عورتوں تک محدود رکھا ہے۔

خاکسار نے جب اس مضمون کا تفصیل سے بغور مطالعہ کیا تو مجھے سب سے پہلے میک اپ (Makeup) کے لغوی و اصلاحی معانی ڈکشنری سے دیکھنے کی طرف توجہ ہوئی۔ خاکسار نے امریکہ اور لندن کی ڈکشنریز کو جب Side by Side دیکھا تو ایسے حسین اور لامتناہی معانی سامنے آئے جو معاشرے کے ہر انسان پر یکساں طور پر لاگو ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک وقت تھا جب ظاہری میک اپ صرف خواتین سے مخصوص تھا لیکن آج کے دور میں مرد حضرات کے لئے الگ سے بیوٹی پارلرز مارکیٹوں میں موجود ہیں جہاں مرد حضرات جا کر اسی طرح تیار ہوتے ہیں جس طرح خواتین بناؤ سنگھار کرتی ہیں۔

چونکہ یہ انگریزی زبان کا لفظ ہے جسے لغات نے تین طرز پر لکھا ہے Makeup یعنی دونوں ملا کر۔ پھر وقفہ دے کر جیسے Make up اور تیسرے طرزِ تحریر میں dash ڈالی گئی ہے یعنی Make -up تینوں کے بنیادی معانی تو بناوٹ، سجاوٹ اور بناؤ سنگھار کے ہے۔ اس کے معانی میں درج ہے کہ درست فارم میں لے کر آنا۔ کسی مضمون کی نوک پلک درست کرنا۔ Raw

مٹیریل سے کسی چیز کو Shape میں لانا، پرنٹنگ پریس میں page make up کی اصطلاح بھی استعمال ہوتی ہے۔ جب صفحات کو ترتیب سے لگایا جاتا ہے اس کے علاوہ ایک اہم معانی کسی دوست سے معمولی تلخی یا تو تکرار کے بعد دوستی کرنے، دوستانہ تعلقات بحال کرنے کو Make up کہا جاتا ہے نیز معاف کرنے کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

اب ہم اس اہم مضمون کی طرف آتے ہیں جس کا ذکر موصوفہ نے اپنے مضمون میں یوں کیا ہے۔ آپ تحریر کرتی ہیں ''سنگھار کا سامان ہمیں وقتی آرائش دے سکتا ہے مگر ایک دائمی حُسن بھی ہوتا ہے۔ کیا آپ کی کبھی ایسی شخصیت سے ملاقات ہوئی جس کے چہرے پر ایک عجیب سا نورانی حسن ہوتا ہے۔ اتنا کہ وہ حسن کہاں سے آتا ہے وہ باطن سے آتا ہے۔ ظاہری نہیں ہوتا، وہ ایسا میک اپ ہوتا ہے جو کل بیرنگ کریموں سے یا ٹیشو پیپر سے یا منہ دھونے سے نہیں اُترتا، ہر دم نکھرتا ہے، یہ اخلاق کا حسن ہے جو چہرے پر زندگی کی چمک پیدا کرتا ہے اور مثبت خیالات کا عکس ہے۔ جو نورانی ہالہ بن جاتا ہے۔ دیرپا بھی ہوتا ہے اور پُرکشش بھی، ہمیں دونوں طرح حسین نظر آتا ہے۔''

ہم نے بالعموم دیکھا ہے کہ انسان کی کیفیات خوشی، غمی، اور ہر پریشانی کا اظہار چہرہ پر نمودار ہو ہی جاتا ہے۔ جیسے معاشرے میں عام آدمی بھی پہچان لیتا ہے۔ اور ہم کسی اپنے عزیز یا دوست کے چہرے کو بھانپ کر ہم بوجھ لیتے ہیں کیا بات ہے؟ آپ کے چہرے سے پریشانی کے آثار نمایاں ہیں۔ یا کسی کا چہرہ کسی خوشی کی وجہ سے تمتمارہا ہو تو ہم تب بھی مبارک بادیں دینے لگتے ہیں۔ اندر کی نیکی چہرے پر آ ہی جاتی ہے۔ رقت میں پڑھی ہوئی نماز کو خواہ بہت چھپایا جائے۔ اس کے اثرات چہرہ پر نمودار ہو ہی جاتے ہیں۔ الغرض نسان کا اندورنہ جب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو۔ غصے سے بھرا ہوا ہو۔ دل رو رہا ہو تو احساسات چہرے پر نمایاں ہو ہی جاتے ہیں۔ اس صورت میں انسان کے اندرونے کے میک اپ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کا علاج اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ کہ اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں مجھے یاد ہے کہ

کچھ عرصہ قبل روحانی ڈٹرجنٹ Spiritual detergents پر خاکسار نے ایک آرٹیکل لکھا تھا جس میں ان اسلامی تعلیمات کا ذکر کیا تھا جن سے انسان اپنے آپ کو اندر سے پاک صاف کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ ان میں ذکر الٰہی تو ہے ہی۔ فرض نوافل عبادات ہیں، حقوق اللہ ہیں، آنسو ہیں، جن کے بارے میں آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کو دو قطرے جو اس کی راہ میں بہائے جائیں بہت پسند ہیں۔ ان میں سے ایک آنسو ہیں جو دعا کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے خوف سے جاری ہوتے ہیں۔ راتوں کو اُٹھ کر اللہ کو یاد کرنا ہے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے متعلق آتا ہے کہ وہ جب رات کو کروٹ بدلتیں تو ذکر الٰہی کر لیتیں۔ یہی ہمارے بزرگوں کا وطیرہ رہا ہے۔ پھر تلاوت قرآن پاک۔ درود شریف ہے۔ آج کے دور میں اصلاح کا بہترین ذریعہ MTA ہے جس کے ذریعہ قرآنی تعلیم ہم پر آشکار ہوتی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات ہماری روحانیت کو مزید چمک دار بنانے میں ممد ہیں اور ان سے بڑھ کر حقوق العباد کی ادائیگی ہے اللہ کی مخلوق کی خدمت سے بہتوں کو سکون میسر آتا ہے۔ یہ وہ میک اپ ہے جس کو ہم روحانی میک اپ کا نام دے سکتے ہیں۔ جو انسان کو حقیقی انسان بنانے اور انسانیت سکھلانے کے لئے ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روحانی بیماریوں کا علاج استغفار کو بھی قرار دیا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 365)

اللہ تعالیٰ کی صفت ''المصور'' یعنی صورت بنانے والا بھی ہے اور تخلقوا باخلاق اللہ کے تحت صفات باری تعالیٰ کو ایک مومن کو اپنانے کی تلقین کی گئی ہے۔ جب انسان ''المصور''ہوگا تو وہ اپنے اندر ایک ایسی پاک طینت تصویر بنائے گا جو صحابہؓ جیسی ہوگی۔ اور جماعت احمدیہ میں اس مصوّر کو دیکھ کر جب صحابہؓ یاد آئیں گے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ اشعار ان پر صادق آئیں گے۔

؎ مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

وہی مے ان کو ساقی نے پلادی

فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَی الاَعَادِی

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ کَمَا اَحسَنتَ خَلقِی فَاَحسِن خُلُقِی (مسند احمد بیروت جلد6 صفحہ 150)

کہ اے اللہ! جب تو نے مجھے خوبصورت شکل وشباہت دی ہے۔ اب تو ہی میرے اخلاق کو بھی حسین و جمیل اور خوبصورت بنادے۔

یہ دعا دراصل انسان کو اپنے اندر کے ٹوٹ پھوٹ کو میک اپ کے ذریعہ درست کرنے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ آنحضور ﷺ نے صاحب السُوء اور جارا لسُّوءِ (طبرانی جلد17 صفحہ 294) یعنی بُرے ساتھی اور بُرے ہمسائے سے پناہ کی دُعا بھی سکھلائی ہے۔ اس سے جہاں ظاہری بُرے ساتھی یا ہمسایہ مراد ہے وہاں وہ بُرا ساتھی بھی مراد ہے جو انسان کے اندر رہ کر اس کو نقصان پہنچاتا ہے اسی لئے کہتے ہیں کہ ہر انسان کے اندر ایک اور انسان موجود ہے جس کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔

آنحضور ﷺ نے امت مسلمہ کے لئے جو دُعاؤں کا خزانہ چھوڑا ہے اس میں ظاہری و باطنی بیماریوں کے شر سے بچنے کی بے شمار دعائیں ہیں۔ جو انسان کے اندرونے کو درست کرتی ہیں جس کا اظہار انسان کے چہرے سے ہوتا ہے۔ یوں جب ایک مومن کا ظاہری و اندرونی چہرہ پاک صاف ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ کا قرب پالے گا۔ لہٰذا اس روحانی میک اپ کے ذریعہ اپنے اعمال کو حسین تر بنانے کی ضرورت ہر وقت رہتی ہے یہی وہ دائمی میک اپ ہے جو جنت کی راہ دکھلاتا ہے ورنہ عارضی میک اپ تو صرف عارضی بناوٹ اور وقتی سجاوٹ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پنجابی کا ایک الہام بھی ہے کہ:

عشق الٰہی وسّے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی

کہ ولیوں کی یہ نشانی ہے کہ عشق الٰہی منہ پر برس رہا ہوتا ہے

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 106 حاشیہ)

نیز آپ انسان کے سینہ کو بیت اللہ اور دل کو حجر اَسود قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس اقتباس سے بھی یہ مضمون اجاگر ہوتا ہے۔

یہ بات بحضورِ دل یاد رکھو کہ جیسے بیت اللہ میں حجرِ اسود پڑا ہوا ہے۔ اسی طرح قلب سینہ میں پڑا ہوا ہے۔ بیت اللہ پر بھی ایک زمانہ آیا ہوا تھا کہ کفار نے وہاں بُت رکھ دیئے تھے۔ ممکن تھا کہ بیت اللہ پر یہ زمانہ نہ آتا۔ مگر نہیں اللہ نے اس کو ایک نظیر کے طور پر رکھا۔ قلبِ انسانی بھی حجرِ اسود کی طرح ہے اور اس کا سینہ بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ ماسویٰ اللہ کے خیالات وہ بُت ہیں جو اس کعبہ میں رکھے گئے ہیں۔ مکہ معظمہ کے بتوں کا قلع قمع اس وقت ہوا تھا جبکہ ہمارے نبی کریم ﷺ دس ہزار قدسیوں کی جماعت کے ساتھ وہاں جا پڑے تھے اور مکہ فتح ہو گیا۔ ان دس ہزار صحابہ کو پہلی کتابوں میں ملائکہ لکھا گیا ہے اور حقیقت میں ان کی شان ملائکہ ہی کی سی تھی۔ انسانی قویٰ بھی ایک طرح پر ملائکہ ہی کا درجہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ جیسے ملائکہ کی یہ شان ہے کہ یَفعَلُونَ مَا یُؤمَرُونَ (النحل:51) اسی طرح پر انسانی قویٰ کا خاصہ ہے کہ جو حکم ان کو دیا جائے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ ایسا ہی تمام قویٰ اور جوارح حکم انسانی کے نیچے ہیں۔ پس ماسویٰ اللہ کے بتوں کی شکست اوراستیصال کے لئے ضروری ہے کہ اُن پر اسی طرح سے چڑھائی کی جائے۔ یہ لشکر تزکیہ نفس سے تیار ہوتا ہے اور اسی کو فتح دی جاتی ہے جو تزکیہ کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے: قَدْ افلَحَ مَنْ زَکٰھا (الشمس:10) حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر قلب کی اصلاح ہو جاوے تو کل جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور یہ کیسی سچی بات ہے۔ آنکھ۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان وغیرہ جس قدر اعضاء ہیں، وہ دراصل قلب کے ہی فتویٰ پر عمل کرتے ہیں۔ ایک خیال آتا ہے پھر وہ جس عضو کے متعلق ہو وہ فوراً اس کی تعمیل کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

غرض اس خانہ خدا کو بتوں سے پاک وصاف کرنے کے لئے ایک جہاد کی ضرورت ہے اور اس جہاد کی راہ میں تمہیں بتاتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں۔ اگر تم اس پر عمل کروگے، تو ان بتوں کو توڑ ڈالوگے۔ اور یہ راہ میں اپنی خود تراشیدہ نہیں بتاتا۔ بلکہ خدا نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں بتاؤں۔

اور وُہ راہ کیا ہے؟ میری پیروی کرو۔ اور میرے پیچھے چلے آؤ۔ یہ آواز نئی آواز نہیں ہے۔ مکہ کو بتوں سے پاک کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے بھی کہا تھا۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32) اسی طرح پر اگر تم میری پیروی کروگے تو اپنے اندر کے بتوں کو توڑ ڈالنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ اور اس طرح پر سینہ کو جو طرح طرح کے بتوں سے بھرا پڑا ہے پاک کرنے کے لائق ہو جائو گا۔ تزکیہ نفس کے لئے چلہ کشیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے چلہ کشیاں نہیں کی تھیں۔ ارّہ اور نفی و اثبات وغیرہ کے ذکر نہیں کئے تھے، بلکہ اُن کے پاس ایک اور ہی چیز تھی وہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں محو تھے۔ جو نور آپؐ میں تھا وہ اس اطاعت کی نالی میں سے ہو کر صحابہؓ کے قلب پر گرتا اور ماسوی اللہ کے خیالات کو پاش پاش کرتا جاتا تھا۔ تاریکی کی بجائے اُن سینوں میں نور بھرا جاتا تھا۔ اِس وقت بھی خوب یاد رکھو وہی حالت ہے جب تک کہ وہ نور جو خدا کی نالی میں سے آتا ہے تمہارے قلب پر نہیں گرتا تزکیہ نفس نہیں ہو سکتا۔ انسان کا سینہ مہبط الانوار ہے اور اسی وجہ سے وہ بیت اللہ کہلاتا ہے۔ بڑا کام یہی ہے کہ اس میں جو بُت ہیں وہ توڑے جائیں۔ اور اللہ ہی اللہ رہ جائے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 172-174، ایڈیشن 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 مئی 2021ء)

﴿49﴾

اے شمع رُخ! اپنا مجھے پروانہ بنادے

کہا جاتا ہے کہ ایک کیڑے نے دعوی کیا کہ میں پروانہ ہوں۔ اس سے کہا گیا کہ فلاں جگہ پر کچھ شمعیں روشن ہیں وہاں سے ہو کر آو۔ اس کے بعد ہم تمہیں پروانہ تسلیم کریں گے۔ وہ اڑتا ہوا گیا اور تھوڑی دیر بعد یہ خیال لیے واپس آیا کہ اب میں اصلی پروانہ کہلانے کا مستحق ہوں۔ جب وہ اصلی حالت میں واپس آیا تو اسے کہا گیا تم اصلی پروانہ نہیں ہو نقلی ہو۔ اگر اصلی ہوتے تو شمع دیکھ کر واپس نہ آتے وہیں مر جاتے۔ پروانے شمع دیکھ کر واپس نہیں آیا کرتے۔ ایک شاعر نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

شمع تک تو ہم نے دیکھا تھا کہ پروانہ گیا

پروانہ شمع کی طرف جاتا تو دیکھا جاتا ہے۔ اس کی واپسی نظر نہیں آتی۔ گویا شمع اور پروانے کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ مادی دنیا میں جہاں پروانہ شمع پر اپنی جان نچھاور کر دیتا ہے وہاں شمع بھی جلتی جلتی اپنا وجود کھو دیتی ہے لیکن روحانی دنیا میں روحانی پروانے، روحانی پتنگے جوں جوں روحانی شمع کے ارد گرد جمع ہو کر اپنی جان، مال، وقت، عزت اور اپنے جذبات قربان کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں توں توں روحانی شمع (آج کے دور میں خلافت احمدیہ) مزید روشن سے روشن تر ہوتی چلی جاتی ہے اور ہوتی جارہی ہے اور ان شاء اللہ تاقیامت روحانی پروانوں کی وفا، اخلاص اور محبت بڑھتے چلے جانے کے ساتھ ساتھ روحانی شمع یعنی خلافت احمدیہ مضبوط اور تیز روشنیوں کے ساتھ چمک سے چمک دار ہوتی جائے گی اور اسے تقویت ملتی رہے گی۔ کسی شاعر نے کہا ہے کہ

؎ دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ خود بھی جلتی ہے اگر اس کو جلاتی ہے یہ
کم کسی طرح نہیں، شمع بھی پروانے سے

شمع اور پروانے کا مضمون بہت دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔ ایک طرف ہم، خلیفۃ المسیح کے پروانے ہیں وہاں خلفاء کرام بھی شمع ہوتے ہوئے اپنے سے عظیم روحانی ہستی کے پروانے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا

؎ اے حسن کے جادو! مجھے دیوانہ بنادے
اے شمع رُخ! اپنا مجھے پروانہ بنادے
جو ختم نہ ہو ایسا دکھا جلوہ تاباں
جو مر نہ سکے مجھ کو وہ پروانہ بنادے

یہی وہ مضمون ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضور ﷺ کو سورج، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چاند اور صحابہؓ کو ستارے قرار دے کر بیان فرمایا ہے کہ وہ اپنے سے بڑے وجود سے روشنی لے کر روشن ہوتے ہیں۔ مادی اور روحانی شمع کے پروانوں میں مماثلتوں اور فرق کی بات ہو رہی ہے تو ایک فرق یہ ہے کہ شمع جب رات کو جلتی ہے تو پروانے اس کے ارد گرد جمع ہو کر اپنی جان دیتے ہیں جبکہ روحانی شمع تو 24 گھنٹے ہی نہیں بلکہ مسلسل جلتی اور اپنے فیض سے مستفیض کرتی رہتی ہے۔ اور روحانی پروانے دن کو بھی اور رات کو بھی روحانی شمع کے ارد گرد جمع رہ کر اپنے آپ کو جلا بخشتے ہیں۔

مادی شمع کے بارے میں ایک شاعر نے کہا ہے کہ

؎ شمع رو دے گی مگر نہ لے گی پروانے کا نام

جبکہ روحانی دنیا میں خلافت پر جان نثار کرنے والوں کا ذکر خیر خلافت کے دربار سے اکثر ہوتا رہتا ہے۔ اور خلفاء قریباً ہر خطبہ میں مرحومین کا ذکر خیر کرتے رہے ہیں اور ہمارے پیارے

امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس مبارک طریق کو جاری رکھا ہوا ہے۔ یہ طریق اور ذکر خیر مرحومین اور شہداء کے عزیز و اقارب کے لئے حوصلہ بلند کرنے کا موجب ہوتا ہے اور جس روز کسی خاندان کے مرحوم بھائی یا بہن کا ذکر ہو وہ باوجود غمزدہ ہونے کے اس بات پر پھولے نہیں سماتے کہ ہمارے پیارے خلیفہ نے ہمارے عزیز از جان کا ذکر کیا ہے اور احباب بھی وارثین کو مبارکباد دیتے نظر آتے ہیں۔

آج 27 مئی کے خلافت نمبر کو "خلفاء سے وابستہ یادیں" کا عنوان بھی اسی لئے دیا گیا ہے کہ ہم میں سے بعض پروانے (مضمون نگار) دنیا بھر کے پروانوں (احمدیوں) کی نمائندگی میں اپنے یا اپنے بزرگوں اور عزیز و اقارب کے خلفاء کے ساتھ بیتے ہوئے واقعات بیان کریں تا ایمان کی دیا سلائی سے دیا سلائی روشن ہو کر احمدیوں کے ایمان میں اضافہ کا موجب ہو۔

مادی اور روحانی شمع اور پروانوں میں ایک نمایاں فرق یہ بھی ہے کہ مادی شمع کے ارد گرد محدود علاقہ کے پتنگے جمع ہو کر جان دیتے ہیں جبکہ روحانی شمع یعنی دربار خلافت سے دنیا بھر کے 212 سے زائد ممالک میں پھیلے پروانے ایم ٹی اے کے ذریعہ فیض یاب ہوتے ہیں۔ کبھی خطبات جمعہ کے ذریعہ، کبھی درس القرآن کے ذریعہ، کبھی مجالس عرفان، مجالس سوال و جواب کے ذریعہ اور کبھی آج کل کورونا کے حالات میں ورچوئیل ملاقاتوں کے ذریعہ اپنی بھوک ختم کرتے اور ایمانوں کا جلا دلواتے ہیں۔

آج کل حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے میں خطبہ ارشاد فرماتے ہیں اور کورونا کی پابندیوں کے باعث چند خوش نصیب خلیفۃ المسیح کے سامنے بیٹھ کر خطبہ سنتے اور حضور کی امامت میں نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن ایم ٹی اے کے مبارک نظام سے دنیا بھر کے لاکھوں احمدی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ براہ راست سنتے اور اس سے فیض پاتے ہیں۔ اور یہ شعر گو جلسہ سالانہ پر آنے والے پروانوں کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا مگر اس کا اطلاق خطبہ جمعہ براہ راست سننے والوں پر بھی برابر ہوتا ہے۔

ہوتی نہ اگر روشن وہ شمع رُخ انور

کیوں جمع یہاں ہوتے سب دنیا کے پروانے

روحانی پروانوں کی ایک ادا یہ ہوتی ہے کہ وہ پروانہ وار خلافت کے دربار میں حاضر ہوتے اور سبھی محفل میں خلیفۃ المسیح کے قریب سے قریب تر بیٹھ کر فیض پانے کی لگن رکھتے ہیں۔

مؤرخہ 25 نومبر 1902ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجلس عرفان کے لئے حاضر ہوئے۔ اس موقع پر احباب جماعت حضورؑ کے قریب قریب ہو کر بیٹھنے کی کوشش میں تھے۔ جس کا نقشہ ایڈیٹر البدر نے یوں کھینچا ہے۔ لکھتے ہیں۔

بعد ادائے نماز مغرب لوگوں کا دستور ہے کہ وہ پروانہ وار ایک دوسرے پر گرتے ہیں اور ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے کہ ایک قدم آگے ہو جاؤں تا کہ دہن مبارک سے جو کلمات طیبات نکلتے ہیں۔ ان کے الفاظ کان تک پہنچیں۔ اس لئے احباب میں بیٹھنے کی کشمکش دیکھ کر فرمایا کہ

”آپس میں مل جل کر بیٹھ جاؤ جس قدر تم آپس میں محبت کرو گے اسی قدر اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔“ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 400)

دوسری طرف روحانی رہنماؤں کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماننے والے پیاروں سے حد درجہ پیار کرتے اور ان کی آسودگی اور آرام کا خیال رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جب کچھ دیہاتی خواتین دوا لینے آئیں جب کہ آپ ایک علمی کام میں مشغول تھے۔ تو آپ ماتھے پر شکن لائے بغیر فوراً اُٹھ کر دوا تیار کرنے اندر تشریف لے گئے جس پر حضرت مولوی عبد الکریمؓ نے حضورؑ سے عرض کی کہ آپ اتنی تکلیف نہ کیا کریں۔ یہ لوگ تو روز روز آپ کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ جس پر آپؑ نے فرمایا۔

یہ بھی ایک قسم کا دین کا کام اور خدمت خلق ہے۔ میں ان کے لئے ہر قسم کی دوائی منگوا کر اپنے پاس رکھتا ہوں تا کہ جب وہ آئیں تو ان کو تکلیف نہ ہو۔

آپؑ اپنے ان پروانوں کی خاطر کبھی دودھ لے کر دیر رات حاضر ہوتے ہیں اور کبھی پان لے کر، کبھی شدید سردی میں اپنا بستر دے کر خود ساری رات بیٹھ کر گزار دیتے اور کبھی تانگہ میں مہمان بٹھا کر خود میلوں میل پیدل تانگہ کے ساتھ چلتے نظر آتے ہیں۔

یہی کیفیت بعد میں خلفاء کرام میں نظر آتی رہی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے کسی نے اپنی اہلیہ کے لئے (جو زچگی کی حالت میں تھی) دُعا کی درخواست کی۔ آپؓ نے کھجور دے کر فرمایا کہ بیوی کو دے دیں۔ اللہ فضل فرمائے گا۔ جب آدھی رات کو ڈیلیوری ہو گئی تو اس بزرگ نے یہ سمجھتے ہوئے کہ اب حضورؓ سو رہے ہوں گے میں نے اس وقت اطلاع دی تو تکلیف ہو گی۔ صبح نماز فجر پر اطلاع دی۔ ساری کیفیت سن کر آپؓ نے فرمایا کہ اگر رات کو مجھے بھی آکر بتا دیتے تو میں بھی کچھ آرام کر لیتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ اس طرح کے بے شمار واقعات مروی ہیں کہ آپ نے کسی کو کسی کام پر بھیجا اس ہدایت کے ساتھ کہ جب بھی واپس آئیں تو اطلاع دیں۔ ایک دوست بیان کرتے ہیں کہ میں جب نصف رات حاضر ہوا تو حضور ٹہل رہے تھے اور میرا انتظار کر رہے تھے۔ اور ایک دوست نے رات کا تصوّر کر کے اطلاع نہ دی تو صبح اسی طرح کے ملتے جلتے الفاظ فرمائے کہ میں ساری رات آپ کا انتظار کرتا اور دُعا کرتا رہا۔ راتوں کو جاگنے اور دعائیں کرنے والے مبارک وجودوں کا ذکر تو خلفاء اپنی زبانی کرتے چلے آئے ہیں۔ ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ کوئی ایسی رات نہیں گزرتی جس میں بستر پر جانے سے پہلے میں چشمِ تصور میں دنیا بھر کے ہر احمدی کو لا کر ان کے لئے دُعا نہیں کر لیتا۔ اسی طرح پاکستان کے حالات کے پیش نظر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک پیغام میں فرمایا کہ جب تک پاکستان سے تمام جگہوں سے جمعہ کی نماز خیریت سے گزر جانے کی اطلاع نہیں مل جاتی مجھے فکر لاحق رہتی ہے۔

الغرض دنیوی اور روحانی سلسلوں سے وابستہ شعراء نے اپنے اپنے زعم، ذوق اور خیال کے مطابق شمع اور پروانہ کے مضمون کو اپنے منظوم کلام میں باندھا ہے۔ بلکہ داغ دہلوی نے تو کسی

کے ساتھ وابستگی کو مثالی بنانے اور اس پر عاشق ہونے، فریفتہ ہونے کے لئے پروانہ کے لفظ کو یوں استعمال فرمایا ہے۔

؎ مجھ سے وہ کہتے ہیں پروانے کو دیکھا تو نے؟
دیکھ! یوں جلتے ہیں، اس طرح سے دم دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو حقیقی معنوں میں روحانی پروانہ بنائے اور ہم شمع اسلام، شمع محمدؐ، شمع قرآن اور آج کے دور میں شمع خلافت کے لئے اپنی جان، مال، وقت، عزت اور جذبات کی قربانی کرنے والے ہوں۔ ہم اپنے اندر صحابہؓ (جو حقیقی معنوں میں شمع محمدؐ کے پروانے تھے) جیسا رنگ پیدا کریں اور ہم میں ہر ایک پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ اشعار صادق آرہے ہوں۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلادی
فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَی الاَعَادِی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے...... ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔“ (الفضل انٹرنیشنل 23 مئی 2003 صفحہ 1)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 مئی 2021ء)

﴿50﴾

بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے (مسیح موعودؑ)

''بیعت'' بیع سے نکلا ہے جس کے معنی فروخت کر دینے کے ہیں۔ یعنی جب کوئی شخص بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں دخل ہوتا ہے تو وہ اپنے آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھوں میں فروخت کر دیتا ہے۔ اس کا نفس اس کا نفس نہیں رہتا، اس کے جذبات اس کے جذبات نہیں رہتے۔ اس کی خواہشات اس کی خواہشات نہیں رہتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر بیعت کی مثال بیل (cow) کے فروخت ہونے سے دی ہے۔ کہ بیل کا مالک جب اپنے بیل کو کسی کے ہاتھوں فروخت کر دیتا ہے تو پھر بیل کے سابقہ مالک کا بیل پر حق ختم ہو جاتا ہے۔ یہی کیفیت بیعت کرنے والے کی ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر جب بھی بیعت کرنے کے لئے لوگ حاضر ہوتے تو آپؑ نو مبائعین کو بہت قیمتی اور نایاب نصائح فرماتے اور آخری زمانہ میں مسیح و مہدی پر ایمان لانے والوں کا مقام و مرتبہ بیان فرماتے جن سے ملفوظات دس جلدوں میں بھری پڑی ہیں۔

ایک دفعہ مورخہ 7 نومبر 1902ء کو ایک نو مبائع منشی نعمت علی صاحب نے کھانے کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا:

''تکلف کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم کھانا کھا چکے ہیں۔ جب تم لوگوں نے بیعت کر لی تو گویا ہمارے بدن کے جزو ہو گئے۔ پھر الگ کیا رہ گیا یہ باتیں تو اجنبی کے لئے ہو سکتی ہیں''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 362)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد، اس فرمان رسولؐ کے عین مطابق ہے جس میں آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تمام مومن ایک جسم اور بدن کی مانند ہیں اگر ایک عضو میں درد محسوس ہو تو پورا جسم درد محسوس کرتا ہے۔ اگر نو مبائع کسی اعلیٰ حضرت، ولی اور پیر و مرشد کے بدن کا جزو ہو جائے تو اس سے زیادہ مبارک مقام اس کا کیا ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک موقع پر 4 اکتوبر 1902ء کو بعد نماز مغرب ایک مجلس عرفان میں گفتگو کے دوران جب حضرت مولوی غلام علی رہتاسیؓ کی تار پیش ہوئی تو آپؑ نے حضرت مولوی صاحب کی بیماری کے ذکر میں فرمایا:

”ہماری جماعت جو اب ایک لاکھ تک پہنچی ہے سب آپس میں بھائی ہیں۔ اس لئے اتنے بڑے کنبہ میں کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی نہ کوئی دردناک آواز نہ آتی ہو۔ جو گزر گئے وہ بھی بڑے ہی مخلص تھے جیسے ڈاکٹر بوڑھے خاں، سید خصیلت علی شاہ، ایوب بیگ، منشی جلال الدین، خدا ان سب پر رحم کرے“ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 193)

اب دیکھیں! جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کنبہ یعنی خاندان قرار دیا ہے۔ ایک اور موقع پر آپؑ نے اپنی اس خواہش کا اظہار بھی فرمایا کہ دل کرتا ہے کہ میرے گھر کے اندر ہر احمدی گھرانہ کی کھڑکی ہو جو اب (MTA) کے مبارک نظام سے پوری ہو رہی ہے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ نے بھی الہام میں آپؑ کے گھر کو ایسا وسیع و عریض گھر قرار دیا ہے جس میں تمام افراد جماعت شامل ہوں:۔ فرمایا اِنی احافظ کل من فی الدار۔ یہی وہ اس زمانہ کے حضرت نوح کی کشتی ہے جو اس میں سوار ہو گا وہ محفوظ رہے گا۔

تمام مبائعین کو اپنے خاندان کے افراد قرار دینے میں جہاں مبائعین کا مقام او ربلند مرتبہ بیان ہوا ہے وہاں مبائعین کی ذمہ داریاں بھی بیان ہوئی ہیں۔ جس طرح دنیا میں ایک عام گھرانہ کو باحسن طریق چلانے کے لئے گھرانہ کے تمام مکینوں کو اپنے اپنے مفوضہ کام پوری ذمہ داری کے ساتھ انجام دینے پڑتے ہیں۔ اگر ایک مکین بھی اپنے مفوضہ کام میں سستی دکھلائے یا کام میں تاخیر کا موجب ہو تو گھرانہ کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ بعینہٖ جماعت احمدیہ میں ہر فرد کو اپنے اپنے

سپرد مفوضہ کاموں کو پوری محنت اور تندہی سے سرانجام دینا ہے۔ ہر فرد مربی بھی ہے۔ مبلغ بھی ہے، داعی الیٰ اللہ بھی ہے، ان میں سے بعض والد کا مقام رکھتے ہیں خواتین ماؤں کا درجہ رکھتی ہیں، ہر فرد و عورت ایک دوسرے کے بہن بھائی ہیں، لہٰذا وہ صرف اپنے مادی بچوں کا باپ یا ماں نہیں بلکہ وہ جماعت کے تمام بچوں کے روحانی ماں باپ بھی ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت بجا لانا ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مورخہ 30 دسمبر 1897ء کو جلسہ سالانہ کے خطاب میں ''سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال رکھیں'' کے تحت بیعت کرنے والے کو فرزند کے حکم میں رکھتے ہوئے فرمایا:

''کیا یہ ان کے لئے باعث ندامت نہیں ہے کہ انسان عمدہ سمجھ کر اس سلسلہ میں آیا تھا جیسا کہ ایک رشید فرزند اپنے باپ کی نیک نامی ظاہر کرتا ہے، کیونکہ بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے اور اسی لئے آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کو امہات المومنین کہا ہے۔ گویا کہ حضورؐ عامۃ المومنین کے باپ ہیں، جسمانی باپ زمین پر لانے کا موجب ہوتا ہے اور حیات ظاہری کا باعث۔ مگر روحانی باپ آسمان پر لے جاتا ہے اور اس مرکز اصلی کی طرف عود کرتا ہے۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے؟...... اسی طرح پر جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ عنداللہ ماخوذ ہوتا ہے کیونکہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا بلکہ دوسروں کے لئے ایک بُرا نمونہ ہو کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے۔ پس جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آ جاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اُٹھتے ہیں واپس نہیں ہوتے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 126-127)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 مئی 2021ء)

﴾51﴿

ایک وضاحت بابت اعلانات

اخبار الفضل آغاز سے ہی احباب جماعت کے لئے رابطہ اور تعلق بڑھانے کا ذریعہ رہا ہے۔ اور کامیابی، ولادت، نکاح و شادی اور وفات کے اعلانات نیز یاد رفتگان پر مضامین کے ذریعہ احباب جماعت کے آپس میں تعلقات کو مضبوط کرنے کا باعث بنتا رہا ہے۔ اب یہ اخبار بفضل اللہ تعالیٰ آن لائن اور ڈیجیٹل موجود ہے لہٰذا بچوں کی پیدائش، نمایاں کامیابی پر لڑکوں اور مرحومین کی یاد میں لکھے گئے مضامین میں ان کی تصاویر بھی دی جاسکتی ہیں۔

قارئین اعلانات بھجواتے وقت مرد حضرات اور بچوں کی تصاویر بھجوا سکتے ہیں۔ تصویر بھیجتے ہوئے درج ذیل امور کا خیال رکھیں۔

الف: تصویر واضح ہو۔

ب: پاسپورٹ سائز تصویر جس طرح سرکاری دستاویزات کے لئے لی جاتی ہے۔

Email: info@alfazlonline.org

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31 مئی 2021ء)

﴿52﴾

مضمون نگار متوجہ ہوں

ادارہ الفضل، طب پر ایک سلسلہ کا آغاز کرنے جارہا ہے۔ لہٰذا طب سے شوق رکھنے والے مضمون نگار

نمبر 1۔ طب نبوی پر مضامین تیار کر کے بھجوائیں۔

نمبر 2۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طب اور آپ کے آزمودہ نسخوں پر مشتمل مضامین کی بھی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

مضمون زیادہ طویل نہ ہوں۔ مائیکروسافٹ ورڈ (word) میں کمپوزڈ ہو اور حوالہ جات مستند اور بنیادی کتب سے ہوں۔

Email: info@alfazlonline.org

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31 مئی 2021ء)

﴿53﴾

When it's gone, it's gone

امسال رمضان میں مجھے لندن کے دو میگا سپر اسٹورز پر خریداری کے لئے جانا پڑا۔ ایک میں تو جابجا ''رمضان اسپیشل پیکج'' کے نمایاں بورڈز آویزاں نظر آئے۔ جہاں روزمرّہ کی اشیاء سستے داموں مسلمانوں کے لئے دستیاب تھیں تا وہ روزے اچھے طریق پر رکھ سکیں۔ گو اس پیکج سے غیر مسلم بھی فائدہ اُٹھا رہے تھے۔ ایک دوست نے اسٹور کی انتظامیہ سے پوچھا کہ اتنے Large Scale پر ارزاں قیمت پر فروخت سے آپ کو نقصان نہیں ہوتا۔ جواب ملا کہ نہیں۔ جب Large Scale پر ایک ہی دن میں فروخت ہوتی ہے تو منافع برابر ہو جاتا ہے اور دوسرا روحانی طور پر سستے داموں فروخت سے لوگوں کی ہمدردیاں (دُعائیں) ملتی ہیں۔ یہی وہ فلسفہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ربوہ بننے کے شروع کے دنوں میں احمدی تاجروں کو سمجھایا تھا کہ کم منافع پر جب آپ اشیاء فروخت کریں گے اور وہ زیادہ تعداد میں بکیں گی تو منافع برابر ہی ملے گا۔

دوسری طرف مسلمان ممالک میں مہنگائی کی ایک خطرناک لہر آجاتی ہے۔ بلکہ آج کل اشیاء ذخیرہ کرنے کا رواج بھی پا چکا ہے۔ اس رمضان میں گرمیوں کی شدت میں روزہ دار ایک کلو چینی کے لئے گھنٹوں لائن میں لگا رہتا ہے۔ بازار میں چینی نایاب ہے۔ دیگر ضروری اشیاء کی قیمتیں بھی آسمانوں سے باتیں کر رہی ہیں اور یہ ایک مسلم ملک میں ہو رہا ہے جہاں روزہ رکھنے والوں کی اکثریت پائی جاتی ہے۔

دوسرے میگا سپر اسٹور پر مختلف ریکس کے کناروں پر جلی حروف میں لکھا تھا

When it's gone, it's gone

کہ جب اشیاء کسٹمرز کے ہاتھوں چلی جائیں گی تو چلی جائیں گی۔ پھر آپ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ اس لئے جلدی کریں اور اس نادر موقع سے فائدہ اُٹھائیں۔

اس مختصر سے فقرہ نے میرے دل و دماغ پر ایسا گہرا اثر کیا کہ میں اپنے بیٹے سے الگ ہو کر اس فقرہ پر غور کرنے لگا اور فوراً رمضان کا روحانی مفہوم اور فلسفہ ذہن میں اُبھرا کہ رمضان کے تمام روحانی لمحات اتنے قیمتی ہیں کہ اگر ایک لمحہ گزر گیا اور اس سے فائدہ نہ اُٹھایا تو وہ لمحہ گزر گیا۔ پھر انسان کو دوبارہ نہ ملے گا۔

اس لئے رمضان میں ایک ایک لمحہ کو یہ سمجھ کر گزاریں کہ

When it's gone it's gone.

اس سے فائدہ اُٹھائیں اور اسے قیمتی متاع سمجھ کر محفوظ کر لیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے رمضان کے خطبات میں ایک واقعہ کثرت سے سنایا کرتے تھے کہ:۔

ایک بادشاہ نے ایک دفعہ دربار لگوایا اور درباریوں سے کہا کہ تمہارے پاس پانچ گھنٹے ہیں ان پانچ گھنٹوں میں آپ کو محل میں سے جو چیز پسند آئے لے جائیں۔ ایک درباری محل میں داخل ہو کر بیش بہا قیمتی چیزوں کو دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اور بادشاہ کے بیڈروم کے مخملی نرم و نازک چادروں (bed sheets) کو دیکھ کر اس نے سوچا کہ پانچ گھنٹے بہت زیادہ ہیں میں پہلے اس نرم و نازک چادروں پر کچھ عرصہ سو لوں۔ باقی وقت میں قیمتی اشیاء لے کر نکل جاؤں گا۔ وہ بیڈ شیٹ اتنی نرم تھیں کہ اُسے بہت گہری نیند آ گئی اور پانچ گھنٹے مکمل ہونے پر محل کے پہرے دار آ پہنچے اور اسے بیدار کروا کر محل سے یہ کہتے ہوئے باہر نکال دیا کہ جو پانچ گھنٹے آپ کو دیئے گئے تھے وہ مکمل ہو چکے ہیں۔ رمضان بھی چند روزہ ہوتا ہے۔ اس سے بھرپور مستفیض ہونا ضروری ہے۔ آنحضور ﷺ نے بھی فرمایا ہے۔ اِذَا سَلِمَ الرَّمَضَانُ سَلِمَتَ السَّنَةُ کہ اگر رمضان بخیریت گزر گیا تو سمجھو کہ سارا سال بخیریت گزرا۔

رمضان تو گزر گیا اس پر مزید گفتگو تو موقع محل کے مطابق ہو گی۔ یہاں میں When it's gone, it's gone کو اپنی پوری زندگی پر لاگو کرنے کی درخواست کرنا چاہ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جو زندگی ایک انسان کو دی وہ ایک نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ جو محدود سالوں پر محیط ہے۔ اس کے لمحہ لمحہ کو اسلامی تعلیم کا پہناوا پہنانا اولین ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے دو راستے بتا دیئے ایک نیکی اور ایک بدی و بُرائی کا۔ اور دونوں کے حُسن و قبح بھی بتا کر انسان کو مطلع کر دیا کہ وہ جس کو چاہے اختیار کرے۔ اگر نیکی کا راستہ اختیار کرے گا تو جنت ملے گی اور اگر بدی کا راستہ اپنایا تو جہنم کی راہ دیکھے گا۔

لہٰذا ہر مسلمان کو اپنی اس محدود زندگی میں ہر لمحہ قیمتی جانتے ہوئے نیکی کے کام کرنے ہیں۔ انسان اپنی اولاد کی نشو و نما کے لئے اس دنیا میں بینک بیلنس تیار کرتا ہے۔ تا اس کی موت کے بعد وہ اولاد کے کام آسکے۔ روحانی دنیا میں بھی ایک مومن کو آئندہ زندگی کے لئے، عاقبت سنوارنے کے لئے اِسی دنیا میں نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرنا ہے۔ اپنی زندگی کو مشکل میں ڈال کر نیکیاں جمع کرنی ہیں۔ جب کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا اَلدُّنْیَا سِجْنٌ لِلْمُؤْمِنِ وَ جَنَّۃٌ لِلْکَافِرِ کہ مومن کو اپنی یہ دنیا قید خانہ تصور کرتے ہوئے بدیوں سے دُور رہنا ہے اور نیکوں کے سرمایہ کو اپنی اس زندگی میں سمیٹنا ہے۔ ویسے ہی جیسے بادشاہ نے اپنے محل سے قیمتی اشیاء لے جانے کے لئے درباریوں کو پانچ گھنٹے دیئے تھے۔ ویسے ہی اس محدود زندگی میں نیکیوں کی متاع اکٹھی کرنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”دنیا ایک ریل گاڑی ہے اور ہم سب کو عمر کے ٹکٹ دیئے گئے ہیں۔ جہاں جہاں کسی کا اسٹیشن آتا جاتا ہے اس کو اُتار دیا جاتا ہے یعنی وہ مر جاتا ہے۔ پھر انسان کس زندگی پر خیالی پلاؤ پکاتا اور لمبی امیدیں باندھتا ہے۔“ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 21)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ

”قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسے بہشتی زندگی اِس دنیا سے شروع ہو جاتی ہے جہنم کی زندگی بھی یہاں ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ جب انسان حسرت کے ساتھ مرتا ہے تو بہت بڑے جہنم میں ہوتا ہے۔“ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 67)

بعض لوگ اپنی زندگی دنیا کے جھمیلوں میں گزار دیتے ہیں اور آخری وقت کا انتظار کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ ابھی کافی زندگی پڑی ہے۔ نیکیاں کما لیں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”زندگی تو برف کے ٹکڑے کی مثال رکھتی ہے۔ ہزاروں پردوں میں رکھو پگھلتی جاوے گی۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 223)

پھر فرماتے ہیں:

”نجات اور مکتی یہی ہے کہ لذت ہو دکھ نہ ہو۔ دُکھ والی زندگی تو نہ اس جہان کی اچھی ہوتی ہے اور نہ اُس جہان کی۔ جو لوگ محنت کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں وہ گویا اپنی کھال آپ اُتارتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ زندگی تو بہر حال ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ برف کے ٹکڑہ کی طرح ہے خواہ اس کو کیسے ہی صندوقوں اور کپڑوں میں لپیٹ کر رکھو لیکن وہ پگھلتی ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر خواہ زندگی کے قائم رکھنے کی کچھ تدبیریں کی جاویں لیکن یہ سچی بات ہے کہ وہ ختم ہوتی جاتی ہیں۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 216-217)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں کو خدا کے فضلوں، رحمتوں سے آراستہ کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 جون 2021ء)

﴿54﴾

دُعا کی تازہ تحریک
مظلوموں کو دعاؤں میں یاد رکھیں

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 28 مئی 2021ء میں فرمایا:

”دعاؤں کا پھر آج میں کہنا چاہتا ہوں پاکستان کے احمدیوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں مظلوم احمدیوں کو جہاں کہیں بھی ہیں دعاؤں میں یاد رکھیں مظلوم مسلمانوں کو جہاں بھی ہیں فلسطین کے یا کہیں بھی ان کو دعاؤں میں یاد رکھیں اللہ تعالیٰ سب کی مشکلات کو دور فرمائے اور آسانیاں پیدا فرمائے اور ان سب کو توفیق دے جو احمدی ہیں وہ حقیقی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں اور حقیقی احمدی بنیں اور وہ مسلمان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابھی تک پہچان نہیں رہے اللہ تعالیٰ انہیں پہچاننے اور بیعت میں آنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام دنیا میں ہم جلد از جلد اسلام کا جھنڈا اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا لہراتے ہوئے دیکھیں اور تمام دنیا میں ہم توحید کو قائم ہوتا ہوا دیکھیں۔“ (آمین)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 جون 2021ء)

✡✡✡✡

﴾55﴿

اعلان بابت حاصل مطالعہ

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو علم دوست لوگوں کا خزانہ عطا کر رکھا ہے۔ جن کے زیر مطالعہ کوئی نہ کوئی کتاب رہتی ہے۔ اپنے علم سے دوسروں کو مستفیض کرنا اسلامی تعلیم سے ہے۔ جس کے لئے روزنامہ الفضل آن لائن لندن بہترین ذریعہ ہے۔

ایسے علم دوست احباب و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے علم کو قارئین الفضل کے افادہ کے لئے ”حاصل مطالعہ“ کے نام سے علمی مائدہ تیار کر کے بھجوائیں۔ جو مواد بھی آپ بھجوائیں وہ مستند حوالہ جات سے ہو اور سہل اور عام فہم ہو۔ اس سلسلہ میں اپنی زیر مطالعہ کتاب کا تعارف بھی کرواسکتے ہیں جس کے لئے کتاب کی فوٹو ضرور بھجوائیں۔

مواد ٹائپ شدہ اور ورڈ فارمیٹ میں ہو۔

Email: info@alfazlonline.org

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 جون 2021ء)

﴿56﴾

روزنامہ الفضل آن لائن کی قلمی معاونت کریں

ادارہ الفضل آن لائن آپ کی تحریر اور منظوم کلام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور موقع و محل کے مطابق اس کی اشاعت کی کوشش کرتا ہے۔ ہمارے بعض مضمون نگار اور شعراء اپنا کلام یا تحریر الفضل کو بھجواتے وقت سوشل میڈیا پر بھی وائرل کر دیتے ہیں جو مناسب نہیں۔ ہاں آپ اگر وائرل کرنا چاہتے ہیں تو روزنامہ الفضل آن لائن میں اشاعت کے بعد اس کے لوگو کے ساتھ اپنے دوستوں اور عزیزوں کو ضرور بھجوائیں یوں آپ کے مضمون یا منظوم کلام کی اہمیت و افادیت جماعتی آرگن الفضل میں اشاعت کی وجہ سے بڑھے گی اور نصف لاکھ سے زائد تک آپ کی آواز پہنچے گی۔

نمبر 2۔ جو مضمون یا کلام آپ اخبار الفضل کے لئے کہیں یا لکھیں وہ صرف الفضل کو بھجوائیں کسی اور کو نہ بھجوائیں اور نہ کسی اور اخبار و رسالہ کے لئے لکھا ہوا مضمون ہمیں بھجوائیں۔

نمبر 3۔ مضمون word میں کمپوز ہو اور اسے بھجوانے سے قبل اچھی طرح پروف کر لیا کریں تا کہ کمپوزنگ کی کوئی غلطی باقی نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ جہاں الفضل کو ترقیات عطا فرمائے وہاں اللہ تعالیٰ قارئین الفضل، مضمون نگار، شعراء اور تمام ممبران ٹیم جو یہ علمی اور روحانی مائدہ تیار کرتے ہیں کے نفوس و اموال میں ترقی اور اپنی امان میں رکھنے کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

Email: info@alfazlonline.org

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 جون 2021ء)

﴿57﴾

اسلام کی اصل اور اس کا خلاصہ

مورخہ 3 مئی 2021ء کے شمارہ الفضل آن لائن میں مکرمہ مریم رحمن ''آج کی دعا'' کے تحت جو دُعا لائی ہیں اسے آپ نے ''دین کا خلاصہ ''کا عنوان دے کر یوں لکھا ہے۔

آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی، اور فرمایا: اسے اپنے قابو میں رکھو

قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ كُلِّهِ وَعَمُودِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذَلِكَ كُلِّهِ قُلْتُ بَلَى يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ قَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ أَوْ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ

(جامع ترمذی أَبْوَابُ الْإِيمَانِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ باب مَا جَاءَ فِي حُرْمَةِ الصَّلَاةِ حدیث:2616)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں دین کی اصل، اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتادوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ یارسول اللہ (ضرور بتایئے)۔ آپ نے فرمایا: دین کی اصل اسلام ہے اور اس کا ستون (عمود) صلاۃ ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سارے دین کا خلاصہ نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: جی ضرور بتائیں یارسول اللہ!۔ آپ نے اپنی زبان پکڑی، اور فرمایا: اسے اپنے قابو میں رکھو، میں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں اس پر پکڑے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا بھلا ہو یا معاذ! لوگ اپنی زبان کی کاٹی ہوئی کھیتیوں (یعنی اپنے برے بول اور بے موقع باتوں) کی وجہ سے ہی جہنم میں اوندھے منہ گرتے ہیں۔

مقدس الانبیاء آقائے دوجہاں، سید و مولیٰ حضرت محمد ﷺ نے اس مبارک حدیث میں عالمگیر، سچے اور پاک مذہب اسلام کی ساری تعلیمات کا خلاصہ بیان فرمایاہے۔

پوری حدیث کچھ اس طرح ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا، ایک دن صبح کے وقت میں آپ ﷺ سے قریب ہوا، ہم سب چل رہے تھے، میں نے آپ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے، اور جہنم سے دور رکھے؟ آپ نے فرمایا: تم نے ایک بہت بڑی اور مشکل بات پوچھی ہے۔ اور بے شک یہ عمل اس شخص کے لیے آسان ہے جس کو اللہ تعالی توفیق دے۔ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، صلاۃ قائم کرو، زکاۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، اور بیت اللہ کا حج کرو۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں بھلائی کے دروازے (راستے) نہ بتاؤں؟ صوم ڈھال ہے، صدقہ گناہ کو ایسے بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے، اور آدھی رات کے وقت آدمی کا صلاۃ (تہجد) پڑھنا، پھر آپ نے آیت تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ کی تلاوت يَعْمَلُونَ تک فرمائی، پھر آپ ﷺ نے مندرجہ بالا ارشاد فرمایا جس میں پورے دین کا خلاصہ بیان فرمایاہے۔

اس حدیث کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں دین کا اصل اور خلاصہ اور دوسرے میں ارکان اسلام میں بیان عبادات اور اس کی اہمیت نیز صدقہ کی افادیت بیان ہوئی ہے۔ قبل اس کے دین کے کہ اصل، خلاصہ اور اس میں بیان عبادات پر روشنی ڈالی جائے۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس میں استعمال بعض الفاظ کی وضاحت بیان کر دی جائے۔ جیسے

اصل: بنیاد اور جڑ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ نیز کھرا، حقیقت کے بھی معنی ہیں۔

ستون: س پر پیش کے ساتھ۔ چھت یا کسی چیز کو سہارا دینے کیلئے منار۔ انگریزی میں Pillar استعمال ہوتا ہے۔ اہم رکن۔ جماعت میں اہم شخصیت۔

چوٹی: اونچی جگہ۔ بلند درجہ۔ Peak چوٹی کی بات، اعلیٰ درجہ کی بات۔ عمدہ بات پہاڑ کی سب سے اونچی جگہ

ڈھال: پناہ اور بچاؤ کے لئے لوہے کا ہتھیار۔ سپر

خلاصہ: نچوڑ۔ لب لباب خلاصہ کلام یعنی حاصل کلام۔

کھیتی: فصل، کاشتکاری، اناج۔

ان معنوں کو سامنے رکھ کر اس حدیث میں بیان امور کو سمجھنا آسان ہو گا۔ اوپر الفضل میں بیان حدیث کی ترتیب کے مطابق سب سے پہلے جس امر کی طرف آنحضور ﷺ نے توجہ دلائی وہ یہ ہے کہ دین کی اصل اسلام ہے۔ جب سے مذہبی دنیا کا آغاز ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء بھجوانے کا سلسلہ شروع کیا اور ان کے ذریعہ مذاہب بنے ان سب کا دین اسلام تھا۔ ان سب کے دین کی اصل اسلام تھا۔ چونکہ تمام مذاہب کی بنیادی تعلیم امن، سلامتی اور شانتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حَنِيْفًا مُّسْلِمًا قرار دیا (آل عمران:68) نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مخاطب ہو کر فرمایا هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ لا مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا (الحج:79) کہ اے ابراہیم! اس اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اس سے پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی۔

چونکہ مذاہب کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ بعض پیروکار شدت پسندی کی تعلیم دیتے رہے جیسا کہ اب اسلام میں مختلف مقامات پر مسلمانوں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ توہین مذہب کے نام پر قتل و غارت، شور شرابا اور دنگا فساد روز کا معمول بن چکا ہے۔ جبکہ اسلام کا لفظ سلامتی سے نکلا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ایک مسلمان اپنے لئے بھی سلامتی کا موجب ہو اور اس کے ہاتھوں دوسرے مسلمان بھی سلامتی میں رہیں جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

اور جب اسلام پر ایمان لا کر انسان مومن ہوتا ہے تو اس کے معانی بھی یہی ہیں کہ اس سے اس کا نفس امن میں آجاتا ہے اور دوسرے لوگ بھی جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا المومن من یامنه الناس

آنحضور ﷺ نے ایک سریہ کو بھجواتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ جس جگہ تم مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو تو وہاں حملہ نہ کرنا اور نہ کسی کو قتل کرنا۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد)

دین کا ستون صلوٰۃ ہے

اس مضمون کو آنحضور ﷺ نے ان الفاظ میں بھی بیان فرمایا ہے کہ الصلوٰۃ عماد الدین۔

صلوٰۃ کے معنی گو 'درود کے بھی ہیں مگر یہاں اس سے "قیام نماز" مراد ہے جو پانچ اسلامی ارکان میں سے ایک رکن ہے جس طرح عمارت کی چھت ستونوں پر قائم ہوتی ہے ان ستونوں کا مضبوط ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح اسلامی عمارت کی مضبوطی کے لئے نماز جیسے ستون کا مضبوط ہونا ضروری ہے۔ جس کا ذکر قرآن کریم اور ارشادات نبوی میں کثرت سے ملتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے۔ (مسلم کتاب الایمان)

دیہاتی لوگوں کے ایک گروہ نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر نماز میں کمی یا معافی کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جس مذہب میں عبادت (نماز) نہیں وہ مذہب نہیں۔ پس ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے دین کو مضبوط سے مضبوط کرنے کے لئے دین کے ستون نماز کو ایمان کے سیمنٹ سے مرمتیں کرتے رہیں اور اپنی اولادوں کو بھی اس طرف راغب رکھیں۔

دین کی چوٹی جہاد ہے

پھر اس فرمان رسول ﷺ میں دین کی بلندی کو جہاد قرار دیا گیا ہے۔ جہاد دو طرح کا ہے ایک تو تلوار کا جہاد ہے جس کے لئے امام کا ہونا ضروری ہے۔ دوسرا جہاد تعلیم و تربیت کا جہاد ہے

جو زیادہ بڑا جہاد ہے۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ نے ایک دفعہ تلوار والے جہاد سے واپسی پر فرمایا۔ رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر کہ ہم اب چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد یعنی تعلیم و تربیت اور اصلاح احوال کے جہاد کی طرف لوٹ رہے ہیں اور یہی وہ جہاد ہے جسے ہم دین کی چوٹی یعنی بلندی قرار دے سکتے ہیں۔ جو ہمہ وقت تا قیامت جاری و ساری ہے۔

اس کی وضاحت آنحضور ﷺ نے مختلف مقامات پر فرمائی ہے جیسے ایک موقع پر فرمایا کہ بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق و انصاف کی بات کرنا ہے۔ (ترمذی کتاب الفتن) ایک موقع پر فرمایا۔ مشرکوں سے اپنے اموال، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ذریعہ جہاد کرو۔ (ابو داؤد کتاب الجهاد) جنگ بدر کے موقع پر آنحضور ﷺ کی الحاح و تضرع سے کی ہوئی یہ دعا۔ اللهم ان تهلك هذا العصابة من اهل الاسلام لا تعبدنی الارض ابدا (ترمذی کتاب التفسیر) بھی جہاد اکبر کے زمرے میں آتی ہے اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی اور اپنے اہل خانہ اور ماحول میں بسنے والے احمدیوں کی اصلاح و تربیت کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ ان کے لئے دعائیں کرنا بھی ضروری ہے۔

دین کا خلاصہ

زیر بحث فرمان میں آنحضور ﷺ نے زبان کو روک کر رکھنے کو دین کا خلاصہ قرار دیا ہے اور فرمایا جس طرح انسان اپنے کھیت میں بیج بوتا ہے اگر بیج اچھا اور عمدہ ہوگا تو اچھی فصل کاٹے گا اور اگر بیج معیاری نہ ہوگا تو فصل بھی اچھی نہ ہوگی۔ اور پھر بعض اوقات کھیت میں جڑی بوٹیاں اور گھاس پھوس اُگ آتا ہے اچھی اور عمدہ فصل کے حصول کے لئے ان کو تلف کرنا ضروری ہے۔

یہ خوبصورت مثال دے کر آنحضور ﷺ نے کیا ہی اعلیٰ اور عمدہ رنگ میں مسلمانوں کو سمجھایا ہے کہ اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھنا ضروری ہے ورنہ آپ اپنے نیک اعمال کی کھیتی میں اچھی فصل نہیں اُگا سکتے۔ آنحضور ﷺ نے زبان کے غلط استعمال سے پیدا ہونے والی بیماریوں اور بدیوں کا ذکر فرمایا ہے جیسے چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو سکتا (بخاری کتاب البر والصلة) پھر فرمایا۔

طعنہ زنی، فحش کلامی، یاوہ گو اور زبان دراز مومن نہیں ہو سکتا (ترمذی کتاب البر والصلۃ) جہاں تک اچھے معنوں میں زبان کے استعمال کا تعلق ہے۔ اوپر یہ فرمان رسول ﷺ گزر چکا ہے کہ زبان سے جہاد کرو۔ نیکی کا، دعوت الی اللہ کا، تعلیم و تربیت و اصلاح واحوال۔ اچھی بات کہو ورنہ خاموش رہو۔ خاکسار نے کچھ عرصہ قبل زبان پر یکے بعد دیگرے دو آرٹیکلز تحریر کئے تھے۔ ایک میں خاکسار نے تحریر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ انسان کو پیدائش کے ساتھ ہی زبان عطا کر دیتا ہے لیکن جب زبان بولنے کے قابل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ دانتوں کے ذریعہ اس کی حفاظت کرتا ہے جو فلٹر کا کام کرتے ہیں اسی لئے کہتے ہیں بتیس دانتوں میں زبان ہے۔ جو زبان کو معمولی سا کاٹ کر اسے سبق بھی دیتے رہتے ہیں۔

ایسا عمل جو جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور رکھے

پانچویں بات میں حضرت معاذ بن جبلؓ نے آنحضور ﷺ سے سوال کیا کہ جنت میں جانے اور جہنم سے بچنے کا کوئی عمل بتائیں تو آنحضور ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی عبادت کرو۔ اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو۔ رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔

مذکورہ بالا احکامات دراصل ارکان اسلام ہیں جن کی طرف آنحضور ﷺ نے توجہ دلائی ہے۔ اس سے آگے حدیث کے الفاظ میں آنحضورؐ نے صوم کو ڈھال یعنی سپر، صدقہ گناہوں کو ایسے مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو نیز نماز تہجد کا ذکر فرمایا ہے۔ اسے دین کا خلاصہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ تمام مضمون کسی نہ کسی رنگ میں اوپر بیان ہو چکا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم تمام عبادات کو ان کے فلسفہ اور حکمت کو سامنے رکھ کر بجالائیں تو عبادات کا مزا بھی دوبالا ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ پاتی ہیں۔ جیسے آپؐ نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے۔

جس طرح لوہے کی ڈھال انسان کو تلوار کی دھار سے بچا لیتی ہے اسی طرح روزہ ڈھال ہے تمام بدیوں سے جو تلوار کی طرح انسان پر حملہ آور ہوتی ہیں۔ روزہ اس کو روک کر رکھتا ہے۔

صوم کے معنٰی بھی رکنے یا روکنے کے ہیں۔ پھر آخر پر آنحضور ﷺ نے مندرجہ بالا تمام عبادات کی اعلیٰ رنگ میں بجا آوری کے لئے راتوں کو اٹھ کر تنہائی میں جب آپ کو کوئی نہ دیکھ رہا ہو، شرمندگی اور ندامت کے آنسو تہجد کی نماز میں بہانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور اپنے خدا سے ان عبادات کو اچھے طریق پر بجالانے کی مدد مانگنے کی تاکید فرمائی ہے۔ یہ کامیابی کا گر ہے جو آنحضور ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ اور اسی سے مقام محمود حاصل ہو گا۔

نوافل کی بہت اہمیت ہے۔ نوافل تو فرائض میں کمی کو پورا کرتے ہیں (ترمذی کتاب الصلوٰۃ) ویسے بھی ہر نیکی کے کام میں نوافل ہوتے ہیں جو بجالائے جائیں تو ہر نیکی چمک اٹھتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”نوافل سے مومن میرا مقرب ہو جاتا ہے ایک فرائض ہوتے ہیں دوسرے نوافل یعنی ایک تو وہ احکام ہیں جو بطور حق واجب کے ہیں اور نوافل وہ ہیں جو زائد از فرائض ہیں اور وہ اس لئے ہیں کہ فرائض میں اگر کوئی کمی رہ گئی ہو نوافل سے پوری ہو جاوے۔ لوگوں نے نوافل صرف نماز ہی کے نوافل سمجھے ہوئے ہیں نہیں یہ بات نہیں۔ ہر فعل کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں۔ انسان زکوٰۃ دیتا ہے تو کبھی زکوٰۃ کے سوا بھی دے۔ رمضان میں روزے رکھتا ہے کبھی اس کے سوا بھی رکھے قرض لے تو کچھ ساتھ زائد دے کیونکہ اس نے مروّت کی ہے۔ نوافل متمم فرائض ہوتے ہیں“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 79-80)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 جون 2021ء)

﴾58﴿

معلوماتی مضامین لکھیں

بعض قارئین دریافت فرماتے ہیں کہ ہم اخبار الفضل کے لئے کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں عناوین بتادیں۔ عناوین پر مشتمل ایک فہرست اس سے قبل شائع کی جاچکی ہے۔ جس کی اشاعت مکرّر پیش کی جارہی ہے۔ تاہم سیاحتی مقامات کی معلومات پر مشتمل مضامین کی اشد ضرورت ہے۔ یہ وہ عناوین ہیں جو قارئین کرام کے لئے دلچسپی کا موجب ہوتے ہیں۔

لہٰذا مضمون نگار اپنے اپنے ممالک کا تعارف کرواسکتے ہیں۔ ان میں احمدیت کیسے آئی۔ احمدیہ مساجد کا تعارف کروایا جاسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑگئی‘‘ (ملفوظات جلد7 صفحہ 119)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تحریرات اور خطوط میں بعض ممالک کا نام تحریر فرمایا ہے۔ ان تحریرات کو الگ سے یکجا کیا جاسکتا ہے۔ جلسہ ہائے سالانہ پر قلم اُٹھایا جاسکتا ہے۔ قربانی کرنے والے مرحومین پر مضامین لکھ کر ان کے اسماء کو نہ صرف زندہ رکھیں بلکہ اسلام احمدیت کی خاطر ان کی قربانیوں کو محفوظ کریں جو آئندہ نسلوں کے لئے مشعل راہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اور سلطان القلم کا کردار ادا کرنے کی توفیق دے۔ مواد ٹائپ شدہ ورڈ فارمیٹ میں ہو۔ مرد مضمون نگار اپنی مناسب اور باوقار فائل فوٹو بھی مضمون کے ساتھ بھجوادیں۔ مضامین مندرجہ ذیل ای میل پر بھجوائیں۔ جزاکم اللہ

Email: info@alfazlonline.org

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 جون 2021ء)

《59》

چھوٹی مگر سبق آموز بات

ادارہ الفضل قارئین کے لیے ''چھوٹی مگر سبق آموز بات'' کے عنوان سے ایک سلسلہ شروع کرنے جارہا ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ جہاں ان سے استفادہ فرماویں وہاں اس سلسلہ میں ''چھوٹی مگر سبق آموز بات'' کے عنوان سے ادارہ کی معاونت کرسکتے ہیں۔

ٹوائیلٹ میں جاتے ہوئے اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ اور نکلتے وقت غُفْرَانَكَ پڑھنا سنت رسول ﷺ ہے۔ آج کل واش رومز گھروں میں اور کمروں کے ساتھ اٹیچڈ ہونے کی وجہ سے اس دعا کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ اس طرف خصوصی توجہ دے کر سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

❁❁❁❁

آنحضور ﷺ اپنی عملی زندگی میں دائیں پہلو کو ترجیح دیتے تھے۔ جوتا پہنتے وقت دائیاں پاؤں پہلے ڈالتے اور پھر بائیاں ڈالتے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت دائیاں پاؤں پہلے دہلیز سے پار رکھتے اور پھر بائیاں پاؤں رکھتے۔ کسی سے کوئی چیز لیتے یا پکڑاتے وقت دائیاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔

❁❁❁❁

اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔ اس لیے ہمیں اپنی گنتی کو جہاں ممکن ہو طاق رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جیسے ورزش کرتے وقت 11،13،15 کے فگرز سامنے رہیں۔ اسی

طرح اگر Push up لگانے ہیں تو طاق میں لگائیں یا دعوت کے مدعووین کی تعداد بھی طاق میں رکھ کر برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 جون 2021ء)

《60》

زمین کے تم ستارے بن جاؤ (مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متبعین کے حق میں دعا کرتے ہوئے لکھا کہ:

”اب میں ... دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلیم میری تمہارے لئے مفید ہو اور تمہارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ زمین کے تم ستارے بن جاؤ اور زمین اس نور سے روشن ہو جو تمہارے رب سے تمہیں ملے“ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 85)

یہ دعا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اس معرکہ آراء کتاب میں جماعت احمدیہ کی بنیادی تعلیم تحریر فرما کر (جو الگ سے تین اداریوں میں دی جا رہی ہے) آخر پر تا قیامت آنے والے متبعین کو دی ہے۔ دوسری طرف ہمارے بہت ہی پیارے آقا و مولیٰ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کے متعلق فرمایا کہ: أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ

(جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر 895 و الشفاء باحوال المصطفیٰ للقاضی عیاض)

کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں آپ ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

بعض روایات میں اس ارشاد سے قبل حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے نام آتے ہیں کہ ان کی پیروی کرو کیونکہ میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو صحابہ جیسا نمونہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ایسے پاک صاف ہو جاؤ جیسے صحابہ نے اپنی تبدیلی کی۔ انہوں نے دنیا کو بالکل چھوڑ دیا گویا ٹاٹ کے کپڑے پہن لئے اسی طرح تم اپنی تبدیلی کرو۔" (ملفوظات جلد 3 صفحہ 264 حاشیہ)

پھر فرمایا:

"آخَرِیْنَ مِنْھُمْ کہہ کر جو خدا تعالیٰ اس جماعت کو صحابہ سے ملاتا ہے تو صحابہؓ کا سا اخلاص اور وفاداری اور ارادت ان میں بھی ہونی چاہیے۔ صحابہ نے کیا کیا جس طرح پر انہوں نے خدا تعالی کے جلال کے اظہار کو دیکھا اسی طریق کو انہوں نے اختیار کر لیا یہاں تک کہ اس کی راہ میں جانیں دے دیں وہ جانتے تھے کہ بیویاں بیوہ ہوں گی۔ بچے یتیم رہ جائیں گے۔ لوگ ہنسی کریں گے مگر انہوں نے اس امر کی ذرا پروانہ کی انہوں نے سب کچھ گوارا کیا مگر اس ایمان کے اظہار سے نہ رکے جو وہ اللہ اور اس کے رسول پر لائے تھے۔ حقیقت میں ان کا ایمان بڑا قوی تھا اس کی نظیر نہیں ملتی۔" (ملفوظات جلد 3 صفحہ 292 حاشیہ)

قبل اس کے کہ اس مضمون کو مزید آگے بڑھایا جائے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نظام فلکی میں سورج، چاند اور ستاروں کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالی جائے۔ نظام فلکی میں ہر چھوٹا سیارہ اپنے سے بڑے سیارے سے روشنی لے کر روشن ہوتا ھے جیسے ستارہ چاند سے اور چاند سورج سے۔ یہی نظام روحانی دنیا میں بھی پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سرور کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو سورج قرار دیا ہے۔ اس زمانے کے چاند حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں جو براہ راست سورج یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روشنی لیکر شمسی توانائی کو آگے پہنچا رہے ہیں۔ اور صحابہ جو توانائی لے کر روشن ہوتے ہیں وہ چاند سے روشنی لیتے ہیں۔ یہاں یہ حقیقت بھی غور طلب ہے سورج دن کو روشن ہوتا ہے جبکہ چاند اور ستارے رات کو۔ گزشتہ وقتوں میں جب دنیا نے ترقی نہ کی تھی اور راستوں کی تلاش اور ان کی سمت متعین کرنے کے لیے کوئی آلے جیسے نیویگیشن یا ویوز نہیں بنے تھے۔ لوگ تاروں کی مدد سے راستے تلاش کرتے اور اپنی سمت متعین کیا

کرتے تھے۔ اور اس میں یہ بھی سر (راز) ہے کہ آخری زمانے میں دنیارات کی مانند ہو گی۔ جس میں لوگ روحانی چاند اور روحانی ستاروں سے مدد لے کر راہ ہدایت تلاش کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ”اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور بروزی رنگ میں ہوا ہے اور ایک جماعت صحابہ کی پھر قائم ہوئی ہے“ (ملفوظات جلد2 صفحہ 514)

پھر آپؑ نے فرمایا:

”صحابہ کی جماعت اتنی ہی نہ سمجھو جو پہلے گزر چکے ہیں بلکہ ایک اور گروہ بھی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے وہ بھی صحابہ ہی میں داخل ہیں۔ جو احمد کے بروز کے ساتھ ہوں گے چنانچہ فرمایا ہے وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعہ آیت 4) یعنی صحابہ کی جماعت کو اس قدر نہ سمجھو بلکہ مسیح موعودؑ کے زمانہ کی جماعت بھی صحابہؓ ہی ہو گی۔“ (ملفوظات جلد2 صفحہ 72)

پھر آپ نے ایک موقع پر صحابہ رسول کے رنگ سے اپنے آپ کو رنگین کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔

”صحابہؓ کرام کی حالت کو دیکھو کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کے لئے کیا کچھ نہ کیا اور جو کچھ انہوں نے کیا اسی طرح پر ہماری جماعت کو لازم ہے کہ وھی رنگ اپنے اندر پیدا کریں۔“ (ملفوظات جلد2 صفحہ 32-33)

صحابہؓ رسولؐ کی سیرت و سوانح اور شمائل پر اکثر بات ہوتی رہتی ہے۔ ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کی سیرت اور شمائل پر خطبات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ جن میں صحابہ کی قربانیوں اور اپنے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل وابستگی کے ایمان افروز واقعات شامل ہوتے ہیں۔ آج کل سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت پر خطبات جاری ہیں اور پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت بیان ہو گی۔ ان شاء اللہ۔ اور یہی وہ اجل صحابہ ہیں جن کی پیروی کرنے کی آنحضور ﷺ کی ہدایت کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ جن کی قربانیوں کی بدولت تمام صحابہؓ کو ستارے قرار دے کر ان سے ہدایت اور

رہنمائی لینے کی تلقین ملتی ہے۔ اس لیے ہم پر لازم ہے کہ ہم صحابہؓ کی اقتداء میں اپنے آپ کو ان حسین اعمال وافعال سے مزین کریں جن سے وہ صحابہؓ مزین تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کا مبارک سرٹیفکیٹ عطا فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرما رکھا ہے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

یعنی ہم صحابہؓ جیسا کردار اختیار کریں گے ان کا رنگ چڑھائیں گے۔ محبت و عشق کی مئے پئیں گے جو صحابہؓ نے پی تو اخزی الاعادی دیکھنے کو ملے گا۔ یعنی ہمارا دشمن ذلیل اور رسوا ہوگا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 جون 2021ء)

﴿61﴾

ضروری اعلان

قارئین، ایڈیٹر صاحب کو مخاطب کرتے وقت اخبار کا نام یوں لکھتے ہیں:

روزنامہ الفضل لندن آن لائن۔

درخواست ہے کہ آئندہ سے اخبار کا مکمل نام یوں لکھا جائے:

”روزنامہ الفضل آن لائن لندن“

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 جون 2021ء)

﴾62﴿

مضمون نگار / شعراء سے درخواست

آپ اپنا مضمون یا نظم برائے اشاعت بھجواتے وقت اپنا واٹس ایپ نمبر اور فائل فوٹو بھجوانا نہ بھولیں۔

کوشش کریں کہ آپ ڈاک الفضل کی ای میل info@ alfazlonline.org پر بھجوائیں۔فجزاکم اللہ خیرا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 جون 2021ء)

﴿63﴾

لوہے کی قلم

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے دین کی اصل اسلام ہے، اس کا ستون صلوٰۃ ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ گویا دین اسلام کا بلند ترین مقام جہاد ہے۔ جہاد تلوار کا بھی ہے (جس کے لئے امام کا ہونا ضروری ہے) اور دوسرا جہاد قلم کا بھی ہے۔ جو آخری زمانہ میں مسیح و مہدی کے دور کا جہاد ہے۔ جس کے تحت قلم کے ذریعہ جہاں دشمنوں اور مخالفین کے اعتراضات کے دندان شکن جواب دئے جانے تھے وہاں ان کی تعلیم و تربیت اور اصلاح احوال کے لئے قلم کا استعمال ہونا بھی پیشگوئیوں میں درج ہے۔

دوسری طرف مہدی آخر الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سلطان القلم کے لقب سے نوازا اور آپؑ کے قلم کو ذوالفقار علی نام دیا۔ آپ فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم رکھا اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 214)

ذوالفقار حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار کا نام تھا جو بہت تیز چلتی تھی۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم کو ذوالفقار کہہ کر پکارا گیا ہے۔ جو معاندین اور مخالفین کے خلاف 30 سال سے زائد عرصہ تک چلتی رہی اور بیاسی سے زائد کتب تحریر فرمائیں۔ آپ کے علم اور قلم کو مخالف سے مخالف دشمن بھی مانتا رہا اور اب بھی اس امر کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ایک دفعہ 18 دسمبر 1902ء کو بوقت نماز ظہر بعض احباب نے سورہ الحدید کی آیت 26 وَ اَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ فِیۡہِ بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے استفسار کیا کہ معلوم ہوتا کہ لوہے سے سامان جنگ تیار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

دور میں کام آتا تھا۔ جس کی طرف بَأْسٌ شَدِیْدٌ میں اشارہ ہے مگر مَنَافِعُ لِلنَّاسِ کا وقت مسیح اور مہدی کا زمانہ ہے کہ اس وقت دنیا حدید (لوہے) سے فائدہ اٹھا رہی ہے (جیسے کہ ریل، تار، دخانی جہاز، اور ہر قسم کے سامان لوہے سے ظاہر ہے)

اس پر آپؑ نے فرمایا:

''میں بھی سارے مضمون لوہے کے قلم ہی سے لکھتا ہوں۔ مجھے بار بار قلم بنانے کی عادت نہیں ہے۔ اس لئے لوہے کی قلم استعمال کرتا ہوں۔ آنحضرت نے لوہے سے کام لیا۔ ہم بھی لوہے ہی سے لے رہے ہیں اور وہی لوہے کی قلم تلوار کا کام دے رہی ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 447۔448)

مکرم ایڈیٹر صاحب البدر نے اس کے ساتھ بریکٹ میں تحریر کیا ہے کہ

''حضرت اقدس جس قلم سے لکھا کرتے ہیں وہ ایک خاص قسم کا ہوتا ہے جس کی نوک آگے سے داہنی طرف کو مڑی ہوئی ہوتی ہے اور اس کی شکل تلوار سی ہوتی ہے۔''

(البدر 26 دسمبر 1902۔ جلد 1 نمبر 9)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

''یاد رکھو کہ ہماری حرب ان کے ہم رنگ ہو جس قسم کے ہتھیار لے کر میدان میں وہ آئے ہیں، اسی طرز کے ہتھیار ہم کو لے کر نکلنا چاہئے اور وہ ہتھیار ہے قلم۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم رکھا اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا۔ اس میں یہی سِر ہے کہ یہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں ہے بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 214)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں جماعت کے دو اخبار تھے، یعنی الحکم اور البدر۔ جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دو بازو قرار دیا۔ ایک موقع پر ان دونوں اخبارات کی افادیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ بھی وقت پر کیا کام آتے ہیں۔ الہامات وغیرہ جھٹ چھپ کر ان کے ذریعے شائع ہو جاتے ہیں ورنہ اگر کتابوں کی انتظار کی جاوے تو ایک ایک کتاب کو چھپتے بھی کتنی دیر لگ جاتی ہے اور اس قدر اشاعت بھی نہ ہوتی۔" (ملفوظات جلد 3 صفحہ 450)

آج خلیفۃ المسیح کے خطبات (جو ایک احمدی کی روح کی جان ہیں) اور ورچوئل ملاقاتوں کے حال احوال اور تفصیل دنیا بھر کے احمدی احباب وخواتین تک بروقت پہنچانے کے لئے جماعت میں بے شمار اخبار ورسائل موجود ہیں جن میں سے ایک روزنامہ الفضل آن لائن لندن بھی ہے جو خلیفۃ المسیح کی آواز کو بروقت احباب جماعت تک پہنچانے میں کلیدی رول ادا کرتا ہے۔ جو بعض جبری بندشوں اور مجبوریوں کے سوا ایک صدی سے زائد عرصہ سے روزانہ کی بنیاد پر منصہ شہود پر آتا رہا ہے۔ ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 13 دسمبر 2019ء کو لندن سے آن لائن جاری فرما کر تاریخ الفضل میں ایک نئی تاریخ رقم فرمائی۔ حضور انور اس اخبار کی اہمیت اور افادیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس وقت میں ایک تو یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ روزنامہ الفضل کی ویب سائٹ انہوں نے شروع کی ہے اور اس کے بارے میں اعلان کروں گا... الفضل کے 106 سال پورے ہونے پر لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا آغاز ہو رہا ہے اور یہ اخبار روزنامہ الفضل آج سے 106 سال پہلے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اجازت اور دعاؤں کے ساتھ 18 جون 1913ء کو شروع فرمایا تھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کچھ عرصہ لاہور سے شائع ہوتا رہا ۔پھر حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں یہ ربوہ سے نکلنا شروع ہوا۔ اس قدیم اردو روزنامہ اخبار کا لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا مؤرخہ 13 دسمبر 2019ء سے آغاز ہو رہا ہے۔ آج ان شاء اللہ تعالیٰ آغاز ہو جائے گا جو بذریعہ انٹرنیٹ دنیا بھر میں ہر جگہ بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہو گا۔ اس کی ویب سائٹ alfazlonline.org تیار ہو چکی ہے اور پہلا شمارہ بھی اس پر دستیاب ہے۔ یہاں ہماری آئی ٹی کی جو مرکزی ٹیم ہے انہوں نے اس کے لیے بڑا کام کیا ہے۔

اس میں الفضل کی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے بہت کچھ موجود ہے جو ارشاد باری تعالیٰ کے عنوان کے تحت قرآن کریم کی آیات بھی آیا کریں گی اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت احادیث نبویؐ بھی ہوں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے اقتباسات بھی ہوں گے۔ اسی طرح بعض احمدی مضمون نگاروں کے مضمون اور دوسرے جو اہم مضامین ہیں وہ بھی ہوں گے۔ نظمیں بھی احمدی شعراء کی ہوں گی۔ یہ اخبار ویب سائٹ کے علاوہ ٹوئٹر پر بھی موجود ہے اور اینڈرائڈ (Android) کا ایپ (app) بھی بن گیا ہے۔ یہ کیونکہ اب روزانہ شروع ہو گیا ہے تو سوشل میڈیا کے ان ذرائع سے بھی اردو پڑھنے والے احباب کو استفادہ کرنا چاہیے اور اسی طرح مضمون نگار اور شعراء حضرات بھی اس کے لیے اپنی قلمی معاونت کریں تاکہ اچھے اور تحقیقی مضامین بھی اس میں شائع ہوں۔ اس ویب سائٹ میں روزانہ کے شمارہ کی پی ڈی ایف کی شکل میں امیج فائل بھی موجود ہو گی جس کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ ڈاؤن لوڈ بھی کیا جاسکے گا جو پرنٹ کی شکل میں پڑھنا چاہیں وہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ بہر حال اس کا آج ان شاء اللہ آغاز ہو جائے گا۔ اسی طرح پیر کے روز اس میں خطبہ جمعہ کا مکمل متن جو ہے وہ شائع کیا جائے گا اور تازہ خطبے کا خلاصہ بھی بیان ہو جائے گا۔ تو ان شاء اللہ جمعے کے بعد اس کا افتتاح ہو جائے گا۔" (خطبہ جمعہ مورخہ 13 دسمبر 2019ء)

پس اس ارشاد میں مضمون نگاروں، ادیبوں اور شعرا کو دعوت عام ہے کہ وہ اس مبارک اخبار کے لئے قلم آزمائی کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اقتدا میں لوہے کے قلم استعمال کرتے ہوئے مضمون لکھیں، نظمیں تحریر میں لائیں اور اَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ میں جو پیشگوئی درج ہے اس کے مصداق بنیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو لوہے کی قلم کو چلتے پھرتے بھی استعمال فرماتے تھے اور بیٹھ کر بھی۔ آپ خدا کے کام کے لئے جاگنے کو جہاد قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"رات تین بجے تک جاگتا رہا تو کاپیاں اور پروف صحیح ہوئے...... یہ بھی ایک جہاد ہی تھا (رات کو انسان کو جاگنے کا اتفاق تو ہوا کرتا ہے مگر کیا خوش وہ وقت ہے جو خدا کے کام میں گزارے)"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 72-73)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ قلم کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے سورہ القلم کے تعارف میں تحریر فرماتے ہیں۔

”یہ سورت لفظ ن سے شروع ہوتی ہے جس کا ایک معنی دوات کا ہے اور قلم سے لکھنے والے تمام اس کے محتاج رہتے ہیں۔ اور انسان کی تمام ترقیات کا دور قلم کی بادشاہی سے شروع ہوتا ہے۔ اگر انسانی ترقی میں سے تحریر کو نکال دیا جائے تو انسان جہالتوں کی طرف لوٹ جائے اور پھر کبھی اسے کوئی علمی ترقی نصیب نہیں ہو سکتی۔“

قارئین الفضل، مضمون نگاروں اور شعراء سے درخواست ہے کہ اپنی طبع آزمائی مائکرو سافٹ ورڈ میں کمپوز کر کے اس ایڈریس پر بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

Email: info@alfazlonline.org

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 جون 2021ء)

﴿64﴾

آزمودہ نسخے

(بیان فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ)

(قسط نمبر 1)

آج سے قسط وار بعض ایسے طبّی نسخوں کا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے جو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں بیان فرمائے۔ اگر قارئین کے پاس آزمودہ نسخے بالخصوص سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہیں تو مستند حوالے کے ساتھ بھجوائے جاسکتے ہیں۔ اگر الگ سے مضمون کے طور پر بھجوائیں تو ادارہ الفضل قدر کی نگاہوں سے دیکھے گا۔

مچھلی کی ہڈی گلے میں پھنس جانے کا علاج

جناب نواب صاحب کے لڑکے کے گلے میں ایک ہڈی کا ٹکڑا پھنس گیا تھا۔ مولوی صاحب اس کے علاج کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب نواب صاحب کے ساتھ واپس آئے تو انہوں نے ذکر کیا کہ ہڈی پھنس گئی تھی اور شکر ہے کہ نکل گئی۔

فرمایا مچھلی کی ہڈی کا علاج تو سہل ہے کہ دہی سرکہ ملا کر پلایا جاوے تو فوراً نکل جاتی ہے۔

اور فرمایا کہ خدا کا فضل قدم قدم پر انسان کو مطلوب ہے اگر اس کا فضل نہ ہو تو یہ جی نہیں سکتا۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 205)

سر درد کا علاج

ایک صاحب نے اٹھ کر عرض کی میرے سر میں درد رہتا ہے اور ہمیشہ گرمی میں تنگ کرتا ہے شام کو جب ٹھنڈ شروع ہوتی ہے تو آرام ہو جاتا ہے ورنہ تمام دن اور گرمی کے وقت مجھے

سخت تکلیف رہتی ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ علاج بھی کیا ہے اس نے کہا ہاں۔ وہ ٹکیہ بھی کھائی ہیں جو کہ سر درد کے آرام کے لئے آج کل مشہور ہیں مگر فائدہ نہیں۔

فرمایا کہ ہڈیوں کا شوربہ پیا کرو۔ ہڈیاں ایسی لیں جن میں کچھ گوشت چمٹا ہو اس کو ابال کر شوربہ ٹھنڈا کرو کہ چربی جم جاوے۔ اس چربی کو نکال دو۔ ایک رومال پانی میں تر کر کے شوربہ اس میں چھانو کہ چربی اس میں لگ جاوے اور خالص شوربہ رہے وہ پیا کرو اور ہم دعا بھی کریں گے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 406)

سر درد اور متلی کا علاج

نماز ادا کر کے حضرت اقدسؑ تشریف لے جانے لگے تو مفتی محمد صادق صاحب نے سر درد اور کچھ متلی وغیرہ کی شکایت کی۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ

آج شب کو کھانا نہ کھانا اور کل روزہ نہ رکھنا۔ سکنجبین پی کر اس سے قے کر دو۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 438)

دانت درد کا علاج

ایک صحابی کے دانت میں سخت درد تھی حضرت نے فرمایا کہ

اس کے لئے مجرّب علاج یہ ہے کہ ایک بوٹی بنام کارابارا نہر کے کنارے ہوتی ہے بارہا آزمایا ہے کہ جب اسے لے کر منہ میں رکھا اور چبایا اور اس کا اثر دانت پر پہنچا کیسا ہی سخت درد کیوں نہ ہو آرام ہو جاتا ہے۔

ایک ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ کارابارا اور کاربولک ایک ہی شے معلوم ہوتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ

یہ عربی لفظ قَلَعَ وَبَرا ہو گا نہ کہ کاربولک۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 437، 438)

طاعون کا مفید اور مجرّب علاج

طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ

اس کے لئے جونک کا لگانا اور زیادہ مقدار میں مگنیشیا کا جلاب دے کر پھر کیوڑہ اور نربسی وغیرہ مصفّٰی خون ادویہ کا استعمال کرنا بہت مفید اور مجرّب ہے کیونکہ اس میں خونی اور سوداوی مواد ہوتے ہیں۔ یہ ان دونوں کا علاج ہے۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 438)

اضطراب کا علاج

مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری کی علالت طبع کا ذکر آگیا کہ ان کو اضطراب بہت ہے۔ فرمایا کیوڑہ اور گاؤزبان بہت مفید ہے۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 390)

مثانہ سے پتھری کا علاج

بعض وقت مثانہ سے جو کنکر وغیرہ تکلیف دے کر پیشاب کی طرح نکلتے ہیں ان کی نسبت فرمایا کہ:

نربسی 3 رتی اور وائنم اپی کاک کا استعمال اس کے واسطے بہت مفید ہے اور چاول وغیرہ لیسدار اشیاء کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ یہی لیس منجمد ہو کر کنکر بن جاتی ہے۔

پھر فرمایا کہ میرے والد صاحب کو بھی یہ مرض رہی ہے وہ صِبر کی گولیاں استعمال کرتے تھے۔ بہت مفید ہیں اس میں صِبر، سہاگہ، بزرالنج، فلفل اور دار فلفل وغیرہ ادویہ ہوتی ہیں۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 176)

کھانسی کا علاج

26 جنوری 1903ء حضورؑ نے تشریف لا کر مولوی محمد احسن صاحب امروہی کو فرمایا کہ:

میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ میرے سامنے جائفل اور ایک گانٹھ نہیں معلوم سپاری کی یا سونٹھ کی پیش کر کے کہتے ہیں کہ یہ کھانسی کا علاج ہے۔ اس کے دیکھنے کے بعد مجھے دو گھنٹہ تک کھانسی سے بالکل آرام رہا حالانکہ اس سے پیشتر مجھے کھانسی دم نہ لینے دیتی تھی۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 164)

صرع یعنی مرگی کا علاج

اگر صرع کے مریض کو کونین، کچلہ، فولاد دیں اور اندر دماغ میں رسولی نہ ہو تو وہ اچھا ہو جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد2 صفحہ 470)

زخموں کا علاج

ان سب سے بڑھ کر مرہم عیسیٰ کا نسخہ ہے جس کو مسلمان، یہودی، رومی اور عیسائی اور مجوسی طبیبوں نے بالاتفاق لکھا ہے کہ یہ مسیح کے زخموں کے لئے تیار ہوا تھا اور اس کا نام مرہم عیسیٰ اور مرہم حوارین اور مرہم رسل اور مرہم شلیخہ وغیرہ بھی رکھا۔ کم از کم ہزار کتاب میں یہ نسخہ موجود ہے۔ (ملفوظات جلد2 صفحہ 440)

اکمہ یعنی شب کور کا علاج

اَکمَہ کا لفظ ہے جس کے معنی شب کور کے ہیں اور اب معنی یہ کر لئے جاتے ہیں کہ مادرزاد اندھوں کو شفا دیا کرتے تھے حالانکہ یہ اَکمَہ وہ مرض ہے کہ جس کا علاج بکرے کی کلیجی کھانا بھی ہے اور اس سے بھی یہ اچھے ہو جاتے ہیں۔ (ملفوظات جلد2 صفحہ 471)

وضو کے طبّی فوائد

وضو کا کرنا طبّی فوائد بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہر روز منہ نہ دھوئے تو آنکھ آجاتی ہے۔(آنکھ دکھنے لگتی ہے۔ ایڈیٹر) اور یہ نزول الماء کا مقدمہ ہے۔ اور بہت سی بیماریاں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر بتلاؤ کہ وضو کرتے ہوئے کیوں موت آتی ہے۔ بظاہر کیسی عمدہ بات ہے۔ منہ میں پانی ڈال کر کلی کرنا ہوتا ہے۔ مسواک کرنے سے منہ کی بدبو دور ہوتی ہے۔ دانت مضبوط ہو جاتے ہیں اور دانتوں کی مضبوطی غذا کے عمدہ طور پر چبانے اور جلد ہضم ہو جانے کا باعث ہوتی ہے۔ پھر ناک صاف کرنا ہوتا ہے۔ ناک میں کوئی بدبو داخل ہو تو دماغ کو پراگندہ کر دیتی ہے۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 41)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 جون 2021ء)

﴿65﴾

18 جون اور روزنامہ الفضل

"الفضل" آج سے 108 سال قبل 18 جون 1913ء کو قادیان سے جاری ہوا۔ جو مختلف ادوار (جن میں پاکستان میں جبری بندشیں شامل ہیں) سے گزرتا عالمی سطح پر اردو زبان کے اخبارات میں اپنا لوہا منواتا، احباب و خواتین کی روحانی تشنگی کو دور کرتا اور علمی، اخلاقی اور دینی میدان میں انہیں سیر اب کرتا ہوا آج مغربی دنیا کے مرکز لندن سے آن لائن جاری ہے۔ جس کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 13 دسمبر 2019ء کو خطبہ جمعہ میں اس کا ذکر فرما کر اور احباب و خواتین کو اس کے لیے مضامین و منظوم کلام بھجوانے اور اس سے استفادہ کرنے کی تلقین کرتے ہوئے دعاؤں کے ساتھ فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد اس کی ویب سائٹ کا افتتاح فرما کر دعا کروائی۔

آج 18 جون الفضل کے پہلے شمارہ (جن کے ایڈیٹر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے) کی یاد میں چند یادیں اور باتیں پیش کی جا رہی ہیں۔ 108 سالہ تاریخ ساز سفر کو چند صفحات میں سمونا سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔ تاہم ان چند صفحات میں درج روحانی، علمی اور دینی مواد ہمیں دعوت عام دے رہا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس لگائے ہوئے روحانی اور علمی پودے کی دعاؤں کے ساتھ آبیاری کریں۔ مضمون لکھیں، منظوم کلام بھجوائیں، جماعتوں میں ہونے والے پروگرامز کی رپورٹ بھجوائیں، اگر کوئی اہم تربیتی، علمی اور سبق آموز کتاب پڑھ رہے ہیں۔ انکا تعارف کروائیں۔ جسے حاصل مطالعہ کے نام سے شامل اشاعت کیا جائے گا۔

مختلف کتب سے اہم اقتباسات جن سے آپ بہت متاثر ہوئے ہوں وہ قارئین الفضل کے لئے شیئر کریں۔ اپنے اپنے ممالک میں جماعت احمدیہ کیسے آئی۔ بفضل اللہ تعالیٰ اب کس مقام پر ہے۔ جلسہ ہائے سالانہ کا آغاز کب ہوا۔

اپنے ہاں مساجد کا تعارف کروایا جاسکتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی کتب کا تعارف اور ان سے اقتباسات مستند حوالہ جات کے ساتھ بھجوائے جاسکتے ہیں۔ جانوروں، پرندوں کی الگ سے دنیا کا تعارف کروایا جا سکتا ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حسن کے جلوے خوبصورتی کی صورت میں پھیلے ہوئے ہیں ان کو یکجا کیا جا سکتا ہے۔ خلفاء احمدیت کے ساتھ ایمان افروز یادیں ہر احمدی کی وابستہ ہیں۔ خلفاء کی دعاؤں کی قبولیت کے واقعات پر قلم اٹھایا جا سکتا ہے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کب آئی، کس کے ذریعہ سے آئی۔ اپنے خاندان میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بزرگوں کا تعارف بھجوایا جاسکتا ہے۔ یادرفتگان میں ایسے بزرگوں کے حال احوال اور سیرت بیان ہو سکتی ہے۔ اپنے ہاں ننھے پھولوں کی پیدائش، بچوں کی کامیابی اور وفات کی خبریں بھی اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہیں۔ جو دعائیں سمیٹنے اور جماعت میں جذبہ اخوت و محبت کو بڑھانے کا موجب ہوتی ہیں۔ دنیا میں پھیلے مختلف علوم، یونیورسٹیوں کا تعارف کروائیں۔ اپنے یادگار سفروں پر قلم آزمائی ہو سکتی ہے۔ الغرض بہت کچھ اور ہے۔ بہت عناوین، مضامین اور سیر گاہوں کو cover کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تمام جماعتی اخبار، روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے لیے خدمات بجالانے اور اس کی قلمی معاونت کی توفیق دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قلم کو استعمال میں لانے کے حوالے سے فرماتے ہیں:

”اگرچہ فیصلہ دعاؤں سے ہی ہونے والا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ دلائل کو چھوڑ دیا جاوے۔ نہیں دلائل کا سلسلہ بھی برابر رکھنا چاہیے اور قلم کو روکنا نہیں چاہیے۔ نبیوں کو خدا تعالیٰ نے اسی لئے اولوالایدی والابصار کہا ہے کیونکہ وہ ہاتھوں سے کام لیتے ہیں۔ پس چاہیے کہ تمہارے ہاتھ اور قلم نہ رکیں اس سے ثواب ہوتا ہے۔ جہاں تک بیان اور لسان سے کام لے سکو

لئے جاؤ اور جو جو باتیں تائید دین کے لیے سمجھ میں آتی جاویں انہیں پیش کئے جاؤ وہ کسی نہ کسی کو فائدہ پہنچائیں گی۔" (ملفوظات جلد6 صفحہ 328)

خلفاء احمدیت کی یہ آرزو اور خواہش رہی ہے کہ روزنامہ الفضل ربوہ کی اشاعت 10 ہزار تک پہنچ جائے۔ مگر الفضل کے جوبلی کے سال بھی بسیار کوشش کے یہ ٹارگٹ حاصل نہ ہو سکا۔ شاید اس میں پاکستان کے اس اخبار کی مخالفت کا عنصر بھی شامل تھا مگر اب خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں خلفائے احمدیت کی یہ خواہش نہ صرف بھر آئی بلکہ کئی گناہ اضافہ کے ساتھ بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے۔ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پیشگوئی (مصلح موعود) میں درج یہ علامت "اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔" الفضل کی صورت میں بھی پوری ہو رہی ہے الحمد للہ علیٰ ذالك

روزنامہ الفضل کو پڑھنے پڑھانے، اس کے لیے مضامین لکھنے اور لکھوانے اور اس کو promote کرنے کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد پیش ہے جو آپ نے 13 دسمبر 2019ء کے خطبہ جمعہ میں ویب سائٹ لانچ کرنے سے پہلے فرمایا تھا۔

الفضل آن لائن کا اعلان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اس وقت میں ایک تو یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ روزنامہ الفضل کی ویب سائٹ انہوں نے شروع کی ہے اور اس کے بارے میں اعلان کروں گا...... الفضل کے 106 سال پورے ہونے پر لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا آغاز ہو رہا ہے اور یہ اخبار روزنامہ الفضل آج سے 106 سال پہلے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اجازت اور دعاؤں کے ساتھ 18 جون 1913ء کو شروع فرمایا تھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کچھ عرصہ لاہور سے شائع ہوتا رہا۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں یہ ربوہ سے نکلنا شروع ہوا۔ اس قدیم اردو روزنامہ اخبار کا لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا مؤرخہ 13 دسمبر 2019ء سے آغاز ہو رہا ہے۔ آج

ان شاءاللہ تعالیٰ آغاز ہو جائے گا جو بذریعہ انٹرنیٹ دنیا بھر میں ہر جگہ بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہو گا۔ اس کی ویب سائٹ alfazlonline.org تیار ہو چکی ہے اور پہلا شمارہ بھی اس پر دستیاب ہے۔ یہاں ہماری آئی ٹی کی جو مرکزی ٹیم ہے انہوں نے اس کے لیے بڑا کام کیا ہے۔

اس میں الفضل کی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے بہت کچھ موجود ہے جو ارشاد باری تعالیٰ کے عنوان کے تحت قرآن کریم کی آیات بھی آیا کریں گی اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت احادیث نبویؐ بھی ہوں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے اقتباسات بھی ہوں گے۔ اسی طرح بعض احمدی مضمون نگاروں کے مضمون اور دوسرے جو اہم مضامین ہیں وہ بھی ہوں گے۔ نظمیں بھی احمدی شعراء کی ہوں گی۔ یہ اخبار ویب سائٹ کے علاوہ ٹوئٹر پر بھی موجود ہے اور اینڈرائڈ (Android) کا ایپ (app) بھی بن گیا ہے۔ یہ کیونکہ اب روزانہ شروع ہو گیا ہے تو سوشل میڈیا کے ان ذرائع سے بھی اردو پڑھنے والے احباب کو استفادہ کرنا چاہیے اور اسی طرح مضمون نگار اور شعراء حضرات بھی اس کے لیے اپنی قلمی معاونت کریں تاکہ اچھے اور تحقیقی مضامین بھی اس میں شائع ہوں۔ اس ویب سائٹ میں روزانہ کے شمارہ کی پی ڈی ایف کی شکل میں امیج فائل بھی موجود ہو گی جس کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ ڈاؤن لوڈ بھی کیا جاسکے گا جو پرنٹ کی شکل میں پڑھنا چاہیں وہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ بہر حال اس کا آج ان شاء اللہ آغاز ہو جائے گا۔ اسی طرح پیر کے روز اس میں خطبہ جمعہ کا مکمل متن جو ہے وہ شائع کیا جائے گا اور تازہ خطبے کا خلاصہ بھی بیان ہو جائے گا۔ تو ان شاء اللہ جمعے کے بعد اس کا افتتاح ہو جائے گا۔" (خطبہ جمعہ مورخہ 13 دسمبر 2019ء)

الفضل آن لائن پر حضور انور کا پیغام

اخبار الفضل آن لائن کے اجراء پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو تاریخی پیغام بھجوایا تھا اسے بھی قارئین کے افادہ کے لئے اس آرٹیکل کا حصہ بنایا جارہا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پیغام میں تحریر فرمایا:

پیارے قارئین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کا اجراء ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی انتظامیہ کو اخلاص و وفا اور محنت کے ساتھ اسے بہترین رنگ میں شائع کرنے کی توفیق دے اور اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

مجھ سے اس موقعہ پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ یہ دور سائنسی ترقی کا دور ہے۔ (اللہ تعالیٰ کے فضل سے جدید دور کی سہولیات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کا اجراء کیا جا رہا ہے جو بذریعہ انٹرنیٹ دنیا بھر میں کسی بھی جگہ ہر وقت بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہوا کرے گا۔ یہ جماعت کا اہم اخبار ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی تعلیمات پیش کی جائیں گی۔ خلیفہ وقت کے خطبات اور خطابات بھی شائع ہوا کریں گے اور اس کے ذریعہ احباب جماعت کے اندر خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق مزید تقویت پائے گا۔ اسی طرح اس میں مختلف ممالک سے جماعتی ترقی اور اہم تقریبات کی رپورٹس وغیرہ بھی شامل ہوا کریں گی۔ اس کے ذریعہ قارئین کو تاریخ احمدیت اور جماعتی عقائد سے آگاہ کیا جائے گا۔ یہ دینی معلومات میں اضافہ کا باعث ہو گا اور دینی اور روحانی تربیت کے سامانوں سے آراستہ ہو گا۔ پس یہ اخبار ان شاء اللہ بہت مفید معلومات کا مجموعہ ہو گا۔)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مختلف مواقع پر احباب جماعت کو الفضل کے مطالعہ کی تحریک فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا کہ

الفضل جماعت کا اخبار ہے لوگ وہ نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ اس میں کون سی نئی چیز ہوتی ہے، وہی پُرانی باتیں ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح

موعودؓ کو بتایا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا، وہ فرماتے ہیں کہ شاید ایسے پڑھے لکھوں کو یا جو اپنے زعم میں پڑھا لکھا سمجھتے تھے کوئی نئی بات الفضل میں نظر نہ آتی ہو اور وہ شاید مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہوں لیکن مجھے تو الفضل میں کوئی نہ کوئی نئی بات ہمیشہ نظر آجایا کرتی ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 26 دسمبر 2009ء)

اسی طرح ایک اور بار فرمایا:

"اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔" (الفضل 31 دسمبر 1954ء)

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

"اب میں تحریک کرتا ہوں کہ ہمارے دوست اخبارات کو خریدیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اس زمانہ میں اخبارات قوموں کی زندگی کی علامت ہیں کیونکہ ان کے بغیر ان میں زندگی کی روح نہیں پھونکی جاسکتی۔" (انوار العلوم جلد 4 صفحہ 142)

احباب جماعت الفضل کے نام سے خوب مانوس ہیں اور سب کو اس سے محبت ہے۔ الفضل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ (خلیفۃ المسیح الثانی، المصلح الموعود) نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں قادیان سے جاری فرمایا تھا۔ اس کا آغاز بڑی قربانیوں سے ہوا۔ کافی عرصہ تک حضرت مصلح موعودؓ اسے اپنے ذاتی خرچ سے شائع فرماتے رہے۔ اس کے اجراء کے وقت حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے ایک زمین پیش فرمائی اور میری والدہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ نے دو زیور پیش کئے۔ پس قارئین الفضل حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیاری بیٹی اور میری والدہ کو بھی الفضل پڑھتے وقت دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کے پہلے پرچہ میں اخبار کے مقاصد تحریر فرماتے ہوئے یہ دعائیہ فقرے بھی تحریر فرمائے کہ

”اے میرے مولا!......لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔ اس کے سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔“ (الفضل 18جون 1913ء صفحہ 3)

میری بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، آپ رضی اللہ عنہ کی دعائیں قبول فرمائے۔ اور الفضل ہمیشہ ترقی کی نئی سے نئی منازل طے کرتا چلا جائے اور یہ بھی خلیفہ وقت کے لئے ایک حقیقی سلطان نصیر کا کردار ادا کرنے والا بنے۔ آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی نصائح اور ہدایات پر کما حقہ عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 جون 2021ء)

﴿66﴾

صحت یابی کی دعائیں

ایک انسان کو اس زندگی میں ذرا سی تکلیف پہنچے، درد محسوس کرے یا بیماری آئے تو وہ اپنے اللہ کے حضور جھکتا اور اپنے الفاظ میں دُعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو شافی مطلق ہے وہ دعاؤں کو قبول کرتا اور شفاعطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ۔ کہ جب بھی مَیں بیمار ہوتا ہوں وہ اللہ ہی شفاء دیتا ہے۔

کیا ہی اچھا ہو کہ ایسے موقع پر وہ دعائیں کی جائیں جو ہمارے قابل احترام انبیاء نے کیں اور اللہ کے درگاہ میں مقبول ٹھہریں۔ ایسے موقع پر ان دعاؤں کو دہرانا چاہیئے۔ یہ دعائیں مبارک اور مقبول دعائیں ہیں جو کسی وقت اللہ کے برگزیدہ بندوں نے کیں۔ ان دعاؤں کو قارئین الفضل کے لئے یہاں جمع کیا جارہا ہے۔ تاوہ تکلیف اور درد و بیماری کے وقت ان کا وِرد کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم میں سے ہر ایک کو صحت و تندرستی کے ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق دیتا رہے۔

بیماری سے شفایابی کی دُعا

اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (الانبیاء:84)

(اے میرے رب!) میری حالت یہ ہے کہ مجھے تکلیف نے آپکڑا ہے اور اے خدا! تو تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

صحت وسلامتی کی دُعا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عموماً یہ دُعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ جَسَدِیْ، وَعَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(ترمذی کتاب الدعوات باب 67)

ترجمہ: اے اللہ! میرے جسم کو بھی عافیت سے رکھ میری سماعت اور بصارت کی بھی خود حفاظت فرما اور ان دونوں کو میرے وارث بنا۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو بردبار اور عزت والا ہے۔ پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا ربّ ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو ربّ العالمین ہے۔

مریض کی عیادت پر دُعائیں

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے اہل خانہ میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپؐ اس پر یہ دعا پڑھتے تھے:۔

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآئُكَ شِفَآءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا

(بخاری کتاب الطب باب مسح الراقی)

ترجمہ: بیماری کو دور کر دے اے لوگوں کے رب! شفاعطا کر کہ تو ہی شافی ہے۔ تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔ ایسی شفا (عطا کر) جو کوئی بیماری نہ چھوڑے۔

بیماری میں دم

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا کہ اے محمد (ﷺ)! آپ بیمار ہیں حضور نے فرمایا ''ہاں'' تب جبریل علیہ السلام نے ان الفاظ میں حضورؐ کو دم کیا:

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِیْكَ وَاللّٰهُ یَشْفِیْكَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُؤْذِیْكَ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ وَّعَیْنٍ حَاسِدَةٍ اَللّٰهُ یَشْفِیْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِیْكَ

(مسلم کتاب السلام باب الطب والمرض)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ مَیں آپ کو دم کرتا ہوں اور اللہ آپ کو ہر موذی بیماری سے شفا دے گا۔ اور ہر نفس اور حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے آپ کو بچائے گا اللہ آپ کو شفا دے گا۔ اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں۔

بخار سے نجات کی دُعا

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اُن کو مختلف دردوں اور بخار وغیرہ میں یہ دعا سکھاتے تھے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الۡکَبِیۡرِ نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ مِنۡ شَرِّ کُلِّ عِرۡقٍ نَّعَّارٍ وَّمِنۡ شَرِّ حَرِّ النَّارِ

(ابن ماجہ کتاب الطب باب ما یعوذ بہ الحمی)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ جو بہت بڑا ہے ہم ہر جوش مارنے والی رگ کے شرّ سے اُس اللہ کی پناہ میں آتے ہیں جو بہت عظیم ہے اور آگ کی تپش کے شرّ سے بھی اُس کی پناہ مانگتے ہیں۔

درد کی دُعا

حضرت عثمانؓ بن ابی العاص نے رسول کریم ﷺ سے جسم میں دردوں کی شکایت کی تو حضور نے یہ دَم سکھلایا کہ تین مرتبہ بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھو کہ اللہ کے نام سے دُعا کرتا ہوں پھر سات مرتبہ یہ دُعا کرو:

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ بِعِزَّتِہٖ وَقُدۡرَتِہٖ مِنۡ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ

(ابن ماجہ کتاب الطب باب ما عوّذ بہ النبیؐ)

ترجمہ: مَیں اللہ تعالیٰ، اُس کی عزت اور اُس کی قدرت کی پناہ کا طالب ہوں ہر اُس شرّ سے جو مَیں پاتا ہوں اور جس کا مجھے اندیشہ ہے۔

حبس بول سے صحت یابی کی دُعا

حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا۔ اُس نے بتایا کہ اُس کے والد کے مثانہ میں پتھری وغیرہ کے باعث پیشاب بند ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اُسے یہ دَم اور دُعا سکھائی:

رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ اَمْرُكَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِی السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِی الْاَرْضِ وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَایَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّیِّبِیْنَ فَاَنْزِلْ شِفَآءً مِّنْ شِفَآئِكَ وَرَحْمَةً مِّنْ رَحْمَتِكَ عَلٰی هٰذَا الْوَجَعِ (ابوداؤد کتاب الطب باب کیف الرقی)

ترجمہ: ہمارا ربّ وہ اللہ ہے جو آسمان میں ہے۔ تیرا نام بہت پاک ہے، زمین و آسمان میں تیرا حکم چلتا ہے جس طرح آسمان میں تیری رحمت ہے۔ پس زمین میں بھی اپنی رحمت عطا کر ہمارے گناہ اور خطائیں معاف کر۔ تو پاکبازوں کا ربّ ہے۔ پس اپنی شفائے خاص میں سے شفا نازل کر اور اِس بیماری (اور تکلیف) پر اپنی رحمت خاص میں سے رحمت نصیب کر۔

بصارت کے لوٹ آنے کی دُعا

حضرت عثمانؓ بن حُنیف کہتے ہیں کہ ایک نابینا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ میرے لئے دُعا کریں کہ بصارت لوٹ آئے۔ آپؐ نے فرمایا اگر کہو تو مَیں دُعا کر دیتا ہوں اور اگر چاہو تو صبر کرو اور میرے خیال میں یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ جب نابینے نے دُعا پر ہی زور دیا تو آپؐ نے اسے اچھی طرح وضو کرکے یہ دُعا کرنے کی ہدایت کی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ (ترمذی کتاب الدعوات باب 119)

ترجمہ: اے اللہ! مَیں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی پاک رسول رحمت ﷺ کا واسطہ دے کر تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ (اور اے محمدؐ) مَیں آپؐ کا واسطہ دے کر اپنے ربّ

سے التجا کرتا ہوں کہ میری یہ حاجت پوری کر دے۔ اے اللہ میرے حق میں اپنے حبیب ؐکا یہ واسطہ اور شفاعت قبول فرما۔

ظاہری و باطنی بیماریوں سے بچنے کی دُعا

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ یہ دُعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْھَرَمِ وَالْقَسْوَۃِ وَالْغَفْلَۃِ وَالْعَیْلَۃِ وَالذِّلَّۃِ وَالْمَسْکَنَۃِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْکُفْرِ وَالْفُسُوْقِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَالسُّمْعَۃِ وَالرِّیَاءِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبُکْمِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ وَسَیِّئِ الْاَسْقَامِ

(مستدرک حاکم جلد 1 صفحہ 712)

ترجمہ: اے اللہ مَیں عاجز رہ جانے، سستی، بز دلی، بخل، بڑھاپے، سخت دلی، غفلت، غربت، ذلت اور مسکنت سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور مَیں غربت، کفر اور نافرمانی، دشمنی، نفاق، شہرت اور ریا سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ مَیں بہرے اور گونگے پن، پاگل پن، جذام، برص اور تمام بری بیماریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

ایمان، صحت اور حسنِ خُلق کی دُعا

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمانؓ فارسی کو فرمایا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ تمہیں ایسی دُعا سکھاؤں جو تو رحمان خدا سے خاص رغبت اور توجہ سے دن رات کیا کرے۔ اور وہ یہ دُعا ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ صِحَّۃً فِیْ اِیْمَانٍ، وَاِیْمَانًا فِیْ حُسْنِ خُلُقٍ وَنَجَاحًا یَّتْبَعُہٗ فَلَاحٌ وَرَحْمَۃً مِّنْکَ وَعَافِیَۃً وَمَغْفِرَۃً مِّنْکَ وَرِضْوَانًا

(مستدرک حاکم جلد 1 صفحہ 523)

ترجمہ: اے اللہ! مَیں تجھ سے حالت ایمان میں صحت طلب کرتا ہوں اور ایمان کے ساتھ حُسن خُلق کی دُعا کرتا ہوں اور کامیابی کے بعد کامیابی چاہتا ہوں اور تجھ سے رحمت و عافیت کا طلبگار ہوں۔ نیز تیری بخشش اور رضامندی چاہتا ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں

مصیبت اور بیماری سے نجات کی الہامی دُعا

اندازاً 1880ء کی بات ہے حضرت مسیح موعودؑ کو سخت قولنج، خونی پیچش کی حالت میں 16 دن گزر گئے۔ چونکہ یہی بیماری ایک اور شخص کی آٹھویں دن جان لے چکی تھی۔ اس لئے گھر والوں نے مایوس ہو کر آپ پر سورۃ یاسین بھی تین مرتبہ پڑھ دی۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

”جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی۔ اور وہ یہ ہے۔

”سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ“

ترجمہ: پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ، پاک ہے اللہ جو بہت عظیم ہے۔ اے اللہ! رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپؐ کی آل پر۔

چنانچہ الہام کے مطابق حضورؑ نے دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی تھی ہاتھ ڈال کر یہ کلمات پڑھ کر سینہ، پشت سینہ دونوں ہاتھوں اور منہ پر پھیرے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

”مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلمات طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے مَیں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے“ یہاں تک کہ سولہ دن کے بعد بیماری بکلی چھوڑ گئی۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 208-209)

شفائے مرض کی ایک دُعا

ایک وبائی بیماری میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بتلایا کہ اس کے ان ناموں کا ورد کیا جاوے۔

يَا حَفِيْظُ يَا عَزِيْزُ يَا رَفِيْقُ

ترجمہ: اے حفاظت کرنے والے! اے عزت والے! اے غالب دوست اور ساتھی!

فرمایا: ”رفیق خدا تعالیٰ کا نیا نام ہے جو کہ اس سے پیشتر اسمائے باری تعالیٰ میں کبھی نہیں آیا۔“ (البدر جلد2 نمبر35 صفحہ280 مؤرخہ 18 ستمبر 1903ء و تذکرہ صفحہ 404)

موذی بیماری سے شفا کی دُعا

27 جنوری 1905ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں رُخسار میں ایک آماس سا نمودار ہونے سے بہت تکلیف ہوئی۔ دعا کرنے پر یہ فقرات الہام ہوئے جن کے دم کرنے سے فوراً صحت عطا ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَافِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الْغَفُوْرِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الْبَرِّ الْكَرِيْمِ يَاحَفِيْظُ يَا عَزِيْزُ يَا رَفِيْقُ يَا وَلِيُّ اشْفِنِيْ (تذکرہ صفحہ 442)

ترجمہ: میں اللہ کے نام سے مدد چاہتا ہوں جو کافی ہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو شافی ہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو احسان کرنے والا اور عزت والا ہے۔ اے حفاظت کرنے والے! اے عزت و غلبہ والے! اے ساتھی! اے دوست! مجھے شفا دے۔

مرض سے شفا کی ایک اور دعا

1906ء میں بیماری کی حالت میں یہ دعا الہام ہوئی:

اِشْفِنِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَارْحَمْنِيْ (تذکرہ صفحہ 523)

ترجمہ: اپنے حضور سے مجھے شفا عطا کر اور مجھ پر رحم کر۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعض دیگر الہامی دعائیں

رَبِّ اَصِحَّ زَوْجَتِيْ هٰذِهٖ (تذکرہ صفحہ 277)

اے میرے ربّ! میری اس بیوی کو صحت دے۔

رَبِّ اشْفِ زَوْجَتِيْ هٰذِهٖ وَاجْعَلْ لَّهَا بَرَكَاتٍ فِي السَّمَآءِ وَبَرَكَاتٍ فِي الْاَرْضِ

(تذکرہ صفحہ 509)

اے میرے ربّ! میری اس بیوی کو شفا دے اور اس کے لئے آسمان اور زمین میں برکات پیدا فرمادے۔

رَبِّ زِدْنِیْ عُمُرِیْ وَعُمُرِ زَوْجِیْ زِیَادَۃً خَارِقَ الْعَادَۃِ (تذکرہ صفحہ 331)

اے میرے ربّ! میری عمر اور میری بیوی کی عمر خارقِ عادت طور پر بڑھادے۔

رَبِّ لَا تُضَیِّعْ عُمُرِیْ وَعُمُرَھَا وَاحْفَظْنِیْ مِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ تُرْسَلُ اِلَیَّ (تذکرہ صفحہ 524)

اے میرے ربّ! میری عمر اور اس (میری بیوی) کی عمر ضائع نہ کرنا اور مجھے ہر مصیبت و آفت سے بچانا اور حفاظت فرمانا جو میری طرف بھیجی جائیں۔

چند دعائیہ اشعار

دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے میرے بندہ پرور! کر ان کو نیک اختر
رتبہ میں ہو یہ برتر اور بخش تاج و افسر
تو ہے ہمارا رہبر تیرا نہیں ہے ہمسر
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

میری دعائیں ساری کریو قبول باری
میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری
ہم تیرے در پہ آئے لے کر امید بھاری
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
سن میرے پیارے باری میری دعائیں ساری

رحمت سے ان کو رکھنا میں تیرے منہ کے واری
اپنی پنہ میں رکھیو سن کر یہ میری زاری
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(نوٹ: یہ مواد خزینۃ الدعا از حافظ مظفر احمد سے لیا گیا ہے)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 جون 2021ء)

《67》

افضالِ الٰہی اور اس کی رحمتیں

سورۃ النور کے آغاز پر اللہ تعالیٰ نے چار مقامات پر یکے بعد دیگرے فضل اور رحمت کے نزول کا ذکر یوں کیا ہے:

1۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتے۔۔۔(تو تمہارا کیا بنتا)

(النور:11۔ ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

2۔ اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتے تو اس (فتنہ) کے نتیجہ میں جس میں تم پڑ گئے تھے ضرور تمہیں ایک بہت بڑا عذاب آلیتا۔

(النور:15۔ ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

3۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتے۔۔۔(تو تم میں بے حیائی پھیل جاتی)

(النور:21۔ ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

4۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتے تو تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی پاک نہ ہو سکتا۔ (النور:22۔ ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

ان کے علاوہ قرآن کریم میں کئی ایک مقامات پر فضل اور رحمت کا ذکر فرمایا ہے۔ اکثر مقامات پر فضل کو رحمت پر ترجیح دی ہے۔ جس میں سورۃ النور کے مندرجہ بالا چار مقامات شامل ہیں۔ اور سورۃ النساء میں اللہ اور رسول کی اطاعت کی وجہ سے درجہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ملنے کا ذکر ہے وہاں بھی اِسے اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل قرار دیا ہے۔ نیز سورۃ الجمعہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کی پیشگوئی کے ساتھ فضل کا ذکر ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں جہاں فضل اور رحمت کا ذکر فرمایا ہے وہاں اکثر مقامات پر فضل کو رحمت پر فوقیت دی ہے۔ سورۃ النور کے مندرجہ بالا چار مقامات کے علاوہ دیکھیں۔ البقرہ:65، النساء:84، 114، یونس:59 وغیرہ وغیرہ۔

احادیث میں بھی آنحضرت ﷺ نے اکثر مقامات پر فضل کو رحمت پر فوقیت دی ہے۔ ہاں جہاں رحمت کا ذکر ہے یا رحمت کا فضل سے قبل ذکر ہے وہاں ایک انسان کی محنت، اس کے عمل سے رحمت کو جذب کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ جیسے آیت استخلاف کے بعد خلافت کے دوام کو نماز، زکوٰۃ اور اطاعت سے مشروط کیا ہے وہاں فرمایا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اس کے علاوہ قرآن کریم میں سات مقامات پر لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ کا ذکر ہے۔ وہاں اس رحم کو انسان کے نیک اعمال سے باندھا گیا ہے۔ جیسے سورۃ الاعراف کی آیت 205 میں مومنوں کو نصیحت یہ کی گئی کہ قرآن پڑھے جانے کے وقت اُسے خاموش رہ کر سُنو تا تم پر رحم کیا جائے۔

پھر سورۃ الانعام آیت 156 میں بابرکت کتاب کی پیروی کرنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین ہے تا تم پر رحم کیا جائے۔

سورۃ الحجرات جو حقوق العباد اور ماحول میں بسنے والے لوگوں سے حسن سلوک کے احکام لئے ہوئے ہے میں لکھا ہے: فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الحجرات:11) کہ بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور تقویٰ اختیار کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔

اس مضمون کی تائید احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کا عمل اس کو جنّت میں داخل نہیں کرے گا اور آگ سے نجات نہیں دے گا سوائے اس کے کہ اللہ کی رحمت نازل نہ ہو۔ صحابہؓ نے آقا رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا۔ آپ کے اعمال بھی نہیں! تو آپ نے نفی میں جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ”میں بھی۔ جب تک اللہ کی رحمت مجھے ڈھانپ نہ لے۔“ (مسند احمد بن حنبل)

ایک دفعہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ اور حضرت مرزا شریف احمدؓ کے مابین اس بات پر جھگڑا ہوا کہ دولت اچھی ہے یا علم۔ اسی دوران حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہاں سے گزر ہوا اور آپؑ نے دونوں بھائیوں میں ہونے والی گفتگو سُن کر فرمایا کہ نہ دولت اچھی ہے نہ علم، اللہ کا فضل اچھا ہے۔

تو گویا یوں کہا جا سکتا ہے کہ ایک مومن کے اعمال رحمت کو جذب کرنے کا موجب ہوتے ہیں اور یہ رحمت اللہ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے۔ اس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل انسان پر نازل ہوتا ہے جس کی بدولت وہ نیک اعمال بجالاتا ہے جو رحمت کو جذب کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی نماز جمعہ کے بعد اللہ کے فضل کی جستجو کرنے کے لئے کاروبار پر جانے کا حکم دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”گناہوں سے بچنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اُس کی توفیق شامل حال نہ ہو اور اُس کا فضل عطا نہ ہو اور یہ توفیق اور فضل دُعا سے ملتا ہے۔“ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 394)

پھر فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ کے فضل اور فیضان کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو کچھ کر کے دکھاؤ ورنہ نکمّی شے کی طرح تم پھینک دیئے جاؤ گے۔“ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 400)

پھر گناہ اور اس کے علاج کو نہایت اچھوتے انداز میں یوں بیان فرمایا:

”اس وقت جیسے طاعون پھیلی ہے اور سوائے خدا کے فضل کے نجات نہیں۔ اسی طرح گناہ کی طاعون ہے اور اس سے بچنے کے لئے خدا کے فضل کی ضرورت ہے۔ جیسے جسمانی حالت اور قویٰ میں دیکھا جاتا ہے۔ کسی کی کوئی قوت کمزور ہوتی ہے اور کسی کی کوئی۔ یہی حال گناہوں کا ہے کہ بعض انسان خاص گناہوں کے ترک میں کمزور۔ پس جس گناہ کے چھوڑنے میں جو اپنے آپ کو کمزور پاوے اس کو نشانہ بنا کر دُعا کرے تو اُسے فضلِ خدا سے قوت عطا ہو گی۔“ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 414)

پھر ایک موقع پر فرمایا:

”بیمار اگر طبیب کی پوری اطاعت نہیں کرتا تو اس سے کیا فائدہ؟ ایک عارضہ تو نہیں تو دوسرا اس کو لگ جائے گا اور وہ اس طرح پر تباہ اور ہلاک ہو گا۔ دنیا میں اس قدر آفتوں سے انسان گھرا ہوا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہی کا فضل اس کے شامل حال نہ ہو اور اس کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو تو پھر سخت خطرہ کی حالت ہے۔ پنجابی میں بھی ایک مصرعہ مشہور ہے ع جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو۔ یہ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ ہی کا ترجمہ ہے۔“ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 378)

اللہ تعالیٰ کے ہم پر نازل ہونے والے فضلوں کو بار بار یاد کر کے اُس اللہ کے شکر گزار بندے بننے کی ضرورت ہے تا ہم افضال کو پہلے سے بڑھ کر سمیٹنے والے ہوں۔ انفرادی طور پر بھی اور من حیث الجماعت بھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 جون 2021ء)

﴿68﴾

عمل ایمان کا زیور ہے (مسیح موعودؑ)

گزشتہ دنوں 15 مئی 2021ء کو خاکسار کا ایک آرٹیکل بعنوان ’’کانوں کی افادیت‘‘ شائع ہوا تھا جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو دیئے گئے اعضاء میں سے کان کی اہمیت وافادیت بیان کی گئی تھی۔ اس آرٹیکل کے طبع ہونے کے بعد مطالعہ کے دوران سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک حوالہ نظروں سے گزرا جو میرے آرٹیکل کی تائید کر رہا تھا۔ حضرت حکیم الامت (حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ) نے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے) عرض کی کہ حضور! یہ ایک بڑی عجیب بات ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ میں سے ایک بھی بہرانہ تھا (ہاں اندھے تھے۔ البدر) اس پر امام الملۃ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے فرمایا کہ:

’’چونکہ اُس وقت خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہو رہا تھا اور اس امر کی ضرورت تھی کہ صحابہؓ اسے سنیں اور روایت کر کے دوسروں تک پہنچائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس نظام کو قائم رکھنے کے لیے صحابہؓ کو اس بہرہ پن سے محفوظ رکھا۔ ایسے وقت اگر آنکھ نہ ہو تو کام ہو سکتا ہے لیکن کان کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ ان حقائق و معارف کو جو خدا تعالیٰ کا مرسل لے کر آتا ہے سننے کی بہت بڑی ضرورت ہوتی ہے‘‘ (ملفوظات، جلد ششم صفحہ 273-274 ایڈیشن 1984ء)

اس ارشاد سے واضح طور پر اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ صحابہ کے نیک اعمال دراصل اُن ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے سے تیار ہوئے تھے جو صحابہؓ نے براہ راست آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے تھے جن پر عمل کر کے وہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے مصداق ٹھہرے۔ انسان کے عمل یا اس کے فعل سے اس کی شخصیت کی ایک تصویر بنتی یا ابھرتی

ہے۔ جس سے وہ جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ اگر انسان کی شخصیت کو پہچاننا ہو تو اس کے کردار کو دیکھو نہ کہ گفتار کو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلہ میں ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ ایک شخص نے ابو بکرؓ کو پیغمبر جان کر ان سے مصافحہ کیا اور تعظیم و تکریم کرنے لگا۔ آخر ابو بکرؓ اُٹھ کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پنکھا جھلنے لگ گئے اور اپنے قول سے نہیں بلکہ فعل سے بتلا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں میں تو خادم ہوں"

(ملفوظات جلد6 صفحہ 411 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"انسان سمجھتا ہے کہ نرا زبان سے کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہے یا نرا اَستغفِرُاللّٰہ کہہ دینا ہی کافی ہے مگر یاد رکھو زبانی لاف و گزاف کافی نہیں۔ خواہ انسان زبان سے ہزار مرتبہ اَستغفِرُاللّٰہ کہے یا سو مرتبہ تسبیح پڑھے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ خدا نے انسان کو انسان بنایا ہے، طوطا نہیں بنایا۔ یہ طوطا کا کام ہے کہ وہ زبان سے تکرار کرتا رہے اور سمجھے خاک بھی نہیں۔ انسان کا کام تو یہ ہے کہ جو کچھ منہ سے کہتا ہے اس کو سوچ کر کہے اور پھر اس کے موافق عمل درآمد بھی کرے۔ لیکن اگر طوطا کی طرح بولتا جاتا ہے تو یاد رکھو نری زبان سے کوئی برکت نہیں ہے۔ جب تک دل سے اُس کے ساتھ نہ ہو اور اس کے موافق اعمال نہ ہوں۔ وہ نری باتیں سمجھی جائیں گی جن میں کوئی خوبی اور برکت نہیں کیونکہ وہ نرا قول ہے خواہ قرآن شریف اور استغفار ہی کیوں نہ پڑھتا ہو۔ خدا تعالیٰ اعمال چاہتا ہے اس لئے بار بار یہی حکم دیا کہ اعمال صالحہ کرو۔ جب تک یہ نہ ہو خدا کے نزدیک نہیں جاسکتے۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ آج ہم نے دن بھر میں قرآن ختم کر لیا ہے۔ لیکن کوئی اُن سے پوچھے کہ اس سے کیا فائدہ ہوا؟ نری زبان سے تم نے کام لیا مگر باقی اعضاء کو بالکل چھوڑ دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام اعضاء اس لئے بنائے ہیں کہ اُن سے کام لیا جاوے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آیا

ہے کہ بعض لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن اُن پر لعنت کرتا ہے کیونکہ ان کی تلاوت نرا قول ہی قول ہوتا ہے اور اس پر عمل نہیں ہوتا۔"(ملفوظات، جلد6 صفحہ 398-399 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپ علیہ السلام "جماعت کو عمل کی ضرورت ہے" کے تحت فرماتے ہیں:

"یاد رکھو کہ ہماری جماعت اس بات کے لئے نہیں ہے جیسے عام دنیادار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اسلام میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بد قسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمد للہ۔ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ یہ نکمی حالت ہے خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا...... پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے۔ وہ گویا اپنے عمل میں میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سُود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنے ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض اور مقاصد کو پورا کرو اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہؓ نے کیا۔ قرآن شریف کے صحیح منشا کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہو سکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ عظیم الشّان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدمؑ کے وقت سے شروع ہوئی ہے کہ کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے دعوت کی خبر نہ دی ہو۔ پس اس کی قدر کرو اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہلِ حق کا گروہ تم ہی ہو۔"

(ملفوظات جلد3 صفحہ 163-164، ایڈیشن 1984ء)

آپؑ نے عمل اور ایمان کے رشتے کو بہت اچھوتے اور اچھے انداز میں مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے جیسے ایمان، اعمال صالحہ کے بغیر ادھورا ہے۔ بغیر ایمان کے عمل مثل مُردہ کے ہیں۔ فرمایا:

”ایمان کے ساتھ عمل کی ضرورت ہے ورنہ ایمان بدوں عمل مُردہ ہے اور جب تک عمل نہ ہو وہ ثمرات اور نتائج پیدا نہیں ہوتے جو اعمال کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مگر اعمال کی قوت اور توفیق معرفت اور یقین سے پیدا ہوتی ہے۔ جس قدر یہ قوت بڑھتی ہے اسی قدر اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے اور وہ برکات حاصل ہوتی ہیں جن سے انسان آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔“

(الحکم 10 اگست 1903ء صفحہ 20)

ایمان اور عمل کے درمیان رشتے کو آپؑ نے ایک جگہ یوں بیان فرمایا:

”ایمان اور اعمال کی مثال قرآن شریف میں درختوں سے دی گئی ہے۔ ایمان کو درخت بتایا ہے اور اعمال اس کی آبپاشی کے لئے بطور نہروں کے ہیں۔ جب تک اعمال سے ایمان کے پودہ کی آبپاشی نہ ہو اس وقت تک وہ شیریں پھل حاصل نہیں ہوتے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 225-226 ایڈیشن 2016ء)

پھر عمل کو ایمان کا زیور قرار دے کر کیا خوب فرمایا ہے:

”اپنے ایمان کا وزن کرو۔ عمل ایمان کا زیور ہے۔ اگر عملی حالت درست نہیں ہے تو حقیقت میں ایمان بھی نہیں ہے۔ مومن حسین ہوتا ہے جیسے ایک خوبصورت کو معمولی اور ہلکا سا کپڑا بھی پہنا دیا جاوے تو وہ اسے زیادہ خوبصورت بنا دیتا ہے۔ اسی طرح پر ایماندار کو عمل اور بھی خوبصورت دکھاتا ہے۔ اور اگر بدعمل ہے تو کچھ بھی نہیں“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 340 ایڈیشن 2016ء)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایمان اور عمل، قول و فعل میں مطابقت کو نہایت پیارے انداز میں مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔ جن میں سے چند ایک ارشادات کو اس مضمون کا حصہ بنایا گیا ہے۔ تاہم اپنے ایمان کو اپنے اعمال سے سجائیں۔ اللہ کی طرف جھکیں، نماز

پڑھیں، تلاوت قرآن کیا کریں۔ اللہ کی مخلوق سے پیار اور محبت سے پیش آئیں۔ بالخصوص اپنے اہل خانہ اور عزیز و اقارب سے شفقت سے پیش آئیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم آج کے دور میں غیروں کے نزدیک تو غیر مسلم ٹھہرے ہی ہیں اپنے اعمال نہ ہونے کی وجہ سے خدا کے دربار میں بھی اسلام کو اپنی طرف منسوب نہ کر سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”حقیقت میں اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ انسان کا قول اور فعل باہم ایک مطابقت رکھتے ہوں۔ اگر ان میں مطابقت نہیں تو کچھ بھی نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (البقرہ:45) یعنی تم لوگوں کو تو نیکی کا امر کرتے ہو مگر اپنے آپ کو اس امر نیکی کا مخاطب نہیں بناتے، بلکہ بھول جاتے ہو۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف:3) مومن کو دورنگی اختیار نہیں کرنی چاہیے۔ یہ بزدلی اور نفاق اس سے ہمیشہ دور ہوتا ہے۔ ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست رکھو اور ان میں مطابقت دکھاؤ۔ جیسا کہ صحابہؓ نے اپنی زندگیوں میں دکھایا، ایسا ہی تم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے صدق و وفا کے نمونے دکھاؤ“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 338-339 ایڈیشن 2016ء)

آپؑ نے ایک موقع پر بیعت لینے کے بعد نو مبائعین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”تم لوگوں نے اس وقت جو بیعت کی ہے اس کا زبان سے کہہ دینا اور اقرار کر لینا تو بہت ہی آسان ہے مگر اس اقرار بیعت کا نبھانا اور اس پر عمل کرنا بہت ہی مشکل ہے ......یاد رکھو! نری بیعت سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس رسم سے راضی نہیں ہوتا جب تک کہ حقیقی بیعت کے مفہوم کو ادا نہ کرے اس وقت تک یہ بیعت، بیعت نہیں نری رسم ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ بیعت کے حقیقی منشا کو پورا کرنے کی کوشش کرو۔ یعنی تقویٰ اختیار کرو۔ قرآن شریف کو خوب غور سے پڑھو اور اس پر تدبّر کرو اور پھر عمل کرو کیونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نرے اقوال اور

باتوں سے کبھی خوش نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ اس کے احکام کی پیروی کی جاوے اور اس کے نواہی سے بچتے رہو اور یہ ایک ایسی صاف بات ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان بھی نری باتوں سے خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی خدمت ہی سے خوش ہوتا ہے‘‘

(ملفوظات جلد ششم صفحہ 392-405ایڈیشن1984ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 جون 2021ء)

﴿69﴾

دیانتداری کا اسلامی معیار

چند روز قبل میرے بیٹے ایک میگا سپر اسٹور سے Weekly خرید و فروخت کرنے گئے۔ جب وہ تمام گراسری (Grocery) اکٹھی کر کے cash counter پر آئے جس میں زیتون کا کوکنگ آئل بھی تھا جس پر قیمت کا Tag نہیں لگا تھا۔ جب کاؤنٹر پر موجود خاتون نے ڈبہ پر قیمت دیکھنے اور تلاش کرنے کی کوشش کی تو اُس کی نظر اس ڈبہ کے ڈھکنے پر بھی پڑی جو Expiry Date کے بغیر تھا۔ اس خاتون نے میرے بیٹے سے کہا کہ وہاں سے اور ڈبہ لے آؤ۔ بیٹے نے جواب دیا۔ وہاں تین مزید ڈبے ہیں ان پر بھی Tag نہیں ہے۔ خاتون نے بیٹے سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ Sorry, unfortunately I can't sell it to you because the expiry date is not mentioned on the products اور ساتھ ہی ڈیوٹی مینیجر کو بلوا کر باقی تین ڈبے بھی چیک کروائے۔ یہ معلوم ہونے پر کہ ان پر بھی expiry date درج نہیں۔ مینیجر سے کہا کہ فوراً شیلف سے تمام ڈبے ہٹوادو اور متعلقہ کمپنی کو واپس کر دو۔ Expiry date کی stamp کے بغیر کوئی product اس اسٹور پر فروخت نہ ہو گی۔

کہنے کو یہ ایک معمولی اور قابل التفات واقعہ بھی نہیں۔ مگر مجھے اس واقعہ نے چونکا دیا اور کچھ لمحے کے لیے دھیان ایشین مسلم ممالک میں ہونے والی تجارت کی طرف گیا جہاں تجارت میں جھوٹ، دھوکہ اور فریب دہی عام ہے۔ کچھ عرصہ قبل پاکستان میں ایک میگا سپر اسٹور پر expiry dates تبدیل کرنے کا اسکینڈل سامنے آیا تھا۔ یہ طریق تو عام ہے۔ فروٹ لینے جائیں تو داغی فروٹ الٹا کر کے رکھے ہوئے ہیں وہ ساتھ ملا دیتے ہیں بلکہ داغی فروٹ کو شاپر میں الگ کر کے

رکھا ہوا ہوتا ہے اور کمال ہاتھ کی صفائی سے نیا شاپر رکھ لیتے ہیں اور داغی فروٹ والا شاپر ہاتھ میں تھما دیتے ہیں۔ جبکہ قیمت میں کمی کرنے کا رواج نہیں۔

چند سال قبل ہم کچھ دوست ایک شوگر مِل پر چینی بننے کا process دیکھنے گئے۔ جہاں مجھے بتلایا گیا کہ جب آڑھتی ٹرالیوں میں گنا بھجواتے ہیں تو بعض آڑھتی اس کے اندر منوں وزنی مٹی کے ڈھیلے چھپا دیتے ہیں جو ٹرالی کے وزن میں آجاتے ہیں اور دھوکے اور فریب سے وہ اس مٹی کو بھی گنے کے بھاؤ بیچ جاتے ہیں۔ اسی لئے ہم نے اب کاٹ کا سسٹم جاری کیا ہے۔

ہمارے اسلامی ممالک میں بعض لوگ حج کا پاکیزہ فریضہ صرف اپنی تجارت کو فروغ دینے اور چمکانے کے لئے ادا کرتے ہیں۔ یہی دھوکہ دہی، جھوٹ اور فریب دہی کی وجہ ہے کہ یورپین ممالک، اسلامی ممالک سے تجارت نہیں کرتے یا یوں کہنا چاہئے کہ یہاں یورپ میں بڑے بڑے اسٹورز پر انڈیا کی products سے شیلف بھرے پڑے ہوتے ہیں۔ وہاں اسلامی ممالک کی products نہ ہونے کے برابر ہوتی ہیں۔ ہمارا پیارا ملک کئی لحاظ سے ساری دنیا میں اپنی پہچان بنا سکتا ہے۔ جیسے خوشبودار باسمتی چاول جو پاکستان میں پیدا ہوتا ہے وہ دنیا کی باقی جگہوں پر نہیں ہوتا۔ لیکن ہمیں یورپین ممالک میں ہندوستان کے چاول دستیاب ہوتے ہیں۔

جبکہ یہاں یورپ میں اس حد تک دیانتداری ہے کہ اگر کسی product کی expiry date قریب آرہی ہو تو اُسے باہر نمایاں جگہ پر رکھ کر کم قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں اور over date اشیاء کو dump کروا دیتے ہیں اور انسانیت سے نہیں کھیلتے۔

یہی مبارک طریق ہمارے پیارے رسول سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا تھا۔ ایک دفعہ آپؐ بازار میں نکلے اور سڑک کے کنارے پڑے غلّہ میں اپنا دست مبارک ڈال کر چیک کیا کہ اوپر والی سطح پر دکھاوے کے لئے اچھی اور عمدہ فصل ڈالی ہو اور اندر ناقص نہ ہو۔ اس ڈھیر میں اندرونی سطح پر گیلی فصل پاکر آپؐ نے فرمایا: مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا کہ جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

ایک دفعہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا راہ چلتے کسی سے اونٹ کا سودا ہو گیا۔ سوداگر کے پاس اتنی قیمت موجود نہ تھی جو سودے میں طے پائی تھی۔ وہ یہ کہتے ہوئے اونٹ اپنے ساتھ لے گیا کہ میں ابھی بقیہ رقم لے کر آتا ہوں۔ انسانی وصف میں بھول چوک کا عنصر تو رہتا ہے۔ وہ سوداگر گھر جاکر رقم دینی بھول گیا۔ تیسرے دن اُسے یاد آیا تو وہ رقم لے کر حاضر ہوا تو ہمارے رسول خداؐ اُسی جگہ کے اردگرد موجود تھے۔ اس سوداگر کی تاخیر پر صرف یہ فرمایا کہ آپ نے بلاوجہ مجھے تکلیف دی۔ اس واقعہ میں آنحضور ﷺ کو کسی بقیہ رقم کا لالچ نہ تھا۔ ہاں اگر کسی بات کا پاس تھا تو وہ عہد و پیمان کا تھا جو سوداگر یہ باندھ کر گیا تھا کہ انتظار کریں میں بقیہ رقم لے کر آتا ہوں۔

قارئین کرام کو یاد ہو گا کہ کچھ عرصہ قبل خاکسار کا ایک کالم بعنوان ”مسلمان اور اسلام“ شائع ہوا ہے۔ جس میں ایک غیر مسلم کا یہ قول پیش کیا تھا کہ ”اگر اسلام کو دیکھنا ہے تو مغربی ممالک میں دیکھیں اور اگر مسلمان دیکھنے ہوں تو اسلامی ممالک میں دیکھیں۔“

وہ اسلامی اخلاق جو آج سے 1400 سال قبل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دور میں نظر آتے تھے، جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے آج اُن کا اکثر حصہ مغربی ممالک میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ خاکسار اس پر کئی آرٹیکلز لکھ چکا ہے۔ جن میں یہ واقعہ بھی درج تھا۔ جس کا میں خود عینی شاہد ہوں کہ ایک سُپر اسٹور پر ایک دوست کاؤنٹر پر خریدی ہوئی اشیاء کی payment کر رہے تھے۔ کاؤنٹر پر موجود خاتون نے قیمت وصول کر کے خریدار سے کہا کہ یہ بوتل leak کر رہی ہے، اسے آپ میرے پاس رہنے دیں آپ وہاں سے نئی لے لیں۔ خاتون نے اس بوتل کو ضائع کروا دیا۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”مجھے بھی ایک شخص جو چاول کے کاروبار میں تھے، بتانے لگے کہ ہم پاکستانی اچھا باسمتی چاول جب باہر بھیجتے ہیں تو اُس میں دوسرا کم درجے کا لمبا چاول کس طرح شامل کرتے ہیں اور وہ طریقِ کار یہ ہے کہ ایک لوہے کا آٹھ نو انچ کا ٹین کا پائپ ہوتا ہے، اُس کو بیگ کے درمیان میں رکھتے

ہیں اور اُس پائپ کے اندر کم درجے کا چاول بھرتے ہیں اور اس کے ارد گرد اعلیٰ کوالٹی کا چاول بھیجتے ہیں۔ اور باہر سے جب وہ دیکھتے ہیں تو اعلیٰ کوالٹی ہوتی ہے، باسمتی چاول ہوتا ہے، اور کسی کو پتہ نہیں لگتا۔ جب پائپ اُس کے بعد نکال لیتے ہیں وہ مکس (Mix) ہو جاتا ہے، یہ بھی نہیں خیال ہوتا کہ اندر کوئی چیز پڑی ہے۔ چاول بہر حال چاول ہے۔ تو کاروباروں کی یہ حالت ہے۔ اسی وجہ سے ایک عرصہ پہلے سے ہندوستانی مارکیٹ نے چاول کی مارکیٹ پر قبضہ کر لیا ہے، حالانکہ ہندوستان کا چاول پاکستان سے کم کوالٹی کا ہے۔ اور اب شاید کچھ ایکسپورٹر، کیونکہ احمدی بھی ایکسپورٹ کرتے ہیں، خود بہتر کوالٹی کا لے کر آتے ہوں تو لاتے ہوں۔ نہیں تو اس چور بازاری کی وجہ سے باہر کی مارکیٹ نے پاکستانی ایکسپورٹر سے چاول لینا ہی بند کر دیا ہے۔ ان کو اب پتہ لگ گیا ہے کہ اس طرح یہ دھوکہ دہی ہوتی ہے۔ اس لئے اب ہندوستانی ایکسپورٹر جو ہے وہی چاول خریدتا ہے، اُس کی گریڈنگ (grading) کرتا ہے اور پھر آگے بھیجتا ہے۔ اور یہ سوچتے ہی نہیں کہ کاروبار میں اس سے برکت بھی نہیں رہتی اور کاروبار بھی ختم ہو گیا۔“

نیز فرمایا:

”کہاں تو مسلمانوں کے ایمان کا اور امانت اور دیانت کا یہ حال تھا کہ ایک شخص اپنے گھوڑے کو بیچنے کے لئے بازار میں لایا اور کہا کہ اس کی قیمت پانچ سو درہم ہے اور ایک دوسرے صحابی نے اُسے دیکھا اور پسند کیا اور کہا کہ میں اُسے خریدوں گا، یہ مجھے پسند ہے لیکن اس کی قیمت پانچ سو درہم نہیں ہے۔ وہ آدمی سوچتا ہے کہ شاید کم بتائے بلکہ بالکل الٹ فرمایا کہ یہ ایسا اعلیٰ گھوڑا ہے کہ اس کی قیمت دو ہزار درہم ہونی چاہئے۔ اس لئے میرے سے دو ہزار درہم لے لو۔ اب بیچنے والے اور خریدنے والے کی بحث چل رہی ہے۔ بیچنے والا پانچ سو درہم سے اوپر نہیں جا رہا اور خریدنے والا دو ہزار درہم سے نیچے نہیں آ رہا۔“

(ماخوذ از المعجم الکبیر للطبرانی جلد دوم صفحہ 334-335 ابراهیم بن جریر عن ابیہ حدیث 2395 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

(خطبہ جمعہ 2 اگست 2013)

پس آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس اسلامی تعلیم اور اخلاقیات کی اس حد تک تشہیر کریں کہ ہم اپنے آپ کو 1400 سال قبل کے مبارک دور میں محسوس کریں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ عطا کرے کہ وہ اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کی پیاری اور حسین تعلیم پر اُسی جذبے سے عمل کرنے والے بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 جون 2021ء)

﴾70﴿

ہمارے شفیق اساتذہ

استاداور شاگرد کے رشتے اور تعلق پر خاکسار اس سے قبل قلم آزمائی کر چکا ہے۔ جس میں خاکسار نے تحریر کیا تھا کہ ایک تو اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز میں پڑھانے والے اساتذہ، ٹیچرز اور پروفیسرز ہوتے ہیں جن سے طلبہ باقاعدہ تعلیم حاصل کرتے ہیں اوران کی تعظیم مسلم ہے۔ دوسرے ہم میں سے ہر ایک، ایک دوسرے سے شاگرد اور استاد کا تعلق رکھتا ہے۔ ہم معاشرہ میں، گھروں میں ایک دوسرے سے خاموش تعلیم حاصل کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ ہم گھروں میں بچوں کی نئی اداؤں، حرکتوں کو دیکھتے اور ان کی توتلی زبان سے حظ اٹھاتے اور بعض اوقات سبق بھی لیتے ہیں۔ تو ان معنوں میں یہ چھوٹی عمر والے بچے بھی بڑوں کے استاد بن جاتے ہیں۔ اس لئے معاشرہ میں بسنے والے ہر شخص کی تعظیم و تکریم ہر دوسرے پر لازم ہے۔ آنحضور ﷺ نے بھی فرمایا ہے۔ کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم اور شفقت نہ کرے اور ہمارے بزرگوں کے شرف، عزت اور ادب کو نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(ترمذی) اور ایک روایت میں ہے جو بزرگوں کا حق ادا نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔(سنن ابی داؤد)

جہاں تک اسکولز، کالجز میں باقاعدہ تعلیم دینے اور تعلیم حاصل کرنے کا تعلق ہے۔ ان پر یہ حدیث صادق آتی ہے۔ ہم نے کئی بار دیکھا اور سنا ہے کہ مختلف علاقوں میں جب ٹیچر، ججز کے روبرو پیش ہوتا ہے تو وہ کھڑے ہو کر استقبال کرتے ہیں کہ ان کی بدولت ہم یہاں تک پہنچے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل جرمنی کی چانسلر انجیلا مرکل سے بعض ججوں نے مطالبہ کیا کہ ہماری تنخواہیں بھی ٹیچر حضرات کے برابر کی جائیں۔ چانسلر نے یہ کہہ کر تنخواہیں بڑھانے سے انکار کر دیا کہ آپ ججز ان اساتذہ ہی کی وجہ سے اس مقام پر پہنچے ہیں۔

آج ٹیچرز نے اپنے شعبہ کو پیسہ کمانے کا ذریعہ بنالیا ہے۔ جس کی وجہ سے ٹیچرز کا مقام ومرتبہ مجروح ہوا ہے۔ ہمارے وقتوں میں ٹیچرز کا ایک بلند مقام و مرتبہ ھوتا تھا۔ استاد اور شاگرد میں پیار و محبت اور ادب و عقیدت کا رشتہ تھا۔ کچھ عرصہ قبل مکرم منور احمد خورشید صاحب سابق مبلغ سلسلہ یوکے نے اپنی نئی تصنیف ''یادوں کے دریچے'' بغرض تبصرہ مجھے بھجوائی۔ جو آنمحترم کی اپنی یادوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں موصوف نے جامعہ احمدیہ ربوہ کی یادوں کے ذکر میں اُن بزرگ اساتذہ کی فہرست بھی دی ہے جن کی شاگردی ہمارے حصہ میں آئی اور اُن سے دعائیں لیں۔ دوسری طرف روزنامہ ''الفضل'' لندن آن لائن میں یکے بعد دیگرے ان بزرگ اور دعاگو اساتذہ میں سے درج ذیل دو کی سیرت پر مشتمل مضامین شائع ہوئے۔

* حضرت سید میر داؤد احمد غفر اللہ از مکرم مجید احمد سیالکوٹی صاحب سابق مبلغ یوکے
* حضرت ملک سیف الرحمٰن غفر اللہ از مکرم داؤد احمد قریشی صاحب مبلغ سلسلہ یوکے

ان مضامین اور فہرست اساتذہ کو دیکھ اور پڑھ کر ارشاد رسول ﷺ ''اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ'' کے تحت لکھنے کا ارادہ کیا اور ان بزرگ اساتذہ کی سیرت اور خاکسار کے ساتھ بیتے واقعات سینۂ قرطاس میں اکٹھے ہونے لگے۔ جو قارئین کرام کی خدمت میں اس دُعا کی درخواست کے ساتھ پیش ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن اساتذہ کے درجات بلند فرماتا رہے جو وفات پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی نیکیاں اور خوبیاں ہمارے اندر سرایت کرتا رہے اور جو ابھی بفضل اللہ تعالیٰ بقید حیات ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور ان کی دعاؤں کا فیض ہم طلبہ کو پہنچتا رہے۔ ذیل میں خاکسار بعض واقعات بھی تحدیث نعمت کے طور پر بیان کرے گا جو انہی اساتذہ کی محبت اور شفقت کا نتیجہ تھا۔

اب اساتذہ کے شمائل و سیرت بیان کی جاتی ہیں۔

حضرت سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم

خاکسار جامعہ احمدیہ کے اپنے اساتذہ کے ذکر میں سب سے قبل حضرت سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم کا ذکر خیر کرنا چاہے گا۔ خاکسار نے جب 1970ء میں جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا تو آپ پرنسپل جامعہ احمدیہ تھے۔ گو خاکسار نے آنجناب سے شاگردی اور تلمیذ کا براہ راست حصہ تو نہیں پایا مگر آپ کی بارعب شخصیت مگر شفقت بھرے رویہ سے بہت کچھ سیکھا اور آپ کی محبتیں، شفقتیں اور عنایات سمیٹیں۔ یہ سلسلہ زیادہ عرصہ جاری نہ رہ سکا اور ہم ابھی درجہ ثانیہ ھی میں تھے کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ وصال سے قبل ایک روز ہماری پوری کلاس کے شور مچانے پر آپ نے بید کے ساتھ ہماری اصلاح کی۔ پھر خود ہی اس بات کا احساس ہو گیا۔ اسی روز شام کو ہمیں جامعہ احمدیہ کی چھت پر اکٹھا کروایا اور سموسوں، شیزان اور برفی سے ہماری ضیافت فرمائی۔ جامعہ کے کارکنان نے آگے بڑھ کر ہمیں سموسے وغیرہ دینے کی کوشش کی۔ جس پر آپ نے انہیں یہ کہتے ہوئے روک دیا کہ ”آج یہ میرے مہمان ہیں ان کی ضیافت میں خود کروں گا“ اور خود اُٹھ کر ہمارے سامنے سموسوں کی ٹرے اور پھر شیزان کا کریٹ لے کر گزرتے جاتے اور ہم حسب توفیق لیتے جاتے۔ کیا ہی شفقت کا ماحول تھا۔

آپ حدیث کے ماہر تھے اور اعلیٰ کلاسز کو حدیث پڑھایا کرتے تھے۔ آپ اپنے عمل اور پاک کردار سے طلبہ کی تربیت کرتے تھے۔ ہم طلبہ کو پینٹ پہنے کی اجازت تھی مگر شرٹ یا بوشرٹ کو پینٹ کے اندر ڈالنے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ مسجد کے اندر تہبند پہننے نہ دیتے تھے بلکہ مسجد اقصیٰ میں جمعہ کے روز اور مسجد مبارک میں اکثر طلبہ پر اس حوالہ سے خفیہ نگاہ رکھتے اور تربیت فرماتے۔

حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب غفر اللہ

آپ فقہ اور صرف و نحو کے استاد تھے۔ جماعت میں مفتی سلسلہ بھی تھے۔ آپ بہت شفیق اور طلبہ سے پیار و محبت سے پیش آنے والے استاد تھے۔ آپ کوارٹرز تحریک جدید سے سائیکل پر جامعہ آیا کرتے تھے۔ ان دنوں ریلوے لائن کی طرف جامعہ کا گیٹ ہوا کرتا تھا۔ جو عموماً

آمد و رفت کے لئے کھلا رہتا تھا۔ غالباً ایک دفعہ 1972ء کی بات ہے کہ خاکسار اپنے گھر واقع دارالصدر جنوبی بالمقابل یادگار حضرت اماں جانؓ سے بھاری بھر کم کتب ہاتھوں میں تھامے پیدل جامعہ جا رہا تھا کہ ریلوے پھاٹک کے پاس عقب سے محترم ملک صاحب کے ”السلام علیکم“ کہنے کی آواز آئی۔ ابھی میں سلام کا جواب نہ دے پایا تھا کہ وہ میرے دائیں طرف اپنی سائیکل سے اُتر کر کھڑے یوں گویا ہیں کہ ”آپ کو جامعہ سے دیر ہو رہی ہے۔ اس لئے آپ سائیکل چلائیں اور میں پیچھے بیٹھ جاتا ہوں۔ آپ کے تاخیر سے جامعہ پہنچنے پر میر صاحب (میر داؤد احمد) ناراض ہوں گے“۔

میں نے عرض کی کہ ملک صاحب! میں تو کسی کو پیچھے بٹھا کر سائیکل نہیں چلا سکتا۔ مکرم ملک صاحب کی عظمت اور مقام کا بھی ڈر تھا۔ تو آپ نے مجھے اپنی سائیکل تھما دی کہ آپ اِسے لے کر فوراً جامعہ پہنچیں تا تاخیر کی وجہ سے آپ کو سزا نہ ہو۔ میں پیدل آ جاتا ہوں۔ کمال کی شفقت تھی طلبہ کے ساتھ صرف و نحو خشک مضمون ہونے کے باوجود میرا پسندیدہ مضمون تھا اور اکثر سو میں سے سو یا اٹھانوے، ننانوے نمبرز آتے۔ کوئی طالب علم کسی استاد کے مضمون میں اتنے اعلیٰ نمبر زلے تو استاد اس طالب علم سے محبت ضرور کرتا ہے اور شفقت سے بھی پیش آتا ہے۔ تو آپ مجھ سے اس ناطے پیار بھی کرتے تھے۔ اور میرا پرچہ تمام پرچوں میں سے لکھائی کو پہچان کر پہلے دیکھ کر اور مارکنگ کر کے خوشی سے مجھے بتلا بھی دیتے۔ ایک دفعہ امتحان ختم ہونے کے اگلے ہی روز جامعہ میں سالانہ کھیلیں تھیں۔ اس پر مجھے دیکھ کر اپنے قریب بلوا کر کہنے لگے کہ میں نے رات ہی آپ کا پرچہ دیکھ لیا تھا۔ شام کو گھر آکر دیکھ لیں۔ (1۔ امتحان کا آخری پرچہ صرف و نحو ہی کا تھا۔ 2۔ ہم دونوں ایک ہی محلہ کے رہائشی تھے۔)

آپ حضرت سید میر داؤد احمد صاحب غفر اللہ کی وفات کے بعد جامعہ کے قائم مقام پرنسپل مقرر ہوئے اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کو مستقل بنیادوں پر پرنسپل مقرر فرما دیا۔ باوجود آپ کی نرم طبیعت کے آپ نے مکرم میر صاحب کی روایات کو زندہ رکھا اور دعاؤں کے ساتھ اپنے فرائض کو احسن رنگ میں نبھایا۔ آپ کو فقہ اور صرف و نحو کے مضامین پر اس قدر عبور

تھا کہ آپ بغیر کسی کتاب یا کاغذ کی مدد سے زبانی لیکچر دیا کرتے تھے۔ آپ نے جامعہ کے دور میں طلبہ کی آسانی کے لیے فقہ احمدیہ اور صرف و نحو پر کتب تصنیف فرمائیں۔ خاکسار کو ہر دو کتب میں آپ کے ساتھ تعاون کرنے کی توفیق ملی۔ اس کام کے لئے خاکسار روزانہ کی بنیاد پر آپ کے گھر جاتا رہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

دوران جامعہ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کی زیارت کی توفیق دی۔ آپؐ کی داڑھی اُس سائز سے قدرے کم دیکھی جو احادیث میں آپؐ کے شمائل میں بیان ہوئی ہے۔ خاکسار آپ کے گھر بیٹھا کام کرتا رہا۔ مگر مجھے تعبیر پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ کہ ملک صاحب کیا سوچیں گے کہ وڈا صوفی بنیا پھر دا اے۔ کام کے دوران نماز کا وقت ہو گیا اور ہم دونوں محلہ دار ہونے کی وجہ سے مسجد محمود (تحریک جدید) میں نمازیں ادا کرتے تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ آئیں! نماز پڑھ آئیں۔ ہم پیدل ہی نماز کی ادائیگی کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں دارالضیافت کے سامنے پہنچ کر میرے اندر تعبیر پوچھنے کی جرأت پیدا ہو گئی۔ جب میں نے خواب بیان کی تو مجھے کہنے لگے (آپ جید قسم کے معبر بھی تھے) کہ اپنی داڑھی بڑھا لیں۔ کسی بزرگ کی شخصیت میں کسی کمی کو دیکھنے سے اپنے اندر (یعنی خواب دیکھنے والے کے اندر) وہ کمی ہوتی ہے۔ خاکسار نے اس وقت تو اپنی داڑھی بڑھا لی مگر بوجہ بڑھی ہوئی اور گھنی داڑھی میں خارش کے، جاری نہ رکھ سکا۔ جس کا مجھے آج بھی قلق اور افسوس رہتا ہے۔

مکرم مولانا محمد شریف صاحب مرحوم مبلغ بلاد عربیہ

آپ وجیہ شکل و صورت، لمبی داڑھی، سر پر رنگ دار شملہ والی پگڑی اور آدھا کوٹ (یہ کوٹ حضرت مصلح موعودؓ کے کوٹ کے نام سے موسوم ہوتا تھا) زیب تن کرتے۔ دارالرحمت وسطی سے پیدل جامعہ میں آیا کرتے تھے۔ تفسیر القرآن پڑھایا کرتے تھے۔ آپ کا انداز تدریس بہت سہل اور اچھوتا تھا۔ آپ قرآن کریم کی عملی تصویر نظر آتے تھے۔ اور بعض اوقات تدریس کے دوران عملی طور پر سمجھاتے تھے۔ جیسے مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے اپنی پگڑی کھول کر

گانٹھ دے کر اور اکڑوں بیٹھ کر دکھلایا۔ آپ مبلغ بلاد عربیہ والے کہلاتے تھے اور فلسطین میں بطور مبلغ خدمات بجالا چکے تھے۔

میں جب نائب ناظر اصلاح وارشاد تھا۔ تو مجھے ایک مربی صاحب نے ''سر'' کہہ کر پکارا۔ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے ''سر'' کے استعمال سے منع کیا کہ مجھے ''سر'' کہلانا پسند نہیں اور نہ ہی میں کسی کو ''سر'' کہنا پسند کرتا ہوں۔ یہ انگریزوں کا طریق ہے۔ میں اسلام آباد پاکستان میں بھی رہا ہوں۔ جہاں ''سر'' کہے بغیر بات نہیں ہوتی لیکن میں نے وہاں بھی اپنے آپ کو ''سر'' کہلانا پسند نہ کیا اور نہ ہی کبھی کسی کو ''سر'' کے لفظ سے مخاطب کیا۔ وہ مربی صاحب مجھے بے ساختہ کہنے لگے کہ کیا آپ نے کبھی جامعہ احمدیہ کے اساتذہ کو بھی ''سر'' کے لقب سے مخاطب نہیں کیا؟ خاکسار نے مربی صاحب کو بتایا کہ ہمارے اساتذہ بہت بزرگ تھے۔ اکثر پگڑیاں، اچکن اور آدھے کوٹ زیب تن کرتے تھے۔ ان کا رتبہ ''سر'' کے لقب سے بہت بلند تھا۔ ہم ان کو مولوی صاحب، مولانا یا ان کا نام لے کر عزت سے پکار لیا کرتے تھے۔

مکرم محمد احمد جلیل صاحب مرحوم مفتی سلسلہ

آپ جامعہ احمدیہ کے کمپاؤنڈ میں ہی رہائش پذیر تھے۔ ویسٹ کوٹ یا اچکن اور کبھی کبھار چھوٹے کوٹ کے ساتھ ٹوپی پہنا کرتے تھے۔ ہم نے آپ سے حدیث اور فقہ پڑھا تھا۔ آپ بہت دھیمے مزاج کے مالک اور طلبہ کے ہر دلعزیز استاد تھے۔ چھوٹے چھوٹے قدموں کے ساتھ اُن کا جامعہ کی طرف آنا مجھے آج بھی یاد ہے۔ طلبہ کے ساتھ ہنسی مذاق وغیرہ بھی کر لیتے تھے۔ اپنے گھر سے یا کنٹین سے طلبہ کی ضیافت بھی اکثر کرتے رہتے تھے۔

مکرم ملک مبارک احمد صاحب مرحوم عربی دان

آپ عربی دان تھے۔ ہمیں انشاء مضمون پڑھایا کرتے تھے۔ بہت سادہ اور بزرگ ہستی کے مالک تھے۔ پڑھانے کا انداز بہت سادہ تھا اور طلبہ سے ڈانٹ ڈپٹ بھی کر لیتے تھے مگر اس ڈانٹ

میں بھی پیار ہوتا تھا۔ جامعہ کے کمپاؤنڈ میں ہی رہائش پذیر تھے۔ اکثر ٹوپی پہنا کرتے اور ویسٹ کوٹ ہوتی لیکن فنکشن وغیرہ پر چھوٹے کوٹ اور بسا اوقات اچکن میں بھی نظر آتے۔

آپ اکثر عربی اخبار و رسائل کے تراشے اپنی جیب میں ڈال کر ساتھ لاتے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی عربی کتاب ہاتھ میں پکڑی ہوتی اور آتے ہی کسی طالب علم کو بلوا کر اس کے ہاتھ میں وہ کتاب یا تراشہ تھما کر ہدایت دیتے کہ فلاں جگہ سے پڑھو اور گرائمر کے مطابق اس طالب علم کی تصحیح کرتے جاتے۔ تحریر بہت خوش خط تھی۔ بلیک بورڈ پر جب عربی لکھتے تو یوں لگتا جیسے موتی پرو رہے ہیں۔ آپ کی جماعتی کتب بالخصوص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اُردو کتب کا عربی زبان میں ترجمہ کی خدمات لازوال ہیں۔

مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب مرحوم

آپ فیکٹری ایریا سے سائیکل پر تشریف لاتے تھے۔ عموماً اچکن اور ٹوپی مگر بسا اوقات شملہ والی پگڑی بھی پہنتے تھے۔ آپ علم کلام پڑھایا کرتے تھے۔ آپ بلا کے شعلہ بیان خطیب تھے۔ بالخصوص سیرت کے مضمون کو بہت عمدہ اور اچھوتے رنگ میں بیان کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق اسی حوالہ سے ایک موقع پر ذکر فرمایا ہے۔ یوم مسیح موعودؑ، یوم مصلح موعودؓ پر آپ کی مسجد مبارک میں تقاریر آج بھی کانوں میں رس گھولتی ہیں۔

آپ علم کلام کے ماہر تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور دیگر کتب علم کلام پر پورا عبور رکھتے تھے۔ آپ کا اسلوب تدریس بہت سادہ اور اس حد تک پُر کشش تھا کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی دلچسپی اور شوق ہمارے دلوں میں پیدا کیا۔ خاکسار نے تو اس شوق کے پیش نظر تمام کتب حضرت مسیح موعودؑ کا خلاصہ مختلف ایکسر سائز بکس پر تیار کیا اور ان خلاصہ جات سے خاکسار کے کلاس فیلوز نے بھی خوب فائدہ اُٹھایا۔

مکرم محمد احمد ثاقب صاحب مرحوم

آپ بھی تحریک جدید کے کوارٹرز میں رہا کرتے تھے۔ بعد میں دارالعلوم میں اپنا گھر تعمیر کرواکر وہاں منتقل ہو گئے تھے۔ آپ بھی سائیکل پر جامعہ آتے۔ بہت سادہ لوح تھے۔ اکثر ٹوپی اور شلوار قمیض میں ملبوس نظر آتے تھے۔ فقہ کے ماہر تھے اور اعلیٰ کلاسز کے طلبہ کو فقہ پڑھایا کرتے تھے۔ طلبہ کے لئے بہت شفیق اور ہمدرد وجود تھے۔ دھیمے مزاج کے مالک تھے۔

مکرم مولانا نورالحق انور صاحب مرحوم

آپ دارالعلوم سے سائیکل پر آیا کرتے تھے۔ بالعموم سادہ لباس اور ٹوپی میں نظر آتے۔ کبھی کبھار اچکن اور پگڑی بھی پہن لیا کرتے تھے۔ تفسیر القرآن اور ترجمۃ القرآن پڑھاتے تھے۔ امریکہ میں بطور مبلغ خدمات بجالا چکے تھے۔

مکرم نورالحق تنویر صاحب مرحوم

آپ عربی ادب کے استاد تھے علاوہ ازیں ناظم امتحانات اور ناصر ہوسٹل کے انچارج بھی رہے۔ بہت شیریں زبان کے مالک تھے۔ تدریس کا لہجہ بھی بہت نرم تھا۔ تدریس کے دوران ہم طلبہ آنمحترم کو باتوں میں آسانی سے لگا لیا کرتے تھے۔

آپ ریلوے روڈ دارالرحمت سے سائیکل پر جامعہ آیا کرتے تھے۔ ٹوپی، شلوار قمیض اور کبھی کبھی پینٹ شرٹ بھی پہن لیا کرتے تھے۔ عربی ایسے فی البدیہی بولتے کہ آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ طلبہ کے ساتھ بھی عربی میں بات کرتے بالخصوص کلاس روم میں۔ تا طلبہ بھی عربی بولنے کے قابل ہو سکیں۔

مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب مرحوم

آپ پگڑی، اچکن میں ملبوس، ہاتھ میں گھونٹی لئے احاطہ خاص سے پیدل جامعہ احمدیہ تشریف لاتے۔ اور اعلیٰ کلاسوں کو ایک دو پیریڈ پڑھا کر واپس تشریف لے جاتے۔ ہم نے درجہ رابعہ اور خامسہ میں آپ سے تفسیر کشاف اور دوسرے مفسرین کی تفاسیر کے علاوہ تصوف پڑھی ہے۔ جو

عربی میں تھیں۔ آپ سہل زبان میں ان کا ترجمہ اور تشریح کیا کرتے تھے۔ آپ جامعہ کی فیکلٹیز میں سے تھے۔

مکرم حکیم خورشید احمد صاحب مرحوم

آپ کا گول بازار ربوہ میں خورشید دواخانہ کے نام سے اپنا دواخانہ تھا۔ خدمت دین کا بہت شوق تھا۔ ربوہ کے صدر عمومی بھی تھے۔ آپ بالعموم اچکن اور کراکلی ٹوپی پہنے رکھتے تھے۔ دواخانہ میں بھی اچکن زیب تن ہوتی۔ آپ پیدل یا کبھی کبھار اپنی گاڑی پر جامعہ میں تدریس کے لئے آیا کرتے تھے۔ آپ مولوی فاضل تھے اور حدیث کے ماہر تھے۔ آپ بھی جامعہ کی فیکلٹیز میں سے تھے۔

آپ صدر عمومی ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے محلہ کے صدر بھی تھے۔ خاکسار نے پہلے ناظم اطفال اور بعد ازاں زعیم مجلس خدام الاحمدیہ محلہ دارالصدر جنوبی خدمت کی توفیق پائی۔ محلہ میں خدام اور اطفال کے علمی وورزشی مقابلہ جات اور لوکل اجتماعات پر تشریف لا کر اطفال و خدام سے خطاب فرمایا کرتے، انعامات تقسیم کرتے اور ان نونہالوں کے روشن مستقبل کے لئے ڈونیشن بھی دے دیا کرتے تھے۔

مکرم عبدالرزاق صاحب مرحوم۔ پی ٹی آئی

آپ سے ہم طلبہ نے براہ راست علم کا فیض تو نہیں پایا۔ تاہم آپ جامعہ میں پی ٹی آئی ٹیچر تھے۔ آپ سے ہم نے پی ٹی اور کھیلوں میں بہت کچھ سیکھا اور ہماری اخلاقی تعمیر میں آپ کا بھی بہت عمل دخل ہے۔ آپ جامعہ کے کمپاؤنڈ میں ہی رہائش پذیر تھے۔ پی ٹی آئی ٹیچرز بالعموم سخت طبیعت کے واقع ہوتے ہیں مگر آپ تحمل مزاج، نرم خو اور طلبہ سے شفقت سے پیش آتے تھے۔

جامعہ میں داخلہ کے وقت محترم ابا جان مرحوم نے خاکسار کو سفید رنگ کے دو شلوار قمیض اور ملکیشن لے دی۔ مگر جلد ہی جامعہ میں یونیفارم کا اعلان ہو گیا جس میں تسمے والے بوٹ پہننے کا حکم بھی شامل تھا۔ محترم سید میر داؤد احمد صاحب غفر اللہ روزانہ ہی مجھے اسمبلی سے باہر نکال کر

شروع میں تو تسمے والے بوٹ خریدنے کی ہدایت کرتے رہے۔ ایک دن فٹبال گراؤنڈ کا چکر لگانے کو کہا۔ میں چکر لگا کر آپ کے دفتر چلا گیا اور محترم ابا جان مرحوم کا (جو ایک اعلیٰ سرکاری افسر تھے اور نہایت دیانت داری سے گزر بسر کرتے تھے) یہ پیغام دیا کہ ”میں نے آپ کے جامعہ میں جانے کی خوشی میں اپنی جیب کاٹ کر آپ کو نئی مکیشن لے دی ہے۔ آپ کے سات بہن بھائی اور بھی ہیں۔ ہر ماہ اگر ایک کو جوتا لے کر دوں تو آٹھویں مہینے آپ کی باری آئے گی“ لہٰذا مجھے مکیشن پہننے کی اجازت دے دیں۔ آپ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا۔ جامعہ کا ڈسپلن قائم رہے گا اور تسمے والے جوتے ہی آپ کو پہننے ہوں گے۔ اور ساتھ ہی بیل دے کر پی ٹی آئی صاحب کو بلوا کر ہدایت دی کہ انہیں بازار سے تسمے والے بوٹ خرید کر دے دیں۔ مکرم پی ٹی آئی صاحب نے شام کو ماڈرن اسٹور سے باٹا کے جوتے خرید کر مجھے دیئے جو اُس وقت یعنی 1970ء میں انیس روپے ننانوے پیسے کے آئے تھے۔

بات جامعہ کے ڈسپلن کی چلی ہے تو محترم میر صاحب پرنسپل جامعہ روزانہ اسمبلی کے عقب میں کالی عینک پہنے کھڑے ہوتے تھے۔ جس طالب علم کے لباس میں کمی نظر آتی اس کو توجہ دلاتے۔ جیسے اگر جوتے پالش نہ ہوں یا کپڑے استری نہ ہوئے ہوں۔ ٹوپی سیدھی نہیں پہنی یا پہنی ہی نہیں۔ ایک دفعہ قمیض کے بازو کے کف کو دو دفعہ فولڈ کرنے کا رواج آیا تو طلبہ نے بھی ایسا کرنا شروع کر دیا۔ ایک دن اسمبلی میں بہت سے طلبہ کے کف کو فولڈ کئے دیکھ کر فرمایا ”آپ کسی فیکٹری میں کام کرنے نہیں آئے یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے آئے ہیں۔ اس لئے کف کے بٹن بند کر کے رکھیں۔“

ورزش اور پی ٹی آئی کے لئے گاہے بگاہے عملہ حفاظت خاص حضرت خلیفۃ المسیح سے بھی بعض دوست فیکلٹیز پر متعین ہوتے رہے۔

مکرم مولانا شیخ نور احمد منیر صاحب۔ مبلغ بلاد عربیہ

آپ کوارٹرز تحریک جدید سے سائیکل پر جامعہ آیا کرتے تھے۔ ہر وقت اچکن اور ترکی ٹوپی پہنے ہوتے تھے۔ آپ نے ہمیں قرآن، عربی اور کلام پڑھایا۔ آپ کا جسم بھاری بھرکم تھا۔ اس

لئے آہستہ آہستہ چلتے تھے۔ ایک روز (جب ہم درجہ ثانیہ میں تھے) آپ کا پیریڈ تھا اور آپ لیٹ ہو گئے۔ چونکہ ہماری کلاس تعداد کے لحاظ سے جامعہ کی سب سے بڑی کلاس تھی۔ ہم کل 37 طلبہ تھے۔ فارغ وقت میں چند طلبہ معمولی بات بھی کرتے تو شور ہو جاتا تھا۔ اس شور کو سن کر مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ اپنے دفتر سے اُٹھ کر آئے اور پوچھا کس کا پیریڈ ہے؟ ہم میں سے ایک طالب علم نے کہا"۔ مکرم شیخ نور احمد منیر صاحب کا پیریڈ ہے۔ ریل گاڑی کی وجہ سے ریلوے پھاٹک بند ہے تو وہ وہیں کھڑے ہوں گے کیونکہ وہ ساتھ چرخی والے راستے سے گزر نہیں سکتے۔" مکرم ملک صاحب اپنی جیب سے سرخ رنگ کا رومال نکال کر منہ پر رکھ کر ہنستے ہوئے واپس چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد شیخ صاحب جب آئے تو ہم نے یہ واقعہ ان کو سنایا۔ آپ بھی یہ کہتے ہوئے ہنس دیئے کہ واقعی پھاٹک بند ہونے کی وجہ سے میں وہیں کھڑا رہ گیا اور دیر ہو گئی۔ اس وقت طلبہ کا اساتذہ کے ساتھ اس طرح کا پیار بھرا تعلق ہو تا تھا۔

آپ پائے کے جید عالم تھے۔ عربی فَر فَر بولا کرتے تھے۔ چونکہ خاکسار کے محلہ دار تھے۔ اس لئے مسجد محمود میں آپ کو بھی اور مجھے بھی درس دینے کا موقع میسر آیا۔ آپ کا درس علمی ہوتا اور تربیت کے کئی نکات کھول کر بیان کرتے۔ خاکسار کے درس پر مجھے حوصلہ بھی دیتے اور رہنمائی بھی کرتے۔ یہ محلہ علماء مبلغین کا محلہ ہے۔ اس لئے علماء کے سامنے ایک نوجوان کا درس دینا ایک معانی رکھتا تھا۔ اس لئے آپ نے مجھے بہت حوصلہ دیا۔ آپ کی کئی کتب منظر عام پر آچکی ہیں۔

ایسے اساتذہ کرام جو ابھی بفضل اللہ تعالیٰ بقید حیات ہیں

اب ایسے بزرگ اساتذہ کا ذکر اختصار سے اِس دُعا کے ساتھ کروں گا جن سے علم کا فیض پانے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے دی۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت ڈالے اور صحت کے ساتھ خدمت دینیہ بجالانے کی توفیق دے۔ آمین

مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب مدّ ظلہ العالی

ان اساتذہ میں سے سب سے پہلے ایسی بزرگ ہستی کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ جن کے علم اور کردار نے خاکسار کی کایا ہی پلٹ دی۔ اور وہ حضرت میر محمد اسحاقؓ کے بیٹے اور مکرم سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ہم نے آنمحترم سے حدیث، موازنہ مذاہب، منطق اور تصوف کا علم حاصل کیا۔ میں نے آپ کو اپنی زندگی میں کسی طالب علم سے ناراض ہوتے نہیں دیکھا۔ ہنسی کے ساتھ طالب علم کو ٹال دیتے۔ تدریس میں کبھی کسی طالب علم کی باتوں میں نہ آتے۔ بات سُن کر ہنس دیتے اور دوبارہ پڑھانے میں مشغول ہو جاتے۔ لیکچر باقاعدہ گھر سے تیار کر کے آتے۔ چونکہ آپ بعد جامعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ ہوتے تھے۔ اس لئے اگلے دن کی تدریس کے لئے تیاری نہ کی ہوتی تو کلاس میں آتے ہی کہہ دیتے کہ آج میں تیاری نہیں کر سکا لیکن وقت ضائع کیے بغیر کسی بات پر گفتگو شروع کر دیتے۔ اگر تدریس کے دوران باہر کسی ترکھان کے کام کرنے سے آنے والی آوازوں سے یا جلسہ سالانہ کے بعد گراؤنڈ میں پڑی پرالی کو آگ لگانے سے دھویں سے ہماری تدریس میں خلل آتا تو کوئی کھڑکی بند کرتا تو کوئی اٹھ کر دروازہ بند کرنے کی کوشش کرتا تو آپ کہا کرتے تھے۔ رہنے دیں۔ دن کام کے لیے چڑھا ہے انہیں ان کا کام کرنے دیں۔ آپ اپنا کام کریں۔ ایک دفعہ انصار اللہ کے اجتماع کے آخری روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ ایوان محمود میں بڑا کھانا تھا۔ مکرم میر صاحب کھانے کے انچارج تھے۔ کھانے کے بعد جب حضور واپس تشریف لے گئے اور انصار بھی قریباً جا چکے تھے تو ہم میں سے بعض ڈیوٹی پر مامور طلبہ نے مٹی کے آب خورے اور دوسرے برتن اسٹیج سے نیچے پھینک کر توڑنے شروع کر دیئے۔ جبکہ خاکسار کی ڈیوٹی اسٹیج کے قریب ہی ایک بلاک پر تھی، میں کھڑا ان کے اس فعل پر ہنس رہا تھا۔ آپ باہر سے اندر تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں باڑ کی ایک کین تھی۔ آپ نے مجھے دو تین لگائیں۔ جب مکرم میر صاحب کا غصہ جاتا رہا تو میں نے آپ کے سامنے حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے ایک بھی آب خورا نہیں توڑا۔ آپ نے مجھے بلاوجہ سزا دی۔ آپ نے معذرت کی اور کہا کہ آپ

میرے گھر چائے پر آئیں۔ مکرم محمد زکریا صاحب جو آج کل امیر جماعت ڈنمارک ہیں وہ میرے بلاک کے انچارج تھے انہوں نے میر صاحب سے کہا کہ میں ان کا انچارج ہوں اس لئے میں بھی ساتھ آؤں گا۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد ہم مکرم میر محمود احمد صاحب کے گھر واقع احاطہ پرائیویٹ سیکرٹری میں حاضر ہوئے۔ آپ نے چائے کا انتظام کر رکھا تھا اور ہر چیز خود آگے بڑھ کر ہمیں پیش فرماتے اور بار بار کہتے کہ بی بی متین نے آپ کے لئے اسپیشل طور پر تیار کی ہے۔ جن میں گھر کی بنی آئس کریم مجھے آج بھی یاد ہے اور اس کا لاجواب ذائقہ آج بھی زبان پر محسوس ہوتا ہے۔

آپ کے ساتھ گزرے بے شمار واقعات سینۂ قرطاس پر اُبھر رہے ہیں۔ مگر ایک واقعہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ درجہ رابعہ کا واقعہ ہے جب اعلان ہوا کہ کسی طالب علم کی ترقی کا انحصار چھ ماہ، سہ ماہی یا ماہانہ (اب مجھے یاد نہیں) امتحانات کے مارکس جمع کر کے ہوگا۔ آپ ہمیں موازنہ پڑھاتے تھے جو خاکسار کا پسندیدہ مضامین میں سے ایک تھا۔ ایک دفعہ موازنہ مذاہب میں، میں اپنی کلاس میں اوّل آگیا۔ آپ نے مجھے بلوایا اور پوچھا کہ آپ فلاں طالب علم (نام لے کر) سے آگے کیسے گزر گئے۔ خاکسار نے فضل خداوندی ہی قرار دیا اور دل میں سوچا کہ کسی کے ناکام ہونے پر کمیشن بیٹھتے تو سنا تھا۔ آج خاکسار کی کامیابی پر بھی کمیشن بیٹھ گیا ہے۔

کمیشن کی بات چل نکلی ہے تو غالباً درجہ ثانیہ کی بات ہے کہ میں ماسوائے انشاء کے تمام مضامین میں اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہوگیا اور انشاء میں کمپارٹ آگئی۔ جس کی وجہ سے مجھے ایک کمیشن کا سامنا کرنا پڑا۔ جس کے ایک رکن مکرم میر محمود احمد صاحب بھی تھے۔ جو مجھ سے یوں گویا ہوئے۔ کہ کیا آپ نے دھوبی سے سفید لٹھے کی چادر دھلی دیکھی ہے۔ کیا دھلنے کے بعد اس پر کوئی داغ یا دھبہ نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کی کہ نہیں۔ تو کہنے لگے کہ یہ نمبروں کی شیٹ دھوبی سے دُھل کر آئی ہے۔ اور اس پر ایک سیاہی کا دھبہ بطور کمپارٹ انشاء لگا ہوا ہے۔ اسے فوراً دھوئیں۔ یہ بھی سمجھانے کا کیا ہی اچھا طریق تھا جو ہمارے بزرگ اساتذہ نے اپنایا۔

مکرم قاری محمد عاشق صاحب۔ سابق انچارج مدرسۃ الحفظ

آپ نے ممہدہ میں ہمیں قرأت اور تجوید سکھلائی۔ آپ غیر از جماعت سے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اور بڑے اخلاص اور محبت کے ساتھ آگے بڑھے اور جماعت میں اعلیٰ مقام تک رسائی پائی۔ مدرسۃ الحفظ کے سالہاسال تک انچارج رہے اور سینکڑوں طلبہ نے قرآن کریم حفظ کر کے نہ صرف آپ سے فیض پایا اور دنیا میں پھیل گئے بلکہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ کی عملی تصویر بن کر دنیا بھر میں اس عظیم کتاب کے امین و محافظ بنے۔

آپ کے ساتھ خاکسار کا قریبی تعلق تب استوار ہوا جب آپ رمضان المبارک میں نماز تراویح کے لئے پہلے لاہور اور پھر خاکسار کے اسلام آباد تبادلہ پر اسلام آباد آتے رہے۔ خاکسار نے آپ کو اللہ کے بہت قریب پایا۔ آپ کی بہت اچھی اور پیاری آواز میں قرآن کریم کی تلاوت سالہا سال تک ایم ٹی اے پر نشر ہوتی رہی اور آج کل قاعدہ یسرنا القرآن اور قرآن کریم ناظرہ کی کلاسز ایم ٹی اے پر سنائی دیتی ہیں۔ آپ ویسٹ کوٹ، شلوار قمیض اور ٹوپی پہنے دارالنصر سے جامعہ سائیکل پر آیا کرتے تھے۔ آج کل صاحب فراش ہیں۔ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین

مکرم مولانا لئیق احمد طاہر صاحب۔ مبلغ انگلستان

آپ سے ہم منطق اور موازنہ مذاہب کے مضامین سے مستفیض ہوئے۔ آپ دارالرحمت سے سائیکل پر جامعہ آیا کرتے تھے۔ کبھی پینٹ شرٹ اور کبھی شلوار قمیض کے اوپر ویسٹ کوٹ اور سر پر ٹوپی ضرور ہوتی تھی۔ آپ کے چہرے پر بھی ہلکی ہلکی مسکراہٹ ضرور رہتی تھی۔

آپ کے تدریس کا طریق بھی بہت اچھوتا تھا۔ محنت کر کے تیاری کے ساتھ جامعہ آیا کرتے تھے۔ چونکہ آپ لندن سے واپس گئے تھے۔ اس لئے انگریزی کے بعض غلط العام الفاظ بھی دوران تدریس تصحیح کروا دیا کرتے تھے۔ جیسے پاکستان میں اکثر دکانوں کے ساتھ ”ورکس“ جیسے سائیکل ورکس لکھا ہوتا ہے۔ جو غلط العام وَرکس بولا جاتا تھا۔ جس کی تصحیح آپ نے کروائی۔

ایک دفعہ آپ نے موازنہ مذاہب کے سالانہ امتحان کے پرچہ میں 10 سوال ترتیب دیئے اور ہر سوال کے آگے 10 جزو تھے۔ گویا 100 سوالات پر مشتمل 100 نمبروں کا پرچہ تھا۔ چونکہ خاکسار کا موازنہ مذاہب کا مضمون بہت پسندیدہ تھا۔ اس لئے خاکسار نے یہ تمام سوال حل کر لئے۔ اور ہر سوال کے 10 جزو حل کر کے خاکسار لکھتا۔ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔ اور آپ نے بھی مارکس دیتے وقت ہر سوال کے جواب پر 10 نمبر دے کر لکھا:

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب۔ صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان، ربوہ

آپ آج کل ربوہ میں صدر انجمن کے اعلیٰ ترین عہدہ صدر، صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان پر فائز ہیں۔ آپ منجھے ہوئے ادیب ہیں اور تحریر آپ کی بہت پختہ ہے۔

غالباً ہم ثانیہ میں تھے جب یہ فیصلہ ہوا کہ جامعہ کے فارغ التحصیل طلبہ کو بطور استاد لیا جائے تو اس فیصلہ کے تحت سب سے پہلے آپ ٹیچر بن کر جامعہ میں آئے اور مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب کے صرف و نحو کے پیریڈ میں کلاس کے پیچھے آپ بیٹھا کرتے تھے اور پھر کچھ عرصہ آپ نے ہمیں پڑھایا بھی۔ آپ ایک اچھے مقرر ھیں اور ڈرافٹ تیار کرنے کے ماہر بھی۔

اللہ تعالیٰ ہمارے مرحوم اساتذہ کے درجات بلند کرتا رہے اور علم کے فیض کی تقسیم کرنے کے اجر سے نوازے اور جو اساتذہ بقید حیات ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمر و صحت میں برکت دے اور لمبی عمر سے نوازے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 جولائی 2021ء)

﴿71﴾

ماں کی جائے نماز

مکرم سید شمشاد احمد ناصر مبلغ سلسلہ امریکہ نے گزشتہ دنوں کسی شاعر کی ایک نظم بھیجی۔ خاکسار نے جب پڑھی تو مجھے اپنے بزرگ والدین کے جائے نماز نظر کے سامنے گھومنے لگے جو گھروں میں فراخی نہ ہونے کی وجہ سے سالہا سال ابا کی ایک ہی جائے نماز ہوتی اور امی کی الگ جائے نماز اور یہ دونوں جائے نماز سالوں کے استعمال کی وجہ سے بوسیدہ ہو چکے تھے۔ پاؤں والے حصہ اور سجدہ گاہ سے شنیل غائب ہو چکا تھا۔ تب بھی وہ بہت خوبصورت لگا کرتے اور جب کبھی ان جائے نمازوں پر نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو امی ابا کے سانسوں کی خوشبو اور آنسوؤں سے بھیگی جگہ بول بول کر گواہی دے رہی ہوتی کہ یہ جگہ جہاں اور بہت سے بزرگوں جیسے خلفائے کرام، اپنے والدین، عزیز و اقارب اور احباب و خواتین کے لیے دعا کرتے بھیگ گئی ہے۔

وہاں سب بہن بھائیوں کے لیے دعائیں کرتے آنسوؤں سے یہ جگہ بھیگی ہے۔ بسا اوقات وہ جگہ آنسو سے بار بار تر ہونے کی وجہ سے سخت ہو گئی ہوتی۔ مگر اس پر سجدہ کرنے کا الگ ہی مزہ اور لطف آتا۔ اور والدین کی درازی عمر کے لیے دعا کا موقع میسر آتا۔

آج یہ آرٹیکل تحریر کرتے وقت اپنے والدین کی جائے نماز کو دیکھا اور غور کیا تو میرا دھیان مجھے سورہ یوسف کی آیت 94 کی طرف گیا جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے بھائیوں کے ساتھ معاملے میں آپ علیہ السلام نے اپنی قمیض اپنے بھائیوں کے ہاتھ اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھجوائی۔ جس کو سونگھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کے آثار کا بھی پتہ چل گیا اور ان پر حقیقت بھی واضح ہو گئی۔

حضرت خلیفہ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ میری قمیض ساتھ لے جاؤ اور میرے باپ کے سامنے اسے ڈال دو، اس پر حقیقت واضح ہو جائے گی۔

اس قمیض کی وجہ سے حضرت یعقوبؑ نے فرمایا اِنِّیۡ لَاَجِدُ رِیۡحَ یُوۡسُفَ کہ مجھے تو اب یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔

اس بیان سے یہ حقیقت تو عیاں ہوتی ہے کہ انسان کے جسم کے پسینے کی خوشبو اس کے کپڑوں میں رچ بس جاتی ہے۔ اس لیے تو عموماً بزرگوں بالخصوص والدین کی وفات کے بعد ان کے کپڑوں کو پکڑ کے ان کے بچے اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ مجھے اس میں ابو یا امی کی خوشبو آتی ہے۔ ہم روحانی دنیا میں بھی آئے روز ملاحظہ کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی حضرت صاحب سے ملاقات کی سعادت حاصل کرے تو وہ خود بھی یا اس کے دوست احباب اس سے مل کر خوشی کا اظہار کر کے کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں تو آپ کے ہاتھوں سے یا کپڑوں سے خلیفۃ المسیح کی خوشبو آتی ہے۔ میں جب سیرالیون میں بطور مبلغ سلسلہ گیا ایک newcomer مربی جو پاکستان سے آئے تھے (اور خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ابھی ربوہ میں ہی تھے) کو دیکھ کر ایک بزرگ افریقن نے اپنے پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کو بلوا کر کہا کہ یہ مولوی صاحب میرے خلیفہ کی بستی سے آئے ہیں اور ان کے کپڑوں سے مجھے خلیفہ کے کپڑوں کی خوشبو آرہی ہے اس لیے اس سے برکت لے لو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے 1998ء کے دورہ سیرالیون پر اس بزرگ کو خصوصی طور پر بلوا کر براہ راست کپڑوں سے برکت حاصل کرنے کے سامان مہیا کئے۔

ماں کا اپنی اولاد اور اولاد کا اپنی ماں سے ایک لاثانی تعلق ہے۔ جس کی مثال کسی دوسرے رشتے میں نہیں ملتی۔ اب جب سوشل میڈیا عام ہوا ہے اور mother days منانے کا رواج ہوا تو ماں کے پیار بھرے تعلق کو مختلف اچھوتے انداز میں بیان کیا جاتا ہے جو سبق آموز نصیحت آموز بھی ہوتے ہیں۔

ماں کا اپنی اولاد سے جو محبت بھرا تعلق ہے اس حوالے سے بہت مثالیں دی جاسکتی ہیں مگر اس مثال سے حسین مثال نہیں دی جاسکتی جب کسی بادشاہ نے اپنے مرید سے کہا کہ یہ کام تب ہوگا جب آپ اپنی ماں کا سر قلم کر کے ایک ٹرے میں میرے سامنے پیش کرو۔ وہ ناخلف بیٹا اپنے کام کی خاطر ماں کا سر قلم کر کے لارہا تھا کہ اسے ٹھوکر لگ گئی اور ماں کا سر ٹرے سمیت نیچے گر گیا۔ تب ماں کے کٹے سر سے یہ آواز بلند ہوئی کہ ”بیٹا چوٹ تو نہیں لگی۔“

ماں اور بیٹے کے تعلق کا ایک قصہ ملتا ہے۔ اس کا ذکر تعلیم و تربیت کے انداز کے حوالے سے کرنا ضروری ہے۔ ایک مشہور سائنسدان تھامس ایڈیسن ایک دن اسکول سے واپس گھر آیا۔ اور ایک پرچہ بند لفافہ میں ماں کو دیتے ہوئے کہا کہ استاد نے کہا تھا کہ صرف ماں کو دینا۔ ماں اسے کھول کر بلند آواز سے پڑھنے لگی کہ تمہارا بیٹا بہت (genius) ہے ہمارے اسکول میں اتنا اچھا استاد نہیں جو اس کی تربیت کر سکے اس لیے اسے خود ہی پڑھاؤ۔

یہ نکما بیٹا جب سائنسدان بن گیا اور اس کی ماں بھی وفات پاگئی تو اسے گھر کے کاغذات تلاش کرنے پر ایک پرچہ ملا۔ جو اسکول سے آیا تھا۔ جس کے متعلق استاد نے ایڈیسن کو کہا تھا کہ صرف اپنی ماں کو دینا ہے اس پر لکھا تھا کہ تمہارا بیٹا تو ذہنی معذور ہے۔ ہم اسے اسکول میں برداشت نہیں کر سکتے۔ مگر ماں نے بچے کا دل رکھنے اور اس کی حوصلہ افزائی کر کے اسے ایک عظیم انسان بنانے کے لئے اپنے بچے کے متعلق بُرا سننا برداشت نہ کیا اور دعاؤں کے ساتھ اسے زیرو سے ہیرو بنا دیا۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ تھامس ایڈیسن نے اپنی ڈائری میں لکھا کہ بیشک تھامس ایک معذور بچہ تھا جسے ایک ہیرو ماں نے genius بنا دیا۔ جسے دنیا والوں نے ذہنی معذور کہہ ڈالا مگر اس کی محبت نے سب کچھ غلط ثابت کر دیا اور اس مقام تک پہنچا دیا جس کے لیے لوگ صرف خواب دیکھتے ہیں۔

ایک تصنیف ”مشترکہ خاندانی نظام“ میں قرآن و حدیث کی روشنی میں ماں اور پھر باپ کا بلند مقام بیان کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ ماں کے لفظ میں ”میم“ دنیا بھر کی تمام زبانوں میں ماں کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ میں سانجھا ہے۔ جس سے یہ بخوبی کہا جاسکتا ہے کہ تمام مذاہب اور

معاشروں میں ماں کا مقام مسلم ہے۔ سانجھا ہے۔ جسے ہر وقت ہر موقع پر خیال رکھنا ضروری ہے۔ یہ نہ ہو کہ ماں کی زندگی میں تو اسے نہ سکون، نہ سانس لینے دیں۔ مگر اس کی وفات کے بعد اس کے کپڑوں سے خوشبو تلاش کریں۔ یہ مناسب نہیں۔ ماں کی عزت، اس کے مقام اور عالی مرتبہ کو سامنے رکھ کر ماں سے عزت سے پیش آنا ضروری ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 جولائی 2021ء)

《72》

ایک مومن اور انجام بخیر

مؤرخہ 29جون 2021ء کے شمارہ کے لئے مکرمہ مریم رحمان نے ''آج کی دعا'' کے تحت جو دعا بھجوائی ہے۔ وہ دعاؤں کی کتب میں ''انجام بخیر کی دُعا'' کہلاتی ہے۔ حضرت بُسرؓ بن ارطاۃ نے آنحضور ﷺ کو یہ دُعا پڑھتے ہوئے سُنا:

اَللّٰھُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ

کہ اے اللہ! سب کاموں میں ہمارا انجام بخیر کر اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔ (مستدرک حاکم جلد 3 صفحہ 591)

جب خاکسار کی نظر 29جون کے شمارہ میں اس دُعا پر پڑی تو خاکسار اپنے آپ کو زندگی کے اس دَور میں لے گیا جو گو ہمارے بچپنے کا دور تھا مگر اس دور میں صحابہؓ اور تابعین میں وہ جلیل القدر ہستیاں موجود تھیں جو علم و تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ یہ ہستیاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ گفتگو میں اپنے انجام بخیر ہونے کے لئے ایک دوسرے کو دُعا کی درخواست کرتی دکھائی دیتی تھیں اور ہم گو بچے تھے مگر ہمارے کانوں میں اس دعا کی درخواست نے اپنی ایک جگہ بنالی تھی۔ اور 1990ء سے جب سے قادیان جلسہ سالانہ میں شمولیت کی سعادت حصّہ میں آنے لگی۔ تو وہاں ہر شخص سے علیک سلیک میں یہ فقرہ سننے کو ملتا رہا کہ ''میرے انجام بخیر کی دعا کریں۔'' بیسیوں درویشان سے اس شوق سے ملاقاتیں کیں کہ یہ وہ پیارے ہیں جنہوں نے اسلام اور احمدیت کی خاطر جان، مال اور وقت کی قربانی کی۔ اپنے عزیز و اقارب سے جدائیاں برداشت کیں۔ ان سے بھی انجام بخیر ہونے کی دُعا کی درخواست سنتے رہے۔ بالخصوص صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سے گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ آپ نے ہمیشہ ہی اس دُعا کی درخواست کی کہ

''میرے خاتمہ بالخیر کے لئے دُعا ضرور کریں۔''

آج اس جیسی دُعا کی درخواست بہت کم سننے کو ملتی ہے۔ جبکہ اسلامی تعلیم اس جیسی دعاؤں سے بھری پڑی ہے۔ قرآن کریم میں درج دعاؤں کا جائزہ لیں یا آنحضور ﷺ کی دعاؤں کا مطالعہ کریں اور اس دور کے مامور حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ کی دعاؤں کو دیکھیں تو انجام بخیر اور خاتمہ بالخیر کی دعائیں کثرت سے ملتی ہیں یا بعض دُعاؤں سے عاقبت اچھی ہونے کا پہلو نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بنی اسرائیل میں جہاں دن اور رات کی عبادتوں کا ذکر فرمایا ہے تو ساتھ ہی رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل:81) کہ رات دن میں داخلے اور ان میں عبادات کے نیک انجام کے لئے یہ دُعا کرنی چاہیے۔ جسے ہر کام کے نیک آغاز اور انجام کے لئے مجرّب نسخہ کہا جاتا ہے۔ اسے دن کا آغاز کرنے، سال نو کے آغاز پر، رمضان کے آغاز پر پڑھنے کی تاکید ملتی ہے وہاں زندگی کے انجام بخیر کے لئے مجرب کہا گیا ہے۔

- حالتِ اسلام پر موت اور انجام بخیر کی دُعا حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔ (یوسف:102) کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے کہ اے میرے رب! مجھے اپنی کامل فرمانبرداری کی حالت میں وفات دینا اور صالحین کی جماعت کے ساتھ رکھنا۔ یہ دُعا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی الہام ہوئی۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 111)
- آنحضور ﷺ کی راتوں کی اللہ کے حضور مناجات اور دعاؤں کو دیکھیں تو بہت سی دعاؤں سے خاتمہ بالخیر کا عندیہ ملتا ہے۔ آنحضور ﷺ سے صبح شام کی دعائیں مروی ہیں اس میں رَبِّ اَسْاَلُكَ خَیْرَ مَا فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ وَخَیْرَ مَا بَعْدَهٗ اور پھر اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ میں دن کے خیر چاہنے اور دن کے شرور سے بچنے کے بعد ”بَعْدَهٗ“ کے الفاظ غور طلب ہیں۔ ان الفاظ کی طوالت انسان کی آخری سانسوں تک جاتی ہے۔ جس میں آخری لمحات میں بھی خیر چاہنے اور شرور سے بچنے کی دُعا کی گئی ہے۔ یہی الفاظ جب شام کی دُعا کرتے وقت ”اَللَّیْلَةِ“ کے بعد ”بَعْدَهَا“ کے الفاظ میں انجام بخیر اور شر سے بچنے کی دُعا سکھلائی گئی ہے۔ اسی لئے تو ہم بزرگوں سے

یہ دُعا سنتے آئے ہیں کہ اے اللہ! چلتے پھرتے، صحت کی حالت میں اپنی طرف بُلا لینا۔ کسی کے لیے بوجھ نہ بنانا اور نہ کسی تکلیف دہ بیماری میں مبتلا کرنا۔

- ایک دفعہ اعلیٰ روحانی مدارج کے حصول کی دُعا جو حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے میں بھی خواتمہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں میرے ایمان کو صاف کر، میرے درجے بلند کر، میری نماز قبول کر، میرے گناہ بخش دے اور میں تجھ سے جنت میں بلند درجات کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہر قسم کی خیر کے آغاز اور انجام اور جامع کلمات اور اس کے اول و آخر اور ظاہر و باطن اور جنت کے بلند درجات کا طلبگار ہوں۔

(مستدرک حاکم جلد اول صفحہ 520)

حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں

خاتمہ بالخیر کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور دعائیں بھی ملتی ہیں۔ آپؑ نے اپنے ایک منظوم کلام میں اپنی جسمانی اولاد کے حوالے سے بیان فرمایا:

؎ یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

اولاد کا نیک اور خادم دین ہونا بھی ایک طور پر خاتمہ بالخیر ہے۔ انبیاء کی ایک اولاد روحانی اولاد بھی ہے۔ جو نیک نامی کا موجب ہوتی ہے۔ یہ مضمون سورۃ الکوثر میں بیان ہوا ہے جب کفار اور مشرکین نے آنحضور ﷺ پر نرینہ اولاد نہ ہونے کا الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں سورۃ الکوثر نازل فرما کر یہ بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو روحانی اولاد عطا کی ہے وہ دراصل الکوثر ہے۔ اس انعام پر اللہ کی عبادت کرنے اور قربانی کرنے کا حکم ہے اگر ایسا ہو گا تو دشمن ابتر ٹھہرے گا۔ یہی وجہ ہے آج مسلمانوں میں صحابہؓ کے نام زندہ ہیں جبکہ دشمن اسلام خائب و خاسر ٹھہرا۔

- پھر آپؑ نے جماعت احمدیہ کی ترقی کے لئے ایک دُعا یوں تحریر فرمائی:

”میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اُٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے

فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا تعالیٰ قبول کرے گا اور مجھے دکھائے گا کہ اپنے پیچھے ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں۔“ (تبلیغِ رسالت جلد دہم صفحہ 61)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک شخص کے نام ایک مکتوب میں جو دُعا عربی زبان میں لکھ کر دی۔ اس میں تَوَفَّنَا فِیْ اُمَّتِہٖ اور فَاکْتُبْنَا فِیْ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (مکتوبات احمدیہ جلد 1 صفحہ 108) کہ ہمیں امتی ہونے کی حالت میں موت دے اور ہمیں اپنے مومن بندوں میں لکھ لے۔ پھر آپؑ کے یہ الفاظ ”اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل محبین میں اُٹھا“ (مکتوب احمدیہ جلد پنجم حصہ پنجم صفحہ 18) بھی اس مضمون کی تائید کرتے ہیں۔

پس اوپر بیان شدہ تعلیم کے مطابق ہم میں سے ہر ایک کو اوّل اپنے اعمال کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ روزانہ کی بنیاد پر اپنا محاسبہ کریں اور اعمال میں سدھار اور بہتری لائیں۔ اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے دعائیں بھی کریں جن کا کچھ حصہ اوپر بیان ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ دعا بھی ملحوظ خاطر رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کے حق میں یہ دعا قبول فرمائے۔

ایک دفعہ کچھ صحابہؓ نے رسول کریم ﷺ سے عرض کی کہ آپؐ نے ڈھیر ساری دعائیں کی ہیں جو ہمیں یاد بھی نہیں رہتیں آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک جامع دعا سکھاتا ہوں۔ تم یہ یاد کرو۔ اس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

”اے اللہ! ہم تجھ سے وہ تمام خیر و بھلائی مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمدؐ نے تجھ سے مانگی اور ہم تجھ سے اُن باتوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمدؐ نے پناہ چاہی۔ تو ہی ہے جس سے مدد چاہی جاتی ہے۔ پس تیرے تک دُعا کا پہنچانا لازم ہے اور کوئی طاقت یا قوت حاصل نہیں مگر اللہ کو۔“

(ترمذی کتاب الدعوات)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 جولائی 2021ء)

﴿73﴾

انبیاء آئینہ کا حکم رکھتے ہیں (مسیح موعودؑ)

مؤرخہ 12 اکتوبر 1902ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حضرت مولوی عبد الکریم سیالکوٹیؓ نے ایڈیٹر ''شحنہ حق'' کی ایک خواب کا ذکر کیا کہ اس نے حضرت اقدسؑ کو ایسی حالت میں دیکھا کہ سر پاؤں سے لگا ہوا ہے جس پر آپؑ نے فرمایا کہ ''جو لوگ مامورین کو بُری صورت میں دیکھتے ہیں وہ لوگ اپنی پردہ دَری کراتے ہیں...... چنانچہ تعطیر الانام میں ایسا ہی لکھا ہے کہ جب کسی نبی مامور و مرسل کو ردّی حالت میں دیکھتا ہے مثلاً مجذوم دیکھتا ہے یا برہنہ دیکھتا ہے یا یہ کہ وہ بُری غذا کھاتے ہیں تو یہ سب اس کے اپنے ہی حالات ہوتے ہیں۔ انبیاء آئینہ کا حکم رکھتے ہیں اور اس کی اصلی صورت دکھا دیتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 229-230)

''انبیاء آئینہ کا حکم رکھتے ہیں'' کے الفاظ اپنے اندر بہت گہرے اور دقیق معانی رکھتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ کا قول ہے اَلْمُسْلِمُ مِرْاٰۃُ الْمُسْلِم کہ مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے آئینہ ہے۔ آئیں! قرآن کریم میں بیان انبیاء کی سیرت کا ایک ایک پہلو اُن کو آئینہ تصور کرتے ہوئے اس غرض اور نیت سے دیکھتے ہیں کہ ہم بھی ان انبیاء کی سیرت و شمائل کو اپنے اندر اُتارنے والے بنیں۔

حضرت آدمؑ سے بات کا آغاز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جس درخت کے پاس جانے اور اسے چکھنے سے منع کیا تھا وہ آپ اور آپ کی اہلیہ نے چکھا جس پر ان دونوں کی کمزوریاں ان پر ظاہر ہوئیں تو انہوں نے جنّت کے پتّوں سے اپنے آپ کو ڈھانپ لیا۔ (الاعراف:23)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے پتّوں کے لباس سے ''لباس تقویٰ'' مراد لی ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

''اس کے بعد اُس لباس کا ذکر ہے جو بظاہر پتّوں کی صورت میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوڑھا تھا مگر اس سے مراد لباسُ التقویٰ کے سوا اور کوئی لباس نہیں تھا۔ اسی طرح بنی نوع انسان کو متنبہ فرمایا گیا ہے کہ جس طرح ایک دفعہ شیطان نے آدمؑ کی قوم کو پھسلایا تھا وہ آج بھی اسی طرح انبیاء کی قوموں کو پھسلا رہا ہے اور جنت سے نکلنے کا اصل مفہوم دائرہ شریعت سے باہر نکلنے پر اطلاق پاتا ہے کیونکہ دائرہ شریعت میں ہی جنت ہے اور اس سے باہر جہنّم کے سوا کچھ نہیں۔ آج بھی قرآن کریم کے دائرہ شریعت سے باہر نکلنے کے نتیجہ میں سارے بنی نوع انسان ہر قسم کے جسمانی اور روحانی جہنّم میں مبتلا کر دیئے گئے ہیں۔ اسی مضمون کو کہ زینت اصل میں تقویٰ کی زینت ہے، اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا گیا کہ مسجد میں جانے سے تمہیں کوئی زینت نہیں ملے گی جب تک کہ تم اپنی زینت یعنی تقویٰ کو ساتھ لے کر نہیں جاؤ گے۔''

(تعارف سورۃ الاعراف قرآن کریم اردو ترجمہ صفحہ 239-240)

حضرت ابراہیم علیہ السلام

جو ابو الانبیاء کہلاتے ہیں۔ قرآن کریم میں دو انبیاء کے طریق کو اسوہ حسنہ قرار دیا گیا ہے۔ ایک آپؑ اور دوسرے ہمارے بہت ہی پیارے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ۔ حتی کہ آپؐ کو ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کا حکم ہے (النساء:126) اور سب سے بڑھ کر مقام ابراہیم کو اپنی نمازوں میں اپنانے اور ملّت ابراہیم کی پیروی کا حکم ہے۔ (البقرۃ:126 وآل عمران:96)۔ آپؑ کو مسلم قرار دیا لہٰذا لفظ ''مسلم'' پر کسی کی اجارہ داری نہیں۔ اور پھر آپؑ نے تعمیر کعبہ کیا جس کی طرف امت مسلمہ کو مُنہ کر کے نمازوں کی ادائیگی کا حکم ہے اور پھر حج کی راہیں متعین ہوئیں۔

حضرت ادریس علیہ السلام

آپؑ کا ذکر صبر کرنے والوں میں ملتا ہے۔ (الانبیاء:86)

حضرت اسحٰق علیہ السلام

آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے ہاتھ سے کام (محنت) کرنے والا اور دور اندیش اور صاحب بصیرت قرار دیا (صٓ:46)اور ایسے امام بنایا جو لوگوں کو نیک باتوں کی ہدایت کرتے تھے یعنی داعی الی اللہ تھے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام

آپؑ ذبیح اللہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ایک بہت بڑی قربانی کے لئے چُن لیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس بیٹے کی قربانی کا خواب دیکھا تھا وہ آپؑ کو وادیٔ غیر ذی زرع میں چھوڑ کر آنے سے پورا ہوا۔ آپؑ کی جسمانی اور روحانی ذریت سے آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ذبح عظیم سے مراد خدا کی راہ میں قربان ہونے والے سب انبیائے کرام سے بڑھ کر عظیم وجود یعنی حضرت محمد مصطفی ﷺ ہیں جن کا آنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بچ جانے پر موقوف تھا۔" (ترجمہ قرآن کریم صفحہ 793 حاشیہ زیر آیت الصآفات آیت 108)

آپؑ، اپنے والد حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ خانہ کعبہ کی تعمیر نو میں شریک ہوئے (البقرۃ:128)۔ اور آپؑ اپنے اہل وعیال کو نماز وزکوٰۃ کی تلقین کرتے تھے۔ (مریم:56)

حضرت الیاس علیہ السلام

آپؑ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو دفعہ فرمایا ہے۔ سورۃ الانعام اور سورۃ الصّآفّات میں۔ بائبل میں آپؑ کا نام "ایلیا" ملتا ہے جنہوں نے غیر معمولی قربانی سرانجام دی تھی۔ قرآن کریم میں ذکر ہے آپؑ نے اپنی قوم کو "بعل" کی عبادت سے منع فرمایا اور اللہ کی عبادت کی تلقین کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو "اِلْ یَاسِیْنَ "یعنی جمع کے صیغے سے بھی پکارا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ "عبرانی طرز کلام میں واحد کے لئے بھی عزت کی وجہ سے جمع کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ ان کی کتب میں آنحضرت ﷺ کا نام محمدؐ نہیں بلکہ

"محمد یمؐ" لکھا ہوا ہے۔ چونکہ ایلیا (الیاس) نے بھی غیر معمولی قربانی سر انجام دی تھی۔ اس لئے آپؑ کا بھی جمع کے صیغہ میں ذکر فرمایا گیا۔" (ترجمۃ قرآن کریم صفحہ 795 زیر آیت الصّآفّات آیت 131)

حضرت الیسع علیہ السلام

حضرت الیسعؑ کا ذکر بھی قرآن کریم میں دو جگہ پر ہے۔ آپؑ کو آپؑ کے حسن عمل کی وجہ سے اخیار یعنی چنیدہ لوگوں میں شمار کیا گیا ھے۔ اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کی۔ (صٓ:49)

حضرت ایوب علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو عظیم الشان صاحب صبر نبی قرار دیا ہے۔ آپؑ کو جلد کی بیماری ہو گئی تھی۔ آپؑ نے اس تکلیف دہ بیماری کو بہت صبر سے برداشت کیا۔ آپؑ کو اس دوران اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ (الانبیاء:84) کی دُعا سکھلائی گئی جس سے اس ابتلاء کا خاتمہ ہوا۔ جو آج صحت کے حصول یا بیماری سے شفا پانے کی دُعا کہلاتی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام

آپؑ کو "خَلِیۡفَۃً فِی الۡاَرۡض" کہا گیا۔ اور آپؑ کو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرنے اور اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرنے کی تلقین کی گئی۔ اور آپؑ اور آپؑ کی اٰل کو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کی نصیحت کی گئی کیونکہ آپؑ کو مملکت عطا کی گئی تھی۔ اور آپؑ "ذَاالۡاَیۡدِ" یعنی آپؑ کو دسترس اور طاقت عطا کی گئی تھی۔ آپؑ کے لئے لوہے کو نرم کیا گیا۔ جس سے آپؑ نے جنگوں میں زرہیں بنائیں اور بہت سی نعمتوں جیسے "زبور" سے نوازا گیا تھا۔ جن کی بناء پر تشکر الٰہی کی نصیحت کی گئی۔ آپؑ کا ذکر تفصیل سے سورۃ صٓ، النمل، النساء اور سبا میں ملتا ہے۔ آپ صاحب شریعت نبی تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

آپؑ حضرت داوٴدؑ کے جانشین تھے۔ آپؑ کو تانبے کی کان کنی اور اس کے استعمال کی صفت سکھلائی گئی تھی۔ آپؑ کو بھی بہت سی نعماء سے نوازا گیا تھا۔ آپ کو ان نعمتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والا اور شکر گزار بندہ قرار دیا گیا۔ جو نعمتیں والدین پر ہوں ان کا بھی شکر بجالانا ضروری ہے۔ آپ کی ان عادات بالخصوص عاجزی کے ساتھ جھکنے کی وجہ سے آپ کو ''نِعۡمَ الۡعَبۡدُ '' کہا گیا (صٓ:31)اور دوسری خوبی یہ تھی کہ اس نے کہا کہ میں مال کی محبّت اپنے ربّ کی یاد کی وجہ سے کرتا ہوں (صٓ:33)۔ اور تیسری خوبی یہ تھی کہ آپؑ داعی الی اللہ بھی خوب تھے۔ آپؑ نے ملکہ سبا کو خط بھی لکھا اور خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کی نصیحت کی۔

حضرت زکریا علیہ السلام

آپؑ بڑھاپے میں اپنے ہاں اعجازی پیدائش کے حوالے سے جانے جاتے ہیں۔ آپؑ نے جب حضرت مریمؑ کے ہاں معجزانہ پیدائش کی اطلاع پائی تو آپؑ نے محراب میں کھڑے ہو کر رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ (الانبیآء:90)اور رب ھب لی من لدنك ذریه طیبه کی دُعا کی اور آپؑ کو یحییٰ کی پیدائش کی بشارت دی گئی۔ جبکہ آپ اتنے بوڑھے تھے کہ سفیدی سے گویا سر بھڑک اُٹھا تھا۔ اور بیوی صرف بوڑھی ہی نہیں بلکہ بانجھ تھی۔ اور آپؑ کا شمار نیکیوں میں آگے بڑھنے والوں میں بھی ہوتا ہے۔(الانبیآء:91)

لہٰذا اولاد سے محروم افراد کو حضرت زکریاؑ کے آئینہ میں اُتر کر آپؑ کی صفات، تقویٰ اور دُعا کو اپنانا چاہئے۔ نیز آپؑ نے چونکہ حضرت مریمؑ کی پاک باطنی سے متاثر ہو کر بیٹے کی دُعا کی تھی، اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے وقفِ نو کی جو مبارک تحریک فرمائی اور ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کی توثیق فرمائی اور واقفین نو کی ماؤں کو حضرت مریمؑ کی یہ دُعا کرنے کی بھی تلقین فرمائی۔ رَبِّ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَکَ مَا فِیۡ بَطۡنِیۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ (اٰل عمران:36)

حضرت شعیب علیہ السلام

آپؑ کا ذکر قرآن کریم میں قوم کو ماپ تول پورا پورا کرنے کی تاکید (الاعراف:86) اور قوم کو تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کے حوالے سے ملتا ہے۔ (الشعرآء:178)

حضرت صالح علیہ السلام

آپؑ قومِ ثمود کی طرف بھیجے گئے تھے۔ آپؑ نے اپنی قوم کو خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کی تلقین کی۔ ان کے انکار پر قوم کو استغفار اور توبہ اختیار کرنے کو کہا۔ (ھود:62) حضرت صالحؑ نے تبلیغ کے لئے ایک ناقہ (اونٹنی) پال رکھی تھی۔ قوم نے اس کی کونچیں کاٹ دی تھیں تا آپ تبلیغ نہ کر سکیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ:

''حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام جس ناقہ پر پیغام پہنچانے کے لئے سفر کیا کرتے تھے۔ جب اس ناقہ کی کونچیں ان کی قوم نے کاٹ ڈالیں تو پھر اُن پر بہت بڑی تباہی آئی۔ پس نبیوں کے دشمن جب بھی ان ذرائع ابلاغ کو کاٹتے ہیں جن کے ذریعہ ہدایت کا پیغام پہنچایا جاتا ہے تو وہ بھی ہمیشہ ہلاک کر دیئے جاتے ہیں۔'' (تعارف سورۃ الشمس ترجمۃ القرآن صفحہ 1173)

حضرت لقمان علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو حکمت عطا کی جس کا مرکزی نقطہ شکرِ الٰہی ہے اور کہا گیا کہ جو بھی شکر کرے گا تو وہ محض اپنی بھلائی کے لئے کرتا ہے اور جو ناشکری کرے۔ تو یقیناً اللہ غنی ہے۔ (لقمٰن:13) اللہ تعالیٰ نے لقمانؑ کے نام سے سورۃ بھی نازل فرمائی۔ جس میں حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو درج ذیل نصائح کا ذکر فرمایا:

اللہ کا شرک نہ کرو۔ اللہ اور اپنے والدین کا شکر ادا کر۔ اگر والدین شرک کی طرف تجھے بلائیں تو ان کی اطاعت نہ کر۔ مگر دنیا میں دستور کے مطابق ان سے سلوک فرما۔ نماز قائم کر۔ اچھی باتوں کا حکم دے۔ ناپسندیدہ باتوں سے روک۔ ہر پہنچنے والی مصیبت پر صبر کر۔ لوگوں کے ساتھ

نخوت سے پیش نہ آ۔ زمین میں اکڑ کر نہ چل۔ اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔ اپنی آواز کو دھیما رکھ۔

حضرت لوط علیہ السلام

آپؑ کا قرآن کریم کی نو سورتوں میں تفصیل سے ذکر ہے۔ قوم کی ہلاکت اور اس کی پیشگوئیوں کا ذکر ہے۔ آپؑ نے اپنی قوم کو فحاشی سے روکا۔ جس کا ذکر تین سورتوں میں ملتا ہے۔ قوم نے آپؑ کو بہت تنگ کیا۔

حضرت نوح علیہ السلام

آپؑ کا شمار میثاق النبیّین میں سے ہوتا ہے یعنی ایسے انبیاء جن سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا تھا۔ وہ تاکیدی حکم کیا تھا کہ تم دین کو مضبوطی سے قائم کرو۔ اس بارہ میں کوئی اختلاف نہ کرو۔ حضرت نوحؑ کی تعلیمات کو دین اسلام میں شامل کیا۔ (الشوریٰ:14) قوم کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اور قوم کو پانی کے عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ آپؑ نے ایک کشتی بنائی۔ جس پر آپؑ اور متبعین سوار ہو کر بچ نکلے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کا نوح قرار دیا۔ آپ نے بھی ایک کشتی بنائی جو کشتی نوح کہلائی۔

حضرت ہود علیہ السلام

آپؑ کے نام سے ایک سورۃ قرآن کریم نازل ہوئی جس کے متعلق آنحضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے سورۃ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ کو جب یہ ارشاد ہوا فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ (ھود:113) تو لکھا ہے کہ آپؑ کے کوئی سفید بال نہ تھا پھر سفید بال آنے لگے تو آپؑ نے فرمایا مجھے سورۃ ہود نے بوڑھا کر دیا۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 145)

حضرت ہودؑ نے اپنی قوم کو بار بار اوپر تلے تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ (الشعراء:125)

حضرت یحییٰ علیہ السلام

آپؑ کے نام کا اس سے قبل کوئی شخص نہ تھا (مریم:8) اور آپؑ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعاؤں کا ثمرہ تھے۔ (الانبیآء:91) اور بعض سابقہ پیشگوئیوں کے مصداق اور بعض انبیاء کے مصدق ٹھہرے۔ (اٰل عمران:40)

سورۃ مریم میں آپؑ کو دیئے گئے جن احکامات اور آپؑ کی جن خوبیوں کا ذکر ہے وہ یوں ہیں:

اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے اور ہم نے اسے بچپن ہی سے حکمت عطا کی تھی۔ نیز اپنی جناب سے نرم دلی اور پاکیزگی بخشی تھی اور وہ پرہیزگار تھا اور اپنے والدین سے حسنِ سلوک کرنے والا تھا اور ہرگز سخت گیر اور نافرمان نہ تھا۔ اور سلامتی ہے اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے گا اور جس دن اسے دوبارہ زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا۔ (مریم:13-16)

پس ہم سب کو بالخصوص واقفین و واقفات نَو کو ان صفات کا حامل ہونا ضروری ہے اور حضرت یحییٰؑ کی صفات کے آئینہ میں ان کو دیکھتے ہوئے، یحییٰ بننے کی کوشش کریں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام

آپؑ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نافلہ یعنی پوتے تھے۔ آپؑ کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اسرائیل بھی رکھا ہے (اٰل عمران:94) آپؑ نے اپنی اولاد کو توحید پر قائم رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اے میرے پیارے بچو! اللہ نے تمہارے لئے اس دین کو چُن لیا ہے پس فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (البقرۃ:133) کہ تم ہرگز نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو۔ بچے بھی کمال مطیع و فرمانبردار تھے۔ جنہوں نے والد محترم حضرت یعقوبؑ کے پوچھنے پر کہا کہ ہم تیرے معبود اور تیرے اجداد ابراہیمؑ، اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام کے معبود کی جو ایک ہی ہے عبادت کرتے رہیں گے اور ہم اُسی کے فرمانبردار رہیں گے۔ (البقرۃ:134)

حضرت یوسف علیہ السلام

قرآن کریم میں جن انبیاء کے ذاتی ناموں سے سات سورتیں آئی ہیں، ان میں سے ایک حضرت یوسفؑ بھی ہیں۔ جو آپؑ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور ادوار کو اُجاگر کرتی ہے۔ آپؑ کو علم وحکمت کے ساتھ ساتھ خوابوں کی تعبیر کا علم دیا گیا تھا۔ آپؑ کو اگر انبیاء کے آئینہ میں دیکھنا ہو تو دو وصف بہت اہم ہیں۔

آپؑ نے اپنے بھائیوں کو لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ (یوسف:93) کہہ کر معاف فرمادیا۔ جب ایک لمبے عرصہ کے بعد والدین سے آپؑ کی ملاقات ہوئی تو آپؑ نے اپنے والدین کا احسن رنگ میں استقبال کیا اور ان کو اپنے قریب بٹھاتے ہوئے تکریم بخشی اور عزت کے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ (یوسف:100، 101)

حضرت یونس علیہ السلام

آپؑ کے نام سے بھی سورت قرآن میں موجود ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ القلم کے آغاز پر "نٓ" سے بھی ذوالنون یعنی یونسؑ مراد لئے ہیں۔

(ترجمۃ قرآن۔ تعارف سورۃ القلم صفحہ 1060)

آپؑ کو سمندر میں ایک مچھلی نے نگل لیا تھا، مگر پھر اُگل دیا۔ اور حضرت یونسؑ کو سمجھایا کہ وعید بسا اوقات توبہ و استغفار سے ٹل جایا کرتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ "تب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو یہ سبق سکھایا کہ اس کے وعید بسا اوقات توبہ و استغفار سے ٹل جاتے ہیں اور اس پر ان کو یہ دُعا بھی سکھائی کہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ (سورۃ الانبیاء:88) کہ تُو تو ہر کمزوری سے پاک ہے۔ میں ہی ظالم تھا جو ایک توبہ کرنے والی قوم پر عذاب کا متمنی رہا۔" (تعارف سورۃ القلم ترجمۃ القرآن صفحہ 1060)

انبیاء کے آئینہ میں دیکھتے ہوئے جو سبق ہمیں یہاں ملتا ہے اس کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ الصافات آیت 144، 145 میں حضرت یونس علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا کہ اگر آپ

تسبیح کرنے والے نہ ہوتے تو ہمیشہ مچھلی کے پیٹ میں رہتے تو گویا ہمیں بھی ''مُسَبِّحِيْنَ'' میں رہنا چاہئے تا ہماری مشکلات بھی دور ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

آپؑ صاحب شریعت تھے۔ تورات آپؑ پر اُتری تھی۔ آپ معجزوں کے لحاظ سے مشہور تھے۔ لاٹھی کا عصا بنانا اور سمندر کا پھٹ جانا آپ کے معجزوں میں سے تھا۔ آپ کوہ طور پر خدا تعالیٰ کی تجلّی دیکھنے گئے تھے۔ آپ کو وہاں حضرت محمد ﷺ کی خبر دی گئی۔ (ترجمۃ القرآن خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 951)

نیز حضرت محمد ﷺ کی آپؑ سے مشابہت کا بھی ذکر قرآن کی سورۃ المزمل 16 میں ملتا ھے۔

فرعون اور اس کی قوم کی طرف سے آپؑ کو سخت مخالفت کا سامنا رہا۔ آپؑ کو سمندر میں بہا دیا گیا اور دوبارہ اللہ تعالیٰ نے والدہ سے ملنے کے سامان پیدا فرما دیئے۔ آپؑ کو فرعون کے لئے نو نشانات دیئے گئے۔ (بنی اسرائیل:102) آپؑ نے حضرت ہارونؑ کو اپنا معاون بنانے کی خدا تعالیٰ سے درخواست کی جو قبول کر لی گئی اور حضرت ہارونؑ کو آپؑ کا وزیر بنا دیا گیا۔ (طٰہٰ:30-36) آپؑ نے فرعون کے پاس جاتے یہ دُعا کی تھی۔ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ۔ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ۔ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ (طٰہٰ 26 : تا27) ہم میں سے ہر ایک کو تبلیغ، دعوت الی اللہ، اور اپنا مافی الضمیر کو اعلیٰ رنگ میں بیان کرنے کے لئے اس دُعا کو وِرد بنانا چاہئے۔

حضرت ہارون علیہ السلام

آپؑ حضرت موسیٰؑ کے ہمعصر اور معاون تھے۔ حضرت موسیٰؑ کے ذکر میں لکھا جا چکا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے آپ کے معاون بننے کی استدعا کی تھی جو قبول کر لی گئی۔ معاون بنانے کی وجہ یہ تھی کَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا (طٰہٰ:34-35) کہ ہم کثرت سے تیری تسبیح کریں اور تیرا ذکر بھی کثرت سے کریں۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہم السلام (جن پر اللہ تعالیٰ نے سلامتی بھیجی تھی) کے آئینہ میں دیکھیں تو نیکی اور دعوت الی اللہ کے کاموں میں جب کسی کو اپنا ساتھی بنائیں تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید بہت کرنی چاہئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آپؑ موسوی سلسلہ کے چودھویں اور آخری نبی تھے۔ آپ کا بہت تفصیل سے ذکر قرآن میں ملتا ہے۔ آپؑ رسول اللہ، کلمۃ اللہ اور روح القدس سے تائید یافتہ تھے۔ آپؑ نے یہود کے تہتر ویں ناجی فرقہ کی بنیاد رکھی (خلیفہ رابع) آپؑ ایک کامل موحد رسول تھے۔ آپؑ کو تورات کا علم دیا گیا تھا۔ آپ تورات کی پیشگوئیوں کے مصدق و مصداق تھے۔ آپؑ نے اپنے بعد احمد رسول کی بشارت بھی دی۔ آپؑ کی تعلیم کے خاص پہلو یہ تھے کہ آپؑ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے اور والدہ سے حُسنِ سلوک کرنے والا بنایا نیز میں سخت گیر اور سخت دل نہیں ہوں۔ (مریم:32-33) اور رزق حلال کے حصول کے لئے آپ کی یہ دُعا بہت اہم ہے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (المائدۃ:115)

حضرت عیسیٰؑ کی ایک خوبی قرآن کریم میں یہ درج ہے کہ آپؑ کے حواریوں نے نحن انصار اللہ کا نعرہ بلند کیا اور حق کی گواہی دینے والوں میں شمار کیا۔ اور وہ تائید یافتہ ٹھہرے۔ (آل عمران:53۔ الصّفّ:15)

ان کے علاوہ ذوالکفل اور ذوالقرنین کا بھی ذکر ملتا ہے کہ وہ خدا کے چنیدہ صابرین میں سے تھے۔

حضرت محمد ﷺ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں چار مرتبہ آپ کے اسم مبارک کا ذکر فرمایا ہے اور 48 سورتوں میں آپ کا ذکر مبارک بالواسطہ یا بلاواسطہ کیا ہے اور ان میں سے بعض سورتوں میں بار بار ذکر ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو درج ذیل القابات سے نوازا۔ طٰہٰ، یٰسٓ، المزّمّل، المدّثّر، عبداللہ، الانسان، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیّین۔ آپؐ کو مقام محمود پر فائز فرمایا۔ جو روحانی ارتقاء کا اعلیٰ ترین مقام تھا۔ آپؐ کو معراج واسراء کا سفر کروایا گیا۔

آپؐ کے جو بلند مقام قرآن میں درج ہوئے ان میں سے بعض یہ ہیں۔ آپ کا آنا گویا خدا کا آنا تھا، آپ کا فعل خدا کا فعل تھا(الانفال:18) آپؐ کی بیعت، اللہ کی بیعت ہے (الفتح:11) آپؐ کی اطاعت، اللہ کی اطاعت ہے (النساء:89) آپؐ اللہ کے نور کے عظیم الشان مظہر تھے (النّور:36) آپؐ کی اطاعت صالح، شہید، صدیق اور نبی کا مقام دلا سکتی ہے (النساء:70) آپؐ تمام نبیوں کے سردار تھے۔ اللہ اور فرشتے آپؐ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ مومنوں کو بھی درود بھیجنے کا حکم دیا ہے (الاحزاب:57)

آپؐ حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کا ثمرہ تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کی پیشگوئی اِسْمُهٗٓ اَحْمَدُ کے مصداق تھے۔ آپؐ ذوالقرنین تھے اور تورات وانا جیل میں نہ صرف آپؐ کا ذکر بلکہ آپؐ کے صحابہ کا ذکر بھی ملتا ہے (الفتح:30) حضرت موسیٰؑ سے مماثلت رکھتے تھے۔ آپؐ کی تعلیم جامع، تمام کتب الٰہی کا خلاصہ، خاتم الکتب۔ آپؐ کی ازواج مطہرات کو مومنوں کی مائیں قرار دیا گیا(الاحزاب:7) آپؐ نرم دل، نرم گفتار، مومنوں کے لئے رؤوف ورحیم، مخلوق کے لئے ہمدرد، آپؐ کو مسلسل نصیحت کرتے جانے کا حکم ہوا۔ عفو کا بے نظیر نمونہ۔ زمین و آسمان کا بوجھ اٹھانے کا عزم کرنے والے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مثالی عبد قرار دیا۔(الجنّ:20) بدر کے موقع پر تضرع وابتہال کی دُعا اور دیگر دعاؤں سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ جس کو اپنانا ضروری ہے۔ نیز تمام سیرت و شمائل کو سیرت رسولؐ کے آئینہ میں دیکھیں تو ایک خوبصورت اور حسین شکل اُبھرتی ہے جو خالق کو تو پیاری ہے ہی۔ اس کی مخلوق کو بھی بہت پیاری اور معزز ہے۔

تمام انبیاء کے مظہر

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے نام سے سورۃ بھی اُتاری۔ اس سورۃ کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

"اس سورت میں جو اگرچہ آیات کی گنتی کے لحاظ سے بہت چھوٹی ہے عملاً قرآن کی گزشتہ تمام سورتوں کا خلاصہ بیان فرمادیا گیا ہے جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء کے مظہر تھے۔" (تعارف سورۃ محمد ترجمۃ القرآن صفحہ 911)

پس آپ کے مقدس آئینہ میں تمام انبیاء کے چہرے، ان کے روپ نظر آتے ہیں۔ اگر آپؐ کی سیرت و شمائل کو اپنا لیا جائے۔ اگر آپؐ کی تعلیم، قرآن کریم کو حرزِ جان بنالیا جائے تو جنّت کے تمام دروازے انسان پر واہو جاسکتے ہیں۔

حضرت احمد علیہ السلام

مہدی آخر الزمان مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا ذکر براہ راست تو قرآن میں نہیں تاہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی اور بشارت "اِسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ" سے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بھی مراد لئے جاتے ہیں۔ اگر سورۃ الصف میں بیان اس بشارت کا سیاق وسباق دیکھیں تو الفاظ یُدۡعٰۤی اِلَی الۡاِسۡلَامِ اور یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِھِمۡ کے الفاظ اور معانی حضرت مہدی و مسیحؑ کے دور پر اطلاق پاتے ہیں اور بالخصوص آیت نمبر 10 ھُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی کے متعلق تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آخری زمانہ میں آنے والے مسیح اور مہدی کے متعلق ہے۔

آپؑ کامل اور مکمل طور پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے روحانی فرزند ہیں۔ جنہوں نے حدیث نبوی کے مطابق ثریا سے ایمان اور گم شدہ اسلامی تعلیم کو لاکر دلوں میں پیوست کیا اور ایک بار پھر صحابہؓ رسولؐ کی سیرت و شمائل کے شواہد آپؑ کے رفقاء میں نظر آنے لگے۔ آپؑ نے خود فرمایا ہے

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

پس ”انبیاء آئینہ کا حکم رکھتے ہیں“ کے تحت قرآن میں بیان تمام انبیاء کی سیرت اور تعلیم کو اختصار سے اسی غرض اور نیت سے بیان کر دیا ہے تاہم اپنے اندر تمام انبیاء کی سیرت کو اُتار کر اپنی زندگیوں کو خوبصورت و حسین پھولوں کا گلدستہ بنا سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں تمام انبیاء علیھم السلام کی سیرت کو اپنانے کی توفیق دے۔ آمین

(نوٹ: اس مضمون میں کوشش کی گئی ہے کہ انبیاء کرام کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہو۔)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 جولائی 2021ء)

﴿74﴾

خود احتسابی

ہمارے ایشیائی معاشرے کی ستم ظریفی اور بد قسمتی ہے کہ ہم اپنے اعمال اور فکر پر دھیان دینے کی بجائے اپنے ماحول میں بسے عزیز و اقارب اور دوستوں کے اعمال اور ان کی سوچ پر دھیان دیتے، ان پر نقطہ چینی کرتے اور غیبت اور چغلی کرتے ہیں اور بعض اوقات دن کا اکثر حصہ اس پر گزر جاتا ہے۔ اس کے کئی ایک نقصان ہوتے ہیں۔

1. غیبت اور چغلی کا گناہ تو ملتا ہی ہے یہ ایک نقصان ہے۔
2. ایک نقصان یہ ہے کہ معاشرے کی اصلاح احوال کی بجائے لوگوں میں ایک دوسرے کے خلاف بد گمانی پیدا ہوتی ہے۔ جو بھائی چارہ اور اخوّت پر حملہ آور ہوتی ہے۔
3. اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے آپ کو متقی نہ کہو یا نہ سمجھو اور یوں اپنی اصلاح کے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں۔

خود احتسابی (Self Accountability) کی مذہبی دنیا میں بہت اہمیت ہے۔ قرآن کریم میں مختلف اچھوتے انداز میں احتساب کی اہمیت اور خود احتسابی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ احادیث میں بھی آنحضور ﷺ نے نہ صرف اس اہم موضوع کی طرف توجہ دلائی بلکہ آپ ﷺ رات کو بستر پر جانے سے پہلے سارے دن کے کردنی اور ناکردنی کا جائزہ لیا کرتے تھے اور نیکی کے کام رہ جاتے ان کا عزم صمیم کیا کرتے تھے۔ ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبات، خطابات اور تقاریر میں جائزہ لیتے رہنے کا اکثر ذکر فرما کر دوستوں کو محاسبہ اور خود احتسابی کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ محاسبہ دراصل کہتے ہیں اپنے آپ سے سوال کرنے،

اپنے آپ سے پوچھ گچھ کرنے، اپنی پرسش کرنے کو۔ بلکہ لغات میں اس کے معنی اپنے آپ کو آزمائش میں ڈالنے کے بھی ہیں۔ جو لوگ اپنے آپ کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے لئے سختی میں ڈالتے، مشکلات برداشت کرتے ہیں وہی کامیاب وکامران ٹھہرتے ہیں۔ لغت میں ''محاسبہ'' لفظ کے تحت حساب طلب کرنا اور حساب لینے کے معنی بھی ہیں اور ان معنوں کا سب سے پہلے اطلاق انسان کے اپنے نفس پر ہوتا ہے۔ نفس کو کنٹرول کرکے رکھنا ہی خود احتسابی کا دوسرا نام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں

چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامان دیمار

آج اس آرٹیکل میں خود احتسابی کو قرآن کریم کے حوالے سے قارئین کے لئے بیان کیا جارہا ہے۔

سب سے پہلے اپنے مضمون کے تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے نفس کے حوالے سے سورۃ البقرہ کی آیت 285 پیش ہے:

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَاِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡهُ یُحَاسِبۡکُمۡ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَیَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ

یہی آیت احتساب کے حوالے سے بنیادی آیت ہے۔ اور ہم اپنی نمازوں اور عبادات میں اس آیت کو اگلی دو دعائیہ آیات کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں۔ اور ان تینوں آیتوں میں احتساب کا مضمون بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ آیت نمبر 285 میں فرماتا ہے:

''اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور خواہ تم اسے ظاہر کرو جو تمہارے دلوں میں ہے یا اسے چھپاؤ اللہ اس کے بارہ میں تمہارا محاسبہ کرے گا۔ پس جسے وہ چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ اور اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔''

اور آیت نمبر 287 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ اس کے لئے ہے جو اس نے کمایا اور اس کا وبال بھی اسی پر ہے جو اس نے (بدی کا) اکتساب کیا۔ اے ہمارے ربّ! ہمارا مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے۔

اور آخر پر یہ دعا مانگی گئی ہے ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو۔

یہ تمام مفہوم اپنے جائزہ لینے، محاسبہ کرنے کا ہی ہے یا اس مضمون کی وضاحت ہے۔ یہ مضمون اس وقت زیادہ اُجاگر ہوتا ہے جب ہم سورۃ البقرہ کی ان دو آخری آیات کو سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ارشادات کے سانچے میں ڈال کر دیکھیں اور ان آیات کو اس کی اہمیت وافادیت کے مدّ نظر رکھ کر پڑھیں تو احتساب کا مضمون دوبالا ہو جاتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

”ان آیات کو یاد کرو اور اپنے اہل وعیال کو یاد کراؤ کیونکہ یہ صلوٰۃ، قرآن اور دعا پر مشتمل ہیں۔“

(الدّر منثور لسیوطی جلد 1 صفحہ 378)

حضرت ابو مسعودؓ بیان کرتے ہیں:

”سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھ کر سونے والے کے لئے بہت کافی ہیں۔ نیز عرش کے اُس خزانہ میں سے ہیں جو آج تک آنحضرت ﷺ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔“

(تفسیر طبری جزو 3 صفحہ 434)

پھر اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے:

وَكُلَّ اِنۡسَانٍ اَلۡزَمۡنٰهُ طٰٓـئِرَهٗ فِىۡ عُنُقِهٖ‌ ؕ وَنُخۡرِجُ لَهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلۡقٰٮهُ مَنۡشُوۡرًا

(بنی اسرائیل:14)

ترجمہ: اور ہر انسان کا اعمال نامہ ہم نے اُس کی گردن سے چمٹا دیا ہے اور ہم قیامت کے دن اس کے لئے اُسے ایک ایسی کتاب کی صورت میں نکالیں گے جسے وہ کھلی ہوئی پائے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بہت واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ ہر انسان کی گردن میں اس کے اعمال نامہ کا رجسٹر لٹک رہا ہے۔ جس پر روزانہ کی بنیاد پر اس کے اعمال کا اضافہ ہوتا رہتا

ہے اور اس کو نظر نہیں آتا مگر آخری روز کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اور اس کی جزاو سزا کا فیصلہ ہو گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس آیت کے تحت تحریر فرمایا ہے:

”گردن میں عمل باندھنے کے یہ معنٰی ہیں کہ وہ اس کی جزاء سے بچ نہیں سکتا...... طائر کے معنٰی عمل کے بھی ہوتے ہیں۔“ (تفسیر کبیر سورۃ بنی اسرائیل آیت14)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے تحت نوٹ میں تحریر فرمایا:

”یہاں طَآئِر سے......اس کا اعمال نامہ مراد ہے جو ظاہری شکل میں لٹکا ہوا نہیں ہوتا مگر قیامت کے دن اُسے ظاہر کر دیا جائے گا۔ یہ ایسا ہی محاورہ ہے جیسے اردو میں کہا جاتا ہے کہ گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تم کیسے ہو۔“

پھر اسی آیت کے معاً بعد آیت 15 میں اللہ تعالیٰ نے بہت واضح الفاظ میں احتساب کے مضمون کو یوں بیان کیا ہے:

”اپنی کتاب پڑھ! آج کے دن تیرا نفس تیرا حساب لینے کے لئے کافی ہے۔“

اسی سورت کی آیت 72 میں بھی احتساب کا مضمون بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”وہ دن یاد کرو جب ہم ہر قوم کو اس کے امام کے حوالے سے بلائیں گے اور جن کا اعمال نامہ ان کے بِیَمِیْنِہٖ یعنی دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ تو یہی وہ لوگ ہوں گے جو اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے۔“

سورۃ الحاقہ آیت 20 اور سورۃ الانشقاق میں بھی ایسی کتاب یعنی اعمال نامہ کا ذکر ہے۔ جو دائیں ہاتھ سے دیا جائے گا تو وہ کامیاب ہوں گے جبکہ اس کے بالمقابل سورۃ الحاقہ آیت 26 میں بِشِمَالِہٖ یعنی بائیں ہاتھ اور سورۃ الانشقاق آیت 11 میں وَرَآءَ ظَهْرِہٖ یعنی پیچھے سے اعمال نامہ دیا جائے گا تو وہ سزا کے لئے تیار رہے۔

اس اہم مضمون کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مومنوں کو اس زندگی میں بار بار سیدھے راستہ پر رکھنے کے لئے مخاطب فرمایا ہے۔ اور تین مقامات پر اعمال نامہ کو مَوَازِیْنُہٗ کے الفاظ میں بیان فرمایا

ہے۔ جیسے المؤمنون آیت 103 میں ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ کہہ کر فرمایا جس کے اعمال کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ کامیاب ہوں گے اور آیت 104 میں خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فرما کر لوگوں کو متنبہ فرمایا کہ جن کے اعمال کے پلڑے ہلکے ہوئے تو یہی لوگ اپنے آپ کو نقصان پہنچائیں گے اور جہنم رسید ہوں گے۔

اور یہ مضمون بیان کرنے سے قبل اللہ تعالیٰ نے آیت 102 میں فرمایا کہ جب بگل میں پھونکا جائے گا تو اس دن ان کے درمیان کوئی رشتے اور قرابتیں (اَنْسَابَ) نہیں رہیں گی وہ ایک دوسرے سے کوئی سوال نہیں کریں گے۔

یہی مضمون مَوَازِیْنُہ کے الفاظ کے ساتھ سورۃ القاریہ آیت 7 اور 9 میں بیان ہوا ہے۔

آئیں! اب سورۃ الکہف کے آخری رکوع میں بیان مضمون کو دیکھتے ہیں جس کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ دجال کے شر سے بچنے کے لئے ان آیات کو پڑھنا چاہئے۔ ان میں کفار کے بد اعمال کا ذکر کر کے بیان فرمایا گیا ہے:

فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا (الکہف:106)

کہ ان کے اعمال ضائع ہوں گے اور قیامت کے دن ان کا کوئی وزن نہ ہوگا اور مومنوں کو اعمال صالحہ بجالانے کی تلقین کی گئی ہے گویا اب کِتَاب، مَوَازِیْنُہٗ لکھنے کی جگہ اَعْمَال کا لفظ براہ راست استعمال فرمایا ہے۔

اب آخر پر سورۃ المؤمنون میں بیان مضمون کی طرف واپس آتے ہوئے یہ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو ایک بار پھر کِتَاب اور ذِکْر کے الفاظ سے باندھتے ہوئے اپنی زندگیوں کو سنوارنے اور جہنم کی آگ سے دور رہنے کی تلقین فرماتا ہے۔ آیت 63 میں فرمایا ہم کسی جان کے ذمہ کوئی کام نہیں لگاتے مگر اس کی طاقت کے مطابق اور ہمارے پاس ایک اعمال نامہ (کِتَاب) ہے جو سچی سچی بات کہتا ہے اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔“

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

اور آیت 72 میں بیان فرمایا ”حقیقت یہ ہے کہ ہم انہیں کا ذِکْر (اعمال نامہ) ان کے پاس لائے ہیں اور وہ اپنے ہی ذِکْر سے منہ پھیر رہے ہیں۔“

انسان زندگی میں اچھے اعمال بجالائے تو مرنے کے بعد ذکر خیر ہوتا ہے اور بُرے اعمال کئے ہوں تو اس کا کوئی ذکر نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے پر لازم کر لینا چاہئے کہ ہم زندگی میں اچھے اور نیک اعمال کا ایسا مائدہ تیار کریں گے۔ جو اُخروی زندگی میں کام آئے گا۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح ہم اپنی اولاد کے لئے بنک بیلنس جمع کرتے ہیں۔ ہمارے صحابہ رسولؐ نے احکام خداوندی کی فہرستیں تیار کر رکھی تھیں تا قرآن میں بیان ہر حکم پر عمل ہو سکے۔ ایک صحابی جو سوائے ایک حکم کے تمام احکام خداوندی پر عمل کر چکے تھے۔ اس اکیلے حکم کہ ”جب تمہیں کہا جائے کہ چلے جاؤ تم چلے جایا کرو“ پر عمل کرنے کے لیے مدینہ کی گلی محلوں میں نکلے اور ایک ایک گھر کا دروازہ صرف اور صرف اس غرض سے کھٹکھٹایا کہ اندر سے آواز آئے کہ چلے جاؤ۔ (میں اس وقت ملنا نہیں چاہتا) تو میں چلا آؤں گا تو رسول خدا کی تربیت کی وجہ سے یہ صحابی ایک حکم پر عمل کرنے سے محروم رہے کیونکہ مدینہ کے تمام صحابہ کی تربیت ایسے رنگ میں ہو چکی تھی کہ آپ کے پاس کوئی آئے تو اسے پیار و محبت سے ملو۔

یہی روش اور کیفیت آج کے مامور حضرت مرزا غلام احمد مسیحؑ و مہدیؑ کے ماننے والوں کی ہے۔ آپؑ کے صحابہؓ نے بھی اصحابِ رسولؐ کی اقتداء میں ایسی فہرستیں بنا رکھی تھیں۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے ان جیسے نیکی کے کاموں کو ”کر نہ کر“ کی صورت میں کتابی شکل دے رکھی ہے۔ ”سات سو احکام خداوندی“ کے نام سے جامع کتاب بھی ”الاسلام“ https://alisl.am/u194 میں موجود ہے جن کے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

''مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے، وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 26)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 جولائی 2021ء)

﴿75﴾

سچی تہذیب وہ ہے جو قرآن شریف نے سکھلائی
خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دنیا میں سچی تہذیب اور رُوحانیت پھیلے
(مسیح موعودؑ)

آج کے جدید دور میں ترقی یافتہ قوموں، معاشروں حتیٰ کہ بعض خاندانوں میں بھی مہذب ہونے کا فخریہ انداز میں ذکر ہوتا رہتا ہے۔ دیگر معاشروں اور خاندانوں کو غیر مہذب ہونے کے طعنے عام ملتے ہیں۔ آج کی دنیا میں ایسی قوموں کے لئے Third world countries کے الفاظ بولے جاتے ہیں جن کو نچلے درجہ کا سمجھا اور تحقیر کے انداز میں دیکھا، جانا، پہچانا جاتا اور ان سے بُرا سلوک کیا جاتا ہے۔ بعض قومیں اپنے آپ کو سُپر (super) اقوام کے طور پر پیش کرتی ہیں۔ اور تہذیب یافتہ تصور کرتی ہیں۔ ہم بھی باتوں باتوں اور انجانے میں گفتگو کے دوران فقروں میں یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ”آج کی مہذب دنیا میں“

جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ ”سچی تہذیب وہ ہے جو قرآن شریف نے سکھلائی“۔ یعنی اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے والا اصل میں مہذب کہلانے کے قابل ہے اور جب سے دنیا بنی ہے۔ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جن کی قوتِ قدسیہ سے تربیت پانے والے صحابہؓ ہی سب سے بڑے تہذیب یافتہ کہلائے جاسکتے ہیں۔ ہمارے آقا ﷺ نے جن کو جہالت کی اتھاہ گہرائیوں سے اٹھا کے باخدا اور پھر خدا نما وجود بنا دیا۔ انہوں نے قرآنی تعلیم اور اس کے احکام و نصائح کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا اور تمام بدیوں، بُرائیوں کو خیرباد کہہ کر اللہ کے متوالے اور حضرت محمدؐ کے جیالے بن گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جگہ صحابہؓ کو آنحضورؐ کے جسم کے اعضاء قرار دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان صحابہؓ کے اس کردار کو اپنے ایک عربی قصیدہ میں بیان فرمایا ہے۔ جس میں سے تین اشعار مع ترجمہ پیش ہیں۔

قَامُوْا بِاَقْدَامِ الرَّسُوْلِ بِغَزْوِهِمْ

كَالْعَاشِقِ الْمَشْغُوْفِ فِي الْمَيْدَانِ

وہ رسولؐ کی پیش قدمی پر اپنی جنگ میں ایک عاشق شیدا کی طرح میدان میں ڈٹ گئے۔

فَدَمُ الرِّجَالِ لِصِدْقِهِمْ فِيْ حُبِّهِمْ

تَحْتَ السُّيُوْفِ أُرِيْقَ كَالْقُرْبَانِ

سو ان جواں مردوں کا خون اپنی محبت میں ثابت قدمی کی وجہ سے تلواروں کے نیچے قربانیوں کی طرح بہایا گیا۔

جَآءُوْكَ مَنْهُوْبِيْنَ كَالْعُرْيَانِ

فَسَتَرْتَهُمْ بِمَلَاحِفِ الْاِيْمَانِ

وہ تیرے پاس لُٹے پُٹے برہنہ شخص کی مانند آئے تو تُو نے انہیں ایمان کی چادریں اوڑھادیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مغربی دنیا نے جو مہذب ہونے کی دعویدار ہے، رفاہ عامہ کے لئے قوانین اور قواعد وضوابط بنا کے پھر ان پر سختی سے عمل کرنے کے نتیجہ میں جو مضبوط نظام بنایا ہے، اسے دیکھ کر ایسے لگتا ہے جیسے انہوں نے اسلامی و قرآنی تعلیمات کو اپنالیا ہے۔

لیکن ان کے کلچر میں عریانی و بے حیائی کے ذریعہ پردہ کے اسلامی حکم کی دھجیاں بکھیرنے اور دیگر خرابیوں کی بناء پر انہیں مہذب دنیا نہیں کہا جاسکتا۔ مہذب دنیا وہی کہلائے گی جس پر صاف ستھری و پاکیزہ شریعتِ اسلام و قرآن کو ماننے اور عمل کرنے کی چھاپ لگی ہو گی اور آج کی دنیا میں جماعت احمدیہ ہی وہ واحد اسلام کی علمبردار جماعت ہے جو اسلامی احکام پر عمل کر رہی ہے اور ستاروں کی مانند صحابہؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید میں مہذب قوم تیار کر رہی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سرینام کے جلسہ سالانہ 1985ء میں بھجوائے گئے پیغام میں تحریر فرمایا کہ ”صحابہؓ کے نمونہ پر چلنے کا وقت قریب آگیا ہے۔ میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ اب دیر کی جائے“ (الفضل آن لائن، تاریخ جلسہ ہائے سالانہ نمبر 4 اگست 2021ء صفحہ 37)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محفل میں 10 اگست 1905ء کو ذکر آیا کہ ایک انگریزی اخبار میں مضمون نکلا ہے کہ اسلام ہند میں نہیں پھیلا کیونکہ ہندو خود مہذب تھے اور کسی مہذب قوم میں اسلام پھیل نہیں سکتا۔ اس پر حضورؑ نے فرمایا:

”یہ جھوٹ ہے ہندوستان میں سوائے چند ایک قوموں کے جو باہر سے آئی ہیں (قریش، مُغل، پٹھان) باقی سب ہند کے باشندے ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا مثلاً شیخ، خواجگان، زمینداروں کی سب اقوام وغیرہ، یہ سب پہلے ہندو تھے۔“

فرمایا:

”عیسائیوں کا عجیب طریقہ ہے، اگر کثرت دکھائی جاوے تو کہتے ہیں جبراً مسلمان ہوئے اور اگر کثرت نہ دکھائی جاوے تو کہتے ہیں اسلام کا کچھ اثر نہ ہوا۔“

فرمایا:

”تہذیب بھی ان کا اپنا بنایا ہوا ایک لفظ ہے جس کے معنے ان کی اصطلاح میں سوائے اس کے نہیں کہ انسان خدا تعالےٰ کی مقرر کردہ رسموں کو توہین سے دیکھے اور دُنیا پرستی اور دہریہ پن کی طرف جُھک جائے۔ سچی تہذیب وہ ہے جو قرآن شریف نے سکھلائی۔ جس کے ذریعہ سے رُوحانی زندگی حاصل ہوتی ہے اور انسان اور حیوان میں فرق معلوم ہوتا ہے۔ اور جس کے ذریعے سے سچّے اور جُھوٹے مذہب میں ایک امتیاز پیدا ہوتا ہے اور انسان کو سفلی زندگی سے دل سرد ہو کر عالم جاودانی کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک تہذیب اس کا نام ہے کہ انسان دُنیا کا کیڑا بن جاوے۔ خدا تعالیٰ کو بُھول جاوے اور ظاہری اسباب کی پرستش میں لگ جائے۔ مگر

خُدا تعالیٰ کے نزدیک تہذیب یہ ہے کہ خُدا تعالیٰ پر پُورا بھروسہ ہو جائے اور اس کی عظمت اور ہیبت دل میں بیٹھ جائے اور دل کو سچی پاکیزگی حاصل ہو جائے۔

یورپ میں جب عیسائیت پھیلی تھی تو اس وقت یورپ کس قدر تاریکی اور سخت بُت پرستی میں مبتلا تھا۔ پھر ان وحشی قوموں پر عیسائیت کا کیا اثر ہوا۔ صرف یہ کہ ایک بُت پرستی کی جگہ دوسری بُت پرستی قائم ہو گئی۔" (ملفوظات جلد 7، صفحہ 427-428)

پھر فرمایا:

"آسمانی تہذیب تو اور ہے جس میں ایمان، تقویٰ، دیانت، صلاحیت اور نیک کرداری شامل ہے۔ مگر اُن کے نزدیک دنیا کے جوڑ توڑ، ہر قسم کے مکر و فریب کا نام تہذیب ہے۔ یہ تہذیب اُن کے ہی نصیب رہے ہم اس کو لینا نہیں چاہتے چند بے ہودہ رسوم و عادات کا نام جو اخلاق سے گری ہوئی ہیں تہذیب نام رکھتے ہیں اور خدائی رسُوم و آداب کی توہین اور استخفاف کرتے ہیں حالانکہ ان رسوم و عادات کے نتائج اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں جن سے سوسائٹی میں امن، اخلاق اور نیک اعمالی پیدا ہوتی ہے۔ اپنی رسُوم و عادات کو جن کے نتائج بد ہیں، پسندیدہ سمجھتے ہیں۔"

(الحکم جلد 9 نمبر 29 صفحہ 3 مؤرخہ 17 اگست 1905ء)

مکرمی مفتی محمد صادق صاحبؓ نے حضور علیہ السلام سے بیان کیا کہ مسٹر بیک نے ایک مرتبہ علیگڑھ کالج کے طلباء کے سامنے تہذیب پر لیکچر دیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر تم راستہ میں چلو تو لیڈی تمہارے دائیں طرف ہو اور اگر کوئی تار وغیرہ آجاوے تو اس کو پاؤں سے دبا کر لیڈی کو آرام سے گزرنے دو۔ کھانا کھاؤ تو اپنی بیوی کے ساتھ نہیں بلکہ تمہاری بیوی کسی اور کے ساتھ کھائے اور تم کسی غیر کی بیوی سے۔ اس پر حضورؑ نے فرمایا:

"یہ تہذیب ان کو ہی مبارک ہو۔ قرآن شریف نے ہی سچی تہذیب دنیا کو سکھائی ہے یہ تہذیب وہ ہے جس سے انسانیت آتی ہے اور انسان اور حیوان کے درمیان مابہ الامتیاز حاصل ہوتا ہے اور پھر سچے اور جُھوٹے مذاہب کے درمیان مابہ الامتیاز عطا ہوتا ہے۔ اگر یہ تہذیب کسی کو نہیں

ملی تو اسے تہذیب سے کوئی حصہ ہی نہیں ملا، یہ دنیا کے کیڑے ہیں۔ اباحت سے ملی ہوئی باتوں کا نام تہذیب قرار دیتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے جس تہذیب کے پھیلنے کا ارادہ فرمایا ہے اسے اب کوئی روک نہیں سکتا۔ جیسے جب کوئی بڑا ابھاری سیلاب آتا ہے تو اس کے آگے کوئی بند نہیں لگا سکتا۔ اسی طرح پر اللہ تعالےٰ کا ارادہ اس سیلاب سے بھی بڑھ کر زبردست ہے۔ کون ہے جو اُس کے آگے بند لگائے۔ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دنیا میں سچی تہذیب اور رُوحانیت پھیلے اور یہ اس کے بالمقابل عیسائیت کے گندے خیالات پھیلانا چاہتے ہیں۔ اب خدا تعالےٰ سے اُن کی لڑائی ہے۔ معلوم ہو جائے گا کہ اس کا انجام کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ وہی خدا ہے جس نے زمین و آسمان بنایا ہے۔ وہ چاہے تو نئے سرے سے اس زمین و آسمان کو بنا سکتا ہے۔ اب اسی کا کام ہے کہ وہ دنیا پر اثر ڈال دے۔“ (الحکم جلد 9 نمبر 29 صفحہ 3 مؤرخہ 17 اگست 1905ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 جولائی 2021ء)

《76》

حج بیت اللہ اور اس سے متعلق دعائیں

اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن حج کی ادائیگی ہے جو سال میں عربی مہینے ذوالحجہ میں ادا کی جاتی ہے۔ دنیا بھر سے صاحب استطاعت احمدی حج کی توفیق پاتے ہیں اور امسال بھی پائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ ان کی آسانی اور رہنمائی کے لئے اس آرٹیکل میں حج سے متعلقہ دعائیں دی جارہی ہیں۔ اس سے ہم احمدی احباب بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔

احرام کی دعا تلبیہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھ کر ان الفاظ میں تلبیہ کرتے ہوئے سنا:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ (بخاری کتاب الحج باب التلبیہ)

ترجمہ: میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ تمام تعریف اور فضل اور انعام تیرے ہی ہیں۔ اور بادشاہت بھی تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

رؤیت بیت اللہ کی دعا

حضرت حذیفہ بن اسیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ جب بیت اللہ پر نظر فرماتے تو یہ دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّبِرًّا وَّمَصَابَةً وَّزِدْ مَنْ شَرَفَهُ وَعَظَّمَهُ مِمَّنْ حَجَّهُ وَاعْتَمَرَهُ تَشْرِيْفًا وَّبِرًّا وَّمَصَابَةً (معجم الاوسط لطبرانی جلد 6 صفحہ 183)

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! اپنے اس گھر (بیت اللہ) کو بزرگی، عظمت و عزت، نیکی اور رعب میں زیادہ کر۔ اور حج و عمرہ کرنے والوں میں سے جو اس کی تقدیس اور تعظیم کرے اسے بھی عظمت و شرف اور نیکی اور رعب میں بڑھا۔

طواف بیت اللہ کی دعا

حضرت عبداللہ بن سائبؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف بیت اللہ کے دوران یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(ابوداود کتاب المناسک باب الدعاء فی الطواف)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں اس دنیا میں بھی کامیابی دے اور آخرت میں بھی اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ (مزدلفہ میں بھی یہی دعا پڑھنے کا ذکر ملتا ہے)

سعی صفا و مروہ کی دعائیں

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے اکیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 10 صفحہ 367)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج کے دوران کوہ صفا پر چڑھے جب آپؐ کو بیت اللہ نظر آنے لگا تو آپؐ نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

دیگر روایات میں میدان عرفات میں بھی یہی کلمات پڑھنے کا ذکر ہے۔

کوہ صفا پر دعا

حضرت عمرؓ نے حج کرتے ہوئے کوہِ صفا پر یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ (اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ) وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَاِنِّيْ اَسْاَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِيْ لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَهٗ مِنِّيْ حَتّٰى تَتَوَفَّانِيْ وَاَنَا مُسْلِمٌ

(موطا کتاب الحج باب البلاء بالصفا فی المشی)

ترجمہ: اے اللہ! تونے خود (قرآن میں) یہ فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا تو تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا پس میں تجھ سے (اس وعدے کا واسطہ دے کر) دعا کرتا ہوں کہ یہ جو اسلام کی طرف مجھے ہدایت فرمائی ہے اس نعمت کو مجھ سے واپس نہ لے لینا۔ یہاں تک کہ مجھے موت بھی اس حال میں دینا کہ میں مسلمان ہوں۔

میدان عرفات میں تضرع اور ابتہال سے بھری دعا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریمؐ نے عرفات کی شام یہ دعا کی تھی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَرٰى مَكَانِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِيْ اَنَا الْبَآئِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَآءَ الْخَآئِفِ الضَّرِيْرِ مَنْ خَشَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ وَذَلَّ لَكَ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ اَنْفُهٗ لَكَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَآئِكَ شَقِيًّا وَّكُنْ بِيْ رَءُوْفًا رَّحِيْمًا يَّا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ

(مجمع الزوائد دار ھیثمی جلد 3 صفحہ 560۔المعجم الکبیر للطبرانی جلد 11 صفحہ 147)

ترجمہ: اے اللہ! تو میری باتوں کو سنتا ہے اور میرے حال کو دیکھتا ہے میری پوشیدہ باتوں اور ظاہر امور سے تو خوب واقف ہے۔ میرے معاملے میں سے کچھ بھی تو تجھ پر مخفی نہیں ہے۔ میں ایک بدحال فقیر اور محتاج (ہی تو) ہوں، (تیری) مدد اور پناہ کا طالب، انتہائی سہما اور ڈرا ہوا، اپنے

گناہوں کا اقراری اور اعتراف کرنے والا۔ میں تجھ سے ایک بے سہارا کی طرح سوال کرتا ہوں (ہاں!) تیرے حضور میں ایک ذلیل گناہگار کی طرح زاری کرتا ہوں۔ ایک اندھا نابینے کی طرح (ٹھوکروں سے) خوفزدہ تجھ سے دعا کرتا ہوں۔ جس کی گردن تیرے آگے جھکی ہوئی ہے اور آنسو تیرے حضور بہہ رہے ہیں۔ اور جسم نے تیرے لئے ذلت اختیار کی ہے اور ناک خاک آلودہ ہے۔ اے اللہ! تو مجھے اپنے حضور دعا کرنے میں بدبخت نہ ٹھہرا دینا اور مجھ پر مہربانی کرنے والا اور رحم کرنے والا ہو جا۔ ایسے سوال کیے جانے والوں میں سے بہتر اور اے عطا کرنے والوں میں سے بڑھ کر!

یوم النحر کی دعا

حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے یوم النحر (10 ذوالحجہ قربانی کے دن) میں رسول اللہ ﷺ کو قرن الثعالب مقام پر کھڑے دیکھا۔ آپؐ یہ دعا پڑھ رہے تھے:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ فَاكْفِنِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِيْۤ إِلٰى نَفْسِيْ طُرْفَةَ عَيْنٍ

(کتاب الدعاء للطبرانی جلد 2 صفحہ 1209)

ترجمہ: اے زندہ! اے قائم رہنے والے! تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں تیری رحمت کے ساتھ تیری مدد مانگتا ہوں میرے سب حال کے لیے تو خود ہی کافی ہو جا اور مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے نفس کے حوالہ نہ کرنا۔

رمی جمار کے وقت دعا

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ رمی جمار کے وقت ہر کنکر مارنے کے ساتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے اور یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا (کتاب الدعاء للطبرانی جلد 2 صفحہ 1209)

ترجمہ: اے اللہ! اس حج کو مقبول بنانا اور گناہوں کو بخش دینا۔

حج بیت اللہ کرنے والوں کے حق میں دعا

حضرت ابوہریرہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا حجاج کے حق میں بیان کی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْحَآجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَآجُّ (مستدرک حاکم جلد 1 صفحہ 441)

ترجمہ: اے اللہ! حاجیوں کو بھی بخش دے اور ان کو بھی جن کے لئے حاجیوں نے بخشش مانگی ہے۔

بیت اللہ سے واپسی پر دعا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ (قناعت اور رزق میں برکت کی) یہ دعا نبی کریم ﷺ کیا کرتے تھے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ کے نزدیک بیت اللہ کو الوداع کرتے ہوئے یہ دعا پڑھنا مستحب ہے:

اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَآئِبَةٍ لِّيْ بِخَيْرٍ

(مستدرک حاکم کتاب التفسیر جلد 2 صفحہ 356)

ترجمہ: اے اللہ! جو تو نے مجھے عطا کیا ہے اس پر مجھے قانع کر دے اور اس میں میرے لئے برکت ڈال دے اور وہ چیز بھی جو مجھے حاصل نہیں ہے ان میں میرے لیے بہتر قائم مقامی فرما۔

خانہ کعبہ میں جانے والی دعا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک رفیق حضرت صوفی منشی احمد جان صاحب کو حج بیت اللہ پر جاتے ہوئے اپنی طرف سے حسب ذیل دعا کرنے کی تحریک ایک مکتوب میں فرمائی۔

"اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالیٰ میسر ہو تو اس مقام محمود مبارک میں اس احقر عباد اللہ کی طرف سے انہیں لفظوں میں مسکنت وغربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گزارش کریں کہ:

اے اَرۡحَمُ الرَّاحِمِیۡنَ !ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ پُر خطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے۔اس کی یہ عرض ہے کہ اے اَرۡحَمُ الرَّاحِمِیۡنَ !تو مجھ سے راضی ہو اور میری خطیئات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور رحیم ہے اور مجھ سے وہ کام کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر یک قوت جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل متبعین میں مجھے اٹھا۔اے اَرۡحَمُ الرَّاحِمِیۡنَ ! جس کام کی اشاعت کے لیے تونے مجھے مامور کیاہے اور جس خدمت کے لیے تونے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر اور اس عاجز اور اس عاجز کے تمام دوستوں اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کی نظر سے اپنے ظل حمایت میں رکھ کر دین و دنیا میں آپ ان کا متکفل اور متولی ہو جا اور سب کو اپنی دارالرضا میں پہنچا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر۔ آمین یَا رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ۔‘‘

یہ دعاہے جس کے لئے آپ پر فرض ہے کہ ان ہی الفاظ سے بلا تبدل و تغیر بیت اللہ میں حضرت اَرۡحَمُ الرَّاحِمِیۡنَ میں اس عاجز کی طرف سے کریں۔

والسلام خاکسار غلام احمد 1303ھ

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم صفحہ 17 تا 18۔مکتوبات امام ہمام قلمی جلد اول صفحہ 61۔1892ء)

(یہ تمام مواد خزینہ اللہ عااز حافظ مظفر احمد سے لیا گیاہے)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 جولائی 2021ء)

﴿1﴾

عشرہ ذوالحجہ کی اہمیت اور قربانی کے مسائل

ذوالحجہ اسلامی سال کا بارہواں مہینہ ہے۔ یہ ایک ایسا مبارک اسلامی مہینہ ہے جس میں اہم اسلامی رکن حج کی عبادت ادا کی جاتی ہے۔ اس ماہ کے پہلے دس دنوں کو احادیث کی روشنی میں خصوصی شرف حاصل ہے چنانچہ صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق عشرہ ذوالحجہ میں بجالائے گئے اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرے دنوں میں بجالائے گئے اعمال سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہیں۔ مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابن عمرؓ کے حوالے سے آنحضور ﷺ کا یہ قول درج ہے کہ ان دنوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت باعظمت اور محبوب ہیں اس لئے کثرت سے ان دنوں تَهْلِيْل، تَكْبِيْر اور تَحْمِيْد کہو۔

جامع ترمذی میں لکھا ہے کہ 9 ذوالحجہ (یوم عرفہ) کے دن کا روزہ گزشتہ اور آئندہ دو سالوں کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ عشرہ ذوالحجہ میں احادیث پر عمل کرتے ہوئے زیادہ ذوق و شوق سے عبادات و نوافل کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کا یہ عمل درج ہے کہ آپ دونوں ان ایام میں بازار میں نکل جاتے بلند آواز سے تکبیریں پڑھتے اور حضرت سعید بن جبیرؒ کے متعلق بھی احادیث میں اعمال صالحہ بجالانے کے لئے سعی و کوشش کرنے کے متعلق آتا ہے۔

اس عشرہ کے آغاز سے تعلق رکھنے والی ایک اہم بات یہ ہے کہ قربانی کرنے والا ذوالحجہ کے چاند کے بعد نہ حجامت بنوائے نہ بال کٹوائے نہ ناخن ترشوائے۔ ابوداؤد کی ایک روایت کے مطابق قربانی کی طاقت نہ رکھنے والے کو بھی ایسا کرنے یعنی بال وغیرہ نہ کٹوانے کی ہدایت ہے اس طرح اسے بھی قربانی کے برابر ثواب ملے گا۔

اس عشرہ کی اہمیت بیان کرنے کے بعد عید کا فلسفہ اور قربانی کے مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔اس عید کے لئے اَضْحٰی کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی قربانی کے جانور کے ہیں۔اَضْحٰی کا لفظ صرف غیر حاجی لوگوں کی قربانیوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جبکہ حاجی لوگوں کی قربانیوں کے لئے قرآن و حدیث میں ھَدْیٌ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ عید الاضحی کی نماز صرف غیر حاجیوں کے لئے مقرر ہے۔حج کے موقع پر یہ نماز ادا نہیں کی جاتی کیونکہ حج خود اپنی ذات میں بھاری عید ہے اور عید کے تمام پہلو اور عناصر بدرجہ اتم اس میں پائے جاتے ہیں۔ شریعت نے عید الاضحی کی نماز غیر حاجی لوگوں کے واسطے اس لئے رکھی ہے کہ جہاں ایک طرف حج کے ایام میں حاجی لوگ حج کی عید منا رہے ہوں وہاں غیر حاجی جنہیں کسی مجبوری کی وجہ سے حج کی توفیق نہیں مل سکی وہ اکناف عالم میں اپنی اپنی جگہ پر عید کر کے اور قربانیاں دے کر اس عظیم الشان قربانی کی یاد کو تازہ رکھیں جس کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں سے حضرت اسماعیلؑ کے وجود میں ہوا اور پھر وہ آنحضرتؐ کے وجود باجود میں اپنے معراج کو پہنچی۔

آجکل مسلمان دکھاوے کی خاطر اور واہ واہ کروانے کے لئے بڑے سے بڑا جانور ذبح کرتے ہیں مگر اس کے فلسفہ اور حقیقت سے ناآشنا ہیں حتی کہ لوگ اس کے نام کو بھول گئے ہیں اور جسے دیکھو عید الضحیٰ یعنی صبح کے وقت کی عید کہتا دکھائی دیتا ہے جو سراسر غلط ہے۔ قربانی سنت مؤکدہ ہے جو ہر صاحب استطاعت اور ذی ثروت پر واجب ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ہر سال خود بھی قربانی کی اور صحابہؓ کو بھی اس کی تاکید فرمائی آنحضرت ﷺ کو عید الاضحیٰ کی قربانی کا اس قدر خیال تھا کہ آپؐ نے وفات سے قبل سیدنا حضرت علیؓ کو وصیت فرمائی کہ میرے بعد بھی میری طرف سے اس موقع پر ہمیشہ قربانی کرتے رہنا۔ آپ نے عید الاضحیٰ کے روز خطبہ دیتے ہوئے صحابہؓ کو تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دن پہلا کام انسان کو یہ کرنا چاہئے کہ وہ نماز عید ادا کرے اور پھر اس کے بعد قربانی دے سو جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت کو پالیا۔

ترمذی کی روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی نظر میں عیدالاضحیٰ والے دن انسان کا کوئی عمل قربانی کے جانور کو ذبح کرنے اور اس کا خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں۔ ابن ماجہ میں آنحضورؐ کا یہ قول درج ہے کہ قربانی کے جانور کے جسم کا ہر بال قربانی کرنے والے کے لئے ایک نیکی ہے جو اسے خدا سے اجر پانے کا مستحق بنائے گی۔ ایک موقع پر آپؐ نے مالی وسعت رکھنے والوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے مالی طاقت رکھتے ہوئے مالی قربانی نہیں کی اس کا کیا کام ہے کہ وہ ہماری عید گاہ میں آکر نماز میں شامل ہو۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپؐ نے نہ صرف خود قربانی کی بلکہ مزید تاکید اور تحریک کی غرض سے اپنی امت کی طرف سے بھی ایک دنبہ منگوا کر ذبح کیا اور دعا کی:

”اے میرے آسمانی آقا! اس قربانی کو محمدؐ اس کی آل اور امت کی طرف سے قبول فرما“

ان اقوال مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی ہمارے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی مبارک سنت ہے جس کے متعلق آپؐ نے بہت تاکید فرمائی اور بھاری ثواب کا موجب قرار دیا۔ اور قرآنی حکم اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ کے تحت ہر اس شخص پر جو قربانی کی طاقت رکھتا ہے رسول خدا کی اطاعت کرتے ہوئے قربانی واجب ہو جاتی ہے۔ قرآنی حکم فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ میں بھی اسی قربانی کا ذکر ہے کیونکہ جب یہ سورۃ نازل ہوئی اس وقت حج فرض نہیں ہوا تھا۔

اگر سارے گھر کی طرف سے ایک صاحب استطاعت شخص قربانی کر دے تو یہ قربانی سب کی طرف سے سمجھی جائے گی قربانی کا جانور خریدتے وقت یہ امر مد نظر رہے کہ جانور صحتمند ہو، مالک کو پسند ہو، عیب دار اور کمزور نہ ہو۔ احادیث کے مطابق لنگڑے سینگ ٹوٹے، اندھے، بیمار، دبلے (جس کی ہڈی میں گودا نہ ہو) جانور نیز ایسا جانور جس کا کان آگے سے یا پیچھے سے کٹا ہو یا کان لپٹا ہو ایا پھٹا ہوا یا کان میں سوراخ والا جانور جائز نہیں۔ اسی طرح دودھ والے اور حاملہ جانور سے بھی منع کیا گیا ہے۔ یہ امر بھی مد نظر رہے کہ اونٹ کی عمر کم سے کم تین سال، گائے دو سال، بھیڑ بکری

ایک سال اور دنبہ چھ ماہ کا بھی جائز ہے اگر موٹا تازہ ہو۔ شریعت کی رو سے اونٹ میں دس حصے، گائے میں سات حصے جبکہ بکری دنبہ وغیرہ ایک شخص یا گھر کی طرف سے ہوتا ہے۔

شریعت نے قربانی کے گوشت کے بہتر سے بہتر استعمال کے لئے یہ حکم دیا ہے کہ خود بھی کھاؤ اور عزیزوں اور رشتہ داروں کو دو۔ پڑوسیوں کو ہدیہ بھجواؤ محلہ کے غریب اور مفلس لوگوں میں تقسیم کروتا کہ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ پر عمل ہو۔ آنحضور ﷺ نے عید کے تین دنوں کو ایام التشریق قرار دیا ہے۔ جس کے متعلق فرمایا کہ یہ کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

شریعت نے اس بات کی بھی قربانی کرنے والے کو تحریک کی ہے کہ وہ حتی الوسع کوشش کرے کہ جانور کو خود تیز چھری سے ذبح کرے یا کم از کم قربانی کو اپنے سامنے ذبح کروائے تا اس میں جانی قربانی کے نظارے دیکھنے کی جرأت پیدا ہو اور یہ سبق دینا مقصود ہوتا ہے کہ جس طرح جانور انسان کے قبضہ قدرت میں ہوتے ہیں اور وہ انسان کے لئے قربان ہو رہے ہوتے ہیں اسی طرح وہ خود بھی کسی قبضہ قدرت میں ہے اسے بھی جانور کی طرح ہر وقت خدا کی خاطر جب بھی جانی قربانی کی ضرورت پڑے تیار رہنا چاہئے۔

قربانی کے بارہ میں ایک اہم قرآنی فلسفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مومنو جانوروں کا گوشت اور خون خدا تک نہیں پہنچتا بلکہ دلوں کا تقویٰ ہے جو پہنچتا ہے گویا کہ انسان اپنی نیت کے مطابق قربانی کا اجر پاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کا فلسفہ یوں بیان فرمایا ہے:

اِنَّ الضَّحَایَا هِيَ الْمَطَایَا تُوْصِلُ اِلٰی رَبِّ الْبَرَایَا اَوْ تَمْحُوا الْخَطَایَا وَتَدْفَعُ الْبَلَایَا

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 45)

یعنی یہ قربانیاں تو سواریاں ہیں جن پر سوار ہو کر خالق کائنات سے ملا جا سکتا ہے یا اپنی خطائیں معاف کرائی جا سکتی ہیں اور مشکلات سے دور رہا جا سکتا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 جولائی 2021ء)

《1》

حج اور اس کا فلسفہ

حاصل مطالعہ

اسلامی مہینہ ذوالحجہ تمام مسلمانوں کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ان کے لئے بھی جو مکہ معظمہ پہنچ کر حج کی توفیق پاتے ہیں اور ان مسلمانوں کے لئے بھی جو مالی استطاعت نہ رکھتے ہوئے یا بعض ذاتی مجبوریوں اور روکوں کی وجہ سے شرائط حج کو پورا نہیں کر پاتے اور اپنی اپنی جگہوں پر رہ کر نماز عید (عید الاضحی) ادا کرتے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی اقتداء میں دُنبے، بکرے، چھترے، گائے یا اونٹ کی قربانی کرتے ہیں۔ گویا اسلامی مبارک مہینے ذوالحجہ کو دو اعتبار سے اہمیت حاصل ہے۔

1. حاجیوں کے لئے حج کے مبارک فریضہ کی ادائیگی۔
2. غیر حاجیوں کے لئے عید الاضحی کی ادائیگی۔

جہاں تک اول الذکر فریضہ کا تعلق ہے یہ مکہ پہنچ کر ادا ہوتا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پلوٹھے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کے اس پہلے گھر کی از سر نو تعمیر کی جو خانہ کعبہ یا بیت اللہ کہلاتا ہے اور یہی مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہؓ کے بطن سے ایک بیٹے سے نوازا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بڑی بیوی سارا حسد کی وجہ سے انہیں تکلیف دیا کرتی تھی۔ جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی ہاجرہؓ اور بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ایک بے آب و گیاہ جنگل میں چھوڑ آئے جو مرور زمانہ کی وجہ سے بعد میں ایک عالمی شہر بنا۔ آج ساری دنیا سے لاکھوں مسلمان اس یاد کو تازہ کرنے ذوالحجہ کے اوائل میں پہنچتے ہیں

اور اسلامی شعائر کے مطابق حج کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ حج کیسے ادا کیا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل میں یہاں جانا مقصود نہیں کیونکہ حج پر جانے والے لوگ خوب اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ حج کا فلسفہ کیا ہے۔ یہ ہمیں کیا سبق دیتا ہے۔ اس کی طرف اکثر حاجی نہ تو توجہ دیتے ہیں اور نہ اس کے بارے میں سوچ پیدا ہوتی ہے اور حج کی طاقت نہ پانے والے لوگ بھی اس کی حکمت سے عاری ہیں۔ قرآن کریم کے مطالعہ کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ حج کے ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنا خوف رکھنے کے مضمون کو باندھ دیا ہے۔ جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیات سے عیاں ہے جس میں حج پر جانے والے لوگوں کو کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی حج کی عبادت محض اس غرض کے لئے ہے کہ تمہارے دلوں میں تقویٰ پیدا ہو اور تم ماسوا اللہ سے نظر ہٹا کر صرف اللہ تعالیٰ کو ہی اپنی ڈھال بنالو۔ اگر حج بیت اللہ یا عمرہ سے کسی کو یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا کوئی مخفی کبر اس کے سامنے آگیا ہے۔ اسے چاہئے کہ خلوت کے کسی گوشہ میں اپنے خدا کے سامنے اپنے ماتھے کو زمین پر رکھے اور جس قدر خلوص بھی اس کے دل میں باقی رہ گیا ہو اس کی مدد سے گریہ وزاری کرے اور خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر کہے کہ اے میرے خدا! لوگوں نے بیج بوئے اور ان کے پھل تیار ہونے لگے وہ خوش ہیں کہ ان کے اور ان کی نسلوں کے فائدے کے لئے روحانی باغ تیار ہو رہے ہیں لیکن اے میرے رب! میں دیکھتا ہوں کہ جو بیج میں نے لگایا تھا اس میں تو کوئی روئیدگی پیدا نہیں ہوئی۔ نا معلوم میرے کبر کا کوئی پرندہ اسے کھا گیا ہے یا میری وحشت کا درندہ اسے پاؤں کے نیچے مسل گیا ہے۔ پس اے میرے خدا! میرے اس ضائع شدہ بیج کو پھر مہیا کر دے اور میری کھوئی ہوئی متاع ایمان مجھے واپس کر اور میں اور میری نسلیں تیری رحمتوں سے وافر حصہ لیں۔

اللہ تعالیٰ اس جگہ پر مومنوں کو بتاتا ہے کہ دیکھو! ہر وقت تقویٰ کا زاد اپنے ساتھ لو اس سے بہتر اور کوئی زاد نہیں جو آخرت کے سفر میں تمہارے کام آنے والا ہے اور حج کے ذکر کے ساتھ یہ ذکر لا کر بتایا کہ اب حج سے تمہاری ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے۔ تمہیں اپنے تقویٰ کا پہلے سے بہت زیادہ خیال رکھنا ہوگا۔ جیسے صاف شفاف کپڑوں والا چھوٹے سے چھوٹے داغ اور دھبے سے بھی بچنے

کی کوشش کرتا ہے۔ یہی دوسرا مقصد ہے جو تقویٰ اور خوف خدا سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی استغفار سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا جس کی طرف سورۃ البقرہ کی انہی آیات میں اشارہ ہے جس کا ذکر میں کر آیا ہوں۔ حج کے دوران ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا دراصل استغفار ہی ہے اور دلوں کے زنگ دھونے کا بہترین ذریعہ ہے۔ مگر آج جب حج کی کارروائی ٹیلی ویژن پر ٹیلی کاسٹ ہو رہی ہوتی ہے تو یہ دیکھ کر حیرانگی ہوتی ہے کہ دوران خطبہ حاجی ہاتھ سے یارومال ہلا ہلا کر اپنے عزیز و اقارب کو خیریت کا پیغام دے رہے ہوتے ہیں اور آوازیں بھی بلند ہو رہی ہوتی ہیں جبکہ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے کہ خطبہ کے دوران کسی کو بولنے کی اجازت نہیں۔ اگر کسی کو خاموش کروانے کی ضرورت بھی پیش آئے تو ہاتھ کے اشارہ سے اسے چپ کروائے۔

تیسرا بڑا سبق سورۃ البقرہ کی انہی آیات 190 تا 205 میں یہ بیان ہوا ہے کہ "اعلیٰ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے گھروں میں ان کے پچھواڑے سے داخل ہو بلکہ کامل نیک وہ ہے جو تقویٰ اختیار کرے اور تم اپنے گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہوا کرو۔" حج کے ذکر میں یہ نصیحت کر کے دراصل یہ بتانا مقصود ہے کہ کامیابی ہمیشہ ابواب ہی کے ذریعہ آنے سے ہوا کرتی ہے۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے اور دروازوں سے داخل ہونے کی بجائے دیواریں پھاند کر اندر داخل ہونا چاہتے ہو تو تمہیں کبھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اللہ نے گویا یہ حکم عربوں کے اس دستور کو روکنے کے لئے دیا کہ جب حج کے لئے احرام باندھ لیتے ہیں تو گھر دروازہ سے نہ آتے بلکہ پچھواڑے سے آتے۔ لیکن اس میں بہت باریک حکمت پنہاں ہے۔ اللہ جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں مسلمان مختلف برائیوں میں مبتلا ہو جائیں گے اور ہر ناجائز کام کو جائز سمجھ کر کریں گے۔ چنانچہ آج کے دور میں بعض لوگ اس لئے حج پر جاتے ہیں کہ ماتھے پر حاجی کا لیبل جھمکے کا کام دے گا تاکہ وہ ہر کام اپنی مرضی سے کرے اور ہر ناجائز کام کو بھی جائز کہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی کہ ہر کام کے لئے صحیح راستے اختیار کرو۔ وہ راستے جن کی نشاندہی قرآن کریم اور سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ نے کی ہے۔

چوتھا سبق حج سے اتحاد و یگانگت کا ملتا ہے جب تمام اطراف سے مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان ایک جگہ اکٹھا ہوتے اور اتحاد اور یگانگت کے سبق کو تازہ کرتے ہیں تو اس طرح ان کے آپس کے وہ تفرقے اور شقاق مٹ سکتے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو کمزور کر رکھا ہے اور آپس میں اخوت اور محبت کو بڑھانے کے لئے ذی اثر طبقہ کے لوگ مل بیٹھیں اور آپس میں تعاون بڑھانے کے عہد و پیمان کریں اور جس طرح آج دشمنان اسلام مسلمانوں میں تفرقے کی خلیج کو مزید بڑھانے کے لئے ہمہ تن مصروف ہیں یہاں مل بیٹھ کر ایسے منصوبے بن سکتے ہیں جو ان کے منصوبوں کا توڑ ہوں مگر افسوس ہے کہ اس غرض سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔

پانچواں مقصد جو تمام مقاصد کا لبِ لباب ہے۔ یہ ہے کہ وہ ہر دُکھ سُکھ اور چین میں خدا تعالیٰ کو ہی حرزِ جان بنائیں۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کریں۔ اپنے دل کو تمام دوسرے مجازی خداؤں سے خالی کریں۔ ایک ہی خدا جو تمام کا خدا ہے دل میں بسائیں۔ اسی لئے ایک حاجی کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ وہ ہر وقت یہ تلبیہ کرتا رہے لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ

اس میں شرک کی نفی کی گئی ہے۔ خواہ وہ شرک خفی ہو یا جلی یعنی خواہ جسم کے اندر کا شرک ہو یا باہر کا اور یہی حج کا بنیادی سبق ہے جسے پہلا اور آخری سبق کہا جا سکتا ہے۔ مگر افسوس کے اس لحاظ سے بھی بہت کمی ہے زبان سے تو لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ کا ہی اقرار کر رہا ہوتا ہے مگر اندر جھانک کر دیکھیں تو خدا ہی خدا نظر آتے ہیں اور کسی جگہ کوئی تو بزبان حال یہ کہہ رہا ہوتا ہے لَبَّیْكَ داتا لَبَّیْكَ یَا داتا لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اور کسی کی یہ آواز ہوتی ہے لَبَّیْكَ باہو لَبَّیْكَ یَا باہو لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اور اسلامی سربراہ مملکت کو اس حوالہ سے لیں تو حقیقی خدا کے علاوہ جن مجازی خداؤں کی وہ عبادت کرتے ہیں اور جن پر وہ تکیہ کرتے ہیں ان میں داتا، باہو، میاں میر وغیرہ کے علاوہ دنیا کی سپر طاقتیں بھی ہیں اور وہ ان طاقتوں کا نام لے لے کر ان کی خدائی کا اقرار کر رہے ہوتے ہیں۔

مجھے کسی دوست نے بتایا کہ داتا کی مشہوری کے پیش نظر میں بھی گزشتہ سال قربانی کی عید کے قریب داتا دربار چلا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دوست بڑا ہی پیارا دُنبہ ہاتھ میں لئے داتا دربار میں حاضری کے لئے آئے ہیں۔ میرے پوچھنے پر بتایا کہ میں اس دُنبہ کا حج کروانے آیا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ قربانی ہو جانے سے قبل یہ دُنبہ حج کر لے۔ جہالت کی یہ انتہا نہیں تو اور کیا ہے۔ مسلمان توہین خداوندی میں تمام حدیں پھلانگ چکے ہیں۔ ان کو اس امر کی کوئی پرواہ نہیں کہ خدا تعالیٰ تمام گناہ معاف کر دے گا مگر شرک نہیں۔ آج حج پر جانے والوں میں سے بعض توہین خداوندی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور نہ جانے والے بھی۔ حج پر جانے والے اس عظیم فریضہ کو رسمی رنگ میں ادا کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس کی برکات اور انوار سے متمتع نہیں ہوتے۔

حضرت جنید بغدادی بہت بڑے صوفی بزرگ گزرے ہیں۔ ان کی ایک دفعہ ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو حج کا مقدس فریضہ ادا کر کے آ رہا تھا حضرت جنید نے اس سے چند سوالات پوچھے جو یہ ہیں۔

1۔ جب تو نے احرام باندھا تو کیا یہ نیت بھی کی تھی کہ آئندہ سے اپنی نفسانی خواہشات اور جوش طبع کا لباس بھی اتار پھینکوں گا۔ اس شخص نے کہا یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا تو آپ نے فرمایا تو نے کوئی احرام نہیں باندھا۔

2۔ جب تو نے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اس کے گرد چکر لگائے تو کیا تو نے یہ نیت کی تھی کہ آئندہ میں تیری توحید و محبت کے گرد ہی گھومتا رہوں گا۔ اس نے کہا میری تو عقل نے ایسا نہیں سوچا تو آپ نے فرمایا تو نے بیت اللہ کا طواف ہی نہیں کیا۔

3۔ تو نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تو کیا یہ سوچا تھا کہ یہ وہ علاقہ ہے جہاں ایک خدا کی بندی نے پانی کی تلاش میں چکر لگائے تھے اور اس کے پیارے بچے کے لئے پانی کا چشمہ جاری فرما دیا گیا تھا۔ آج میں بھی بھاگ رہا ہوں اور میرے دل میں بھی اپنی محبت کا چشمہ جاری کر دے۔ اس شخص کے پہلے جیسا جواب پا کر حضرت جنید نے کہا کہ تو نے یہ سعی بھی نہیں کی۔

4۔ جب عرفات سے گزرا تو کیا خیال کیا کہ جس طرح آج یہاں کھڑے ہیں اسی طرح ایک روز خدا کے حضور کھڑے ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب چکانا ہے۔ اس شخص نے پہلے کی طرح جواب دیا۔ حضرت جنید نے فرمایا تیرا میدانِ عرفات میں جانا اور نہ جانا برابر ہے۔

5۔ پھر فرمایا جب تو نے منیٰ میں آکر قربانی کی تو یہ نیت کی تھی کہ جس طرح بکرے کی گردن پر چھری پھیر رہا ہوں اسی طرح آئندہ تمام منایا یعنی خواہشاتِ نفسانیہ کے گلے پر چھری پھیرتا رہوں گا۔ اس شخص نے کہا میں نے تو ایسی کوئی نیت نہیں باندھی۔ آپ نے فرمایا تیرا یہ عمل بھی نہ ہوا۔

6۔ اور جب تو (رمی الجمار) کر رہا تھا تو کیا تو نے دل کے شیطان کو بھی کنکریاں ماریں تا کہ خدا کی محبت دل میں پیدا ہو۔ اس نے کہا ایسا تو میں نے نہیں کیا۔ حضرت جنید نے کہا تو پھر تو نے رمی الجمار نہیں کیا۔ اور تو نے مناسک حج میں سے کچھ بھی پورا نہیں کیا۔ تو اگلے سال دوبارہ جا اور ابراہیمی روح کے ساتھ حج کر تا کہ تو ابراہیمی مقام کو حاصل کر سکے۔

یہ ہے حج کی روح اور فلسفہ مگر آج حج کے متعلق اکثر یہ سننے میں آیا ہے کہ حج کرنے والا اپنا حق سمجھتا ہے کہ اپنے لئے فخر کے طور پر ”حاجی“ کا لقب استعمال کرے۔ ایک ایسا حج جو محض ظاہری رسم و رواج کے طور پر کیا گیا ہو اس ”اعزازی نشان“ کے ذریعہ لوگوں سے احترام کی پونجی حاصل کرنے کے لئے مفید تو ہو سکتا ہے لیکن جہاں تک اسلامی روح کے ساتھ ایک فریضہ کی ادائیگی کا تعلق ہے اس لقب کی کوئی اہمیت نہیں۔ اتنی بھی نہیں جتنی ایک کھوٹے سکّے کی ہوتی ہے۔

(ہفت روزہ ”مہارت“ لاہور 15 تا 21۔ اپریل 1996ء جلد 6 شمارہ نمبر 9۔ بحوالہ کتاب ”کچھ کلیاں کچھ پھول“ از حنیف احمد محمود)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 جولائی 2021ء)

﴿79﴾

الفضل آن لائن کے لیے علمی، روحانی اور اخلاقی مائدہ کی تیاری

مائدہ خواہ مادی ہو یا روحانی اس کی تیاری کے لئے سب سے پہلے اسکیمیں بنتی ہیں۔ پروگرامز بنائے جاتے ہیں۔ مینیو (Menu) تیار ہوتے ہیں۔ مینیو میں درج اشیاء کے حصول کے لئے کوششیں ہوتی ہیں۔ ان اشیاء کے حصول کے بعد طویل تیاری اور محنت کے ساتھ ایک لذیذ مائدہ تیار ہوتا ہے جو تناول کے لئے دستر خوان پر چنا جاتا ہے۔ اسی لئے ''مائد'' اس شخص کو کہتے ہیں جو مختلف جگہوں سے اپنی ضرورت کے لئے غلّہ یا اشیاء خرید کر لاتا ہے۔

ہم گھروں میں روزانہ ہی دیکھتے اور یہ آواز سنتے ہیں کہ آج کیا ترکاری بنائی جائے۔؟ بعض سگھڑ ماؤں نے اپنے بچوں کی ایسی تربیت کر رکھی ہوتی ہے کہ جو گھر میں تیار ہو وہ سب کھائیں۔ بعض گھرانوں میں ہفتہ وار مینیو تیار کر کے کچن میں آویزاں کر رکھا ہوتا ہے کہ ہفتہ کے روز یہ پکے گا اور اتوار کو یہ اور علیٰ ہذا القیاس۔ خاکسار تین دہایاں قبل لاہور میں بطور مربی ضلع متعیّن تھا اور اپنے بھائی مکرم مجید احمد بشیر صاحب کے ساتھ دونوں فیملیوں سمیت ہم اسلام آباد سیر سپاٹے پر گئے۔ موٹر وے تو اس وقت نہ تھی ہم جی ٹی روڈ سے واپس آرہے تھے راستہ میں جہلم اپنے ایک برخوردار مکرم عبدالشکور کو ملنے کے لئے رُکے بُدھ کا دن تھا۔ دوپہر کے کھانے پر انہوں نے بہت ہی لذیذ کڑھی سے تواضع کی اور کہا کہ ہمارے ویکلی فوڈ پلان کے مطابق ہر بُدھ کو کڑھی بنتی ہے جو خاکسار نے پیش کر دی ہے۔

سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور شیخوپورہ (جہاں بین الاقوامی معیار چاول عام ہوتا ہے) میں جب تک رات کے وقت چاول نہ بنیں تو بچوں کو محسوس ہونے لگتا ہے کہ نہ معلوم چاول کھائے کتنا

عرصہ ہو گیا ہے؟ ایک وقت تھا کہ جب کشائش نہ تھی تو ہر روز سبزی اور اجناس خرید ا جاتا تھا حتیٰ کہ گوشت بھی روزانہ کی بنیاد پر خرید کیا جاتا تھا۔ مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھروں میں کشائش ہے تو ہفتہ وار گراسری خرید لی جاتی ہے۔ گوشت اور سبزی وغیرہ بھی ہفتہ کے لگ بھگ خرید کر فرج یا ریفریجریٹر میں رکھ دی جاتی ہیں جس سے وقت کی بہت بچت ہوتی ہے۔

مادی مائدہ کی بات ہو رہی ہے تو شادی بیاہ کے موقع پر جو کھانا بطور مائدہ تیار ہوتا ہے۔ اس کی خریداری بھی ایک بہت بڑا کام ہوتا ہے۔

کُک (کھانا بنانے والا) وغیرہ ایک طویل فہرست تیار کر کے مہیا کرنے کو کہتے ہیں اور پھر مختلف مصالحہ جات کی آمیزش سے ایک لذیذ اور خوش ذائقہ مائدہ تیار ہوتا ہے۔ جو مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

کچھ ایسی ہی تیاری بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر اخبار روزنامہ الفضل آن لائن لندن کی بطور مائدہ کے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی رہنمائی، دعاؤں اور سرپرستی میں کی جاتی ہے۔ دنیا بھر سے پیارے قارئین روحانی مائدہ کی تیاری کے لئے مختلف قسم کے مصالحے اور اجزاء مضامین، آرٹیکلز اور منظوم کلام کی صورت میں بھجواتے ہیں۔ جو ہمارے گودام میں جمع ہوتا جاتا ہے۔ اُدھر بعض اہم عناوین پر مضامین تیار کروانے کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔

مادی مائدہ کے لئے جس طرح ہفتہ وار خریداری کی جاتی ہے اِسی طرح ہماری ٹیم میں سے ایک دوست مکرم سعید الدین احمد صاحب خاکسار سے مشورہ کرتے ہوئے گودام سے مواد لے کر 6 دنوں کا روحانی food plan تجویز کرتے ہیں۔ دوسری طرف رضاکار مربیان کرام ہفتہ وار پہلے دو صفحے کا پلان مع منظوم کلام تیار کر رہے ہوتے ہیں۔ اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ قرآنی آیت، حدیث نبویؐ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ایک ہی موضوع پر ہو۔ پھر ہماری ٹیم میں موجود ایک حافظ قرآن مکرم حافظ سید مشہود احمد صاحب ہفتہ کے تمام شماروں میں موجود قرآنی آیات، احادیث اور عربی عبارات پر اعراب چیک کر کے درست کرتے اور ہفتہ وار شماروں میں

موجود مواد میں قابل اعتراض مواد کی نشان دہی بھی کر دیتے ہیں۔ بعد ازاں یہ شمارہ، الفضل انٹرنیشنل کے ڈیزائنز کے پاس بغرض ترتیب پانے اور مواد ان ڈیزائن میں تزئین وآرائش ہونے کے لئے جاتا ہے۔ وہاں سے اخباری شکل اختیار ہونے پر الفضل آن لائن کی آنریری ٹیم میں موجود مربیان بہت باریک بینی اور عرق ریزی سے پروف ریڈنگ کرتے ہیں اور ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ پروف کی کوئی غلطی نہ رہ جائے۔ مادی مائدہ کے ساتھ اس روحانی مائدہ کی تشبیہ یوں دی جاسکتی ہے کہ اگر لذیذ کھانا کھاتے روڑھ (کنکر) نکل آئے تو کھانا بدمزہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی اچھی تحریر میں پروف کی غلطی نکل آئے تو تحریر کا مزہ کرکرا ہو جاتا ہے اور طبیعت پر بہت ناگوار گزرتا ہے۔ میرے ایک بہت ہی پیارے دوست مکرم ونگ کمانڈر (ر) زکریا داؤد صاحب نے مجھے فون کر کے بتایا کہ میری طبیعت بہت نقاد ثابت ہوئی ہے۔ میں روزانہ 100 صفحات کا مطالعہ کر لیتا ہوں۔ جس میں الفضل آن لائن کے 8 صفحات بھی شامل ہیں۔ میں تنقید کی نگاہ سے دیکھتا اور پڑھتا ہوں مگر مجھے الفضل آن لائن میں کوئی غلطی نظر نہیں آتی۔ الحمد للہ۔ یہ کریڈٹ الفضل کی تمام ارکان ٹیم کو جاتا ہے جو اپنے قیمتی وقت سے کچھ لمحات نکال کر اس مائدہ میں حسن پیدا کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ ان میں مکرم راجہ برہان احمد صاحب، مکرم منصور احمد ضیاء صاحب، مکرم محمود احمد طلحہ صاحب اور مکرم طاہر محمود مبشر صاحب شامل ہیں۔ اعلانات اور ایڈیٹر کے نام ڈاک جو جمعرات اور پیر کو اخبار کی زینت بنتی ہے کو مکرم ضیاء اللہ احسان صاحب دیکھتے ہیں۔ اس پروف اور لمحہ بہ لمحہ بدلتی صورت حال کے ساتھ ساتھ خاکسار خود بھی سارے شمارے پر بغور آخری نظر دوڑاتا ہے۔ مضامین کو پڑھتا ہے اور غلطیوں کی نشان دہی کر کے مناسب تصحیح کروا رہا ہوتا ہے۔ اخبار پر غلطیوں کی ہر جہت سے نشان دہی ہونے پر درستگی کے لئے ٹیکنیکل ٹیم کے پاس شمارہ دوبارہ جاتا ہے۔ جس میں مکرم لقمان کشور صاحب اہم کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ غلطیاں لگنے کے بعد ایک بار نظر ثانی کے لئے شمارہ خاکسار کے پاس آجاتا ہے اور اگر کوئی غلطی لگنی رہ گئی ہو تو وہ لگوا کر شمارہ مکرم عبد الودود صاحب انچارج آئی ٹی کو ویب سائٹ پر اپلوڈ (upload) ہونے کے لئے جاتا ہے۔ جہاں شمارہ

uploadہونے سے قبل ودود صاحب اپنے کولیگ مکرم منصور عطاء صاحب کے ساتھ مل کر شمارہ پر ڈیزائننگ اور لے آؤٹ سیٹنگ کے لحاظ سے نظر دوڑاتے اور پھر آخری بار چیک ہو کر uploadہو جاتا ہے۔ اور تاریخ مقررہ پر یوکے کے وقت کے مطابق رات بارہ بج کر ایک منٹ پر بطور مائدہ آسمان سے دنیا بھر کے مومنوں کے لئے نزول کر جاتا ہے جس سے کل عالم کے لاکھوں احمدی مرد و خواتین اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس روحانی، علمی اور اخلاقی مائدہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ایک دفعہ خاکسار نے ایک قاری، مضمون نگار اور شاعر مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ آف امریکہ کو الفضل کے لئے کسی کام کی یاد دہانی کروائی تو آنمحترمہ نے مجھے لکھا کہ گزشتہ دو تین روز سے مَیں اسی کام میں مصروف ہوں۔ الفضل آن لائن میری غذا ہے۔ اور غذا جزو بدن بن کر انسان کو تقویت دیتی ہے۔ یہی کیفیت ایک مومن اور الفضل کی ہے۔ اور الفضل کا بطور غذا استعمال ایک مومن کی روحانی تقویت کا باعث بنتی ہے۔ جس کا اظہار اکثر و بیشتر قارئین کرام کی طرف سے Feedback کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے۔ الغرض یہ لذیذ اور خوش ذائقہ مائدہ مکمل طور پر اول سے آخر تک رضاکارانہ کام کرنے والے کارکنان کے ذریعہ تیار ہو کر قارئین کی خدمت میں پیش ہوتا ہے۔ اسی پر بس نہیں۔ ادارہ الفضل نے گزشتہ دنوں ایک اعلان عام کے ذریعہ الفضل آن لائن کے لئے مضامین و آرٹیکلز کمپوز کرنے کے لئے رضاکارانہ خدمت بجالانے کی درخواست کی تو دنیا بھر سے بیسیوں مخلصین (جن میں خواتین بھی شامل ہیں) نے اپنے نام نہ صرف پیش کئے بلکہ وہ اس حد تک بے چین پائے گئے کہ الاول الاول کے طور پر اپنے آپ کو سب سے آگے رکھنے کے لئے ترجیح دینے کو کہا۔ مثلاً مکرم محمد اظہر منگلا صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے مجھ سے کہا بلکہ عہد لیا کہ آپ جب بھی اور جو بھی لکھیں (زیادہ تر اداریے ہی ہوتے ہیں) ان کو کمپوز کروانے کے لئے سب سے پہلے مجھے ترجیح دیں گے۔ پھر انہی احباب میں سے ایک دوست کو جب خاکسار نے ملفوظات کی ایک جلد سے قریباً 9 اقتباسات کمپوز کرنے کے لئے درخواست کی تو انہوں نے 35 منٹ کے اندر اندر یہ تمام اقتباسات مائیکروسافٹ ورڈ کمپوز کر کے میں بھجوائے۔ انہی میں سے بے شمار خواتین

باوجود گھر کے کام کاج کی وجہ سے مصروف الاوقات ہونے کے اولین فرصت میں تمام مواد کمپوز کر کے بھجوا دیتی ہیں۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ خَیْرًا۔

اللہ تعالیٰ تمام قارئین، مضمون نگار، شعراء، طوعی خدمت کرنے والے، الفضل ٹیم کے تمام کارکنان اور رضاکارانہ خدمات پیش کرنے والے دوست احباب نیز ٹیکنیکل ٹیم کے تعاون کرنے والے تمام ممبران کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔ چار خواتین جنہوں نے اپنے آپ کو مستقل طور پر آئی ٹی ٹیم سے وابستہ کر رکھا ہے اور سوشل میڈیا میں ٹویٹر اور انسٹاگرام کو آپریٹ کرتی ہیں۔ فیس بک بھی ان کے سپرد ہو گا۔ وہ بھی دعاؤں کی مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کا حامی و ناصر ہو اور اعلیٰ جزاء سے نوازے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ اخبار الفضل کو بھی دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازے اور ان طوعی خدمت کرنے والوں کی خدمات کو قبول کرتے ہوئے ان کے وفا کے پانی سے الفضل کو سیراب کرتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 جولائی 2021ء)

﴿80﴾

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

(قسط دوم)

(اس سلسلہ کی قسط اول روزنامہ الفضل آن لائن کی 9 دسمبر 2020ء کی اشاعت میں ”امام مہدی کی علامات اور حضرت مسیح موعودؑ کا ظہور“ کے عنوان سے شائع ہوئی۔ اداریے جلد اول کے صفحہ 848 پر بھی اس اداریے کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے)

سیرالیون میں خاکسار کو ایک جماعت میں عیدالاضحیہ پڑھانے کا موقع ملا۔ میں دشوار ترین راستوں کی وجہ سے ایک دن قبل اس جماعت میں نہ پہنچ سکا اور قریب ایک جماعت میں رات بسر کی۔ عید والے روز ہم تمام مرد وخواتین عید پڑھنے کے لئے اس گاؤں (بانڈا) کی طرف 5 میل کا پیدل سفر کر کے پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس احمدی دوست پاکمارا صاحب نے قربانی کا جانور ذبح کر رکھا تھا۔ میرے پوچھنے پر جواب ملا کہ یہ قربانی ہے۔ میں نے سو کے قریب لوگوں کو دعوت دے رکھی ہے اس لئے خیال گزرا کہ جلدی فارغ کر دوں۔ ان لوگوں نے واپس بھی جانا ہے۔ میں نے پاکمارا صاحب سے کہا۔ یہ درست نہیں۔ آنحضور ﷺ کے وقت میں ایک صحابی نے عید سے قبل قربانی کر دی تھی۔ آنحضور ﷺ نے اسے کہلا بھیجا کہ دوبارہ قربانی کرو۔ چنانچہ اس صحابی نے دوبارہ قربانی کی۔ اس پر پاکروما صاحب جوش میں آگئے اور کہنے لگے میں بھی تو اُس محمدؐ کا پرستار ہوں۔ اگر صحابی نے دوبارہ قربانی کی تو میں بھی کرتا ہوں اور ساتھ ہی اپنے بیٹے کو کہا کہ فلاں ڈیرہ پر میرا بکرا بندھا ہوا ہے اسے لے آؤ اور قربانی کرو۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 جولائی 2021ء)

﴿81﴾

جانور کی قربانی، تقویٰ اختیار کرنے کا دوسرا نام ہے

جونہی کوئی اہم مذہبی، سیاسی موقع قریب آتا ہے تو دوست احباب کی طرف سے ان سے متعلقہ وڈیوز اور آڈیوز سوشل میڈیا پر عام ہو جاتی ہیں۔ عید الاضحی جو بڑی عید کہلاتی ہے اور اس موقع پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد میں جانور ذبح کئے گئے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے شعائر اللہ سے قرار دیا ہے اس لئے اس حوالہ سے کسی طرح کا مذاق درست نہیں لیکن ٹی وی پر ڈراموں اور دیگر پروگرامز میں شعائر اللہ یعنی عزت و تکریم والی شے کو بالائے طاق رکھ کر خوب مذاق اڑایا جاتا ہے اور بعض مسخرے مختلف کرتب کرکے لوگوں کو خوب ہنساتے اور قربانی کے جانوروں کا مذاق اڑاتے نظر آتے ہیں۔

میرے ایک دوست نے گزشتہ سال کی ایک وڈیو بھجوائی اور مجھے فون کرکے کہا اس سال بھی یہ کاروبار پاکستان میں نظر آرہا ہے اور وہ ہے گاڑیوں کی طرز پر قربانی کے جانوروں کو صاف ستھرا کرنے کے لئے ''سروس اسٹیشنز'' کا قیام۔ جہاں قربانی کے جانوروں کو تیز پریشر کے پانی کے ساتھ شیمپو اور دیگر detergent سے دھویا جاتا ہے۔ جس طرح گاڑیوں کی سروس کی جاتی ہے اس طرح جانور کو مَل مَل کر صاف کیا جاتا ہے اور آج کل یہ کاروبار عام ہے۔

اگر آج کل کرونا وائرس کے حوالہ سے اس عمل کو دیکھا جائے تو کسی حد تک اس کے جائز ہونے کے دلائل دیئے جاسکتے ہیں کہ وائرس سے پاک و صاف جانور اپنے گھر لے کر جائیں۔ لیکن اگر نمائش کی وجہ سے اور واہ واہ کروانی مقصود ہے تو یہ درست نہیں ہے۔

قربانی کا جانور صرف ذبح کرنا مقصود نہیں۔ اس کے اندر جو اسباق پنہاں ہیں۔ ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ضروری ہے۔ اصل میں جانور کو دھونا مقصود نہیں، حقیقت میں تو اپنے دلوں کو

تمام بُرائیوں، بدیوں اور آلائشوں سے دھونا مقصود ہے۔ تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ اگر یہ مقصد حاصل ہو گیا تو پھر جانور کا خون بہانا سود مند ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے:

جسم کو مَل مَل کر دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں

دل کو جو دھووے وہی ہے پاک نزد کردگار

حضرت جنید بغدادیؒ کی ایک دفعہ ایک ایسے شخص سے ملاقات ہو گئی جو حج کر کے واپس آ رہا تھا۔ آپ نے اس حاجی سے کچھ سوالات کئے کہ جب تم یہ یہ منسک حج ادا کر رہے تھے تو کیا تم نے یہ یہ نیت باندھی تھی۔ جیسے جب تو نے منیٰ میں قربانی کی تو کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ جس طرح بکرے کی گردن پر چھری پھیری، کیا تو نے اپنی منایا یعنی خواہشات نفسانیہ کے گلے پر چھری پھیرنے کی نیت کی تھی۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے تو کوئی ایسی نیت نہیں باندھی۔ آپؒ نے حاجی سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تمہارا یہ عمل بھی نہ ہوا۔

پس اس اہم اسلامی رکن کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے خوف، ڈر اور تقویٰ اللہ کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ قربانی کرنے والا تسبیح و تحمید کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اللہ تعالیٰ وہ تمام مقاصد حاصل کرنے کی توفیق دے۔ جس کی خاطر اسے قربانی کی توفیق اللہ تعالیٰ دے رہا ہے۔ وہ اپنے نفس کو مارنا ہے۔ جس نے نفس کی قربانی کر دی اس نے حقیقی معنوں میں قربانی کے فلسفے کو پالیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں

چپکے چپکے کرتا ہے پیدا یہ سامان دمار

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اصل حکمت یہ ہے کہ یہ قربانی تمہیں ہر قربانی کے لیے تیار رہتے ہوئے تقویٰ میں ترقی کی طرف لے جائے اور ہر قربانی میں تم ترقی کرو۔ اور جب تقویٰ میں ترقی ہو گی تو یہی چیز پھر

اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ اس کے بندے اپنے نفس کی قربانی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بھی حق ادا کریں اور اس کی مخلوق کے بھی حق ادا کریں۔ آج کے دور میں پہلے سے بڑھ کر اس بات کے ادراک کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے نفس کی قربانی دے کر یہ دونوں قسم کے حقوق ادا کریں......اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ وہ دلوں کے تقویٰ کو بھی جانتا ہے اور قربانیوں کی نیت کو بھی جانتا ہے۔ اگر عمل صالح نہیں، حقوق کی ادائیگی نہیں، تکبر دلوں میں ہے تو پھر ایسے لوگوں کی پھر یہ قربانی قبول نہیں ہوتی۔ یہ بڑے خوف کا مقام ہے اور ہر وقت ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔"

(خطبہ عید الاضحی، 22 اگست 2018ء)

پھر ایک اور موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پس ہمیشہ یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اصل چیز تقویٰ ہے اور تقویٰ کی روح سے کی گئی قربانی خدا تعالیٰ کو پسند ہے اور اس ظاہری قربانی میں دل میں تقویٰ رکھنے والے کا یہ اظہار ہے اور ہونا چاہیے کہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہوں اور جس طرح یہ جانور جو انسانوں کے مقابلے میں بہت معمولی چیز ہیں اس لیے ان کی قربانی دی جا رہی ہے، ایک ادنیٰ چیز کو اعلیٰ کے لیے قربان کیا جا رہا ہے اسی طرح میں بھی اس قربانی سے سبق لیتے ہوئے اپنے سے اعلیٰ چیز کے لیے، اعلیٰ مقاصد کے لیے ہر قربانی کرنے کے لیے تیار رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہوں گا۔ میں اس قربانی سے یہ سبق لے رہا ہوں کہ میں جو عہد کرتا ہوں اور کر رہا ہوں کہ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد ہے اس کو ہر حال میں پورا کرنے کے لیے تیار رہوں گا۔ میرے کسی فعل میں دنیاداری اور نفس کی ملونی نہیں ہو گی۔ پس یہ عید قربانی ہمیں اگر ہمارے فرائض، ہماری ذمہ داریاں اور عہد دلانے والی نہیں تو یہ ایسی عید ہے جو ہم صرف ایک ظاہری میلے کی طرح منا رہے ہیں۔ یہ عید ہم میں تقویٰ پیدا کرنے کا ذریعہ نہیں بن رہی۔ یہ عید ہمیں قربانیوں کی اہمیت کا احساس نہیں دلا رہی۔ یہ عید ہمیں ہماری ذمہ داریوں سے آگاہ نہیں کر رہی۔ یہ عید ہمیں اپنے عہد کو پورا کرنے کا احساس نہیں دلا رہی۔ صرف ہم نے قربانی کی اور بھیڑ، بکری یا گائے بھی ذبح کر کے خود بھی اس کا گوشت کھایا اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کو

بھی کھلایا تو یہ سب بے فائدہ ہے اگر اس میں قربانی کی روح نہیں۔ فائدہ تو تبھی ہے جب ہم اپنے عہد کو پورا کرنے والے بنیں۔ اپنی گردنیں خدا تعالیٰ کے آگے رکھ دیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اس کے بندوں کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا اور پھر احمدی مسلمان بنایا ...... یہ ظاہری قربانیاں ہماری روح کو جھنجھوڑنے کے لیے ہیں، یہ سمجھانے کے لیے ہیں کہ جس طرح یہ ادنیٰ چیز تمہارے لیے قربان ہوگئی اسی طرح ایک حقیقی مومن کی شان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہے۔ اپنے جسم کو بھی قربانی کے لیے تیار کرو اور روح کو بھی۔ اپنے تقویٰ کے معیار کو بلند کرو۔ اسی تقویٰ کے بلند معیار کے حصول کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”اس سے “یعنی اللہ تعالیٰ سے ”اتنا ڈرو کہ گویا اس کی راہ میں مر ہی جاؤ اور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کرتے ہو اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔“ فرمایا کہ ”جب کوئی تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے۔“

(خطبہ عید الاضحی، 12 اگست 2019ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی تقویٰ کی روح کو قائم کرتے ہوئے اس کے حضور ظاہری قربانیوں کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کی قربانی بھی پیش کرنے کی توفیق دے تا کہ ہم بھی ان خوش نصیب لوگوں میں شامل ہو سکیں جن کے لئے یٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ٥ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً ٥ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ٥ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ کی خوشخبری ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 جولائی 2021ء)

﴿82﴾

”چھوٹی مگر سبق آموز بات“ کے سلسلہ میں تعاون کی درخواست

ادارہ الفضل نے ”چھوٹی مگر سبق آموز بات“ کا ایک تربیتی سلسلہ شروع کیا ہے جس میں وقت اور ضرورت کے مطابق کسی تربیتی، علمی، اخلاقی اور دینی بات یا ماحول اور معاشرہ میں راہ پا جانے والی کوئی غلط بات کی نشان دہی کر کے اس کی درستگی کروائی جاتی ہے۔

قارئین سے اس سلسلہ میں تعاون کرتے ہوئے کوئی بات بھجوانے کی درخواست ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 جولائی 2021ء)

﴿83﴾

اولاد نرینہ کے لیے مقبول دعا

”حضرت خلیفہ نورالدین جمونی صاحب (محقق قبر مسیح) کے ہاں اولاد نرینہ نہ ہوتی تھی۔ ان کی روایت ہے کہ 1893ء میں وہ اپنی دوسری اہلیہ کے ہمراہ قادیان آئے۔ ان کے بطن سے بہت اولاد ہوئی جو مر جاتی رہی۔ خلیفہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ سے اولاد کے بارہ میں دعا کروائی۔ آپ کی اہلیہ نے بھی حضورؑ سے اس کے لئے تعویذ مرحمت فرمانے کی درخواست کی۔

حضورؑ نے اپنے ہاتھ سے ایک دعا لکھ کر دی۔ جو معجزانہ رنگ میں مقبول ٹھہری اور دسمبر 1893ء میں خلیفہ صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوگیا۔ جس کا نام عبدالرحیم رکھا گیا۔ چھ سال کی عمر میں یہ بچہ حضور کی خدمت میں قادیان بغرض زیارت آیا اور اس کی اداسی کے باعث واپسی وطن کے لئے اجازت چاہی تو حضورؑ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا۔ واہ! تیرے پیدا ہونے کے لئے ہم رو رو دعائیں کرتے رہے۔ اب تو یہاں رہنے سے تنگ ہے ابھی ہم نے تیری دعوت کرنی ہے۔ پھر دوسرے دن حضورؑ نے باغ میں احباب کو اکٹھا کر کے شہتوت بدانہ منگوا کر فرمایا۔ لو میاں! تمہاری دعوت ہوگئی۔ بیرسٹر عبدالعزیز خلیفہ نائب امیر کینیڈا انہیں کے خلف الرشید ہیں۔

یہ میاں عبدالرحیم صاحب ریاست جموں کشمیر میں ترقی کرتے کرتے سیکرٹری کے عہدہ تک پہنچے۔

(بحوالہ الحکم 7 تا 14 نومبر 1939ء صفحہ 5,6 از عبدالواحد ایڈیٹر اصلاح۔ بحوالہ سیرت احمدؑ از مولوی قدرت اللہ سنوری صفحہ 179، 80 بحوالہ سفر نامہ پیر سراج الحق نعمانی مطبوعہ جون 1915ء صفحہ 259)

وہ دعا جو انہیں لکھ کر دی گئی اور اب تک غیر مطبوعہ تھی۔ خاکسار 3 جون 2005ء میں سفر کوئٹہ میں خلیفہ جمیل احمد صاحب و خلیفہ طاہر احمد صاحب سے ملی۔ جو یہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّجۡمَعِ الرَّحۡمَةِ وَ بَارِكۡ عَلٰی اَحۡمَدَ شَفِیۡعِ الۡمُذۡنِبِیۡنَ وَالۡمُذۡنِبَاتِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَهُوَ اَرۡحَمُ الرَّاحِمِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ مٰلِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۔ اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ۔ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ۔ اٰمِیۡن

وَ الَّذِیۡنَ سُعِدُوۡا فَفِی الۡجَنَّةِ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَیۡرَ مَجۡذُوۡذٍ ۔ رَبِّ ارۡحَمۡ عَلٰی نُوۡرِ دِیۡنٍ وَّامۡرَاَتِهٖ وَنَجِّهِمَا مِنۡ هُمُوۡمِهِمَا وَاعۡطِ لَهُمَا وَلَدًا صَالِحًا وَّاجۡعَلۡ لَّهُمَا بَرَكَةً وَّشِفَآءً بِكِتَابِیۡ هٰذَا بِنَبِیِّكَ وَ كِتَابِكَ وَرَحۡمَتِكَ الَّتِیۡ لَا تُغَادِرُ صَغِیۡرَةً وَّلَا كَبِیۡرَةً ۔ رَبِّ فَتَقَبَّلۡ دَعۡوَتِیۡ وَلَا تَذَرۡهَا فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوَارِثِیۡنَ ۔ اٰمِیۡن ثُمَّ اٰمِیۡن

ترجمہ: اے اللہ! رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر جو رحمت کے جمع ہونے کی جگہ ہے اور برکتیں بھیج احمدؐ پر جو گناہگار مردوں اور عورتوں کے شفاعت کرنے والے ہیں۔ اور آپؐ کی آل اور سب اصحابؓ پر بھی۔ اور کوئی طاقت اور قوت کسی کو حاصل نہیں سوائے اللہ کے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے جو مہربان بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی ہم مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھی راہ پر چلا۔ ان لوگوں کی راہ پر جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ ان لوگوں کی راہ پر جن پر غضب کیا گیا نہ گمراہوں کا (راستہ)۔ آمین (قبول فرما)

اور یہ لوگ خوش بخت ہیں جنت میں ہوں گے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ جب تک آسمان اور زمین ہیں سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔ یہ انعام نہ ختم ہونے والا ہے۔ میرے رب! رحم کر نور دین اور اس کی بیوی پر اور ان دونوں کو ان کے غموں سے نجات دے اور ان کو نرینہ نیک

اولاد عطا فرما اور میری اس تحریر کو ان کے لئے برکت اور شفا بنا دے۔ اپنے نبیؐ کے وسیلہ سے اور اپنی کتاب (قرآن) کے طفیل اور اپنی رحمت کے صدقے جو کسی چھوٹے اور بڑے گناہ کو نہیں چھوڑتی۔ (مگر ڈھانپ لیتی ہے)۔

میرے رب! میری دعا قبول کر اور ان کو تنہا نہ چھوڑ کہ تو تمام وارثوں سے بہترین وارث ہے۔ (آمین ثم آمین) اے اللہ! قبول فرما پھر قبول فرما۔“

(خَزِیْنَۃُ الدُّعَاءِ صفحہ 56 تا 58 اَدْعِیَۃُ الْمَھْدِیْ از حافظ مظفر ایڈیشن 2014ء)

نوٹ۔ نور دین کی جگہ دعا کرنے والا اپنا نام لے کر دعا کرے۔

اللہ تعالیٰ یہ دعا ہر اس احمدی کے حق قبول فرمائے جو اولاد نرینہ کے حصول کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور جھکے اور دعا کرے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 جولائی 2021ء)

《84》

میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں (مسیح موعودؑ)

اسلام اور ایمان یا مسلم اور مومن اسلامی اصطلاحات ہیں ۔ بلکہ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کے لائے ہوئے دین اور مذہب کا نام اسلام ہے۔ جس کے معنٰی سلامتی کے ہیں۔ اور اس کو ماننے والا مسلم یعنی سلامتی والا کہلاتا ہے۔ جبکہ بانی اسلامؐ پر ایمان لانے والے کو مومن کہا جاتا ہے جس کے معنی امن والا اور امن دینے والے کے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے ہر دو اصطلاحوں کو ان کے حقیقی معنوں کا لبادہ پہنایا ہے۔ مسلم کی تعریف کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ (صحیح بخاری کتاب الایمان)

کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

جب کہ مومن کی تعریف میں آپؐ نے فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اٰمَنَهُ النَّاسُ (سنن نسائی کتاب الایمان)

کہ مومن وہ ہے جس سے لوگ امن میں رہیں۔ یعنی مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی امن میں رہیں۔

گویا جو پیغام سیّدنا حضرت محمد مصطفٰے ﷺ نے عملاً اور قولاً دیا آج مسلمانوں کو اس عظیم پیغام کو نہ صرف اپنے اندر بلکہ پوری امت کے اندر سرایت کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایسا امن اور ایسی سلامتی وشانتی مسلمان سرزمین پر بہت کم نظر آتی ہے۔ ہر طرف قتل وغارت گری، لوٹ کھسوٹ، گالم گلوچ اور عزتوں سے کھیلنے اور اپنے مخالفین کی پگڑیاں اچھالنے کا بازار گرم نظر آتا ہے جب کہ اس کے مقابل پر مغربی دنیا وہ امن وسلامتی کا نظارہ پیش کر رہی ہے جو سیّدنا حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کا پیغام تھا۔ پاکستان کی سندھ وبلوچستان اسمبلی بالخصوص پاکستان

نیشنل اسمبلی کے اراکین کی طرف سے جو ہلڑ بازی، گالم گلوچ، اخلاقیات کی پامالی، دست و گریبان ہوتے ہوئے تمام دنیا نے دیکھا۔ جس سے پاکستان کی اور اسلام کی جو جگ ہنسائی ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔

حیرانگی ہوتی ہے کہ انہی ممبران نیشنل اسمبلی میں ختمِ نبوّت پر بات ہو جائے تو تمام ممبران بیک زبان ہو کر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ سے محبت کے دعویدار ہو جائیں گے اور ختم نبوت کو اپنے عقیدہ کا جزو قرار دے کر احمدیوں کے خلاف غصّہ کا اُبال بھی نکالیں گے۔ 1973ء میں جن ممبران نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا ان کے اخلاقی معیار کا یہ حال تھا کہ اگلی حکومت کو ان کے خلاف وائٹ پیپر شائع کرنا پڑا۔ مگر ان تین دنوں میں ایک ایسی عمارت کے اندر ہلہ گلہ اور گالم گلوچ ہوئی جہاں قرآنی آیات اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی خوبصورت تختیاں آویزاں ہیں۔ بلکہ پاکستان کا حصول بھی کلمہ کی خاطر ہوا۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ ان مقدس آیات تلے یہ ہنگامہ نہ صرف برپا کئے رکھا بلکہ بجٹ کی بھاری بھرکم کاپیاں جن پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور دیگر اسلامی اصطلاحیں لکھی ہوئی تھیں ایک دوسرے پر پھینکی گئیں۔ جس سے قرآنی آیات اور اسلامی اصطلاحات کی بے حرمتی ہوئی۔ ممبران کے اس ایکشن پر کسی نے کہا ہے کہ اگر یہ بے حرمتی کسی عیسائی کی طرف سے ہوئی ہوتی تو آج اس کے خلاف ہنگامہ کھڑا ہو چکا ہوتا اور سر آسمان پر اٹھا لیتے۔ اسمبلی کی اس ہنگامہ آرائی میں خواتین پر بھی حملے ہوئے جب کہ اسلام کی اس بارہ میں تعلیم یہ ہے کہ جنگ کے دوران کسی خاتون پر حملہ آور نہ ہوں۔ خواتین کی بے حرمتی اور بے عزتی کرنا تو ان کا قومی تشخص بنتا جارہا ہے۔

1974ء کے ہنگاموں میں احمدی خواتین کی ان بلوائیوں نے جو بے حرمتی کی وہ تاریخ کا حصہ بن چکی ہے۔ جماعت احمدیہ کی مخالفت ان کا حصہ بن چکا ہے۔ احمدیہ مساجد کے مینار اور محراب گرانے کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ مساجد کی پیشانیوں سے کلمے ہتھوڑوں سے توڑے جاتے ہیں۔ قبرستانوں میں احمدی مُردے بھی ان سرکاری مسلمانوں کے ہاتھوں محفوظ نہیں۔ احمدیہ کتب اور

اخبارات ورسائل کو حکومتی سطح پر پابندیوں کا سامنا ہے۔ احمدیوں پر مقدمات بنائے جاتے ہیں۔ اور خود اپنا یہ حال ہے کہ ہر وہ کام کرتے ہیں جن سے سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور پھر آنحضور ﷺ سے دلی محبت کا دم بھی بھرتے ہیں۔

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مسلسل کئی جمعوں میں پاکستان کی سلامتی اور استحکام اور احمدیوں کی حفاظت کے لئے دعاؤں کی تحریک فرمارہے ہیں۔ آپ ایک خطبہ میں فرماتے ہیں:

”اگر یہ مولوی ہمارے خلاف بیان دیتے ہیں تو اس ذریعہ سے آج کل جتنا احمدیت کا پیغام پہنچارہے ہیں اور خاص طور پر اس طبقہ میں جہاں ہماری طرف سے پیغام پہنچنا مشکل تھا تو یہ ہمارا کام کررہے ہیں اور یہ ہمارے فائدہ کے لئے ہے۔ دعا تو ہم ان کے لئے بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ! اگر ان میں کوئی بھی شرافت کی رمق ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے اور انہیں سمجھ آجائے لیکن عوام الناس کے لئے، عامۃ المسلمین کے لئے، زیادہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے چنگل سے نجات دے۔

بہرحال یہ ہمارے فائدے کے لئے مخالفت کرتے ہیں ایسی ایسی جگہوں پر احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے جہاں پہلے نہیں پہنچا تھا یا ہمارے ذریعہ سے نہیں پہنچ سکتا تھا اور پھر ان میں سے بعض لوگ خود رابطہ بھی کرتے ہیں۔ پس ہمارا کام دعا کرنا ہے اور صبر کرنا ہے اور یہی بہترین ذریعہ ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی بھی عطا فرمائے گا۔ ہمارا کام یہی ہے کہ ایک مسلمان کے لئے اپنے خیالات اور اپنے احساسات کو صاف رکھیں۔ ان کے لئے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ جلد ان کی آنکھیں کھولے اور یہ زمانے کے امام کو ماننے اور پہچاننے والے بن جائیں۔“

(الفضل انٹرنیشنل 4 جون 2021ء)

یہ مخالفت جماعت کے لئے کھاد کا کام کرتی ہے۔ جتنا یہ مخالفین جماعت کی آواز کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جماعت کی آواز اتنی ہی بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر دنیا میں پھیلتی جاتی ہے۔ ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی طرف اس امر کا اظہار فرمایا ہے کہ یہ

مولوی پاکستان میں جو مخالفت کرتے ہیں۔ ان کے صلے میں اللہ تعالیٰ دنیا بھر میں ترقیات کے نئے نئے راستے کھولتا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ تیری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ اس جماعت نے تو ترقیات کی منازل طے کرتے جانا ہے کیونکہ یہ الٰہی جماعت ہے۔ خدا کا لگایا ہوا پودا ہے جو بڑھنا پھلنا پھولنا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم یار نہاں میں نہاں ہو جائیں اور اپنی راتوں کو بیدار کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں اور دعائیں کریں۔

کَانَ اللّٰہُ مَعَ جَمَاعَتِہٖ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 جولائی 2021ء)

﴿85﴾

سلسلہ کی اولاد۔ واقفینِ زندگی

دین کی خاطر زندگی وقف کرنے کا سلسلہ تو اس وقت سے جاری ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لیے انبیاء کے بھجوانے کا سلسلہ شروع کیا۔ انبیاء کرام خود واقفینِ زندگی تھے بلکہ دیگر واقفینِ زندگی کے لئے نمونہ ہوتے ہیں۔ انبیاء کے ذیل میں ان کے ماننے والے، واقفینِ زندگی کا رول ادا کرتے ہیں۔ خاص طور پر ہمارے بہت ہی ارفع اور اعلیٰ رسول اور نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے والے صحابہؓ تھے جو اشاعتِ اسلام اور اس کے دفاع کے لئے اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو ہر وقت قربان کرنے کے لئے تیار رہے۔ ان صحابہؓ کو ہی اللہ تعالیٰ نے یہ مبارک سرٹیفکیٹ یوں دیا کہ کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡھَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ (آلِ عمران:111)

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے حکمًا بھی امّتِ محمّدیہ ﷺ کے ہر فرد کو واقفِ زندگی بننے کی رغبت دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡھَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ

(آلِ عمران:105)

پھر آنحضور ﷺ کی ایک دعا خلفاء اور حکّام کے حق میں ملتی ہے۔ مبلغین، مربیان، معلمین، داعیانِ الی اللہ اور واقفینِ زندگی بھی اس دُعا کے مخاطب ہیں کیونکہ وہ احادیث کو بیان کرتے، سنّت رسول ﷺ کو زندہ رکھتے اور اسلامی تعلیم لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ دُعا یوں ہے:

اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡ خُلَفَآءِیۡ الَّذِیۡنَ یَأۡتُوۡنَ مِنۡ بَعۡدِیۡ الَّذِیۡنَ یَرۡوُوۡنَ أَحَادِیۡثِیۡ وَسُنَّتِیۡ وَیُعَلِّمُوۡنَھَا النَّاسَ (جامع الصغیر السیوطی جزو اول صفحہ 60)

کہ اے اللہ! میرے ان خلفاء (جانشینوں) پر رحم فرما جو میرے بعد آئیں گے۔ میری احادیث اور سنت بیان کریں گے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ ایسے نیک، فعال خدّام دین لوگوں کے لئے فرماتے ہیں:

”جو شخص چاہے کہ ہم اس سے پیار کریں اور ہماری دعائیں نیاز مندی اور سوز سے اس کے حق میں آسمان پر جائیں۔ وہ ہمیں اس بات کا یقین دلاوے کہ وہ خادم دین ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 311)

آپؑ پھر فرماتے ہیں:

”جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے اور جسے دیکھ کر میں دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہوں۔ وہ ایک ہی بات ہے کہ میں کسی شخص کی نسبت معلوم کرلوں کہ یہ خدمت دین کے سزاوار ہے اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے لئے، خدا کے رسول کے لئے، خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد و الم پہنچے وہ در حقیقت مجھے پہنچتا ہے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 215)

ایک کامیاب داعی الی اللہ کے لیے جہاں اتنی اہم مقبول دعائیں ملتی ہیں۔ وہاں ایک کامیاب مبلغ، مربی اور داعی الی اللہ کو انہی کامیابیوں کے لئے اور اپنے ساتھ مزید داعیان کو جوڑنے کے لئے بھی دُعائیں ملتی ہیں۔ جیسے سورۃ بنی اسرائیل میں وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کے الفاظ ملتے ہیں۔

پھر حضرت موسیٰؑ کی دُعا رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ۔ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ۔ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ۔ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ۔ هٰرُوْنَ اَخِي۔ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ۔ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ۔ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا (طٰہٰ:26تا34)

ترجمہ: اے میرے ربّ! میرا سینہ میرے لئے کشادہ کر دے۔ اور میرا معاملہ مجھ پر آسان کر دے۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔ تا کہ وہ میری بات سمجھ سکیں۔ اور میرے لئے

میرے اہل میں سے میرا نائب بنادے۔ ہارون میرے بھائی کو۔ اس کے ذریعے میری پُشت مضبوط کر اور اسے میرے کام میں شریک کر دے تا کہ ہم کثرت سے تیری تسبیح کریں۔

اس دعا میں اپنے اہل میں سے وزیر یعنی مدد گار طلب کیا گیا ہے۔ تاہم تیری تسبیح کثرت سے کریں۔ یہ اعلیٰ نتیجہ ہے دعوت الیٰ اللہ کا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اس سلسلہ میں ایک اہم دُعا ان الفاظ میں ملتی ہے جو آپؑ نے حضرت مولانا حکیم نور الدینؓ کے نام ایک مکتوب میں لکھ کر دی۔ جو یہ ہے:

رَبِّ اَعۡطِنِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ اَنۡصَارًا فِیۡ دِیۡنِکَ (مکتوب نمبر 24 از مکتوبات احمدیہ جلد پنجم صفحہ 34)

کہ اے میرے رب! مجھے اپنے حضور سے اپنے دین کے لیے معاون و مدد گار عطاء کر۔

پھر آپؑ اپنے لئے دُعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں:

مجھ کو دے اک فوقِ عادت اے خدا جوش و تپش
جس سے ہو جاؤں مَیں غم میں دیں کے اِک دیوانہ وار
وہ لگا دے آگ میرے دل میں ملت کے لئے
شعلے پہنچیں جس سے ہر دم آسماں تک بیشمار

پھر آپؑ اپنی اولاد کے داعیان الی اللہ بننے کے لیئے یوں دُعا کرتے ہیں:

یہ تینوں تیرے چاکر ہوویں جہاں کے رہبر
یہ ہادیٔ جہاں ہوں یہ ہو ویں نُور یکسر
یہ مرجع شہاں ہوں یہ ہوویں مہرِ انور
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

یہ دُعا آپؑ کی اولاد در اولاد کے حق میں بڑی شان سے پوری ہوئی۔ اور چار خلفاء آپ کی نسل سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے۔ جو کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡہَوۡنَ

عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران: 111) کی زندہ علامت ہیں اور اس وقت ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ اس اہم عنوان کے تحت کارہائے نمایاں رقم فرمارہے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَبَارِكْ لَنَا فِیْ عُمُرِہٖ وَاَمْرِہٖ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ (بانی الفضل) تحریر فرماتے ہیں:

''میرے تیرہ لڑکے ہیں اور تیرہ کے تیرہ دین کے لئے وقف ہیں''

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 50)

واقفینِ زندگی کا ایک مقام ہے۔ جسے ہم میں سے ہر ایک کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ آغاز میں تو واقفینِ زندگی میں صحابہ کرام، مربیان، اور مبلغین کرام شامل تھے۔ آہستہ آہستہ جماعت احمدیہ میں یہ دائرہ وسیع ہوتا گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی تحریکِ وقفِ جدید سے معلمین کرام کا اضافہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بابرکت اسکیم نصرت جہاں کے تحت ڈاکٹرز اور ٹیچرز حضرات نے زندگیاں وقف کیں اور اس مبارک نظام میں شامل ہوئے اور ابھی ہورہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی مبارک انقلابی تحریک وقفِ نو کے تحت ہزاروں کی تعداد میں نفوس نے اپنے لختِ جگروں اور بچیوں کو دینِ اسلام کی اشاعت کے لئے وقف کیا جن کی تعداد 60 ہزار سے زائد ہو چکی ہے۔ پھر دعوت الی اللہ کے تحت داعیان کی تحریک بھی تھی۔ اور اب ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے متعلق الہام ''اِنِّیْ مَعَكَ یَا مَسْرُوْرُ'' کے تحت آپ کی تائید و نصرت اور مدد کے لئے احبابِ جماعت دنیا بھر سے واقفینِ زندگی کی صورت میں حضور کی فوج میں شامل ہو رہے ہیں۔ جن میں دنیا بھر میں جامعہ احمدیہ کے پھیلے جال میں آنے والے واقفِ زندگی تو موجود ہی ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف فیلڈز سے تعلق رکھنے والے نوجوان، بچے، بوڑھے شامل ہو رہے ہیں۔ جن میں انجینئرز، کمپیوٹر، شعبہ تعمیراتی اور اکاؤنٹس سے تعلق رکھنے والے نوجوان اور خواتین شامل ہیں۔ اس وسیع و عریض نظام کے علاوہ رضاکارانہ طور پر کام کرنے والے جماعتی و ذیلی تنظیموں کے ہزاروں کی تعداد میں عہدیداران اور داعیان الی اللہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ جماعت

کے سینکڑوں شعبوں میں آنریری اور طوعی خدمات بجا لانے والے ہزاروں کی تعداد میں امراء، صدران اور سیکرٹریان اس کے علاوہ ہے۔ جیسے روزنامہ الفضل آن لائن لندن ہی کو دیکھیں تو سینکڑوں احباب و خواتین کی مجموعی رضاکارانہ خدمت سے یہ روحانی اور علمی مائدہ تیار ہو کر منصہ شہود پر آتا ہے۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور ان کا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔

ان واقفینِ زندگی کا بلند مقام و مرتبہ اپنے اللہ کے حضور تو مسلم ہے ہی۔ احبابِ جماعت اور خلیفۃ المسیح کی نظر میں بھی قابل دید ہے۔ ایک وقت تھا کہ احبابِ جماعت اپنا تعارف اپنے خاندان سے جڑے صحابی کے نام سے کروایا کرتے تھے۔ اب اس میں اس لحاظ سے اضافہ ہوا ہے کہ احبابِ جماعت اپنا تعارف واقفینِ زندگی کی اولاد یا اولاد اپنے واقفینِ زندگی والدین کے حوالہ سے کرواتی ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نکاحوں کے اعلانات میں واقفینِ زندگی، واقفین (واقفات) نو اور واقفینِ نو کی اولادوں کو ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت ڈاکٹر حشمت اللہؓ کے بیٹے کے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

”میں نے یہ اعلان کیا ہوا ہے کہ سوائے اپنے عزیزوں کے یا ایسے لوگوں کے جن کے تعلقات دینی یا تمدنی لحاظ سے اس قسم کے ہوں کہ جن کی وجہ سے وہ گویا اقرباء ہی سمجھے جانے کے قابل ہیں جب تک میری صحت اچھی نہیں ہوتی میں کوئی نکاح نہیں پڑھایا کروں گا۔ اس اعلان کے بعد میں نے بعض واقفین تحریک جدید کے نکاح پڑھے ہیں کیونکہ جو شخص زندگی وقف کرتا ہے وہ ایسا تعلق دین اور اسلام سے پیدا کر لیتا ہے گویا وہ سلسلہ کی اولاد ہے اور جو سلسلہ کی اولاد ہو جائے وہ کسی صورت میں ہمیں اپنی اولادوں سے کم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا تعلق دینی لحاظ سے ہے اور رشتہ داروں کا دنیوی لحاظ سے۔ گو رشتہ داروں کا دینی لحاظ سے بھی تعلق ہوتا ہے مگر ظاہری اور

ابتدائی تعلق ان کا دنیوی لحاظ سے ہی ہوتا ہے۔ آج بھی اس اصول کے تحت میں ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے لڑکے کا نکاح پڑھنے کھڑا ہوا ہوں۔“ (ایاز محمود صفحہ 290)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس تحریک کی ضرورت اور اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔”اور جیسا کہ میں نے کہا مختلف قوموں اور طبقوں کے لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اس نظام کا حصہ بن چکے ہیں اور بن رہے ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے کہا کہ جماعتی ضروریات بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس تعداد میں اضافے کی بھی ضرورت ہے اور یہ ضرورت آئندہ بڑھتی بھی چلی جائے گی۔ فی الحال صرف موجودہ وقت میں ضرورت نہیں ہے بلکہ آئندہ اس ضرورت نے مزید بڑھنا ہے۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 22 اکتوبر 2016ء)

اللہ تعالیٰ دنیا بھر میں پھیلے واقفین و واقفاتِ زندگی، واقفین و واقفاتِ نو اور رضاکارانہ وطوعی خدمات بجالانے والوں کی خدمات کو مقبول و منظور فرمائے اور جو اس بابرکت نظام میں شامل ہونے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ والدین کو ان حسین پھولوں کی صحیح رنگ میں پرورش و پرداخت کرنے کی توفیق دیتا جائے اور یہ مبارک نظام دن بدن ترقی کرتا چلا جائے تا آنکہ اسلام واحمدیت کا غلبہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 جولائی 2021ء)

﴿86﴾

حضرت مسیح موعودؑ اور طب (قسط نمبر 2)

طبیب اور دعا

فرمایا:

طبیب کے واسطے بھی مناسب ہے کہ اپنے بیمار کے واسطے دعا کیا کرے کیونکہ سب ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کو حرام نہیں کیا کہ تم حیلہ کرو۔ اس واسطے علاج کرنا اور اپنے ضروری کاموں میں تدابیر کرنا ضروری امر ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ مؤثر حقیقی خدا تعالےٰ ہی ہے۔ اسی کے فضل سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ بیماری کے وقت چاہیے کہ انسان دوا بھی کرے اور دعا بھی کرے۔ بعض وقت اللہ تعالیٰ مناسب حال دوائی بھی بذریعہ الہام یا خواب بتلا دیتا ہے اور اس طرح دعا کرنے والا طبیب علم طب پر ایک بڑا احسان کرتا ہے۔ کئی دفعہ اللہ تعالیٰ ہم کو بعض بیماریوں کے متعلق بذریعہ الہام کے علاج بتا دیتا ہے۔ یہ اس کا فضل ہے۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ 53)

بیماری میں کلام پڑھ کر پھونکنا

ایک دوست نے سوال کیا کہ مجھے قرآن شریف کی کوئی آیت بتلائی جاوے کہ میں پڑھ کر اپنے بیمار کو دم کروں تا کہ اس کو شفا ہو۔

حضرت نے فرمایا:

بیشک قرآن شریف میں شفا ہے۔ روحانی اور جسمانی بیماریوں کا وہ علاج ہے مگر اس طرح کے کلام پڑھنے میں لوگوں کو ابتلاء ہے۔ قرآن شریف کو تم اس امتحان میں نہ ڈالو۔ خدا تعالیٰ سے اپنے بیمار کے واسطے دعا کرو۔ تمہارے واسطے یہی کافی ہے۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ 70)

علاج معالجہ اور فیس

ایک احمدی بھائی کا خط پیش کیا گیا کہ میں نے ایک احمدی بھائی کے دو بیٹوں کا معالجہ کیا تھا ایک ان میں سے شفایاب ہوا اور دوسرا مر گیا۔ اور اس بھائی نے دس روپے فیس کے دیئے تھے کیا وہ میرے لئے جائز ہیں؟

فرمایا:

ہاں جائز ہے (ملفوظات جلد نہم صفحہ 175)

معالجہ و ہمدردی

سوال ہوا کہ طاعون کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں طبیب کے واسطے کیا حکم ہے؟

فرمایا:

طبیب اور ڈاکٹر کو چاہیئے کہ وہ علاج معالجہ کرے اور ہمدردی دکھائے۔ لیکن اپنا بچاؤ رکھے۔ بیمار کے بہت قریب جانا اور مکان کے اندر جانا اس کے واسطے ضروری نہیں ہے۔ وہ حال معلوم کرکے مشورہ دے۔ ایسا ہی خدمت کرنے والوں کے واسطے بھی ضروری ہے کہ اپنا بچاؤ بھی رکھیں اور بیمار کی ہمدردی بھی کریں۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ 249)

دیسی بوٹیاں

سیر میں برلب سڑک خودرَو بُوٹیوں کی طرف اشارہ کرکے اور حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کو مخاطب کرکے حضرت اقدس نے فرمایا:

یہ دیسی بُوٹیاں بہت کارآمد ہوتی ہیں مگر افسوس کہ لوگ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

حضرت مولوی صاحب نے عرض کیا کہ یہ بُوٹیاں بہت مفید ہیں۔ گندلوں کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ہندو فقیر لوگ بعض اسی کو جمع کر رکھتے ہیں اور پھر اسی پر گذارا کرتے ہیں۔ یہ

بہت مقوی ہے اور اس کے کھانے سے بواسیر نہیں ہوتی۔ ایسا ہی کنڈیاری کے فائدے بیان کئے جو پاس ہی تھی۔

حضرت نے فرمایا:

ہمارے ملک کے لوگ اکثر اُن کے فوائد سے بے خبر ہیں اور اس طرح توجہ نہیں کرتے کہ اُن کے مُلک میں کیسی عمدہ دوائیں موجود ہیں جو کہ دیسی ہونے کے سبب اُن کے مزاج کے موافق ہیں۔ (ملفوظات جلد نہم صفحات 254-255)

طبّی علوم

فرمایا:

علم طب کی بناء بھی ظنّیات پر ہے۔ جب مرض الموت آتی ہے تو کوئی دوا شفا نہیں دیتی بلکہ ہر ایک دوا الٹی پڑتی ہے۔ لیکن جب اللہ تعالےٰ شفا دینا چاہتا ہے تو معمولی دوائی بھی کارگر ہو جاتی ہے۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ 309)

طبیبوں کے علاج اور بعض بیماریوں کا ذکر

طبیبوں کے علاج اور بعض بیماریوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا:

اکثر طبیبوں کا یہ کام ہے کہ جب انہیں مایوسی کے آثار نظر آنے لگتے ہیں اور بظاہر نظر کامیابی کی راہیں مسدود نظر آتی ہیں تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ خاص خاص شبہات پیدا ہو گئے تھے ورنہ یہ ہوتا تو ٹھیک تھا۔ یہ بات نہیں ہو سکی وہ نہیں ہو سکی۔ ایسا کرنا چاہئے تھا ویسا کرنا چاہئے تھا مگر یہ سب باتیں توحید کے برخلاف ہیں۔ اگر طبیب سے غلطی ہو گئی ہے یا کامیابی نہیں ہو سکی تو پھر کیا ہوا۔ اس کا کام تو صرف ہمدردی کرنا تھا تقدیر کا مقابلہ نہ کرنا تھا۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ 340)

ہر درد را درمان ہست

حدیث شریف میں لکھا ہے۔ مَا مِنْ دَآءٍ اِلَّا لَہٗ دَوَآءٌ یعنی کوئی بیماری نہیں جس کی دوائی موجود نہ ہو۔ اگر اصلی دوا اور علاج ہوتا رہے تو عمر طبعی سے پہلے انسان مرے کیوں؟

مگر یاد رکھنا چاہئے کہ انسان ایک نہایت ہی کمزور ہستی ہے۔ ایک ہی بیماری میں باریک در باریک اور بیماریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ انسان غلطی سے کب تک بچ سکتا ہے انسان بڑا کمزور ہے۔ غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ اکثر اوقات تشخیص میں ہی غلطی ہو جاتی ہے اور اگر تشخیص میں نہیں ہوئی تو پھر دوا میں ہو جاتی ہے۔ غرض انسان نہایت کمزور ہستی ہے غلطی سے خود بخود نہیں بچ سکتا۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہی چاہیے۔ اس کے فضل کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دافع بلیات تو صرف خدا تعالےٰ ہے۔ (ملفوظات جلد نہم صفحات 367-368)

تقدیر معلق اور تقدیر مبرم

فرمایا:

تقدیر دو طرح کی ہوتی ہے ایک کو تقدیر معلق کہتے ہیں اور دوسری کو تقدیر مبرم کہتے ہیں۔ ارادۂ الٰہی جب ہو چکتا ہے تو پھر اس کا تو کچھ علاج نہیں ہوتا۔ اگر اس کا بھی کچھ علاج ہوتا تو سب دنیا بچ جاتی۔ مبرم کی علامات ہی ایسی ہوتی ہیں کہ دن بدن بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور حالت بگڑتی چلی جاتی ہے۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ 384)

ٹیکہ ایک دوا ہے

کسی نے ٹیکہ لگوانے کی بابت دریافت کیا۔ فرمایا:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ کوئی بیماری نہیں جس کی دوا نہ ہو۔ ٹیکہ بھی ایک دوا ہے۔ مسلمانوں کو اگر وہ مسلمان بن جاویں تو خدا تعالےٰ ہی ان کا ٹیکہ ہے۔ چاہیے کہ جس جگہ بیماری زور پکڑ جاوے وہاں نہ جاویں اور جس جگہ ابھی ابتدائی حالت ہو تو وہاں سے باہر کھلی ہوا میں چلے جائیں۔ مکان بدن اور کپڑے کی صفائی کا بہت خیال رکھیں۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ 419)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31 جولائی 2021ء)

﴾87﴿

جلسہ سالانہ اور عالمی بیعت

جماعت احمدیہ میں جلسہ سالانہ کا آغاز بانی جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں 1891ء میں شروع ہوا تھا جس میں 75 افراد نے شرکت کی۔ یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہا اور 130 سالوں میں جو قوموں کی زندگی میں آنکھ جھپکنے کے برابر بھی نہیں ہوتا یہ سلسلہ بڑھتا اور پھیلتا ہوا اب 100 کے لگ بھگ ممالک تک پھیل گیا ہے جہاں بڑی شان و شوکت کے ساتھ سالانہ جلسے منعقد ہوتے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں فدائیان شامل ہوتے ہیں۔

ابھی گزشتہ سال Covid-19 سے قبل جنوری میں خاکسار کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی نمائندگی میں سیرالیون جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔ وہاں 2020ء کے جلسہ سالانہ میں شاملین کی تعداد 24700 تھی۔ یہ جلسے بیعتوں کا ذریعہ بنتے رہے اور آج سینکڑوں کی تعداد میں لوگ ان جلسوں اور جماعت کی انسانیت کی خدمت سے متاثر ہو کر احمدیت میں شامل ہوتے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دور میں جلسہ سالانہ برطانیہ پر عالمی بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس میں رواں سال کے دوران عالمی سطح پر بیعت کرنے والے اس مبارک تقریب میں شامل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دوروں میں جب کسی جلسہ میں شرکت فرماتے ہیں تو وہاں بھی بیعت کی تقریب منعقد ہوتی ہے۔ اس مبارک طریق کی تقلید میں بعض ممالک میں بھی اپنے اپنے جلسہ سالانہ کے مواقع پر بیعت کی تقاریب منعقد ہوتی ہیں۔

بیعتوں کی جن تقاریب میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنفسِ نفیس شامل ہو کر برکت بخشتے ہیں۔ وہ تقاریب ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا میں نشر ہوتی ہیں اور دُنیا بھر کے احمدی ان سے استفادہ کرتے ہیں بالخصوص جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر عالمی سطح پر انفرادی طور پر گھروں میں، مساجد اور بیوت میں بہت اہتمام سے احباب و خواتین اکٹھی ہوتیں اور براہ راست خلیفۃ المسیح سے فیض پاتی ہیں۔ یہ تقریب اس قدر مبارک اور مقدس ہوتی ہیں کہ یوں لگتا ھے جیسے ماحول میں روحانیت نے بسیرا کیا ہوا ہے۔ انسان چند لمحوں کے لئے اس دُنیا سے نکل کر ایک اور عالم میں پہنچ جاتا ہے۔ اپنے گناہوں، کمزوریوں اور لغزشوں کا جائزہ لے کر اور اُنہیں نکال باہر رکھ کر اپنے اللہ کے حضور جھکتا، دُعا کرتا اور آئندہ نیکیاں بجالانے کے عزم صمیم باندھتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بعد میں آپ کے خلفاء کے بیان فرمودہ ہدایات اور نصائح کو حرزِ جان بناتا ہے اور خلیفۃ المسیح سے بھی عہد وپیمان باندھتا ہے۔

مجھے یاد ہے ایک وقت تھا کہ اگر کوئی دوست جماعت میں شامل ہوتے تو کسی کے گھر یا کوئی چھوٹی سی محفل کا انعقاد کر کے عہد بیعت اور شرائط کو دہرایا جاتا تھا۔ اور ہم میں سے کئی ایک کو سالہا سال شرائط بیعت اور بیعت کے الفاظ دہرانے کا موقع میسر نہ آتا تھا۔ مگر آج سلام ہو ایم ٹی اے کو جس کے ذریعہ ہم دُنیا بھر میں ہونے والی بیعتوں کی تقاریب میں شامل ہو کر اپنے آپ کو نور سے نہلاتے ہیں۔ سال میں ایک بار نہیں بلکہ کئی بار۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

گو ان مبارک جلسوں کا آغاز دسمبر کے مہینہ میں ہوا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بھی آپ کی زندگی میں دسمبر کی 27 تاریخ آئے تو مرکز چلے آئیں۔ لیکن بعد میں مختلف ممالک نے اپنے اپنے حالات اور موسم کے مطابق اپنے ہاں جلسوں کا انعقاد کرنا شروع کیا۔

اور اب شائد ہی سال میں کوئی مہینہ ایسا گزرتا ہو جس میں کسی نہ کسی ملک میں جلسہ نہ منعقد ہوتا ہو۔ جماعت احمدیہ یوکے جولائی یا اگست میں اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرتی ہے۔ جس میں امام جماعت احمدیہ بنفسِ نفیس شامل ہوتے ہیں اور عالمی بیعت بھی ہوتی ہے۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک دور کی ایک بیعت کے احوال جانیں۔ اِسے ''دُعائے بیعت توبہ'' کا نام دیا گیا ہے۔

بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ وطہارت

حضرت مسیح موعودؑ نے جن الفاظ میں حضرت نور الدین اعظم خلیفہ اوّل سے بیعت لی۔ اس بیعت کے الفاظ خود حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے الفاظ میں یوں ہیں:

(ادعیۃ المہدی از حافظ مظفر احمد)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

''آج مَیں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں مبتلا تھا۔ اور سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا۔ اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدم رکھوں گا۔ اور 12 جنوری کی دس شرطوں پر حتی الوسع کاربند رہوں گا۔ اور اب بھی اپنے گزشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَ تُوْبُ اِلَیْهِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ

(سیرت المہدی جلد اوّل روایت 98، صفحہ 70-71)

ترجمہ:۔ مَیں اللہ اپنے رب سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ میں، اللہ اپنے رب سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ مَیں، اللہ اپنے رب سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ اور اسی کی طرف جھکتا ہوں۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اعتراف کیا۔ پس میرے گناہ بخش دے۔ کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا۔

میر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی کی روایت ہے کہ حضور علیہ السلام جب الفاظِ بیعت دہراتے ... تو تمام آدمی رونے لگ جاتے اور آنسو جاری ہو جاتے کیونکہ حضرت صاحب کی آواز میں اس قدر گداز ہوتا تھا کہ انسان ضرور رونے لگ جاتا تھا۔ (سیرۃ المہدی جلد اوّل صفحہ 675 روایت 747)

امر واقعہ یہ ہے کہ نبی کریمؐ کی دُعا (جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت توبہ میں شامل فرمایا) ایسی گہری تاثیر رکھتی ہے کہ اب بھی دہرائے جانے کے وقت یہی کیفیت سوز و گداز اکثر دیکھی گئی ہے۔ دعا یہ ہے:

”اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں تو میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔“

اس روایت کی مزید تائید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ سے بھی ہوئی ہے آپ نے فرمایا کہ ”بیعت کے وقت توبہ کے اقرار میں ایک برکت پیدا ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 174)

یہاں شرائط بیعت کا اِعادہ بھی بہت ضروری معلوم ہوتا ہے تا عالمی بیعت کو ہم اچھی طرح سے سمجھ سکیں:

شرائط بیعت

اوّل۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم۔ یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روز ورد بنائے گا۔

چہارم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم۔ یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہو گا اور ہر ایک ذِلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم۔ یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعتِ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قَالَ اللّٰہ اور قَالَ الرسُول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم۔ یہ کہ اِس عاجز سے عقد اخوت محض لِلّٰہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تاوقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں اِن تمام نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 اگست 2021ء)

﴿88﴾

جزاھم اللہ خیراً

"تاریخ جلسہ ہائے سالانہ نمبر" جو اس وقت قارئین کے ہاتھوں میں ہے، کے لئے جن احباب، خواتین نے علمی و تاریخی مائدہ کے لئے ابتدائی طور پر ادارہ کی درخواست پر مضامین مہیا کئے اور بعد ازاں خاکسار کی ٹیم کے تمام اراکین نے ان کی غلطیاں لگاتے، اور اسے مزین و آراستہ کرنے نیز ٹیکنیکل ٹیم نے بار بار ہماری درخواست پر درستیاں کرنے اور بالآخر آئی ٹیم کے ذریعہ on Air کرنے والے اراکین، تمام کے تمام شکریہ کے مستحق ہیں۔ ان تمام کی اجتماعی کاوشوں سے یہ حسین و خوبصورت گلدستہ منظر عام پر آیا ہے۔ خاکسار اپنے بہت ہی پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی زبانی ان تمام کو "جزاھم اللہ خیراً" کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کی علمی اور خدمت دین کی استعدادوں کو بڑھاتا جائے۔ اللھم زد فزد۔

قارئین الفضل سے بھی ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 اگست 2021ء)

﴿89﴾

حضرت مسیح موعودؑ اور طب

(قسط3)

سونے چاندی اور ریشم کا استعمال

عرض کی گئی کہ چاندی وغیرہ کے بٹن استعمال کئے جاویں؟ فرمایا کہ

3۔4ماشہ تک تو حرج نہیں لیکن زیادہ کا استعمال منع ہے۔ اصل میں سونا چاندی عورتوں کی زینت کے لئے جائز رکھا ہے۔ ہاں علاج کے طور پر ان کا استعمال منع نہیں۔ جیسے کسی شخص کو کوئی عارضہ ہو اور چاندی سونے کے برتن میں کھانا طبیب بتلاوے تو بطور علاج کے صحت تک وہ استعمال کر سکتا ہے۔

ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ اسے جوئیں بہت پڑی ہوئی تھیں۔ آپؐ نے حکم دیا کہ تو ریشم کا کرتہ پہنا کر اس سے جوئیں نہیں پڑتیں۔ (ایسے ہی خارش والے کے لئے ریشم کا لباس مفید ہے۔)

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ120۔121)

دربارہ عورتوں کے امراض

عورتوں کے بعض امراض اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان کے علاج کے لئے کھلی ہوا کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے بعض رؤساء میں جو اشد درجہ کا پردہ رائج ہے میں اس کے خلاف ہوں ۔بعض عورتوں کو بعض وقت کھلی ہوا میں پھرانا چاہئے۔ دیکھو حضرت عائشہ صدیقہؓ رفع حاجت کے لئے باہر جایا کرتی تھیں کیا پھر آجکل کے رؤساء کی عورتیں ان سے بڑھ کر ہیں؟

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 213)

دربارہ برف کی قلفیاں

اس کے بعد سردی کی شدت کا ذکر رہا کہ رات کو برف جم گئی اور اکثر لڑکوں نے اس سے قلفیاں بنا کر کھائیں جس سے اکثر بیمار ہوگئے ہیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ

اس کا استعمال اس موسم میں بہت مضر ہے۔ (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 296)

دربارہ کثرت پیشاب

آپ دودھ کثرت سے پئیں۔ وہ اس مرض میں بہت مفید ہے۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 329)

طب ماتحت حکم خدا

طب اور معالجات کا تذکرہ تھا۔ فرمایا:

طب ماتحت حکم خدا

یہ سب ظنّی باتیں ہیں۔ علاج وہی ہے جو خدا تعالیٰ اندر ہی اندر کر دیتا ہے جو ڈاکٹر کہتا ہے کہ یہ علاج یقینی ہے وہ اپنے مرتبہ اور حیثیت سے آگے بڑھ کر قدم رکھتا ہے۔ بقراط نے لکھا ہے کہ میرے پاس ایک دفعہ ایک بیمار آیا۔ میں نے بعد دیکھنے حالات کے حکم لگایا کہ یہ ایک ہفتہ بعد مر جائے گا۔ تیس سال کے بعد میں نے اس کو زندہ پایا۔

بعض ادویہ کو بعض طبائع کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے۔ اسی بیماری میں ایک کے واسطے ایک دوا مفید پڑتی ہے اور دوسرے کے واسطے ضرر رساں ہوتی ہے۔ جب بُرے دن ہوں تو مرض سمجھ میں نہیں آتا۔ اور اگر مرض سمجھ میں آجائے تو پھر علاج نہیں سُوجھتا۔ اسی واسطے مسلمان جب ان علوم کے وارث ہوئے تو انہوں نے ہر امر میں ایک بات بڑھائی۔ نبض دیکھنے کے وقت سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا کہنا شروع کیا اور نسخہ لکھنے کے وقت هُوَ الشَّافِي لکھنا شروع کیا۔ (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 383)

ذکر درباره بیماریاں

کچھ بیماریوں کا ذکر تھا۔ فرمایا:

میرا مذہب بیماریوں کے دعا کے ذریعہ سے شفا کے متعلق ایسا ہے کہ جتنا میرے دل میں ہے اتنا میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ طبیب ایک حد تک چل کر ٹھہر جاتا ہے اور مایوس ہو جاتا ہے مگر اس کے آگے خدا تعالےٰ دعا کے ذریعہ سے راہ کھول دیتا ہے۔ (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 386)

دودھ اور بخار

اگر دودھ ہضم ہونے لگ جاوے تو بخار اس سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 292)

ذیابیطس اور شہد

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

اس سے مجھے سخت تکلیف تھی۔ ڈاکٹروں نے اس میں شیرینی کو سخت مضر بتلایا ہے آج میں اس پر غور کر رہا تھا تو خیال آیا کہ بازار میں جو شکر وغیرہ ہوتی ہے اسے تو اکثر فاسق فاجر لوگ بناتے ہیں اگر اس سے ضرر ہوتا ہے تو تعجب کی بات نہیں۔ مگر عسل (شہد) تو خدا تعالےٰ کی وحی سے تیار ہوا ہے۔ اس لئے اس کی خاصیّت دوسری شیرینیوں کی سی ہرگز نہ ہوگی۔ اگر یہ ان کی طرح ہوتا تو پھر سب شیرینی کی نسبت شفاءٌ للناس ملنا فرمایا جاتا۔ مگر اس میں صرف عسل ہی کو خاص کیا ہے۔ پس یہ خصوصیت اس کے نفع پر دلیل ہے اور چونکہ اس کی تیاری بذریعہ وحی کے ہے اس لئے مکھی جو پھولوں سے رس چوستی ہوگی تو ضرور مفید اجزاء کو ہی لیتی ہوگی۔ اس خیال سے میں نے تھوڑے سے شہد میں کیوڑا ملا کر اسے پیا تو تھوڑی دیر کے بعد مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا حتّٰی کہ میں نے چلنے پھرنے کے قابل اپنے آپ کو پایا اور پھر گھر کے آدمیوں کو لے کر باغ تک چلا گیا اور وہاں دس رکعت اشراق نماز ادا کیں۔ (ملفوظات جلد ہفتم صفحات 248-249)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 اگست 2021ء)

﴿90﴾

بچوں کو اخلاقی وتربیتی کہانیاں سنانے کا ماحول بنانے کی ضرورت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز کسی بیمار بچہ نے کسی سے کہانی کی فرمائش کی تو اس نے جواب دیا کہ ہم تو کہانی سنانا گناہ سمجھتے ہیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”گناہ نہیں۔ کیونکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی کبھی کوئی مذاق کی بات فرمایا کرتے تھے اور بچوں کو بہلانے کے لئے اس کو روا سمجھتے تھے جیسا کہ ایک بڑھیا عورت نے آپ سے دریافت کیا کہ حضرت کیا میں بھی جنّت میں جاؤں گی؟۔ (آپ ﷺ نے) فرمایا: نہیں۔ وہ بڑھیا یہ سُن کر رونے لگی۔ فرمایا۔ روتی کیوں ہے۔ بہشت میں جوان داخل ہوں گے۔ بوُڑھے نہیں ہوں گے یعنی اس وقت سب جوان ہوں گے۔

اسی طرح سے فرمایا:

ایک صحابیؓ کی داڑھ میں درد تھا۔ وہ چھوہارا کھاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوہارا نہ کھا کیونکہ تیری داڑھ میں درد ہے۔ اس نے کہا کہ میں دُوسری داڑھ سے کھاتا ہوں۔

پھر فرمایا کہ ”ایک بچہ کے ہاتھ سے ایک جانور جس کو حمیر کہتے ہیں چھُوٹ گیا۔ وہ بچہ رونے لگا۔ اس بچہ کا نام عمیر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمیر ما فعلت بك حمیر۔ اے عمیر! حمیر نے کیا کیا؟۔ لڑکے کو قافیہ پسند آگیا۔ اس لئے چُپ ہو گیا۔“

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 414-415)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنے بچوں کو دینی کہانیاں سُنایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ محرم کے مہینے میں آپؑ نے اپنے بچوں کو سیّدنا حضرت امام حسینؓ کی شہادت کی کہانی (کا واقعہ) سُنایا۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمدؓ بیان فرماتے ہیں:

”ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے آپؑ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم (سلمہا) اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا ”آؤ! میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں“ پھر آپؑ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے آپؑ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپؑ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپؑ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا۔

”یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔“

اس وقت آپؑ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا ﷺ کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپؑ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا اور یہ سب کچھ رسول پاکؐ کے عشق کی وجہ سے تھا۔“ (روایت حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگمؓ سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ صفحہ 31)

ہمارے بچپن کے دور میں ”دادی اماں“ کی کہانیاں مشہور تھیں۔ جب رات تاروں بھرے آسمان تلے ستاروں کی روشنی میں خاندان کی بزرگ خواتین اپنے بچوں کو کہانیاں سُنایا کرتیں اور بچے کہانیاں سنتے سنتے آسمان کی وُسعتوں میں کھو کر سو جایا کرتے تھے۔ یہ سبق آموز کہانیاں تعلیم و تربیت اور اخلاقیات کی عمارت کی پختگی اور مرمت کا کام کرتی تھیں۔ پھر اگلے روز بہن بھائی اکٹھے بیٹھ کر ان کہانیوں کو دہرایا کرتے تھے۔ آج اس مادی دنیا میں جب سوشل میڈیا نے معاشرے کو اپنے قبضہ میں لے رکھا ہے۔ اسی وجہ سے بچوں میں تنہائی عام ہے۔ بڑوں سے روابط کم ہوتے ہوتے

نہ ہونے کے برابر رہ گئے ہیں۔ کھلے آسمان کے نیچے اور دوسرے اوقات میں بھی کہانیاں سنانے کا تصوّر ختم ہوتا جارہا ہے۔ جبکہ بچوں کی تعلیم و تربیت اور علم میں اضافہ کے لئے یہ ایک ہمہ گیر اور لازوال طریق ہے۔

اس مفید طریق کو آج پھر رواج دینے کی ضرورت ہے۔ ہمارے بعض بزرگ جنہوں نے سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کی تقاریر و خطابات کو براہ راست حضورؓ کی زبان مبارک سے سُنا۔ اب آج کا نوجوان طبقہ کتابوں میں ان کے خطابات پڑھتا ہے وہ بخوبی اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ آپؓ کے خطابات اور تقاریر چھوٹے چھوٹے واقعات اور کہانیوں پر مشتمل ہیں جو پہلے دور میں بزرگوں کی زبانی کہانیوں کے رنگ میں دلچسپی سے سنی جاتی تھیں۔ واقعات کی اہمیت کے پیش نظر، ہم مربیان و مبلغین کو بھی ہمارے بزرگ اور اساتذہ یہی نصیحت کرتے تھے کہ اپنی تقاریر و خطبات میں واقعات ضرور بیان کیا کریں۔ اس سے دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔

یہ آرٹیکل لکھنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ ہمارے بزرگوں بالخصوص بزرگ خواتین کو اپنے بچوں، پوتے، پوتیوں اور نواسے نواسیوں کو اپنے ارد گرد بٹھا کر اسلامی، دینی، اخلاقی اور تربیتی کہانیاں سنانی چاہئیں اور یہ کہانیاں سینہ بسینہ نسلوں میں چلنی چاہئیں جو مستقبل میں تربیت کا ایک اہم ذریعہ ثابت ہوگا۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی امام حسینؓ بارے کہانی آج بھی جسمانی و روحانی نسل میں سینہ بسینہ چلی آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ذریعہ سے اپنے بچوں کی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 اگست 2021ء)

﴾91﴿

اے اولی الایدی! آپ کے ہاتھ اور قلم نہ رکیں
ہمیں روزنامہ الفضل کے ذریعہ اسلام واحمدیت کی اشاعت کرنی چاہیے

کچھ عرصہ قبل خاکسار نے اداریہ بعنوان ”لوہے کی قلم“ تحریر کیا تھا جو الفضل آن لائن میں شائع ہو چکا ہے۔

اُس میں خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کو بنیاد بنایا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”میں بھی سارے مضمون لوہے کے قلم ہی سے لکھتا ہوں۔ مجھے بار بار قلم بنانے کی عادت نہیں ہے۔ اس لئے لوہے کی قلم استعمال کرتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے لوہے سے کام لیا۔ ہم بھی لوہے ہی سے لے رہے ہیں اور وہی لوہے کی قلم تلوار کا کام دے رہی ہے۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 447-448)

اس اداریہ کے شائع ہونے کے بعد بہت سے قلمکار حضرات اور اردو ادب کے کھلاڑی میدان میں اُترے اور انہوں نے اپنے قلموں کو اپنی درازوں سے نکالا اور صاف کر کے تیز کیا اور روزنامہ الفضل آن لائن کے لئے استعمال کیا۔ بہت سے مضامین / آرٹیکلز اور منظوم کلام کو بغرض اشاعت بھجوایا۔ اور تاحال بھجوا رہے ہیں۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْراً وَّ اَیَّدَھُمْ

مطالعہ کے دوران مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور اہم ارشاد بھی ملا۔ جس میں آپؑ نے سورۃ صٓ کی آیت 46 یعنی اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ سے یہ استنباط فرمایا ہے کہ انبیاء ہاتھ سے کام لیتے ہیں یعنی اپنی بصیرت کو اپنے قلم کے ذریعہ اپنے متبعین کے سامنے لاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ”دلائل سے بھی کام لو“ کے تحت فرماتے ہیں:

"اگرچہ فیصلہ دُعاؤں سے ہی ہونے والا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ دلائل کو چھوڑ دیا جاوے۔ نہیں دلائل کا سلسلہ بھی برابر رکھنا چاہیے اور قلم کو روکنا نہیں چاہیے۔ نبیوں کو خدا تعالیٰ نے اِسی لئے اُولو الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ کہا ہے کیونکہ وہ ہاتھوں سے کام لیتے ہیں۔ پس چاہیے کہ تمہارے ہاتھ اور قلم نہ رُکیں اس سے ثواب ہوتا ہے۔ جہاں تک بیان اور لسان سے کام لے سکو لئے جاؤ اور جو جو باتیں تائید دین کے لئے سمجھ میں آتی جاویں انہیں پیش کئے جاؤ وہ کسی نہ کسی کو فائدہ پہنچائیں گی" (ملفوظات جلد ششم صفحہ 328 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ بابرکت و پُر معارف ملفوظات جہاں احمدیوں کی اخلاقی حالتوں کو صیقل کرتے ہیں وہاں روحانیت کے لئے مصلح کا کام دیتے ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ ان کا مطالعہ کرنے اور ان میں موجود احکامات بجالانے والوں کے علم میں بھی چمک کا کام دیتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہت ہی نکتہ رس تھے۔ نئے نئے معرفت کے نکات آپؑ کے قلم سے آشکار ہوتے تھے۔

جیسے نفس کی اصلاح اور حصول تقویٰ کی مشق کرنے کو ایک عمدہ مثال کے ذریعہ نہایت احسن انداز میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہماری جماعت کو چاہیے کہ نفس پر موت وارد کرنے اور حصول تقویٰ کے لئے وہ اوّل مشق کریں جیسے بچّے خوش خطی سیکھتے ہیں تو اوّل اوّل ٹیڑھے حرف لکھتے ہیں لیکن آخر کار مشق کرتے کرتے خود ہی صاف اور سیدھے حروف لکھنے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کو بھی مشق کرنی چاہیے۔ جب اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو دیکھے گا تو خود ان پر رحم کرے گا"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ 340-341 حاشیہ۔ ایڈیشن 1984ء)

پس ہم میں سے ہر ایک کو انبیاء کی تقلید میں اُولِی الْاَیْدِیْ یعنی ہاتھوں سے کام لینے والا ہونا چاہیے اور حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کی روشنی میں کہ: "ہمیں اپنے قلم کو روکنا نہیں چاہیے" اور "چاہیے کہ تمہارے ہاتھ اور قلم نہ رُکیں اس سے ثواب ہوتا ہے" ہم میں سے ہر ایک کو

مستعدی سے اپنے ہاتھوں میں قلم پکڑ کر اپنی بصیرت کو آواز دیتے ہوئے روزنامہ الفضل کے ذریعہ اسلام واحمدیت کی اشاعت کرنی چاہیے تاکہ ہمیں ثواب، اصلاح نفس اور حصول تقویٰ کی صورت میں ملتا رہے۔

امید ہے۔ قارئین الفضل اپنی بصیرت کو استعمال میں لاتے ہوئے اپنا زورِ قلم روزنامہ الفضل آن لائن کے لئے دکھلاتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر، صحت اور قلم کی طاقت کو بڑھاتا رہے۔ آمین

کَانَ اللّٰہُ مَعَکُمْ وَاَیَّدَکُمْ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 اگست 2021ء)

﴿92﴾

تاریخ جلسہ ہائے سالانہ نمبر
قارئین سے مضامین بھجوانے کی درخواست
(قسط دوم)

جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء کے موقع روزنامہ الفضل آن لائن لندن کو مختلف ممالک کے جلسہ سالانہ کی تاریخ پر سالانہ نمبر نکالنے کی توفیق ملی جو 4 اگست 2021ء کو الفضل آن لائن کی زینت بنا اور قارئین میں بہت مقبول ہوا۔ الحمدللہ علی ذلك۔

ادارہ کو اسکی مقبولیت کی وجہ سے احساس ہوا کہ باقی اور ممالک کی تاریخ جلسہ سالانہ اکٹھی کی جائے۔ جس کا اظہارِ بعض قارئین نے بھی کیا ہے۔ لہذا قارئین سے درخواست ہے کہ باقی ماندہ ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ پر نوٹس لکھ کر بھیجوائیں اور ادارہ نے اس سلسلہ میں جن دوستوں کو مضامین لکھنے کی درخواست کی ہے وہ اپنی اولین فرصت میں مضامین قلمبند کر کے جلد بھجوائیں۔

کان اللہ معکم حیث ماکنتم۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 اگست 2021ء)

﴿93﴾

پاک وصاف سینے میں پاکیزہ دل کی اہمیت

”انسان کا سینہ بیت اللہ اور دل حجر اسود ہے“ (ارشاد مسیح موعودؑ)

حج کے دنوں میں یہ اتفاق ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ ملفوظات کے مطالعہ کے دوران ایک ایسا ارشاد خاکسار کی نظروں سے گزرا، جو حج کے مضمون کے حوالہ سے تربیت و اصلاح اور معلومات کے اضافہ کے لئے بہترین ارشاد ہے۔ جس کا عنوان ہے ”انسان کا سینہ بیت اللہ ہے اور دل حجر اسود“۔ آپ بھی اس پُر معارف ارشاد سے برکت حاصل کریں، حضور علیہ السلام اس عنوان کے تحت بیان فرماتے ہیں:

”یہ بات بحضورِ دل یاد رکھو کہ جیسے بیت اللہ میں حجرِ اسود پڑا ہوا ہے اسی طرح قلب سینہ میں پڑا ہوا ہے۔ بیت اللہ پر بھی ایک زمانہ آیا ہوا تھا کہ کفار نے وہاں بُت رکھ دیئے تھے۔ ممکن تھا کہ بیت اللہ پر یہ زمانہ نہ آتا۔ مگر نہیں اللہ نے اس کو ایک نظیر کے طور پر رکھا۔ قلبِ انسانی بھی حجرِ اسود کی طرح ہے اور اس کا سینہ بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ ماسویٰ اللہ کے خیالات وُہ بُت ہیں جو اس کعبہ میں رکھے گئے ہیں۔ مکہ معظمہ کے بتوں کا قلع قمع اُس وقت ہوا تھا جب کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ وہاں جا پڑے تھے اور مکہ فتح ہو گیا تھا۔ ان دس ہزار صحابہؓ کو پہلی کتابوں میں ملائکہ لکھا ہے اور حقیقت میں ان کی شان ملائکہ ہی کی سی تھی۔ انسانی قویٰ بھی ایک طرح ملائکہ ہی کا درجہ رکھتے ہیں کیونکہ جیسے ملائکہ کی یہ شان ہے کہ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ۔ (النحل:51)

اسی طرح پر انسانی قویٰ کا خاصہ ہے کہ جو حکم ان کو دیا جائے، اُس کی تعمیل کرتے ہیں۔ ایسا ہی تمام قویٰ اور جوارح حکمِ انسانی کے نیچے ہیں۔ پس ماسوِیٰ اللہ کے بتوں کی شکست اور استیصال

کے لئے ضروری ہے کہ اُن پر اسی طرح سے چڑھائی کی جائے۔ یہ لشکر تزکیۂ نفس سے تیار ہوتا ہے اور اسی کو فتح دی جاتی ہے جو تزکیہ کرتا ہے؛ چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے:

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰٮہَا ۪ (الشمس:10)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر قلب کی اصلاح ہو جاوے، تو کل جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور یہ کیسی سچی بات ہے آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ جس قدر اعضاء ہیں، وہ دراصل قلب کے ہی فتویٰ پر عمل کرتے ہیں۔ ایک خیال آتا ہے، پھر وُہ جس عضو کے متعلق ہو وُہ فوراً اس کی تعمیل کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

غرض اس خانہ کو بتوں سے پاک وصاف کرنے لئے ایک جہاد کی ضرورت ہے اور اس جہاد کی راہ میں تمہیں بتاتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں۔ اگر تم اس پر عمل کروگے، تو ان بتوں کو توڑ ڈالوگے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 172-173 ایڈیشن 2016ء)

عنوان بالا میں دو الفاظ "بیت اللہ" اور "حجر اسود" کا اسلامی تعلیمات اور تشریحات سے یہاں احاطہ کرنا ضروری ہے۔ تا سینہ اور دل کے ساتھ بیت اللہ اور حجر اسود کی جو مماثلت اور مشابہت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی ہے اس کو سمجھنا آسان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے بکہ (مکہ مکرمہ)، بیت اللہ (خانہ کعبہ) اور اس کے طواف کے ذکر میں قرآن کریم میں جو فرمایا ہے۔ اور اس کی برکات اور بلند مقام کا ذکر ملتا ہے۔ اس کو آیات قرآنی کی روشنی میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

1۔ مکہ کی آبادی کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی درج ذیل دعائیں جو سورۃ البقرہ میں بیان ہوئی ہیں

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰہٖمُ رَبِّ اجۡعَلۡ ہٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارۡزُقۡ اَہۡلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنۡ اٰمَنَ مِنۡہُمۡ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنۡ کَفَرَ فَاُمَتِّعُہٗ قَلِیۡلًا ثُمَّ اَضۡطَرُّہٗۤ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ

(البقرہ:127)

”اور جب ابراہیم نے کہا کہ اے میرے ربّ! اس کو ایک پُرامن اور امن دینے والا شہر بنادے اور اس کے بسنے والوں کو جو اُن میں سے اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لائے ہر قسم کے پھلوں میں سے رزق عطا کر۔ اس نے کہا کہ جو کفر کرے گا اسے بھی میں کچھ عارضی فائدہ پہنچاؤں گا۔ پھر میں اُسے آگ کے عذاب کی طرف جانے پر مجبور کردوں گا اور (وہ) بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔“

2۔ مکہ کو ”ام القریٰ“ اور ”بلد امین“ قرار دیا گیا ہے

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (الانعام:93)

اور یہ ایک مبارک کتاب ہے جسے ہم نے اتارا۔ اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس کے سامنے ہے تاکہ تُو بستیوں کی ماں اور اس کے ارد گرد بسنے والوں کو ڈرائے اور وہ لوگ جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس (کتاب) پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نماز پر ہمیشہ محافظ رہتے ہیں۔

وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ (التین:4)

اور اس امن والے شہر کی۔

3۔ خانہ کعبہ کی اولین تعمیر انسان کو تہذیب و تمدن سکھانے کا ذریعہ بنی

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (آل عمران:97)

یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بکہ میں ہے۔ (وہ) مبارک اور باعثِ ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن، 14-17 جولائی 2021ء)

اس میں قریش کی تعمیر کے ذکر میں رکن کی بنیاد کے وقت پتھر پر لکھے بعض مکتوبات کا ذکر کیا ہے۔ ایک مکتوب میں لکھا تھا ”یہ اللہ کا عزت والا گھر ہے اور اس میں رہنے والوں کا رزق عبادت ہے۔ اس کے اہل میں سے کوئی اس کی بے حرمتی نہیں کرے گا یعنی اس کی حرمت کے خلاف کوئی اقدام نہیں کرے گا“ (ابن ہشام، جلد اول صفحہ 195)

4۔ بیت اللہ کے بارے میں متقیوں اور روحانیت سے معمور رہنے کی (سورۃ الطور میں) پیش گوئی کی گئی ہے۔ (تعارف سورۃ الطور ترجمۃ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ صفحہ 951)

5۔ بیت حرام کے حقیقی مستحق اور والی مومن ہی رہے ہیں

وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَ هُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (الانفال:35)

اور آخر اُن میں کیا بات ہے جو اللہ انہیں عذاب نہ دے جبکہ وہ حرمت والی مسجد سے لوگوں کو روکتے ہیں حالانکہ وہ اس کے (حقیقی) والی نہیں۔ اس کے (حقیقی) والی تو متقیوں کے سوا اور کوئی نہیں لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔

6۔ بیت اللہ کا عمرہ اور حج میں طواف، اللہ تعالیٰ کی خاطر کرو

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (البقرہ:197)

اور اللہ کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔ پس اگر تم روک دیئے جاؤ تو جو بھی قربانی میسر آئے (کر دو) اور اپنے سروں کو نہ منڈاؤ یہاں تک کہ قربانی اپنی (ذبح ہونے کی) مقررہ جگہ پر پہنچ جائے۔ پس اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو کچھ روزوں کی صورت میں یا صدقہ دے کر یا قربانی پیش کر کے فدیہ دینا ہو گا۔ پس جب تم امن میں آ جاؤ تو جو بھی عمرہ کو حج سے ملا کر فائدہ اٹھانے کا ارادہ کرے تو (چاہئے کہ) جو بھی اسے قربانی میں سے میسر آئے (کر دے)۔ اور جو (توفیق) نہ پائے تو اسے حج کے دوران تین دن کے روزے رکھنے ہوں گے اور سات، جب تم واپس چلے جاؤ۔ یہ دس (دن) مکمل ہوئے۔ یہ (اوامر) اُس کے لئے ہیں جس کے اہل خانہ مسجد حرام

کے پاس رہائش پذیر نہ ہوں۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

7۔ حج اور عمرہ کے دوران کوئی لڑائی جھگڑا نہیں۔ کوئی قتل وغارت نہیں

(سورۃ البقرہ آیت 192-198)

طواف کرنے والوں میں اتفاق و اتحاد نظر آتا ہے۔ ہزاروں زبان بولنے والے مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والوں میں کوئی نفرت حسد نہیں۔

وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَ الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ

اور (دورانِ قتال) انہیں قتل کرو جہاں کہیں بھی تم انہیں پاؤ اور انہیں وہاں سے نکال دو جہاں سے تمہیں انہوں نے نکالا تھا۔ اور فتنہ قتل سے زیادہ سنگین ہوتا ہے۔ اور ان سے مسجد حرام کے پاس قتال نہ کرو یہاں تک کہ وہ تم سے وہاں قتال کریں۔ پس اگر وہ تم سے قتال کریں تو پھر تم اُن کو قتل کرو۔ کافروں کی ایسی ہی جزا ہوتی ہے۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ ۙ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ ...... وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ (البقرہ:198)

حج چند معلوم مہینوں میں ہوتا ہے۔ پس جس نے ان (مہینوں) میں حج کا عزم کرلیا تو حج کے دوران کسی قسم کی شہوانی بات اور بدکرداری اور جھگڑا (جائز) نہیں ہوگا۔ اور جو نیکی بھی تم کرو اللہ اسے جان لے گا......... اور مجھ ہی سے ڈرواے عقل والو!

8۔ زادِ راہ جمع کرتے رہو بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

(البقرہ:198)

اور زادِ سفر جمع کرتے رہو۔ پس یقیناً سب سے اچھا زادِ سفر تقویٰ ہی ہے۔

9۔حج کی تعیین اور گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہونے کا حکم

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ ؕ وَ لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰىۚ وَ اْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(البقرہ:190)

وہ تجھ سے پہلی تین رات کے چاندوں کے متعلق پوچھتے ہیں۔ تُو کہہ دے کہ یہ لوگوں کے لئے اوقات کی تعیین کا ذریعہ ہیں اور حج (کی تعیین) کا بھی۔ اور نیکی یہ نہیں کہ تم گھروں میں ان کے پچھواڑوں سے داخل ہوا کرو بلکہ نیکی اسی کی ہے جو تقویٰ اختیار کرے۔ اور گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہوا کرو۔ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

10۔ طواف بیت اللہ کے وقت کی دعائیں

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ:202)

”اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھی حَسَنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حَسَنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔“ نیز رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (البقرہ:128)

”اے ہمارے ربّ! ہماری طرف سے قبول کر لے۔ یقیناً تو ہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔“

11۔ بیت اللہ کو اہل مکہ نے صنم کدہ بنا رکھا تھا اور 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ آنحضور ﷺ نے فتح مکہ کے روز اپنی چھڑی سے توڑ ڈالا اور ایک روایت کے مطابق بیت اللہ کے بت توڑ کر جگہ صاف کرنے کا ارشاد فرمایا اور جب بتوں سے یہ مبارک عمارت پاک صاف ہوئی تب آپؐ اندر داخل ہوئے۔

12۔ بیت اللہ کے نواح میں زمزم کا چشمہ ہے جو اپنے پاک و صاف پانی سے دوسروں کو زندگی بخشنے کے کام آتا ہے

13۔ بیت اللہ پر جو نہی پہلی نگاہ پڑے تو جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے یہ دعا کی ”اے خدا! میں جو بھی دعا کروں، اسے قبول فرما۔“

14۔ کعبہ کے معنٰی بلندی کے ہیں۔ اور اس کے دروازے زمین سے بلند رکھ کر بنائے گئے تھے تا کہ خانہ کعبہ باہر کی آلائش، گندگی اور سیلابی پانی سے محفوظ رہے

15۔ اور بے شمار احکامات میں سے ایک خصوصی حکم اس گھر کا طواف کرنے والوں کے لئے یہ ہے

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (البقرہ:126)

اور جب ہم نے (اپنے) گھر کو لوگوں کے بار بار اکٹھا ہونے کی اور امن کی جگہ بنایا۔ اور ابراہیم کے مقام میں سے نماز کی جگہ پکڑو۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے خوب پاک وصاف بنائے رکھو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس گھر کو بتوں سے صاف کرو۔ فرمایا...... (البقرہ:126) یعنی میرے گھر کو فرشتوں کے لئے پاک کرو۔ انسان کا دل خدا کا گھر ہے یہ خدا کا گھر اس وقت کہلائے گا اور اس وقت فرشتوں کا طواف گاہ بنے گا جب یہ اوہام باطلہ و عقائد فاسدہ سے بالکل پاک وصاف ہو۔ جب تک انسان کا دل صاف نہ ہو اس کی عملی حالت درست نہیں ہو سکتی“ (ملفوظات جلد10 صفحہ 74-75 حاشیہ)

جہاں تک حجر اسود کی اہمیت و افادیت اور فضیلت و برکات کا تعلق ہے۔ یہ سیاہ رنگ کا پتھر ہے جو کعبہ کے کونے میں مشرقی جانب دروازہ کے قریب ہے۔ جس کو طواف کے دوران اگر ممکن ہو تو بوسہ لیا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ دوران طواف اس متبرک پتھر کا بوسہ لیتے ہوئے اسے مخاطب ہو کر فرمایا تھا۔ اے حجر اسود! تُو تو محض ایک پتھر ہے۔ میں تمہیں

ہرگز بوسہ نہ دیتا اگر میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ کرتے نہ دیکھا ہوتا۔ تعمیر کعبہ کے وقت قریش مکہ میں اس پتھر پر کو نصب کرنے پر جھگڑا ہو گیا ہر کسی کی خواہش تھی کہ ہمارے قبیلہ کا سردار اس پتھر کو اٹھا کر مقررہ جگہ پر رکھے۔ جھگڑا جب طول پکڑنے لگا تو یہ تجویز پیش ہوئی کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے مسجد کے دروازے سے داخل ہوگا ہم اس سے فیصلہ کروائیں گے۔ قریش مکہ نے اگلے روز جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو باب شیبہ کے پاس کھڑے پایا۔ تو وہ بول اٹھے کہ یہی ہمارے امین ہیں ہم اسی کے فیصلہ پر راضی ہیں چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایک سفید چادر زمین پر بچھائی اور خود اس متبرک پتھر کو اٹھا کر چادر میں رکھا اور چاروں قبائل کے ایک ایک سرکردہ شخص کو دعوت دی کہ وہ چادر کے چاروں کونے پکڑ کر اس پتھر کو اوپر اٹھائیں۔ اور خود آنحضور ﷺ نے پتھر کو اپنے دست مبارک سے مقررہ جگہ پر نصب فرما دیا اور یوں یہ قضیہ حل ہوا۔

بیت اللہ اور حجر اسود

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیت اللہ اور حجر اسود کی خصوصیات اس کا بلند مقام و مرتبہ نیز اس سے ملنے والے دروس کا ذکر خاکسار نے اوپر کیا ہے۔ ان تمام کو سینہ اور دل پر اپلائی کریں تو یہ خلاصہ سامنے آتا ہے کہ جس طرح بیت اللہ کی تعمیر کے وقت جو دعائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیں ان کو حرز جان بنانا ہوگا۔ اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کو خانہ کعبہ کی ظاہری و باطنی صفائی کا حکم ہے۔ اسی طرح ہم سب کو اپنے سینوں کو اخلاق سئیہ اور رسومات و بدعات جیسے بتوں سے پاک وصاف کرنا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”یاد رکھو! ہمارا طریق بعینہٖ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا تھا، آج کل کے فقراء نے کئی بدعتیں نکال لی ہیں یہ چلّے اور درود و وظائف جو انہوں نے رائج کر لیے ہیں ہمیں ناپسند ہیں۔ اصل طریق اسلام قرآن مجید کو تدبر سے پڑھنا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرنا اور نماز توجہ کے ساتھ پڑھنا اور دعائیں توجہ اور انابت الی اللہ سے کرتے رہنا۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 107)

بیت اللہ امن کا ذریعہ ہے بلد امین میں قائم ہے۔ اس کے حقیقی مستحق اور والی مومن ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا سینہ امن کی قیام گاہ ہونا چاہیے۔ ہماری طرف سے اپنے لیے بھی امن کا پیغام ہو اور دوسروں کے لئے بھی امن و سلامتی اور شانتی کا پیغام بن جائے۔ ہم نماز کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ دونوں اطراف کہتے ہیں یہ دراصل سلامتی کا پیغام ہے جو ہم اپنے دائیں اور بائیں اطراف بسنے والوں کو دیتے ہیں۔

انہیں لڑائی جھگڑے اور تکرار سے اجتناب کرتے رہنا چاہیے۔ ہم نمازیں پڑھیں اپنے اللہ سے مضبوط تعلق رکھیں کہ ہمارا سینہ روحانیت اور نورانیت سے معمور ہو۔ ہم نیکیوں، خوبیوں کا خزانہ بطور زادِ راہ رکھیں۔ یہی زاد تقویٰ کا ہے۔ جو ہمارا ورثہ ہے اور ہمارے سینے اس سے منور ہوں۔ ہم ان دروازوں سے داخل ہوں جن کی نشاندہی اللہ تعالیٰ نے قرآن اور آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے احادیث میں بیان فرمائی ہے۔ یہ دراصل اخلاق حسنہ اور نیکیوں کے دروازے ہیں۔ ہمارے سینوں سے روحانی اخلاقی پانی کے ایسے چشمے پھوٹنے چاہئیں جس کے مصفیٰ پانی سے ہم اپنے سینوں کو دھوئیں اور یہی پانی دوسروں کی صفائی و پاکیزگی کا باعث بننا چاہیے۔ الغرض ہمارے سینے ایسے پاک وصاف ہوں کہ ان کے طاقچوں میں دل بصورت حجرِ اسود کے ہو۔ حضور علیہ السلام نے درست فرمایا کہ انسان کا سینہ بیت اللہ اور دل حجرِ اسود ہے۔ آپؑ کے اس ارشاد کو جو اس ضمن میں خاکسار نے آغاز میں بیان کیا ہے، لے کر اپنے سینوں کو بیت اللہ اور دلوں کو حجرِ اسود بنانے کی کوشش میں لگے رہنا چاہیے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 اگست 2021ء)

﴿94﴾

شعراء کرام توجہ فرمائیں

'منظوم کلام' روزنامہ الفضل کا آغاز سے ہی زینت بنتا رہا ہے۔

ادارہ احمدی شعراء سے اپنا منظوم کلام روزنامہ الفضل آن لائن لندن میں اشاعت کے لئے info@alfazlonline.org پر بھجوانے کی درخواست کرتا ہے۔ منظوم کلام وہ ہو جو وائرل نہ ہوا ہو۔ نو آموز شعراء اپنا کلام کسی مستند شاعر کو دکھلا کر اور اسکی نوک پلک درست کروا کر بھیجتے وقت یہ تحریر کر دیں کہ ”میں نے فلاں شاعر سے اپنا کلام درست کروالیا ہے۔“

فجزاکم اللہ خیرا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 اگست 2021ء)

﴿95﴾

کشتی نوح کی نصائح کو روزانہ ایک بار پڑھ لیا کرو

(قسط اول)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 25 نومبر 1902ء کو مغرب کی نماز کے بعد مجلس عرفان میں موجود احباب کو بعض نصائح فرمائیں۔ ان میں آپؑ نے طاعون کا علاج بھی بتاتے ہوئے فرمایا:

”اپنے ایمان کو اس کی انتہائی غایت تک پہنچادو۔ اس کے آنے سے پیشتر اس خدا سے صلح کرو۔ استغفار کرو۔ توبہ کرو۔ دعاؤں میں لگو۔“

پھر اسی تسلسل میں فرمایا:

”میں نے بارہا اپنی جماعت کو کہا ہے کہ تم نرے اس بیعت پر ہی بھروسہ نہ کرنا۔ اس کی حقیقت تک جب تک نہ پہنچو گے تب تک نجات نہیں۔ قشر پر صبر کرنے والا مغز سے محروم ہوتا ہے اگر مرید خود عامل نہیں تو پیر کی بزرگی اسے کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ جب کوئی طبیب کسی کو نسخہ دیوے اور وہ نسخہ لے کر طاق میں رکھ دیوے تو اسے ہرگز فائدہ نہ ہوگا کیونکہ فائدہ تو اس پر لکھے ہوئے عمل کا نتیجہ تھا۔ جس سے وہ خود محروم ہے کشتی نوح کو بار بار مطالعہ کرو اور اس کے مطابق اپنے آپ کو بناؤ۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 404 ایڈیشن 2016ء)

پھر ایک موقع پر فرمایا:

”اور ایک یہ بھی علاج ہے گناہوں سے بچنے کا کہ کشتی نوح میں جو نصائح لکھی ہیں۔ ان کو ہر روز ایک بار پڑھ لیا کرو۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 254 ایڈیشن 2016ء)

پھر فرمایا:

"کشتی نوح میں مَیں نے اپنی تعلیم لکھ دی ہے اور اس سے ہر ایک شخص کو آگاہ ہونا ضروری ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ 203 ایڈیشن 2016ء)

ہمارے موجوہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے بھی خطبہ عید الفطر 14 مئی 2021ء میں ہماری تعلیم سے کچھ حصہ پڑھا۔

چونکہ آج کل بھی دنیا بھر میں ایک وبائی مرض Covid 19 کا سامنا ہے جو طاعون ہی کی ایک قسم ہے اس لئے قارئین کی خدمت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ ہماری تعلیم بالاقساط پیش ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مہلک وبا سے دنیا بھر کی انسانیت کو محفوظ رکھے اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہماری تعلیم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے اِنِّیۡۤ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے میں اس کو بچاؤں گا اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں پیروی کرنے کے لئے یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا وہ دکھ اُٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے اور ایک نئی

تجلّی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آ جاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیّر اور کمال تام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیّرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلّی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے وہ خارق عادت قدرت اُسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اُس کے کل تعلقات پر اُس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق ووفا دکھلاؤ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اُس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اُس حالت میں اِس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے اور اس کی قضاء وقدر پر ناراض نہ ہو سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اُس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اُس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو، غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر وباطن ایک نہ ہو بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر اور

عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اُسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بد قسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے

بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اُس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اس کے نام کے لئے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گدّوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا وہ جو اس کے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اُس کے ہو جاؤ۔ تا وہ بھی تمہارا ہو جاوے۔ دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے جن میں سے ایک طاعون بھی ہے سو تم خدا سے صدق کے ساتھ پنجہ مارو تا وہ یہ بلائیں تم سے دور رکھے کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو سو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو۔ تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے مگر اُن پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا اگر کوئی طاقت رکھے تو توکّل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا

آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہو گی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اُس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا....... اور اُس نے مجھے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے جو 10 ہزار سے بھی زیادہ ہیں ازانجملہ ایک طاعون بھی نشان ہے پس جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے وہی ہے جو اِن آفتوں کے دنوں میں میری رُوح اُس کی شفاعت کرے گی۔ سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہو گی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہو گا ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے سو خبر دار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے

نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا سو تم اس کو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دکھ دئے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو اِن صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا دیکھو مَیں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے اگرچہ سب اُسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اُس شخص کو چن لیتا ہے جو اُس کو چنتا ہے وہ اُس کے پاس آجاتا ہے جو اُس کے پاس جاتا ہے جو اُس کو عزت دیتا ہے وہ اس کو بھی عزت دیتا ہے۔

تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اس کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا عقیدہ کے رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد ﷺ اُس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا یہی بھید ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہو گا یعنی وہ میں ہی ہوں اور اس میں دورنگی نہیں آئی...... پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اُسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اُس کو

مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بد عملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بد نظری سے اور خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرّف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہّد خدمت سے لاپروا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم،

دروغ گو، جعل ساز اور ان کا ہم نشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اُس برکت کو ہر گز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہر گز ضائع نہیں کئے جائیں گے ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا اُن کا وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق ہے وہ دشمن جو اُن کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا ان کی حمایت میں کون خدا پر ایمان لایا؟ صرف وہی جو ایسے ہیں۔ ایسا ہی وہ شخص بھی احمق ہے جو ایک بے باک گنہ گار اور بد باطن اور شریر النفس کے فکر میں ہے کیونکہ وہ خود ہلاک ہو گا جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ اس نے نیکوں کو تباہ اور ہلاک اور نیست و نابود کر دیا ہو بلکہ وہ اُن کے لئے بڑے بڑے کام دکھلا تا رہا ہے اور اب بھی دکھلائے گا وہ خدا نہائت وفادار خدا ہے اور وفاداروں کے لئے اُس کے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں دنیا چاہتی ہے کہ ان کو کھا جائے اور ہر ایک دشمن ان پر دانت پیستا ہے مگر وہ جو ان کا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے ان کو بچاتا ہے اور ہر ایک میدان میں ان کو فتح بخشتا ہے کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اُس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔ ہم اُس پر ایمان لائے ہم نے اُس کو شناخت کیا۔ تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لئے زبردست نشان دکھلائے جس نے مجھے اس زمانہ کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا اس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں جو شخص اُس پر ایمان نہیں لاتا وہ سعادت سے محروم اور خذلان میں گرفتار ہے۔ ہم نے اپنے خدا کی آفتاب کی طرح روشن وحی پائی ہم نے اُسے دیکھ لیا کہ دنیا کا وہی خدا ہے اُس کے سوا کوئی نہیں کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جس کو ہم نے پایا۔ کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جس کو ہم نے دیکھا سچ تو یہ ہے

کہ اُس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں مگر وہی جو اُس کی کتاب اور وعدہ ہے سو جب تم دعا کرو تو اُن جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں کیونکہ وہ مردود ہیں اُن کی دعائیں ہر گز قبول نہیں ہوں گی وہ اندھے ہیں نہ سوجاکھے وہ مُردے ہیں نہ زندے خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون پیش کرتے ہیں اور اُس کی بے انتہا قدرتوں کی حدبست ٹھہراتے ہیں اور اُس کو کمزور سمجھتے ہیں سو ان سے ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا جیسا کہ ان کی حالت ہے لیکن جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہوگی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہم نے دیکھے ہیں اور ہماری گواہی رویت سے ہے نہ بطور قصّہ کے۔ اُس شخص کی دعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر اس کو بڑی مشکلات کے وقت جو اُس کے نزدیک قانون قدرت کے مخالف ہیں دعا کرنے کا حوصلہ پڑے جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا۔ مگر اے سعید انسان! تو ایسا مَت کر تیرا خدا وہ ہے جس نے بیشمار ستاروں کو بغیر ستون کے لٹکا دیا اور جس نے زمین وآسمان کو محض عدم سے پیدا کیا۔ کیا تو اُس پر بدظنی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز آجائے گا بلکہ تیری ہی بدظنی تجھے محروم رکھے گی ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے ہیں وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اُس کے صادق وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوب صورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لایق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دَف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ

تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

(روحانی خزائن جلد19 صفحہ10 تا22)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 اگست 2021ء)

﴿96﴾

کشتی نوح کی نصائح کو روزانہ ایک بار پڑھ لیا کرو

(قسط دوم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہوگے اور خداتعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا تم دشمن سے غافل ہوگے اور خدا اُسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے خدا ایک پیارا خزانہ ہے اُس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اُس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلّی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی۔ اور جیسے گِدھ اور کتّے مُردار کھاتے ہیں انہوں نے مُردار پر دانت مارے وہ خدا سے بہت دُور جا پڑے انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح اُن میں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلے سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضا کاٹ دیئے ہیں پس تم اُس جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے

اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اُس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آجائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے۔ تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اُس کے اِذن سے۔ ایک مُردہ اس پر ہنسی کرے گا مگر کاش اگر وہ مر جاتا تو اس ہنسی سے اس کے لئے بہتر تھا۔ خبر دار!!! تم غیر قوموں کو دیکھ کر ان کی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کرلی ہے آؤ! ہم بھی اُنہیں کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے ان کا خدا کیا چیز ہے صرف ایک عاجز انسان اس لئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے۔ میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم اُن لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے چاہئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اُترتی ہے تم راست باز اُس وقت بنو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلّی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لئے وہ منہ سے ان شاء اللہ بھی نہیں نکالتے اُن کے پیرو مت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں۔ نہیں بلکہ یکدفعہ گریں گی۔ اور احتمال ہے کہ اُن سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ آخر بڑی حسرت سے مرو گے۔ یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ وہ اُس خدا کو جانتی بھی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر

خدا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اُسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں اور دین کے روسے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامُراد رکھا جاتا ہے مگر مؤخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا کیونکہ پہلے امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے بہر حال یہ دونوں فریق مغضوب علیھم ہیں۔ سچی خوش حالی کا سرچشمہ خدا ہے پس جبکہ اس حیّ وقیّوم خدا سے یہ لوگ بے خبر ہیں بلکہ لاپرواہیں اور اس سے منہ پھیر رہے ہیں تو سچی خوشحالی اُن کو کہاں نصیب ہو سکتی ہے مبارک ہو اُس انسان کو جو اس راز کو سمجھ لے اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ اسی طرح تمہیں چاہئے کہ اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو اور ان کو عزت کی نگہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہیں اپنی کلام میں سکھلایا ہے ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس دنیوی فلسفہ کے عاشق ہیں اور کامیاب ہیں وہ لوگ جنہوں نے سچے علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب میں ڈھونڈا۔ نادانی کی راہیں کیوں اختیار کرتے ہو کیا تم خدا کو وہ باتیں سکھلاؤ گے جو اُسے معلوم نہیں۔ کیا تم اندھوں کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہیں راہ دکھلاویں۔ اے نادانو! وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھائے گا بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے جن تک غیروں کی رسائی نہیں اگر صدق سے مانگو تو آخر تم اُسے پاؤ گے۔ تب سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دل کو تازگی اور زندگی بخشتا ہے اور یقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے وہ جو خود مُردار خوار ہے وہ کہاں سے تمہارے لئے پاک غذا لائے گا۔ وہ جو خود اندھا ہے وہ کیونکر تمہیں دکھاوے گا۔ ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے پس تم زمینی لوگوں سے کیا ڈھونڈتے ہو جن کی روحیں آسمان کی طرف جاتی ہیں وہی حکمت کے وارث ہیں جن کو خود تسلی نہیں وہ کیونکر تمہیں تسلی دے سکتے ہیں مگر پہلے دلی پاکیزگی ضروری ہے پہلے

صدق وصفا ضروری ہے پھر بعد اس کے یہ سب کچھ تمہیں ملے گا۔ یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور روح القدس اب اُتر نہیں سکتا بلکہ پہلے زمانوں میں ہی اُتر چکا اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر یک دروازہ بند ہو جاتا ہے مگر روح القدس کے اُترنے کا کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا تم اپنے دلوں کے دروازے کھول دو تا وہ ان میں داخل ہو تم اُس آفتاب سے خود اپنے تئیں دُور ڈالتے ہو جبکہ اُس شعاع کے داخل ہونے کی کھڑکی کو بند کرتے ہو۔ اے نادان اٹھ اور اس کھڑکی کو کھول دے تب آفتاب خود بخود تیرے اندر داخل ہو جائے گا جبکہ خدا نے دنیا کے فیضوں کی راہیں اس زمانہ میں تم پر بند نہیں کیں بلکہ زیادہ کیں تو کیا تمہارا ظن ہے کہ آسمان کے فیوض کی راہیں جن کی اس وقت تمہیں بہت ضرورت تھی وہ تم پر اُس نے بند کر دی ہیں ہرگز نہیں بلکہ بہت صفائی سے وہ دروازہ کھولا گیا ہے۔ اب جب کہ خدا نے اپنی تعلیم کے موافق جو سورہ فاتحہ میں سکھلائی گئی گذشتہ تمام نعمتوں کا تم پر دروازہ کھول دیا ہے تو تم کیوں ان کے لینے سے انکار کرتے ہو اس چشمہ کے پیاسے بنو کہ پانی خود بخود آجائے گا اس دودھ کے لئے تم بچہ کی طرح رونا شروع کرو کہ دودھ پستان سے خود بخود اُتر آئے گا۔ رحم کے لایق بنو تا تم پر رحم کیا جائے اضطراب دکھلاؤ تا تسلی پاؤ بار بار چلّاؤ تا ایک ہاتھ تمہیں پکڑ لے کیا ہی دشوار گزار وہ راہ ہے جو خدا کی راہ ہے۔ پر اُن کے لئے آسان کی جاتی ہے جو مرنے کی نیت سے اس اتھاہ گڑھے میں پڑتے ہیں وہ اپنے دلوں میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہمیں آگ منظور ہے ہم اس میں اپنے محبوب کے لئے جلیں گے پھر وہ آگ میں اپنے تئیں ڈال دیتے ہیں پس کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بہشت ہے، یہی ہے جو خدا نے فرمایا وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا یعنی اے بُرو اور اے نیکو! تم میں سے کوئی بھی نہیں جو جہنم کی آگ پر گذر نہ کرے مگر وہ جو خدا کے لئے اُس آگ میں پڑتے ہیں وہ نجات دئے جائیں گے لیکن وہ جو اپنے نفس امارہ کے لئے آگ پر چلتا ہے وہ آگ اُسے کھا جائے گی۔ پس مبارک وہ جو خدا کے لئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں اور بد بخت وہ جو اپنے نفس کے لئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز

داخل نہیں ہو گا سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کے لئے پکڑے نہ جاؤ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے وقت تھوڑا ہے اور کار عمر ناپیدا تیز قدم اُٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیان کاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔ میں نے سنا ہے کہ بعض تم سے حدیث کو بکلّی نہیں مانتے اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو سخت غلطی کرتے ہیں میں نے یہ تعلیم نہیں دی کہ ایسا کرو بلکہ میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ جو تمہاری ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اوّل قرآن ہے جس میں خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جس میں ان اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاریٰ میں تھے۔ جیسا کہ یہ اختلاف اور غلطی کہ عیسیٰ بن مریم صلیب کے ذریعہ قتل کیا گیا اور وہ لعنتی ہوا اور دوسرے نبیوں کی طرح اُس کا رفع نہیں ہوا اسی طرح قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت کرو نہ انسان کی نہ حیوان کی نہ سورج کی نہ چاند کی اور نہ کسی اور ستارہ کی اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی۔ سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سَو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ

سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں..... قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو..... سو تم صدق اور راستی اور تقویٰ اور محبت ذاتیہ الٰہیہ میں ترقی کرو اور اپنا کام یہی سمجھو جب تک زندگی ہے..... تم خدمت اور عبادت میں لگے رہو تمہاری تمام کوشش اسی میں مصروف ہونی چاہئے کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین میں ترقی چاہو نجات کے لئے نہ الہام نمائی کے لئے قرآن شریف نے تمہارے لئے بہت پاک احکام لکھے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلی پرہیز کرو کہ مشرک سرچشمۂ نجات سے بے نصیب ہے۔ تم جھوٹ نہ بولو کہ جھوٹ بھی ایک حصہ شرک ہے .... دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا ہے سنّت ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی کارروائیاں جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کر کے دکھلائیں مثلاً قرآن شریف میں بظاہر نظر پنجگانہ نمازوں کی رکعات معلوم نہیں ہوتیں کہ صبح کس قدر اور دوسرے وقتوں میں کس کس تعداد پر لیکن سنّت نے سب کچھ کھول دیا ہے یہ دھوکہ نہ لگے کہ سنّت اور حدیث ایک چیز ہے کیونکہ حدیث تو سوڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سنّت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا مسلمانوں پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنّت کا ہے خدا اور رسول کی ذمہ داری کا فرض صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کر کے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے یہ تو خدا کے قانون کا فرض تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکھلا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتیں کردنی کے پیرایہ میں دکھلا دیں اور اپنی سنّت یعنی عملی کارروائی سے معضلات

اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا...... ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنّت قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادموں کے ہونے سے بڑھتی ہے قرآن خدا کا قول ہے اور سنّت رسول اللہ کا فعل اور حدیث سنّت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے۔ حدیث جو ایک ظنی مرتبہ پر ہے قرآن کی ہرگز قاضی نہیں ہو سکتی صرف ثبوت مؤیّد کے رنگ میں ہے قرآن اور سنّت نے اصل کام سب کر دکھایا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کیسے قاضی ہو سکتی ہے قرآن اور سنّت اُس زمانہ میں ہدایت کر رہے تھے جب کہ اس مصنوعی قاضی کا نام و نشان نہ تھا یہ مت کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہو کہ حدیث قرآن اور سنّت کے لئے تائیدی گواہ ہے البتہ سنّت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشاء ظاہر کرتی ہے اور سنّت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہ کو ڈال دیا تھا سنّت اُن باتوں کا نام نہیں ہے جو سَو ڈیڑھ سَو برس بعد کتابوں میں لکھی گئیں بلکہ ان باتوں کا نام حدیث ہے اور سنّت اس عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانوں کی عملی حالت میں ابتدا سے چلا آیا ہے جس پر ہزارہا مسلمانوں کو لگایا گیا۔ ہاں حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اُس کا ظن کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم تعارض قرآن و سنّت تمسک کے لائق ہے اور مؤیّد قرآن و سنّت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اس کے اندر موجود ہے پس حدیث کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے ہاں اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنّت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لائق نہیں ہو گی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے قرآن کو اور اُن تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہیں ردّ کرنا پڑتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پرہیز گار اس پر جرأت نہیں کرے گا کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکھے کہ وہ قرآن اور سنّت کے برخلاف اور ایسی حدیثوں کے مخالف ہے جو قرآن کے مطابق ہیں بہر حال احادیث کا قدر کرو اور اُن سے فائدہ اُٹھاؤ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور جب تک قرآن اور سنّت ان کی

تکذیب نہ کرے تم بھی ان کی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہئے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل.......اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں یقین ہی ہے جو گناہ سے چھڑاتا ہے۔ یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے یقین ہی ہے جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو۔ کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلّی کے رُک سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی پاسکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو۔ کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفّارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کرا سکے..... پس تم یاد رکھو کہ بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آسکتے اور نہ روح القدس تمہیں مل سکتا ہے۔ مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہیں کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے۔ مبارک تم جب کہ تمہیں یقین کی دولت دی جائے کہ اس کے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہو گا۔ گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے کیا تم ایسے سوراخ میں ہاتھ ڈال سکتے ہو جس میں تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکھ رہے ہو کیا تم ایسی جگہ کھڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کوہ آتش افشاں سے پتھر برستے ہیں یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے یا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ایک مہلک طاعون نسل انسان کو معدوم کر رہی ہے پھر اگر تمہیں خدا پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہیں کہ اس کے مقابل پر تم نافرمانی کر کے سزا کی راہ اختیار کر سکو یا صدق و وفا کا اُس سے تعلق توڑ سکو۔

اے وے لوگو! جو نیکی اور راستبازی کے لئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اُس وقت تم میں پیدا ہو گی اور اُسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے جبکہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے شائد تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ تمہیں دھوکا لگا ہوا ہے یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں کیونکہ اُس کے لوازم حاصل نہیں وجہ یہ کہ تم گناہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اُٹھاتے جو اُٹھانا چاہئے تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہئے خود سوچ

لو کہ جس کو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جس کو یقین ہے کہ اس کے کھانے میں زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اس فلاں بَن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے اُس کا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اُس بَن کی طرف اُٹھ سکتا ہے۔ سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا اور جب کہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اُس آگ میں اپنے تیئں ڈال سکتے ہو اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں شیطان اُن پر چڑھ نہیں سکتا ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا۔ یقین دکھ اُٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اُتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر ایک دکھ کو سہل کر دیتا ہے یقین خدا کو دکھاتا ہے ہر ایک کفّارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے۔ اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے ہر ایک مذہب جو یقین کا سامان پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھا نہیں سکتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جس میں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ جھوٹا ہے۔ خدا جیسے پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اس کی قدرتیں جیسی پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں اور اُس کا نشان دکھلانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے پھر تم کیوں صرف قصوں پر راضی ہوتے ہو وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جس کے معجزات صرف قصے ہیں جس کی پیشگوئیاں صرف قصے ہیں اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جس پر خدا نازل نہیں ہوا اور جو یقین کے ذریعہ سے خدا کے ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی۔ جس طرح انسان نفسانی لذّات کا سامان دیکھ کر اُن کی طرف کھینچا جاتا ہے اِسی طرح انسان جب روحانی لذّات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اس کا حسن اس کو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اُس کو سراسر ردّی دکھائی دیتی ہیں اور انسان اُسی وقت گناہ سے مَخلصی پاتا ہے جب کہ وہ خدا اور اس کے جبروت اور جزا سزا پر یقینی طور پر

اطلاع پاتا ہے ہر ایک بیباکی کی جڑھ بے خبری ہے جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بیباک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پُر زور سیلاب نے اس کے گھر کی طرف رخ کیا ہے اور یا اس کے گھر کے اِرد گرد آگ لگ چکی ہے اور صرف ایک ذرہ سی جگہ باقی ہے تو وہ اس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تو پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعویٰ کر کے کیونکر اپنی خطرناک حالتوں پر ٹھہر رہے ہو سو تم آنکھیں کھولو اور خدا کے اُس قانون کو دیکھو جو تمام دنیا میں پایا جاتا ہے چوہے مت بنو جو نیچے کی طرف جاتے ہیں بلکہ بلند پرواز کبوتر بنو جو آسمان کے فضا کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ تم توبہ کی بیعت کر کے پھر گناہ پر قائم نہ رہو اور سانپ کی طرح مت بنو جو کھال اُتار کر پھر بھی سانپ ہی رہتا ہے موت کو یاد رکھو کہ وہ تمہارے نزدیک آتی جاتی ہے اور تم اُس سے بے خبر ہو۔ کوشش کرو کہ پاک ہو جاؤ کہ انسان پاک کو تب پاتا ہے کہ خود پاک ہو جاوے مگر تم اس نعمت کو کیونکر پاسکو اس کا جواب خود خدا نے دیا ہے جہاں قرآن میں فرماتا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ یعنی نماز اور صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو نماز کیا چیز ہے وہ دعا ہے جو تسبیح تحمید تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ ان کی نماز اور ان کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تا کہ تمہارے دلوں پر اُس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔ پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے اُن کا وارد ہونا ضروری ہے۔ (1) پہلے جب کہ تم مطّلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلّی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے

تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

(2) دوسرا تغیر اُس وقت تم پر آتا ہے جب کہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو مثلاً جب کہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اُس وقت سے مشابہ ہے جب کہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اُس پر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

(3) تیسرا تغیر تم پر اُس وقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلّی امید منقطع ہو جاتی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرار داد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گزر جاتے ہیں یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جب کہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

(4) چوتھا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے مثلاً جب کہ فرد قرار داد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سنایا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جب کہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشاء مقرر ہے۔

(5) پھر جب کہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اُس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی

حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظلّ ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضاء و قدر تمہارے لئے لائے گا پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔“

(روحانی خزائن جلد19 صفحہ 22تا70)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 اگست 2021ء)

﴾97﴿

کشتی نوح کی نصائح کو روزانہ ایک بار پڑھ لیا کرو

(قسط سوم آخر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اے امیرو اور بادشاہو! اور دولتمندو!! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اس کی تمام راہوں میں راستباز ہیں۔ اکثر ایسے ہیں کہ دنیا کے ملک اور دنیا کے املاک سے دل لگائے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپرواہے اُس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اس کی گردن پر ہے۔ ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اُس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون، گانجا، چرس، بھنگ، تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیز گار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا بد قسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلّی خدا سے منہ پھیر

لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائے گا یہاں تک کہ مرے گا۔ اے عزیزو! تم تھوڑے دنوں کے لئے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گزر چکی سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا۔ اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اَور آفات میں مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کرو گے اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم اور غصہ کے ساتھ گزریں گے خدا اُن لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اُس کے ساتھ ہو جاتے ہیں سو خدا کی طرف آجاؤ اور ہر ایک مخالفت اُس کی چھوڑ دو اور اُس کے فرائض میں سستی نہ کرو اور اُس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو کہ یہی راہ نجات کی ہے۔...

عورتوں کو کچھ نصیحت

ہمارے اس زمانہ میں بعض خاص بدعات میں عورتیں بھی مبتلا ہیں وہ تعدّد نکاح کے مسئلہ کو نہایت بری نظر سے دیکھتی ہیں گویا اُس پر ایمان نہیں رکھتیں ان کو معلوم نہیں کہ خدا کی شریعت ہر ایک قسم کا علاج اپنے اندر رکھتی ہے پس اگر اسلام میں تعدد نکاح کا مسئلہ نہ ہوتا تو ایسی صورتیں کہ جو مردوں کے لئے نکاح ثانی کے لئے پیش آجاتی ہیں اس شریعت میں ان کا کوئی علاج نہ ہوتا۔ مثلاً اگر عورت دیوانہ ہو جائے یا مجذوم ہو جائے یا ہمیشہ کے لئے کسی ایسی بیماری میں گرفتار ہو جائے جو بیکار کر دیتی ہے یا اور کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ عورت قابل رحم ہو مگر بیکار ہو جاوے اور مرد بھی قابل رحم کہ وہ تجرد پر صبر نہ کر سکے تو ایسی صورت میں مرد کے قویٰ پر یہ ظلم

ہے کہ اس کو نکاح ثانی کی اجازت نہ دی جاوے در حقیقت خدا کی شریعت نے انہیں امور پر نظر کر کے مردوں کے لئے یہ راہ کھلی رکھی ہے اور مجبوریوں کے وقت عورتوں کے لئے بھی راہ کھلی ہے کہ اگر مرد بیکار ہو جاوے تو حاکم کے ذریعہ سے خلع کرالیں جو طلاق کے قائم مقام ہے خدا کی شریعت دوا فروش کی دوکان کی مانند ہے پس اگر دوکان ایسی نہیں ہے جس میں سے ہر ایک بیماری کی دوا مل سکتی ہے تو وہ دوکان چل نہیں سکتی پس غور کرو کہ کیا یہ سچ نہیں کہ بعض مشکلات مردوں کے لئے ایسی پیش آجاتی ہیں جن میں وہ نکاح ثانی کے لئے مضطر ہوتے ہیں۔ وہ شریعت کس کام کی جس میں کل مشکلات کا علاج نہ ہو۔ دیکھو انجیل میں طلاق کے مسئلہ کی بابت صرف زنا کی شرط تھی اور دوسرے صدہا طرح کے اسباب جو مرد اور عورت میں جانی دشمنی پیدا کر دیتے ہیں اُن کا کچھ ذکر نہ تھا اس لئے عیسائی قوم اس خامی کی برداشت نہ کر سکی اور آخر امریکہ میں ایک طلاق کا قانون پاس کرنا پڑا سواب سوچو کہ اس قانون سے انجیل کدھر گئی اور اے عورتو! فکر نہ کرو جو تمہیں کتاب ملی ہے وہ انجیل کی طرح انسانی تصرّف کی محتاج نہیں اور اُس کتاب میں جیسے مردوں کے حقوق محفوظ ہیں عورتوں کے حقوق بھی محفوظ ہیں اگر عورت مرد کے تعدّد ازواج پر ناراض ہے تو وہ بذریعہ حاکم خلع کرا سکتی ہے۔ خدا کا یہ فرض تھا کہ مختلف صورتیں جو مسلمانوں میں پیش آنے والی تھیں اپنی شریعت میں ان کا ذکر کر دیتا تا شریعت ناقص نہ رہتی سو تم اے عورتو! اپنے خاوندوں کے ان ارادوں کے وقت کہ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کی شکایت مت کرو بلکہ تم دعا کرو کہ خدا تمہیں مصیبت اور ابتلا سے محفوظ رکھے بیشک وہ مرد سخت ظالم اور قابل مواخذہ ہے جو دو جورُوئیں کر کے انصاف نہیں کرتا مگر تم خود خدا کی نافرمانی کر کے موردِ قہرِ الٰہی مت بنو ہر ایک اپنے کام سے پوچھا جائے گا۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی نظر میں نیک بنو تو تمہارا خاوند بھی نیک کیا جاوے گا اگرچہ شریعت نے مختلف مصالح کی وجہ سے تعدد ازواج کو جائز قرار دیا ہے لیکن قضاو قدر کا قانون تمہارے لئے کھلا ہے اگر شریعت کا قانون تمہارے لئے قابل برداشت نہیں تو بذریعہ دعا قضاو قدر کے قانون سے فائدہ اُٹھاؤ کیونکہ قضاو قدر کا قانون شریعت کے قانون پر بھی غالب آجاتا ہے تقویٰ اختیار کرو دنیا سے اور

اُس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاک دامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو خدا کے فرائض نماز زکوۃ وغیرہ میں سستی مت کرو اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے سو تم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بیجا طور پر خرچ نہ کرو، خیانت نہ کرو، چوری نہ کرو، گلہ نہ کرو، ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے۔

خاتمہ

یہ تمام نصائح جو ہم لکھ چکے ہیں اِس غرض سے ہیں کہ تا ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے خوف میں ترقی کرے اور تا وہ اس لائق ہو جاویں کہ خدا کا غضب جو زمین پر بھڑک رہا ہے وہ ان تک نہ پہنچے اور تا ان طاعون کے دنوں میں وہ خاص طور پر بچائے جائیں سچی تقویٰ (آہ بہت ہی کم ہے سچی تقویٰ) خدا کو راضی کر دیتی ہے اور خدا نہ معمولی طور پر بلکہ نشان کے طور پر کامل متقی کو بلا سے بچاتا ہے ہر یک مکّار یا نادان متقی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر متقی وہ ہے جو خدا کے نشان سے متقی ثابت ہو۔ ہر ایک کہہ سکتا ہے کہ میں خدا سے پیار کرتا ہوں۔ مگر خدا سے پیار وہ کرتا ہے جس کا پیار آسمانی گواہی سے ثابت ہو۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ میرا مذہب سچا ہے مگر سچا مذہب اس شخص کا ہے جس کو اسی دنیا میں نور ملتا ہے۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ مجھے نجات ملے گی مگر اس قول میں سچا وہ شخص ہے جو اسی دنیا میں نجات کے انوار دیکھتا ہے۔ سو تم کوشش کرو کہ خدا کے پیارے ہو جاؤ تا تم ہر ایک آفت سے بچائے جاؤ۔ کامل متقی طاعون سے بچایا جائے گا کیونکہ وہ خدا کی پناہ میں ہے سو تم کامل متقی بنو جو کچھ خدا نے طاعون کے بارے میں فرمایا تم سن چکے ہو وہ ایک غضب کی آگ ہے پس تم اپنے تئیں اُس آگ سے بچاؤ۔ جو شخص سچے طور پر میری پیروی کرتا ہے اور کوئی خیانت اُس کے اندر نہیں اور نہ کسل اور نہ غفلت ہے اور نہ نیکی کے ساتھ بدی کو جمع رکھتا ہے وہ بچایا جائے گا لیکن وہ جو

اس راہ میں سست قدم سے چلتا ہے اور تقویٰ کے راہوں میں پورے طور پر قدم نہیں مارتا یا دنیا پر گرا ہوا ہے وہ اپنے تئیں امتحان میں ڈالتا ہے۔ ہر ایک پہلو سے خدا کی اطاعت کرو اور ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اُس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے .... ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا چاہئے کہ زکوٰۃ دینے والا اِسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے اور اس راہ میں وہ روپیہ لگاوے اور بہر حال صدق دکھاوے تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے کیونکہ یہ انعام اُن لوگوں کے لئے تیار ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو روح القدس کی تجلّی ہوئی تھی وہ ہر ایک تجلّی سے بڑھ کر ہے۔ روح القدس کبھی کسی نبی پر کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا اور کبھی کسی نبی یا اَوتار پر گائے کی شکل پر ظاہر ہوا اور کسی پر کچھ یا مچھ کی شکل پر ظاہر ہوا اور انسان کی شکل کا وقت نہ آیا جب تک انسان کامل یعنی ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوگئے تو روح القدس بھی آپ پر بوجہ کامل انسان ہونے کے انسان کی شکل پر ہی ظاہر ہوا اور چونکہ روح القدس کی قوی تجلّی تھی جس نے زمین سے لے کر آسمان کا اُفق بھر دیا تھا اس لئے قرآنی تعلیم شرک سے محفوظ رہی ..... اور یہ جو روح القدس پہلے اس سے پرندوں یا حیوانوں کی شکل پر ظاہر ہوتا رہا اس میں کیا نکتہ تھا سمجھنے والا خود سمجھ لے اور اس قدر ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ہمارے نبی صلعم (ﷺ) کی انسانیت اس قدر زبردست ہے کہ روح القدس کو بھی انسانیت کی طرف کھینچ لائی پس تم ایسے برگزیدہ نبی کے تابع ہو کر کیوں ہمت ہارتے ہو تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر تمہارے صدق وصفا سے حیران ہو جائیں اور تم پر درود بھیجیں۔ تم ایک موت اختیار کرو تا تمہیں زندگی ملے اور تم نفسانی جوشوں سے اپنے اندر کو خالی کرو تا خدا اس میں اُترے۔ ایک طرف سے پختہ طور پر قطع کرو اور ایک طرف سے کامل تعلق پیدا کرو خدا تمہاری مدد کرے۔

اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلیم میری تمہارے لئے مفید ہو اور تمہارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ زمین کے تم ستارے بن جاؤ اور زمین اُس نور سے روشن ہو جو تمہارے رب سے تمہیں ملے۔ آمین ثم آمین۔“ (روحانی خزائن جلد19 صفحہ70 تا85)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 اگست 2021ء)

﴾98﴿

اے میرے درخت وجود کی سر سبز شاخو!

(حصہ دوم)

(اس اداریے کا حصہ اول روزنامہ الفضل آن لائن لندن کی 10 جنوری 2020ء کی اشاعت میں شامل ہے۔ اداریے جلد اول صفحہ 73 پر بھی یہ حصہ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے)

اسلام ایک سر سبز و شاداب اور پھولوں پھلوں سے لدا ہوا خوبصورت اور حسین و جمیل باغ ہے، جس کے باغبان سیّدنا و امامنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اس باغ کو اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں آنحضور ﷺ نے اپنے وفادار و مخلص صحابہ کی مدد و تعاون سے سینچا اور بعد میں اصفیاء، صلحاء اور اتقیاء نے اس کی آبیاری کی اور آخری دور میں اللہ تعالیٰ نے اس باغ کو مہدی آخر الزمانؑ کے سپرد فرمایا۔ جن کے پانچویں خلیفہ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد نَصَرَہُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ بِرُوْحِ الْقُدُسِ نہایت مستعدی، محنت، لگن اور شب و روز کی دُعاؤں سے نہ صرف نگرانی فرما رہے ہیں بلکہ موجودہ حالات کے مطابق مناسب اور جدید دور کے مطابق آبیاری فرما رہے ہیں کہ اب اس روحانی باغ کے 220 سے زائد باغیچے دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی صورت میں پھل پھول رہے ہیں اور کروڑوں لوگ اس باغ اور باغیچوں سے استفادہ کرتے اور ان کے پھلوں سے مستفید ہو رہے ہیں۔ ان باغیچوں میں جو فصلیں پھل لا رہی ہیں۔ سر سبز و شاداب پودوں پر جو کونپلیں اور شگوفے پھوٹ رہے ہیں اور خوشبودار اور ذائقے دار پھلوں سے یہ باغیچے آراستہ اور خوبصورتی میں رنگ بھر رہے ہیں۔ ان میں احمدی بھائیوں، خواتین، نوجوانوں، بچوں اور بچیوں کی خضوع و خشوع اور الحاح سے پڑھی ہوئی نمازیں، نوافل اور ذکر الٰہی کے پھل نظر آتے ہیں۔ قرآن کریم کی روزانہ سنوار کر اور

لحن داؤدی سے تلاوت اور درس القرآن کی کلاسز بالخصوص ایم ٹی اے کے ذریعہ قرآن و تفاسیر کی محفلوں کے پھل نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید، ذکر الٰہی اور آنحضور ﷺ پر درود کے سر سبز و شاداب پھلدار درخت بھی باغیچوں میں اپنی خوشبو بکھیر رہے ہیں اور جن پودوں اور درختوں کے پتوں، پھولوں اور پھلوں کی مہک ہمارے احمدیوں کے جسم و روح میں رچ بس جاتی ہے وہ ایم ٹی اے کے صدا بہار پودے ہیں جن کے ذریعہ ہم اپنے بہت ہی پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات، درس اور ورچوئل ملاقاتوں میں پُر اثر ہدایات و نصائح سے محظوظ ہوتے ہیں۔

یہ وہ سدا بہار درخت ہیں جن کا اشارہ ہمیں قرآن کریم کی سورۃ ابراہیم آیت 25-26 میں یوں ملتا ہے:

ترجمہ: کیا تو نے غور نہیں کیا کہ کس طرح اللہ نے مثال بیان کی ہے ایک کلمۂ طیّبہ کی ایک شجرۂ طیبہ سے۔ اس کی جڑ مضبوطی سے پیوستہ ہے اور اس کی چوٹی آسمان میں ہے۔
وہ ہر گھڑی اپنے ربّ کے حکم سے اپنا پھل دیتا ہے۔ اور اللہ انسانوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔

یعنی یہ درخت، اس کی بر وقت دیکھ بھال اور محنت و پرداخت سے اس قدر مضبوط ہو گیا ہے اور جڑیں مضبوطی سے زمین میں پیوست ہو چکی ہیں کہ مخالفت کی آندھیاں بھی اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں اور اس کی شاخیں آسمانوں سے باتیں کر رہی ہیں۔ جس سے سیٹلائٹ کے ذریعہ فضاؤں سے ہوتا ہوا ہمارے گھروں میں روحانیت بکھیرنے والا ایم ٹی اے بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ مخالفین نے اس درخت کو اکھیڑنے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ اس کی جڑیں زمین میں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئیں اور یہ روحانی مائدہ فراہم کرنے والا چینل اتنا پھیلا، پھولا اور بڑھتا چلا گیا کہ اس کی شاخیں آسمانوں سے باتیں کرنے لگیں۔ جہاں دشمنان احمدیت کی پہنچ تو دُور کی بات نقصان پہنچانے کی سوچ بھی نہیں جا سکتی۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک بطور ادنیٰ مالی اس درخت کی، اس باغیچے کی حفاظت کرے۔ ایک کھیت کی بہتری کے لئے جو جو طریقے ایک کسان اپناتا ہے وہی طریقے اور حربے ہم میں سے ہر ایک کو اپنانے ہوں گے۔ ایک کسان زمین پر کلبہ رانی کرتا، ہل چلاتا اور گوڈتا، بیج پھینکتا، اس کی حفاظت کرتا، اُسے پانی دیتا، اس کھیت سے غیر ضروری جڑی بوٹیاں نکالتا، چھوٹے چھوٹے پودوں کی نشوونما کے لئے مناسب کھاد ڈالتا ہے تب وہ ایک عمدہ فصل سے مستفید ہوتا ہے۔ بعینہٖ ایک احمدی کو اپنے دل کی کھیتی پر ایک کسان کی طرح کلبہ رانی اور مندرجہ بالا طریقے استعمال کرنے ہوں گے اور جماعت کے باغیچے کو بھی اپنے نیک اعمال سے سنوارنا ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''بیعت ایک بیج ہے جو آج بویا گیا اب اگر کوئی کسان صرف زمین میں تخم ریزی پر ہی قناعت کرے'' بیج بودے اور کہہ دے کہ ٹھیک ہو گیا سب کچھ ''اور پھل حاصل کرنے کے جو جو فرائض ہیں ان میں سے کوئی ادا نہ کرے۔ نہ زمین کو درست کرے، اور نہ آبپاشی کرے، اور نہ موقعہ بہ موقعہ مناسب کھاد زمین میں ڈالے۔ نہ کافی حفاظت کرے تو کیا وہ کسان کسی پھل کی امید کر سکتا ہے۔'' کہ جو اپنے باغ کی یا فصل کی صحیح نگہداشت نہیں کرے گا ''اُس کا کھیت بالضرور تباہ اور خراب ہوگا۔ کھیت اسی کا رہے گا جو پورا زمیندار بنے گا۔ سو ایک طرح کی تخم ریزی آپ نے بھی آج کی ہے''۔ اِن لوگوں کو سمجھا رہے ہیں جو آپؑ کے سامنے موجود تھے اور آج ہم اس کے مخاطب ہیں کہ ہم نے بیج بویا ہے۔ احمدیت کو قبول کیا ہے ''خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ کس کے مقدر میں کیا ہے لیکن خوش قسمت وہ ہے جو اس تخم کو محفوظ رکھے اور اپنے طور پر ترقی کے لئے دعا کرتا رہے۔ مثلاً نمازوں میں ایک قسم کی تبدیلی ہونی چاہئے۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 38 ایڈیشن 1985ء)

• آپؑ جماعت کو ایک درخت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’مَیں جانتا ہوں کہ ہماری جماعت ایک درخت کی طرح ہے .... پس تم استقامت اور اپنے نمونے سے اس درخت کی حفاظت کرو۔ کیونکہ تم میں سے ہر ایک اس درخت کی شاخ ہے اور وہ درخت اسلام کا شجر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ اس شجر کی حفاظت کی جائے گی‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 322-323۔ ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مندرجہ بالا بصیرت افروز ارشاد میں ایک احمدی کے لئے شاخ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ ٹہنی کا نہیں۔ کیونکہ ٹہنی اور شاخ میں اس کی افادیت کے لحاظ سے بہت فرق ہے۔ قارئین کی سہولت کے لئے ایک مومن کو شاخ سے نسبت دینے کی حکمت کے حوالے سے درج ذیل معلومات پیش ہیں:

1. شاخ اپنی غذا براہ راست جڑ سے لیتی ہے۔ اس کے ساتھ پیوست رہتی ہے۔ اور تازہ رہتی ہے اسی طرح جس طرح ایک مومن خلافت سے پیوست رہ کر ترو تازہ رہتا ہے۔
2. پھل پھول تازہ شاخ کو ہی لگتے ہیں خشک ٹہنی کو نہیں لگا کرتے۔ ایک مومن بھی تازہ بتازہ پھلوں سے لدا رہتا ہے۔
3. جب شاخ کو پھل لگتے ہیں تو وہ زمین کی طرف جھک جایا کرتی ہے۔ ایک مومن بھی تشکر الٰہی کے لئے اللہ کے حضور جُھک جاتا ہے۔
4. تازہ شاخ کو انسان جب اور جس طرف موڑنا چاہے وہ اُسے موڑ سکتا ہے جبکہ خشک ٹہنی کو موڑنا چاہے تو وہ ٹوٹ جایا کرتی ہے۔ ایک مومن کو بھی جو نہی کوئی ہدایت دربار خلافت سے ملتی ہے فوراً اپنے آپ کو اس طرف مائل کر لیتا ہے۔
5. سرسبز شاخوں پر پھل لگتا ہے جو آنکھوں کو بھاتا اور خوبصورت لگتا ہے۔

6. شاخوں پر لگے پھلوں سے لوگ محظوظ ہوتے ہیں، کھاتے اور صحت مند رہتے ہیں۔ اسی طرح ایک مومن اس قدر پھل سے لد جاتا ہے کہ ہر کوئی اس کے پاس بیٹھ کر نیک صحبت حاصل کرتا ہے۔

7. شاخ پھیلتی پھولتی اور بڑی ہوتی ہے اسی طرح ایک مومن دعوت الیٰ اللہ کر کے اپنی نفری بڑھاتا رہتا ہے۔

ایسے ہی مومن احمدیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت ہی مان سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا۔

اے میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو!

ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درخت کی سرسبز شاخیں بناتے ہوئے سرسبز شاخ کے تمام عوامل کو اپنے اُوپر لاگو کر لیں ورنہ اس کے مقابل پر ٹُہنی کے حوالہ سے آپؑ فرماتے ہیں۔

”ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو، وہ خشک ٹُہنی ہے۔ اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔ خشک ٹُہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اس کو سرسبز نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو۔ میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 458 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 اگست 2021ء)

﴿99﴾

ایڈیٹر کے نام ایک خط، ایک تجزیہ اور ایک قابل قدر رائے
”الفضل جس گھر میں آتا ہے تو یہ اللہ کا فضل ہے۔“

تحریر: آصف احمد ظفر بلوچ۔ برطانیہ

میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے میرا انتظار ختم کروادیا۔ خاکسار کے مضمون کے بارے میں آپ کی پسندیدگی پر میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں نیز مضمون کی اشاعت بوجوہ نہ ہو سکی بوجھل دل کے ساتھ آپ کے فیصلے کا احترام ہے۔ اس مضمون کی تحریک کس طرح پیدا ہوئی۔ اس حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ الفضل کے مطالعہ کی عادت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بچپن سے ہوگئی تھی۔ ایک دفعہ میرے چچا جان مکرم مبارک احمد ظفر مرحوم ہمارے گھر آئے ہوئے تھے۔ میں ان کے ساتھ بیٹھا تھا، الفضل اخبار ہاکر لایا تو انہوں نے ایک فقرہ بولا کہ «الفضل» جس گھر میں آتا ہے تو یہ اللہ کا فضل ہے۔ ان کی بات آج تک مجھے یاد ہے۔ اب اگر خلافت خامسہ میں الفضل کے جدید دور کی بات کریں تو اپنے اس چہیتے اخبار کا انتظار اسی طرح ہوتا ہے جیسے چھپے ہوئے الفضل کا ہوا کرتا تھا۔ روزنامہ الفضل آن لائن، لندن وقت کے مطابق جب رات بارہ بجے اپلوڈ ہوتا ہے تو میں اسی وقت دیکھ لیتا ہوں۔ جب تک مکمل مطالعہ نہ کرلوں اطمینان نہیں ہوتا۔ ایک اور بات آپ کو بتاتا چلوں کہ الفضل کے ساتھ عشق و محبت میں اضافہ 2010ء میں اُس وقت ہوا جب میں نے الفضل اخبار کے تمام شمارے 18 جون 1913ء سے دیکھنے اور پڑھنے کا فیصلہ کیا۔ اس حوالے سے میرا ایک نوٹ الفضل کے صد سالہ ایڈیشن میں بھی چھپ چکا ہے۔ میں اُن خوش نصیب لوگوں میں شامل ہوں جنہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے الفضل کے ایک صدی سے زائد شمارے مختلف لائبریریوں میں بیٹھ کر دیکھنے کا موقع میسر آیا۔ الحمدللہ۔ الفضل کے ان شماروں سے مجھے بہت کچھ حاصل ہوا۔ بہت سے خزائن سے پردہ اٹھا۔ خاکسار نے اپنے دادا جان اور

والد محترم کی کتابوں کو جب مرتب کیا تو ان شماروں کو دیکھنے کی وجہ سے بہت سی تاریخی معلومات کو نہ صرف درست کیا بلکہ ان میں اضافہ بھی کیا اور ان مفید معلومات کو کتاب کا حصہ بنایا۔ صحابہؓ والا مضمون جو آپ کو بھیجا ہے جس کے بارہ میں آپ نے فرمایا ہے کہ بہت محنت ہوئی ہے تو یہ سب ان شماروں کو دیکھنے اور ان کے مطالعہ کی عرقریزی کی وجہ سے ہی ممکن ہوا۔ جس وقت میں الفضل کے شمارے دیکھ رہا تھا اُس وقت تو مجھے قطعاً اندازہ نہیں تھا کہ یہ شمارے مجھے کہاں اور کیسے فائدہ دیں گے۔ میرے پاس تین ایسے رجسٹر محفوظ ہیں جن میں، میں نے الفضل کے ایک صدی سے زائد مختلف اہم شماروں کی فوٹو کاپیز کو یکجا کیا ہوا ہے جن میں براہ راست ہمارے بہت سے بزرگوں کا تذکرہ ہے اور ہماری بستی کے اصحاب کا ذکر ہے۔ یہ سب ریکارڈ اب بھی خاکسار کے پاس موجود ہے جو مجھے کسی بھی چیز سے زیادہ عزیز تر ہے۔ ان اصحاب کے حالات اخبار الفضل میں گاہے بگاہے شائع ہوتے رہے ہیں۔ ان کے سوانح میں بہت سی ایسی چیزیں تھیں جو جماعتی لٹریچر میں ایک بار پھر قابل اضافہ تھیں۔ میری بڑے لمبے عرصے سے یہ خواہش رہی ہے کہ ان بزرگ صحابہؓ کے حالات جو تاریخ احمدیت کی امانت ہیں، ان میں مزید اضافہ کیا جائے اور یہ از سر نو مکمل ہونے والا قیمتی خزانہ الفضل کے ذریعے محفوظ کیا جائے۔ اس لئے الفضل کے پُرانے شماروں سے جو کچھ مجھے حاصل ہوا اس میں، میں نے اضافہ کر کے آپ کی خدمت میں بغرض اشاعت بھجوادیا۔ اب آپ کے پاس ان بزرگ ہستیوں کے حالات اور اخلاق حسنہ پر مشتمل سیرت کے نادر نمونے میں نے محفوظ کروادیئے ہیں۔ آپ جب مناسب سمجھیں تو شائع کر دیں۔ میں سمجھوں گا مجھے میری محنت کا انعام مل گیا ہے۔

نوٹ از ایڈیٹر

آپ کی خوبصورت اور چشم کشا تحریر سے الفضل کے لیے آپ کی لگن اور محبت و عشق عیاں ہے۔ خاکسار جانتا ہے کہ آپ ایک علم و ادب سے محبت کرنے والی فیملی کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کے بزرگوں نے خلفاء احمدیت کے بہت قریب رہ کر خدمت و اطاعت کی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ الفضل، جماعت اور خلیفۃ المسیح کے ساتھ آپ اور آپ کی آئندہ نسلوں کی محبت کو بڑھاتا رہے۔ آمین

ان تاریخی رجسٹرز کو محفوظ رکھیں اور اپنے بچوں کو پڑھنے کی تلقین کرتے رہیں کیونکہ آپ کی طرف سے ان کے لئے یہی قیمتی میراث ہے۔ اسی قسم کے ذخیرہ کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

"آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں مگر وہ دن آرہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے جب الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپیہ ہوگی لیکن کوتاہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے" (الفضل 28 مارچ 1946ء)

قارئین الفضل کی طرف سے الفضل کے ساتھ جس اُلفت و محبت کا اظہار آئے روز خطوط میں پڑھنے کو ملتا ہے وہ قابل ستائش اور قابل رشک ہے۔ دنیا بھر سے بہت سے قاری الفضل کے لانچ ہونے کے وقت سب کام کاج چھوڑ کر اپنے لیپ ٹاپ اور الیکٹرانک ڈیوائسز کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں تا کہ تازہ شمارے سے استفادہ میں تاخیر نہ ہو جائے۔ بالخصوص برطانیہ اور یورپ میں رات بارہ بجے تک تازہ شمارے کے لئے جاگنا اور اس سے استفادہ کرنا قابل داد ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام قارئین کے ساتھ ہو اور تمام کے نفوس و اموال میں برکت ڈالے اور الفضل سے استفادہ کی استطاعت اور شوق کو بڑھاتا چلا جائے آمین۔ کان اللہ معکم حیث ماکنتم۔

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دور میں الفضل کو زمینی حدود سے نکال کر آسمان کی بلندیوں اور وسعتوں تک لے گیا ہے اور یوں مخالفین کی دست برد سے اخبار محفوظ ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ روزنامہ الفضل آن لائن لندن کو اپنا ایک سو آٹھ سالہ تشخص برقرار رکھتے ہوئے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 اگست 2021ء)

﴿100﴾

"وعلیکم السلام"

مورخہ 23 اگست 2021ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات میں خاکسار نے تمام ممبران بورڈ، کمپوزنگ و دیگر امور میں مدد کرنے والوں اور قلمی معاونت کرنے والوں کی طرف سے "السلام علیکم" عرض کرکے دعا کی درخواست کی تو حضور نے فرمایا

"وعلیکم السلام"

پیارے حضور کا محبت بھرا سلام الفضل ہذا کے ذریعے قلمی معاونت کرنے والے مضمون نگاروں، شعراء، کمپوزنگ اور دیگر امور میں احسن رنگ میں فرائض ادا کرنے والوں کو پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سلامتی کا وارث بنائے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 اگست 2021ء)

﴿101﴾

خصوصی نمبر بر موقع 12 ربیع الاول بعنوان۔ اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال

ادارہ الفضل آن لائن 12 ربیع الاول کے موقع پر سیرت النبی ﷺ پر بعنوان "اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال" ایک خصوصی شمارہ کی اشاعت کی توفیق پا رہا ہے وباللہ التوفیق

تمام اہل علم و صاحب قلم حضرات وخواتین سے مختصر آرٹیکلز و مضامین ضبط تحریر میں لا کر info@alfazlonline.org مؤرخہ 30 اگست 2021ء تک بھجوانے کی درخواست ہے۔

صحابہ اور بزرگان سلسلہ کے اس بارے واقعات بھی بھجوائے جاسکتے ہیں۔ شعراء بھی اپنے کلام سے خصوصی نمبر کو مزین کر سکتے ہیں۔

کان اللہ معکم حیث ما کنتم

قارئین الفضل سے کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31 اگست 2021ء)

﴾102﴿

الفضل آن لائن سے استفادہ کرنے کے ذرائع

روزنامہ الفضل آن لائن کو روزانہ پڑھنے، اس سے استفادہ کرنے کے لئے درج ذیل ذرائع بروئے کالائے جاسکتے ہیں۔

•ویب سائیٹ

https://www.alfazlonline.org

•ایپ اینڈرائیڈ فون

https://play.google.com/store/apps/details?id=org.alfazlonline.alfazlonline&hl=en_GB&gl=US

•ایپ Apple فون

https://apps.apple.com/gb/app/alfazl-online/id1500041209

•انسٹاگرام

https://www.instagram.com/alfazlonline/?hl=en

•ٹویٹر

https://twitter.com/alfazlonline?lang=en

•فیس بک کے اکاؤنٹ پر کام جاری ہے۔

ان تمام میں سے الفضل تک پہنچنے کے لئے آسان ترین link فونز کی APPS ہیں۔ اگر ہر قاری اپنے اپنے cell پر App کو ڈاؤن لوڈ کرلے تو روزانہ لندن وقت کے مطابق رات

بارہ بج کر ایک، دو منٹ اپنے cell پر موجود App پر نئے دن کا شمارہ موجود پائے گا۔ اپنی اپنی سہولت کے مطابق مندرج بالا دیگر links سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

آپ تمام قارئین سے درخواست ہے کہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو نہ صرف ان لنکس کو متعارف کروائیں بلکہ ان کو ہر شمارے کا link یا واٹس ایپ کے ذریعہ بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ کان اللہ معکم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 ستمبر 2021ء)

﴿103﴾

ماں مارے اور بچہ ماں ماں پکارے

مشہور مثل ہے کہ ”ماں مارے اور بچہ ماں ماں پکارے“۔ یعنی اگر ماں اپنے بچے کو کسی بات پر سرزنش کرے اور اسے مارے تو بچہ مار کھاتا جاتا ہے۔ روتا جاتا ہے اور نہ صرف اُمی اُمی پکارتا بلکہ اس کی طرف لپکتا، دوڑتا اور ماں کی جھولی میں اپنی پناہ محسوس کرتا ہے۔

اور دوسری طرف ماں کے دل میں باوجود غصّہ کے، اپنے مضروب بچے کی خاطر رحم کے جذبات اُبھرتے ہیں اور وہی ماں جو بچے کو اصلاح وتربیت کی خاطر ڈانٹتی، ڈپٹتی، کوستی اور مارتی بھی ہے وہ بھی بچے کو سینہ سے لگالیتی ہے۔ چومتی اور پیار کرتی ہے۔

یہ دونوں کا جہاں آپس میں محبت وپیار کا تبادلہ ہے وہاں یہ محبت اور پیار کی انتہا بھی ہے۔ بلکہ ماں اور بیٹے میں اس پیار بھرے تعلق میں محبت اور پیار کے الفاظ ادھورے نظر آتے ہیں اور وہ اس محبت بھرے تعلق کا حق ادا نہیں کرپاتے ان جذبات کے سو فیصد اظہار کے لئے ڈکشنریاں الفاظ فراہم کرنے میں بے بس ہیں۔ اس تعلق کو ان الفاظ میں ادا کیا جاسکتا ہے۔

ع دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

یہی مضمون اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان بدرجہ اولیٰ لاگو ہوتا ہے۔ گو انسان پر جو مصائب ومشکلات آتی ہیں وہ انسان کے اپنی ہی شامت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے لیکن یہ سب اصلاح کی خاطر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انسان کے بُرے اعمال کی سزا بسا اوقات اِسی دنیا میں دیتا ہے اور جب بندہ اس کی طرف جھکتا، اُس کے حضور روتا اور تضرع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جو ماں سے کہیں بڑھ کر رحیم وکریم ہے وہ اپنے بندے کو سینہ سے لگاتا ہے۔ اس کے آنسو پونچھتا اور اس کے دُکھ درد کا ماویٰ وملجا بن جاتا ہے۔

ایک دفعہ جنگ بدر میں ایک خاتون اپنا بچہ کھو بیٹھی۔ وہ اس کی تلاش میں فکر مندی کے عالم میں کبھی اِدھر کبھی اُدھر بھاگتی پھر رہی تھی۔ اس خاتون کی اپنے بچے کی خاطر فکر اور پریشانی کو دیکھ کر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اپنے کھوئے ہوئے بندے کے لئے اس ماں سے بڑھ کر پریشان ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید اور احادیث میں یہ تعلیم ہمیں ملتی ہے کہ ہر مومن کو دُکھ اور سُکھ میں اپنے خدا کی طرف جھکنا چاہیئے۔ اس سے ہی مدد طلب کرنی چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہاں ذاتی محبت کے مقام میں سہارا نہیں ہوتا جیسے ماں اور بچے کے جو تعلقات ذاتی محبت کے ہیں۔ ان میں انسان تفرقہ نہیں ڈال سکتا۔ ماں کی فطرتی محبت ایک دوسرے سے ملاتی ہے۔ مثل مشہور ہے "ماں مارے اور بچہ ماں ماں پکارے" اسی طرح اہل اللہ، خدا کی مار کھا کر کہاں جاسکتے ہیں بلکہ مار پڑے تو وہ ایک قدم اور بڑھاتے ہیں۔ دوسرے تعلقات میں خدا کی محبت کا جلال زور کے ساتھ نازل نہیں ہوتا جیسے انسان کسی کو اپنا نوکر سمجھتا ہے اور خیال ہوتا ہے کہ یہ نوکری اس لئے کرتا ہے کہ اس کی اجرت ملے تو اس کی طرف محبت کامل کا التفات نہیں ہوتا اور وہ ایک نوکر شمار ہوتا ہے۔ مگر جب کوئی شخص خدمت کرتا ہے اور آقا کو معلوم ہو کہ یہ نوکری کی خواہش سے نہیں کرتا تو آخر کار بیٹوں میں شمار ہوتا ہے خدا بڑا خزانہ ہے۔ خدا بڑی دولت ہے"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 423 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 ستمبر 2021ء)

﴾104﴿

کروناوائرس سے حفاظت اور سادگی اپنانے کی ضرورت

اس دور میں کرونا وائرس نے ہم سب کو کئی باتوں میں سیدھے راستے پر گامزن کر دیا ہے۔ لیکن ابھی بھی بعض امور توجہ طلب ہیں۔ ان میں سے ایک ٹھاٹھ باٹھ اور فضول خرچی کے ساتھ شادی کی تقریبات ہیں۔ ہمارے ایشیائی معاشرے میں جس شادی کو سج دھج کے ساتھ اور غیر ضروری رسومات کے ساتھ نہ منایا جائے اُسے شادی یا خوشی نہیں کہا جاتا۔ اسلام نے سادگی کی تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں خلافت احمدیہ عطا ہوئی ہے اور ہم بہت سی لغویات اور فضولیات سے بچ گئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تحریک جدید کی بنیاد رکھی تو اس کے مطالبات میں سب سے پہلا مطالبہ سادہ زندگی اپنانا ہے۔ اور رسومات سے بچنے کی تلقین ایک اور مطالبہ میں ملتی ہے۔

کرونا کی وبا نے ہمیں سادگی پر مائل کر دیا ہے۔ وہ لوگ جو آج کے مادی طور میں مہنگی ترین شادیوں سے گھبراتے تھے انہوں نے نہایت سادگی سے اپنے بچوں کی شادیاں کر دیں اور سفید پوشوں کی پردہ پوشی بھی رہ گئی۔ مَیں نے خود بھی ان دنوں دسیوں لوگوں کو اپنے بچوں کی اور بچوں کو بھی اپنی شادیاں سادگی سے کرنے کی تحریک کی۔ ان میں اکثر نے نہایت کفایت شعاری سے کام لیتے ہوئے شادی کر دی۔ بلکہ ربوہ میں میرے ایک پیارے صاحب حیثیت دوست نے واٹس ایپ پر میسیجز کے ذریعہ اپنے بیٹے کی شادی کی اطلاع دے کر دعا کی درخواست کی اور اپنے صحن میں دس پندرہ عزیزوں کو بُلا کر ولیمہ کر دیا، جبکہ محلہ میں جاننے والوں کے گھروں میں شیرینی بانٹ کر ان کو بھی خوشی میں شامل کیا۔ میری ایک عزیزہ نے بہت حسرت کے ساتھ مجھے یہ کہا کہ کاش! میری بچیوں کے رشتے ہوئے ہوتے تو میں ان حالات میں نہایت سادگی سے ان کو بیاہ دیتی۔

مجھے یاد ہے کہ جرمنی سے ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے اس کرونا وبا میں بیٹے کی شادی کے لئے مشورہ کی درخواست کی تو حضور انور نے تحریر فرمایا۔ آپ دونوں میاں بیوی اور بیٹا ایک گاڑی میں جا کر دلہن کو ساتھ لے آئیں۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ حالانکہ اس دوست کے بہن بھائی اور دیگر قریبی رشتہ دار ان کے آس پاس ہی مقیم ہیں۔ اُن کو بھی مدّعو نہ کرنے پر کوئی اعتراض نہ ہوا۔ اعتراض ہونا بھی کیا تھا۔ جب خلیفۃ المسیح نے ہدایت فرما دی تو سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ اگر پہاڑ بھی ٹوٹ جائے تو خیر ہے۔ اطاعت خلافت لازمی ہے۔

اس کے مقابل پر ایسے لوگ بھی ہیں جو تمام پابندیوں کو بالائے طاق رکھ کر کثیر تعداد میں مدّعووین کو بلا کر شادی کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ان مواقع پر ایسے لوگ بھی آجاتے ہیں جن کو اتنا شعور بھی نہیں ہوتا کہ ہم کرونا میں مبتلا ہیں، دوسروں کی اس مرض سے حفاظت کی خاطر ہم نہ جائیں۔ صبر کریں اور معذرت کر دیں۔ ایسی شادیوں پر پھر ایسے شعور سے عاری مدعووین کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اس حوالہ سے خبریں ملتی رہتی ہیں۔ گزشتہ دنوں جرمنی سے اطلاع تھی کہ 60 افراد پر مشتمل شادی کے ایک فنکشن میں کرونا میں مبتلا ایک مریض دیگر مہمانوں میں گھل مل گیا اور درجنوں بے قصور اور معصوم لوگوں کو کرونا کا تحفہ دے گیا۔ اسی طرح ایک شادی میں کرونا سے متاثر ایک میاں بیوی نے شرکت کرلی۔ جن سے کئی افراد متاثر ہوئے ان میں سے ایک متاثرہ خاتون نے اپنے خاندان کے ایک بزرگ کو اطلاع دے کر دُعا کی درخواست کی۔ اس بزرگ نے دعا دی اور بعد میں بھی کر رہے ہوں گے مگر ساتھ ہی انہوں نے لکھا ''یہ شادی کی کرامات ہیں'' کرامات کے الفاظ گو اچھے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں لیکن یہاں اس کے معنی نوازشیں وغیرہ کے ہیں، گو نوازشیں بھی مثبت لفظ ہے لیکن یہاں منفی معنوں میں لیا جائے گا۔

ایسی شادیوں پر تمام ایس او پیز کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ ہمارے ایشیائی معاشرہ میں ہر بات کو سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا۔ ضروری ہے کہ جس طرح پاکستان میں شادی کارڈ پر لکھا جاتا ہے ''وقت کی پابندی کریں'' اسی طرح یہ الفاظ شادی کارڈ پر لکھنے میں کوئی عار نہیں ہونا چاہئے کہ ''کرونا

سے متاثرہ لوگ شامل نہ ہوں"فنکشن میں ہاتھ ملانے اور معانقہ کرنے سے پرہیز کریں۔ بلکہ شادی ہال میں بھی ان تحریروں کے بینرز آویزاں کرنے کی ضرورت ہے۔

ایسے لوگوں کے لئے جو ان حالات میں بھی بڑے فنکشن کرنے اور بے دریغ پیسہ خرچ کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ جماعت نے نیکی کمانے کے اور بھی سامان پیدا کر رکھے ہیں۔ جیسے مریم شادی فنڈ میں رقم ادا کر کے کسی احمدی بچی کے لئے رقم تحفۃً دی جا سکتی ہے۔ یتامیٰ فنڈ اور سیدنا بلال فنڈ میں بھی ثواب کی خاطر مالی قربانی پیش کی جاسکتی ہے یا ویسے خاموشی سے اپنے ماحول میں ایسے خاندان کی احمدی بچی کی شادی کروائی جا سکتی ہے جو مناسب اخراجات کی بھی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔

یہاں مغربی ممالک میں تو اطلاعات کا نظام ایسا موثر ہے اگر فنکشن میں کرونا سے متاثر شخص نے شمولیت کی ہے تو اس فنکشن کے تمام شاملین جو ملک کے ہیلتھ سسٹم سے منسلک ہیں کو دس دن تک Isolate کرنے کی ہدایت آجاتی ہے تاکرونا مزید نہ پھیلے۔ مگر کچھ ممالک میں تو احتیاط بھی نہیں برتی جاتی اور دوسرے پیشگی حفاظت کے لئے کوئی انتظام بھی نہیں ہے۔

آج کے کرونا کے خطرناک حالات کے پیشِ نظر ان چند سطور سے آئندہ شادی کرنے والوں سے ایس او پیز کو ملحوظ خاطر رکھنے کی درخواست ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی متعدد بار احتیاط برتنے اور ایس او پیز کو اپنانے کی تلقین فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ہر آفت اور مصیبت سے محفوظ کرتے ہوئے صحت و سلامتی سے رکھے اور اسلامی تعلیمات کو اپنانے اور فضول رسموں سے بچنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 ستمبر 2021ء)

﴿105﴾

قرارداد تعزیت بر شہادت
مکرم سید طالع احمد شہید واقف زندگی

ہم ممبران بورڈ روزنامہ الفضل آن لائن لندن، دنیا بھر میں بسنے والے قارئین الفضل آن لائن کی طرف سے مکرم سید طالع احمد واقف زندگی کی شہادت پر پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ و بیگم صاحبہ مد ظلہا العالی، مکرم سید ہاشم اکبر صاحب و بیگم صاحبہ، مکرمہ سطوت طالع صاحبہ مع بچگان، مکرمہ امتہ الناصر نصرت قادر صاحبہ، مکرم عابد خان صاحب، دیگر تمام افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دنیا بھر کے احمدی احباب وخواتین سے گہرے غم اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرتا جائے۔ لواحقین کا حامی و ناصر ہو اور ان تمام کو صبر وحوصلہ دے۔ آمین۔

مکرم سید طالع احمد ابن مکرم سید ہاشم اکبر گھانا کے دورہ پر تھے اور اپنی ڈیوٹی پر تھے کہ شہادت کا رتبہ پا کر اللہ کو پیارے ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم سید طالع احمد شہید کی سیرت کے بہت ہی خوبصورت اور حسین پہلو اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 3 ستمبر 2021ء میں بیان فرمائے۔ جن سے نہ صرف مکرم سید ہاشم اکبر و مکرمہ سطوت طالع صاحبہ کے سر فخر سے بلند ہوئے بلکہ جماعت کے ہر فرد کو ایسے ہونہار جوان کی سیرت کو اپنی زندگی کے سفر میں مشعل راہ بنانے اور دوران خدمت، اللہ کی راہ میں پیش کرنے پر فخر ہے اور اپنے پیارے امام کے حضور ہر فرد جماعت یہ

عہد کر رہا ہے کہ اے خلیفۃ المسیح! ہم ”طالع“ کی خوبیوں کو اپناتے ہوئے اسلام احمدیت کا عَلم بلند رکھیں گے۔ان شاء اللہ۔

پیارے حضور نے مرحوم کے لئے ہمارے بہت ہی پیارے، پیارا وجود وقف کی روح کو سمجھنے والا اور اس عہد کو حقیقی رنگ میں نبھانے والا، ایسا تھا جسے بعض دین کا گہرا علم رکھنے والے بھی نہیں سمجھتے، شہید ہو کر بتا گیا کہ میں خلافت کا حقیقی مددگار بنا ہوں، اے پیارے طالع! میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً تم نے اپنے وقف اور عہد کے اعلیٰ ترین معیاروں کو حاصل کر لیا۔ اور بالخصوص ان مبارک الفاظ سے تو سید ہاشم کے خاندان کے سروں کو بلند کر گئے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جسمانی اور روحانی آل ہونے کا حق بھی اس نے ادا کر دیا اور اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں سے تھا تو محرم کے مہینہ میں اس کو قربانی کے لئے چنا ایک ہیرا واقف زندگی کا تھا“۔

اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا، تمام افراد خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم سب کو طالع شہید کے اعلیٰ کردار کو اپنانے کی توفیق دے۔ آمین۔

ہم ہیں دعا گو ممبران بورڈ الفضل آن لائن لندن

ابو سعید

ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن

4 ستمبر 2021ء

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 ستمبر 2021ء)

﴾106﴿

حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصائح

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو کی جانے والی نصائح جو سورۃ لقمان آیت 14 تا آیت 20 میں بیان فرمائی ہیں۔ ہمارے بچے بھی آج ان کے مخاطب ہیں جنہیں ان کو ہر وقت مد نظر رکھنا چاہیے۔ وہ یہ ہیں:

1۔ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ

ترجمہ: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرا۔ یقیناً شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے۔

2۔ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے حق میں تاکیدی نصیحت کی۔

3۔ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ

ترجمہ: (اُسے ہم نے یہ تاکیدی نصیحت کی) کہ میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی۔ میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

4۔ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا

ترجمہ: اور اگر وہ دونوں (بھی) تجھ سے جھگڑا کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرا جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان دونوں کی اطاعت نہ کر۔ اور اُن دونوں کے ساتھ دنیا میں دستور کے مطابق رفاقت جاری رکھ۔

5۔ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ

ترجمہ: اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی چیز ہو پس وہ کسی چٹان میں (دبی ہوئی) ہو یا آسمانوں یا زمین میں کہیں بھی ہو، اللہ اسے ضرور لے آئے گا۔ یقیناً اللہ بہت باریک بین (اور) باخبر ہے۔

6۔ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ

ترجمہ: اے میرے پیارے بیٹے! نماز کو قائم کر۔

7۔ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ

ترجمہ: اور اچھی باتوں کا حکم دے۔

8۔ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ترجمہ: اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کر۔

9۔ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ

ترجمہ: اور اُس (مصیبت) پر صبر کر جو تجھے پہنچے۔

10۔ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ

ترجمہ: اور (نخوت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پُھلا۔

11۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا

ترجمہ: اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔

12۔ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ

اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔

13۔ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ

ترجمہ: اور اپنی آواز کو دھیما رکھ۔

اللہ تعالیٰ ہم میں ہر ایک کو ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 ستمبر 2021ء)

﴾107﴿

فہرست عناوین برائے مضامین
روزنامہ الفضل لندن آن لائن

بہت سے قارئین کرام، اپنے مؤقر اور پسندیدہ اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کے لئے مضامین لکھنا چاہتے ہیں۔ وہ ادارہ سے عناوین کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں۔ انفرادی طور پر ایسے قارئین کی رہنمائی کر دی جاتی ہے۔

یہاں حضرت مصلح موعودؓ کے درج ذیل ارشاد کی روشنی میں عناوین کی ایک فہرست بغرض رہنمائی دی جارہی ہے۔ قارئین کرام ان عناوین پر مضامین اور شعرائے کرام منظوم کلام درج ذیل ای میل پر بھیج سکتے ہیں:

info@alfazlonline.org

اگر قارئین کرام کے پاس ان عناوین میں سے کسی پر پُرانا لکھا ھوا مضمون موجود ہو اور وہ کسی اخبار یا جریدہ میں شائع نہ ہوا ہو تو وہ بھی اپنا مضمون بھجوا سکتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”سارا اخبار ہی دینی مضامین سے نہیں بھرنا چاہیے مگر اس طرف بھی کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ اگر ہم سارا دن نمازیں نہیں پڑھتے رہتے بلکہ اور بھی بیسیوں کام کرتے ہیں تو سارے اخبار میں دینی مضامین ہی اگر ہوں تو وہ کب لوگوں کے لئے دلچسپی کا موجب بن سکتے ہیں۔ قرآن کریم کو بھی دیکھ لو اس میں صرف خدا اور اس کے رسولوں کا ہی ذکر نہیں بلکہ کہیں پانیوں کا ذکر ہے، کہیں بادلوں کا ذکر ہے، کہیں ہواؤں کا ذکر ہے، کہیں زمین کی حرکتوں کا ذکر ہے، کہیں حیوانات کا ذکر ہے، کہیں لڑائیوں کا ذکر ہے، کہیں سیاسیات کا ذکر ہے غرض مختلف قسم کے اذکار اس میں پائے

جاتے ہیں مگر کیا الفضل قرآن سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے کہ اگر وہ علمی اور تاریخی اور اقتصادی اور صنعتی مضامین لکھے تو اس کی زبان صاف نہیں رہے گی۔ میں نے بارہا توجہ دلائی ہے کہ مضامین میں تنوع پیدا کرو۔ علمی اور تاریخی مضامین لکھو، مختلف عنوانات پر مختصر نوٹ لکھو اس طرح تعلیمی، صنعتی، مذہبی اور اقتصادی مضامین لکھو، مختلف اقوام میں جو رسوم پائی جاتی ہیں ان پر وقتاً فوقتاً روشنی ڈالو۔ غیر مذاہب کے حالات لکھو، دلچسپ خبریں شائع کرو اور ان کے دوران میں مذہبی مضامین بھی لکھو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری کونین شکر میں لپٹی ہوئی ہو گی اور ہر کوئی شوق سے اسے کھانے کے لئے تیار رہے گا۔“

(بانی سلسلہ احمدیہ کوئی نیا دین نہیں لائے، انوار العلوم جلد 15 صفحہ 6-7)

فہرست عناوین

(1) اللہ تعالیٰ

1۔ عباد الرحمٰن کی نشانیاں
2۔ تقویٰ کی باریک راہیں
3۔ ایمانیات
4۔ دعا۔ بندے کا اللہ تعالیٰ سے تعلق کا ذریعہ
5۔ صِبغَۃَ اللّٰہِ وَمَن اَحسَن مِنَ اللّٰہِ صِبغَۃ
6۔ آؤ حسنِ یار (اللہ تعالیٰ) کی باتیں کریں
7۔ صفاتِ باری تعالیٰ
8۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور شکر گزاری
9۔ ذکرِ الٰہی
10۔ قُربِ خداوندی کے ذرائع

11۔توحیدِ باری تعالیٰ

12۔ہستی باری تعالیٰ کے دلائل (دہریت کے خلاف)

13۔خدا کے قرب کی اہمیت

14۔قدیم اقوام میں خدائے واحد کا تصور

(2) قرآن مجید

1۔ قرآن اور سائنس

2۔ قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت

3۔ قرآن کریم کے اقتداری معجزے

4۔امثال القرآن اور ان کا اقوام پر اطلاق

5۔حفظِ قرآن کی اہمیت

6۔مختلف تراجمِ قرآن کا تعارف

7۔جماعتِ احمدیہ اور خدمتِ قرآن

8۔ قرآن مجید سے علوم مروجہ کا ثبوت

9۔ قرآنی تعلیمات کا صحف سابقہ کی تعلیمات سے موازنہ

10۔ فیہا کتبٌ قیّمۃٌ

(3) اسلام

1۔اسلام ایک مکمل ضابطہ اخلاق ہے

2۔ذرائع ابلاغ اور تبلیغِ اسلام

3۔روحانی اور جسمانی ترقی کے ذرائع

4۔اعلیٰ روحانی مدارج حاصل کرنے کے ذرائع

5۔عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا

6۔رشتہ کرنے کے اصول

7۔انفاق فی سبیل اللہ

8۔یومِ آخرت پر ایمان

9۔معاشرتی آداب

10۔شوریٰ ایک اسلامی نظام

11۔قوتِ برداشت اور وسعتِ حوصلہ کی اہمیت

12۔عفوودرگزر

13۔شادی بیاہ اور اسلامی تعلیمات

14۔غیبت (چغلی)

15۔اسلامی پردہ

16۔زکوٰۃ کی افادیت

17۔مسابقت فی الخیرات

18۔اسلامی اصطلاحات کا استعمال

19۔الخلق عیال اللّٰہ

20۔حسنِ معاشرت

21۔اسلامی اخلاق (اخلاقِ حسنہ)

22۔اخلاقِ سیئہ

23۔امر بالمعروف ونھی عن المنکر

24۔علم حاصل کرنے کی فضیلت

25۔احترامِ آدمیت

26۔میانہ روی اور متوازن زندگی

27۔ تعاونوا علی البر (نیکی میں معاونت)

28۔ ایفائے عہد

29۔ امانت و دیانت کی فضیلت

30۔ حسنِ کردار

31۔ ارکانِ ایمان و ارکانِ اسلام

32۔ نماز (طریقہ، اہمیت، باجماعت)

33۔ عید الاضحی (قربانی کے مسائل)

34۔ عید الفطر

35۔ بچہ کی پیدائش پر اسلامی تعلیمات (اذان، عقیقہ، گڑتی)

36۔ خود احتسابی

37۔ أفشوا السلام

38۔ اصلاحِ نفس

39۔ جہاد کا فلسفہ، قلمی جہاد

40۔ درود شریف

41۔ آدابِ مجلس

42۔ باہمی لین دین اور اسلامی تعلیمات

43۔ تعارف مجددِ دین

44۔ سود ایک لعنت

45۔ اسلامی سزاؤں کا فلسفہ

(4)رمضان

1۔ماہِ رمضان کی برکات

2۔رمضان میں احمدی کی ذمہ داریاں

3۔رمضان اور قرآن

4۔رمضان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ

5۔ماہِ رمضان کی برکات اور جماعت احمدیہ

6۔رمضان کے حوالہ سے مختلف مضامین

7۔رمضان کی فضیلت از تحریرات حضرت اقدس مسیح موعودؑ

8۔دیگر مذاہب میں روزے کا تصور اور طریق

(5)انبیاء علیہم السلام

1۔مختلف انبیاء کے سوانحِ حیات

2۔انبیاء کے مخالفین کا انجام

3۔انبیاء پر ایمان لانے والوں پر خدا کے افضال

(6)سابقہ اقوام

1۔اقوامِ گزشتہ کا تعارف

2۔نافرمانی کرنے والی اقوام کا انجام

3۔ارضِ مقدس اور سابقہ اقوام

(7)سیرت النبیؐ

1۔نُصِرتُ بِالرُعبِ

2۔آنحضرت ﷺ سیرۃ کے مختلف پہلو (سربراہ، مبلغ، خاوند، باپ، میاں)

3۔میرا آقا عظیم تر ہے

4۔رسول کریم ﷺ کی عبادت و بندگی

5۔ عَشِقَ محمد ربہ

6۔ آنحضور ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلو۔ ہر پہلو کی تفصیل

7۔کتب سیرت النبی ﷺ کا تعارف

8۔ محسن انسانیت

9۔ محسن انسانیت غیروں کی نظر میں

10۔ آنحضرت ﷺ کا ذکر کتب سابقہ میں

(8)حدیث

1۔حدیث کی افادیت

2۔حدیث کا مقام

3۔جماعتِ احمدیہ میں سنت و حدیث کا تعارف

4۔کتب احادیث کا تعارف

(9)خلفائے راشدین

1۔خلفاء کا تعارف و سیرۃ

2۔خلفاء کی قربانیاں

3۔ادوارِ خلافت

4۔خلفائے راشدین کا مقام و مرتبہ از تحریرات حضرت مسیح موعودؑ

(10)صحابہ رضی اللہ عنہم

1۔امہات المؤمنین کا تعارف

2۔تعارف صحابہ رضی اللہ عنہم و صحابیات رضی اللہ عنہن

3۔ مناقبِ صحابہ رضی اللہ عنہم وصحابیات رضی اللہ عنہن (شجاعت، مالی خدمات، قربانیاں، سخاوت، دینی غیرت، عشقِ رسول ﷺ، عشقِ خدا، عبادات)

(11) حضرت مسیح موعود علیہ السلام

1۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور عشقِ الٰہی

2۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر واقعات عالم کی گواہی

3۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام

4۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم کارنامہ۔ احیائے اسلام

5۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دنیا پر احسانات

6۔ قرآن مجید میں مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر

7۔ مسیح موعود علیہ السلام اور کسرِ صلیب

8۔ اِسمہ اَحمد کا مصداق

9۔ انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ

10۔ انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ

11۔ بانی احمدیت کی عظیم الشان علمی فتح (عربی زبان کے ام الالسنہ کا اعتراف)

12۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسول

13۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شاندار اسلامی خدمات کا اعتراف

14۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

15۔ جو مسیح آنا تھا وہ آچکا

16۔ چودھویں صدی کے مجدد کو ماننا کیوں ضروری ہے

17۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمتِ قرآن

18۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوستوں اور دشمنوں سے حسن سلوک

19۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت
20۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاقِ فاضلہ
21۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانہ کے مصلح ہیں
22۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور نصرتِ الٰہی
23۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم الشان معجزہ (فصاحت و بلاغت)
24۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عزم و استقلال
25۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین مقدس انگوٹھیاں
26۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جدید علم کلام اور اس کے وسیع اثرات
27۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تقسیم مال
28۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور علم طب
29۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر ایمان لانا ضروری ہے
30۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد
31۔ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام
32۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت دنیا کے کناروں تک
33۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی تصانیف اور ان کی برکات
34۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیتِ دعا
35۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اصلاحِ خلق
36۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں آسمانی نشانات
37۔ تعارف روحانی خزائن
38۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبادات
39۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

40۔ کتب سیرت حضرت مسیح موعودؑ کا تعارف

41۔ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈھیں گے

42۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء

43۔ حضرت مسیح موعودؑ کے معاندین کا عبرت ناک انجام

44۔ کتب حضرت مسیح موعودؑ کا تعارف اور مختصر خلاصہ

45۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں پوری ہونے والی عظیم الشان پیشگوئیاں

(12) صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

1۔ سیرۃ و سوانح

2۔ صحابہ کے اطاعت کے نمونے

3۔ صحابہؓ کی حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں روایات

(13) احمدیت (حقیقی اسلام)

1۔ احمدیت کے ذریعہ پیدا ہونے والا روحانی انقلاب

2۔ الفضل (تاریخ و مختلف مراحل، اہمیت و برکات)

3۔ احمدیت کی ترقی کا راز اطاعت امام میں مضمر ہے

4۔ احمدیت محمدیت کا ہی عکس ہے

5۔ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے

6۔ اسلام اور احمدیت کی امتیازی شان

7۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ احمدیت کے ساتھ وابستہ ہے

8۔ اشاعتِ اسلام کا واحد ذریعہ احمدیت ہے

9۔ ایک احمدی کی زندگی کا مقصد اور اس کی ذمہ داریاں

10۔ احمدی اور حج بیت اللہ

11۔ جہاد فی الاسلام اور جماعت احمدیہ

12۔ جماعت احمدیہ کی دینی خدمات

13۔ جماعت احمدیہ اور جذبہ ایثار و استقلال

14۔ جماعت احمدیہ کا جہاد تبلیغ اور دعا ہے

15۔ جماعت حمدیہ کے اخبارات ورسائل

16۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ قرآنِ کریم کی وسیع اشاعت

17۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ غلبہ اسلام کی عظیم الشان مہم

18۔ سلسلہ احمدیہ منہاج نبوت پر قائم ہے

19۔ فریضہ زکوٰۃ کی اہمیت اور جماعت احمدیہ

20۔ موجودہ حالات اور ہماری جماعتی ذمہ داریاں

21۔ نشر و اشاعت اور ہماری ذمہ داریاں

22۔ نظام کی اہمیت اور اس کی برکات

23۔ خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض و غایت

24۔ احمدی نوجوان اپنے اندر خدمت دین کی تڑپ پیدا کریں

25۔ احمدی نوجوانوں کے فرائض اور ذمہ داریاں

26۔ خدمتِ خلق کے سلسلہ میں خدام الاحمدیہ کی قابلِ قدر مساعی

27۔ مختلف ممالک میں جماعتِ احمدیہ کا قیام اور تعارف

28۔ مختلف ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ

29۔ مختلف ممالک میں احباب کی مالی قربانیاں، عبادات، اطاعت

30۔ جماعتی چندوں کا تعارف

31۔ نظامِ وصیت

32۔ لوائے احمدیت

33۔ ذیلی تنظیموں کا تعارف، نظام (ذمہ داریاں)

34۔ بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں

35۔ قیامِ مساجد اور احمدیت

(14) خلافتِ احمدیہ

1۔ برکاتِ خلافت

2۔ خلافت روحانی ترقیات کا ایک عظیم الشان ذریعہ ہے

3۔ احمدیت کی ترقی خلافت سے ہی وابستہ ہے

4۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور خلافت کا قیام

5۔ اسلام میں اطاعت خلافت کی اہمیت

6۔ خلافت احمدیہ اور غیر مبائعین

7۔ خلافت وحدت قومی کی جان

8۔ خلیفہ خدا بناتا ہے

9۔ سلسلہ خلافت قیامت تک جاری رہے گا

10۔ قدرتِ ثانیہ سے مراد خلفاء کا سلسلہ ہے

11۔ مقامِ خلافت کی اہمیت

12۔ خلافت احمدیہ منہاجِ نبوت پر قائم ہے

13۔ بشارات ربانیہ

14۔ انتخاب خلافت کا طریق

(15) خلفائے احمدیت

1۔ سیرۃ و سوانح اور کارنامہ ہائے خلفائے احمدیت

2۔ پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تمام 52 علامات کا تعارف

3۔ پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے متعلق الٰہی بشارات

4۔ بشیر اول کے آنے کی چار حکمتیں

5۔ اولوالعزم محمود

6۔ پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا پس منظر

7۔ پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور جماعت احمدیہ کا مستقبل

8۔ زمین کے کناروں تک شہرت پانے والا موعود

9۔ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا

10۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا

11۔ کتب خلفاء کا تعارف

12۔ خلفائے سلسلہ کی قبولیت دعا کے معجزات

13۔ دنیا کے مختلف ممالک کے ایوانوں میں خلفائے سلسلہ کے خطابات کا خلاصہ

14۔ خلفائے احمدیت اور ان کی تحریکات

15۔ خلفائے احمدیت کی حسین یادیں

(16) تحریکِ جدید

1۔ تحریکِ جدید کی غرض و غایت اور اس کی اہمیت

2۔ تحریکِ جدید کے تمام مطالبات اور اس کا تعارف

3۔ تحریکِ جدید کی برکات

4۔ تحریکِ جدید اور خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داریاں

5۔ تعلیم یافتہ مخلص نوجوان خدمت دین کے لیے اپنی زندگیاں وقف کریں

6۔ دفاتر تحریکِ جدید کا تعارف

7۔ دنیا کے مختلف ممالک میں احمدیت کے نفوذ کا ایمان افروز تذکرہ

(17) وقفِ جدید

1۔ وقفِ جدید کی غرض وغایت اور اس کی اہمیت

2۔ وقفِ جدید کا ایک اہم مطالبہ۔ سادہ زندگی

3۔ وقفِ جدید کی برکات

4۔ وقفِ جدید اور خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داریاں

5۔ تعلیم یافتہ مخلص نوجوان خدمت دین کے لیے اپنی زندگیاں وقف کریں

6۔ دفاتر وقفِ جدید کا تعارف

(18) جدید ایجادات

1۔ جدید ایجادات کا مثبت استعمال

2۔ کمپیوٹر

3۔ انٹرنیٹ کا صحیح استعمال و نقصانات

4۔ جدید ایجادات حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل

5۔ جدید ایجادات اور خدمت بنی نوع انسان

6۔ مختلف سائنس دانوں کا تعارف

7۔ اسلامی سائنسدانوں اور موجدین کا تعارف

(19) تراجمِ قرآن

مختلف زبانوں میں قرآن کے تراجم کا تعارف

(20)تربیتی اور اخلاقی مضامین

1۔ احمدی نوجوان کی ذمہ داریاں

2۔ اصلاحی پروگرامز

3۔ تربیت اولاد کے متعلق مضامین

4۔ جماعتی اتحاد کی اہمیت

5۔ رشتہ ناطہ کے بارہ میں جماعتی تعلیمات

6۔ دورِ جدید میں دین کو دنیا پر کیسے مقدم رکھیں

7۔ دجال کے اثرات سے کیسے بچیں

8۔ بیواؤں، یتامٰی سے حسنِ سلوک

9۔ مجالسِ علم و عرفان

10۔ خلوصِ نیت اور حسنِ ارادہ

11۔ نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں

12۔ انسانی اعضاء کا بر محل استعمال

13۔ میں اقوال کی نسبت اعمال پسند کرتا ہوں (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ)

14۔ کردار کا غازی

15۔ سید القوم خادمھم

16۔ مجالس کے آداب

17۔ حقوق العباد

18۔ جماعتی اجلاسات میں شمولیت کی برکات (واقعات وغیرہ)

19۔ تیمارداری، تعزیت

20۔ صلہ رحمی، ماں باپ کی خدمت۔ بزرگوں کا ادب

21۔ پردہ پوشی، چشم پوشی، سچائی کی اہمیت وبرکات

22۔ لغو گوئی، زبان کی حفاظت

23۔ جھوٹی گواہی

24۔ افشائے راز کی مذمت

25۔ اپریل فول، ویلنٹائن ڈے، مدرز ڈے، فادرز ڈے، (دیگر عالمی دن)

26 مساجد کے آداب، معاشرتی آداب، آدابِ زندگی

27۔ تلقینِ عمل

28۔ راستے کے حقوق

29۔ جماعتی عہدیداران کے فرائض

30۔ قومی ترقی میں اخلاق و کردار کی اہمیت

31۔ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی

32۔ سلسلہ کے کارکنان کی صفات

33۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

34۔ نرم زبان کا استعمال

35۔ افواہ سازی

36۔ شعائر اللہ کا احترام

37۔ رزق حلال

38۔ بے روزگاری ایک لعنت

39۔ وسعت حوصلہ

40۔ ایفائے عہد

41۔ پانچ بنیادی اخلاق

42۔ بد رسومات کے خلاف جہاد

(21) واقفینِ زندگی

1۔ حالات و واقعات، برکات

2۔ اپنے خاندان کے واقفین کا تعارف

3۔ واقفین کی قربانیاں

4۔ میدان عمل میں شہید ہونے والے واقفین کا ذکر خیر

(22) علمی مضامین

1۔ جنات کے متعلق اسلامی نظریہ

2۔ روحانی تربیت کے لیے استقلال کی ضرورت

3۔ ہمارا نصب العین

4۔ ہمیں علم کے میدان میں بھی امتیازی شان پیدا کرنی چاہیے

5۔ تصوف، علم الکلام

6۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری

7۔ دورِ جدید کی ایجادات (بحری جہاز، ہوائی جہاز، کار، موٹر سائیکل)

8۔ تیز ترین ذرائع کا تعارف

9۔ شہد کی مکھی

10۔ وحی والہام

11۔ فیضانِ ختمِ نبوت، مختلف فقہی مسائل

12۔ بیت الخلاء جانے کے متعلق ہدایات

13۔ نیٹ پر اخبارات پڑھنے کی اہمیت

14۔ آخری زمانے کے فتنے اور ان کا حل

15۔ اختلافی مسائل (کسوف و خسوف حیاتِ مسیح، وفاتِ مسیح، ختمِ نبوت وغیرہ)

16۔ امتِ محمدیہ اور امتی نبی

17۔ کتب احادیث

18۔ کتبِ فقہ

19۔ کتب تاریخ

20۔ محمد ہست برہانِ محمد

21۔ مختلف زبانوں کا تعارف

22۔ قرض کے بارہ میں تعلیمات

23۔ تاریخی و مقدس مقامات کا تعارف

24۔ طلبہ کو کن علوم کی طرف راغب ہونا چاہیے

(23) سائنسی مضامین

1۔ مختلف علوم کا تعارف، فزکس، بیالوجی، کیمسٹری وغیرہ (مسلمانوں کی خدمات)

2۔ انجینئرنگ (شعبوں کا تعارف)، نقشہ نویسی

(24) جلسہ سالانہ

1۔ جلسہ سالانہ کی اہمیت (اقوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء)

2۔ مختلف ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ

(25) ذکرِ خیر

1۔ جماعت کے بزرگان کا تعارف، شہداء احمدیت، اہم ملکی و عالمی خدمات بجالانے والے احمدی احباب

2۔ یادگارِ رفتگان

3۔ خاندان کے قابلِ ذکر خدمات کرنے والے احباب

4۔ خاندان کے صحابہ کرامؓ کا تعارف

5۔ اسیرانِ راہِ مولیٰ کا تعارف، قربانیاں، واقعات، خدا کے فضل (خاندان)

(26) دعا

1۔ قبولیتِ دعا کے واقعات (خلفاء اور دیگر احبابِ جماعت)

(27) ایم۔ٹی۔اے

1۔ تعارف، اجراء، برکات، اہمیت

2۔ ایم ٹی اے کے پروگرامز سے ہم کس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟

(28) تاریخ

1۔ قمری مہینوں کا تعارف

2۔ شمسی اور شمسی ھجری مہینوں کا تعارف

3۔ کیلنڈر کی تاریخ اور دنیا کے کیلنڈروں کا تعارف

4۔ اسلامی مہینوں کی روشنی میں دورِ نبوی میں ہونے والے واقعات

(29) طب

1۔ طبی مضامین (نسخے، ٹوٹکے پرہیز وغیرہ)

2۔ الشفاء للناس

3۔ صحت کے حوالہ سے مضامین

4۔ خلفاء اور حکماء کے نسخے

6۔ ہومیو پیتھی

7۔ انسانی اعضاء کا تعارف

8۔ ہومیو پیتھی کی ادویات کا تعارف بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

9۔ معالجِ حقیقی خدا تعالیٰ ہے

(30) کائنات

1۔ گلیکسیز کا تعارف

2۔ پانی کے بچاؤ کے طریق

3۔ روحانی ومادی پانی انسانی زندگی کی بقا کے لئے ضروری ہے

4۔ حواسِ خمسہ کی اہمیت

(31) انجینئرنگ

1۔ انجینئرنگ کے شعبوں کا تعارف

2۔ کس طرح چھوٹے چھوٹے شعبوں کو اپنایا جاسکتا ہے

3۔ مکانات کے نقشے

4۔ چھوٹا کاروبار شروع کرتے وقت کن امور کو مد نظر رکھا جائے۔

5۔ مختلف ممالک میں تخلیقی انجینئرنگ کے شاہکار نمونے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 ستمبر 2021ء)

﴿108﴾

قلم دا سورج

جماعت احمدیہ کے مستند اور پائے کے شاعر جناب مبارک احمد ظفر اسلام آباد برطانیہ نے اپنا پنجابی کلام کا مجموعہ بعنوان ”قلم دا سورج“ پڑھنے کو دیا۔

جو دیدہ زیب جلد اور نفیس کاغذ پر طبع شدہ ہے۔ ٹائیٹل پیج مہندی کلر میں ہے۔ جس پر قلم واضح طور پر ہے اور اس کے بیک گراونڈ پر سورج کی شعاعیں دکھائی گئی ہیں۔

مربوط جلد ایک الگ Glazing paper کے ساتھ کور کی گئی ہے۔ جس کی اندر کی تہہ پر یعنی کتاب کھلتے ہی جن مبارک الفاظ پر قاری کی نظر پڑتی ہے۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز ہی کے قلم سے تحریر میں شاعر کو مبارکباد دی ہے۔ ”اللہ مبارک کرے“

(دستخط) مرزا مسرور احمد

حضرت خلیفۃ المسیح کے قلم سے تحریر شدہ ان مبارک الفاظ سے مجموعہ کلام کی خوبصورتی کو چار چاند لگ گئے ہیں۔

موصوف شاعر نے اپنے مجموعہ کلام کا نام اپنے جس شعر سے اخذ کیا ہے۔

جد وی دیوا مدھم ہویا
قلم کا سورج پرچم ہویا

قلم کے حوالے سے آپ کی ایک نظم تین اشعار پر مشتمل ”ن والقلم“ کے عنوان سے مجموعہ کلام کے صفحہ 31 پر شائع ہوئی ہے جو اس ساری کتاب کا نچوڑ ہے۔ کیونکہ آج جماعت احمدیہ قلم کے ساتھ جو جہاد کر رہی ہے۔ اس کا یہ اعلان ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قلم کے جہاد کے بارے میں اپنا مؤقف بیان فرمایا ہے۔

ان تین اشعار کو ادارہ الفضل آن لائن نے مورخہ چار ستمبر 2021ء کے شمارے میں نمایاں طور پر اس غرض سے شائع کروادیا ہے کہ تا قارئین الفضل کو لکھنے کی جانب رغبت ہو۔ آمین

وہ نظم یوں ہے:

بختاں والا اے کیڈا قلم لوکو
جیدی چائی اے ربّ قسم لوکو
اینہوں نیزہ تے نالے میں تِیر آکھاں
اینہوں اج دی میں شمشیر آکھاں
اج جنگ نئیں تیراں تلواراں دی
اج لوڑ اے قلم دے واراں دی

یہ مجموعہ 174 صفحات پر مشتمل ہے۔ آخری صفحے پر موصوف نے اپنے ان چار مجموعوں کا ذکر کیا ہے۔ صفحۂ عشق، وفا کے دیپ، تذکرۃ الآباء اور قلم دا سورج۔

اور کتاب درج ذیل ایڈریس پر دستیاب ہے۔

226 Central road

Morden surrey

SM4 5PP

موصوف نے مختلف عناوین پر قلم اٹھایا ہے۔ پنجابی کلام کو پڑھنے میں مشکل پیش آتی ہے اُسے کہنا کتنا مشکل ہو گا۔ لیکن جناب شاعر نے نہایت خوش اسلوبی سے پنجابی کلام کہنے کے حق کو نبھایا ہے۔ عمومی طور پر کتاب کی اشاعت میں پروف کی غلطیوں کا امکان بھی رہ جاتا ہے۔ لیکن ’’قلم دا سورج‘‘ پروف کی غلطیوں سے بھی مبرا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے امریکہ کانگریس سے خطاب کے وقت اراکین کی طرف سے جس تعظیم کا مظاہرہ ہم نے ایم ٹی اے پر دیکھا۔ اس کو اشعار کی شکل آپ نے یوں دی۔

انوکھی شان دا اللہ نے کروایا سفر تیرا
بڑا ڈونگا دماغاں تے خدا پایا اثر تیرا
کھلو اٹھے تری تعظیم وچ پردھان جنے سن
دلاں اتے عجب اک پے گیا سی رعب و ڈر تیرا

مخالفین سے بھی آپ بڑے احسن رنگ سے مخاطب ہوئے لیکن ان مخالفتوں سے بچنے کے لیے خلافت کے حصار اور سہارے کو یوں بیان کیا۔

ظفر خلافت دے سائے بیٹھاں اسی بے خوفے آں ہسدے وسدے
خدا نے سانوں درند یاں دیاں حملیاں توں بچا لیا اے

تربیتی رنگ میں ایک نظم میں آپ ناصحانہ رنگ میں یوں مخاطب ہیں۔

کچے بیر تے کھٹے امب
کھا کھا کھنگ لوایئے ناں
لوکاں دیاں برائیاں اتوں
کدی وی پردہ چایئے ناں

اور ایک قرآنی اصل کو یوں بیان کیا۔

مٹی دے وچ مٹی ہو کے
فیر انسان مکرم ہویا

اللہ تعالیٰ اس کتاب کی اشاعت موصوف لکھاری کے لیے اور جماعت احمدیہ کے لیے مبارک کرے۔ آمین ثم آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 ستمبر 2021ء)

﴾109﴿

عشق و مشک را نتواں نہفتن

ہمارے اندر سے آنحضرتؐ سے محبت کی خوشبوئیں پھوٹنی چاہئیں

یہ ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اس بے عیب کائنات میں انسان بعض چیزوں کو روکنے اور محدود کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، ان میں ہوا، بارش اور بادل کا چلنا وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ خوشبو اور محبت کو بھی اگر ہم چھپانا چاہیں تو چھپا نہیں سکتے۔ سچ کہا ہے کسی نے ”عشق و مُشک را نتواں نہفتن“ کہ عشق (محبت) اور مُشک (خوشبو) چھپائے نہیں چھپتے۔

مادی دنیا میں اگر کسی کو کسی سے عشق یا محبت ہو جائے تو خواہ وہ دونوں فریق اِسے ظاہر نہ بھی کریں تو محبت ان کی اداؤں، ان کے عملوں، ان کی باتوں اور ان کی حرکات و سکنات سے ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔ یہی کیفیت مُشک یعنی خوشبو کی ہے۔

کسی شاعر نے خوشبو کو محدود نہ کر سکنے کے حوالے سے اس شعر میں ایک اور طرح کا مضمون باندھا ہے:

ہم تو خوشبو ہیں ہمارا راستہ روکے گا کون
کس بلندی تک یہ دیواریں اٹھالے جائے گا

میں نے کسی عزیز کے فون کے status میں پڑھا تھا کہ اگر خوشبودار پھولوں سے ہوا کا گزر ہو جائے تو ہوا بھی خوشبودار ہو جاتی ہے جو سارے ماحول کو مُعطر کر دیتی ہے۔

یہی کیفیت بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں روحانی دنیا میں نظر آتی ہے اور آنی بھی چاہیے۔ مذہبی دنیا میں اگر محبت کو لیں تو سب سے پہلے اپنے پروردگار اور خالق حقیقی سے اس کا قرآن کریم میں ذکر آتا ہے۔ جو عبادات، نوافل اور ذکر الٰہی نیز شکر الٰہی کے دلی جذبات سے ظاہر ہوتی ہے۔

دوسرے نمبر پر ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت آتی ہے۔ آپ ﷺ سے محبت کا اظہار صرف زبان سے ہی نہیں بلکہ اپنے عمل اور اپنی حرکات اور اپنی زندگی میں ڈھالنے سے بھی ہونا چاہئے۔ اس سچی محبت کا تقاضا ہے کہ جو کام ہمارے پیارے رسول ﷺ نے کیے وہی کام ہم کریں۔ اللہ اور اس کی مخلوق سے ایسا ہی پیار کریں جیسا حضرت محمد ﷺ کیا کرتے تھے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا اپنے آقا و مولیٰ سے پیار مثالی تھا۔ وہ جس جگہ سے گزرتے۔ صحابہؓ بھی وہاں سے گزرنا باعث ثواب وبرکت سمجھتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد ایک سفر کے دوران ایسے درخت کے قریب سے گزرے جہاں آنحضور ﷺ نے دوران سفر قضائے حاجت کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی قافلہ سے الگ ہو کر اس درخت کے نیچے اسی طریق پر بیٹھ گئے جس طرح پیارے آقاؐ بیٹھے تھے حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس وقت حاجت محسوس نہ ہو رہی تھی۔

کسی نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے:

ہر راہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے
شاید کہ وہ گزرے ہوں اسی راہ گزر سے

اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں مومنوں کو اپنے والدین اور بچوں سے زیادہ آنحضرت ﷺ سے پیار کی نصیحت فرمائی ہے۔ فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:32)

کہ اے محمد ﷺ! تو مومنوں کو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کے دعویدار ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تم سے محبت کرے گا۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی منزل آنحضور ﷺ سے محبت کے راستے سے ہو کر گزرتی ہے۔

ایک دفعہ آنحضور ﷺ وضو فرما رہے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم وضو والا پانی اپنے ہاتھوں اور چہروں پر مل رہے تھے۔ حضور ﷺ نے اس کی وجہ پوچھی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کی محبت کی وجہ سے۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ اگر تم اللہ اور اس کے رسول سے واقعی محبت کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول بھی تم سے محبت کرے تو تمہیں چاہیے کہ:

- ہمیشہ سچ بولو
- امانت میں خیانت نہ کرو
- اپنے پڑوسی سے ہمیشہ حسن سلوک کرو (مشکوٰۃ، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

اس مضمون کو آنحضور ﷺ نے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اور ایک روایت میں اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ کے الفاظ میں بھی بیان فرمایا ہے یعنی آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے آپ محبت کرتے ہیں۔

آنحضور ﷺ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی حصولِ محبتِ الٰہی کی یہ دعا صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی یہ دعا آپؐ خود بھی پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَ عَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَمَالِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ (ترمذی، کتاب الدعوات)

اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس کی محبت بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور میں تجھ سے ایسے عمل کی توفیق مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ! اپنی محبت میرے دل میں اتنی ڈال دے جو میری اپنی ذات، میرے مال، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو۔

پس ہر مومن کے اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے سے محبتِ الٰہی اور حُبّ رسول ﷺ ظاہر ہونی چاہیے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی تقاریر و خطبات میں اس مضمون کو یوں بیان

فرمایا ہے کہ اوصاف اور خصوصیات کی وجہ سے چھوٹا محمد بننے کی کوشش کریں بلکہ حضرت محمد ﷺ کو اپنے اندر اُتارنے کی کوشش کریں۔

جہاں تک خوشبو کا تعلق ہے تو اس کا بھی اوپر بیان کئے گئے مضمون سے بہت گہرا تعلق ہے۔ روحانی خوشبو سے یہی مراد ہے کہ ہمارے اعمال ایسے حسین اور خوبصورت ہوں کہ ہماری نسلیں ان کو دیکھ کر اس خوشبو کو اپنے اندر بسائیں اور جس طرح ایک چراغ سے دوسرا چراغ جلتا جاتا ہے اسی طرح ایک مومن، دوسرے مومن کو اپنے نیک اعمال سے خوشبو دار اور رنگین کرتا چلا جائے۔

کہتے ہیں کہ گلاب کے پھولوں کی پتیاں زمین پر گرنے سے زمین کا وہ حصہ بھی خوشبو دار ہو جاتا ہے۔ اور اس سے بھی گلاب کی بھینی بھینی خوشبو آنے لگتی ہے۔ اسی طرح ایک مومن کے کسی جگہ قیام کرنے اور صحبتِ صالحین کی وجہ سے پیدا ہونے والے نیک نمونے کی برکت سے وہ علاقہ اسلامی تعلیمات کی خوشبو سے مہکنے لگتا ہے۔ اسی طرح کی مثال حدیثوں میں بھی ملتی ہے کہ عطر فروش کے پاس بیٹھنے سے خوشبو آئے گی اور آگ کا کام کرنے والے لوہار کے پاس سے دھواں اور بدبو ملے گی، لا محالہ ہمیں وہاں ہی بیٹھنا چاہئے جہاں سے ہمیں خوشبو ملے یعنی اللہ کے ذکر کی محفلیں۔

قارئین روزنامہ الفضل آن لائن لندن کی ایک بڑی تعداد اپنے مرحوم بزرگوں کی سیرت و سوانح پر مضامین تحریر کر کے الفضل میں بغرض اشاعت بھجوا رہی ہے۔ انہیں پڑھ کر یہ پوری تسلی سے کہا جا سکتا ہے کہ یادِ رفتگان پر مشتمل ان مضامین میں بزرگان کی تعلیم و تربیت کی وجہ سے مہکنے والی وہ پیاری خوشبوئیں ہوتی ہیں جو وہ اپنی نسلوں میں چھوڑ گئے۔ کوئی اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین کی خاطر احمدی گھروں کا تربیتی دورہ کرنے پر مامور تھا۔ کوئی اپنے گھر میں نماز سنٹر بنا کر نماز باجماعت کی خوشبوئیں بکھیرتا ہوا اس دنیا سے روانہ ہوا۔ کوئی درس و تدریسِ علومِ قرآن، دعوت الی اللہ اور تعلیم و تربیت کے فرائض ادا کرتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اور کوئی

اپنے خاندانی باغیچے کو اسلامی، دینی اور جماعتی چمن بنا کر خوشبوئیں منتقل کر کے اس دنیا کو خیر باد کہہ گیا۔ ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہر دوسرے خطبہ جمعہ میں مرحومین کا ذکر خیر اور سیرت کے خوشنما مہکتے واقعات سنتے ہیں اور ان سے ہم قسم ہا قسم کی خوشبوؤں سے فیض حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ خلافت کا یہ کتنا عمدہ فیضان ہے کہ ہمیں یہ آگہی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آنحضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفاء کرام، صحابہؓ اور نیک بزرگوں کے اعمال کی خوشبوؤں کو اپنے اندر اُتارنے اور بسانے کی توفیق دے۔ اور ہم سنتِ رسول اور احادیث نبوی ﷺ پر اتنا عمل کریں کہ ہمارے اندر سے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نیک حسین اعمال کی خوشبوئیں پھوٹنے لگیں اور ہمارا ماحول ان خوشبوؤں سے معطر ہو کر مالامال ہو جائے۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں تجلی کرتا ہے تو پھر وہ پوشیدہ نہیں رہتا۔ عاشق اپنے عشق کو خواہ کیسے ہی پوشیدہ کرے مگر بھید پانے والے اور تاڑنے والے قرائن اور آثار اور حالات سے پہچان ہی جاتے ہیں۔ عاشق پر وحشت کی حالت نازل ہو جاتی ہے۔ اُداسی اس کے سارے وجود پر چھا جاتی ہے۔ الگ قسم کے خیالات اور حالات اس کے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ وہ اگر ہزاروں پردوں میں چھُپے اور اپنے آپ کو چھُپا لے مگر چھُپا نہیں رہتا۔ سچ کہا ہے:

عشق و مشک را نتواں نہفتن

جن لوگوں کو محبت الٰہی ہوتی ہے وہ اس محبت کو چھپاتے ہیں جس سے اُن کے دل لبریز ہوتے ہیں بلکہ اس کے افشاء پر وہ شرمندہ ہوتے ہیں کیونکہ محبت اور عشق ایک راز ہے جو خدا اور اس کے بندے کے درمیان ہوتا ہے اور ہمیشہ راز کا فاش ہونا شرمندگی کا موجب ہوتا ہے۔ کوئی رُسول نہیں آیا جس کا راز خدا تعالیٰ سے نہیں ہوتا۔ اسی راز کے چھپانے کی خواہش اس کے اندر ہوتی ہے

مگر معشوق خود اس کو فاش کرنے پر جبر کرتا ہے اور جس بات کو وہ نہیں چاہتے وہی اُن کو ملتی ہے جو چاہتے ہیں ان کو ملتا نہیں اور جو نہیں چاہتے ان کو جبراً ملتا ہے۔

جب تک انسان ادنیٰ حالت میں ہوتا ہے اس کے خیالات بھی ادنیٰ ہی ہوتے ہیں اور جس قدر معرفت میں گرا ہوا ہوتا ہے اِسی قدر محبت میں کمی ہوتی ہے۔ معرفت سے حسن ظن پیدا ہوتا ہے۔ ہر شخص میں محبت اپنے ظن کی نسبت سے ہوتی ہے۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ سے یہی تعلیم ملتی ہے۔ صادق عاشق جو ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر حسنِ ظن رکھتا ہے کہ وہ اس کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ خدا تعالیٰ تو وفاداری کرنا پسند کرتا ہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ انسان صدق دکھلاوے اور اس پر ظن نیک رکھے تا وہ بھی وفا دکھلاوے۔" (ملفوظات جلد7 صفحہ 46-45 ایڈیشن 1986ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 ستمبر 2021ء)

﴿110﴾

ہدایات بابت کمپوزنگ و پروف ریڈنگ

برائے

روزنامہ الفضل آن لائن لندن

ادارہ الفضل، اخبار الفضل آن لائن کے ڈیزائن، پیج فارمیٹنگ اور لے آؤٹ سیٹنگ کو خوبصورت اور دیدہ زیب بنانے کے لئے نیز غلطیوں سے پاک مضامین کو باقاعدہ ایک فارمیٹ میں لانے کے لئے آپ کی مدد کا خواہاں ہے۔ اس کے لئے ممبران بورڈ، پروف ریڈرز اور ٹائپ کر کے اپنی تحریر بھجوانے والے مضمون نگار اور کمپوزنگ کرنے والے احباب و خواتین درج ذیل باتوں کو ملحوظ رکھیں۔ کان اللہ معکم

غلطیوں سے مبرا کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کسی بھی اخبار کی اشاعت کا ایک اہم مرحلہ ہوتا ہے جو اخبار کے حسن کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ اس کے بغیر غلطیوں کی بھرمار کی وجہ سے اخبار کا حسن ماند پڑ جاتا ہے بلکہ قاری پر گراں بھی گزرتا ہے۔ اس لئے خاص طور پر پروف ریڈنگ کرتے ہوئے عُقاب کی نگاہ رکھیں۔

اس سلسلہ میں چند باتوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اچھی اور معیاری کمپوزنگ کے حوالہ سے ان امور کا خیال رکھیں:

1۔ جو دوست و خواتین مضمون کمپوز کر کے ہمیں بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں، وہ ہمیں آگاہ فرمائیں تاکہ ان کو اخبار کی منظور شدہ اسٹائل شیٹ کی فائل بھجوائی جا سکے۔ اس اسٹائل شیٹ پر ہی کمپوزنگ Microsoft Word میں کریں اور کمپوزنگ کے بعد خود پروف ریڈنگ بھی کریں تاکہ بنیادی غلطیاں ٹھیک ہو سکیں اور وقت کی بچت ہو۔

2۔ کمپوزنگ کا فونٹ سائز 13 جبکہ ہیڈنگ کا فونٹ سائز 15 ہے نیز ہیڈنگ یا سب ہیڈنگ کو highlight کرنے کے لئے نیچے لائن نہ لگائیں۔ ہاں نمایاں کرنے کے لئے فونٹ کو بولڈ کیا جاسکتا ہے۔

3۔ قرآنی آیات، احادیث اور دیگر عربی عبارات کا فونٹ ''نور ھدیٰ'' ہوگا۔ کوشش فرمائیں کہ عربی تحریر اسی فونٹ میں لکھیں اور ساتھ اعراب لگا کر اصل عبارت سے چیک بھی کرلیں۔ اگر آپ کے پاس یہ فونٹ نہ ہو تو کسی بھی ماہر سے درخواست کرکے آسانی سے لیا جاسکتا ہے۔ قرآنی آیات، احادیث اور عربی عبارات پر اعراب ہونے ضروری ہیں۔

4۔ قرآنی آیات اگر قرآن کریم سے لیں تو سب سے بہتر ہے بصورت دیگر کمپوز کرتے ہوئے قرآنی آیات علاماتِ رموز اور اعراب کے ساتھ ہوں۔ کمپوز کرنے کی صورت میں بعد میں احتیاط سے چیک ضرور کرلیں۔ قرآنی آیات www.alislam.org سے لی جاسکتی ہیں۔ یاد رہے کہ قرآنی آیت کے دونوں اطراف بریکٹس لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کے ترجمہ کے دونوں اطراف commas لگانے کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات احباب قرآنی آیت کا کچھ حصہ لکھ کر آگے نقطے لگا کر الخ لکھ دیتے ہیں۔ اس کے بجائے مکمل آیت لکھنی چاہیے۔ اور حوالہ آیت کے ساتھ آئے گا نہ کہ ترجمہ کے بعد۔

5۔ صحابی / صحابیہ کے ذکر میں ''حضرت'' اور ''رضی اللہ عنہ'' / ''رضی اللہ عنہا''، ''رضی اللہ عنہما'' یا ''رضی اللہ عنہم'' یا ''؄'' لکھیں اور ''صاحب'' نہ لگائیں، کیونکہ آغاز میں زیادہ اچھا لفظ ''حضرت'' اور آخر میں رضی اللہ عنہ لکھا گیا ہے۔

6۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے ''حضور انور'' / ''حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ'' لکھیں مگر دیگر خلفاء احمدیت کے ساتھ ''حضور'' لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے لئے رضی اللہ عنہ یا ''؄'' اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے لئے رحمہ اللہ تعالیٰ یا ''؇'' لکھیں۔

7۔ بعض مضامین یا تحریروں میں لکھنے والے مکرم و محترم یا مکرم۔۔۔نام لکھ کر صاحب لکھ دیتے ہیں۔ آپ صرف مکرم کو کمپوز کریں اور صاحب ساتھ نہ لگائیں۔ اگر نام سے پہلے مکرم و محترم / مکرم / محترم / جناب نہیں لکھا گیا تو نام کے بعد صاحب لکھ دیا جائے۔ مکرم و محترم لکھنے کی بجائے مکرم لکھنا کافی ہے۔

8۔ مضمون / نظم کے شروع میں مضمون نگار / شاعر کا صرف نام ہی آئے گا ساتھ مکرم و محترم / مکرم / محترم / جناب اور آخر پر صاحب نہیں لکھا جائے گا۔ اس کے بعد dash لگا کر جگہ کا نام آجائے گا۔ مثلاً مسعود احمد۔ واشنگٹن۔ اگر جگہ یا ملک کا نام نہیں لکھنا تو ڈیش کی ضرورت نہیں ہے۔

9۔ سرکاری اور سیاسی شخصیات کے ساتھ جناب یا صرف نام۔ اگر عہدہ ہے تو وہ لکھیں۔ جیسے "جناب ڈاکٹر جارج ویلا" لکھنا کافی ہے "صاحب" نہ لگائیں۔

10۔ خواتین کے لئے خاکسار یا عاجزہ کا استعمال کریں۔ خاکسارہ کا استعمال غلط ہے۔

11۔ مضمون کے اندر شعر لکھتے وقت "ؔ" اور مصرع لکھتے وقت "ع" کا نشان ضرور دیں۔ یہ دونوں نشانات insert میں جا کر symbols کے مینیو میں مل جاتے ہیں۔

12۔ بعض اوقات رپورٹنگ کرنے والے نمائندگان یا احباب مکمل نام نہیں لکھتے مثلاً مکرم طارق صاحب نے افتتاح کیا۔ نام مکمل درج ہونا چاہیے تاکہ تاریخی لحاظ سے صحیح کوائف محفوظ ہوں اور پڑھنے والے کے لئے مکمل معلومات مہیا ہو سکیں۔

13۔ ادارہ کے ممبران کو یہ مد نظر رکھنا چاہیے کہ اگر کسی مضمون نگار نے اسلامی اصطلاحات کی جگہ ان کے متبادل الفاظ استعمال کئے ہوں تو ان کی بجائے اصل اور مکمل اسلامی اصطلاح لکھیں۔

14۔ نئے پیرا سے قبل ضرور Tab دیں۔

15۔ اگر کوئی لفظ دو سطروں میں تقسیم ہو رہا ہے تو اُسے اکٹھا کریں۔ جیسے خیر خواہ، فی الحال وغیرہ

16۔ اگر پیرا کے آخر میں صرف ایک لفظ الگ سطر میں آرہا ہو تو ورڈ سپیسنگ کم کر کے اسے پہلی سطر میں adjust کریں یا اوپر کی عبارت کے کچھ الفاظ اس اکیلے لفظ کے ساتھ دوسری سطر میں لے آئیں۔ اگر نمبرنگ کرنی ہو تو نمبر الگ ترتیب میں اور عبارت الگ ترتیب میں ہو اور اگر اسٹارز لگائیں تو تب بھی ترتیب کے ساتھ۔ اسٹارز الگ ترتیب سے اور عبارت الگ ترتیب سے ہو۔

17۔ کمپوزنگ اور سیٹنگ کرتے وقت Comma، Dash سطر کے آغاز پر نہ آئے۔

18۔ Commas کا خیال رکھیں اور اردو فونٹ میں لکھیں، انگریزی فونٹ میں Commas کی شکل بدل جاتی ہے بعض اوقات یہ درست ہونے کی بجائے الٹے ڈھل جاتے ہیں۔

19۔ اگر کسی حوالے کے درمیان کچھ عبارت چھوڑی گئی ہو اور......... کا نشان ہو تو یہ نشان باریک dots پر مشتمل ہو۔ انگریزی کے key board میں فل اسٹاپ کے لئے یہی dot استعمال ہوتے ہیں۔

20۔ عنوان کے بعد dash نہ لگائیں۔

21۔ کوئی ذیلی عنوان کالم کے یا صفحہ کے نیچے نہ آئے اور اسی طرح کوئی حوالہ صفحہ کے اوپر نہ آئے۔

22۔ کسی ذیلی عنوان کے نیچے لائن نہ ہو۔ البتہ مین سُرخی میں اگر ضرورت ہو تو لگا سکتے ہیں۔ ہر ذیلی عنوان کا فونٹ اور سائز برابر ہو۔

23۔ حوالہ الگ سطر میں کمپوز کریں۔ خیال رہے کہ حوالہ مکمل ہو۔

مکمل حوالہ دیتے وقت خیال رہے کہ کتاب کا سن اشاعت بھی حوالے میں شامل ہو۔ اس سے حوالے کے ماخذ تک پہنچنے میں آسانی ہوتی ہے۔ مکمل حوالہ جات مندرجہ ذیل طریقوں سے دیئے جاتے ہیں۔

- قرآنی حوالہ آیت نمبر کے ساتھ اس طرح لکھیں (البقرہ:17)
- کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 120 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن (کتاب وغیرہ کے بعد الٹا comma اور صفحہ کا لفظ مکمل لکھیں نہ کہ صرف ص)
- ملفوظات جلد2 صفحہ 201، سن اشاعت 1984ء مطبوعہ لندن۔ اس وقت ملفوظات کے تین ایڈیشن زیادہ مستعمل ہیں 1984ء مطبوعہ لندن، 1988ء مطبوعہ ربوہ، 2016ء مطبوعہ لندن۔ پاکستان کے حالات کے پیش نظر مطبوعہ ربوہ نہ لکھیں۔
- حوالے میں اگر دو صفحات یا دو سے زیادہ ہوں تو دائیں سے بائیں گنتی کی ترتیب برقرار رہے۔ جیسے صفحہ 201۔202یا201تا205
- اپنے مضمون میں کوئی بھی ارشاد یا حوالہ درج کرنا ہو تو اس کو ہمیشہ اصل ماخذ سے چیک کر کے لکھیں اور آخر پر اس کا حوالہ بھی اسی جگہ کا دیں، نہ کہ کسی اور اخبار یا رسالہ کا۔ مثلاً روحانی خزائن یا ملفوظات کا حوالہ مندرجہ بالا طریق کے مطابق اصل ماخذ کا ہونا چاہئے نہ کہ یہ: (بحوالہ: ماہنامہ خالد وغیرہ)
- اگر مضمون ماخوذ ہو تو اخبار کا حوالہ ضرور دیں اور مضمون نگار کا نام بھی لکھیں۔

24۔ اگر کوئی فگر جیسے صفحہ نمبر یا تاریخ یا دیگر کوئی اور ہندسے ہوں تو وہ بھی انگلش میں کمپوز کریں۔ مثلاً صفحہ نمبر 21 نہ کہ صفحہ نمبر ۲۱ یا 4جون 2021ء نہ کہ ۴جون ۲۰۲۱۔

25۔ بعض الفاظ غلط العام کے طور پر استعمال ہوتے اور لکھے جاتے ہیں جیسے سٹیشن، سکیم، سٹور، سٹال انہیں الف کے ساتھ اسٹیشن، اسکیم، اسٹور اور اسٹال لکھیں۔

26۔ الفاظ پر بلا ضرورت اعراب نہ لگائیں بالخصوص ایسے الفاظ جن کی اعراب سے شکل وہیئت بدل جائے مگر ”مَیں“ اور ”میں“ میں زبر لگا کر فرق واضح کریں۔

27۔ اُردو میں استعمال ہونے والی علامات جیسے اے اللہ کے بعد ”!“ ضرور لگائیں یا سوالیہ عبارت پر ”؟“ کا نشان ضرور لگائیں۔

28۔ الفاظ کو بلا ضرورت آپس میں نہ ملائیں جیسے جسمیں، جبتک، اسقدر، کیطرف، اسلئے، کرنیکی، وغیرہ۔ انہیں جس میں، جب تک، اس قدر، کی طرف، اس لئے، کرنے کی، کی صورت میں لکھیں۔ اگر کسی کی تحریر یا بیان جو کسی بھی جگہ چھپا ہو تو اسے من و عن درج کریں اس تحریر پر یہ ہدایت لاگو نہیں ہو گی۔

29۔ حضرت مسیح موعودؑ یا آپؑ کے خلفاء کرام کے ارشادات مضمون میں شامل کرنے ہوں تو انہیں Commas میں درج کریں۔

30۔ بعض کتب میں اردو کے الفاظ قدیم طرز پر ملتے ہیں جو اب مروج نہیں ان کو quote کرتے ہوئے انہیں تبدیل نہ کریں۔ جیسے روحانی خزائن اور ملفوظات میں بعض الفاظ جیسے ”طیار“”جڑھ“ وغیرہ انہیں اسی طرح درج کیا جائے اور اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ از خود ان الفاظ کو تبدیل نہ کیا جائے۔

31۔ سن لکھتے وقت سن اور ہمزہ ڈالیں جیسے 2021ء۔ سن کا نشان ”ئہ“ نہ ڈالیں۔ الحمدللہ میں الف ڈالنا اور الحمد اللہ لکھنا غلط ہے۔

32۔ ”انشاء اللّٰہ“ کو ”ان شاء اللّٰہ“ لکھیں اور ”الحمد للّٰہ“، ”جزاکم اللّٰہ“، ”سبحان اللّٰہ“ اور ”اللّٰہ اکبر“ کو عربی فونٹ میں لکھیں۔

33۔ Comma اردو فونٹ کا استعمال کریں تو بہتر ہو گا۔ یعنی ” “

34۔ دو چشمی ھ اردو میں مفرد استعمال نہیں ہوتی کسی دوسرے حرف کے ساتھ مل کر آتی ہے۔ محض بھ، پھ، تھ کھ گھ وغیرہ میں ہی دو چشمی ”ھ“ کی ضرورت ہے۔ لفظ کے شروع میں ”ھ“ نہیں آتی بلکہ ”ہ“ آتی ہے جیسے ”ھمارا“ نہیں ”ہمارا“ لکھا جائے گا۔ ”انھیں“ اور ”ابوھریرہ“ کو ”ھ“ سے لکھنا غلط ہے اسے ”ہ“ سے لکھا جاتا ہے۔

35۔ ہمزۂ اضافت کا استعمال: ”فضائے بسیط“۔ ”شعرائے کرام“۔ ”نالۂ دل“ کو ”فضاءِ بسیط“، ”شعراءِ کرام“ اور ”نالہ ءدل“ نہ لکھا جائے ہمزہ الگ نہیں آتا اُہ، و پر آتا ہے۔

36۔ لیلیٰ، موسیٰ، عیسیٰ جیسے الفاظ میں کھڑی زبر ”ی“ پر درست ہے۔

37۔ بعض لوگ زکیہ / شازیہ / گزارش / گزشتہ / گزرنا وغیرہ ”ذ“ سے لکھ دیتے ہیں جبکہ یہ ”ز“ کے ساتھ درست ہیں۔

38۔ عمداً، فوراً، عموماً پر دو زبریں الف پر آئیں گی۔

39۔ جب حوالہ واوین (Inverted Commas) میں دیا گیا ہو تو حوالہ ختم کرتے ہوئے پہلے dash اور پھر inverted commas آئیں گے یا دوسری صورت میں dash نہ ڈالیں اور inverted commas ڈال کر حوالہ مکمل کر دیں۔(”حوالہ۔“)یا(”حوالہ“)

40۔ اگر اقتباس دیتے ہوئے کچھ حصہ چھوڑنا ہو تو نکتے لگائے جاتے ہیں یعنی ....جب کسی حوالہ کے درمیان میں عبارت چھوڑی گئی ہو اور ”............“ کے نشان ہوں تو اس نشان سے فوری پہلے یا فوری بعد dash کا نشان نہیں آئے گا۔

41۔ تحریر کو کمپوز یا ایڈٹ کرتے ہوئے اگر کوئی حوالہ یا مضمون کا کوئی حصہ اسلامی تعلیم یا نظام جماعت احمدیہ کے خلاف محسوس کریں تو ضرور مطلع کریں۔

آپ کے فائدے اور تجربہ کے لئے اب کچھ پروف ریڈنگ کے بارے میں اہم رموز شامل کئے جاتے ہیں۔

42۔ پروف ریڈنگ کے لئے دو افراد مناسب ہوتے ہیں تاکہ کمپوز شدہ مواد اور اصل پروف کا موازنہ ہو سکے۔

43۔ جس نے کمپوز کیا ہے وہ اصل پروف سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور دوسرا کمپوز شدہ پروف سے چیک کرے اور غلطیاں نکالے۔ کمپوزنگ کی فائل میں غلطیاں درست کرنے کے بعد تصحیح شدہ پروف جو دوسرا پروف بھی کہلاتا ہے، کی پروف ریڈنگ دونوں افراد دوبارہ الگ الگ کریں اور درست ہونے والی غلطیاں بھی چیک کریں، درست ہونے والی غلطی کے آگے پیچھے بھی نظر ڈال

لینی چاہیئے۔ بعض اوقات word spacing میں فرق آجانے سے ایک نئی غلطی جنم لے لیتی ہے۔

44۔ صرف الفاظ کی درستگی نہیں بلکہ فقروں کی درستگی بھی پروف ریڈنگ میں آتی ہے۔ اگر کسی جملہ میں جھول محسوس ہو تو اس کو چُست کرنا بھی پروف ریڈر کا فرض ہوتا ہے نیز مضمون کو تاریخی حقائق اور نظام سلسلہ کی روایات کے مطابق دیکھنا بھی ضروری ہے۔

45۔ پروف ریڈنگ کرنے والے ممبران یا رضاکاران کو چاہیئے کہ ہر مضمون یا پیسٹ شدہ مواد کو فائنل کرکے اپنے پاس موجود پرسنل ڈائری، لیپ ٹاپ یا کسی بھی نوٹ پیڈ وغیرہ میں اس مضمون یا پیسٹ شدہ مواد کی تفصیل اور تاریخ کا اندراج کریں۔ بعض اوقات مضامین کے رش کی وجہ سے معلوم نہیں ہوسکتا کہ کون سا مضمون یا مواد کون دیکھ رہا ہے۔ پیسٹ شدہ اقتباسات، مضامین، اعلانات اور دیگر تحریرات وغیرہ کو غلطیاں لگانے کے علاوہ اس نظر سے بھی دیکھنا چاہیئے کہ اس میں پیسٹنگ کی غلطی تو نہیں؟ اور سپیسنگ کے مسئلہ کی وجہ سے الفاظ آپس میں جُڑ تو نہیں رہے۔ بعض اوقات کالموں کی ترتیب خراب ہو جاتی ہے یا بقیہ صحیح جگہ پر نہیں لگایا گیا یا سُرخی اور ہے، مواد کچھ اور، پڑھنے کے ساتھ ساتھ ان امور کو بھی دیکھیں، پروف ریڈر کی نظر بہت گہری ہونی چاہیئے۔

46۔ غلطیاں واضح لگائیں۔ صحیح طریق یہ ہے کہ غلط لفظ پر گول دائرہ لگا کر باہر حاشیہ میں لائن لگا کر غلطی کی درستگی کریں۔ ایسا اس وقت ممکن ہے جب آپ درستگی پرنٹ آؤٹ پر کر رہے ہوں۔

47۔ کمپوزرز کمپوزنگ کرتے وقت دائیں طرف حاشیہ چھوڑیں تا پروف ریڈنگ کے وقت غلطیوں کی نشاندہی بآسانی ہو سکے۔ اگر آپ ادارہ کی مہیا کردہ اسٹائل شیٹ پر کام کر رہے ہیں تو الگ سے حاشیہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔

48۔ اگر کسی انگریزی یا اردو لفظ کے بارے میں محسوس ہو کہ یہ سیاق و سباق کے لحاظ سے مناسب ہے یا نہیں تو ایسے الفاظ کو متعلقہ لغت سے چیک کر لینا بہتر ہے۔

49۔ یاد رہے کہ شعبہ پروف ریڈنگ سے گزر کر آنے والے اصلاح شدہ پروف پر ایک مرتبہ پھر نظر ڈالنے والے رضاکار، ممبران یا مربیان کرام شعبہ پروف ریڈنگ کی معاونت کرتے ہیں۔

50۔ پروف ریڈرز کے کاموں میں سے ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ نفسِ مضمون کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا عنوان یا ہیڈنگ درست کریں۔ مضمون کی سُرخی جتنی مختصر اور attractive ہوگی اتنا ہی قاری کو اپنی طرف کھینچے گی اور قاری مکمل مضمون پڑھنے پر مجبور ہو جائے گا۔ عنوان کے ماحول کو بہتر بنانے کے لئے اس پر رضی اللہ عنہ اور رحمہ اللہ تعالیٰ مکمل نہ ہو بلکہ صرف "ؓ" اور "ؒ" کافی ہے۔

- عنوان کو مزید مختصر اور دیدہ زیب بنانے کے لئے اس مثال کو ملاحظہ فرمائیں۔ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی برکات" اس کی جگہ یہ عنوان زیادہ دیدہ زیب لگے گا "برکاتِ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ"۔
- کہتے ہیں کہ اخبارات اور رسائل میں شائع ہونے والے مضامین کا 40 فیصد حصہ صرف عنوان دیکھ کر پڑھا جاتا ہے۔ آج کل سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ واٹس ایپ میسیجز آتے ہیں جن میں سے اکثر کو پڑھے بغیر ہم delete کر دیتے ہیں صرف وہی پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں جن کا عنوان پُرکشش ہو۔

ہمارا اخبار ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گزرتا ہے۔ ہمیں اسے بہتر بنانے کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں، استعدادوں اور احتیاط کو بروئے کار لانا چاہیے۔ ایسا آپ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ محنت اور دلجمعی کے ساتھ خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 ستمبر 2021ء)

﴿111﴾

صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا

سب افریقن ممالک کی طرح سرزمین سیرالیون بھی صحابہؓ کے عکس کی تصویر

(قسط سوم)

خاکسار کو کچھ عرصہ قبل ایک تحقیق کے دوران ایسے واقعات اکٹھا کرنے کی توفیق ملی جو قرون اولیٰ میں صحابہؓ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور اسلام کی محبت میں ظہور میں آئے۔ صحابہ رسول ﷺ نے اپنی جانوں پر کھیل کر اپنے آقا کی طرف سے ملنے والے ان عزیز تر جذبات کی حفاظت فرمائی، اور پھر اِس زمانہ میں حقیقی عاشق رسولِ عربیؐ، حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہودؑ کے دور میں آپؑ کے صحابہؓ اور پیروکاروں کے ذریعہ مِن و عَن دُہرائے گئے۔ خاکسار نے اس مضمون کا عنوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر کا دوسرا مصرعہ ''صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا'' سے سجایا۔ مکمل قطعہ کچھ یوں ہے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

خاکسار کے آج کے اداریے کی یہ تحریر اس عنوان کی تیسری قسط ہے۔ اس تحریر کا باعث ایک حدیث بنی جو خاکسار کی نظروں سے اس وقت گزری جب روزنامہ الفضل آن لائن کا 12 اگست 2021ء کا شمارہ پروف ریڈنگ کی غرض سے میرے Laptop پر نمودار ہوا اور حدیث کو پڑھ کر مجھے سیرالیون کے ایک بزرگ پا علی روجرز مرحوم کا ایمان افروز واقعہ بلکہ واقعات میرے

ذہن میں گردش کرنے لگے۔ اور خاکسار نے بے اختیار اَللّٰہُ اَکْبَرْ کی صدا بلند کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ جس نے قرآنی پیشگوئی۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعہ:4)

کس شان سے مسیح محمدیؑ کے حق میں پوری فرمائی اور صحابہؓ جیسا نمونہ رکھنے والے اور ان جیسا اسلام اور محمد ﷺ سے پیار کرنے والے فدائی عطا فرمائے۔

حدیث یوں ہے کہ حضرت غیلانؓ بن سلمہ ثقفی نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے پاس جاہلیت میں 10 بیویاں تھیں جو تمام کی تمام آپؓ کے ساتھ اسلام لے آئیں تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت غیلانؓ کو حکم دیا کہ وہ ان 10 میں سے کسی چار کو منتخب کر لیں اور باقیوں کو اپنے عقد سے آزاد کر دیں (چنانچہ آپؓ نے ایسا ہی کیا)

(سنن الترمذی، کتاب النکاح باب ماجاء فی الرجل یُسلمُ وَعندہ عشرُ نسوۃٍ)

میں جب 1983ء میں سیرالیون گیا تو میری تقرری حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سیرالیون کے جنوبی صوبہ Southern province کے ہیڈ کوارٹر بو (Bo) میں فرمائی تھی۔ جو ایک بہت بڑی جماعت ہے اور سیرالیون کا مرکز ہونے کی وجہ سے جماعت کے تمام فنکشنز اور تقاریب جیسے جلسہ سالانہ، ذیلی تنظیموں کے اجتماعات اور شوریٰ وغیرہ اسی شہر میں منعقد ہوتے تھے اور ابھی بھی یہیں منعقد ہوتے ہیں۔

میرے بو پہنچنے پر پہلے روز جن فدائی بزرگوں سے میری ملاقات ہوئی۔ ان میں ایک بزرگ مکرم (پا) علی روجرز مرحوم تھے۔ جنہوں نے سیرالیون کے پہلے مبلغ اور امیر مکرم الحاج مولانا نذیر احمد علی مبلغ سلسلہ کے ذریعہ بیعت کی تھی۔ جب ہمارے مبلغ بو شہر میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا رہے تھے تو رات ہو گئی۔ آپ نے پا علی روجرز سے اُن کے ہاں رات بسر کرنے کی اجازت چاہی۔ جس سے پا علی روجرز نے انکار کر دیا تب مکرم مولانا نذیر احمد علی مرحوم نے جنگل کا رُخ کیا اور اپنا صافہ (کپڑا) بچھا کر نوافل کے دوران رو رو کر دُعا کرنے لگے۔ کہ اے اللہ! تیرا نام پہنچانے کے لئے اس شہر میں مَیں آج گھوما ہوں اور تیرے اس بندے کو کسی نے پناہ نہیں دی، تو ہی اس شہر کے

لوگوں کو اسلام احمدیت کی طرف مائل کر اور اسلام احمدیت کی تبلیغ کے لئے نہ صرف سامان پیدا فرما بلکہ تبلیغ کے لئے کوئی جگہ بھی عنایت فرما۔

اللہ تعالیٰ نے اس جنگل میں جہاں دُعا کی آج وہاں عالی شان احمدیہ مسلم سیکنڈری اسکول، نصرت جہاں گرلز اسکول، دو پرائمری اسکولز کے علاوہ جامعۃ المبشرین اور مبلغین کی رہائش گاہیں موجود ہیں۔

آگے چلنے سے پہلے آپ کو مکرم مولانا نذیر احمد علی کے بارے میں کچھ تعارف کرا دیتے ہیں۔ تاکہ آپ کو سیرالیون جماعت کے ابتدائی حالات کا علم ہو جائے۔

جماعت احمدیہ کے یہ جانباز اور جلیل القدر مجاہد، دیرینہ اور مخلص خادم 19 مئی 1955ء کو سیرالیون میں فوت ہوئے اور وہیں ان کی تدفین بھی ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت کے ماتحت آپ کو پہلی مرتبہ سیرالیون میں نئے مشن کے قیام کے لئے 20 اکتوبر 1937ء کو روانہ کیا گیا جہاں آپ نے آٹھ سال کے طویل عرصہ میں شاندار تبلیغی مساعی کے ساتھ ساتھ متعدد اسکولوں اور مساجد کی بنیادیں رکھیں۔ 1945ء میں کامیاب و کامران واپس قادیان تشریف لائے، 26 نومبر 1945ء کو جملہ مشن ہائے مغربی افریقہ یعنی گولڈ کوسٹ گھانا، نائجیریا اور سیرالیون کی طرف بحیثیت رئیس التبلیغ بھجوائے گئے۔ جہاں سے 7 اپریل 1951ء کو آپ واپس تشریف لائے، پھر آپ 9 مئی 1954ء کو سیرالیون آ گئے۔ جہاں آپ نے تبلیغی میدان میں کام آنے کی عزیز تر خواہش اور تڑپ کو لئے ہوئے اپنے قدیم قائم کردہ مرکز سیرالیون میں جام شہادت نوش کیا۔

اس سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی خدمات جلیلہ کے مدنظر 1945ء کی مجلس عرفان میں آپ کو ’کامیاب جرنیل‘ کے خطاب سے نوازا تھا۔ آپ وفات کے وقت تک سلسلہ احمدیہ کے پانچویں مبلغ تھے جنہوں نے ممالک غیر میں تبلیغ کا فریضہ بجالاتے ہوئے اپنی جاں جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

بات ہو رہی تھی پا علی روجرز کی جنہوں نے مکرم الحاج موصوف کو انکار کیا تو آپ کے دل میں سیر الیون کی نیک خصلت مہمان نوازی کا عنصر بیدار ہوا اور خیال گزرا کہ میں نے انکار کر کے اچھا نہیں کیا اور جنگل میں تو زہریلے سانپ بھی بہت ہیں۔ کہیں اس Stranger (اجنبی) کو نقصان نہ پہنچا دیں تو اس طرف چل دیئے جدھر مکرم الحاج مولانا نذیر احمد علی نکلے تھے۔ جنگل میں پہنچ کر اُن کو اُونچی اُونچی گریہ والحاح کرنے اور اللہ کے حضور رونے کی آوازیں سنائی دیں۔ آپ اُدھر کو لپکے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہی اجنبی جو ان کے پاس پناہ کے لئے آیا تھا، سجدہ میں اللہ کے حضور گریہ و بکا کر رہا ہے۔ پا علی روجرز آپ کو اس اندھیری اور آدھی رات کو واپس اپنے گھر لے آئے۔ یوں تبلیغ کے سلسلہ کا آغاز ہوا اور آپ کا گھر Bo شہر میں اسلام احمدیت کا مرکز بن گیا۔

پا علی مرحوم نے بیعت کر لی۔ مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا اور دیگر امتحانات میں سے گزرنے لگے۔ ان میں سے ایک بڑا امتحان اسلامی تعلیم کے مطابق چار بیویوں کے علاوہ باقی کو باعزت رخصت کرنا تھا۔ جب مکرم الحاج مولوی نذیر احمد علی مرحوم نے ان کے سامنے صرف چار بیویوں کو رکھنے کا معاملہ پیش کیا تو وہ بارغبت و رضا چار کے علاوہ باقی بیویاں چھوڑنے پر رضامند ہو گئے۔ آپ کی قبول احمدیت کے وقت 15 بیویاں تھیں۔ آپ نے مولانا سے عرض کی میں اپنی پسند کی چار بیویوں کا انتخاب کر کے باقیوں کو فارغ کر دیتا ہوں۔ مکرم مولانا موصوف نے کہا۔ نہیں! تمام بیویوں کو تاریخ شادی کے اعتبار سے ترتیب سے کھڑا کریں۔ یعنی جس کی شادی سب سے پہلے آپ سے ہوئی وہ دائیں طرف اور سب سے کم عمر جس کی شادی سب سے بعد میں ہوئی بائیں طرف۔ تب میں فیصلہ کروں گا کہ کون کون سی چار آپ کے ساتھ رہیں گی۔ جب ایک لائن میں تمام کو کھڑا کیا گیا تو مکرم مولانا نے دائیں طرف کی چار بیویوں کے حوالے سے پا علی کو کہا کہ یہ چار آپ رکھ لیں کیونکہ انہوں نے ایک لمبا وقت آپ کی خدمت کی ہے۔ اور باقیوں کو اسلام کے مطابق فارغ کر دیں۔ پا علی نے مکرم مولانا مرحوم کے فیصلہ پر سر تسلیم خم کیا اور پہلے نمبر کی چار خواتین رکھ کر باقیوں کو اپنے عقد سے فارغ کر دیا۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی

یہ ایمان افروز واقعہ مکرم پا علی روجرز نے، میری بو میں آمد کے اوائل دنوں میں مجھے خود سنایا۔ مکرم مولانا محمد صدیق امرتسری مرحوم سابق مبلغ سیرالیون نے اس واقعہ کو اپنی ایمان افروز سوانح عمری میں یوں رقم فرمایا ہے:

جہاں تک مجھے یاد ہے سیرالیون میں الحاج علی روجرز واحد ایسے مسلمان ہیں جنہوں نے احمدی ہوتے ہی الحاج مولانا نذیر احمد علی کی تحریک پر محض اسلام کی تعلیم پر صحیح طور پر عمل کرنے کی خاطر اور خوفِ خدا دل میں رکھتے ہوئے اور قیام شریعت کی غرض سے اپنی 15 بیویوں میں سے صرف چار دیندار اور مناسب حال منتخب کر کے باقی گیارہ بیویوں کو طلاق دے کر باعزت و احترام رخصت کر دیا تھا۔ حالانکہ ان میں سے اکثر اچھے خاندان اور امیر گھرانوں کی بااولاد خواتین تھیں۔

(روح پرور یادیں صفحہ 424)

؎ مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

یہ فدائی احمدی ایمان و ایقان میں اس حد تک ترقی کر گئے تھے کہ خلفاء کرام خصوصی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا نام جب ان کے سامنے لیا جاتا تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آتیں۔ ایک دفعہ میرا تبادلہ Bo سے شرقی جانب شہر کینما میں ہوا۔ یہ افسردہ ہوئے۔ خاکسار نے پا مرحوم سے عرض کی کہ فکر نہ کریں 40، 45 میل کا فاصلہ ہے۔ میں آپ سے آکر مل جایا کروں گا یا آپ مجھے آکر مل جایا کریں۔ تو فوراً بولے کہ اب اُدھر نہیں بلکہ اِدھر (قصرِ خلافت پاکستان) کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اب تو اِدھر جانے کو دل کرتا ہے۔ اُس وقت تک حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے لندن کی طرف ہجرت نہیں فرمائی تھی۔ پاکستان میں ہی مقیم تھے۔

سیرالیون میں ”صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا“ کا دوسرا واقعہ

جیسا کہ اوپر درج کر آیا ہوں کہ مکرم امیر صاحب نے خاکسار کا تبادلہ Bo سے کینیما کر دیا۔ خاکسار ابھی چارج نہ لے پایا تھا کہ بواجے بو میں ایک ایمرجنسی کے پیش نظر مجھے بواجے بو بھجوا دیا گیا۔ جہاں ایک وسیع و عریض مسجد کے علاوہ احمدیہ مسلم ہسپتال اور احمدیہ مسلم سیکنڈری و

پرائمری اسکولز تھے۔ یہاں تین ساڑھے تین سال قیام کے دوران ایک عید الاضحیہ سے قبل جماعت احمدیہ بانڈو (bando) کے ایک مخلص اور فدائی دوست پا محمد کروما نے خاکسار سے درخواست کی کہ آپ آنے والی عید (عید الاضحی) میرے گاؤں میں پڑھائیں۔ مَیں نے ان سے کہا کہ آپ کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے اور میں اپنے سینٹر (جہاں بہت بڑی جماعت ہے) کو چھوڑ کر کیسے آپ کے گاؤں میں نماز عید پڑھا سکتا ہوں؟ پا کروما نے مجھے کہا کہ مولوی صاحب! (افریقہ میں مبلغ سلسلہ کو مولوی صاحب کہہ کر پکارتے ہیں)۔ آپ مالکیوں کی جامع مسجد میں نماز عید پڑھائیں گے اور گاؤں کے تمام غیر احمدی مالکی آپ کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے اور دوسری کوئی نماز نہ ہو گی۔ چونکہ یہ خلافت رابعہ کا دور تھا جو تبلیغ اور دعوت الی اللہ کا پُر جوش دور تھا۔ خاکسار نے تبلیغ کا قیمتی اور انمول موقع جان کر اس روحانی دعوت کو قبول کر لیا۔

سیرالیون میں عموماً بادلوں کا راج رہتا ہے۔ چاند تو دیکھا ہی نہیں جاسکتا۔ فلکیات کا ادارہ بھی اس وقت اتنا فعال نہ تھا کہ عید سے بہت قبل عید کا پتہ چل جائے۔ بانڈو جماعت ایک Remote area میں واقعہ ہے جہاں کسی ٹرانسپورٹ کے ذریعہ پہنچنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے خاکسار نے اپنے خیال میں عید کے دو روز قبل سفر کا آغاز کر دیا۔ مگر دوران سفر مسافروں اور دیگر مسلمانوں کو باتیں کرتے سنا کہ کل عید ہے۔ تو خاکسار کو منزل مقصود تک پہنچنے کی فکر لاحق ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں بھی کیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ میں مغرب کے وقت بانڈو سے 5 میل دور ایک بڑی جماعت باڈو (Bado) پہنچ گیا۔ یہاں پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ اس ساری جماعت کو بھی پا کروما نے نماز عید میں شمولیت کی دعوت دے رکھی ہے اور تمام مرد و خواتین بانڈو جانے کی تیاری میں ہیں۔ جہاں نماز عشاء پر تربیتی اجلاس کرنے اور اگلے روز یعنی عید والے دن، نماز تہجد اور نماز فجر باجماعت ادا کرنے اور درس و تدریس کے بعد تیاری کر کے ہم 100 کے لگ بھگ مرد و خواتین اور بچے و خدام پیدل عازم بانڈو ہوئے۔ پانچ میل کا سفر تسبیح و تحمید، اور درود شریف بلند آواز سے پڑھتے گزرا۔ ہم جب ایک جتھے کی صورت میں بانڈو پہنچے تو خاکسار نے پا کروما کے گھر

کے باہر ایک مینڈھے کو ذبح ہوتے دیکھا۔ پاکروما اور دیگر دوست احباب سے میل ملاقات اور علیک سلیک کے بعد خاکسار نے پاکروما سے مینڈھے کے ذبح ہونے اور گوشت بنانے کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے جواباً کہا، مولوی صاحب! میں نے یہ قربانی کی ہے۔ چونکہ بہت دور دور سے لوگ عید پڑھنے آرہے ہیں۔ مَیں نے چاہا کہ عید کی نماز کے معاً بعد اس گوشت سے مہمانوں کی تواضع کر دوں۔ تاخیر نہ ہو جائے۔ مَیں نے میزبان پا محمد کروما سے عرض کہ کہ پا! (عزت کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے) قربانی نماز عید کے بعد ہوتی ہے پہلے نہیں اور ساتھ ہی خاکسار نے آنحضور ﷺ کا یہ قول مبارک بتایا کہ حضورؐ نے ایک عید الاضحی کے روز فرمایا کہ آج عید کے روز جو نماز عید کے بعد قربانی کرے گا وہ ہماری سنت کے مطابق کرے گا اور جو عید سے قبل اپنا مینڈھا ذبح کرے گا تو اس کی حیثیت صرف گوشت کی سی ہو گی جو اپنے گھر والوں کے لئے تیار کرے گا۔ اس پر حضرت ابو بردہ بن نیارؓ نے کھڑے ہو کر حضورؐ سے عرض کی کہ حضورؐ! میں نے تو اپنا جانور عید سے قبل ذبح کر دیا ہے۔ اب ایک اور بکرا ذبح کروں؟ تو حضورؐ نے فرمایا ضرور کرو۔

(بخاری کتاب الاضاحی باب سنتہ الاضحیہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ عید الاضحی کے روز آنحضور ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ فلاں صحابی نے اپنا جانور عید سے قبل ذبح کر دیا ہے تو فرمایا اسے کہو کہ عید کے بعد دوبارہ قربانی کرے چنانچہ اس صحابی نے عید کے بعد دوبارہ قربانی کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ سچا فدائی اور صحابہؓ جیسا اخلاص رکھنے والا بزرگ پاکروما (مرحوم) میری یہ بات سُن کر فوراً بلند آواز سے بولا کہ: میں بھی تو اُسی (محمد ﷺ) کا ماننے والا پیروکار ہوں۔ اگر اس صحابی نے اپنی غلطی پر دوبارہ قربانی کی تو میں بھی اپنی غلطی پر دوبارہ قربانی کرتا ہوں۔ اور بلند آواز سے اپنے بیٹے احمد کو بلوا کر اُسے ہدایت کی کہ فلاں ڈیرہ پر جو بکرا بندھا ہوا ہے وہ جلدی سے لے آؤ۔ قربانی کرنی ہے اور میرے نماز عید پڑھاتے اور خطبہ عید دیتے مسٹر احمد بکرا لے آیا تھا۔ جسے پاکروما نے عید کے بعد ذبح کر دیا۔ جبکہ اس وقت ملک میں بھوک، افلاس اور

غربت کا دور دورہ تھا۔ ایک وقت کا کھانا بمشکل نصیب ھوتا تھا۔ ایسے حالات میں دوسری قربانی کا سوچنا محال تھا۔

اللہ اللہ! ایسے ایسے عشاق اور چمکدار اسلامی ذہنیت والے ہیرے و نگینے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو عطا کر رکھے ہیں جو ہر اُس فعل کا تتبع اور پیروی کرتے ہیں جن افعال سے صحابہؓ، خدا تعالیٰ کے بن کر رہ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کے نمونہ پر چلتے ہوئے ان کے تاریخی روحانی واقعات کو زندہ کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَصْحَابِہٖ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَعَلٰی مُتَّبِعِیْنَ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 ستمبر 2021ء)

﴿112﴾

صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
حقیقی اطاعت کے درخشندہ واقعات
(قسط چہارم)

خاکسار کے مضامین کی ایک سیریز بعنوان صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا، روزنامہ الفضل آن لائن لندن میں شائع ہو رہی ہے۔ تین اقساط شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں دس ایسے ایمان افروز واقعات درج تھے، جن میں آخری زمانہ کے امام حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متبعین نے وہ کام من و عن کئے جو صحابہ رسول ﷺ نے کئے تھے اور یوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم کے مصرعہ کے یہ الفاظ پورے ہو جاتے ہیں:

”صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا“

آج مجھے اس ایمان افروز سیریز میں ایک واقعہ کا اضافہ کرنا ہے۔ جو مؤرخہ 22 اگست 2021ء کو مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے اجتماع کے موقع پر دیکھنے کو ملا۔ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ورچوئل سسٹم کے تحت ان خدام سے مخاطب تھے اور جرمنی میں شدید بارش ہو رہی تھی اور ایم ٹی اے نے وہ مبارک لمحات تاریخ احمدیت کے درخشندہ باب میں محفوظ کر لئے کہ کوئی خادم بھی ذرا بھر نہ ہلا۔ نہ اپنی جگہ چھوڑی اور نہ ہی اپنی باڈی لینگوئج سے پریشانی کا اظہار کیا۔ مادی پانی، بارش کی صورت میں زوروں سے برس رہا تھا اور دوسری طرف حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک کلمات اور نصائح روحانی پانی کی آبشاروں کی صورت میں اُتر رہا تھا، جن سے ہر خادم اپنی روح کو تسکین دیتے ہوئے فائدہ اٹھا رہا تھا۔

ان لمحات کو دیکھ کر مجھے ایک حدیث یاد آئی جس کا اردو ترجمہ یوں ہے کہ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک روز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری بھائی کے جنازہ کے لئے نکلے۔ ہم قبر کی جگہ پر پہنچے تو لحد (قبر کے اندر میت رکھنے کا حصہ) ابھی نہیں بنی تھی۔ لحد تیار ہونے لگی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مناسب جگہ تلاش کر کے تشریف فرما ہوگئے۔ ہم بھی آپ کے جلو میں بیٹھ گئے۔ آپ نے وعظ شروع فرما دیا۔ اس وعظ کے دوران ہم ایسے توجہ سے بیٹھے تھے جیسے ہمارے سروں پر پرندے ہوں۔ اس خیال کے ساتھ کہ اگر ہم ہلے تو یہ پرندے اڑ جائیں۔

(سنن ابو داؤد، حدیث نمبر 4753)

ایک اور روایت میں ہے:

جَلَسْنَا كَأَنَّ عَلٰى اَكْتَافِنَا فِلَقَ الصَّخْرِ

کہ ہم یوں بیٹھے تھے گویا ہمارے کندھوں پر چٹان کا سا بوجھ ہے جو ہمیں ہلنے نہیں دے رہا۔ (ابن قیم جلد اول صفحہ 269)

اصل موضوع کی طرف واپس لوٹتے ہیں۔ یہی نظارہ مؤرخہ 22 اگست 2021ء کو PST آرینا سے ملحقہ فٹ بال گراؤنڈ میں اس وقت دیکھنے کو ملا جب حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قریباً 1500 خدام احمدیت کے سامنے بڑی سکرین پر اپنے فدائین سے خطاب کرنے نمودار ہوئے تو فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی اور حضور انور کے خطاب کے دوران بہت تیز اور موسلا دھار بارش برسنے لگی اور یہ خدام احمدیت نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھے اپنے جان سے پیارے آقا کا خطاب سنتے رہے۔ نہ ذرا بھر ہلے اور نہ حرکت کی کہ ان کے سروں پر بیٹھے ہوئے پرندے کہیں اُڑ نہ جائیں، اور ایک چٹان کی مانند وقار کے ساتھ حضور انور کے کلمات طیبات اپنے دلوں میں اتارتے چلے گئے۔ اپنے کپڑوں کو سمیٹنا تک بھول گئے۔ اطاعت خلافت کے لئے اسی توجہ اور شوق کی خاطر پانی میں بھیگتے چلے گئے۔ وہی منظر دیکھنے کو ملا جس کا ذکر اوپر حدیثوں میں بیان ہو چکا ہے۔ یہی نظارے ہم نے بارہا قادیان اور ربوہ کے کھلے آسمان تلے خلفاء

احمدیت کی تقاریر اور خطاب تیز بارش میں بیٹھے شاملین کو سنتے دیکھا۔ بالخصوص حضرت مصلح موعودؓ کا دور یاد آتا ہے جب برستی بارش میں گھنٹوں خطاب فرمایا اور مجال ہے حاضرین و سامعین کی توجہ میں ذرا بھر بھی خلل پیدا ہوا ہو، انہوں نے اپنے خلیفہ کے خطابات کو دسمبر کے ٹھٹھرتے مہینے کی برستی بارش میں تسلی کے ساتھ سنا اور اپنی روح و جسم کو ان کے پاکیزہ کلمات سے گرم کیا۔

مؤرخہ 22 اگست 2021ء کے اکیسویں سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ کی روئیداد اور رپورٹ مکرم عمران انیل نے جرمنی سے قارئین الفضل کے لئے مہیا کی ہے۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ لکھتے ہیں کہ:

یہ بڑا اجتماع کرونا کے rules and regulations کی وجہ سے باہر کھلی فضا میں منعقد ہوا تھا۔ یہ کونسل کی requirement تھی اس میں یونیورسٹی کے طلبہ اور خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن لینے والے خدام تھے جو آگے بیٹھے ہوئے تھے۔ پیارے حضور نے ورچوئل ملاقات میں تشریف لاتے ہی صدر صاحب خدام الاحمدیہ سے دریافت فرمایا کہ آج آپ نے کرسیاں لگالی ہیں۔ کل تو زمین پر بیٹھے تھے۔ صدر صاحب نے عرض کی کہ حضور! آج بارش ہونے کی اطلاع ہے۔ اس لئے 1200 کرسیاں لگوائی ہیں جبکہ حاضری 1750 ہے۔ تو حضور نے ازراہ تفنن پوچھا کہ جو زمین پر بیٹھے ہیں ان پر کیا بارش نہیں ہوگی؟

آغاز میں خدام نے اپنے پیارے آقا سے سوالات کئے اور حضور نے جواب عطا فرمائے۔ اس دوران ایم ٹی اے نے ان خدام کو نمایاں طور پر سکرین پر دکھایا جو پوزیشن ہولڈرز تھے۔ اسی اثناء میں آسمان پر کالے بادل نمودار ہونے شروع ہوگئے۔ اندھیرا چھانے لگا۔ جس پر حضور نے ایک دن پہلے کی ملاقات میں اس خادم (جس نے حضور سے دعا کی درخواست کی تھی کہ حضور! آج گرمی بہت ہے۔ موسم ٹھنڈا ہونے کے لئے دعا کریں) کا ذکر فرمایا کہ آج تو موسم اس خادم کی خواہش کے مطابق ہوگیا ہے۔ اتنے میں دیکھتے ہی دیکھتے یہ کالی گھٹائیں برسنے لگیں۔ بارش اگلے حصہ سے شروع ہوکر عقب کی طرف بڑھنے لگی۔ میں خود بھی پچھلے حصہ میں بیٹھا تھا۔ میں نے

اپنے دائیں بھی دیکھا بائیں بھی دیکھا کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ ہاں انتظامیہ نے اس دوران rain coats تقسیم کرنے شروع کئے جو بعض خدام نے اٹھ کر پہنے۔ بعض دو دو تین تین خدام نے سروں پر رکھ لئے۔ یہ بات صرف دیکھنے کو ملی۔ ورنہ مجال تھی کہ کوئی بچہ، کوئی خادم پریشانی کے عالم میں اپنے سر کو ہلائے یا حرکت کرے۔ بعض خدام کے حصہ میں rain coat نہیں آئے۔ وہ بھی آرام کے ساتھ بیٹھے بھیگتے رہے۔ حضرت صاحب یہ سارا نظارہ اپنی مبارک آنکھوں سے ملاحظہ فرمارہے تھے اور حضور نہایت خوشگوار موڈ میں تھے۔ روحانی پروگرام اس مادی بارش کے دوران آگے بڑھتا رہا۔ حضور نے آخر میں ماشاء اللہ، ماشاء اللہ کہہ کر جرمنی کے خدام کا بڑے اچھے الفاظ میں خوشنودی کا اظہار کیا اور خراج تحسین پیش فرمایا کہ آپ خدام میں یہ صلاحیت اور جذبہ وہمت بھی موجود ہے۔ کہ اس جیسے موسم میں بھی آرام سے بیٹھے رہے ہیں۔

الحمد للہ جرمنی کی جماعت میں یہ Historical واقعہ تھا۔ اس واقعہ پر صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی اور دیگر خدام بھی بہت خوش ہیں اس سے اچھی یادیں وابستہ ہیں۔ یہ ایسا تاریخی واقعہ ہے جو ہماری نسلوں کو سالوں تک یاد رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

اسی روز مرکزی دفاتر سے رات 10 بجے پیغام آیا کہ آپ مسجد بیت السبوح آسکتے ہیں تو فوراً آجائیں گو یہ پیغام میرے بیٹے عزیزم تاشف عمران کو تھا مگر میں بھی ساتھ چلا گیا جہاں جا کر معلوم ہوا کہ حضور انور کا پیغام ہے کہ اس اجتماع کے تمام شاملین کو Aconite(1M) فوری طور پر دی جائے۔ چنانچہ اس وقت یہاں میٹنگ کا مقصد یہ دوائی تیار کرنا ہے۔ جرمنی بھر سے قائدین بھی وہاں موجود تھے جنہوں نے یہ دوائی لے کر فوراً واپس پہنچ کر پروگرام میں شامل ہونے والے خدام کو دینی تھی۔

چنانچہ ہم نے وہ دوائی in large scale تیار کی۔ جس سے ہمارے ہاتھوں میں چھالے بھی بن گئے مگر اس تکلیف کی پرواہ کئے بغیر ہم اپنے پیارے حضور کے ارشاد کی تعمیل میں جتے رہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

اس طرح کی اطاعت کے نمونے تو خلافت کے سائبان تلے ہم آئے روز ملاحظہ کرتے ہیں جو ہمارے ایمانوں کو جلا بخشتے ہیں۔

ابھی اس سال کے تاریخ ساز برطانیہ کے جلسہ میں ایک ایمان افروز واقعہ بھی دیکھنے کو ملا۔ جو تاریخ احمدیت کا ایک روشن باب ہے۔ جلسہ کے تیسرے روز اختتامی خطاب کے بعد نظمیں پڑھنے کی روایت ہے۔ جس میں اسٹیج کے قریب والے حاضرین کھڑے ہو کر حضور انور کا قریب سے دیدار کرتے ہیں چونکہ یہ جلسہ covid 19 کے تمام تر SOPs کے ساتھ منعقد ہو رہا تھا۔ جس میں حاضرین کا ایک دوسرے سے فاصلہ رکھنا ضروری تھا۔ حاضرین نظموں کے دوران حسب سابق اسٹیج کے ارد گرد اکٹھے ہو کر کھڑے ہو گئے تو حضور انور نے کرونا کے خطرے کو بھانپتے ہوئے فرمایا:

”اپنی کرسیاں چھوڑ کر کیوں آگے آئے ہیں اپنی اپنی کرسیوں پر واپس جائیں“

تو یہ خلافت کے متوالے اور جماعت کے فدائی اپنی کرسیوں پر واپس اس طرح لپکے ہیں جس طرح عقاب اپنے شکار پر لپکتا ہے۔ اور دوستوں کو جہاں جہاں جگہ ملی وہاں بیٹھ گئے۔ ایم ٹی اے کے توسط سے یہ تاریخی نظارہ ساری دنیا نے بالعموم اور احمدیوں نے بالخصوص دیکھا۔

اس طرح کے ایمان افروز نظارے ہمیں بے شمار جلسوں میں نظر آتے ہیں۔ جرمنی کے ایک جلسہ پر اسی طرح آخری روز جب احباب اختتامی دعا کے بعد نعرے لگا رہے تھے اور ابھی جلسہ کی حاضری کا اعلان ہونا باقی تھا کہ حضور انور نے صرف ایک بار فرمایا:

”خاموش“

تو تیس پینتیس ہزار کا سارا مجمع خاموش ہو گیا۔ یہ نظارے جماعت کی تاریخ میں اطاعت خلافت کا روشن باب ہیں۔ انتخاب خلافت خامسہ کے موقع پر اپنے آقا کے حکم کی فوری تعمیل کا واقعہ کسے بھولا ہو گا، جب حضور انور نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد مسجد بیت الفضل میں موجود احباب سے فرمایا:

”بیٹھ جائیں“

تو گریسن ہال روڈ اور میلروز روڈ پر ہزاروں احمدی جو کھڑے تھے فوراً اور آناً فاناً ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بیٹھ گئے اور اطاعت کا یہ چند لمحوں پر مشتمل یہ تاریخی نظارہ ایم ٹی اے نے تا ابد کے لئے محفوظ کر لیا۔ حالانکہ بیت الفضل سے باہر کے دوست اس حکم کے مخاطب نہ تھے۔

اس واقعہ سے ایک حدیث میں مذکور اطاعت کا وہ واقعہ بھی یاد آ جاتا ہے جب آنحضرت ﷺ نے مسجد کے اندر بیٹھنے والے صحابہ سے فرمایا تھا کہ بیٹھ جاؤ۔ مسجد سے باہر ایک صحابی نے یہ حکم سن لیا اور بیٹھ گئے اور گھسٹ کر مسجد کی طرف بڑھنے لگے۔ کسی نے پوچھا اس طرح کیوں جا رہے ہو؟ تو اس نے کہا خدا کے رسول کا حکم میرے کانوں نے سنا ہے کہ بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ گیا۔ اس شخص نے کہا وہ تو مسجد کے اندر والے صحابہ کے لئے تھا۔ اس صحابی نے کیا ہی اچھا جواب دیا کہ میں نے تو بیٹھ جانے کے حکم کی آواز سنی ہے۔ اس کے بعد اس پر عمل کرنے کے علاوہ کوئی چارانہ تھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اطاعت کے اس روشن باب میں تابناک واقعات کا اضافہ کرتا چلا جائے۔ آمین

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اس واقعہ سے اس حد تک متأثر تھے کہ مورخہ 3 ستمبر 2021ء کو اطفال الاحمدیہ جرمنی کے ساتھ ورچوئل ملاقات میں حضور نے مکرم صدر مجلس خدام الاحمدیہ سے بارش کے واقعہ کے حوالے سے مخاطب ہو کر ’صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا‘ کی عملی تصویر کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا:

”آج ان اطفال کو آپ نے ہال میں بٹھایا ہوا ہے۔ چونکہ بارش کا تجربہ آپ نے خدام کے ساتھ کر لیا ہے۔ ویسے تو ماشاء اللہ یہ بھی مجاہد ہیں سارے۔ آج کل بدری صحابہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ وہاں تو آندھی بھی آئی اور بارش بھی ہو گئی، لیکن وہ تیرہ چودہ سال کے لڑکے ہی تھے جو قائم دائم رہے۔ فکر نہ کرو۔ ہمارے یہ اطفال بھی سارے مجاہد ہی ہیں۔“

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 ستمبر 2021ء)

﴿113﴾

تاریخ جلسہ ہائے سالانہ جماعت احمدیہ عالمگیر

(حصہ دوم)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے روزنامہ الفضل آن لائن کو جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء کے موقع پر ایک خصوصی شمارہ شائع کرنے کی توفیق نصیب ہوئی جس میں مختلف ممالک میں منعقد ہونے والے جلسہ ہائے سالانہ کی مختصر تاریخ پیش کی گئی تھی۔ اس خصوصی شمارے میں دنیا کے 13 ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ کی مختصر تاریخ شامل اشاعت تھی جسے قارئین کرام نے بے حد پسند کیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت اور دعا سے روزنامہ الفضل آن لائن ان شاء اللہ العزیز جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر چند مزید ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ کی مختصر تاریخ پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جسے ''تاریخ جلسہ ہائے سالانہ عالمگیر (حصہ دوم)'' کا نام دیا جائے گا۔

اس ضمن میں احباب کرام کی خدمت میں اطلاعاً عرض ہے کہ قارئین کی سہولت کے لئے ''تاریخ جلسہ ہائے سالانہ عالمگیر (حصہ دوم)'' کو ایک شمارہ میں شائع کرنے کے بجائے 5 اقساط میں شائع کیا جارہا ہے جو ان شاءاللہ مؤرخہ 5 اکتوبر 2021ء سے 9 اکتوبر 2021ء تک روزنامہ الفضل آن لائن کی زینت بنے گا۔ اس جدت کا واحد مقصد جلسہ سالانہ کے پر کیف روحانی سرور کو زیادہ دیر تک دلوں میں قائم رکھنا اور برابری کی سطح پر روزانہ الفضل کا مطالعہ کرنا ہے۔ معزز قارئین

سے گزارش ہے کہ وہ ہمیں اپنی رائے اور تجاویز سے ضرور نوازیں کیونکہ روزنامہ الفضل آن لائن آپ کا اپنا اخبار ہے اور آپ ہی فی الحقیقت اس کا سرمایہ ہیں۔

جَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحْسَنَ الْجَزَآء وَکَانَ اللّٰہُ مَعَکُمْ۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 ستمبر 2021ء)

﴾114﴿

انسان کے اندر کا واعظ

جس کی نصیحت سننا ہمارا فرض ہے

اردو لغت میں واعظ کے معنیٰ نصیحت کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں انسان کے بے شمار واعظ ہوتے ہیں، جن سے وہ نصیحت پکڑتا اور اپنی اصلاح کرتا رہتا ہے۔ ان واعظین میں سے گھر میں بسنے والے بزرگ والدین، بڑے بہن بھائی اور گھر سے باہر بزرگان، مربیان، مبلغین، معلمین، جماعتی و ذیلی تنظیموں کے سینئر ممبرز یا عہدیداران اور اساتذہ شامل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ کسی میں کوئی خرابی دیکھیں تو ہاتھ سے یا سرزنش کر کے سمجھائیں، اگر آپ اس پوزیشن میں نہیں تو مُنہ سے یعنی زبان سے بول کر سمجھائیں، اگر اس کی بھی سکت نہ ہو تو چُپ ہو جائیں تا کہ غلطی کرنے والے کو یہ احساس ہو جائے کہ فلاں نے میری غلطی کو دیکھ کر خاموشی اختیار کی ہے۔ اس حدیث میں نصیحت کرنے کے حوالے سے بہت حکمت کی بات کی گئی ہے، ہمارے آس پاس کے ماحول کو صاف ستھرا اور باخلاق رکھنے کے لئے ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ نے کیا ہی خوب نصیحت فرمائی ہے، اس حدیث کے مطابق ایک دوسرے کو سمجھانے والے یہ بیرونی واعظ ہیں اور بعض اوقات انسان ایسے واعظین کے وعظ و نصیحت پر کان نہیں دھرتا۔ لیکن ایک واعظ انسان کے اندر بھی ہے۔ جسے ہم "ضمیر" کہتے ہیں، اس کو انگریزی میں کانشنس کہا جاتا ہے۔ ضمیر کی آواز درد بھی رکھتی ہے اور کبھی مرتی نہیں اور انسان کو اخلاقی طور پر مرنے بھی نہیں دیتی یہ آواز باضمیر لوگ ہی سُن سکتے ہیں۔ دل سے کہی ہوئی بات اثر رکھتی ہے۔ دعا بھی جو دل سے کی جائے وہ دربار الٰہی میں جگہ پاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کی مثال یوں دی ہے:

بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِہٖ بَصِیۡرَۃٌ۔ وَّ لَوۡ اَلۡقٰی مَعَاذِیۡرَہٗ۔ (القیامۃ:15-16)

کہ حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے نفس پر بہت بصیرت رکھنے والا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے بڑے بڑے عذر پیش کرے۔

انسان کے اندرونی واعظ بھی دو طرح کے ہیں۔ یعنی نیکی اور بدی کے۔ جسے عرف عام میں فرشتوں کی تحریک اور شیطانی وسوسہ کہا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے دَاعِیۡ اِلَی الۡخَیۡرِ، دَاعِیۡ اِلَی الشَّرِّ یا بِئۡسَ الۡقَرِیۡنُ اور نِعۡمَ الۡقَرِیۡنُ کے الفاظ میں فرمایا ہے۔ اندرونی واعظ نیک رہے اور بدی کا واعظ غالب نہ ہو اس کے لیے خدا کے فضل کی ضرورت ہے جیسے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ نہ علم اچھا ہے نہ دولت اچھی۔ ہاں خدا کا فضل اچھا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے انسان کے اندر موجود مفتی (واعظ) کے بارے میں ایک اور جگہ یوں بیان فرمایا کہ آپ اپنے متعلق دوسروں سے فتویٰ لینے کی بجائے اپنے دل سے پوچھا کرو۔ اگر وہ آپ کو کسی کام سے روکے تو اس کام سے رک جاؤ اور اگر دل آپ کو اجازت دے تو وہ کام کر گزرو۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں اِسۡتَفۡتِ قَلۡبَکَ کہ اپنے دل سے فتویٰ لو۔ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ کسی کام کا فیصلہ کرتے وقت اپنے ضمیر سے بھی صلاح لے لیا کرو۔

آنحضرت ﷺ سے کئی ایسی دعائیں مروی ہیں۔ جن میں اپنے اندرونے کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنے کا ذکر ہے جیسے اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ شَرِّ نَفۡسِیۡ یا اَعِذۡنِیۡ مِنۡ شَرِّ نَفۡسِیۡ اور ایک موقع پر مِنۡ شَرِّ قَلۡبِیۡ کے الفاظ ملتے ہیں۔ کیونکہ انسان ظاہراً کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا دعویدار ہو جاتا ہے وہ اس وقت تک حقیقی مسلمان نہیں بن سکتا جب تک اس کا اندرونہ مسلمان نہ ہو۔ اس کے اندر کا انسان مسلمان نہ ہو جائے وہ حقیقی مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ اسی لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

؎ نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے وہ پیدا سامان دمار

آنحضرتؐ کی اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا (نسائی) کی دُعا بھی اس مضمون کو آشکار کرتی ہے۔

ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ایک ایسی مبارک دعا کیا کرتے تھے جس پر غور کرنے سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر ایسا اعلیٰ وارفع انسان جس کے اگلے پچھلے گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیئے تھے وہ بھی ایسی دُعا کرتا دکھلائی دیتا ہے جس کا تعلق اس کے اندرونے سے ہے۔ دُعا یوں ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْاُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ

کہ اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں، یا لغزش کھاؤں یا پھسلایا جاؤں اور اس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی دوسرا مجھ پر ظلم کرے یا جہالت برتوں یا میرے ساتھ جہالت برتی جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ اس مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں:

’’اصل میں انسان نفس امّارہ کی زنجیروں میں ایسا جکڑا ہوا ہے جیسے کوئی چڑیا کا بچّہ ایک شیر کے پنجے میں۔ جب تک اس نفس کے پنجے سے نجات نہ پا جاوے تب تک تبدیلی محال ہے اور گناہ سے بچنا مشکل۔ مگر دیکھو اگر ابھی ایک ہیبتناک زلزلہ آجاوے اور در و دیوار اور مکان کا چھت لرزنے لگے تو دلوں پر ایک ایسی ہیبت طاری ہو گی اور ایسا خوف دلوں پر چھا جائے گا کہ اس وقت گناہ کا خیال تک بھی دلوں میں نہ رہے گا۔ ایک خطرناک مہلک مرض کے وقت جو حالت انسان کی ہوتی ہے وہ امن اور آرام و آسائش کی زندگی میں ہرگز ممکن نہیں۔ انسان اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرنے کے واسطے خدا تعالےٰ کی تجلیات اور زبردست نشانوں کا محتاج ہے۔ ضروری ہے کہ خدا کوئی ایسی راہ پیدا کر دے کہ انسان کا ایمان خدا تعالےٰ پر تازہ اور پختہ ہو جاوے اور صرف زبان تک ہی محدود نہ رہے بلکہ اس ایمان کا اثر اس کی عملی حالت پر بھی ظاہر ہو جاوے اور اس طرح سے انسان سچا مسلمان ہو جاوے۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں الہاماً یہ فرمایا:

؎چو دور خسروی آغاز کردند

مسلماں را مسلماں باز کردند

(یعنی جب دور خسروی کا آغاز ہوا تب سے مسلمانوں پر مسلمانی کھلنی شروع ہوئی۔ناقل)

یہ خدا کا کلام ہے۔ آجکل اگر عمیق نظر سے اور غور سے دیکھا جاوے تو زبانی ایمان ہی کثرت سے نظر آوے گا۔ پس خدا کا یہی منشاء ہے کہ لفظی اور زبانی مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنایا جاوے۔یہودی کیا توریت پر ایمان نہیں لاتے تھے؟ قربانیاں نہ کرتے تھے؟ مگر خدا تعالےٰ نے ان پر لعنت بھیجی اور کہا کہ تم مومن نہیں ہو بلکہ بعض نمازیوں کی نماز پر بھی لعنت بھیجی ہے جہاں فرمایا ہے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ o الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ یعنی لعنت ہے ایسے نمازیوں پر جو نماز کی حقیقت سے بیخبر ہیں۔ صلوٰۃ اصل میں آگ میں پڑنے اور محبت الٰہی اور خوف الٰہی کی آگ میں پڑ کر اپنے آپ سے جل جانے اور ماسوی اللہ کو جلا دینے کا نام ہے۔ اور اس حالت کا نام ہے کہ صرف خدا ہی خدا اس کی نظر میں رہ جاوے اور انسان اس حالت تک ترقی کر جاوے کہ خدا کے بُلانے سے بولے اور خدا کے چلانے سے چلے۔ اس کی کل حرکات اور سکنات اس کا فعل اور ترک فعل سب اللہ ہی کی مرضی کے مطابق ہو جاوے خودی دور ہو جاوے۔

غرض یہ باتیں ہیں اگر خدا تعالےٰ کسی کو توفیق دے تو۔ مگر جب تک خدا کسی کے دل کے دروازے نہ کھولے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ دلوں کے دروازے کھولنا خدا تعالےٰ ہی کا کام ہے۔ اِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اَقَامَ وَاعِظًا فِيْ قَلْبِهٖ۔ جب انسان کے اچھے دن آتے ہیں اور خدا تعالےٰ کو انسان کی درستی اور بہتری منظور ہوتی ہے تو خدا انسان کے دل میں ہی ایک واعظ کھڑا کر دیتا ہے۔ اور جب تک خود انسان کے اندر ہی واعظ پیدا نہ ہو۔ تب تک بیرونی وعظوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔‘‘ (ملفوظات جلد10 صفحہ 313-314)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 ستمبر 2021ء)

۞۞۞۞

﴿115﴾

ایک تصحیح

مضمون نگار اپنے مضامین میں آیت قرآنی کا حوالہ ترجمہ کے ساتھ دیتے ہیں جو درست نہیں۔ حوالہ آیتِ قرآنی کے ساتھ آنا چاہیئے اور الفضل آن لائن کے فارمیٹ میں حوالہ یوں دیا جاتا ہے۔(البقرہ:21)

نیز بعض دوست ترجمہ آیت قرآنی پر Inverted comma ڈال دیتے ہیں۔ یہ بھی درست نہیں۔ہاں ترجمہ اگر کسی جگہ سے لیا گیا ہو تو اس کا حوالہ نیچے دیا جا سکتا ہے جیسے ترجمہ از تفسیر صغیر یا ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ۔ اسی طرح اگر دو سے زائد آیات یا صفحات کا حوالہ دینا مقصود ہو تو چھوٹا فگر (ہندسہ) دائیں طرف آئے گا جیسے (البقرہ: 17۔20) نہ کہ (البقرہ: 20۔17)۔ اور کتاب کا حوالہ یوں دیں۔(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 150۔153) نہ کہ (153-150) کیونکہ اردو رسم الخط میں آپ دائیں طرف سے عبارت کو پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ جزاکم اللہ خیرا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 ستمبر 2021ء)

﴾116﴿

لوگ کیا کہیں گے؟

بد رسوم کی طرف جانے کا بہانہ

ایک دفعہ خاکسار نے ایک احمدی باعلم اور صاحبِ قلم شاعر و ادیب خاتون سے رسومات اور بدعات کے حوالے سے ایک تحریر لکھنے کی درخواست کی تو انہوں نے حوالوں سے آراستہ ایک مختصر سا کتابچہ بعنوان ''لوگ کیا کہیں گے؟'' تحریر کر کے مجھے پڑھنے کو دیا۔ آغاز میں تو مجھے یہ عنوان عجیب سا محسوس ہوا کہ کہا کیا تھا اور لکھ کر کیا لے آئی ہیں؟ گویا سوال گندم جواب چنا والی بات ہوگئی ۔ لیکن جب میں نے مضمون پڑھنا شروع کیا تو دل میں اُترتا گیا اور عنوان کی اہمیت وافادیت بڑھتی چلی گئی۔ اس سارے مضمون کا لُب لباب یہ تھا کہ ہم میں سے اکثر لوگ رسومات اور بدعات کو اس لئے اپناتے اور بجالاتے ہیں کہ اگر ہم نے ان کو نہ اپنایا اور شادی بیاہ کے مواقع پر ان پر عمل نہ کیا تو ''لوگ کیا کہیں گے؟'' معاشرے میں ہماری عزت دو کوڑی کی نہیں رہے گی۔ اپنی عزت بچاتے بچاتے اور صرف اپنی موم کی ناک اونچی رکھنے کے لئے ایسا کر جاتے ہیں۔ پھر اس نام سے یہ کتابچہ شائع بھی ہوگیا۔ فَجَزَاھَا اللّٰہُ خَیْرًا۔

اب میرے ایک قابلِ احترام دوست ''ابن منور'' نے از راہ تفنن ایک عبارت مجھے بھجوائی جو کسی قبر کے ایک کتبہ پر لکھی ہوئی تھی۔ عبارت یوں ہے ''ساری زندگی اسی فکر میں گزر جاتی ہے کہ لوگ کیا کہیں گے؟ آخر میں لوگ صرف اتنا ہی کہتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ''

در اصل کتبہ پر لکھے ان الفاظ میں انسان کی اصلیت اور آخری انجام بیان ہوا ہے۔ انسان کی تو اوقات ہی یہ ہے کہ وہ جب پیدا ہوا تو کپڑوں کے بغیر تھا اور وفات کے بعد بھی صرف اَن سلے دو کپڑوں میں واپسی کی راہ لیتا ہے، اس کا ساز و سامان، اس کا زر و دولت، اس کی جائید اد اور مال و

متاع کسی کام نہیں آتا۔ ہاں اگر کام آئیں گے تو اس کے اعمال و اخلاق۔ اگر اچھے ہوئے تو جنت میں لے جائیں گے اور اگر بُرے ہوئے تو بغرض علاج جہنم کے ہسپتال میں داخل کر دیا جائے گا۔

اس میں یہ سبق ہے کہ امیر و غریب، اچھے اور بُرے عمل والے کی آخری آرام گاہ یہی دو گز لمبی اور ایک گز چوڑی قبر ہے۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنا انجام سنوارنے کے لئے اعمالِ صالحہ بجالانے چاہئیں اور غیر اسلامی رسومات اور ہندوانہ بدعات سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ جو آخر کار شرک کی طرف لے جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اصل بات یہ ہے کہ جبتک اللہ تعالیٰ کسی کی آنکھ نہ کھولے آنکھ کُھلتی نہیں۔ ان لوگوں نے دین صرف چند رُسوم کا نام سمجھ رکھا ہے حالانکہ دین رُسوم کا نام نہیں ہے۔ ایک زمانہ وہ ہوتا ہے جبکہ یہ باتیں محض رسم اور عادت کے طور پر سمجھی جاتی ہیں۔ یہ لوگ اسی قسم کے ہو رہے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جن کو نماز اور روزہ سکھایا گیا تھا ان کا اَور مذاق تھا وہ حقیقت کو لیتے تھے اور اسی لئے جلد مستفیض ہوتے تھے۔ پھر مدت کے بعد وہی نماز اور روزہ جو اعلیٰ درجہ کی طہارت اور خدارسی کا ذریعہ تھا ایک رسم اور عادت سمجھا گیا۔ پس اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اصل امر دین کو جو مغز ہے تلاش کرے۔

یاد رکھو! انسان کو اللہ تعالیٰ نے تعبّدِ ابدی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس لئے اس کو چاہیئے کہ اسی میں لگا رہے۔ اس جہان کی جس قدر چیزیں ہیں۔ بیوی، بچّے، احباب، رشتہ دار، مال و دولت اور ہر قسم کے املاک ان کا تعلق اسی جہان تک ہے۔ اس جہان کو چھوڑنے کے ساتھ ہی یہ سارے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ ہے اور اس جہان میں بھی اور اس جہان میں بھی اس کی ضرورت ہے اس لئے سچا تعلق اسی کے ساتھ ہونا چاہیئے کیونکہ نجات ابدی اسی کے ساتھ وابستہ ہے جو خدا تعالیٰ کی معرفت، محبت اور صدق، وفاداری کے تعلق پیدا کرنے سے ملتی ہے۔ یہاں تک تو سب مذاہب متفق ہیں وہ نجات کا یہی ذریعہ سمجھتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ باتیں حاصل کیونکر

ہوں؟ یہی وہ مقام ہے جہاں سے مذاہب کا تفرقہ شروع ہوتا ہے۔ اب جس مذہب نے حصول نجات کے عمدہ وسائل پیدا کئے ہیں اور جو مذہب تاثیر اور جذب اور کشش اپنے اندر رکھتا ہے وہ سچا ہے لیکن جس مذہب کے اندر وہ تاثیر اور جذب نہیں جس کی عملی تاثیروں کا کوئی نمونہ پایا نہیں جاتا وہ خواہ خدا تعالیٰ کو واحد ہی کہے لیکن جھوٹا ہے۔ یہ توحید اس کی محض قال کے رنگ میں ہے حالی کیفیت اس میں پائی نہیں جاتی۔ حالی کیفیت تو اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ غیر کا وجود بالکل نابود ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنے والا ہو۔ اسی سے ہر ایک امید و خوف ہو۔ جب تک یہ بات عملی طور پر پیدا نہ ہو نِرے قال سے کچھ نہیں بنتا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو واحد سمجھتا ہے پھر دوسرے سے بھی تعلق رکھتا ہے تو توحید کہاں رہی؟ یا خدا تعالیٰ کو رازق مانتا ہے مگر کسی دوسرے پر بھی بھروسہ کرتا ہے یا دوسرے سے محبت کرتا ہے یا کسی سے امید اور خوف رکھتا ہے تو اس نے واحد کہاں مانا؟ غرض ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ کو واحد ماننے سے توحید حقیقی متحقق ہوتی ہے مگر یہ اپنے اختیار میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی ہستی پر کامل یقین سے پیدا ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد7 صفحہ 448-449 ایڈیشن 1984ء)

پھر فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ یعنی اگر تم شکریہ ادا کرو اور ایمان لاؤ تو خدا نے تمہیں عذاب کر کے کیا لینا ہے۔ یہ تمہارے بداعمال ہی تم کو عذاب میں گراتے ہیں۔“ (ملفوظات جلد9 صفحہ 226 ایڈیشن 1984ء)

پھر فرمایا:

”یہ بھی ان لوگوں کی غلطی ہے جو کہتے ہیں کہ ہم نماز روزہ ادا کرتے ہیں اور تمام اعمالِ حسنہ بجالاتے ہیں، ہمیں کیا ضرورت ہے؟ یہ نہیں جانتے کہ اعمالِ حسنہ کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے۔ ہر قسم کے شرک انفسی آفاقی کا نکالنا، خلوص لذّت اور احسان کے ساتھ عبادت بجالانا یہ کوئی اختیاری بات نہیں ہے۔ اس کے واسطے آنحضرت ﷺ کی پیروی نہایت ہی

ضروری ہے۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ کے محبوب بن جائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ نیک اعمال کی توفیق فضلِ الٰہی پر موقوف ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نہ ہو اندر کی آلودگیاں دور نہیں ہو سکتیں۔ جب کوئی شخص نہایت درجہ کے صدق اور اخلاص کو اختیار کرتا ہے تو ایک طاقت آسمانی اس کے واسطے نازل ہوتی ہے۔ اگر انسان سب کچھ خود کر سکتا تو دُعاؤں کی ضرورت نہ ہوتی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے میں اس شخص کو راہ دکھاؤں گا جو میری راہ میں مجاہدہ کرے۔ یہ ایک باریک رمز ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم سب اندھے ہو مگر وہ جس کو خدا آنکھیں دے۔ اور تم سب مُردے ہو مگر وہ جس کو خدا تعالےٰ زندگی دے۔" (ملفوظات جلد 8 صفحہ 201-202 ایڈیشن 1984ء)

عمل میں بدی کی آمیزش نہ ہو۔ کے حوالہ سے فرمایا۔

"اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا (پ16 رکوع 3) عمل صالح سے یہاں یہ مراد ہے کہ اس میں کسی قسم کی بدی کی آمیزش نہ ہو۔ صلاحیت ہی صلاحیت ہو۔ نہ عُجب ہو۔ نہ کبر ہو۔ نہ نخوت ہو۔ نہ تکبر ہو۔ نہ نفسانی اغراض کا حصّہ ہو۔ نہ رو بخلق ہو۔ حتّٰی کہ دوزخ اور بہشت کی خواہش بھی نہ ہو۔ صرف خدا تعالےٰ کی محبت سے وہ عمل صادر ہو۔" (ملفوظات جلد 8 صفحہ 107 ایڈیشن 1984ء)

پھر فرمایا:

"کہتے ہیں کہ کوئی محدِّث وعظ کرتا تھا۔ ایک صُوفی نے بھی سُنا اور اس کو کہا کہ محدِّث صاحب زکوٰۃ بھی دیا کرو۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو مال ہی نہیں۔ زکوٰۃ کس چیز کی دُوں؟ صُوفی بولا۔ چالیس حدیثیں لوگوں کو سُنایا کرو تو ایک پر آپ بھی عمل کر لیا کرو۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 107 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام صوفیوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ صاحبِ حال (یعنی عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ ناقل) صاحبِ قال نہیں۔

نیز فرمایا:

”صوفی تو ایسے ہیں جیسے ہر وقت کوئی مرنے کو تیار رہتا ہے۔ ان کی کتابوں کو پڑھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ ان سے خوشبو آتی ہے کہ وہ صاحبِ حال ہیں صاحبِ قال نہیں۔ اگر فراستِ صحیحہ ہو تو انسان ان باتوں کو سمجھ لیتا ہے۔ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فتوح الغیب بڑی ہی عمدہ کتاب ہے۔ میں نے اس کو کئی مرتبہ پڑھا ہے۔ بدعات سے پاک ہے۔ بعض کتابیں صوفیوں کی اس قسم کی بھی ہیں کہ ان میں بدعات بھی داخل ہو گئی ہیں۔ لیکن یہ کتاب بہت ہی عمدہ ہے۔ فقیروں میں بھی ایک آفت پڑی ہے یعنی بعض فقیر تو ہوئے مگر وحدت وجودی ہو گئے اور خود ہی خدا بن بیٹھے۔“ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 52 ایڈیشن 1984ء)

ایک موقع پر فرماتے ہیں:

”قول اور عمل کی مثال دانہ کی ہے۔ اگر کسی کو ایک دانہ دیا جاوے اور وہ اسے لیجا کر رکھ چھوڑے اور استعمال نہ کرے تو آخر اُسے پڑے پڑے گھن لگ جاوے گا۔ ایسے ہی اگر قول ہو اور اس پر عمل نہ ہو تو آہستہ آہستہ وہ قول بھی نہ رہے گا۔ اس لئے اعمال کی طرف سبقت کرنی چاہیئے۔“ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 117 ایڈیشن 1984ء)

پس آج ضرورت اس امر کی ہے کہ روز مرہ زندگی گزارنے کے لئے جو بھی عمل ہم کریں۔ اس وقت ہمیں اسلامی تعلیم مد نظر رکھنی چاہیئے اور یہ خیال رہے کہ اگر ہمارا فعل اسلامی تعلیم کے خلاف ہو تو فوراً یہ ذہن میں آئے کہ خدا کیا کہے گا؟ نہ یہ کہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہم غیر دینی رسومات اور بدعات کی طرف بھاگیں اور ان پر صرف اس لئے عمل کریں کہ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو لوگ کیا کہیں گے؟

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درج ذیل توقع پر پورا اُتریں۔

آپؑ فرماتے ہیں:

”ہماری جماعت میں عمدہ اور اعلیٰ درجہ کے نیک چال چلن کے لوگ ہیں۔ اور وہ سب حسنہ صفات سے متصف ہیں۔“ (ملفوظات جلد4 صفحہ 163 ایڈیشن 2016ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی تعلیم کی صفات حسنہ سے متصف فرمائے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 ستمبر 2021ء)

﴿117﴾

مہدی اہل قلم میں سے ہو گا
ہم میں سے ہر ایک کو اپنی قلموں کو حرکت دینی ہو گی

دُنیا بھر سے قارئین روزنامہ الفضل آن لائن، مختلف عناوین پر بہت دلچسپ اقتباس یا مواد بھجوا کر اداریہ لکھنے کی تجویز یا مشورہ دیتے رہتے ہیں۔ گزشتہ دنوں محترمہ امۃ الباری ناصر نے امریکہ سے اردو کے معروف اور صاحبِ طرز ادیب خواجہ حسن نظامی کا ایک اقتباس بھجوایا جس میں وہ لکھتے ہیں:

’’میں سات برس کا تھا۔ دیکھا طاق میں چوڑیاں رکھی ہیں۔ مَیں نے چند چوڑیاں اُتار کر ہاتھوں میں پہن لیں۔ والدہ نے دیکھا تو خفا ہوئیں، دوڑیں اور فرمایا۔ اُتار چوڑیاں۔ نہیں تو امام مہدی کے ساتھ جہاد کرنے میں تلوار نہیں اُٹھ سکے گی۔ میں نے فوراً چوڑیاں اُتار ڈالیں۔ اور ماں سے پوچھا۔

امام مہدی کون ہیں؟

اور جہاد کیا ہے؟

فرمایا:۔ آخر زمانہ میں امام مہدیؑ ظاہر ہوں گے اور مسلمانوں کے دشمنوں سے لڑیں گے۔ اس وقت ہر مسلمان ان کے ساتھ ہو کر تلوار اُٹھا کر جہاد کرے گا۔ جہاد دین کی لڑائی کو کہتے ہیں۔

اس واقعہ کے بعد مجھ کو چوڑیوں سے اس قدر عداوت ہو گئی کہ جس کی چوڑیاں دیکھتا ان کو توڑنے کو دوڑتا کیونکہ مجھے یقین تھا کہ چوڑیاں بہت بُری چیز ہوتی ہیں۔ اور ان کے سبب سے آدمی

امام مہدی کے ساتھ جہاد نہیں کر سکتا۔ امام مہدی سے تعلق بھی اسی عمر سے پیدا ہوا۔ جب اور قسم کا تعلق تھا۔ اب اس کی اور کیفیت ہے مگر تعلق جب بھی تھا اب بھی ہے۔

(آپ بیتی از خواجہ حسن نظامی صفحہ 41)

سابقہ کتب میں مسیح اور مہدی علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ تلوار کا ذکر عام ملتا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہودؑ نے اس سے قلم کی تلوار مراد لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ''سلطان القلم'' کے لقب سے نوازا اور حضور علیہ السلام خود لوہے کی قلم لکھنے کے لئے استعمال فرماتے تھے۔ جس پر خاکسار کا ایک کالم روزنامہ الفضل کی زینت بن چکا ہے۔ ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی صفات بیان کرتے ہوئے'' أُولِي الْأَيْدِيْ ''یعنی ہاتھوں والے لکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں ہاتھوں سے کام لینے والوں کو قلم سے کام لینے والے قرار دیا ہے۔ یہ اس سلسلہ میں خاکسار کی تیسری بلکہ چوتھی تحریر ہے تا قارئین الفضل حضرت سلطان القلمؑ کا سپاہی بن کر اسلام اور احمدیت کے دفاع اور احمدیوں کی تعلیم و تربیت میں تحریرات لکھ سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک تحریر میں ایک انگریز کے مضمون کا ذکر فرمایا ہے جس میں اس انگریز نے لکھا ہے:

''مَیں اس مہدی کے متعلق اپنی ذاتی رائے یہ رکھتا ہوں کہ **وہ اہل قلم میں سے ہو گا** اور اسی زبردست آلہ کے ذریعہ سے اقوام عالم کے دلوں میں تخم یگانگت بو سکے گا''

(پیسہ اخبار 22 مئی 1908ء از ملفوظات جلد دہم صفحہ 445)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے:

''دیکھو! مہدی کے بارے میں آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے خود فرمایا ہے کہ۔ يَضَعُ الْحَرْبَ وہ جنگ کا خاتمہ کر دے گا۔ اور وہ جنگ ایک علمی جنگ ہو گی۔ قلم تلوار کا کام کرے گا اور اسرارِ روحانی، برکاتِ سماوی اور نشاناتِ اقتداری سے دنیا کو فتح کیا جاوے گا اور تازہ بتازہ غیبی پیشگوئیوں اور تائیدات خدائی سے سچے مذہب کو ممتاز کر کے دکھایا جاوے گا۔'' (ملفوظات جلد دہم صفحہ 311)

ایک اور جگہ آپؑ اسی مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں:

”اس (مہدی و مسیح۔ناقل) کے متعلق کہیں نہیں لکھا کہ وہ لڑائیاں کرے گا بلکہ بخاری میں جو اَصَحُّ الْکِتَابِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ ہے صاف لکھا ہے یَضَعُ الْحَرْبَ یعنی اس کے وقت میں مذہبی لڑائیاں نہ ہوں گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب حرب کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے مخالف ہمارے ساتھ جنگ نہیں کرتے۔ وہ تو قلم کے ساتھ اعتراض کرتے ہیں۔ پس یہ کیسی کمزوری ہوتی کہ قلم کا جواب قلم سے نہ دیا جاتا بلکہ اس کے لئے ہتھیار استعمال ہوتے۔ ایسی صورت میں جبکہ قلم کے حملے ہو رہے ہیں ہمارا یہی فرض ہے کہ قلم کے ساتھ اُن کو روکیں۔“

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 112-113)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 3 ستمبر 1901ء کو ایک رؤیا دیکھی کہ اللہ تعالیٰ کا دربار ہے اور ایک مجمع ہے اور اس میں تلواروں کا ذکر ہو رہا ہے تو میں نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہا کہ سب سے بہتر اور تیز تر وہ تلوار ہے جو تیری تلوار میرے پاس ہے...... تلوار سے مراد یہی حربہ ہے جو کہ ہم اس وقت اپنے مخالفوں پر چلا رہے ہیں جو آسمانی حربہ ہے۔“(ملفوظات جلد دوم صفحہ 277)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اقتداء میں بہت سے اَجل صحابہؓ قلم سے کام لیتے رہے۔ آپؑ حضرت مولوی عبد الکریمؓ کے متعلق فرماتے ہیں:

”اسلام پر جو اندرونی بیرونی حملے پڑتے تھے ان کے دفاع میں (آپ نے۔ناقل) عمر بسر کر دی باوجود اس قدر بیماری اور ضعف کے ہمیشہ ان کی قلم چلتی رہتی تھی۔ ان کے متعلق ایک خاص الہام بھی تھا۔ مسلمانوں کا لیڈر“ (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 365)

ایک اور جگہ پر آپؑ کی تحریرات اور آپ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”مولوی عبد الکریم کی قلم ہمیشہ چلتی رہتی تھی۔ مولوی برہان الدین فوت ہو گئے اب قائمقام کوئی نہیں۔ جو عمر رسیدہ ہیں ان کو بھی فوت شدہ سمجھیے۔“ (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 283)

درج بالا ارشاد کی روشنی میں ہمیں قلم ہاتھ میں لے کر اپنی راہیں متعین کر لینی چاہئیں اور اپنے علم و ادب میں ترقی کر کے، اس کے لئے تن من دھن اور سب کچھ لگا دینا چاہئے کہ یہی وقت کا تقاضا بلکہ وقت کی آواز ہے۔ ہمارے قارئین میں سے وہ احباب وخواتین جو اپنے جذبات اور علم و عمل کے رموز کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کا ذرا سا بھی شوق، قوت اور ملکہ رکھتے ہیں، انہیں چاہئے کہ جماعتی علم کلام کے تحت رہتے ہوئے ایک نئے انداز کی طرز تحریر ایجاد کریں، جو عبارت کی سادگی اور جذبات کی فراوانی کا مظہر ہو۔ ایسی تحریرات لکھ کر ہمیں بھیجیں جو مقبول عام کا درجہ حاصل کریں، تو وہ حضرت سلطان القلمؑ کے سپاہی بننے کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔

بہت سے قلمکار اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ عمر رسیدہ بھی فوت شدہ ہی ہیں۔ ان کی جگہ لینے کے لئے نوجوان قلمکاروں کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی قلموں کو حرکت دینی ہوگی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ قلم اور دوسروں سے جلن ہمیں اپنی قسمت لکھنے نہیں دیتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ بیمار ہو گئے، جب صحت ہوئی تو قلم میں قوت آ گئی۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”اول تو بوجہ علالت کے فارغ نشینی رہی۔ اب خدا تعالیٰ نے کچھ صحت عطا فرمائی ہے تو قلم میں بھی قوت آ گئی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ صحت رکھے تو فارغ نشینی اچھی نہیں ہے۔ بندہ اگر خدمت ہی کرتا رہے تو خوب ہے“ (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 319)

اس ضمن میں 335 عناوین پر مشتمل ایک فہرست 11 ستمبر 2021ء کے شمارہ کی زینت بنی ہے۔ جن پر قلم آزمائی کی جاسکتی ہے۔ کان اللہ معکم وایدکم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 اکتوبر 2021ء)

《118》

قرآن کریم نصائح سے لبریز ہے
اس کے چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالنا نہیں چاہئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''جب ایک حیات بخش چشمہ (دعا اور قبولیت دُعا۔ ناقل) موجود ہے اور ہر وقت اس میں سے پانی پی سکتا ہے۔ پھر اگر کوئی اس سے سیراب نہیں ہوتا ہے تو خود طالب موت اور تشنہ ہلاکت ہے۔ اس صورت میں تو چاہیے کہ اس پر منہ رکھ دے اور خوب سیراب ہو کر پانی پی لیوے۔ **یہ میری نصیحت ہے جس کو میں ساری نصائح قرآنی کا مغز سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف کے 30 سپارے ہیں اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں۔** لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت کون سی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر پُورا عملدرآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت دُعا ہے۔ دُعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔'' (ملفوظات جلد 7 صفحہ 193 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس بابرکت ارشاد میں تمام نصائح قرآنی کا مغز اور کلید دُعا کو قرار دیا ہے۔ اس پُر معارف اور خوبصورت موضوع پر جتنے بھی آرٹیکلز اور اداریے لکھے جائیں کم ہیں۔ خاکسار نے بھی اس اہم موضوع پر کئی بار قلم اٹھایا ہے اور مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں آئندہ بھی اس پر لکھنے کی اللہ تعالیٰ سے توفیق پانے کا طلبگار رہے۔ لیکن آج اس ارشاد میں بیان الفاظ **''قرآن شریف کے 30 سپارے ہیں وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں''** پر کچھ گزارشات محترم قارئین سے کرنی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں قرآن کے 700 سے زائد احکام کا ذکر فرمایا ہے اور بعض جگہوں پر 1200 احکام لکھے ہیں۔ اور کشتی نوح میں

فرمایا ہے کہ ”جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے۔ وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔“ (کشتی نوح)

ہمارے پیارے آقا سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک جگہ فرماتے ہیں:

”قرآن کریم کے تمام حکموں پر عمل کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔“

نیز حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”انسان کو ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہیے کہ میرا مقصد اور میرا کام صرف یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اُس کے احکامات پر عمل کرنا ہے اور اس کے بے شمار احکامات ہیں۔ ایک درجے کا آپ کو کس طرح پتہ چل سکتا ہے؟ پہلے قرآن کریم سے تلاش کریں۔ قرآن کریم کے 700 حکم ہیں یا بعض جگہ پر 1200 بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ تو کیا ان 700 یا 1200 حکموں پر عمل کر لیا ہے؟ کیا ان کی تلاش کر لی ہے؟ جب ان حکموں کی تلاش کر لی ہے اور ان پر عمل کر لیا ہے تو پھر اگلی بات آپ کریں کہ کیا اب میں کوئی اور درجہ دیکھوں گا تو پھر خدا تعالیٰ خود وہ درجہ عطا فرماتا ہے۔ انسان کی کوششوں سے عطا نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے ایک مومن کا کام یہ ہے کہ...... اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔“

یہ سات سو احکامِ قرآنی دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی نصائح ہی ہیں۔ جن سے قرآن لبریز ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضور ﷺ کی سیرت و شمائل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ

یعنی آپ ﷺ کے اخلاق و شمائل قرآن کے عین مطابق ہیں۔

ذرا دربارِ نبوی ﷺ کے ماحول کو ذہن میں اُجاگر کریں۔ ہمارے آقاؐ اپنے جانثاروں میں رونق افروز ہوتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے احکام کے بارے میں فرماتے اور

صحابہؓ بھی اسی تگ ودو میں رہتے تھے کہ انہیں کسی حکم کی اطلاع ہو تو وہ اس پر عمل کریں۔ بعض صحابہؓ نے تو ایسے احکامِ قرآنی کی فہرستیں بنا رکھی تھیں، یعنی ایک فہرست ایسی جن پر عمل کر چکے اور دوسری جن پر عمل کرنا ابھی باقی تھا۔

ایک مہاجر صحابیؓ نے قرآنی احکام کی فہرست تیار کر رکھی تھی اور اُن کی کوشش رہتی تھی کہ کوئی ایسا حکم قرآن کا نہ رہ جائے جس پر وہ عمل پیرا نہ ہوں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ قرآنی حکم ”اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو“ پر تعمیل کی غرض سے، میں ساری عمر کوشاں رہا۔ مدینہ کے ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ کوئی مجھے کہہ دے کہ میں اِس وقت ملاقات نہیں کرنا چاہتا، تم واپس لوٹ جاؤ تو میں واپس لوٹ آؤں۔ مگر مجھے ایسی آواز سنائی نہ دی اور یہ حکم بغیر عمل کے رہ گیا۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن از ابو جعفر محمد بن جریر الطبری جلد 18 زیرِ آیت سورۃ النور:28)

اس واقعہ میں صحابہؓ کی شخصیت کے دو کردار بیان ہوئے ہیں۔

1۔ صحابہؓ کا احکام پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ۔

2۔ صحابہؓ کا با اخلاق ہونا کہ اپنے گھر آنے والے کسی مہمان کو ملنے سے انکار نہ فرماتے تھے۔ (700 احکام خداوندی، از حنیف محمود صفحہ 37)

یہی کیفیت آج کے دورِ اُخروی میں جماعت احمدیہ کے مخلصین کی ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ احادیث کے مطابق مسیح و مہدیؑ کے ماننے والے ہر قرآنی حکم و اسلامی تعلیم پر اُسی طرح عمل پیرا ہونے کی پوری کوشش کرتے ہیں، جس طرح صحابہ رسول ﷺ نے عمل کیا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

صحابہؓ مسیح موعود علیہ السلام اور بزرگان و مخلصینِ جماعت نے بھی اپنے اپنے قرآن کریم کے نسخوں پر احکامِ الٰہی کے نشان لگا رکھے تھے۔ جن پر وہ عمل بھی کرتے تھے۔ ان میں حضرت حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ ایک تھے۔ احباب جماعت کی آسانی اور سہولت کے لئے بعض مصنفین نے احکام قرآن کو اکٹھا بھی کیا تا آسانی سے تعمیل ہو سکے۔ ان میں سے ایک نے 700 احکام

خداوندی کے نام سے 614 صفحات پر مشتمل ضخیم کتاب میں تمام احکام کو جمع کیا ہے جو جماعت کی مرکزی ویب سائٹ https://www.alislam.org/ پر دیکھی اور پڑھی جاسکتی ہے۔

اس تحقیقی اور علمی کتاب کے تعارف میں مصنف بیان کرتے ہیں: ”قرآن کریم تو ایک سمندر ہے جس کی تہہ میں بڑے بڑے نایاب اور بے بہا گوہر پوشیدہ ہیں، جن کے حصول کے لئے غوطہ لگانے کی ضرورت ہوتی ہے اور ہر کوئی اپنے ظرف کے مطابق حصہ پاتا ہے“

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم میں سے ہر احمدی کو ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ”قرآن شریف کے 30 سپارے ہیں اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں“ کے مطابق احکامِ الٰہی پر نگاہ رکھنی چاہئے۔ صحابہؓ کی طرح ہر حکم پر تعمیل کی کوشش کرنی چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”انسان کو چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی زندگی کا ہر روز مطالعہ کرتا رہے۔“ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 185 ایڈیشن 1984ء)

آنحضور ﷺ کو تو قرآن کریم سے بہت پیار تھا، محبت تھی اور عشق تھا۔ آپؐ خود بھی میٹھے لحن میں تلاوت فرماتے اور دوسروں سے خوش الحانی سے قرآن کریم سنا کرتے تھے۔ حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول خداؐ نے مجھے فرمایا کہ مجھے قرآن کریم سناؤ۔ میں نے عرض کی کہ حضورؐ! آپؐ پر قرآن نازل ہوا اور میں آپؐ کو قرآن سناؤں۔ آپؐ نے فرمایا۔ دوسرے سے قرآن سننا مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ (صحیح بخاری، باب حسن الصوت بالقراءۃ)

پھر ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا:

جس نے خوش الحانی سے اور سنوار کر قرآن نہ پڑھا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الصّلوٰۃ)

پھر فرمایا:

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ (صحیح بخاری، کتاب الفضائل)

کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھتا بھی ہے اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو احسن رنگ میں یوں بیان فرمایا:

”احکام الٰہی کا بجالانا تو ایک بیج کی طرح ہوتا ہے جس کا اثر رُوح اور وجود دونوں پر پڑتا ہے۔ایک شخص جو کھیت کی آبپاشی کرتا اور بڑی محنت سے اس میں بیج بوتا ہے اگر ایک دوماہ تک اس میں انگوری نہ نکلے تو ماننا پڑتا ہے کہ بیج خراب ہے۔ یہی حال عبادات کا ہے۔ اگر ایک شخص خدا کو وحدہ لاشریک سمجھتا ہے، نمازیں پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے اور بظاہر نظر احکام الٰہی کو حتی الوسع بجا لاتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی خاص مدد اس کے شاملِ حال نہیں ہوتی تو ماننا پڑتا ہے کہ جو بیج وہ بو رہا ہے وہی خراب ہے۔ یہی نمازیں تھیں جن کو پڑھنے سے بہت سے لوگ قطب اور ابدال بن گئے۔“ (ملفوظات جلد دہم صفحہ 43 ایڈیشن 1984ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی زندگیوں کے مطابق قرآن کریم سے پیار کرنے والا بنائے اور اس کے احکام و نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 اکتوبر 2021ء)

《119》

راستی اور صداقت کو اختیار کرنے کا راستہ
”قائل کی بجائے قول کی طرف دیکھو“ (حضرت مسیح موعودؑ)

ہمارے آقا و مولیٰ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے:

كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَآلَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُمَا وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا (جامع ترمذی)

ترجمہ: حکمت اور دانائی کی بات تو مومن کی اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز ہوتی ہے۔ اسے چاہئے کہ جہاں بھی اسے پائے، لے لے کیونکہ وہی اس کا بہتر حقدار ہے۔

خاکسار نے کچھ عرصہ قبل دو آرٹیکلز یکے بعد دیگرے استاد اور شاگرد کے تعلق میں لکھے تھے جو روزنامہ الفضل آن لائن کی زینت بنے تھے۔ ان میں خاکسار نے بتایا تھا کہ ایک تو شاگردی درسی نظام کے تحت اسکولز، کالجز، یونیورسٹیز اور مدرسوں کے ذریعہ حصّہ میں آتی ہے۔ لیکن استاد اور شاگرد کا ایک تعلق اور رشتہ ہم اپنے گھروں اور اپنے ماحول میں اس وقت قائم کرتے ہیں جب ہم گھروں میں اپنے بچوں، نونہالوں سے روزانہ ہی سیکھتے ہیں۔ بچے بالخصوص آج کے واقفینِ نو بچے کچھ انجانے میں اور معصومیت میں اپنے بڑوں کو اپنے فعل سے ایسے سبق دے جاتے ہیں جس کی وجہ سے بڑے شاگرد بن جاتے ہیں۔ ان پر مندرجہ بالا حدیث دو اور دو، چار کی طرح لاگو ہوتی ہے۔ یہی کیفیت معاشرے میں آئے روز دیکھنے کو ملتی ہے۔ اگر انسانوں کے آپس کے اس تعلق کو بغور دیکھا جائے تو ایک بندہ ایک وقت میں استاد ہوتا ہے اور دوسرے وقت میں وہ شاگرد بھی بن جاتا ہے۔ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ ایک وقت میں شاگرد اور دوسرے میں استاد ہوتا ہے۔ اگر اس رشتہ کو بروقت بروئے کار رکھا جائے تو آپس کے تعلقات مؤدب ہو جائیں۔

حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے قمر الانبیاء اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"ہمارے آقا (فِدَاہُ نَفْسِیْ) صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علم و حکمت کی بات مومن کی اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ اسے چاہئے کہ جہاں بھی اسے پائے، لے لے اور اپنے دل و دماغ کی کھڑکیوں کو اس طرح کھول کر رکھے کہ کوئی علمی بات جو اس کے سامنے آتی ہے۔ اس کے دل و دماغ کے خزانے میں داخل ہونے سے باہر نہ رہے۔ یہ وہ علم کی وسعت ہے جس کی طرف یہ حدیث اشارہ کر رہی ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اگر انسان کے دل و دماغ کی کھڑکیاں کھلی ہوں تو بسا اوقات ایک عالم انسان ایک بچہ سے بھی علم حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بچے کو بارش اور کیچڑ میں بھاگتے ہوئے دیکھا اور اسے آواز دی کہ میاں بچے! ذرا سنبھل کر چلو تا ایسا نہ ہو کہ گر جاؤ۔ بچے نے گھوم کر جواب دیا۔ امام صاحب! آپ اپنی فکر کریں کیونکہ میں تو ایک معمولی بچہ ہوں۔ اگر میں گرا تو میرے گرنے کا اثر صرف میری ذات تک محدود رہے گا لیکن آپ دین کے امام ہیں اگر آپ پھسلے تو قوم کی خیر نہیں۔ امام صاحب کی طبیعت بڑی نکتہ شناس تھی فوراً فرمایا کہ "اس بچہ نے تو آج مجھے بڑا قیمتی سبق دیا ہے۔"

(چالیس جواہر پارے صفحہ 146 از نشر و اشاعت قادیان)

ہم اپنے معاشرہ میں دیکھتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے ساتھ تعصب، نفرت یا حسد ہو تو ہم کہتے ہیں کیا سننا ہے اس کو؟ حالانکہ بعض اوقات بہت اچھی اور حکمت و دانائی کی باتیں اس سے مل سکتی ہیں۔ لہٰذا اگر ہم نے اپنے آپ کو اسلامی تعلیم کا لبادہ پہنانا ہے اور لازماً پہنانا ہے تو ہم میں ہر ایک پر لازم ہے کہ حکمت و دانائی کی بات جہاں سے بھی ملے اسے لے لینی چاہیے اور اپنی زندگی پر اسے لاگو کرنا چاہئے۔ حضرت علیؓ نے بھی فرمایا ہے:

لَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ وَانْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ (شرح کلمات علی بن طالب صفحہ 12)

یعنی جو شخص کچھ کہہ رہا ہے اس کی طرف نہ دیکھو بلکہ جو کہا جا رہا ہے اس کی طرف دیکھو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اگر ایک آدمی اپنی ہی غرض و منشاء کے لئے کوئی بھلی بات کہے تو اس پر یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے اس لئے اعراض کیا جاوے کہ وہ اپنی کسی ذاتی غرض کی بناء پر کہہ رہا ہے۔ وہ بات جو کہتا ہے وہ تو بجائے خود ایک عمدہ بات ہے۔ نیک دل انسان کو لازم ہے کہ وہ اس بات پر غور کرے جو وہ کہہ رہا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ان اغراض و مقاصد پر بحث کرتا رہے جن کو ملحوظ رکھ کر وعظ کہہ رہا ہے۔ سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ مرد باید کہ گیرو اندر گوش
گر نوشت است پند بر دیوار

(آدمی کو چاہئے کہ کان میں ڈال لے نصیحت اگرچہ دیوار پر لکھی ہو)

یہ بالکل سچی بات ہے کہ قول کی طرف دیکھو۔ قائل کی طرف مت خیال کرو۔ اس طرح پر انسان سچائی کے لینے سے محروم رہ سکتا ہے اور اندر ہی اندر ایک عجب نخوت کا بیج پرورش پا جاتا ہے، کیونکہ اگر یہ صرف سچائی اور صداقت کا طالب ہے تو پھر دوسروں کی عیب شماری سے اس کو کیا غرض؟

واعظ اپنے لئے کوئی ایک بات نکال لے، مگر تم کو اس سے کیا غرض۔ تمہارا مقصود اصلی تو طلب حق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ بے موقع، بے محل، بے ربط بات شروع کر دیتے ہیں اور پند و نصیحت کرتے وقت امور مقتضائے وقت کا ذکر نہیں کرتے اور نہ ان امراض کا لحاظ رکھتے ہیں جن میں مخاطب مبتلا ہوتے ہیں بلکہ اپنے سوال کو ہی مختلف پیرایوں میں بیان کرتے ہیں۔

رسول ﷺ کے طرزِ بیان کو اگر غور سے دیکھتے تو ان کو وعظ کہنے کا بھی ڈھنگ آجاتا۔ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ سب سے بہتر نیکی کیا ہے؟ آپؐ اس کو جواب دیتے ہیں کہ سخاوت۔ دوسرا آکر یہی سوال کرتا ہے تو اس کو جواب ملتا ہے۔ ماں باپ کی خدمت۔ تیسرا آتا ہے۔ اس کو جواب کچھ اور ملتا ہے۔ سوال ایک ہی ہوتا ہے۔ جواب مختلف۔ اکثر

لوگوں نے یہاں پہنچ کر ٹھوکر کھائی ہے اور عیسائیوں نے بھی ایسی حدیثوں پر بڑے بڑے اعتراض کئے ہیں، مگر احمقوں نے رسول کریم ﷺ کے ان مفید اور مبارک طرز جواب پر غور نہیں کیا۔

اس میں سرّ یہی تھا کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس جس قسم کا مریض آتا تھا۔ اس کے حسبِ حال نسخہ شفا بتلا دیتے تھے۔ جس میں مثلاً بخل کی عادت تھی اس کے لئے بہترین نیکی یہی ہو سکتی تھی کہ اس کو ترک کرے، جو ماں باپ کی خدمت نہیں کرتا تھا، بلکہ ان کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش آتا تھا، اس کو اسی قسم کی تعلیم کی ضرورت تھی کہ وہ ماں باپ کی خدمت کرے۔

طبیب کے لئے جیسا ضروری ہے کہ تشخیص عمدہ طور پر کرے۔ اسی طرح وعظ کے منصب کا یہ فرض ہے کہ وعظ و پند سے پہلے ان لوگوں کے امراض کو مدِ نظر رکھے جن میں وہ مبتلا ہیں۔ مگر مشکل تو یہی ہے کہ یہ فراست اور یہ معرفت حقانی واعظ کے سوا دوسرے کو ملتی ہی کم ہے اور یہی وجہ ہے کہ ملک میں باوصفیکہ سینکڑوں، ہزاروں واعظ پھرتے ہیں، لیکن عملی حالت دن بدن پستی کی طرف جا رہی ہے۔ ہر قسم کی اعتقادی، ایمانی، اخلاقی غلطیاں اور کمزوریاں اپنا اثر کرتی جاتی ہیں۔ یہ اس لئے کہ وعظوں میں حقانیت نہیں، روح نہیں۔ یہ سب کچھ ہے۔ مگر میں اس وقت اپنے دوستوں کو یہی بتلانا چاہتا ہوں کہ چونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے دلوں میں طلب حق کی پیاس کو محسوس کیا ہے۔ وہ راستی اور صداقت کے لینے میں مضائقہ نہ کریں۔ گو واعظ مختلف رنگوں اور پیرایوں میں اپنا سوال ہی پیش کرے، مگر تم کو نہیں چاہئے کہ صرف اس ایک وجہ سے اصل حکمت کو چھوڑ دو، کیونکہ جو ان کے سوال کو سن کر ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ وہ بھی تو غلطی پر ہے۔ کیا کسی لعل اور گوہر نایاب کو صرف اس لئے پھینک دیا جا سکتا ہے کہ وہ کسی بدبودار اور میلی کچیلی ٹلی (دھجی کپڑے کی) میں بندھا ہوا ہے؟ ہرگز نہیں۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 506-507 ایڈیشن 2016ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان قیمتی ارشادات اور نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 اکتوبر 2021ء)

﴿121﴾

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور طب

(قسط4)

اَلْقَوْلُ الطَّیِّبُ۔۔ جائے عبرت

مختلف قسم کی بیماریوں کا ذکر تھا۔ فرمایا:

ڈاکٹروں کے واسطے عبرت کے نظاروں سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بہت موقعہ ہوتا ہے۔ قسم قسم کے بیمار آتے ہیں۔ بعض کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ بعض کی ایسی حالت ہوتی ہے کہ شدت بیماری کے سبب لَا مِنَ الْاَحْیَآءِ وَلَا مِنَ الْاَمْوَاتِ۔ نہ زندوں میں داخل نہ مردوں میں۔ لیکن ایسے نظاروں کو کثرت کے ساتھ دیکھنے سے سخت دلی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ضروری بھی ہے کیونکہ نرم دل اور رقیق القلب ایسا کام نہیں کر سکتا کیونکہ سرجری کا کام بہت حوصلے کا کام ہے۔ (ملفوظات جلد دہم صفحہ 4)

علم طبابت ظنّی ہے

علمِ طبابت ظنّی ہے۔ کسی کو کوئی دوا پسند کسی کو کوئی۔ ایک دوا ایک شخص کے لئے مُضِر ہوتی ہے دوسرے کے لئے وہی دوا نافع۔ دوائیوں کا راز اور شفا دینا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کسی کو یہ علم نہیں۔ کل ایک دوائی میں استعمال کرنے لگا تو الہام ہوا ’’خطرناک‘‘ دوائیں اندازہ کرنے پر مطمئن نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ ضرورتوں کو لینا چاہیئے۔ (ملفوظات جلد دہم صفحہ 115)

سفوف بھلاوہ

سفوف بھلاوہ کا ذکر تھا۔ فرمایا:

باہ کے مایوسوں کے واسطے مفید ہے۔ (ملفوظات جلد دہم صفحہ 235)

اونٹ کی سواری

فرمایا:

اونٹ کی سواری بھی محلل ہے۔امراض ذیابیطس سلسل البول کو مفید ہے۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 236)

ڈاکٹروں اور طبیبوں کے لئے جامع نصائح

طاعون اور ہیضہ وغیرہ وباؤں کا ذکر تھا۔فرمایا:

بد قسمت ہے وہ انسان کہ ان بلاؤں سے بچنے کے واسطے سائنس، طبعی یا ڈاکٹروں وغیرہ کی طرف توجہ کر کے سامان تلاش کرتا ہے اور خوش قسمت ہے وہ جو خدا تعالیٰ کی پناہ لیتا ہے...... ہماری جماعت کے ڈاکٹروں سے مَیں چاہتا ہوں کہ ایسے معاملات میں اپنے ہی علوم کو کافی نہ سمجھیں بلکہ خدا کا خانہ بھی خالی رکھیں اور قطعی فیصلے اور یقینی رائے کا اظہار نہ کر دیا کریں کیونکہ اکثر ایسا تجربہ میں آیا ہے کہ بعض ایسے مریض جن کے حق میں ڈاکٹروں نے متفقہ طور سے قطعی اور یقینی حکم موت کا لگا دیا ہوتا ہے ان کے واسطے خدا کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ وہ بچ جاتے ہیں اور بعض ایسے لوگوں کی نسبت جو کہ اچھے بھلے اور بظاہر ڈاکٹروں کے نزدیک ان کی موت کے کوئی آثار نہیں نظر آتے خدا قبل از وقت ان کی موت کی نسبت کسی مومن کو اطلاع دیتا ہے۔اب اگرچہ ڈاکٹروں کے نزدیک اس کا خاتمہ نہیں۔مگر خدا کے نزدیک اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آجاتا ہے۔

علم طب یونانیوں سے مسلمانوں کے ہاتھ آیا مگر مسلمان چونکہ مؤحد اور خدا پرست قوم تھی۔انہوں نے اسی واسطے اپنے نسخوں پر ھُوَالشَّافِی لکھنا شروع کر دیا۔ہم نے اطبّاء کے حالات پڑھے ہیں۔علاج الامراض میں مشکل امر تشخیص کو لکھا ہے۔پس جو شخص تشخیص مرض میں ہی غلطی کرے گا وہ علاج میں بھی غلطی کرے گا کیونکہ بعض امراض ایسے ادق اور باریک ہوتے ہیں کہ انسان ان کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔پس مسلمان اطباء نے ایسی دقتوں کے واسطے لکھا ہے کہ دعاؤں

سے کام لے۔ مریض سے سچی ہمدردی اور اخلاص کی وجہ سے اگر انسان پوری توجہ اور درد دل سے دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر مرض کی اصلیت کھول دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی غیب مخفی نہیں۔ (ملفوظات جلد دہم صفحات 344-345)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 اکتوبر 2021ء)

﴿122﴾

اپنی زندگی کے ہر زاویے میں اعتدال ضروری ہے

"نوٹ از ایڈیٹر: چونکہ خاکسار نے یہ آرٹیکل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک ارشاد "پھر کیا کھائیں، اعتدال ضروری ہے" کی وضاحت اور میانہ روی پر اسلامی تعلیم بیان کرنے کے لئے تحریر کیا تھا۔ اس لئے اس آرٹیکل کو خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی خدمت میں بغرض ملاحظہ، دعا اور اجازت کے لئے بھجوایا تھا۔ پیارے حضور نے خاکسار کے نام خط میں تحریر فرمایا۔ کہ

"ماشاء اللہ آپ نے ان پر بڑی محنت کی ہے اور دونوں (دوسرا مضمون مورخہ 30 اکتوبر کو شائع ہو رہا ہے) کے نفس مضمون کو بیان کرنے کے لئے ایک اچھی کوشش کی ہے۔ اللہ قبول فرمائے۔ اگر آپ ان مضامین کو الفضل میں شائع کرنا چاہتے ہیں تو کرلیں"

ادارہ الفضل آن لائن، قارئین کی دلچسپی اور تعلیم و تربیت کے لئے نت نئے سلسلوں کا آغاز کرتا رہتا ہے۔ گزشتہ دو تین ماہ سے ہم نے آخری صفحہ پر "چھوٹی مگر سبق آموز بات" آویزاں کرنی شروع کی ہے جو قارئین کی پسندیدگی کے باعث مقبول ترین کا درجہ پا رہی ہے۔ قارئین کرام اس کو پڑھتے ہیں اور استفادہ کے لئے اپنے عزیز و اقارب اور دوستوں کو بھجواتے اور اپنے موبائل کے Status پر آویزاں کرتے ہیں۔ نیز اس سے حظ اٹھانے کے بعد خطوط کے ذریعہ ادارہ کی حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ فی الدارین خیرًا کثیرا۔

مورخہ 26 جولائی 2021ء کے شمارہ میں اسی عنوان کے تحت موٹاپے سے بچنے کے لئے "چ" کے حرف سے شروع ہونے والی اشیاء جیسے چپاتی، چاول، چینی، چائے، چکنائی اور چاکلیٹ (ماسوائے کالی چاکلیٹ) سے اجتناب کی بات ہوئی تھی۔ یہ حصّہ ہمارے بہت ہی پیارے امام و رہنما

اور پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پاکیزہ نظروں سے گزرا تو حضور پُرنور کا خاکسار کے نام خط موصول ہوا جس میں اوپر مندرج بات کا حوالہ دے کر حضور نے تحریر فرمایا تھا:

”پھر کیا کھائیں، اعتدال ضروری ہے۔“

اس کالم میں اس وقت اول تو پیارے حضور کا یہ اہم اور ضروری پیغام قارئین تک پہنچانا مقصود ہے اور دوم۔ حضور کے پیغام سے یہ عندیہ ملتا ہے کہ ”چ“ سے شروع ہونے والی چیزیں بند کر دیں تو پھر اور کھانے کے لئے کیا بچ جاتا ہے اس لئے ان کو کھائیں لیکن اعتدال ضروری ہے۔

حضور انور کے ارشاد مبارک سے یہ مطلب بھی لیا جاسکتا ہے کہ صرف کھانے پینے کے حوالے سے اعتدال ہی ضروری نہیں بلکہ زندگی کے تمام معمولات میں میانہ روی لازمی ہے۔ میانہ روی پر ایک کالم الفضل آن لائن کی زینت اس سے قبل بن چکا ہے۔ اب اس کالم میں معمولات زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ وباللّٰہ التوفیق۔

اسلام دینِ فطرت ہے اور مکمل نظام زندگی سے آگاہ کرتا ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں اعتدال پسندی اور میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَيۡكُمۡ شَهِيۡدًا (البقرہ:144)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تمہیں وسطی اُمت بنا دیا تا کہ تم لوگوں پر نگران ہو جاؤ اور رسول تم پر نگران ہو جائے۔ (ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

یہ آیت معتدل امت کے اعتبار سے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس امر کا اعلان عام ہے کہ اسلام، اعتدال، توازن، عدل کا مذہب ہے اور افراط و تفریط و غلوّ و تقصیر سے اجتناب کی تعلیم دیتا ہے۔ وسط میں رہ کر امور سرانجام دینے کی تعلیم دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی فرمایا ہمیشہ معتدل مزاج رہنے اور دیکھنے کے لئے تم پر رسولؐ نگران ہے اور تم معاشرے میں بسنے والے دوسرے لوگوں پر

نگران مقرر کئے گئے ہو۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ امت من حیث المجموع اور تقریباً ہر دوسرا تیسرا مسلمان انفرادی طور پر افراط و تفریط کا شکار نظر آتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ سورۃ النساء آیت 172 میں فرماتا ہے۔

یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِیۡ دِیۡنِکُمۡ وَلَا تَقُوۡلُوۡا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الۡحَقَّ

ترجمہ: اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرو اور اللہ کے متعلق حق کے سوا کچھ نہ کہو۔ (ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

یہ دو آیات بہت واضح رنگ میں اسلام، دین فطرت کی وسطی اور معتدل ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بے شمار قرآنی آیات اور احادیث ہیں جو ایک انسان کے معمولات زندگی سے متعلق ہیں، ان کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

کھانے پینے میں میانہ روی

سب سے پہلے کھانے پینے والے حصہ کو لیتے ہیں کیونکہ یہ کالم کھانے پینے کے حوالہ سے ہی محرک بنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ابنائے آدم کو مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔

وَّکُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا وَلَا تُسۡرِفُوۡا ۚ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ (اعراف:32)

ترجمہ: اور کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

یہاں اسراف یعنی زیادتی و افراط سے نہ صرف منع فرمایا بلکہ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ میں اسراف کرنے والوں کو پسند بھی نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے حلال اور طیب کھانے کے ساتھ ساتھ اپنے رزق میں سے محتاج، ناداروں (الحج:29) اور قناعت کرنے والوں نیز سوال کرنے والوں کو بھی کھلانے (الحج:37) کا حکم دیا۔ یہ بھی اسراف سے بچنے کی نہ صرف تحریک ہے بلکہ ثواب کا موجب ہے۔

زندگی کی بے اعتدالیوں میں ایک بڑی بے اعتدالی کھانے پینے کی ہے۔ ہم نے عموماً دیکھا ہے کہ اگر انسان حد سے زیادہ پیٹ بھر کر کھالے تو اپنے خدا کا حق یعنی عبادت بھی صحیح رنگ میں نہیں بجالا سکتا۔

رمضان المبارک میں افطاری کے وقت بھی ایسے بے ہانک نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ کھانا پینا انسان کی صحت اور توانائی کے لئے بہت اہم ہے۔ ہم عموماً ایسے بچوں کو جو اپنی عمر کے اعتبار سے ذرا کم مقدار میں کھانا کھاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ "کھاؤ گے نہیں تو بڑے کیسے ہو گے؟" لیکن یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ کھانے پینے میں کمی و زیادتی صحت کی خرابی کا باعث بنتی ہے۔ ہم سوشل میڈیا میں بارہا یہ خبریں پڑھتے ہیں کہ فلاں خاتون نے اس حد تک ڈائٹنگ کی جو اس کے لئے مستقل روگ بن گئی، اور کھانے میں زیادتی بھی انسان کے موٹاپے میں بسا اوقات اس حد تک نقصان دہ ہوتی ہے کہ وہ فربہ ہونے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہو جاتا ہے۔ بعض ذیابیطس کے مریض اس حد تک میٹھی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں کہ شوگر لیول کم ہونے کی وجہ سے ان کے بعض اعضاء متاثر ہوتے ہیں اور کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کی ساخت اور اس کے فنکشنز ایسے بنائے ہیں کہ شوگر کی زائد مقدار پیشاب کے راستے باہر نکل جاتی ہے۔ اس لئے اگر ہائی شوگر کو کم کرنے کے لئے دوائی استعمال کر رہے ہیں تو میٹھا توازن کے ساتھ استعمال کریں یعنی نہ کم نہ زیادہ، تاکہ آپ کی صحت برقرار رہے۔ یہی تعلیم اسلام کی ہے۔

کھانے پینے میں حلال و حرام کی جو قیود اسلام نے مقرر کی ہیں وہ بھی انسان کو بے اعتدالی سے بچاتی ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کی پیدا کی گئی تمام نعمتوں سے اعتدال کے مطابق برابر فائدہ اٹھانا صحت کے لئے ضروری ہے۔ روزانہ ہی گوشت کھانا انسان کے اندر جانوروں کی صفات پیدا کرتا ہے اور جسم کے اندر ایسے اجزاء پیدا ہو جاتے ہیں جن کی موجودگی بلڈ پریشر اور کولسٹرول کی زیادتی کا باعث بنتی ہے۔ اسی طرح روزانہ سبزیاں کھانا بھی اخلاق و صحت پر مضر اثرات پیدا کرتا ہے اور انسان کو ڈرپوک اور بزدل بنا دیتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کھانے پینے میں اعتدال پسندی کے حوالے

سے فرمایا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانے سے بچو کیونکہ یہ جسم کو خراب کرتا اور بیماریاں پیدا کرتا ہے۔ جو شخص 40 دن تک گوشت نہیں کھاتا اس میں نہایت کمزوری آجاتی ہے جس کی وجہ سے جفاکشی کے کام نہیں ہو سکتے کمزور طبیعت کی وجہ سے آرام طلبی بڑھ جاتی ہے جو خود صحت کے لئے مضر ہے، اور جو 40 دن تک گوشت ہی کھاتا ہے ان کا دل سخت ہو جاتا ہے اور بیماریوں کے ساتھ ساتھ اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس مضمون کو اپنے معرکۃ الآرا لیکچر بعنوان ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ میں بیان فرمایا ہے۔ اور مومنوں کو کھانے پینے کے چناؤ میں بھی اعتدال پسندی اور میانہ روی کی تلقین فرمائی ہے۔

کھانے پینے کی بات چلی ہے تو آنحضور ﷺ کا یہ اصول بھی سامنے رہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ وعلی برکۃ اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو، اپنے آگے سے کھاؤ اور آخر پر اپنی پلیٹ کو صاف کرو۔ آخری لقمہ سے پلیٹ صاف کرنا بھی برکت اور ثواب کا موجب ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو ضائع ہونے سے بچانے پر اللہ تعالیٰ خوش ہوتا اور برکتیں عطا فرماتا ہے۔

آج کل دیکھا جاتا ہے کہ دعوتوں میں بعض لوگ پہاڑ کی طرح اپنی پلیٹ کو سجا لیتے ہیں اور بعد میں یہ کھانا ضائع جاتا ہے۔ ہمارے ایک عالم دین بزرگ نے یہ عجیب واقعہ سنایا، انہوں نے کہا کہ میں ایک دعوت میں ذرا دیر سے پہنچا، کھانا شروع ہو چکا تھا۔ میں نے اپنے ساتھ بیٹھے دوست سے کہا کہ یہ سالن کی ڈش ذرا قریب کر دیں تا کہ میں کچھ ڈال سکوں۔ انہوں نے بجائے وہ ڈش قریب کرنے کے میری طرف گھور کر دیکھا اور کہا یہ میری پلیٹ ہے، آپ کو ڈش نظر آتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں اس کو کیا بتاتا کہ اس نے اپنی پلیٹ اتنی بھری ہوئی ہے کہ وہ ڈش ہی نظر آتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں روزانہ ضائع ہونے والے کھانے کو اگر محفوظ کر لیا جائے تو غریب ممالک کے باشندوں کے لئے ایک دن کی خوراک ہو سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفائے کرام اور ہمارے بزرگ اس حوالہ سے ہمارے لئے بطور نمونہ کے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خوراک قوت لایموت کے حوالہ سے تھی، آپؑ کی خوراک بہت ہی قلیل تھی۔ چھوٹے چھوٹے لقمے تھوڑے سے سالن پر مشتمل پلیٹ میں ہلکا سا ڈبو کر، کچھ ہاتھ سے مسل کے اپنے منہ مبارک میں رکھتے اور اسی کو دیر تک چباتے رہتے۔ اور وہ سالن اور روٹی پاس بیٹھے صحابہ کرام کے سامنے کر دیتے تا کہ وہ اس سے لطف اٹھائیں۔ الغرض آپؑ کی کوشش یہی ہوتی تھی کہ کم سے کم کھایا جائے اور دوسروں کو دے دیا جائے ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے جب ایک بچی نے رمضان کے مہینہ میں افطاری و سحری کے حوالہ سے سوال کیا تو حضور نے فرمایا کہ جو ناشتہ یا شام کا کھانا سال کے عام دنوں میں میَں کھاتا ہوں وہی کھانا اسی مقدار میں افطاری اور سحری کے وقت ہوتا ہے۔ ہاں اس میں کھجور کا اضافہ سنت رسول ﷺ کی اتباع میں کر لیتا ہوں۔

پس مندرجہ بالا اسلامی تعلیم کے مطابق ''چ'' سے تیار ہونے والی اشیاء میں بھی اعتدال حضور انور کے ارشاد کے مطابق ضروری ہے۔ کیونکہ قرآنی حکم اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى کے تحت تنعم اور خورونوش والی اشیاء میں بھی اعتدال کا نام تقویٰ ہے۔ آج کل تو بہت لوگوں نے Nutrition کی تعلیم حاصل کر رکھی ہے جو نجی طور پر متمول لوگوں کو گائیڈ کرتے ہیں اور اب تو ہر بڑے ہسپتال میں Nutritionist متعین ہے جو ہسپتال میں داخل مریضوں کی غذا متعین کرتے ہیں۔ یہ بھی اعتدال پسندی کا ایک اچھا طریق ہے۔

خرچ کرنے میں میانہ روی

کھانے پینے میں اعتدال پسندی کا حکم اور اس کی تفصیل کے بعد مومنوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (الفرقان:68)

ترجمہ: اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو اِسراف نہیں کرتے اور نہ بُخل سے کام لیتے ہیں بلکہ اس کے درمیان اعتدال ہوتا ہے۔ (ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کا ترجمہ یوں فرمایا ہے کہ ان کا خرچ ان دونوں حالتوں کے درمیان درمیان ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو حلال کمائی سے منع نہیں فرمایا۔ لیکن ایک ہاتھ سے پیسے اکٹھے کرنے کی ممانعت ہے۔ اپنی کمائی میں سے فلاحی کاموں اور غرباء و مساکین پر خرچ کرنا بھی اعتدال پسندی کے زمرے میں آتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ”اسلام کا اقتصادی نظام“ اور ”نظامِ نو“ میں اس حوالہ سے جو تفصیل بیان فرمائی اور بعض رہنما اصول واضح فرمائے ہیں وہ اقتصادیات کے شعبہ میں سنہری الفاظ سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

جماعت احمدیہ میں نظامِ وصیت، چندہ کا نظام، مریضوں پر رقم خرچ کرنا، ہیومینٹی فرسٹ کے تحت خدمات بالخصوص بنجر اور صحرائی علاقوں میں انسانوں کی پیاس بجھانے کے لئے کنویں کھدوانا۔ یہ سب کام يُنْفِقُوْنَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ کے تحت آتا ہے۔

کمائی میں ضرورت، ضرورت کی حد تک مدِ نظر رہے تو ٹھیک ہے لیکن اگر پیسہ اکٹھا کرنے کی حوس ہو تو اسے لالچ کہا جاتا ہے اور لالچی شخص کا پیٹ صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے (صحیح بخاری)۔ لہٰذا روزی کی تلاش میں بھی میانہ روی ضروری ہے۔ آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی طلب میں اعتدال سے کام لو (صحیح مسلم حدیث:1097) اور الفقرُ کادان یکون کُفرًا بھی یاد رہنا چاہئے کہ فقر بھی انسان کو کافر بنا دیتی ہے۔

جہاں تک خرچ کرنے کا تعلق ہے اس میں دو Ends ہیں یعنی فضول خرچی اور کنجوسی، بخل، افراط و تفریط کے زمرے میں آتے ہیں جو اسلامی تعلیم کے منافی ہے۔ بخیل کے متعلق آنحضورؐ نے فرمایا کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور فضول خرچی کرنے والے کے متعلق بیان ہوا

ہے کہ جو فضول خرچی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے تنگدست کر دیتا ہے۔ میانہ روی سے خرچ کرنے کو نصف معیشت کہا گیا ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے اخراجات میں میانہ روی اور اعتدال نصف معیشت ہے۔(مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ نے فضول اور بے جا خرچ کرنے والوں اور بخیل و کنجوسی کو ان الفاظ میں متنبہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا۔اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ کَفُوْرًا (بنی اسرائیل:27-28)

ترجمہ: اور قرابت دار کو اس کا حق دے اور مسکین کو بھی اور مسافر کو بھی مگر فضول خرچی نہ کر۔ یقیناً فضول خرچ لوگ شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے ربّ کا بہت ناشکرا ہے۔
(ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

”اس آیت میں بتایا ہے کہ خرچ کے متعلق اس اصول کو مدِ نظر رکھو کہ نہ تو ہاتھ گردن سے بندھا رہے یعنی ضرورت کے وقت بھی خرچ کرنے سے دریغ ہو اور نہ ہاتھ ہر وقت مال لٹانے کے لئے دراز رہے بلکہ چاہیئے کہ تم ضرورت کے مطابق خرچ کرو۔ تا بے ضرورت خرچ تم کو اس وقت کی نیکی سے محروم نہ کر دے جب خرچ کرنے کی کوئی صحیح ضرورت پیدا ہو گئی ہو۔ یعنی جب ضرورت کے وقت یہ پیسہ کام نہیں آسکتا تو قوم پر اس کا عیب ظاہر ہو جاتا ہے اور وہ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ بے وقوف ہے اپنے مال کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ اور یہ بھی کہ دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔“
(تفسیرِ کبیر جلد4 صفحہ 325)

بیویوں میں اعتدال اور برابری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”محبت کو بالائے طاق رکھ کر عملی طور پر سب بیویوں کو برابر رکھنا چاہیئے۔ مثلاً پارچہ جات، خوراک، معاشرت حتیٰ کہ مباشرت میں بھی مساوات برتے۔ یہ حقوق اس قسم کے ہیں کہ اگر انسان کو پُورے طور پر معلوم ہوں تو بجائے بیاہ کے وہ ہمیشہ رنڈوا رہنا پسند کرے۔ خدا تعالیٰ کی تہدید کے نیچے رہ کر جو شخص زندگی بسر کرتا ہے وہی ان کی بجا آوری کا دم بھر سکتا ہے ایسے لذّات کی نسبت جن سے خدا تعالےٰ کا تازیانہ ہمیشہ سر پر رہے، تلخ زندگی بسر کر لینی ہزارہا درجہ بہتر ہے۔ تعدد ازدواج کی نسبت اگر ہم تعلیم دیتے ہیں تو صرف اس لئے کہ معصیت میں پڑنے سے انسان بچا رہے اور شریعت نے اسے بطور علاج کے ہی رکھا ہے کہ اگر انسان اپنے نفس کا میلان اور غلبہ شہوات کی طرف دیکھے اور اس کی نظر بار بار خراب ہوتی ہو تو زنا سے بچنے کے لئے دوسری شادی کر لے لیکن پہلی بیوی کے حقوق تلف نہ کرے۔ تورات سے بھی یہی ثابت ہے کہ اُس کی دلداری زیادہ کرے کیونکہ جوانی کا بہت سا حصہ اُس کے ساتھ گزارا ہوا ہوتا ہے اور ایک گہرا تعلق خاوند کا اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ پہلی بیوی کی رعایت اور دلداری یہاں تک کرنی چاہیئے کہ اگر کوئی ضرورت مرد کو ازدواجِ ثانی کی محسوس ہو لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسری بیوی کے کرنے سے اس کی پہلی بیوی کو سخت صدمہ ہوتا ہے اور حد درجہ کی اس کی دلشکنی ہوتی ہے تو اگر وہ صبر کر سکے اور کسی معصیت میں مبتلا نہ ہوتا ہو اور نہ کسی شرعی ضرورت کا اس سے خون ہوتا ہو تو ایسی صورت میں اگر اُن اپنی ضرورتوں کی قربانی سابقہ بیوی کی دلداری کے لئے کر دے اور ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے اور اُسے مناسب ہے کہ دوسری شادی نہ کرے۔“ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 63-64 ایڈیشن 1984)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

”اگر موقع ہو یتیم لڑکیاں جن کی تم پرورش کرو ان سے نکاح کرنا مضائقہ نہیں لیکن اگر تم دیکھو کہ چونکہ وہ لاوارث ہیں شاید تمہارا نفس ان پر زیادتی کرے تو ماں باپ اور اقارب والی

عورتیں کرو جو تمہاری مؤدب رہیں اور ان کا تمہیں خوف رہے۔ ایک دو تین چار تک کر سکتے ہو بشرطیکہ اعتدال کرو اور اگر اعتدال نہ ہو تو پھر ایک ہی پر کفایت کرو گو ضرورت پیش آوے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 337)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پس بیوی کے حقوق کی ادائیگی اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ انہیں ادا نہ کر کے انسان ابتلاء میں پڑ جاتا ہے یا پڑ سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن جاتا ہے۔ مَیں نے آنحضرت ﷺ کی ایک دعا کا ذکر کیا تھا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا عرض کرتے تھے کہ میں ظاہری طور پر تو ہر ایک کے حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن کسی بیوی کی کسی خوبی کی وجہ سے بعض باتوں کا اظہار ہو جائے جو میرے اختیار میں نہیں تو ایسی صورت میں مجھے معاف فرما اور یہ ایک ایسی بات ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اور خدا تعالیٰ جس نے انسان کو پیدا کیا اور پھر ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت بھی دی، جو بندے کے دل کا حال بھی جانتا ہے جس کی پاتال تک سے وہ واقف ہے، غیب کا علم رکھتا ہے۔ اس نے اس بارہ میں قرآن کریم میں واضح فرما دیا ہے کہ ایسی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے کہ بعض حالات کی وجہ سے تم کسی طرف زیادہ جھکاؤ کر جاؤ۔ تو ایسی صورت میں یہ بہرحال ضروری ہے کہ جو اس کے ظاہری حقوق ہیں، وہ مکمل طور پر ادا کرو۔ جیسا کہ سورۃ نساء میں فرماتا ہے کہ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (النساء :130) اور اب تم یہ توفیق نہیں پا سکو گے کہ عورتوں کے درمیان کامل عدل کا معاملہ کرو خواہ تم کتنا ہی چاہو۔ اس لئے یہ تو کرو کہ کسی ایک کی طرف کلیۃً نہ جھک جاؤ کہ اس دوسری کو گویا لٹکتا ہوا چھوڑ دو۔ اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تو ایسے معاملات جن میں انسان کو اختیار نہ ہو اس میں کامل عدل تو ممکن نہیں لیکن جو انسان کے اختیار میں ہے اس میں انصاف بہرحال ضروری ہے۔ اور ظاہری انصاف جیسا کہ مَیں بتا

آیاہوں کہ کھانا، پینا، کپڑے، رہائش اور وقت وغیرہ سب شامل ہیں۔ اگر صرف خرچ دیااور وقت نہ دیاتو یہ بھی درست نہیں اور صرف رہائش کا انتظام کر دیااور گھریلو اخراجات کے لئے چھوڑ دیا کہ عورت لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتی پھرے تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ پس ظاہری لحاظ سے مکمل ذمہ داری مرد کا فرض ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مئی 2009ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اولاد میں اعتدال اور میانہ روی

اس حوالہ سے بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اصول وضع فرما دیئے ہیں کہ: شادی کے بعد میاں بیوی کے ملاپ سے جو اولاد اللہ تعالیٰ عطا کرے اسے مسلسل دو سال تک دودھ پلاؤ۔ یعنی اس عرصہ میں نومولود کی نگہداشت اور دیکھ بھال رکھو۔ بچے کو صحت کے حوالے سے ماں کے دودھ کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور یہ وقفہ اسی لئے مقرر ہوا ہے۔ اس کے بعد ملاپ سے جو بچہ پیدا ہو گا اسے مزید 9ماہ لگیں گے اور یوں قریباً سوا تین سال کا وقفہ ہو گا۔ اور یوں بچے کی جسمانی اور روحانی نشوونما میں والدین حق ادا کر سکیں گے اور پھر جب اللہ تعالیٰ اس عظیم نعمت سے نواز دے تو پھر" خشیۃ املاق "کے ڈر اور خوف سے اولاد کو ہلاک نہ کرو۔ رزق خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ وہ" تَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَاب "اصول کے مطابق ہر ایک کو عطا کرتا ہے۔ چرند پرند کو بھی روزانہ کی بنیاد پر رزق دیا جاتا ہے۔

پھر والدین کو یہ سبق دیا گیا کہ اپنی اولاد میں تفریق نہ کریں۔ عدل مدِ نظر رہے اور تمام کو برابری کے سلوک کے ساتھ دیکھا جائے۔

بچوں سے پیار میں اعتدال

دین و دنیا کے ہر معاملہ میں اعتدال ضروری ہے۔ حتیٰ کہ یہ اصل بچوں کی تعلیم و تربیت میں مدِ نظر رہنا چاہیئے۔ ہمارے ایشیائی ممالک میں بچوں سے بلاوجہ سختی سے پیش آیا جاتا ہے اور مارنے کا رجحان بھی عام ہے جبکہ مغربی ممالک میں اسی قدر پیار دیا جاتا ہے۔ دونوں امور درست نہیں اور افراط و تفریط کے زمرے میں آتے ہیں۔ بچے کو اس کی غلط حرکت پر تادیب بھی کرنا

چاہئے، آنحضور ﷺ کا نماز پڑھانے کے حوالہ سے ارشاد ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ بچہ 7 سال کا ہو تو اُسے نماز پڑھنے کی ترغیب دلائیں اور 10 سال کی عمر میں اگر وہ نماز نہیں پڑھتا تو اسے سختی کر کے بھی نماز پڑھاؤ۔

ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک نافرمان بچے کو جب اس کی بری حرکتوں اور چوری کی وجہ سے عدالت نے موت کی سزا سنائی تو عدالت نے اس مجرم کو سزا سے قبل عرف عام میں آخری خواہش پوچھی کہ اس دنیا سے رخصت ہونے سے قبل تم کیا چاہتے ہو تو اس نے کہا کہ میں اپنی ماں کے کان میں ایک بات کرنی پسند کروں گا۔ اس کی درخواست پوری کرنے کے سامان جب پیدا کئے گئے اور ماں سے ملاقات کروائی گئی تو اس نے اپنی ماں کے کان میں بات کرنے کے بہانے اس کا کان کاٹ کھایا۔ لوگوں نے اس مجرم کو لعن طعن کی کہ ابھی سزا کے بعد تم اس دنیا میں نہ رہو گے تم نے دنیا سے جاتے ہوئے بھی اپنی ماں کو سکھ نہیں پہنچایا۔ تو اس نے کہا کہ یہی وہ کان تھے جنہوں نے مجھے یہاں تک پہنچایا۔ جب میرے بُرے عمل کی خبر ان کانوں تک پہنچتی تھی تو ان کانوں پر جوں تک نہ رینگتی تھی اور اس کے باوجود یہ مجھے پیار کرتی تھی۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر وہ ماں پیار کرنے کی بجائے پہلی دفعہ ہی اس کو چوری سے روک دیتی تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

نہ نرمی نہ سختی

یہی کیفیت انسان کی اپنی طبیعت میں بھی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انسان کو نہ اتنا سخت ہونا چاہئے کہ وہ توڑا جائے اور نہ اتنا نرم ہونا چاہئے کہ وہ مروڑا جائے۔ انسان کو اپنی طبیعت کے حوالہ سے بھی معتدل ہونا چاہئے۔ حدیث نبویؐ خیر الامور اوسطھا کا تعلق انسان کی طبیعت سے بھی ہے۔ فرمایا۔ دین آسان ہے اور جو بھی دین میں بے جا سختی کرتا ہے تو دین اس پر غالب آجاتا ہے یعنی انسان مغلوب ہو جاتا ہے۔ (صحیح بخاری)

ہم نے حد سے زیادہ غصیلے انسان کو اپنا ذہنی توازن خراب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ حد سے زیادہ برداشت بھی صحت کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ المجعم الصغیر میں لکھا ہے کہ تین اخلاق، ایمان کے لئے ضروری ہیں اول یہ کہ جب کسی مومن کو غصہ آئے تو وہ غصّہ اسے جھوٹ اور گناہ کی طرف نہ لے جائے اور جب وہ خوش ہو تو اس کی خوشی اسے حق سے دور نہ لے جائے اور جب اسے حکومت اور طاقت ملے تو وہ اپنے حق سے زیادہ پر قابض نہ ہو۔

(المجعم الصغیر للطبرانی باب من اسمه احمد)

بول چال میں میانہ روی

بلا ضرورت گفتگو اور بلا وجہ باتیں کرنے سے پرہیز لازم ہے۔ اگر زبان انسان کے کنٹرول میں رہے تو انسان کی زندگی سنور جاتی ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے جو اللہ اور قیامت پر یقین رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے۔ (بخاری حدیث 6018)

عدل میں اعتدال

شاید یہ عنوان قارئین کے لئے حیرانگی کا باعث ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے عدل کی کرسی پر فائز ہونے والوں کو بھی اِعۡدِلُوۡا ۟ هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى کی تلقین فرما کر عدل میں بھی اعتدال کی نصیحت فرمائی ہے۔ ہم آئے روز عدالتوں میں دیکھتے ہیں کہ وہ یکطرفہ اور یکجانب فیصلہ دیتے ہوئے بھی عدل کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہوتے ہیں۔ ایشیائی ممالک میں بالخصوص عدل بکتا دیکھا جاتا ہے۔ اس لئے اس میدان میں ہر چھوٹے اور بڑے کو اس امر کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

رہبانیت اسلام میں جائز نہیں

اعتدال کے مضمون میں رہبانیت کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ لَا رَهۡبَانِيَّةَ فِی الۡاِسۡلَامِ۔ کہ اسلام کا رہبانیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ رہبانیت یہ ہے کہ انسان دنیا سے کنارہ کشی کر کے دنیا و مافیہا سے لاتعلق ہو کر دھونی رما بیٹھے۔ درویش بن کر دنیا کے معاملات سے کوئی غرض نہ ہو۔ بعض صحابہؓ رسولؐ نے ارادہ کر لیا کہ میں روزے ہی رکھوں گا۔

افطار نہیں کروں گا۔ کسی نے پختہ ارادہ کر لیا کہ میں نمازیں اور نوافل ہی پڑھتا رہوں گا آرام نہیں کروں گا۔ کسی نے کہا میں شادی نہیں کروں گا۔ آنحضور ﷺ کو جب اِن صحابہ کے عزائم، وعدوں اور ارادوں کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا میری طرف دیکھو۔ میں روزہ بھی رکھتا ہوں۔ افطار بھی کرتا ہوں۔ عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ نمازیں بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح)

لہٰذا میانہ روی اور اعتدال میں ہمارے لئے بہترین مثال آنحضور ﷺ ہی ہیں۔

ایک جگہ آپؐ نے فرمایا ان لنفسك علیك حقّا، ولاھلك علیك حقّا، ولجسدك علیك حقّا۔ ولربك علیك حقّا فاعط کل ذی حق حقه (مسلم) کہ تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے اہل و عیال کا، تمہارے جسم کا، تمہارے رب کا تم پر حق ہے۔ پس ہر ایک کا حق اس کو دے۔

اس سے ملتا جلتا ارشاد آپؐ نے اس وقت بھی فرمایا جب آپؐ نے مسجد نبوی ﷺ میں چھت سے ایک رسی بندھی دیکھ کر اس بات کا علم ہونے پر کہ یہ رسی حضرت زینب بنت جحشؓ کی ہے وہ جب عبادت کرتی ہیں تو اپنی چٹیا اس سے باندھ لیتی ہیں۔ تا نیند کے وقت وہ جھٹکے سے دوبارہ عبادت میں مشغول ہو جائیں۔ آنحضورؐ نے یہ دیکھ کر ایسا کرنے سے نہ صرف منع فرمایا بلکہ یہ رسی بھی کھلوا دی۔ دینِ اسلام نے بعض فرائض اور وجوب میں رخصت اور رعایت بھی دے رکھی ہے جیسے سفر میں روزہ نہ رکھنا، سفر میں نماز قصر وغیرہ۔ بعض لوگ اس پر عمل نہیں کرتے۔ صحابہؓ نے بھی ایک رخصت اور سہولت سے فائدہ نہ اٹھایا۔ آنحضورؐ کو جب اس کا علم ہوا تو آپؐ نے خطبہ دیا اور فرمایا۔ اے لوگو! جب میں نے ایک معاملہ میں رخصت اور سہولت کے پہلو کو اختیار کیا ہے تو تم اس کو کیوں ناپسند کرتے ہو اور کیوں اس سے بچتے ہو۔ خدا کی قسم! مجھے ان سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کی ذات کا عرفان حاصل ہے اور میں ان سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل)

اعمالِ صالحہ میں میانہ روی

آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ بہترین کام وہ ہے جو میانہ روی کے ساتھ کئے جائیں۔ اور ایک موقع پر فرمایا۔ اعمال میں میانہ روی اختیار کرو تا اللہ کا قرب حاصل کرو۔

(معجم الاوسط جلد 2 صفحہ 78 حدیث 2583)

اس ضمن میں اعتدال کے مضمون میں آنحضور ﷺ کا یہ فرمان بھی مشعلِ راہ ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے جو ہمیشہ اور لگاتار کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔

(صحیح مسلم)

کام میں دوام بھی ضروری ہے۔ ہم نے بارہا ملاحظہ کیا ہے کہ بعض لوگ بہت جذبے اور پختہ ارادوں سے کسی کام کا آغاز کرتے ہیں مگر جلد تھک ہار کر چھوڑ دیتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میانہ روی اختیار کرو کیونکہ جس کام میں میانہ روی ہو وہ کام پسند کیا جاتا ہے اور جس کام میں میانہ روی نہیں ہوتی وہ بگڑ جاتا ہے۔ (صحیح مسلم) مشہور ہے میانہ روی استقامت کی کنجی ہے۔

نیند میں غلو

اللہ تعالیٰ نے دن کام کرنے اور رات سکون لینے کے لئے پیدا کی ہے۔ انسان کے لئے نیند لینی بہت ضروری ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے رات بنائی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَّجَعَلۡنَا نَوۡمَکُمۡ سُبَاتًا (النبا:10)۔ آج کل لوگ راتوں کو جاگتے اور بسا اوقات دن کو بھی کام کرتے رہتے ہیں جن سے ان کے قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رات سونے کے لئے پیدا کی ہے۔ جو رات کو بر وقت سوتے، صبح بر وقت جاگتے اور اللہ کی عبادت کا حق ادا کرتے ہیں وہ صحت مند رہتے ہیں اور دراز عمر پاتے ہیں اور اس کے بالمقابل سوتے رہنے والوں کے حق میں کہا جاتا ہے ”جو سوتے ہیں وہ کھوتے ہیں یعنی بہت سی چیزیں ضائع کر دیتے ہیں۔“

تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کو حصولِ تعلیم میں بھی معتدل رہنا ضروری ہے۔ تعلیم میں نیند کا حصول بھی ضروری ہے ورنہ میں نے تعلیم کی خاطر جگراتے رہنے والے پروفیسرز اور ڈاکٹرز کو نیم پاگل ہوتے بھی دیکھا ہے۔

چال ڈھال میں میانہ روی

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ اسلام دین فطرت ہے۔ ہر ایسی بات کی طرف توجہ دلاتا ہے جو انسان کو انسانیت کے تمام تقاضوں پر پورا اترنے کی تلقین کرتی ہے حتیٰ کہ قرآن میں انسان کو چال معتدل رکھنے کی تلقین حضرت لقمانؑ کی زبان میں اس وقت ملتی ہے جب وہ اپنے بیٹے کو یہ نصیحت کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ وَ اقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ کہ اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اور ساتھ ہی فرمایا وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ کہ اپنی آواز کو دھیما رکھ۔ آنکھیں نیچی رکھنے کا جو اصول اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے وہ بھی معاشرہ کو درست سمت پر ڈالنے کے لئے معاون ثابت ہوتا ہے۔ ہمارے ایشیائی معاشرے میں لڑھ چھوڑ کر تہبند کا کچھ حصہ زمین پر گھسیٹنے کو فخر و مباحات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ جو ٹھیک نہیں اس میں اعتدال ضروری ہے۔

اسلامی تعلیم میں غلّو منع ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ (النساء:172) کہ اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرو اور اللہ کے متعلق حق کے سوا کچھ نہ کہو۔ یہ خطاب اہلِ کتاب سے ہے جس میں یہودی، عیسائی اور مسلمان مخاطب ہیں۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اُسے نبی نہ مان کر افراط جبکہ عیسائیوں نے اسے خدا کا بیٹا قرار دے کر تفریط سے کام لیا۔ مگر اس قرآنی حکم سے مسلمان اسی طرح مخاطب ہے جیسے یہودی اور عیسائی۔ اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کو معتدل امّت بنایا مگر مسلمانوں بالخصوص شدت پسندوں کے اسلامی تعلیم کے منافی اعمال اور غلّو نے دین حنیف کی شکل ہی بگاڑ کر رکھ دی ہے۔ جس سے اسلام مغربی دنیا میں

بدنام ہوا ہے۔ اسی لئے آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ دین میں غلو سے بچو۔ تم میں سے پہلے لوگوں کو بھی دین کے غلو نے ہلاک کر دیا تھا۔

چونکہ آنحضور ﷺ آخری زمانہ میں اس غلو کے حوالہ سے علم رکھتے تھے اس لئے آپؐ نے دو دفعہ هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ (صحیح مسلم) کے الفاظ بیان فرمائے کہ غلو کرنے والے ہلاک ہوں۔

آج کل رسومات و بدعات میں جو غلّو سے کام لیا جاتا ہے بالخصوص شادی بیاہ کے موقع پر، یہ بھی اسلامی تعلیم کو بگاڑنے کے مترادف ہے۔ ان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اپنی ناک اونچی رکھنے کی بجائے اسلام کا حسین چہرہ اُجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ میں اس غلّو سے بچنے کے کئی طریق موجود ہیں۔ ان میں سے ایک "مریم شادی فنڈ" میں رقوم بھجوانا ہے۔ ہماری بہت سی خوش نصیب بچیاں ایسی ہیں جو اپنے والدین کو مجبور کرتی ہیں کہ سادگی میں میری شادی کر دیں اور بقیہ رقم کسی مستحق بچی کی شادی کے لئے مریم شادی فنڈ میں جمع کروا دیں۔ یہ بھی ایک میانہ روی کی قسم اور مبارک ادا ہے۔

یہ مضمون اپنی دلچسپی اور اہمیت کے پیشِ نظر طویل ہوتا جارہا ہے لیکن کوشش یہی ہے کہ اس اہم موضوع پر جس حد تک اسلامی و دینی تعلیم اکٹھی ہو سکتی ہے کر دی جائے خواہ اس آرٹیکل کی دو قسطیں ہوں۔

میانہ روی کی اہمیت کا اندازہ ڈرائیونگ سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ سرکاری ٹرین یا بسوں میں 8 گھنٹے سے زیادہ ڈرائیونگ کی اجازت نہیں ہوتی۔ بالخصوص مغربی دنیا میں ڈرائیونگ میں Over Time کا تصور ہی نہیں۔ نجی گاڑیوں کے ڈرائیورز کے لئے موٹروے پر Rest Area بھی موجود ہیں۔

مداح سرائی میں بھی غلّو نقصان دہ ہے۔ انسان خود نقصان اٹھاتا ہے۔ جس کی مدح سرائی میں اس کے حق میں وہ بات کہی جائے جو اس میں نہیں تو جھوٹ کے ساتھ ساتھ اس شخص کے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکُم۔ حسب و نسب،

مراتب و مناصب میں غلّو میں کام لینا جائز نہیں۔ بعض لوگ اپنی ذات کو، اپنی شخصیت کو اس حد تک اجاگر کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو بہت اعلیٰ کر کے پیش کرتے ہیں۔

پھر کسی پر اعتبار کرنے میں بھی میانہ روی ضروری ہے۔ بعض اوقات کسی پر اندھا اعتماد کرنے سے نا قابل تلافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ کسی سے محبت اور دشمنی کے حوالہ سے آنحضورؐ نے فرمایا کہ اپنے دوست سے اعتدال کے اندر رہ کر محبت کرو کیونکہ عین ممکن ہے کہ کل کلاں وہی شخص تیرا دشمن بن جائے اور اسی طرح اپنے دشمن سے بھی حد میں رہ کر دشمنی رکھو کہ وہ کل تیرا دوست بھی بن سکتا ہے۔ (جامع ترمذی ابواب البّر والصلہ)

بعض انسانوں کو کوئی شوق پالنے کا اندھا شوق ہو جاتا ہے جو دیگر معمولاتِ زندگی میں حائل ہوتا ہے۔

صحت اور گاڑی کے استعمال کے حوالہ سے کچھ باتیں گزشتہ حصہ میں ہو چکی ہیں۔ کار اور موٹر بائیک کا کثرت سے استعمال صحت کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ انسان کو کبھی کبھار اپنی انا کے ساتھ ساتھ کار کو گھر رکھ کر پیدل یا سائیکل پر بھی چھوٹے موٹے کام کاج کر لینے چاہئیں۔

ابھی مضمون کے پروف کے دوران میرے موبائل پر ایک میسج بعنوان ”ہماری زندگیوں کو چیزوں کی کثرت کھا گئی ہے“ نمودار ہوا جس میں معمولات زندگی میں ایسی عادات کا ذکر ہے جن کی کثرت نے زندگیاں اجیرن کر دی ہیں ان میں فون اور دیگر gadgets کے علاوہ فون پر دوستوں کی کثرت اور دکھاوا نیز کپڑوں کی خرید میں بہتات شامل ہے۔ ان تمام امور میں اعتدال لازم ہے۔

پس زندگی کے تمام شعبوں میں درمیانی راہ اختیار کر کے افراط و تفریط، غلّو، زیادتی یا تقصیر سے بچنا چاہیئے۔ مضمون کے آخر میں ایک اہم محاورہ درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہتے ہیں الوسط فَضِيْلَةٌ بَيْنَ رَذِ يْلَتَيْنِ کہ دو کمزوریوں یا کمیوں کے بیچ ایک فضیلت و برتری اعتدال و میانہ روی ہے۔ یہ دونوں الفاظ آپس میں مترادف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَابۡتَغِ فِیۡمَاۤ اٰتٰٮكَ اللّٰهُ الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ وَلَا تَنۡسَ نَصِيۡبَكَ مِنَ الدُّنۡيَا وَاَحۡسِنۡ كَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰهُ اِلَيۡكَ (القصص:78)

ترجمہ: اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا کیا ہے اس کے ذریعہ دارِ آخرت کمانے کی خواہش کر اور دنیا میں سے بھی اپنا معین حصہ نظر انداز نہ کر اور احسان کا سلوک کر جیسا کہ اللہ نے تجھ سے احسان کا سلوک کیا۔ (ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

پس اس تمام تعلیم کو اگر انسان سامنے رکھے تو "میانہ روی" اپنی نوع کی بہترین خوبی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس طریق کو اپنایا اور تمام نظامِ فلکی اور زمین میں توازن پیدا فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے وَضَعَ الۡمِيۡزَانَ کی تشریح میں حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے۔

"آسمان کو جو رفعتیں عطا کی گئی ہیں وہ اتنی متوازن ہیں کہ اس سے بندے انصاف اور عدل کا طریق سیکھ سکتے ہیں۔"

اگر اللہ تعالیٰ کے مومن بندے بھی ہمیشہ اس توازن کی حفاظت کریں گے اور عدل کے خلاف کوئی بات نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی عظیم رفعتیں عطا فرمائے گا۔

کروناوائرس اور اعتدال

ہمیں اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی میں Covid 19 کے دنوں میں اپنی زندگیوں میں بہت سے امور میں اعتدال اور میانہ روی کو سیکھنے کا موقع ملا۔ اس طریق اور مشق کو اپنے ہاں تسلسل دینے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور اسلام کی تعلیم کے تمام پہلوؤں کو اپنی زندگیوں میں اتارنے کی توفیق سے نوازتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 اکتوبر 2021ء)

﴾123﴿

استغفار۔ایک تعویذ، احتیاط اور دوا

ان تکلیف دہ حالات میں سب کیلئے استغفار کی ضرورت ہے

اسلامی اصطلاحات میں سے ایک اصطلاح اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ ہے جس کو استغفار اور توبہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد بار مومنوں کو اپنی سابقہ غلطیوں پر توبہ واستغفار کرنے اور آئندہ ایسی غلطیوں کو دہرانے سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ جیسے وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ (البقرہ:200)

یعنی: اور اللہ سے بخشش مانگو۔

وَبِالْاَسْحَارِ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ (الذّاریات:19)

یعنی: اور صبحوں کے وقت بھی وہ استغفار میں لگے رہتے تھے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اپنی لغزشوں کی بخشش کے لئے استغفار کرنے کی تلقین فرمائی بلکہ مومنوں کے لئے مغفرت طلب کرنے اور ان کے لئے بخشش کی دُعا کرنے کی نصیحت بھی فرمائی۔ جیسے فرمایا:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ (محمد:20)

ترجمہ: اور اپنی لغزش کی بخشش طلب کر۔

پھر فرمایا:

فَاعْفُ عَنْھُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَھُمْ (آل عمران:160)

ترجمہ: پس ان سے در گزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر۔

کتب احادیث میں بھی استغفار کی بہت زیادہ فضیلت اور تاکید بیان ہوئی ہے۔ بلکہ اس توبہ و استغفار کو اللہ تعالیٰ کے بارہ میں حسنِ ظن کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا کوئی آدمی جنگل بیابان میں (کھانے پینے سے لدا) گمشدہ اونٹ کے مل جانے پر خوش ہوتا ہے۔ (بخاری کتاب الدعوات)

آنحضور ﷺ سابقہ امتوں میں سے مغفرت کا یہ واقعہ بڑے ذوق و شوق سے صحابہؓ کو سُنا کر استغفار کی جہاں تلقین فرمایا کرتے تھے وہاں اپنے خدا کے رحم اور انسانیت سے پیار کے ذکر پر بھی محظوظ ہوتے تھے۔

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی نے 99 قتل کئے۔ آخر اس کے دل میں ندامت پیدا ہوئی۔ اس نے ایک بزرگ عالم سے رابطہ کر کے اس گناہ سے توبہ کے بارے میں پوچھا۔ جس نے اسے ایک تارک الدنیا زاہد کے بارہ میں بتایا۔ وہ شخص اس کے پاس آیا اور توبہ کے بارے میں پوچھا۔ اس نے جواباً کہا کہ اس شخص کی توبہ کیسے قبول ہو سکتی ہے جس نے 99 قتل کئے ہوں۔ اس پر اس شخص نے اس عابد وزاہد کو بھی قتل کر کے اپنی سنچری مکمل کی۔ پھر اسے ندامت ہوئی۔ اسے ایک اور عالم کا پتہ بتایا گیا جس سے اس نے اپنی توبہ بارے سوال کیا۔ اس عالم نے کہا کہ کیوں نہیں توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ تم فلاں ایک بزرگ کے پاس جاؤ۔ وہ عبادت اور خدمتِ دین میں مصروف ہوں گے۔ وہ انسانیت کا قاتل اس بزرگ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ آدھے راستے میں اسے موت نے آلیا۔ تب اس کے بارہ میں رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتوں نے اسے جنت لے جانے کی کوشش کی کہ اس نے توبہ کر لی تھی اور عذاب کے فرشتے یہ کہتے رہے کہ اس نے نیکی کا کوئی کام نہیں کیا۔ یہ کیسے بخشا جا سکتا ہے؟ اس پر ایک فرشتہ انسانی صورت میں نمودار ہوا جسے ان دونوں قسم کے فرشتوں نے اپنا ثالث مقرر کر لیا۔

اس نے دونوں کی باتیں سن کر کہا کہ جدھر سے یہ شخص آرہا تھا اور جدھر جارہا تھا دونوں فاصلے ناپ لیں۔ اگر طے شدہ فاصلہ زیادہ ہے تو جنت کو فرشتے لے جائیں۔ جب ناپا گیا تو منزل مقصود والا فاصلہ چھوٹا پایا گیا اور رحمت کے فرشتے اسے جنت میں لے گئے۔

(صحیح مسلم، کتاب التوبة باب قبول توبة)

بلکہ ایک روایت میں ہے کہ طے شدہ فاصلہ کم تھا۔ فرشتوں نے اسے کھینچ کر لمبا کر دیا کیونکہ یہ شخص توبہ کر چکا تھا اور خدا کو صدقِ دل سے کی گئی توبہ بہت پسند ہے۔

انسان غلطیوں کا پتلا ہے اور روزانہ انجانے میں بیسیوں غلطیاں کر جاتا ہے۔ وہ ان پر توبہ بھی کرتا ہے، استغفار بھی کرتا ہے مگر وہ غلطیاں نہ چاہتے ہوئے بھی دوبارہ سرزد ہو جاتی ہیں۔ مگر خدا غفور و رحیم ہے۔ وہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور بار بار کرتا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنی روٹین میں استغفار کو حرزِ جان بنانا چاہئے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"استغفار کے اصل معانی تو یہ ہیں کہ یہ خواہش کرنا کہ مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو یعنی میں معصوم رہوں اور دوسرے معانی جو اس کے نیچے درجے پر ہیں کہ میرے گناہ کے بدنتائج جو مجھے ملنے ہیں ان سے محفوظ رہوں" (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ 685)

پھر فرمایا:

"روحانی سرسبزی کے محفوظ اور سلامت رہنے کے لئے یا اس سرسبزی کی ترقیات کی غرض سے حقیقی زندگی کے چشمہ سے سلامتی کا پانی مانگنا۔ یہی وہ امر ہے جس کو قرآن کریم دوسرے لفظوں میں استغفار کے نام سے موسوم کرتا ہے۔" (نور الحق نمبر 1، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 357)

استغفار کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:

میرے نزدیک تو استغفار سے بڑھ کر کوئی تعویذ اور کوئی احتیاط و دوا نہیں۔ استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے سُبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے۔ استغفار بہت کرو۔ اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے دیتا ہے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل صفحہ 688)

تمام خلفاء استغفار کی طرف احبابِ جماعت کو توجہ دلاتے رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

”ہر عبادت کے بعد استغفار کا حکم ہے۔ دیکھو بڑی عبادت سجدہ ہے اور سجدہ کے بعد پڑھا جاتا ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ۔ ایسا ہی جب نماز سے فارغ ہو جائیں تو استغفار پڑھتے ہیں۔ اسی طرح بیان فرمایا کہ جب حج کی عبادت ختم ہونے کے قریب آئے تو استغفار پڑھو۔ نبی کریم ﷺ کسی مجلس سے جب اٹھتے تو (70 سے 100 بار) تک استغفار پڑھتے۔“

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 337-338)

اسلامی تعلیمات اور کتب میں استغفار اور توبہ کے فضائل اور برکات اور اہمیت سے متعلق بہت کچھ لکھا اور کہا گیا ہے۔ ایک مختصر سے مضمون اور آرٹیکل میں ان سب کا بیان تو بہت مشکل ہے۔ یہاں صرف یہ اشارۃً بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی اصطلاحات کے استعمال پر مضامین کی جو سیریز خاکسار نے شروع کر رکھی ہے اس کے مطابق اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ کو بھی ایک اسلامی اصطلاح بتا کر بار بار پڑھنے اور اپنی زندگی کا اسے حصّہ بنانے کی طرف ترغیب دلانا مقصود ہوتا ہے۔ بلاشبہ استغفار گناہوں کے مٹانے کا باعث بنتا ہے اور جب گناہ بھسم، بند ہو جائیں تو پھر انسان بے شمار برکات وفیوض کا وارث ٹھہرتا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن واحادیث میں مختلف اذکار کا ذکر ملتا ہے۔ اگر استغفار پڑھا جائے تو کیا دیگر اذکار کو نہ پڑھا جائے؟ یا کم پڑھا جائے؟ اس پر تو کوئی بحث نہیں۔ اسلامی تعلیمات میں بیان تمام اذکار کی اہمیت اپنی اپنی جگہ پر ہے اور اس کی برکات بھی انسان کو ملنے والی ہیں، ان اذکار کو ایسے ہی کہا جا سکتا ہے کہ انسان مختلف خوشبوؤں والے صابن یا لوشن سے نہاتا ہے۔ صاف ستھرے کپڑے پہنتا ہے، پھر ان پر پرفیوم بھی لگا دیتا ہے تو روحانی غسل کے لئے یہ تمام اذکار انسان کو صاف ستھرا بنانے کے لئے ہیں۔

احادیث اور کتب سلفیہ میں استغفار کے لئے مختلف الفاظ مذکور ہیں۔ اس موقع پر ایک ایسا استغفار دیا جارہا ہے جس کے ساتھ ایسے الفاظ ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں تمام دنیا اور دوسرے میں یہ الفاظ رکھ دیئے جائیں تو یہ پلڑ ابھاری ہو گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ فرمایا کرتے تھے:

”سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ ﷺ کو دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ بکثرت کہتے ہیں :سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے خبر دی ہے کہ میں جلدی ہی اپنی امت میں ایک نشانی دیکھوں گا اور جب میں اس کو دیکھ لوں تو بکثرت کہوں :سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ تو (وہ نشانی) میں دیکھ چکا ہوں۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۔ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔

جب اللہ کی نصرت اور فتح آ پہنچے (یعنی فتح مکہ) اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھ لیں تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کریں اور اس سے بخشش طلب کریں بلاشبہ وہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔“ (صحیح مسلم)

جون 2012ء میں دورہ امریکہ کے دوران ایک طالبہ نے حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پریشانیوں کے ازالہ کے حوالہ سے سوال کیا تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

”سوسائٹی میں، اپنے گھر میں، اپنے سسرال والوں کے ساتھ اور اپنے ماحول میں جو بھی بےچینیاں اور پریشانیاں پیدا ہوں وہ استغفار کرنے اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھنے سے دور کی جاسکتی ہیں۔“ (الفضل انٹرنیشنل 17 اگست 2012ء)

آج دنیا جس تکلیف دہ، مہلک و متعدی بیماری (وائرس) سے گزر رہی ہے، لاکھوں کی تعداد میں ہلاکتیں ہو چکی ہیں اور اس کے مستقبل کے بارہ میں کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ان حالات میں ہم مومنوں کا فرض ہے کہ ہم خود اپنے لئے بھی استغفار کریں، امّت مسلمہ کے لئے بھی استغفار کریں اور دنیا میں بسنے والے دیگر انسانوں کی حفاظت، صحت کے لئے دُعا گو رہیں کیونکہ یہ خدا کا کنبہ ہے اور ہم اس کا حصّہ ہیں۔ ہمیں اللہ کے کنبہ (خاندان) کے ہر فرد کے لئے دعا کرنا اپنے اوپر فرض کر لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ دنیا بھر کی انسانیت کو ہر تکلیف اور مصیبت سے محفوظ فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 اکتوبر 2021ء)

﴾123﴿

اسلامی اصطلاح مَاشَآءَاللّٰہُ کا استعمال

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم سورۃ الکہف آیت 33 تا 45 میں دو اشخاص کا ایک قصّہ بیان کیا ہے کہ ان میں ایک اپنے اُس باغ کا ذکر کرتا ہے جو کھجوروں سے لدا ہوا تھا۔ اس کے درمیان میں نہر بہتی تھی۔ جس سے وہ اپنے باغ کو پانی دیتا تھا اور ہر سال پھل حاصل کرتا تھا۔ مگر وہ اس ساری دولت پر اِتراتا ہوا دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ میں تو کبھی یہ خیال نہیں کر سکتا کہ یہ میرا باغ برباد ہو گا اور میں قیامت پر بھی یقین نہیں کرتا کہ میں کبھی اپنے رب کی طرف لوٹایا جاؤں گا۔

دوسرے شخص نے یہ تمام گفتگو سُن کر (پہلے شخص سے) کہا کہ تو اُس ذات کا انکاری ہے جس نے تمہیں مٹی اور نطفہ سے پیدا کیا اور پھر ٹھیک ٹھاک چلنے والا بنایا۔ جب تم اپنے باغ (جو خدا کی دَین (gift) ہے میں داخل ہوئے تو تُو نے مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کیوں نہ کہا کہ وہی ہو گا جو اللہ نے چاہا اور یہ کہ اللہ کے سوا کسی کو کوئی قوت حاصل نہیں۔ اگر تُو مجھے مال اور اولاد کے اعتبار سے اپنے سے کم تر دیکھ رہے ہو۔ بعید نہیں کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بڑھ کر عطا کر دے اور تیرے باغ پر آسمان سے بطور محاسبہ کوئی عذاب اُتار دے اور وہ چٹیل بنجر زمین میں بدل دے۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ باغ اُجڑ گیا اور وہ کہہ اُٹھا۔ اے کاش! میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہ ٹھہراتا۔

قرآن کریم میں بیان فرمودہ اس مثال اور دیگر متعدد احادیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ اپنے میں کوئی خوبی، نیکی، بڑائی اور دنیوی لحاظ سے کسی نعمت اور مال و دولت پا کر "مَا شَآءَ اللّٰہُ" کے الفاظ کہنے چاہئیں ایسا کرنے سے اللہ مزید دیتا ہے۔ ہم نے ایشیائی ممالک میں اکثر دیکھا ہے کہ خوبصورت کوٹھی کی پیشانی پر یا کار کی پُشت پر مَا شَآءَ اللّٰہُ لکھا ہوتا ہے۔ جو راہ گزر اس کوٹھی کے

پاس سے گزرتا ہے مَا شَآءَاللّٰہُ کہہ کر مالک مکان کو دُعا دے جاتا ہے یا گاڑی پر مَا شَآءَاللّٰہُ دیکھ اور پڑھ کر کار کے لئے مالک کے لئے دُعا ہو جاتی ہے۔

اس میں یہ بھی سبق ہے کہ کسی میں کوئی نیکی اور بھلائی یا دنیوی لحاظ سے کوئی نعمت دیکھ کر حسد کرنے کی بجائے رشک کرتے ہوئے دعائیہ کلمات ''مَا شَآءَاللّٰہُ'' کہنے چاہئیں اور اس نیکی، خوبی یا اس نعمت کے لئے دُعا بھی کرنی چاہئے۔

انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہئے۔ اس کی طرف جھکنا چاہئے۔ اس کی طرف سے ملنے والی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ لیکن بعض لوگ اپنے مال و منال و دولت پر گھمنڈ شروع کر دیتے ہیں۔ تکبر سے کام لیتے ہیں۔ جس کا انجام بہت بھیانک بلکہ جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اکڑ کر، اِترا کر چلنے سے منع فرمایا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ (مسلم کتاب الایمان)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کبر، غرور اور گھمنڈ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اسی تسلسل میں خود نمائی، خود بینی بھی آتی ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں۔ بلکہ کسی مبالغہ آمیز طریق پر تعریف کرنا بھی منع ہے جو ہمارے معاشرہ کا حصہ ہے۔ ہم اپنے Boss کو خوش کرنے کے لئے اس کی ایسی ایسی باتوں کی تعریف کر جاتے ہیں جو بالعموم اس کے اندر نہیں ہوتیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے سامنے کسی شخص کی مبالغہ آمیز حد تک تعریف کی تو حضورؐ نے فرمایا تم نے اس کو ہلاک کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا تم نے اس کی گردن ہی کاٹ ڈالی۔ اس قسم کی مدح سے آپ نے منع فرمایا کہ جس سے ممدوح کے اندر عُجب اور خود بینی کے جراثیم جنم لیتے ہیں۔ پس انسان کو اپنے اندر نیکی کو اپنی کوشش کا نتیجہ نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خدا نے جو دیا ہے اس پر اِتراؤ مت۔ (الحدید)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مندرجہ بالا سورۃ الکہف کی آیات کی تفسیر میں اس مثال میں موجود دوسرے شخص کو مسلمان قرار دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

''مسلمان کے دل میں پھر بھی ہمدردی ہے وہ اِسے کہتا ہے کہ کیوں تو نے باغ میں داخل ہوتے ہوئے یہ نہ کہا کہ سب قوت اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور اپنے آپ کو طاقتور سمجھا''

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 453)

اسلامی اصطلاح مَاشَآءَاللّٰہُ کا استعمال

اسلامی اصطلاحات میں سے ایک ''اِنْ شَآءَ اللّٰہُ'' کے الفاظ ہیں۔ جو آئندہ کوئی کام کرنے سے قبل کہنے کا حکم ہے کہ اگر اللہ نے چاہا یا اگر اللہ کو جو منظور ہوا تو یہ کام انجام پائے گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ الکہف 24-25 میں مومنوں سے یوں مخاطب ہوا ہے۔

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۔ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ ۚ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۔ (الکہف:24۔25)

اور ہر گز کسی چیز سے متعلق یہ نہ کہا کر کہ میں کل اسے ضرور کروں گا۔ سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔ اور جب تُو بھول جائے تو اپنے ربّ کو یاد کیا کر اور کہہ دے کہ بعید نہیں کہ میرا ربّ اس سے زیادہ درست بات کی طرف میری راہنمائی کر دے۔

ان آیات کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ: جہاں کہیں خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا خیال نہ ہو۔ نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ سب سے پہلی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی ہے۔ جنہوں نے اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (یوسف:13) اِنَّا لَہٗ لَنَاصِحُوْنَ (یوسف:12) اِنَّا لَفَاعِلُوْنَ (یوسف:62) وغیرہ الفاظ کے ساتھ دعویٰ کیا۔ مگر کہیں وفا نہ ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان 10 مارچ 1910ء)

اس سے بڑھ کر دُکھ کی کہانی ایک ہے۔ حضرت داوٗد اور حضرت سلیمان علیہما الصلوٰۃ و السلام کے نام سے عام مسلمان واقف ہیں۔ مگر سلیمان علیہ السلام کے بیٹے کے نام کی وہ شہرت نہیں جو باپ دادا کی ہے۔ اور پوتے کا نام قریباً معدوم ہے۔ حدیث میں اس راز کا ذکر ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک دفعہ کہا تھا کہ میری بیویاں بہت ہیں۔ ان سے بڑی اولاد اور عظیم الشان لوگ پیدا ہوں گے۔ اس دعویٰ کے ساتھ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ نہ کہا۔ نتیجہ خراب ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی اپنی ہجرت کے ارادے کو ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ کہہ لو۔ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 10-11)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر ان الفاظ کا استعمال انبیاء علیہم السلام اور ان کی اقوام کی طرف کیا ہے جیسے سورۃ البقرہ آیت 71 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا کہ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ لَمُھْتَدُوْنَ اور ہم یقیناً اِنْ شَآءَ اللّٰہُ ضرور ہدایت پانے والے ہیں۔ سورۃ یوسف آیت 100 میں حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ اور سورۃ الکہف آیت 70 حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ صَابِرًا اور سورۃ القصص آیت 28 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خُسر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب ہو کر فرمایا سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔

احادیث سے بھی ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ رسول بھی اِنْ شَآءَ اللّٰہُ لکھتے، بولتے اور پڑھتے تھے۔

ترمذی کی روایت ہے کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَی الْیَمِیْنِ فَقَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فَلَا حِنْثَ عَلَیْہِ (ترمذی، حدیث 1451)

کہ جو قسم کھا کر حلف لے تو وہ اِنْ شَآءَ اللّٰہِ کہے۔ اس پر کوئی گناہ نہیں۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ہر نبی کسی اہم امر کی طرف دعوت دیتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اِنْ شَآءَ اللہُ ایسی دعوت کی طرف امت کو بلاؤں جو قیامت کے روز میری امت کے لئے شفاعت کا موجب ہو۔

(صحیح مسلم، حدیث 295)

اور ایک حدیث کے مطابق آنحضرت ﷺ نے کسی سے مخاطب ہو کر فرمایا سَاَفْعَلُ اِنْ شَآءَ اللہُ۔ (صحیح بخاری، حدیث 407)

کہ اگر اللہ نے چاہا میں ایسا ضرور کروں گا۔

سو یہ مقدس کلمہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی آئندہ آنے والے وقت میں کام کرنے کا کوئی منصوبہ بنا رہا ہو تو وہ اِنْ شَآءَ اللہُ کہہ کر اس کام کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کرے۔ انسان ہر حالت میں کمزور ناتواں اور dependent ہے۔ اسے ہرگز اپنے وجود پر انحصار نہیں کرنا چاہئے بلکہ خدائے عزوجل کی طرف منسوب کر کے اُسی سے مدد طلب کرنی چاہئے۔ بلکہ قرآن کریم میں یہاں تک ہدایت ملتی ہے کہ اگر اِنْ شَآءَ اللہُ کہنا بھول جائے تو یاد آنے پر کہہ لیا کرو۔

(الکہف:25)

اس قرآنی حکم کی اتباع اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت اور تعلیم کی پیروی میں اس مبارک اسلامی اصطلاح کو رواج دینا اور بولتے، گفتگو کرتے یا لکھتے وقت اگر مستقبل کے حوالہ سے کسی کام کا ذکر کرنا ہو تو ”اِنْ شَآءَ اللہُ“ کا لفظ استعمال کرنا چاہئے۔ احادیث میں آتا ہے کہ قرآن کریم کا ایک حرف بولنے اور پڑھنے سے 10 نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور 10 بُرائیاں مٹائی جاتی ہیں تو ”اِنْ شَآءَ اللہُ“ میں 9 حروف استعمال ہوئے ہیں اس قول نبوی کے مطابق ”اِنْ شَآءَ اللہُ“ کہنے سے 90 نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور 90 بدیاں دور ہوتی ہیں اور بدیاں مٹائی جانی بھی دراصل نیکی ہی ہیں یوں 180 نیکیاں انسان کما سکتا ہے۔

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بولتے وقت تو درست طریق پر بولا جاتا ہے لیکن لکھتے وقت غلط العام طریق رواج پا گیا ہے یعنی لوگ ”انشاءاللّٰہ“ لکھ دیتے ہیں۔ جو غلط ہے۔ قرآن کریم میں اور احادیث میں ہمیشہ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ ہی لکھا گیا ہے۔ یعنی الف، نون الگ اور ش، اور ء الگ سے۔ جس طرح آنحضور ﷺ نے لکھا ہے اُسی طریق پر لکھنا چاہئے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 اکتوبر 2021ء)

﴿125﴾

یادوں کے دریچے

(مصنف۔ منور احمد خورشید تبصرہ بر کتاب)

مصنف کتاب ہٰذا جناب منور احمد خورشید آف لندن نے اپنے آبائی گاؤں فتح پور ضلع گجرات پاکستان کا تعارف کرواتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ ہمارے گاؤں کے قریب ایک ندی بہتی تھی جس کا پانی اتنا شفاف تھا کہ اس میں سورج منعکس ہو کر نظر آتا تھا۔ اس مادی ندی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک روحانی ندی بھی جاری کی۔ جس کا مبداء حضرت سید محمود احمد شاہؓ تھے۔ جنہوں نے قادیان جا کر حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس روحانی ندی سے ایک رستہ (راجباہ) حضرت میاں عبدالکریمؓ تھے۔ جن کے نسل کے ایک چشم و چراغ مکرم مولانا منور احمد خورشید مصنف یادوں کے دریچے ہیں جو اپنے نام خورشید کے حوالہ سے جماعت احمدیہ کی بہتی چھالیں مارتی ندی میں منعکس ہو کر منور بن کر دنیا بھر میں احمدیت کا نور پھیلانے کا مؤجب بنے۔

مکرم خورشید صاحب نے اپنی یہ کتاب دو دفعہ مجھے بجھوائی۔ پہلی دفعہ نام تجویز کرنے کے لئے اور دوسری بار تبصرہ اور رائے دینے کے لئے۔ خاکسار نے ہر دو بار اس کتاب کو جستہ جستہ اور پھر تفصیل سے پڑھا۔ واقعتاً یہ کتاب یادوں کے دریچے کا حق ادا کر رہی ہے کیونکہ اس کتاب کو پڑھ کر دو باتیں فوراً ذہن میں ابھرتی ہیں۔ اوّل یا تو مولانا منور احمد خورشید کا حافظہ بلا کا ہے کہ زندگی میں بیتے واقعات کو ایسے حسین انداز میں یکجا کیا ہے کہ رشک آتا ہے۔ اور یا مولانا خورشید کو ڈائری لکھنے کی ایسی پختہ عادت ہے جو ایک مربّی کا حسن ہے۔ خلفائے کرام بھی گاہے بگاہے مبلغین و مربّیان کو ڈائری لکھنے کی طرف توجہ دلاتے رہے ہیں۔ جو مربیان کو اپنی سمت درست کرنے اور کوتاہیوں و

کمزوریوں پر قابو پانے کے کام آتی ہے۔ لاریب مکرم خورشید صاحب کا یہ کام باقی مربیان کے لئے قابل تقلید ہے۔

موصوف اس سے قبل ارض بلال کے نام سے اپنی کتاب میں افریقہ میں اپنی یادوں کو جمع کر چکے ہیں۔ اور 400 صفحات پر مشتمل اس ضخیم کتاب میں پاکستان میں میدان عمل کی یادیں اور افریقہ کی ایمان افروز یادوں کو یکجا کیا ہے۔ یہ یادیں ایک قاری کے لئے ایمان وعلوم کو بڑھانے کا مؤجب ہوں گی۔ قادیان سے ایک آواز اللہ، اس کے رسول و قرآن کے نام کو بلند کرنے کے لئے جاری ہوئی اور 130 سالوں میں یہ آواز 20 کروڑ سے زائد آوازوں میں تبدیل ہو گئیں۔ ان میں سے تیس ممالک میں بسنے والے احمدیوں کی ایمان افروز داستانیں اس کتاب کا حصہ ہیں۔ موصوف نے قرآنی آیات، احادیث، محاوروں اور اشعار کا استعمال بطور عنوان بہت بر محل اور باموقع کیا ہے۔ نیز سبق آموز کہاوتوں اور کہانیوں کا اپنے ساتھ بیتے واقعات میں ایڈجسٹ کرنا موصوف کا ہی خاصہ معلوم ہوتا ہے۔

میں نے اپنی رائے کے لئے ایمان کو جلا بخشنے والے بہت سے واقعات قارئین کے لئے اس کتاب سے نوٹ کئے تھے۔ مگر طوالت کے باعث ان کا ذکر مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ تاہم جماعت احمدیہ اور مشاہیر احمدیت کے متعلق چند ایک ریمارکس دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

ایک غیر احمدی نے قریشی احمد شفیع آف میانوالی کے متعلق کہا کہ اگر مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو بخدا تمہارا مقام صحابہ کا ہے۔ (صفحہ 167)

ایک فون آپریٹر نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات کی اطلاع کی کنفرمیشن پر کہا۔ بزرگ سب کے سانجھے ہوتے ہیں اور فون کے پیسے نہ لئے۔ (صفحہ 196)

ایک غیر احمدی ڈاکٹر نے ڈاکٹر عبدالسلام کو یوں خراج تحسین پیش کیا۔ ہم سب مسلمانوں کو اسلام کے اس بطل جلیل پر فخر ہے۔ (صفحہ 245)

پروفیسر کابا نے کہا:

اس صدی میں جو آدمی ڈاکٹر عبد السلام کے بارے میں نہیں جانتا۔ میرے نزدیک تو وہ انسان کہلانے کا بھی حقدار نہیں ہے۔ (صفحہ 313)

مکرم منور احمد خورشید خاکسار سے جامعہ میں تین سال سینئر تھے۔ جامعہ میں بھی ملاقات ہوتی رہی۔ پھر دارالبرکات میں طلبہ جامعہ کی رہائش گاہ کہکشاں ہاؤس میں بھی علیک سلیک رہی۔ مگر فیلڈ میں میری ان سے پہلی ملاقات کھاریاں احمدیہ مسجد میں ہوئی۔ ان کو میں نے فل فارم میں دیکھا۔ اور اب ان کی دونوں تصانیف پڑھ کر ان کے جوہر دیکھنے کو ملے۔ ان کی کتاب میں درج ان کی خوبیاں پڑھ کر خاکسار کے لبوں پر یہ دعا رہی کہ اے اللہ! موصوف کی قربانیوں کو قبول فرما۔ ان کو اجر عظیم عطا فرما اور آپ کی اس تصنیف کو نافع الناس بنا۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 اکتوبر 2021ء)

﴿125﴾

ایک اندوہناک حادثہ میں وفات

مکرم ڈاکٹر مرزا نبیر احمد (ہارٹ اسپیشلسٹ) ابن مکرم کرنل (ر) نصیر احمد امریکہ میں ایک کار حادثہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی اہلیہ محترمہ شدید زخمی حالت میں ہسپتال میں داخل ہیں۔ مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف 35 برس کے تھے۔ آپ ملواکی وسکانسن، امریکہ کے قائد مجلس خدام الاحمدیہ تھے اور نہایت مخلص اور مالی و وقت کی قربانی کرنے والے تھے۔ آپ ڈپٹی میاں شریف احمد مرحوم کے پوتے تھے۔

مرحوم موصی تھے اور مجلس خدام الاحمدیہ میں مختلف پوزیشنز میں لوکل، ریجنل اور نیشنل سطح پر خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ آپ کی بیگم نے ابھی حال ہی میں جاپان سے اپنے میاں کو فالو کیا تھا اور کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ نے اپنے پیچھے اپنی زخمی اہلیہ کے علاوہ والدین، دو بھائی اور ایک بہن یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے اور پسماندگان کے صبر جمیل کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز قارئین دعا کریں اللہ تعالیٰ اہلیہ محترمہ کو جلد کامل صحت عطا کرے آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 اکتوبر 2021ء)

《126》

اسلامی اصطلاح۔ جزاك الله خيرا کا استعمال

اسلام نے ایک مومن کو جو آداب سکھائے ہیں ان میں سے ایک ادب شکر گزاری یا شکر بجا آوری بھی ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور دوسرا اپنے معاشرہ میں ایک دوسرے کے احسانات کا شکر ادا کرنا ہے۔

جہاں تک اپنے رب کائنات کی نعمتوں کا ذکر ہے۔اس میں دو قسم کی نعمتیں ہیں ایک تو صفت "الرحمٰن "کے تحت بن مانگی نعمتیں ہیں جیسے ہوا، پانی، زمین و آسمان اور دوسری صفت "الرحیم "کے تحت اللہ تعالیٰ سے مانگی گئی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر شکر نعمت کا ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ النمل کے مطابق شکر کرنے کا فائدہ اپنے نفس کے لئے ہے۔

پھر سورۃ ابراہیم آیت 8 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

کہ اگر تم شکر ادا کروگے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا۔ سورۃ النمل آیت 20 میں اللہ تعالیٰ نے شکر ادا کرنے کی دُعا بھی سکھلا دی جو ان الفاظ میں ہے۔

رَبِّ أَوْزِعْنِيٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيٓ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصّٰلِحِينَ (النمل:20)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں۔ اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

اور سب سے بڑھ کر سورۃ لقمان میں لقمان کی اپنے بیٹے کو نصائح میں سے ایک نصیحت شکر کی نعمت ہے۔ جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس کے بعد انسان کو شکر کی طرف متوجہ فرمایا گیا ہے جو اس سورۃ کریمہ میں ایک مرکزی اہمیت رکھتا ہے۔ بار بار حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو شکر کی نصیحت فرماتے ہیں۔ پس حضرت لقمانؑ کو جو حکمت عطا ہوئی اس کا مرکزی نکتہ ہی شکر الٰہی ہے جس سے ان کی نصیحت کا آغاز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی تو کوئی انتہا ہی نہیں جس نے زمین اور آسمان اور اس میں مخفی تمام طاقتوں کو انسان کی نشوونما کے لئے مسخر کر دیا حتّٰی کہ کائنات کے کنارے پر واقع گیلیکسیز (Galaxies) بھی انسان میں مخفی طاقتوں پر کچھ نہ کچھ اثر ضرور ڈال رہی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اس کائنات کا کوئی علم نہیں رکھتے اور اپنی لاعلمی کے باوجود بڑھ بڑھ کر اللہ تعالیٰ پر باتیں بناتے ہیں۔ ان کے پاس نہ کوئی ہدایت ہے اور نہ کوئی روشن کتاب ہے جس میں شرک کی تعلیم دی گئی ہو۔ (قرآن کریم مترجم حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 710)

اللہ تعالیٰ کے شکر کی بجاآوری کے لئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے الفاظ یا دیگر تسبیحات استعمال ہوتے ہیں۔ جبکہ انسان کے انسان پر احسانات کے لئے مختلف زبانوں میں مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

جیسے انگریزی زبان میں thanks اور thank you اور اردو میں شکریہ، عربی میں جَزَاکَ اللّٰہُ یا شُکْرًا جَزِیْلاً کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ (الترمذی)

کہ جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا۔ اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔

عربی چونکہ امّ الالسنۃ ہے اور ہمارے بہت ہی پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان ہے اور اللہ کا کلام بھی اسی زبان میں نازل ہوا ہے اس لئے عربی میں جَزَاکَ اللّٰہُ کو رواج دینا چاہئے۔ اگر ہم اس حوالہ سے احادیث کے دریچہ میں جھانکیں تو سب سے بہتر دُعا جو آنحضور ﷺ دیا کرتے تھے وہ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْراً کے الفاظ میں ہے جس کے معنیٰ ہیں اللہ تم کو بہتر بدلا دے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَآءِ

(الترمذی)

کہ جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی اور اس نے بھلائی کرنے والے سے جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْراً کہا تو اس نے اس کی تعریف کی انتہاء کر دی۔

بعض لوگ جَزَاکَ اللّٰہُ کے ساتھ اَحْسَنَ الْجَزَآء، اَطْیَبُ الْجَزَآء، اَجْزَءَ الْجَزَآء، اَخْیَرَ الْجَزَآء کے الفاظ استعمال کرنا مستحب سمجھتے ہیں۔ جیسے ایک دفعہ آنحضور ﷺ صحابہ کرام میں کھجوریں تقسیم کر رہے تھے۔ اس وقت حضرت اسید بن حضیرؓ نے آپؐ کا شکریہ ''جَزَاکَ اللّٰہُ اَطْیَبُ الْجَزَآءِ '' کے الفاظ میں ادا کیا جس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا:

فَجَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْراً اَجْزَءَ الْجَزَآءِ وَاَطْیَبُ الْجَزَآءِ (المستدرک)

اگر کسی عورت کو یہ دُعا دینی ہو تو اسے کاف پر زیر کے ساتھ جَزَاکِ اللّٰہُ کہیں گے۔

اس مسنون طریق کو رواج دینا چاہئے۔ ہمارے یہاں لندن میں خلافت کی برکت سے ''جَزَاکَ اللہ '' کہنے کا بہت رواج ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ، thank you یا شکریہ بہت کم کہا جاتا ہے۔ معمولی سے معمولی احسان پر چھوٹا بڑا جَزَاکَ اللّٰہُ یا جَزَاکُمُ اللّٰہُ کے الفاظ استعمال کرتا ہے جو بہت خوش آئند بات ہے۔

ایشائی معاشرے میں ہمیں دوسروں کی نقل اُتارنے کا بہت شوق رہتا ہے۔ بالخصوص انگریزی کی نقل میں انگلش بولنے کا اور ہم thanks, thank you کے الفاظ استعمال کرتے ہیں بلکہ سوشل میڈیا میں تو مخفف کرکے Thx بھی لکھ دیا جاتا ہے۔ اگر نقل کرنی ہے تو کیوں نہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کریں جو جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً کے الفاظ استعمال فرمایا کرتے تھے۔

یہ فقرہ ہمارے معاشرے میں اس حد تک مستعمل ہونا چاہئے کہ ایم ٹی اے پر حضور کا خطبہ سنیں، درس سنیں، تقریر سنیں تو ہمیں جَزَاكَ اللّٰهُ یا سَیِّدِیْ کہنا چاہئے۔ اپنی مساجد میں خطبہ سنیں درس سنیں کوئی نیکی کی بات سنیں تو سب کو ان الفاظ میں دعا دینی چاہئے۔ ہم نے بالعموم دیکھا ہے کہ واٹس ایپ یا سوشل میڈیا پر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بار بار میسج کرکے لوگوں سے منگواتے ہیں مگر جب ان کو وہ چیز یا لیٹر کسی طرف سے مل جاتا ہے تو چپ سادھ لیتے ہیں۔ یا صرف jzk لکھ دیتے ہیں ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ایک دعا ہے اور اس کا مخفف بنانا ٹھیک نہیں، اگر رومن انگریزی میں لکھنا ہو تو JazakAllah لکھنا چاہئے۔ اور A کیپیٹل ہی ہو کیونکہ یہ اللہ کا نام ہے اور اللہ کے سارے نام بڑے حروف میں ہی لکھے جاتے ہیں۔ ایک اور بات یاد رکھیں کہ اگر آپ کو کوئی جَزَاكَ اللّٰهُ کہے تو جواب میں آمین کہیں اگر لکھ کر جواب دینا ہو تو بھی یہی لکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی اصطلاحات کو اپنانے اور اپنے زیر استعمال رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 اکتوبر 2021ء)

﴿127﴾

والدین سے حسنِ سلوک

؎ سب سے ٹھنڈی چھاؤں جو دنیا میں ہے وہ ماں کی ہے
عرش تک کو جو ہلا دے وہ دعا ماں کی ہے

میرے والد محترم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی مرحوم کی بہشتی مقبرہ میں تدفین اور قبر تیار ہونے پر دعا کے بعد حسب دستور تعزیت کے لئے دوست احباب میرے اور میرے بھائیوں کے ارد گرد جمع تھے اور اپنے اپنے رنگ میں دکھ اور افسوس کا اظہار کر رہے تھے۔ اتنے میں 20،22 برس کی عمر کا ایک گبرو جوان بہت بڑے ہجوم میں سے نمودار ہو کر آگے بڑھا اور مجھ سے معانقہ کرتے ہوئے یوں اظہار افسوس کیا کہ ”دروازے کے دوپٹ (کواڑ، تختے) ہوتے ہیں جن کی وجہ سے روشنی اور تازہ ہوا سے ہم مستفیض ہوتے ہیں۔ آپ کے گھر کے دروازہ کا ایک پٹ بند ہوا اور دوسرا پٹ یعنی ماں کا ابھی کھلا ہے (غالباً اس نوجوان کو میری والدہ کے اُس وقت حیات ہونے کا علم تھا) اس نوجوان نے مزید کہا کہ اس پٹ سے جتنی روشنی اور تازہ ہوا لے سکتے ہو لے لو“

اس نیک اور صالح نوجوان کو نہ میں اس وقت جانتا تھا اور اب 28 برس گزرنے پر بھی نہ اس سے شناسائی ہوئی اور نہ ہی اب تک اس کا چہرہ مستحضر رہا ہے لیکن وہ جو عظیم پیغام مجھے دے گیا وہ کالنقش فی الحجر کی طرح نہ صرف مجھے آج بھی دماغ کی سلیٹ پر یاد ہے بلکہ فولادی میخ کی طرح وہ میرے قلب وذہن میں پیوست ہو گیا ہے۔ لاریب میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا سبق تھا۔ میری والدہ محترمہ مریم صدیقہ بھی ابا جان کی وفات کے بعد لمبا عرصہ زندہ نہ رہ سکیں اور تین سال کے عرصہ میں ہم سب کو داغ مفارقت دے گئیں۔ اور میں ان کی خدمت کرنے کے اعزاز اور سنہری موقع سے جلد محروم ہو گیا۔ دعاؤں کے خزانے اور کڑی دھوپ

میں گھنی چھاؤں جیسے والدین کے وجود سے ہم محروم ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم والدین کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں ان کے درجات بلند سے بلند کرتا چلا جائے۔ آمین

خاکسار کو آج کل بحیثیت ایڈیٹر قارئین الفضل آن لائن لندن کی طرف سے ان کے مرحوم والدین کی یاد میں بے شمار مضامین بغرض اشاعت ملتے رہتے ہیں اور آج اتفاق سے ایک اطلاع ماں کی وفات کے علاوہ چار مضامین یادرفتگان کے تحت ماؤں کی محبت و شفقت اور ان کے احسانات کے تذکرہ پر ملے ہیں۔ ان مضامین کے مطالعہ کے بعد میری آنکھوں میں نمی سی آگئی اور مجھے میرے امی ابا بہت یاد آئے۔ ان کی میرے ساتھ انوکھی اور یادگیری محبت اور میری تعلیم وتربیت کے لئے ان کے بڑے بڑے منصوبے اور ان کو پورا کرنے کے جتن انگڑائی لے کر ایک ایک کرکے میرے سامنے دوزانوں کھڑے ہوکر والدین کی مغفرت اور بلندی درجات کی دہائی دے کر فریاد کرنے لگے۔ اور اس نوجوان کا دیاہوا سبق بھی یادوں کے دریچوں سے نکل کر آسامنے کھڑا ہوا۔ سچ پوچھیں تو یہ سب کچھ محسوس کرکے میں اپنے والدین کے لئے دعا کئے بنا رہ نہ سکا اور اس موقع پر دنیا بھر کے مرحوم والدین کی مغفرت کے لئے بھی دل کی گہرائیوں سے دعا نکلی۔ اور جن کے گھروں کے یہ دونوں پٹ یا ایک کھلا ہے تو ان کو اسلامی تعلیم کی روشنی میں خدمتِ والدین کی طرف توجہ دلائی جاسکتی ہے۔ جن احباب وخواتین کے والدین حیات ہیں اللہ تعالیٰ ان شفیق والدین کا رحمت اور محبت بھرا سایہ تادیر ان کے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

ویسے تو خاندان میں تمام رشتے ہی قابل قدر اور عزت واحترام والے ہیں لیکن اولاد کے لیے والدین کا رشتہ ایک ایسا پیار بھرا، قابل احترام اور وفا سے بھرپور رشتہ ہے جس کی دنیا کے دیگر رشتوں میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی توحید کے بعد والدین کی اطاعت وفرمانبرداری اور ان سے احسان کی تعلیم دی ہے اور ایک مقام پر اپنے شکر کے ساتھ ماں باپ کے شکر کو باندھ دیا ہے۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی وجود کو جب دنیا میں لانے کا حکم دیتا ہے تو والدین اس وجود کو دنیا میں لانے کا نہ صرف باعث بنتے ہیں بلکہ دنیا میں رہنے کے قابل بھی بناتے ہیں۔

اس مضمون کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جب آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ کیا میں آپ کو سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ تو وہاں بھی آپ نے شرک کے بعد والدین کی نافرمانی کا ذکر فرمایا۔

اسی طرح ایک اور موقع پر آپ نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب اعمال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ وقت پر نماز ادا کرنا، والدین کے ساتھ نیکی اور حسنِ سلوک کرنا۔ ایک اور موقع پر اس شخص کو بد قسمت قرار دیا ہے جس نے رمضان کے روزے نہ رکھے اور والدین کی عزت نہ کی۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا تعلق یمن سے تھا۔ وہ اپنی بوڑھی والدہ کی خدمت کی وجہ سے مدینہ آکر آنحضور ﷺ کی بیعت نہ کر سکے تو آپ ﷺ نے ایک دفعہ یمن کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ مجھے اس طرف سے رحمٰن خدا کی خوشبو آتی ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ دیکھو! اویس، اپنی والدہ کی خدمت کی وجہ سے میری زیارت نہیں کر سکا۔ اس لیے آپ جب اسے ملیں تو میرا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ'' کہنا۔ والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری سے جنت کی بشارت دی جاتی ہے۔ مشکلات دُور ہوتی ہیں۔ انسان کو پر سکون زندگی ملتی ہے۔ رزق اور عمر میں برکت ملتی ہے۔ ایک دفعہ کچھ لوگ ایک غار میں پھنس گئے ان میں سے ایک نے اپنے خدا سے عرض کی کہ خدایا! میں اپنے والد کے سرہانے دودھ لے کر کھڑا رہتا ہوں کہ ان کی نیند خراب نہ ہو یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے اس نیکی کے صدقے یہ پتھر ہٹا دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی کے بدلے پتھر سرکا دیا۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ والد جنت کے دروازوں میں سے ایک بہترین دروازہ ہے اور ایک دفعہ فرمایا کہ خدا کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور خدا کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

پس ہم سب کو چاہیے کہ ہم اپنے والدین سے حسن سلوک کریں تا اللہ ہم سے راضی ہو اور ہم جنت کے باغات کی ہوائیں لے سکیں۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا

یعنی: اے میرے رب! ان پر مہربانی فرما کیونکہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔ (بنی اسرائیل:25)

اللہ تعالیٰ ان کو اپنے والدین سے صحیح رنگ میں نرم دلی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن کے والدین یا ان میں سے ایک حیات ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے والدین کے درجات کی بلندی کی دعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن کے سروں سے یہ ٹھنڈی چھاؤں اُٹھ گئی ہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 اکتوبر 2021ء)

﴿128﴾

ربوہ، ربوہ ای اے

نوٹ از ایڈیٹر: تین سال قبل خاکسار کی ایک تحریر پیارے حضور کی نظروں سے گزری جس میں حضور کا بھی کچھ ذکر تھا۔ دو روز بعد ایک نجی ملاقات میں حضور نے جہاں نفس مضمون پر خوشنودی کا اظہار فرمایا وہاں مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "میرے متعلق کچھ لکھیں تو دکھلا لیا کریں"

اس ہدایت کے پیش نظر خاکسار نے اپنی ایک تازہ تحریر "ربوہ، ربوہ ای اے" بغرض ملاحظہ، دعا اور الفضل میں اشاعت کی اجازت کے لئے حضور کی خدمت میں بھجوائی (تحریر کا پس منظر مضمون کی ابتداء میں درج ہے) تو حضور نے بعد ملاحظہ خاکسار کو تحریر فرمایا۔ کہ

"آپ نے میری ہدایت" پھر کیا کھائیں۔ اعتدال ضروری ہے "اور ربوہ کی تاریخ پر جو مضامین لکھ کر بھجوائے ہیں وہ مل گئے ہیں۔ ماشاء اللہ آپ نے ان پر بڑی محنت کی ہے اور دونوں کے نفس مضمون کو بیان کرنے کے لئے ایک اچھی کوشش کی ہے۔ اللہ قبول فرمائے۔ اگر آپ ان مضامین کو الفضل میں شائع کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے اور آپ کے علم و عرفان میں مزید برکتیں ڈالے۔ آمین"

قارئین کرام! حضور کی اس اجازت پر ربوہ کی یاداشتوں پر مشتمل یہ مائدہ ایک ہی قسط میں یکجائی طور پر دعا کی درخواست کے ساتھ حوالہ قارئین کیا جا رہا ہے۔ اللہ قبول فرمائے۔

حضور کے خط میں بیان دوسری تحریر مورخہ 16 اکتوبر کو حوالہ قارئین کی جا چکی ہے۔

مؤرخہ 30 اگست 2021ء کو خاکسار اور خاکسار کی اہلیہ محترمہ کی حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک نجی ملاقات میں ربوہ کی یاد اور گلی کوچوں کے تذکرہ کی بات چل نکلی تو پیارے حضور نے جذباتی انداز میں فرمایا۔

”لوگ کہتے ہیں کہ لاہور، لاہور اے۔ پر ربوہ، ربوہ ای اے“

پیارے امام کی زبان مبارک سے اردو اور پنجابی میں ملے جُلے فقرے بالخصوص ”ربوہ، ربوہ ای اے“ سُن کر ہم دونوں بہت محظوظ ہوئے۔ ملاقات ابھی جاری تھی کہ میرے ذہن میں مرحوم و مغفور آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل دو اشعار گردشکرنے لگے جس سے خلیفۃ المسیح کی ربوہ سے اداسی عیاں ہے۔

پیغام آرہے ہیں کہ مسکن اُداس ہے
طائر کے بعد اُس کا نشیمن اُداس ہے

اک باغباں کی یاد میں سرو و سمن اُداس ہے
اہلِ چمن فسردہ ہیں گلشن اُداس ہے

اور ساتھ ہی ایک ہفتہ قبل جرمنی کے خدام سے ورچوئیل ملاقات کی طرف دھیان چلا گیا۔ جس میں ایک نوجوان نے حضور پُر نور سے سوال کیا تھا کہ حضور! اگر آپ کو اللہ تعالیٰ واپس ربوہ جانے کا موقع دے تو آپ سب سے پہلے کہاں جانا پسند کریں گے تو حضور انور نے چند لمحات توقف فرمایا اور مسکراتے ہوئے خوش بخت نوجوان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

”موقع فراہم کرادو پھر میں تمہیں ساتھ لے جاؤں گا پھر خود ہی دیکھ لینا جا کے۔ ظاہر ہے کہ پہلے انسان جب ربوہ جاتا ہے تو جو بزرگ ہیں جن کو ہم چھوڑ کر آئے جو وہیں رہے جنہوں نے ربوہ آباد کیا۔ ان کی یادیں ہی ربوہ سے وابستہ ہیں۔ تو عموماً یہی ہوتا ہے کہ انسان سب سے پہلے ان بزرگوں کے مزاروں پر حاضری دے کر ان کے لئے دُعا کرتا ہے اور پھر پُورے شہر کے لئے دُعا کرتا ہے اور پھر اپنے کاموں میں مصروف ہو جاتا ہے۔ جس طرح ہم قادیان جاتے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر جاتے ہیں سب سے پہلے۔ کوشش بھی یہی ہوتی ہے۔ مکہ مدینہ جائیں، مدینہ جائیں تو سب سے پہلے روضہ مبارک پر جاتے ہیں تو یہاں بھی جو بزرگ دفن ہیں جنہوں

نے ربوہ کو آباد کیا اور ربوہ کو سینچا، ربوہ کو بنایا۔ سو ان کی یادیں وابستہ ہیں تو پرانے بزرگوں کی یادیں تازہ کرنے کے لئے عموماً تو یہی ہوتا ہے کہ ان کے وہاں جایا جائے دُعا کرنے کے لئے۔''

اس طرح کی بے شمار وڈیوز اور آڈیوز سوشل میڈیا پر موجود ہیں جن میں بچوں اور بچیوں، ناصرات، اطفال اور خدام نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور اب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ربوہ کے حوالہ سے سوالات کر کے خلفاء کی ربوہ میں بیتے دنوں کی یادوں کا پوچھ کر جذبات کی تاروں کو حرکت دی ہے اور بڑی ایمان افروز، روح پرور یادیں تاریخِ احمدیت کا حصہ بنی ہیں۔

کسی قوم اور خاص طور پر جماعت کی مضبوطی کے لئے مرکز کا ہونا بہت ضروری اور اہم ہوتا ہے۔ اور دنیا کی تاریخ نے یہ محفوظ کیا ہے کہ جن قوموں اور جماعتوں کے مراکز تھے اور انہوں نے ان کی عزت و تکریم کا خیال رکھا۔ ان کی حفاظت کرتے رہے۔ وہی قومیں فلاح پا گئیں۔ وہی طاقتور ہوئیں۔ انہوں نے اپنی طاقت کا لوہا دوسری قوموں سے منوایا اور زیادہ دیر تک زندہ رہ کر اپنے نام تا ابد محفوظ کروا گئیں۔

اسلامی تاریخ کو دیکھیں تو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بعد اس زمانہ کے موعود مسیح و مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے ذریعہ مشرقی دنیا میں قادیان دارالامان کے نام سے تیسرا مرکز بنا۔ جس کی عزت و توقیر جماعت احمدیہ کے ہر فرد نے نہ صرف خود کی بلکہ اوروں سے بھی کروائی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مامور زمانہ کی پیشگوئی کی بابت حضرت مصلح موعودؓ (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ) کی باون علامات میں سے ایک علامت ''تین کو چار کرنے والا ہوگا'' کو پورا کرتے ہوئے مکہ، مدینہ اور قادیان کے بعد اسلام احمدیت کے چوتھے مرکز ''ربوہ دارالہجرت'' کی بنیاد رکھی۔ جس کا تفصیل سے ذکر کرنا آج میرے قلم کا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مجھے توفیق فرمائے۔ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ O وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ O وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ O يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ...... كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا O

سر زمین ربوہ کی ہزاروں سال قبل کی حیثیت و کیفیت

ربوہ نام کی وجہ تسمیہ، زمین کی تلاش، تعمیر اور موجودہ صورتِ حال بیان کرنے سے قبل پُرانے وقتوں میں اس زمین کی دنیوی حیثیت بیان کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔

محترم مولانا دوست محمد شاہد مورّخ احمدیت نے ایک مضمون بعنوان ''سر زمین ربوہ اور اس کے ماحول کا تاریخی اور روحانی پس منظر'' میں بہت دلچسپ اور ایمان و عرفان سے بھری تحقیق رقم فرمائی ہے۔ جس کا ملخص پیش ہے۔

جھنگ کے مشہور وقائع نگار جناب بلال زبیری کے مطابق ہندو دَور میں چنیوٹ کے دوسرے کنارے کو اپنی تمدنی اور مذہبی سرگرمیوں کی آماجگاہ بنایا۔ یہاں سے سنسکرت کے قلمی نسخے بھی ملے۔ 1956ء میں ربوہ میں ڈویژنل صحافیوں کا اجلاس ہوا تھا اور جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ (حضرت) میاں بشیر الدین محمود بھی شامل تھے۔ لائل پور (آجکل فیصل آباد) کے ایک صحافی ایم ایم شیدا نے ایک مقالہ پڑھا تھا۔ جس میں انہوں نے مختلف کتابوں کے حوالے سے بتایا تھا کہ ربوہ کے مقام پر سکندرِ اعظم کے حملے سے پہلے سنسکرت یونیورسٹی تھی۔

قدیم مسلم تاریخ میں دو روایات کا تذکرہ

ایک روایت کے مطابق جرنیل محمد بن قاسم کا یہاں سے گزر ہوا اور دوسری روایت کے مطابق سلطان محمود غزنوی کی مقامی ہندو راجہ سے خونریز جنگ ہوئی تھی اور آج ان شہیدوں کی تدفین کا ذکر ان پہاڑی سلسلوں کے ساتھ ملتا ہے۔ (ہم جب چھوٹے تھے تو ہمارے بزرگ بھی ان شہیدوں کی قبروں کا ذکر کیا کرتے تھے جہاں آج کل جماعت احمدیہ کا عام قبرستان ہے اس کے اوپر پہاڑی کی طرف شمالی جانب قبروں کا سلسلہ آج بھی ملتا ہے۔ جہاں پتھر کھڑے کر کے قبروں کے نشان بنائے گئے تھے جو آج بھی وہیں موجود ہیں، اس کو کسی زمانے میں شاہی قبرستان بھی کہا جاتا تھا۔ ناقل مضمون نگار)

اولیاء اور بزرگوں کا سلسلہ سرزمین ربوہ کے ماحول میں

محترم مولانا دوست محمد شاہد، بلال زبیری ہی کی کتاب تاریخ جھنگ کا حوالہ دے کر مزید لکھتے ہیں کہ ازاں بعد یہ علاقہ شیر شاہ سوری اور اکبر جیسے بادشاہوں کے زیرِ نگین رہا اور اس سنہری دور میں سرزمین ربوہ سے متصل حضرت شاہ بو علی قلندر (1206ء۔1324ء) محو عبادت رہ کر چلہ کشی کرتے رہے اور آج بھی ان کا حجرہ مرجع خاص وعام ہے۔

اس کے علاوہ ضلع جھنگ کا علاقہ بے شمار صوفیاء و اولیاء اور اہلِ اللہ کے مزاروں سے بھرا پڑا ہے۔ جیسے حضرت مولوی محمد صدیق لالیؒ (آف لالیاں)، حضرت شاہ محمد بہلولؒ (شیخ بہلول)، حضرت شاہ عبد القادر جیلانی ثانیؒ (پیر کوٹ سدھانہ)، حضرت غازی پیرؒ (شور کوٹ)، حضرت سلطان باہو، سلطان العارفین، ندوۃ السالکین (شور کوٹ) اجل قسم کے اہلِ اللہ شامل ہیں۔

ربوہ کی نسبت تین حیرت انگیز آسمانی خبریں

1۔ حضرت مصلح موعودؓ اور بعض محبوب بندوں کو قیام ربوہ کے بارے میں خبریں دی گئیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ قادیان پر دشمن حملہ آور ہو گا۔ قادیان سے جالندھر تک خوفناک تباہی آئے گی اور لوگ نیلے گنبد یعنی آسمان تلے پناہ لیں گے۔ مسجد مبارک محفوظ رہے گی اور حضرت امام جماعت احمدیہ پہاڑوں کے دامن میں واقع ایک میدان میں نیا مرکز تعمیر کریں گے۔ یہ واقعہ پسرِ موعود سے متعلق انکشاف (1944ء) کے 5 سال بعد ہو گا۔ اس انقلاب انگیز واقعہ کے بعد خدا کا نور تمام دنیا میں جائے گا (آج ہم دیکھتے ہیں کہ بذریعہ ایم ٹی اے نور پھیل رہا ہے)۔

2۔ داتہ ضلع ہزارہ کے ایک بزرگ سید میر گل شاہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بذریعہ مکتوب یہ اطلاع دی کہ

”آج یکم رمضان شریف کی شب کو مجھے اللہ تعالیٰ نے دکھلایا۔ ایک نقشہ کاغذ کا ہے جس کی خوبصورتی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے اور اس نقشہ پر جلی قلم سے قادیان کا نام لکھا ہوا ہے اور اس

نقشہ سے اوپر کی طرف ایک اور نقشہ ہے جو کسی اور مقدس شہر کا ہے جس کا نام فدوی کو بھول گیا ہے۔" (یہ مکتوب عسل مصفّٰی از مرزا خدا بخش میں شائع شدہ ہے)

3۔ تیسری آسمانی خبر مکرم ڈاکٹر عبد السلام کے تایا جان حضرت چوہدری غلام حسین کو دی گئی۔ جب آپ نے اللہ تعالیٰ سے تین کو چار کرنے میں راز آشکار ہونے کے لئے دعائیں کیں۔ اس پر آپ کو عالمِ رؤیا میں یہ حقیقت افروز نظارہ دکھایا گیا کہ "دو پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان میدان ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصلح موعود کا جلسہ ہے اور خوب چہل پہل ہے۔ خدام کام کر رہے ہیں اور دو پہاڑوں کے درمیان ایک سڑک بنا ڈالی ہے۔" ربوہ اس خواب کی عملی تعبیر ثابت ہوا۔ (الفضل انٹر نیشنل 17 ستمبر 2019ء صفحہ 13-15)

قادیان سے ہجرت اور نئے مرکز کا قیام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "داغِ ہجرت" کی ایک عملی تعبیر تقسیم برصغیر کے وقت 1947ء میں دیکھنے کو ملی۔ جب حضرت مصلح موعودؓ کو جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز کو الوداع کہہ کر پاکستان آنا پڑا۔ جہاں کچھ عرصہ لاہور میں قیام کرنے کے بعد چک ڈھگیاں کے علاقہ پر ربوہ نام سے ایک بستی بسائی۔ اور ایک خط میں آپؓ نے فرمایا "مرکز کے بغیر کوئی جماعت نہیں رہ سکتی۔ پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ انہوں نے بے مرکز کبھی نہیں رہنا۔" (خطبہ جمعہ 15 اپریل 1949ء از خطبات محمود جلد 30 صفحہ 95)

چک ڈھگیاں

حضرت مصلح موعودؓ نے لاہور پہنچ کر مرکز کے قیام کے لئے ایک کمیٹی مقرر فرمائی جس نے پنجاب میں مختلف جگہوں کا معائنہ کیا۔ طویل بحث مباحثہ کے بعد مکرم چوہدری عزیز احمد باجوہ نے چک ڈھگیاں کے حوالہ سے یہ رپورٹ پیش کی۔

"یہ قطعہ زمین زراعت کے ناقابل، بالکل کلّر تھوہر ہے جہاں صرف ایک بوٹی "لانی" کے جو اونٹوں کا چارہ ہے اور جو خود زمین کے ناقابل زراعت ہونے کا ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ اور

کسی قسم کی سبزی، درخت وغیرہ کا وہاں نشان تک نہیں۔ بعض سرمایہ داروں نے لمبی میعاد کے پٹہ پر گورنمنٹ سے یہ زمین لے کر اس کو آباد کرنے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے۔“

(تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 286)

بظاہر یہ رپورٹ مایوس کن تھی مگر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اس سارے علاقہ کا مؤرخہ 18 اکتوبر 1947ء کو بنفسِ نفیس جائزہ فرمانے کے بعد اسے مرکز سلسلہ بنانے کے فیصلہ کا اعلان فرما دیا۔ مکہ کی طرح اس وادی غیر ذی ذرع اور بنجر وادی کو گل و گلزار اور لالہ زار بنانے کے لئے آپ نے سعی فرمائی۔ دعائیں کیں۔ وفادار صحابہ نے آپ کا ساتھ دیا اور اپنے خون و پسینہ سے اس زمین کو سینچا۔ جن میں حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگمؓ بھی شامل تھیں۔ اس زمین کے حوالے سے تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ کروڑپتی ہندو نے اِسے قابلِ کاشت بنانے کے لئے ہزارہا روپیہ صرف کیا مگر ناکامی کے سوا کچھ نہ ملا۔ جماعت احمدیہ نے اُس وقت 10 روپے فی ایکڑ کے بھاؤ پر یہ بنجر اور تھوہر زدہ 1034 ایکڑ زمین 12000 روپے میں نئے مرکز کے قیام کے لئے خرید لی اور یوں اس بے آب و گیاہ وادی کو مادی اور روحانی ہر دو معنوں میں سرسبز و شاداب بنانے کا آغاز 1948ء میں ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جلالی انداز میں ایک موقع پر فرمایا۔

”یہ خدا تعالیٰ کا ہی کام ہے کہ اس نے ہزارہا سال کے بعد اس زمین کو جس کے آباد کرنے سے لوگ عاجز آ گئے تھے اپنی پاک جماعت کے ذریعہ آباد کیا۔“

(انوار العلوم جلد 21 صفحہ 351)

ربوہ کا نام

حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ کی تجویز پر حضرت مصلح موعودؓ نے اس جگہ کو ”ربوہ“ کا نام دیا اور 20 ستمبر 1948ء دوشنبہ (پیر) کو آپ نے اس جگہ نماز ظہر با جماعت پڑھائی اور ایک خطاب فرمایا۔ اس خطاب میں حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کی وہ دعائیں جو ان دونوں بزرگ انبیاء نے مکہ کی تعمیر اور خانہ کعبہ کی بنیاد رکھتے ہوئے پڑھی تھیں، بلند آواز سے دہرائیں اور شاملین نے بھی ساتھ ساتھ دُہرایا۔ ربوہ کے چاروں کونوں اور وسط میں ایک ایک بکرے کی قربانی

دی گئی۔ (تاریخ احمدیت جلد 12 صفحہ 443) یہی وہ جگہ ہے جہاں آج کل مسجد یادگار ہے جو اب فضلِ عمر ہسپتال کے احاطہ میں شامل ہوگئی ہے۔ شاید دنیا میں مکہ کے علاوہ کوئی بستی ایسی نہ ہو جس کی آباد کاری کے لئے دو انبیاء کی مقبول دعائیں پڑھی گئی ہوں اور شاید کوئی ایسی بستی دنیا میں نہ ہو جس کی آباد کاری کے لئے چاروں اطراف بکرے بطور صدقہ ذبح کئے گئے ہوں۔ اور پیشگوئی مصلح موعودؓ کے الفاظ ”دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ“ ایک دفعہ پھر پورے ہوئے۔

میں آج کے ربوہ کا موازنہ آگے چل کر کروں گا۔ لیکن تعمیر ربوہ میں جن دشواریوں کا سامنا جماعت کو کرنا پڑا۔ اس وقت زمین کی کیا کیفیت تھی۔ اور کن مشکلات سے گزر کر اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ، بزرگ کبار صحابہ، بزرگان سلسلہ اور احبابِ جماعت کی دُعاؤں سے بھاگ لگائے۔ اور نعماء سے اس زمین کو بھر دیا۔ جس میں میٹھے پانی کی دستیابی شامل ہے۔ اس بنجر زمین پر اگر پانی نکلا تو وہ کھارا اور کڑوا پانی تھا۔ 10,9 نلکے لگ چکے تھے مگر میٹھا پانی ندارد۔ حضورؓ نے دریا کے قریب بھی بور کروایا۔ کسی حد تک میٹھا پانی دستیاب ہوا۔ مگر جلسہ سالانہ 1949ء کے اختتام پر حضورؓ کو ایک الہام کے ذریعہ جگہ بتلائی گئی بلکہ الہام کے الفاظ ”پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہا دیا“۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی تعبیر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں رگڑنے اور زمزم کے پھوٹنے سے فرمائی اور فرمایا ”پاؤں کے نیچے“ سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اسماعیل قرار دیا ہے جس طرح وہاں اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں رگڑنے سے پانی بہہ نکلا تھا اُسی طرح یہاں خدا تعالیٰ میری دُعاؤں کی وجہ سے پانی بہا دے گا۔“

(خطبہ جمعہ 22 اپریل 1949ء از خطبات محمود جلد 30 صفحہ 106-107)

سو اللہ تعالیٰ نے اس جلسہ کی برکات سے شاملین کو میٹھے پانی کا تحفہ عطا فرما دیا یعنی اس طرح اس دفعہ خدا تعالیٰ نے کہا۔ میرے بندے آئے ہیں چلو انہیں تحفہ کے طور پر میٹھا پانی ہی دے دو۔ (انوار العلوم جلد 21 صفحہ 361-362)

ربوہ کا ذکر قرآن کریم میں اور ربوہ نام کی عملی تصویر

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو مقامات پر ”ربوہ“ کے لفظ کا استعمال نہایت ہی خوبصورت اور اچھوتے معنوں میں فرمایا ہے۔ اور اگر ربوہ میں گزرنے والے واقعات اور حالات کو ان دونوں آیات پر چسپاں کریں تو ہُو بہو وہ تصویر اُبھرتی ہے جو قرآن کریم کے ہر دو مقامات بالخصوص سورۃ البقرہ آیت 266 میں بیان ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ

ترجمہ: اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کے لئے خرچ کرتے ہیں، ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اُسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو۔ اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔ (ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اس طرح سورۃ المومنون آیت 51 میں اللہ تعالیٰ حضرت مریم علیہا السلام کے ذکر میں فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ

ترجمہ: اور ابن مریم کو اور اس کی ماں کو بھی ہم نے ایک نشان بنایا تھا اور ان دونوں کو ہم نے ایک مرتفع مقام کی طرف پناہ دی جو پُر امن اور چشموں والا تھا۔

(ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اس بات پر سبھی کو اتفاق ہے اور خلفائے احمدیت اس بات کا اکثر ذکر فرما چکے ہیں کہ حضرت مریم سے مراد مریمی صفات یعنی نیک صالح، اللہ کے وفادار اور مطیع بزرگ ہیں جن کا ایک حصہ ربوہ بستی میں مقیم ہے۔

مخالفین کا اس قرآنی لفظ پر تبر

مخالفین و معاندین احمدیت جماعت کی برق رفتار ترقی سے ہمیشہ ہی ششدر اور پریشان رہے ہیں اور اس اعلائے کلمہ اللہ کو روکنے کے لئے کئی قسم کی پابندیاں لگاتے رہے۔ حتیٰ کہ ربوہ کا نام تبدیل کرنے کی ٹھانی، مطالبے کئے، جلوس نکالے، جلسے منعقد کئے۔ بالآخر پنجاب اسمبلی کے ذریعہ ظاہری طور پر نام تبدیل کروانے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن انہوں نے کئی نام تجویز کئے۔ کبھی احمد آباد، کبھی قادیان ثانی، کبھی کچھ اور کبھی کچھ، ایک نے تو مخالفت میں حد کرتے ہوئے چک ڈھگیاں نام ہی رکھنے کی تجویز دے ڈالی، جو بعض مفاد پرست عناصر کی طرف سے بری طرح رد کر دی گئی۔ انہی میں سے بعض مولوی مخالفت بھی کرتے رہے کہ اگر قادیان ثانی نام رکھا تو ایک قادیان کی آواز تو ہم پوری کوششوں کے باوجود دبا نہیں سکے۔ اور ہم اپنے ہی ہاتھوں سے ایک اور قادیان کی بنیاد رکھیں۔ یہی کیفیت احمد آباد کے نام پر سامنے آئی۔ بالآخر چناب نگر نام منظور ہوا۔ مخالفین یہ نام منظور کروا کر بھی پہلے پہل پچھتاتے رہے کیونکہ احمدیوں نے اس نام کی بھی بہت سی مثبت تاویلیں کر ڈالیں۔ مجھے یاد ہے کہ خاکسار جب لاہور میں بطور مربی ضلع کام کر رہا تھا میرا ایک مضمون اس نام کے حوالہ سے ہفت روزہ 'مہارت' لاہور میں شائع ہوا تھا۔ اور میں نے اس نام کی یہ توجیہہ کی تھی کہ چناب نگر اصل میں ''چن آب نگر'' ہے کہ ایسا چمکتا اور دمکتا چاند جس کی شبیہ صاف ستھرے پانی (دریائے چناب) میں پڑے تو اس سے زیادہ روشن ہو کر اس کی شعائیں انسانی آنکھوں کو خیرہ کر دیں۔ اور اس سے برعکس چنیوٹ اصل میں ''چن دی اوٹ'' ہے کہ چاند کے پیچھے۔ چناب نگر نام رکھنے سے دریائے چناب تکنیکی لحاظ سے ربوہ سے ہی منسوب ہوتا ہے، کوئی اور اب اس پر اجارہ داری قائم نہیں رکھ سکتا۔ جماعت کے بہت سے شعراء نے چناب نگر کی مدح میں بہت سی نظمیں بھی کہیں جن میں سے مجھے نامور احمدی شاعر جناب رشید قیصرانی کی نظم بہت عمدہ لگی تھی۔

ربوہ بستی کی ترقی کا اعتراف

ربوہ بستی سے تحریکِ احمدیت اس کے اولوالعزم قافلہ سالار اور دوسرے مظہر قدرت ثانیہ حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں اس تیزی کے ساتھ ابھری کہ بعض وقائع نگاروں اور صحافیوں نے لکھنا شروع کر دیا کہ پاکستان اگر ترقی چاہتا ہے تو اس کا دارالسلطنت ربوہ کو بنا دیا جائے۔ چنانچہ جناب نسیم حجازی نے اپنے اخبار کوہستان یکم جنوری 1955ء میں الطاف سرحدی کے قلم سے نکلے الفاظ کو یوں محفوظ کیا ہے۔

"مغربی پاکستان کے دارالسلطنت کے لئے نہ لاہور موزوں ہے، نہ پشاور، نہ راولپنڈی۔ اس کے لئے موزوں جگہ قادیانیوں کا مرکز ربوہ ہے۔"

(مضمون مولانا دوست محمد شاہد از الفضل انٹرنیشنل 17 ستمبر 2019ء)

ربوہ شہر کا قیام اعلائے کلمۃ اللہ اور تبلیغ اسلام کے لئے

بانی ربوہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے ایک خطاب میں ربوہ کے قیام کا مقصد اس بستی سے اٹھنے والی مبارک آواز کو قرار دیا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے پُر شوکت الفاظ ایک پُر جلال پیشگوئی کا بھی رنگ رکھتے ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں۔

"ربوہ کے چپے چپے پر اللہ اکبر کے نعرے لگ چکے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جاتا ہے۔ یہ بستی ان شاء اللہ قیامت تک خدا کی محبوب بستی رہے گی۔ یہ بستی ان شاء اللہ کبھی نہیں اجڑے گی بلکہ قادیان کی اتباع میں اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو بلند سے بلند تر کرتی رہے گی۔" (الفضل 11 جنوری 1957ء)

ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دعا گو
ربوہ کو پہنچتی رہیں کعبہ کی دُعائیں
ربوہ کو تیرا مرکز توحید بنا کر
ایک نعرہ تکبیر فلک بوس لگائیں

اعلائے کلمۃ اللہ یا یوں کہہ لیں دعوت الی اللہ کے دو حصے ہیں۔

اوّل: اپنے آپ کو یا اپنوں کو اسلام کی تعلیم اور اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ اور آخری کتاب الٰہی کی محبت، عشق میں رنگین کرنا۔

دوم: غیروں میں اسلام احمدیت کا حقیقی پیغام پہنچانا۔

جہاں تک ربوہ بستی کے مکینوں کو اللہ اور اس کے رسولؐ سے جوڑنے کا تعلق ہے۔ پسر مسیح کی کوششیں اور توقعات قابلِ قدر ہیں۔ آپ کی دلی خواہش تھی کہ ربوہ کے مکینوں کے اندر اللہ، اس کے رسولؐ کی محبت جاگزیں ہو۔ ایک دفعہ مسجد مبارک ربوہ میں سیرت النبیؐ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"یہ جلسہ نہایت اہم ہے۔ یہ جلسہ اس عظیم الشان انسان کے حالات اور سوانح بیان کرنے کے لئے ہے جو نہ صرف خود ایک عظیم الشان انسان تھا بلکہ اس نے ہمیں بھی عظیم الشان بنا دیا ہے۔ اس جلسے میں چھوٹے بچوں کو گھسیٹ کر لانا چاہئے تاکہ معلوم ہو کہ تمہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت ہے محض خیالی محبت نہیں۔" (تاریخ مجلس خدام الاحمدیہ جلد 2 صفحہ 172)

ترقی کرتا ربوہ آج کے دور میں

ربوہ نے جس تیزی اور برق رفتاری سے ترقی کی منازل طے کی ہیں وہ بھی دنیا کے شہروں میں یکجا مقام رکھتا ہے۔ قوموں اور جماعتوں کی تاریخ میں 74 سال (1947 تا 2021ء) کا سفر آنکھ جھپکنے کے برابر بھی نہیں ہوتا۔ مگر اس عرصہ میں ربوہ نے ہر میدان میں غیر معمولی ترقی کی ہے۔ ہم بالعموم دیکھتے ہیں کہ قوموں، شہروں، ملکوں حتی کہ شخصیات کی بناوٹ اور ان کا Built Up بہت آہستہ آہستہ ہوتا ہے جبکہ گراوٹ کا سفر لمحوں میں طے ہو جاتا ہے۔ لیکن ربوہ نے اپنی ترقی کا سفر ایسے ناگزیر حالات میں برق رفتاری سے طے کیا جس کی مثال کم ہی دیکھنے کو ملتی ہے۔ بالخصوص 1974ء کی مخالفت سے شروع ہونے والے سفر میں مخالفین و معاندین نے بہت سی روکیں راستوں میں کھڑی کیں مگر قانونِ الٰہی The more you press ,more will rise کے تحت جماعت احمدیہ ہنستی، کودتی اور خوشی سے اللہ کے حضور جھکتی ہوئی ان تمام روکوں کو پھلانگتی، عبور کرتی

آگے سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ دشمنوں نے ایک در بند کرنے کی کوشش کی تو خدا تعالیٰ نے اس ایک در کے بدلے ترقی کے لئے کئی اور در کھول دیئے۔ میں نے ایک دفعہ ربوہ میں مقیم مولوی اللہ یار (جو مخالفت احمدیت پر دن رات کمربستہ تھا) کو اس کی مخالفت پر اسلام آباد سے ایک خط رقم کیا تھا کہ تمہاری جماعت احمدیہ کی مخالفت، جماعت احمدیہ کی ترقی و بہتری کے لئے روڑی (کھاد) کا کام کر رہی ہے۔ تم جتنی مخالفت کرتے ہو جماعت اتنی ہی ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔

سیاسی جماعتوں کا یہ نعرہ "روک سکتے ہو تو روک لو" حقیقت میں تو ہم پر پورا اُترتا معلوم ہوتا ہے کیونکہ خدا ہمارے ساتھ کھڑا ہے۔ اللہ کا یہ وعدہ ہے۔ "انی معك یا مسرور"

ربوہ کی مادی و روحانی ترقی

قوموں اور شہروں کا یہ Built up دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک مادی اور ایک روحانی۔ ربوہ شہر کا بھی ان دو مناسبتوں سے جائزہ لیں گے۔ پہلے ہم مادی ترقی کا جائزہ قارئین الفضل کے سامنے رکھتے ہیں۔

اس جگہ کی جو مادی حیثیت تھی اس کا اختصار سے ذکر ہم گزشتہ صفحات میں کر آئے ہیں کہ یہ سارا علاقہ ناقابل زراعت، کلر زدہ، تھوہر سے بھرپور، کوئی درخت نہیں ماسوائے جنگلی کیکر اور اونٹوں کے چارہ میں استعمال ہونے والی "لانی" بوٹی کے علاوہ سبزی وغیرہ نہ اگتی تھی۔ پانی کا نام ونشان نہ تھا۔ حتی کہ ربوہ کے قیام کے بعد بھی کچھ سال یہی کیفیت رہی۔ خاکسار کی جم پل ربوہ ہی کی ہے۔ میں نے خود دیکھا کہ کچی سڑکیں اور کلر سے اٹاٹوٹ بھری ہوئیں۔ ایک دفعہ باہر کا چکر لگا آئیں تو غسل کرنا پڑتا تھا۔ گرمی اتنی کہ ستانے کے لئے سڑک کے کنارے کوئی درخت نہ ملتا۔ بارش ہو جائے تو یہی کلر کیچڑ میں بدل جاتا تو اس زمانہ میں زیرِ استعمال آنے والا جوتا (ہوائی چپل جو قینچی بھی کہلاتی تھی) کیچڑ میں دھنس جاتا، نکالتے تو اس کی ودھر (strap) ٹوٹ جاتی۔ اتنی رقم نہ ہوتی کہ اس کی موچی (جوتے مرمت کرنے والے) سے مرمت کروالیں۔ خود جنگلی کیکر یا دیسی کیکر کا کانٹا توڑ کر جوتے کو نیچے سے جوڑ لیتے۔ جونہی بارش کے آثار نمایاں ہوتے اس ڈر سے کہ ہوائی چپل

زمین میں دھنس کر ٹوٹ نہ جائے ہاتھ میں پکڑ کر اپنی پتلون، پاجامہ یا شلوار کو گھٹنوں تک چڑھا کر گھر آتے اور سیدھا پانی کے نلکے کے پاس جاکر اپنے آپ کو صاف کرتے۔ اگر کبھی کبھار سائیکل میسر ہوتی تو بارش میں کاندھوں پر اٹھا کر یا ریلوے لائن پر چل کر اپنی منزل کو پہنچتے۔ لوگ یہ عجیب دلچسپ منظر دیکھتے کہ جس سائیکل نے انسان کو اٹھا کر منزل تک پہنچانا ہوتا ہے، آج انسان اس کو اپنے اوپر اٹھا کر لے جارہا ہے۔ ”لانی“ بوٹی کے علاوہ آک کا پودا کثرت سے نظر آتا یا آہستہ آہستہ چند بوٹیاں۔ کار یا گاڑی تو نہ ہونے کے برابر تھیں۔ کافی دیر تک تین کاریں نظر آتی تھیں۔ تانگہ قریب سے گزر جاتا تو ناک پر کپڑا رکھنا پڑتا تھا۔ سڑکیں نہیں تھیں جس کا ذکر اوپر کر آیا ہوں۔ گھر، مساجد، دفاتر مٹی کے بنے ہوتے۔ ہماری مائیں گھروں کی دیواروں پر گیلی مٹی کا پوچا لگایا کرتیں۔

مقدس مقامات

ربوہ آمد پر ہمارے دادا مکرم میاں حبیب اللہ مرحوم کے حصہ کی جو زمین خریدنے کے لئے الاٹ ہوئی وہ اتفاق سے مبارک اور مقدس جگہ تھی جہاں حضرت مصلح موعودؓ نے سب سے پہلے کچا قصرِ خلافت بنایا۔ چھوٹی سی کچی مسجد مبارک تعمیر ہوئی۔ اس کی نشاندہی جب ہمارے والد محترم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی مرحوم نے ہم سے کی تو کھدائی کے دوران قبلہ نما پتھروں کی دیواریں زمین کے اندر سے نکلیں جو پہلی مسجد مبارک کی تھیں۔

خاکسار نے اس مقدس جگہ کی تفصیل لینے کے لئے مکرم استاذی المحترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب اور مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب سے علیحدہ علیحدہ رابطہ کیا تو مجھے ہر دونے قصرِ خلافت کے مختلف گھروں کی Location بتائی۔ ایک دفعہ مکرم میر صاحب موصوف میرے چھوٹے بھائی برادرم ڈاکٹر مبارک احمد شریف (مریم ہسپتال والے) کے لان میں ایک تقریب کے سلسلہ میں بیٹھے تھے تو خاکسار نے ایک بار پھر ان مقدس مقامات اور مسجد مبارک کی تفصیل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کھڑے ہو کر اپنی کھونٹی سے مجھے سمجھایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کا گھر یہاں ہوتا تھا اور آپ اس راستہ سے مسجد مبارک نماز پڑھنے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ محترم

ڈاکٹر صاحب نے باقاعدہ نور ہسپتال کی لوکیشن بھی بتلائی جو کچے کمروں کی عمارت پر مشتمل تھا۔ حضرت اماں جان کا یادگار کچا کمرہ کافی عرصہ تک ایوانِ محمود روڈ (جو بعد میں یادگار روڈ کہلائی) کے درمیان میں قائم رہا۔ جس میں ایک لمبا عرصہ خاکسار نے بحیثیت زعیم خدام الاحمدیہ دارالصدر جنوبی اپنا دفتر بنائے رکھا۔ یوں اس مبارک کمرہ سے فیض اٹھانے کی توفیق ملتی رہی۔ آج کل یہ چوک یادگار کہلاتا ہے۔ میں نے کچا لنگر خانہ مسجد مبارک سے ملحقہ مشرقی جانب بھی دیکھا ہوا ہے۔ بازار اور دکانیں کچی تھیں بلکہ دارالرحمت کا بازار کہلاتا بھی ”کچا بازار“ ہی تھا۔ اب بھی بعض لوگ اسے کچا بازار کہہ کر ہی پکارتے ہیں۔

لیکن جب اس بابرکت شہر کی تعمیرات کا کام شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں اور برکتوں کی بارش کر دی اور 74 سالہ تاریخ میں پختہ بلند و بالا، عالیشان، فلک سے باتیں کرتی خوبصورت عمارتوں نے ربوہ کی خوبصورتی اور شان میں رنگ بھر دیئے ہیں۔ شاید ہی آج کوئی گھر کچا ہو گا۔ اکثر حصوں میں سڑکیں تارکول کی ہیں۔ بعض جگہوں پر سولنگ ہے۔ اور چند ایک سڑکوں کے علاوہ پہاڑی پتھریلے لال رنگ کی کیری ڈال دی گئی ہے جو پانی کے چھڑکاؤ اور گاڑیوں کے چلنے سے ایسے دب جاتی ہے کہ پختہ سڑک ہی لگتی ہے۔ دارالصدر میں دفاتر اور مسجد مبارک کے ارد گرد فٹ پاتھ پر ٹف ٹائلیں لگا کر pave بنا دیئے گئے ہیں۔

تزئین ربوہ کمیٹی

سڑکوں کی پختگی کی بات چلی ہے تو سڑکوں کے کنارے خوبصورت پودے آہنی جنگلوں میں لگے نظر آتے ہیں۔ جنگلوں کے اوپر خوشخطی میں اخلاقیات کی نہایت پیاری اور دلربا باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ جن کو دیکھ اور پڑھ کر دل کو جہاں طراوت ملتی ہے وہاں اپنے اندر پائی جانے والی کمی کو دور کرنے کا عزم باندھنے کا موقع ملتا ہے۔

شاید ربوہ کے علاوہ یہ پُر کشش نظارہ دنیا بھر میں کسی شہر میں نظر نہ آتا ہو۔ اس کا سہرا ”تزئین ربوہ کمیٹی“ کو جاتا ہے۔ جس کی انتظامیہ اور تمام کارکنان بہت محنت، لگن اور جوش کے

ساتھ کام کرتے ہیں۔ انہی کی محنتِ شاقہ اور پُر جوش جذبہ نے سرگودھا فیصل آباد روڈ اور ریلوے لائن کے ارد گرد تمام جگہوں پر درخت لگوا کر ربوہ کی خوبصورتی میں اضافہ کر دیا ہے۔ ان جگہوں کو جنگلے لگوا کر ان میں لگے درختوں کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔ خاکسار جب 1990ء میں سیر الیون مغربی افریقہ میں خدمات دینیہ بجالانے کے بعد واپس ربوہ آیا تو ساڑھے سات سال بعد ربوہ آمد پر جن باتوں نے مجھے بہت متاثر کیا ان میں سے مادی لحاظ سے سرسبز درختوں کی بہتات اور روحانی لحاظ سے مساجد میں نمازیوں کی تعداد کی بڑھوتی تھی۔ اُن دنوں یہ امور خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو تحریر بھی کئے تھے۔

ایک وقت تھا کہ لانی بوٹی، پہاڑی کیکر اور آک کے علاوہ کوئی درخت یا پودہ نہ ہوتا تھا۔ آج خاکسار نے بعض ڈیروں پر لیچی، الائچی اور زیتون کے پودوں کو پھل دیتے دیکھا ہے۔ ربوہ کے تقریباً ہر گھر میں تین پھلدار درخت لگے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ اکثر گھروں میں آم، لیموں، انجیر، پپیتا، شہتوت، انگور، کیلا، سیب، جامن، کینو، گریپ فروٹ، امرود وغیرہ شامل ہیں۔ ہر گھر میں تین پھلدار درخت لگانے کی تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی تھی اور بعد میں ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تجدید فرمائی اور اہالیان ربوہ نے لبیک اور سمعنا امیر المومنین کی صدائیں بلند کرتے ہوئے اپنے خرچ پر اپنے گھروں کو سرسبز و شاداب کر ڈالا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ گھروں کے باہر درخت لگانے کی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے تحریک فرمائی تھی۔ اور ہم نے سفیدے (U.Cliptus) کے درخت گھروں کے باہر لگائے تھے۔

احمد گلشن نرسری

تزئین ربوہ کمیٹی کے ذکر میں ''گلشن احمد نرسری'' کا ذکر ضروری ہے۔ جہاں سے جماعتی سطح پر بھی اور نجی طور پر بھی ربوہ کے مکین خوبصورت پودے خرید کر لے جاتے اور اپنے مکانوں کو خوبصورت بناتے ہیں۔ نت نئے پُرکشش رنگوں کے پھولوں سے سجے گملوں سے بھی بعض جگہوں پر

سڑکیں آراستہ ہیں۔ گلشن احمد نرسری کے علاوہ احمد نگر کے قریب بھی بعض لوگوں نے ذاتی طور پر خوبصورت نرسریاں بنا رکھی ہیں جو ربوہ کی خوبصورتی میں اضافہ کا ذریعہ بنتی ہیں۔

صحت کی سہولتیں

ربوہ کے آغاز میں ہماری کھیلوں میں میرو ڈبہ، باڑی، پٹھو گرم، گُلی ڈنڈا وغیرہ ہوا کرتی تھی۔ گراؤنڈز تو ہوتی نہ تھیں۔ اگر تھیں تو گرد اور کلر سے اٹی ہوتیں۔ کلر کی وجہ سے زمین نے سفید چادر اوڑھی ہوتی۔ یہاں اگر کھیلنے کا ارادہ کریں تو گرد و غبار کی وجہ سے گُلی یا گیند کیا، اپنا ساتھی کھلاڑی بھی نظر نہ آتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ہم یہ گیمز کھیلنے کے لئے کسی سڑک کا سہارا لیا کرتے تھے کیونکہ ٹریفک چلنے کے دباؤ کی وجہ سے یہ کسی حد تک پختہ نظر آتی تھیں۔ محلہ دارالصدر جنوبی کے بچوں کو حضرت اماں جانؓ کے کمرہ کے ارد گرد جگہ پختہ ہونے کی وجہ سے کھیلنے کے لئے پسند آتی۔ مگر آج کھیلنے کے لئے گراؤنڈ مختلف جگہوں پر موجود ہیں۔ ان ڈور (Indoor) گیمز کے لئے تینوں ذیلی تنظیموں نے جم خانے بنا رکھے ہیں۔ جہاں انصار، خدام اور ممبرات لجنہ جا کر اپنی صحت کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ صدران محلہ جات یا صدر صاحب عمومی کی طرف سے بعض محلوں میں مختلف کھیلوں کا انتظام ہے۔ جلسہ گاہ میں کرکٹ گراؤنڈ، فٹ بال گراؤنڈ، باسکٹ بال کے کورٹس کے علاوہ صحت برقرار رکھنے کے لئے بہت کچھ ہے۔ جدید طبی سہولیات کے حوالہ سے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں بہت بڑے جم خانہ کی بات نہ کریں تو یہ مضمون ادھورا رہتا ہے جہاں فزیو تھراپی کے Advised شدہ مریضوں کے علاوہ معمولی فیس پر مردوں اور مستورات کے لئے الگ الگ وقت مقرر ہیں جہاں سینکڑوں مرد و خواتین جا کر ذہنی، جسمانی ورزش کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی مساجد میں ٹیبل ٹینس، بیڈمنٹن کے علاوہ ورزش کے چھوٹے موٹے Tools موجود ہیں۔ خدام الاحمدیہ نے بھی فیکٹری ایریا میں جم خانہ اور ٹینس کے کورٹس وغیرہ کا انتظام کر رکھا ہے۔

سوئمنگ پولز

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیرِ نگرانی بین الاقوامی طرز پر سوئمنگ پول قائم ہے جہاں سوئمنگ کے رموز سکھائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اب تو بعض صاحبِ استطاعت لوگوں نے اپنے گھروں میں چھوٹے چھوٹے سوئمنگ پولز بنا رکھے ہیں۔ بعض لوگوں نے ربوہ کے نواح میں اپنے ڈیروں پر سوئمنگ پول بنائے ہیں۔ احمدی خدام متعلقہ لوگوں سے اجازت لے کر وہاں پکنک مناتے ہیں۔ ان میں ایک اہم خوبصورت سوئمنگ پول حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ڈیرہ پر واقع ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ڈیرہ پر بھی سوئمنگ پول موجود ہے۔

مجلس صحت

العقل السلیم فی الجسم السلیم کے رہنما اصول کے مطابق صحت مندانہ جسمانی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے ایک مرکزی مجلس صحت قائم ہے جس کا قیام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے 1972ء میں فرمایا تھا۔ اس کا مقصد نوجوان طبقہ کو گراؤنڈ اور ورزش کے لئے ضروری سامان مہیا کروانا ہے۔ اور آج بفضلِ اللہ تعالیٰ احمدی نوجوان ان کاوشوں اور ذرائع کی بدولت ملکی سطح پر بعض ٹیموں میں شامل ہیں اور بین الاقوامی طور پر اپنے ملک کی نمائندگی بھی کرتے ہیں۔

ٹورنامنٹس

ایک وقت میں آل پاکستان ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ اور آل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ سالانہ بنیاد پر ربوہ میں منعقد ہوتے تھے۔ جن میں پاکستان بھر سے نیشنل سطح کے کھلاڑی حصہ لیتے اور تین روز خوب رونق رہتی۔ گھڑ دوڑ کے مقابلوں کا ذکر نہ کیا جائے تو مضمون تشنہ رہے گا۔ پاکستان بھر کے احمدی اس سالانہ ٹورنامنٹ میں حصہ کے لئے بہت پیار سے گھوڑے پالتے اور نیزہ بازی اور ان کی ریس کی پریکٹس بھی کرتے، اور گھڑ دوڑ کے تاریخی ایونٹ میں شرکت کرتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو گھوڑوں سے بہت دلچسپی تھی۔ حضور کے گھوڑے بھی ان کی دیکھ بھال

کرنے والے ان کو بنا سنوار کر میدان میں اترتے۔ جب ان گھوڑوں کے انچارج چوہدری اللہ داد صاحب، اعلیٰ نسل کے گھوڑے اشکر پر سوار ہو کر میدان میں آتے تو اپنے اور غیر بہت محظوظ ہوتے۔ پھر مخالفت کی وجہ سے ان تفریحی ٹورنامنٹس کو بند کرنا پڑا۔ تاہم اندرون ربوہ خدام و انصار کے مابین ضلعی سطح پر ٹورنامنٹس اور گیمز کا سلسلہ کبھی کبھار جاری رہتا ہے۔ جن میں اِن ڈور گیمز بھی شامل ہیں۔ مجلس صحت کے تحت کرکٹ کا ایک ٹورنامنٹ مربیان اور کارکنان کے درمیان الگ الگ طور پر ہوتا رہاہے جن کے درمیان دن میں ایک بڑا کھانا بھی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بین الاضلاع کرکٹ کے مقابلہ جات بھی منعقد ہوتے ہیں۔

طبّی ادارے

ربوہ کی بنیاد کے وقت نور ہسپتال کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ قادیان میں چونکہ نور ہسپتال قائم تھا۔ اس کی مناسبت سے ربوہ میں ایوانِ محمود روڈ، جو آجکل یاد گار روڈ کہلاتی ہے پر چھوٹی سی عمارت میں اس ہسپتال نے کام کرنا شروع کر دیا۔

اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے **فضلِ عمر ہسپتال** کا افتتاح 21 مارچ 1958ء کو فرمایا جو اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کرتا ہوا مختلف وارڈز کے تقریباً 150 بستروں پر مشتمل ہو چکا ہے۔ اور تمام بنیادی سہولیات سے آراستہ ہے۔

زبیدہ بانی ونگ فضلِ عمر ہسپتال

فضل عمر ہسپتال کا ایک اہم ونگ خواتین کے لئے گائنی ڈیپارٹمنٹ پر مشتمل ہے جو نہایت کامیابی سے چل رہا ہے۔

طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ

امراضِ قلب کے لئے اس ہسپتال نے 2009ء میں کام شروع کیا۔ اس کی عمارت 6 منزلوں پر مشتمل ہے۔ جس میں جدید ترین سہولتیں موجود ہیں۔ اس انسٹیٹیوٹ نے تھوڑے سے وقت میں پورے پاکستان بلکہ بیرون ملک میں بھی اپنا نام پیدا کر لیا ہے۔ پاکستان کے طول و عرض

سے مریض علاج کی غرض سے یہاں آتے ہیں۔ صفائی، خدمتِ انسانیت کے جذبہ کی وجہ سے یہ ہسپتال نیک نام پیدا کر رہا ہے۔

ان ہسپتالوں میں دنیا بھر سے تعلیم یافتہ، پروفیشنلز اور کوالیفائیڈ ڈاکٹر حضرات جذبہ خدمت انسانیت کے ساتھ جزوقتی وقف کر کے تشریف لاتے ہیں۔

ہومیو پیتھی علاج

سرزمین ربوہ ہومیو پیتھی علاج کے حوالہ سے مشہور ہے۔ آغاز میں وقفِ جدید میں ہومیو پیتھی ڈسپنسری قائم تھی۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے قائم فرمائی تھی اور ایک لمبا عرصہ مریضوں کا کامیاب علاج بھی آپ خود ہی فرماتے تھے۔ یہ علاج فری تھا۔ اب بھی یہ ڈسپنسری قائم ہے۔

اس کے علاوہ تینوں ذیلی تنظیموں کے مرکزی دفاتر میں ہومیو پیتھی ڈسپینسریز قائم ہیں جہاں سینکڑوں مریضوں کا فری علاج ہوتا ہے۔

ہومیو پیتھی کا ایک اہم ادارہ جو نیک نامی کے جھنڈے گاڑ رہا ہے وہ **طاہر ہومیو پیتھی ریسرچ انسٹیٹیوٹ** ہے جو خدام الاحمدیہ کے تحت خدمات بجالا رہا ہے اور جس کی الگ سے عالی شان عمارت زیرِ تعمیر ہے جس میں ماہانہ ہزاروں مریضوں کا مفت علاج ہوتا ہے ان میں سینکڑوں غیر از جماعت مریض بھی شامل ہیں جو دور دراز علاقوں سے بغرضِ علاج ربوہ تشریف لاتے ہیں۔ یہ انسٹیٹیوٹ ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے جہاں ادویات بھی تیار کی جاتی ہیں اور ان کی علامات کو سامنے رکھتے ہوئے تجربات بھی کئے جاتے ہیں، اس طرح نئی نئی اقسام کی ادویات کی پروونگ ہو جاتی ہے۔

ہومیو پیتھی کے ان اداروں کے علاوہ خدمتِ انسانیت کے جذبہ سے سرشار اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ کی ہومیو پیتھی کلاس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بے شمار احمدیوں نے ربوہ میں اپنے گھروں میں فری ڈسپنسریاں قائم کر رکھی ہیں۔ نیز مارکیٹ میں بیسیوں ہومیو پیتھی ڈاکٹرز اور پرائیویٹ یونانی حکماء نے معمولی رقم پر علاج کے لئے کلینکس کھول رکھے ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے زیرِ انتظام عطیہ خون اور عطیہ چشم کا ایک اہم ادارہ بنام ''نور العین دائرۃ الخدمت الانسانیہ'' کے نام سے قائم ہے۔ اس کے لئے چند سال قبل ایک عالیشان، خوبصورت عمارت تعمیر ہو چکی ہے۔ جہاں ''بلڈ بنک'' کے نام سے ایک اہم ادارہ بھی قائم ہے۔ جہاں خدام فلاحی طور پر خون عطیہ کرتے ہیں جو مریضوں کے کام آتا ہے۔ یہ کام بھی فری ہے۔ ہاں آپ کو خون لیتے وقت کسی کا خون جمع کروانا ہوتا ہے۔ اس بلڈ بنک سے تھیلیسیمیا کے مریضوں کو مفت خون مہیا کیا جاتا ہے۔

نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن: اس ادارہ میں بے شمار لوگوں نے اپنی آنکھیں اپنی وفات کے بعد وقف کرنے کی وصیت کر رکھی ہیں اور اس ایسوسی ایشن کے تحت کارنیا کی بیماری کے شکار سینکڑوں احمدی و غیر از جماعت نابینا افراد کو کریٹوپلاسٹی کے آپریشن کے ذریعہ بینائی فراہم کی جا چکی ہے۔

دنیوی تعلیمی ادارے

ہر متمدّن اور مہذب معاشرہ میں علم کی اہمیت مسلم ہے۔ سرزمین ربوہ دینی و دنیوی علوم کی آماجگاہ ہے۔ ایک وقت تھا کہ پاکستان میں سب سے زیادہ تعلیم یافتہ ربوہ میں موجود تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ہر نوجوان بچے اور بچی پر میٹرک تک تعلیم لازمی قرار دے رکھی تھی۔ دینی اور روحانی تعلیمی اداروں کا ذکر روحانی تعلیم کے تحت آئندہ آئے گا۔ جبکہ دنیوی تعلیم کے حوالے سے سرکاری تعلیمی اداروں میں تعلیم الاسلام پرائمری اسکول، تعلیم الاسلام ہائی اسکول، تعلیم الاسلام ڈگری کالج، جامعہ نصرت برائے خواتین اور نصرت گرلز ہائی اسکول مشہور ادارے ہیں۔ اس کے علاوہ جماعتی سطح پر مختلف محلہ جات میں بیسیوں اسکولز و کالجز اعلیٰ تعلیم طلبہ و طالبات میں بانٹ رہے ہیں۔

دیگر سرکاری ادارے

ایک وقت تھا کہ سرکاری کام کروانے کی خاطر ربوہ سے باہر جانے کے لئے میلوں سفر کرنا پڑتا تھا۔ مجھے یاد ہے جب ربوہ میں فونز کا سسٹم نہ تھا تو اپنے کسی عزیز کی کال سننے کے لئے نظارت علیا صدر انجمن یا وکالت علیا تحریک جدید کا رُخ کرنا پڑتا تھا۔ خط کی posting کے لئے ربوہ سے باہر جانے والے کسی دوست سے درخواست کرنی پڑتی تھی۔ مگر اب ڈاکخانہ، ٹیلی فون ایکسچینج، ٹاؤن کمیٹی، عدالت مجسٹریٹ، کچہری اور تھانہ وغیرہ شہر کے اندر موجود ہیں۔

بنکاری

آغاز ربوہ میں جماعتی سطح پر امانتیں بلا سود رکھنے کا طریق موجود تھا۔ لیکن اب ربوہ میں نیشنل سطح کے سرکاری و نیم سرکاری اور پرائیویٹ بینکس بیسیوں کی تعداد میں موجود ہیں۔

ریسٹورینٹس وغیرہ

آغاز میں غربت کے باعث گھر سے باہر جا کر کھانے کا رواج نہ تھا۔ مگر جب یہ شوق Developہوا تو حسبِ توفیق ربوہ کے مکین چنیوٹ یا فیصل آباد جا کر کھانا کھاتے اور یوں outing بھی ہو جاتی۔ مگر اب ربوہ میں مختلف کارنرز اور ریسٹورینٹس میں ہر قسم کا دیسی و انگریزی کھانا دستیاب ہے اور بیٹھنے کا عمدہ انتظام بھی ہے۔ خواتین بھی پردے میں آزادانہ ماحول میں Enjoy کرتی ہیں۔ نیز Fastfood اور شوارما کے بے شمار کارنر شاپس موجود ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ شکور بھائی گلی میں آج سے 40 سال قبل Fastfood کی ایک دکان کھلی تھی مگر ربوہ کے مکینوں میں fastfood کا Taste چونکہ develop نہیں ہوا تھا اس لئے یہ کاروبار جلد بند ہو گیا۔ مگر اب انجوائے منٹ کے مختلف اسپاٹس موجود ہیں۔ صرف ناشتے کے لئے نہاری پائے، حلوہ پوری وغیرہ کے ہی چار پانچ اسپاٹس ہیں۔

سفر کی سہولیات

شروع کے دنوں میں ایک ہی ریل گاڑی ایک دن میں گزرتی تھی پھر آہستہ آہستہ کراچی جانے کے لئے سپر ایکسپریس اور چناب ایکسپریس جاری ہوئیں اور لاہور جانے والی ریل گاڑی جس کو عرف عام میں ڈبہ کہتے تھے۔ صبح کو جاتا اور رات کو واپس آجاتا۔ یہ آجکل بھی جاری ہے۔پہلے پہل ایک کچا کمرہ پر مشتمل ریلوے اسٹیشن ہوتا تھا، پلیٹ فارم بھی کچا تھا لیکن اب ایک خوبصورت عمارت موجود ہے۔ یا اس کے علاوہ محدود بسوں کی آمدورفت تھی اور کئی گھنٹے بس اڈہ پر یا ریلوے اسٹیشن پر انتظار کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑتی تھیں مگر اب پاکستان کے کسی بھی کونے میں جانے کے لئے ائرکنڈیشنڈ بسیں اور کوچز چلتی ہیں۔ جن کے اوقات مقرر ہیں اور انتظار کی صعوبتوں سے آزادی مل گئی ہے۔

ویسے تو میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ سارے ربوہ میں تین کاریں تھیں جس پر ایک مضمون روزنامہ الفضل کی زینت بنا تھا۔ مگر اب تمام ربوہ میں ہزاروں کی تعداد میں مکینوں کے پاس اپنی گاڑیاں ہیں۔ بعضوں نے کاروبار بھی شروع کر رکھا ہے اس کام کے لئے باقاعدہ ٹیکسی اسٹینڈ کے لئے بہت بڑی جگہ الاٹ کی جا چکی ہے۔

سبزی، فروٹ منڈی

ربوہ کی بنیاد رکھے جانے کے کئی سالوں تک ربوہ میں سبزیاں، فروٹ ملنا بہت مشکل تھا۔ چھوٹے پیمانہ پر چنیوٹ سے سبزی یا فروٹ لاکر فروخت ہوتا تھا اور Buying power بہت کم تھی مگر اب سبزی، فروٹ منڈی خواہ چھوٹے پیمانہ پر ہے ربوہ میں موجود ہے۔

بازار و مارکیٹس

ایک وقت میں صرف کچا بازار تھا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے پھر منڈی کا ذکر سننے کو ملا پھر گول بازار establish ہوا۔ اب تو مارکیٹوں کا سلسلہ محلہ محلہ میں پھیل چکا ہے۔ بڑی بڑی مارکیٹیں موجود ہیں جن میں دنیا جہان کی اشیاء دستیاب ہیں۔ بیرون از ربوہ سے غیر از جماعت دوست و

خواتین بھی خرید و فروخت کے لئے ربوہ آتی ہیں۔ مجھے یاد ہے لاہور میں ایک بزرگ مکرم شیخ مبارک محمود پانی پتی ہوا کرتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ میں ٹوپی اور عینک کی خرید ربوہ سے ہی کرتا ہوں۔ کئی لوگ تبرک کی خاطر بھی ربوہ سے خریداری کرنا پسند کرتے ہیں۔

ایک دفعہ تین غیر از جماعت صحافی حضرات لاہور سے میرے ساتھ ربوہ تشریف لائے۔ خاکسار نے سارا ربوہان کو Visit کروایا۔ انہوں نے ربوہ کو ایک طرز کا دنیا سے جدا شہر قرار دیا۔ ایک نے کہا کہ یہ تو جزیرہ نما ہے جس طرح جزیرہ دنیا کی آلائشوں اور آب و ہوا سے پاک ہوتا ہے یہ بھی ایسے ہی معلوم ہوتا ہے۔ واقعتاً یہ ایک جزیرہ تھا اور ابھی بھی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ بازار میں ریڈیو کی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ سگریٹ پینے والے حضرات اسٹیشن پر موجود کھوکھے پر جایا کرتے تھے کہ شہر میں سگریٹ نہیں ملتی تھی۔ مگر ان مولویوں نے کھلا شہر، کھلا شہر کا رولا ڈلوا کر یہ چیزیں شہر میں لے آئے ہیں۔ ہم ابھی بھی دوسرے شہروں کے مقابلے میں ربوہ کو دیکھیں تو یہ ایک جنت ہے۔ میں صحافیوں کے تاثرات کی بات کر رہا تھا۔ ایک نے اپنے تاثرات کو یوں بیان کیا کہ یہاں ٹوپی، سائیکل اور بُرقعوں کی بہتات ہے۔ لگتا ہے کہ ہم اگر ٹوپیوں یا سائیکلوں کا کاروبار کریں تو بہت سود مند ثابت ہوگا۔ ان کو جب بہشتی مقبرہ دکھایا گیا۔ جن کو غیر، جنت کے نام سے یاد کرتے ہیں تو قبروں کی ترتیب، حسن انتظام و انصرام کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور ایک نے بے ساختہ کہا کہ ان کے مُردوں میں جب ترتیب ہے تو زندوں میں حسن ترتیب کا کیا حال ہوگا۔

ربوہ کی ترقی ایک اور زاویہ سے

ربوہ کی آباد کاری کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے پیش نظر جو عظیم مقصد تھا اور خلفائے عظام کے نزدیک ابھی بھی ہے وہ تھا اعلائے کلمۃ اللہ اور اعلائے کلمۃ الاسلام۔ اور یہ بات ڈنکے کی چوٹ پر کہی جا سکتی ہے کہ اس مقصدِ عظیم کو پانے کے لیے جہاں مرکزی سطح پر جماعت اور ذیلی تنظیموں نے کوشش کی وہاں ربوہ کے مکینوں اور باشندوں نے بھی اپنی تمام تر قوتوں، طاقتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لا کر اللہ، اس کے رسول، اس کے مذہب اسلام اور اس کی

پیاری کتاب قرآن کے نام کو بلند کیے رکھا۔ اس کے لیے جان، مال ووقت اور دولت وعزت کی کوئی پروانہ کی۔ اس غرض کے حصول کے لیے ماسٹر عبدالقدوس جیسے بے شمار وفاداروں نے اپنے ربوہ، اپنے پیارے خلیفہ اور اپنی تعلیمات کی لاج رکھتے ہوئے اسلام اور احمدیت کا عَلم بلند کرتے ہوئے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ اور آج بھی ربوہ کے بے شمار باسی احمدیت کی خاطر قید وبند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں جیسے ملک عثمان احمد صاحب، حافظ طارق احمد صاحب، ملک ظہیر احمد صاحب، روحان احمد صاحب، شہزاد صاحب اور شکور بھائی جیسے بے شمار احمدی اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جیل کی مشکلات برداشت کر کے اپنے نام تاریخ اسلام احمدیت میں سنہری حروف سے رقم کروا چکے ہیں اور ابھی بھی جیلوں کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ آج جو روحانی بہار ربوہ کی سرزمین اور فضاؤں پر نظر آتی ہے یہ انہی قربانیوں کی مرہون منت ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

خون دل نذر کیا ہے تو بہار آئی ہے

دینی درس گاہ

ویسے تو کہتے ہیں کہ ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی ہے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ذیلی تنظیموں کی بنیاد رکھ کر جماعت پر ایک عظیم احسان وانقلاب فرمایا ہے۔ جونہی بچہ چلنے پھرنے کے قابل ہوتا ہے اور کسی حد تک سُدھ بُدھ رکھ کر باہر کے دروازے کی دہلیز پر قدم رکھنے کے قابل ہوتا ہے تو جماعتی بچوں اور بچیوں کو سنبھالنے اور نیک پرورش کرنے والی دو اہم مبارک تنظیمیں مجلس اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کے عہدے داران اپنی باہیں کھولے ان کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ اس نظام میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حوالے سے بعض بنیادی لائحہ عمل تشکیل دیئے پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے وقف نو اسکیم پیش کر کے اس نظام کو مزید مستحکم کر دیا اور اب ہمارے موجودہ امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبات اور خطابات اور بچوں کی کلاسز کے ذریعہ مندرجہ بالا ہر دو نظام میں حسین اور پیاری تبدیلیاں

اور مرمتیں فرمائی ہیں۔ اس کا حسین نظارہ ہم اپنے بچپن میں ربوہ میں دیکھتے رہے۔ ہم جب بھی ربوہ جاتے ہیں اپنی آنکھوں سے یہ روح پرور نظارے دیکھ کر ٹھنڈک کے سامان پیدا کرتے ہیں۔

ایک اعتراف کا میں ذکر کرنا بھول نہ جاؤں۔ مجھے لاہور میں مربی ضلع کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ اس دوران خاکسار کے مذہبی جماعتوں، مختلف فرقوں کے سربراہوں اور اخباری صحافیوں کے ساتھ ایک مربوط تعلق قائم تھا۔ ہمارا ایک دوسرے کی طرف آنا جانا تھا۔ ایک دفعہ علامہ غامدی کے دفتر واقعہ گارڈن ٹاؤن سے ایک پانچ رکنی وفد مجھے ملنے کے لیے میرے پاس آیا جن میں ان کے جنرل سیکرٹری بھی شامل تھے۔ انہوں نے اپنا تعارف کروایا۔ خاکسار نے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ میرے تعارف کروانے کے بعد جنرل سیکرٹری بے ساختہ بولے کہ آپ اپنی جماعت کا تعارف کرواتے ہوئے دو باتیں بھول گئے ہیں جو آپ کے اندر ''وادھا'' ہیں (یعنی زیادتی وخوبی) ہیں۔ میں نے ذہن میں سوچا کہ میں نے اپنی طرف سے تو تعارف کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی وہ کون سی خوبی ہے جو بیان ہونے سے رہ گئی ؟۔ تو جنرل سیکرٹری یوں گویا ہوئے کہ آپ تعارف میں یہ بیان کرنا بھول گئے کہ سرکاری دفاتر میں اگر کوئی رشوت نہیں لیتا تو وہ احمدی ہے، نماز پڑھتا دکھلائی دے تو وہ احمدی ہے، اپنے سرکاری کام میں دیانت دار ہے تو وہ احمدی ہے۔ نیز کہا اور جس کا میری تحریر سے تعلق ہے کہ آپ کی ذیلی تنظیمیں چھوٹی عمر میں ہی بچوں کو گھروں کی دہلیز سے اچک لیتی ہیں اور ان کی تعلیم وتربیت میں جُت جاتی ہیں۔

یہ کیفیت ہم نے ربوہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھی جب تک مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ میں خدمت کرنے کا موقع ملا خود بھی اس پر عمل پیرا رہے۔

درسگاہیں

آغاز میں چوک یادگار کے جنوبی جانب صرف ایک چھوٹی سی مسجد مبارک تھی۔ بعد میں قصرِ خلافت اس جگہ منتقل ہوا جہاں آج ہے اس کے ساتھ مسجد مبارک کی تعمیر ہوئی۔ جس میں مختلف مراحل میں اضافہ ہوتا رہا۔ جوں جوں ربوہ کی آبادی میں اضافہ ہوتا گیا۔ مساجد بھی ساتھ

ساتھ بننے لگیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دور میں قادیان کی طرز پر مسجد اقصیٰ کی تعمیر شروع ہوئی اور تین سالوں میں مکمل ہو کر تاریخ احمدیت کی مساجد کی تاریخ میں اضافہ ہوا۔ اس کی ایک خوبی یہ ہے کہ بڑے ہال میں ستون نہیں ہیں تا خطیب کی نظر خطبہ کے دوران تمام سامعین پر بیک وقت پڑ سکے۔ ایک وقت تھا کہ جلسہ ہائے سالانہ کے اسٹیج اس کے صحن میں بنتے رہے۔ بعض دفعہ ذیلی تنظیموں کے اجتماعات بھی اس کے صحن میں منعقد ہوئے۔ جب تک دہشت گردی سے حالات مبرا تھے جمعہ کا اجتماع بھی اسی مسجد میں ہوتا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے 70 سے زائد محلہ جات میں 80 سے زائد اللہ کے گھر موجود ہیں۔ جن میں سے بعض پاکستان میں قانونی پابندیوں کے پیش نظر گنبد اور محراب کے بغیر ہیں۔ ربوہ میں مساجد کی ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ اس قدر قریب ہیں کہ اگر کسی سے ایک مسجد میں نماز باجماعت کسی مجبوری سے رہ جائے تو وہ فوراً دوسری قریبی مسجد میں جا کر نماز باجماعت ادا کر سکتا ہے۔ یہ خوبی ربوہ کے لئے اس لئے یکتا ہے کہ بعض دوسرے شہروں میں بھی مساجد قریب قریب ہوں گی اور ہیں بھی، آپس میں جُڑی بھی ہوتی ہوں گی مگر شیعہ، سُنی، وہابی، دیوبندی کے اختلافات کی وجہ سے وہ قریب واقع مسجد میں نماز ادا نہیں کر سکتے۔

رمضان میں تعلیم و تربیت

مساجد کی بات چلی ہے تو رمضان میں مساجد اور ان تربیت گاہوں کا تذکرہ ضروری ہے۔ پابندی سے قبل ایک وقت میں مرد و خواتین سے مساجد بھر جاتی تھیں۔ بہشتی مقبرہ کا رخ کرتے تو ایک جم غفیر وہاں نظر آتا۔ علی الصبح ربوہ کی سڑکیں مرد حضرات اور خواتین سے پُر رونق ہوتیں اور ان کو بہشتی مقبرہ جاتے اور آتے دیکھا جاتا۔ اب سالہا سال سے خواتین پر رمضان میں کیا، عام دنوں میں نماز جمعہ پر بھی پابندی ہے۔ ان کی تعلیم و تربیت کے لیے مسجدوں میں ہونے والا خطبہ گھروں میں مہیا کیا جاتا ہے۔ خواتین کے مساجد میں نہ جانے پر ان کے جذبات الگ نوعیت کے

ہیں۔ وہ ہر دم اس دعا میں لگی رہتی ہیں کہ دہشت گردی کے سبب لگنے والی پابندیاں جلد ختم ہوں اور ہم مساجد میں جاکر اپنی روحانی پیاس بجھاسکیں۔

میں آج سے کوئی دس سال قبل لندن میں عیدالفطر کے موقع پر موجود تھا۔ اس سال میرے تمام بچے بچیاں اپنے بچوں کے ساتھ ہمیں (اپنے والدین) ملنے آئے ہوئے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عید کے موقع پر ہونے والی دعوت میں ہم دونوں کو بلوایا گیا۔ چاند رات فون پر حضور انور کا محبت بھرا یہ پیغام بھی موصول ہوا کہ آپ اپنے تمام بچوں کے ساتھ دعوت میں مدعو ہیں۔ خاکسار اور بچوں کی کیا روحانی کیفیت تھی۔ خاکسار تو اچھل اچھل کر یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

؎شاہ کے در سے فقیروں کو بلاوا آیا
میرے آقا، میرے سلطان، میں آیا، میں آیا

عید کے روز مسجد بیت الفتوح میں نماز عید حضور انور ایدہ اللہ کی اقتداء میں ادا کی۔ میرے سوا تمام بچوں کا کاروں میں مسجد فضل لندن جانے کا انتظام تھا۔ خاکسار نے فوری ریل گاڑی (under ground) کا سہارا لیا اور ان سے قبل مسجد فضل پہنچ گیا۔ PS کے دفتر میں داخل ہوا تو سامنے حضرت خلیفہ المسیح ایدہ اللہ تعالی اپنے روحانی چہرے کے ساتھ کرسی پر براجمان تھے اور اپنے عملے سے عید مل رہے تھے۔ خاکسار نے بھی السلام علیکم حضور! عرض کی۔ حضور نے عید کے حوالے سے خاکسار سے پوچھنا شروع فرمایا۔ خصوصاً پوچھا۔ بیگم صاحبہ کو عید کیسی لگی۔ خاکسار نے ان کے جذبات عرض کر دیے تو فرمایا

”ربوہ کی خواتین کا سوچیں جنہوں نے سالہا سال سے مسجد کا چہرہ تک نہیں دیکھا اور وہ بے چین ہیں کہ کب حالات بدلیں اور ہم نمازوں میں شامل ہوں۔“

ایک وقت تھا کہ مسجد مبارک میں دوپہر کو درس القرآن ہوتا تھا جس سے فیض پانے کے لیے ربوہ کے ہزاروں مکین دوپہر کو درس قرآن، درس الحدیث، اور نماز عشاء کے بعد نماز تراویح

کے لئے مسجد مبارک کا رخ کرتے تھے۔ آج کل محدود تعداد کے پیش نظر باری باری سب کو موقع ملتا ہے۔

بہشتی مقبرہ روحانی تربیت گاہ

ویسے تو تمام قبرستانوں میں جا کر روح کو آسودگی ملتی ہے۔ خدا یاد آتا ہے۔ قبرستان میں جانے کی دعا پڑھنے سے آخرت یاد آتی ہے لیکن ربوہ میں واقع بہشتی مقبرہ میں جانے اور دعا کرنے کا الگ سے لطف اور مزہ ہے۔ اندر داخل ہوتے ہی جماعت کے بزرگوں اور عزیزوں کے مزاروں پر نظر پڑتے ہی ان کے ساتھ تعلق، ان کی یادیں، ان کی قربانیاں یاد آنے لگتی ہیں۔ اپنے پیارے والدین اور عزیزوں کے مزاروں کو چھوڑ کر ہم میں سے ہر ایک قطعہ خاص کی طرف بڑھتا اور مرحوم خلفاء اور ان کی بیگمات کی دائمی آرامگاہ اور خاندان حضرت اقدس علیہ السلام کے افراد و خواتین کے مزاروں پر دعا کرتا ہے۔ ان کی مغفرت، اُن کے اعلیٰ علیین کے لئے دعا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر ان بزرگوں کی خوبیوں کی جب دعا کرتا ہے تو روح کی ایک الگ ہی کیفیت ہوتی ہے جو روحانی اور اخلاقی تربیت کا موجب ہوتی ہے۔ شہداء اور عزیز و اقارب کے مزاروں پر حاضری دینے سے بھی اندر ایک انقلابی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ بہشتی مقبرہ پہاڑوں کے دامن میں آباد ہے۔ اب تو جلسہ گاہ کی طرف ایک وسیع و عریض حصہ خرید کر بہشتی مقبرہ بنایا گیا ہے۔

دارالضیافت کو دیکھ کر روحانی کیفیت پیدا ہونا

خاکسار ربوہ بننے کے آغاز پر دارالضیافت کا ذکر کسی حد تک کر آیا ہے۔ یہ پہلا مرکزی ادارہ تھا جس کی بنیاد ربوہ کی بنیاد کے معاً بعد رکھی گئی۔ ہم نے وہ کیفیت بھی دیکھی جب صفوں پر بٹھا کر کھانا کھلایا جاتا تھا۔ مگر اب عالیشان عمارت موجود ہے جدید فن تعمیرات کے تحت اضافے کا سلسلہ جاری ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ''وَسِّعْ مَکَانَکَ '' کے تحت وسعتیں اختیار کر گیا ہے۔ اس کے سارے نظام کو گہرائی سے دیکھ اور پڑھ کر اور سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ کھانا

کھاتے لوگوں کو دیکھ کر انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ جماعت خدا کی جماعت ہے اور خدا کی تائید و نصرت اس کی پشت پر ہے۔

دارالضیافت کے علاوہ جلسہ سالانہ کے شاملین کو کھانا مہیا کرنے والے دو تین لنگر خانوں سے تعداد بڑھ کر 11 تک پہنچ چکی ہے جس میں روٹی بنانے والی مشینیں بھی شامل ہیں۔

جلسہ سالانہ حکومت کی جبری پابندیوں کی وجہ سے 1983ء سے منعقد نہیں ہو پایا۔ مگر اس کی شاخیں بہت تیزی کے ساتھ دنیا بھر میں پھیلی ہیں۔ ہم امید اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی جلد ان روکوں کو دور فرمائے اور ہم جلسوں کا روحانی سماں ایک بار پھر ربوہ میں دیکھ سکیں جس کے لیے ایک وسیع و عریض جلسہ گاہ کی تیاری مکمل ہو چکی ہے الحمدللہ۔ اور مہمانوں کی رہائش کے انتظامات حسب توفیق کیے جارہے ہیں اور سرائے مسرور سمیت مختلف گیسٹ ہاؤسز بھی تعمیر ہیں۔

تعلیمی ادارے

سرکاری اداروں کا ذکر تو اوپر ہو چکا ہے اس ضمن میں مزید تحریر ہے کہ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے بعد لاہور پہنچتے ہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی نوجوان نسل کو تعلیمی زیور اور دینی و اسلامی روایات اور اعلی اقدار سے آراستہ کرنے کے لیے پاکستان میں ان تعلیمی اداروں کے قیام کا اعلان فرمایا جو قادیان میں قائم تھے۔ جماعت کے سرکردہ افراد نے مالی بوجھ کی وجہ سے حضورؓ سے درخواست کی کہ ابھی جماعت پر یہ بوجھ نہ ڈالا جائے تو حضورؓ نے نہایت جلالی الفاظ میں فرمایا ”کالج چلے گا اور کبھی بند نہیں ہو گا۔ آسمان کے نیچے پاکستان کی سرزمین میں جہاں کہیں بھی جگہ ملتی ہے لے لو اور کالج شروع کرو۔“ (تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 86)

آج دنیوی علوم کے ان تعلیمی اداروں جن کو بھٹو سرکار نے قومیا لیا تھا اور اب یہ سرکار کے تحت چل رہے ہیں کہ علاوہ جماعت کے بیسیوں کے قریب تعلیمی ادارے ربوہ میں موجود ہیں۔ جن میں نوجوان بچوں اور بچیوں کو دین اور دنیا کی تعلیم پڑھائی جاتی ہے اور قریباً ہر سال نمایاں نمبر

لے کر پاکستان بھر میں پوزیشن ہولڈر ٹھہرتے ہیں......کے علاوہ صنعت و تجارت سکھلانے کی اکیڈمی اور ادارے موجود ہیں۔ جن کی الگ سے جدید طرز پر بلند و بالا عمارات ہیں۔

جماعتی تعلیم عام ہونے کا غیروں پر اس قدر اثر ہے کہ ہم ربوہ کے اردگرد بسنے والے جانگلیوں کو دیکھا کرتے تھے کہ اپنے کسی عزیز کی وفات پر واویلا کرتے تھے بلکہ ربوہ سے باہر سے آنے والے جانگلی بس یا ٹرین سے اُترتے اپنی جوتیاں سر پر رکھ کر روتے پیٹتے واویلا کرتے اپنے گاؤں کو جایا کرتے تھے۔ اب یہ لوگ ہمارے احمدیوں کے گھروں میں کام کرتے۔ باتیں اور طرز زندگی دیکھتے رہے۔ مگر اپنے آپ کو اس حد تک مہذب کر لیا ہے کہ نہ ان کو جوتیاں سر پر رکھتے روتے ہوئے دیکھا ہے بلکہ شلوار قمیض میں اب ملبوس نظر آتے ہیں۔

محلہ جات کے نام

ربوہ، ربوہ ای اے کے تحت اس خوبی کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ تمام محلہ جات کے نام اسلامی ہیں۔ اسلامی ناموں کے ساتھ دنیا میں شاید ہی کوئی شہر ہو۔ سڑکوں پر اسلامی ناموں کے ساتھ محلہ جات کی تقسیم ایک عجیب خوبصورت سماں پیدا کرتی ہے اور ان ناموں کی مناسبت سے مکینوں کو درس و تدریس اور تقاریر میں توجہ دلا کر ان ناموں جیسا بننے کی تلقین بھی خاکسار نے علماء کو کرتے ہوئے سنا ہے۔

جس کی گلیوں میں بکھرا ہے سرمایہ گزرے سالوں کا

کسی حد تک خاکسار نے اس روحانی سرمایہ کو قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ ایک ایسا بکھرا ہوا جماعت احمدیہ کا روحانی سرمایہ ہے کہ تا قیامت قلمکار اور مؤرخین ان کو لکھتے رہیں تو یہ ختم نہ ہو گا۔ مضمون مکمل کرنے اور کمپوزنگ کے مراحل کے دوران بعض بھولی بسری یادوں نے دماغ میں آبسیرا کیا ہے۔ جو ربوہ کی زینت میں اضافہ کا موجب ہو گا۔

ربوہ کی عمارات پر عربی عبارات، قرآنی آیات، کلمہ طیبہ اور دوسری نصائح کثرت سے دیکھنے کو ملتی تھیں۔ ربوہ کی ایک درسگاہ پر ”وَاَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّهَا“ دُور سے نمایاں لکھی نظر آتی تھی۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ تو بہت گھروں پر لکھا ہوا ملتا ہے۔ مساجد کی پیشانیوں پر مساجد سے متعلقہ آیات نمایاں طور پر دکائی دیتی تھیں۔ بس اڈے پر ایک سرکاری دفتر کا کمرہ ہوا کرتا تھا (آج بھی ہے) اس پر بس پر سے گزرنے والی سواری کی نگاہ اس عبارت پر پڑا کرتی ہے ”خدا تعالیٰ کہنے میں بڑی برکات ہیں۔“ کشتی نوح میں ہماری تعلیم سے تو گھروں کی دیواریں بھری ہوتی تھیں۔ ایک بزرگ عبدالحق شاکر جو بہت خوش خط لکھا کرتے تھے۔ اپنی ذاتی جیب سے ربوہ کی مختلف اہم جگہوں اور چوراہوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تربیتی اقتباسات لکھا کرتے تھے اور لکھ کر بعد میں نگاہ رکھا کرتے تھے۔ جونہی بارش کی وجہ سے عبارت مدھم ہوتی تو دوبارہ چونا پھیر کر نئی عبارت لکھ دیتے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دفعہ میں نے آپ کو اپنے گھر کے باہر کی دیوار پر کشتی نوح کی یہ عبارت تین چار رنگوں میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ لکھتے ہوئے دیکھا تھا۔

”ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

جلسہ سالانہ کے دنوں میں تو سارا ربوہ دلہن کی طرح سج جایا کرتا تھا۔ جگہ بجگہ اسلامی عبارتوں سے دیواریں سج جاتیں۔ رنگ برنگے بینرز پر مختلف عبارات لکھی جاتیں۔

ذیلی تنظیموں کے اجتماعات ہوتے۔ گو ہم انصاراللہ کے اجتماعات پر بھی شامل ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے خطاب سنا کرتے تھے۔ مسجد اقصیٰ کے صحن میں انصاراللہ کے ایک اجتماع پر جب پہلی دفعہ ویڈیو ریکارڈنگ ہوئی تو بہت تیز روشنی کے بلبوں کی وجہ سے ہماری

آنکھیں چندھیا رہی تھیں تو حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اب ہماری مجبوری ہے اس کو برداشت کرنا سیکھیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے اجتماع گھوڑ گراؤنڈ میں ہوا کرتے تھے۔ جہاں خیموں کی بستی تین دنوں کے لئے تیار ہوتی تھی۔ ہم خدام گھروں سے چادریں اکٹھی کر کے کسی بزرگ خاتون سے سلوا کر خیمے تیار کرتے تھے۔ پھر تین دن اس روحانی ماحول میں گزارتے۔ اور خوب فیض حاصل کرتے۔

مجھے یاد ہے کہ ہم جامعہ کے طلباء ایک ایسے گیٹ پر متعین تھے جو صرف حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے مختص تھا۔ جامعہ کے پرنسپل مکرم سید میر داؤد احمد مرحوم طلباء کو سبق دینے کے لئے مختلف راستے اپناتے رہتے تھے۔ آپ اجتماع میں اجتماع گاہ کے غالباً ناظم تھے۔ آپ اپنی سائیکل پر اس خاص گیٹ کی طرف آئے۔ طلبہ نے یہ جان کر کہ ایک تو یہ پرنسپل ہیں اور ناظم بھی۔ انہوں نے بانس جس سے راستہ بلاک کیا گیا تھا آپ کے گزرنے کے لئے اٹھا دیا۔ آپ گزر کر رک گئے اور طلبہ کو مخاطب ہو کر ہدایت کی یاد دہانی کروائی کہ یہ راستہ کس کے لیے مخصوص ہے۔ آپ نے مجھے کیوں گزرنے دیا؟

ربوہ کی یاد ستاتی ہے

یہ حقیقت ہے کہ انسان جس جگہ رہتا ہو اس کی بہت اہمیت سے باعلم ہونے کے باوجود اس کی قدر میں کمی رہ جاتی ہے۔ خاکسار جب تک ربوہ میں مقیم رہا۔ بیرون از ممالک سے بہت سے احمدی احباب ربوہ کے بارے میں مختلف باتیں لکھ کر یا سوشل میسیجز اور آڈیو ویڈیو بھجواتے رہتے تھے۔ جسے ہم دیکھ اور سن لیتے تھے۔ اب خود بیرون ملک پرواز کی ہے تو ربوہ کی اہمیت، افادیت پہلے سے زیادہ اجاگر ہوئی ہے اور ربوہ کی انمول یادیں ستا رہی ہیں۔ اب اُن پوسٹوں کو دیکھ کر اور سُن کر مزہ دوبالا ہو جاتا ہے۔ ان میں سے ایک نے تو دارالرحمت منڈی کی یادوں کو اور ایک نے کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ کی یادوں کو نظموں کی صورت میں فلمایا ہے۔ میں خود بھی کوارٹرز صدر انجمن میں

رہا ہوں اور منڈی میں عزیزوں، دوستوں اور خرید و فروخت کے لئے آنا جانا رہتا تھا اس لیے ہر دو نظمیں کانوں میں رس گھولتی ہیں جو برادرم عبد الصمد احمد اور برادرم ہادی علی چوہدری کی آواز میں ہیں۔ اب تو بیرون ملک میں بسنے والے احمدیوں کے لیے بہت سے V.Log لوگوں نے تیار کر دیے ہیں۔ بعض دوستوں نے ان پُرانی یادوں کو اپنے نوک قلم میں محفوظ کر لیا ہے۔ جیسے الفضل میں شائع ہونے والے مضامین از پرویز پروازی اور فرید احمد ملک مجھے یاد ہیں۔ جناب محمد داؤد طاہر نے قریہ جاوداں کے نام پر انہی یادوں کو قلم بند کیا ہے جبکہ عبد الرشید آرکیٹیکٹ نے ربوہ کے نام پر باتصویر مجلہ بھی طبع کروا رکھا ہے۔ ربوہ نام پر اس سے قبل بھی پرانے وقتوں کی کتاب ہے جو ربوہ دارالہجرت اور تاریخ احمدیت میں مکرم مولانا دوست محمد شاہد مرحوم مؤرخ احمدیت نے کافی مواد آئندہ نسلوں کے لئے جمع کر چھوڑا ہے۔ ہاں ابتداءً ربوہ میں جناب خان عبد الرزاق خان واقفِ زندگی جو آغاز ربوہ کمیٹی میں شامل تھے نے تعمیر مرکز کے ابتدائی حالات کو نہایت ایمان افروز رنگ میں قلمبند کر رکھا ہے۔

الغرض ربوہ دارالہجرت کی سرزمین اور اس کی فضائیں اس حد تک متبرک ہیں۔ جہاں ہمارے تین متبرک خلفاء نے خلافت پر فائز ہونے سے قبل اور اس کے بعد بھی، جب کہ ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مسند خلافت پر سرفراز ہونے سے قبل اس ربوہ کی گلی کوچوں میں پھرے، مختلف مساجد، اداروں کا وزٹ کیا وہاں حکمت کے موتی بکھیرے اور ان چاروں خلفاء، حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگمؓ۔ دیگر صحابیات و صحابہ کرام و بزرگ اجل علماء اور ربوہ کے تمام مکینوں اور باسیوں کی تسبیح و تحمید اور ذکر و اذکار پر دنیا میں سب سے پیارے وجود سیدنا و امامنا و مولانا حضرت محمد مصطفی ﷺ پر دل و جان سے درود شریف سے روح کی فضائیں معطر رہیں۔ اب بھی ہیں اور ان شاء اللہ تا ابد رہیں گی۔ ان گلی کوچوں کی خاک نے ہمارے بزرگ خلفاء کے پاؤں چومے ہیں۔ جہاں سے ان کا گزر ہوا۔ خدا جانتا ہے وہ جگہیں بہت

مبارک ہیں جن کو آئندہ ہمارے تاریخ دان نہایت ادب سے قلمبند کرنے پر فخر کریں گے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

ہر راہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے
شائد کہ وہ گزرے ہوں اسی راہ گزر سے

ربوہ کا چپہ چپہ ان بزرگ خلفاء کی مقبول دعاؤں کی گواہی دے رہا ہے اور ببانگ دہل اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ اگر اہالیان ربوہ اس حقیقی تعلیم کو Follow کریں گے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اُتری، آپؐ اس پر عمل کر کے ہمارے لئے نمونہ بنے۔ اور آج اُخروی دور میں اس پیاری تعلیم کی تشریح و تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام نے کی اور آج نمائندہ رسول حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس کی تعلیم کی بے مثال تشریح و فلسفہ اپنے خطبات، خطابات، تقاریر، درس و تدریس اور ورچوئل و دیگر کلاسز میں بیان فرماتے ہیں اور ہم ایم ٹی اے سے استفادہ کرتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ دنیا بھر میں پھیلے احمدی احباب بالعموم اور ربوہ کے باشندے بالخصوص اس اخلاص، جوش و جذبہ اور محبتِ الٰہی، محبتِ رسول، محبت قرآن، محبت خلافت سے اپنے آپ کو سرشار رکھیں۔ جن کا ذکر ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 3 ستمبر 2021ء کے خطبہ جمعہ میں مکرم سید طالع احمد شہید کے حالات و واقعات اور سیرت بیان کرتے ہوئے ان الفاظ میں مرحوم شہید کو خراجِ تحسین پیش فرمایا۔ ”ہمارے بہت ہی پیارے“، ”اے پیارے طالع! میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً تم نے ایسے وقف اور عہد کے اعلیٰ ترین معیاروں کو حاصل کر لیا۔“ اور ”آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جسمانی اور روحانی آل ہونے کا حق بھی ادا کر دیا“

پس ہمیں اپنے عہدوں کا جائزہ لے کر انھیں کھنگالنے کی ضرورت ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کو آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی آل اولاد میں شامل کرنے کی سعی کرنی ہے اور نئے عہد وفا باندھنے ہوں گے۔

اہالیانِ ربوہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی توقعات

یہاں مضمون کی طوالت سے بچتے ہوئے صرف بانی ربوہ حضرت مصلح موعودؓ اور موجودہ سالار قافلہ احمدیت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ربوہ کے رہائشیوں کے بارے خواہشات و توقعات بیان کی جارہی ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ مؤرخہ 21 مئی 1954ء کو اپنے ایک خطبہ جمعہ میں ربوہ کی غرض و غایت، اشاعت اسلام کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ربوہ کی بنیاد کی غرض یہ تھی کہ یہاں زیادہ سے زیادہ نیکی اختیار کرنے والوں کو اس غرض سے بسنا چاہیئے کہ وہ یہاں رہ کر دین کی اشاعت میں دوسروں سے زیادہ حصہ لیں۔ ہم نے اس مقام کو اس لئے بنایا ہے کہ تا اشاعت دین میں حصہ لینے والے لوگ یہاں جمع ہوں اور دین کی اشاعت کریں اور اس کی خاطر قربانی کریں۔ پس تم یہاں رہ کر نیک نمونہ دکھاؤ اور اپنی اصلاح کی کوشش کرو۔ تم خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرلو۔ اگر تم اس کی رضا کو حاصل کرلو تو ساری مصیبتیں اور کوفتیں دور ہو جائیں گی اور راحت کے سامان پیدا ہو جائیں گے۔ (تاریخ احمدیت جلد 13 صفحہ 172)

صرف ایسے ہی لوگوں کو ربوہ میں رہنے کی اجازت دی جائے گی جو اپنی زندگی عملی طور پر دین کی خدمت کے لیے وقف کرنے والے ہوں...... جب بھی سلسلہ کو ضرورت ہو گی وہ بلا چون و چرا اپنا کام (کاروبار) بند کر کے سلسلہ کی خدمت کرنے کا پابند ہو گا۔ (خطبہ جمعہ 21 ستمبر 1949ء)

ہر شخص کو........ایک ماہ خدمت دین کے لئے ضرور وقف کرنا ہوگا........ہر فرد بشر کے لئے اسلامی اخلاق کو اس درجہ اپنانا ضروری ہوگا کہ وہ دوسروں کے لئے نمونہ بن سکیں مثلاً نماز باجماعت کی پابندی......وغیرہ۔ (الفضل 20 اپریل 1949ء)

اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ ہم ایک نئی بستی اللہ تعالی کے نام کو بلند کرنے کے لئے بسائیں۔ پس اس موقع پر ہمیں بھی اور یہاں کے رہنے والے سب افراد کو بھی یہ عزم کر لینا چاہیے کہ انہوں نے خدا سے مانگنا ہے کسی بندے سے نہیں مانگنا۔ (الفضل 6 اکتوبر 1949ء)

دوسروں کی نسبت آپ (اہلِ ربوہ) پر زیادہ ذمہ داری ہے۔ دوسروں کی نسبت اللہ تعالی نے دنیوی سہولتیں آپ کو زیادہ دی ہیں اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ سب سے زیادہ نیکیوں میں آپ آگے بڑھیں...... دکاندار ربوہ کے ماحول میں مہنگی اشیاء بیچتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں لیکن اپنے رب کی راہ میں زیادہ اموال خرچ کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے........ پھر میں ربوہ میں جو ہمارے کارکن ہیں ان کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ میں سے کچھ ہیں جو پورا وقت نہیں دیتے ان کو یہ سوچ کر شرم آنی چاہیے کہ انہوں نے دوسروں کے لیے ایک نمونہ بننا تھا۔ اس مسابقت کے میدان میں لیکن ان سے زیادہ وقت دیتے ہیں کراچی کے بعض احمدی جو دفاتر وغیرہ میں سات آٹھ گھنٹے لگانے کے بعد سات گھنٹے جماعت احمدیہ کے کاموں پر خرچ کرتے ہیں اور ہمارے کلرک ربوہ میں رہتے ہوئے گزارہ لے کر چھ گھنٹے کام نہیں کرتے........ ایک نیکی ربوہ سے تعلق رکھنے والی خاص طور پر یہ ہے کہ یہاں کسی قسم کی لڑائی جھگڑا نہ ہو........ خاص طور پر ربوہ میں کوئی لڑائی اور جھگڑا اور گالی گلوچ نہیں ہونا چاہیے۔ (روزنامہ الفضل 29 مارچ 1968ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی توقعات

ربوہ کے بچے سلام کو رواج دیں

حضور ایدہ اللہ نے 7 جون 2003ء کو بچوں کی کلاس میں فرمایا:

”ربوہ کے بچوں کے لئے یہی میرا پیغام ہے کہ ربوہ کے ماحول کو ایسا بنا دیں کہ ہر طرف سے سلام سلام کی آوازیں آ رہی ہوں۔ بڑے بھی، چھوٹے بھی، بچے بھی بعض دفعہ بڑوں سے سستی ہو جاتی ہیں تو بچے اس کی پابندی کریں کہ انہوں نے بہرحال ہر ایک کو سلام کہنا ہے اور سلام

کرنے میں پہل کرنی ہے تو اس طرح ربوہ کے ماحول پر بڑا خوشگوار اثر پڑے گا ان شاءاللہ۔ دوسرے مساجد کو آباد کرنے کے لئے۔ ربوہ کے ماحول میں جو خالصتاً احمدیت کا ماحول ہے بچوں کو چاہیے کہ اپنے بڑوں کو توجہ دلائیں اور خود بھی خاص توجہ کریں اور مساجد میں زیادہ سے زیادہ جائیں اور مساجد کو آباد کریں تاکہ احمدیت کی فتح کے نظارے دعاؤں کے طفیل ہمیں ان شاءاللہ تعالیٰ ملنے ہیں وہ ہم جلد دیکھیں۔"

پیر بنیں پیر پرست نہ بنیں

پھر آپ خطبہ جمعہ 22 اکتوبر 2004ء میں فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "پیر بنیں پیر پرست نہ بنیں" پاکستان میں بھی اور دوسری جگہوں میں بھی بعض جگہ ربوہ میں بھی احمدیوں نے اپنے دعا گو بزرگ بنائے ہوئے ہیں اور وہ بزرگ میرے نزدیک نام نہاد ہیں جو پیسے لے کر یا ویسے ہی تعویذ وغیرہ دیتے ہیں یا دعا کرتے ہیں یہ سب فضولیات اور لغویات ہیں۔ میرے نزدیک تو وہ احمدی نہیں ہیں جو اس طرح تعویذ وغیرہ کرتے ہیں۔"

ہر گھر کے سامنے صاف ستھرا ماحول ہو

حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 23 اپریل 2004ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"ربوہ میں جہاں 98 فیصد احمدی آبادی ہے، ایک صاف ستھرا ماحول نظر آنا چاہیے۔ اب ماشاءاللہ تزئین ربوہ کمیٹی کی طرف سے کافی کوشش کی گئی ہے ربوہ کو سرسبز بنایا جائے اور بنا بھی رہے ہیں۔ پودے، درخت، گھاس وغیرہ سڑکوں کے کنارے لگائے گئے ہیں اور نظر بھی آتے ہیں۔ کافی سبزہ ربوہ میں نظر آتا ہے...... اس لئے اہل ربوہ خاص توجہ دیتے ہوئے اپنے گھروں کے سامنے نالیوں کی صفائی کا اہتمام کریں اور گھروں کے ماحول میں بھی کوڑا کرکٹ سے جگہ کو صاف کرنے کا بھی انتظام کرلیں تاکہ کبھی کسی راہ چلنے والے کو اس طرح نہ چلنا پڑے کہ گند سے بچنے کے لیے سنبھل سنبھل کر قدم رکھ رہا ہو اور ناک پر رومال ہو کہ بو آرہی ہے۔"

پھر اسی خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”صفائی کے ضمن میں ایک انتہائی ضروری بات جو جماعتی طور پر ضروری ہے وہ ہے جماعتی عمارات کے ماحول کو صاف رکھنا....... اس کا باقاعدہ انتظام ہونا چاہئے....... اس میں سب سے اہم عمارات مساجد ہیں۔ مساجد کے ماحول کو بھی پھولوں، کیاریوں اور سبزے سے خوبصورت رکھنا چاہیے۔“ (روزنامہ الفضل 7 مئی 2004ء)

اختتامیہ

اے دلہا! ربوہ کی بستی تیری رہ تک رہی ہے!

اس مضمون کا اختتام کرتے ہوئے، میں جذباتی ہو رہا ہوں کہ جب تک میں ربوہ میں مقیم رہا خلیفۃ المسیح کی یاد ستاتی رہی۔ گو خدائی نعمت اور انعام ایم ٹی اے نے اس یاد میں کمی پیدا کی اور کم از کم سات دنوں میں ایک جمعہ کے روز حضور سے آدھی ملاقات ایم ٹی اے کے ذریعہ ہو جاتی رہی اور دل اور آنکھیں تسکین پاتی رہیں۔ اور جب یہاں لندن آ گیا ہوں تو ربوہ کی یاد ستاتی ہے۔ مضمون کے اختتام پر جسم کے اندر پیدا ہونے والے جذباتی ماحول میں مجھے حضور انور کی ہمشیرہ مکرمہ صاحبزادی امتہ القدوس بیگم کی ایک نظم کے چند اشعار یاد آرہے ہیں۔ آپ لکھتی ہیں:

مجبور سہی، لاچار سہی ہے کرب و بلا کا دور مگر!
پُر عزم بھی ہیں با حوصلہ بھی رہتے ہیں جو سارے ربوہ میں

تسکین سماعت پاتی ہے، ذہنوں کو جلا بھی ملتی ہے
پر دید کی پیاس کا کیا کیجئے، بھڑکی ہے جو سارے ربوہ میں

کب ساقی بزم میں آئے گا، کب جام لنڈھائے جائیں گے
دو قطروں سے کب ہوتے ہیں، رندوں کے گزارے ربوہ میں

کم و بیش یہی کیفیت ربوہ کے ہر شہری، ہر باسی، ہر مکین اور ہر رہائشی کی ہے۔ یہ کہتے ہوئے وہ خلیفہ المسیح کی راہ تک رہے ہیں۔

؎ عرفان کی بارش ہوتی تھی جب روز ہمارے ربوہ میں
اے کاش! کہ جلدی لوٹ آئیں وہ دن وہ نظارے ربوہ میں

مگر اہلِ ربوہ کو یہ پیغام یاد رکھنا چاہیے۔

”اگر سو فیصد پاکستانی خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جائیں تو ان حالات کا خاتمہ چند راتوں کی دعاؤں سے ہو سکتا ہے۔“ (خطبہ جمعہ 7اکتوبر 2011ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 اکتوبر 2021ء)

﴾129﴿

مضمون نگاروں سے ایک ضروری درخواست

بعض مضمون نگار اخبار الفضل آن لائن میں اشاعت کے لئے بہت طویل مضامین بھجواتے ہیں جو اخبار میں اپنی جگہ بنانے میں کافی وقت لے لیتے ہیں۔ اس تاخیر پر مضمون بھجوانے والے حضرات مسلسل تاخیر کی وجہ پوچھتے ہیں اور ان میں سے بعض مضمون شائع نہ ہونے پر شکوہ بھی کرتے ہیں۔ خاکسار اعلان ہذا کے ذریعے تمام قلمکاروں اور انشاء پردازوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنی تحریر کو مختصر رکھا کریں۔ یوں اول۔ مضمون جلد اخبار کا حصہ بن جایا کرے گا۔ دوم۔ دوسرے قلمکاروں کی حق تلفی بھی نہ ہوگی اور سوم۔ اخبار متنوع مضامین سے مزید دلچسپ ہو جائے گا۔

اگر آپ کی طرف سے مضمون پروف ہوا ہو اور ادارہ کے وضع کردہ ٹمپلیٹ (TEMPLATE) میں ہو تو مضمون جلد لگنے کے مزید سامان ہو سکتے ہیں۔ ٹمپلیٹ ادارہ سے منگوایا جا سکتا ہے۔ کان اللہ معکم۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 اکتوبر 2021ء)

﴿130﴾

اسلام کا انمٹ اسٹیٹس (Status)

Status کی اصطلاح جس کو ہم اردو رسم الخط میں سٹیٹس یا اسٹیٹس لکھتے اور بولتے ہیں۔ سوشل میڈیا میں موبائل فونز (Cell Phones) میں چیٹنگ کرنے ویڈیوز اور تصاویر وغیرہ بھیجنے والے پروگرام وٹس ایپ میں لوگ اسٹیٹس لگا کر اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ ہم کیا سوچ رہے ہیں یا ہم کہاں جا رہے اور آ رہے ہیں۔ موبائل فونز میں وٹس ایپ استعمال کرنے والے اس کو بخوبی جانتے ہیں۔ موبائل کو استعمال کرنے والا ہر 24 گھنٹے کے لئے کسی تصویر یا ویڈیو کو اپنے اسٹیٹس پر fix کرتا ہے۔ دوسروں کا Status دیکھنے کے شوقین حضرات اسے دیکھتے اور بعض صورتوں میں enjoy بھی کرتے ہیں۔ دیکھا دیکھی خود بھی اس رو میں بہہ کر اسٹیٹس لگانے اور دیکھنے کے عادی بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے کسی کے اسٹیٹس دیکھنے کا شوق نہیں ہے اور نہ ہی میں اپنے موبائل پر Status کو آویزاں کرتا ہوں، لیکن آج اس آرٹیکل کے لیے جس سوچ کو میں ساتھ لے کر چلا ہوں اس میں قارئین کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے پہلے مجھے نہ صرف اپنے فون سے بلکہ گھر میں موجود دیگر دو تین موبائلز سے عزیزوں اور دوستوں کے اسٹیٹس کو دیکھنے کا موقع ملا۔ بعض دوستوں اور بہنوں نے بہت عمدگی اور خوبصورتی سے کیلیگرافی میں ڈیزائن کر کے قرآنی آیات، تربیتی و تعلیمی احادیث مع ترجمہ، ارشاداتِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلفاء سلسلہ بہت خوبصورت انداز میں اپنے وٹس ایپ پر لگا رکھے تھے۔ بعضوں نے تو روزنامہ الفضل آن لائن مکمل طور پر یا اس کے بعض حصے چسپاں کئے ہوئے تھے۔ اکثر نے سبق آموز قصے، اقوال زریں، کہانیاں اور اشعار وغیرہ کو اپنے اسٹیٹس کی زینت بنایا تھا۔ جنہیں دیکھ اور پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ اس کے علاوہ بعض نے اپنے خوبصورت ذوق کی

عکاسی کرتے ہوئے اور مزاج کے مطابق دنیا بھر میں حسن اور خوبصورتی سے بھرے اللہ تعالیٰ کی صفت المصور کی جلوہ گری دکھانے والے دلربا اور دلکش قدرتی مناظر، قسم ہا قسم کے رنگا رنگ پھول لگا رکھے تھے۔ جن کو دیکھ کر خدائی کی وسعتیں یاد آتی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عظیم ہستی کا ثبوت مہیا کرتی ہیں۔

لیکن اس کے برعکس مجھے بعض Status پر لغویات، TikTok پر ہونے والے فضول اور بھونڈے مذاق اور لطائف نظر آئے، ان کو لطائف کہنا کچھ صحیح نہ ہوگا بلکہ سستی اور پست ذہنیت کی تسکین کرنے کی ناکام کوشش کی گئی تھی۔ بعض جو بہت تھوڑے تھے، ان کے Status پر ایسی مذہبی عبارات یا کہاوتیں وغیرہ دکھائی دیں جن کو بادی النظر میں دیکھنے سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ اس نے اپنے کسی عزیز یا دوست کو جن سے اس کو کوئی تکلیف پہنچی ہو، سبق دینے یا سمجھانے کے لیے وہ تحریر یا سلائیڈ آویزاں کر رکھی تھی۔ چند ایک کے Status میں ریاکاری اور تکبر بھی جھلکتا تھا۔ اپنی جائیدادوں، کاروں اور قیمتی اشیاء کی نمائش کے علاوہ Five Star ہوٹل میں کھانا کھانے کی تصاویر بھی نظر آئیں۔

ہاں ایک دوست نے جناب امجد اسلام امجد (اردو ادب کے قادر الکلام، معروف پاکستانی شاعر اور ادیب) کی ایک نظم ویڈیو کی صورت میں لگا رکھی تھی۔ جس کے تمام اشعار ہی قابل التفات اور منفرد و نایاب تھے۔ اس نظم کے آخری شعر کے دوسرے مصرعے نے تو مجھے بلند آواز سے اپنی طرف کھینچا اور دہائی دے کر پکارتے ہوئے کہا کہ جس مضمون کے موضوع اور خیال کی تلاش میں آج تم سرگرداں پھر رہے ہو اس کا متعلقہ مضمون تو میرے اندر پنہاں ہے۔ اس خوبصورت نظم سے آپ بھی لطف اندوز ہوں۔

؎ ہر پل دھیان میں بسنے والے لوگ افسانے ہو جاتے ہیں
آنکھیں بُوڑھی ہو جاتی ہیں، خواب پُرانے ہو جاتے ہیں
ساری بات تعلق والی، جذبوں کی سچّائی تک ہے
مَیل دِلوں میں آجائے تو گھر ویرانے ہو جاتے ہیں

منظر، منظر، کِھل اُٹھتی ہے پیراہن کی قوسِ قزح
موسم تیرے ہنس پڑنے سے اور سُہانے ہو جاتے ہیں
جھونپڑیوں میں ہر اِک تلخی، پیدا ہوتے مِل جاتی ہے
اِسی لیے تو وقت سے پہلے، طِفل سیانے ہوجاتے ہیں
موسمِ عشق کی آہٹ سے ہی ہر اِک چیز بدل جاتی ہے
راتیں پاگل کردیتی ہیں، دِن دیوانے ہو جاتے ہیں
دُنیا کے اِس شور نے امجد کیا کیا ہم سے چھین لیا ہے
خُود سے بات کیے بھی اب تو، کئی زمانے ہو جاتے ہیں

قارئین کرام! آپ نے اس مصرعے کی گہرائی ملاحظہ فرمائی؟ اسلام کی تعلیمات کا خلاصہ ہی یہ ہے کہ اپنے اندر کے انسان کو ٹھیک کرلے اور صاف ستھرا کر کے چمکا لے تو اللہ تعالیٰ کا مقرب اور متقی بن جاتا ہے۔ اسی مضمون کی طرف تو ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 9۔ اکتوبر 2021ء کو جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر اپنے پُر معارف اختتامی خطاب میں احباب جماعت کو توجہ دلائی تھی۔ گر انسان خود سے بات کرنا سیکھ جائے اور خود کو مخاطب کر کے اپنا محاسبہ کرتا رہے تو انسان کی روحانی اور علمی شخصیت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

Status درحقیقت انسان کی شخصیت اور اس کی سوچ پر دلالت کرتا ہے اور بتا دیتا ہے کہ اس کو سیٹ کرنے والا کس خصلت کا انسان ہے۔ یہ Status بھی کیا Status ہے؟ جو ہر 24 گھنٹے کے بعد بدلنا پڑتا ہے۔ انسان کا Status تو ایسا ہونا چاہئے جو مستقل اور دیرپا ہو۔ جو اس کی پہچان بن جائے۔ وہ ایسے پکے رنگ پر مشتمل ہو جو دھوبی کی طرح کپڑوں کو پٹخنے کے بعد بھی نہ اترے وہ پکا رنگ اسلام کا رنگ ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا کہہ کر ہمارا Status قرار دیا ہے۔ پوری آیت یوں ہے

وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ (الحج:79)

ترجمہ: اور اللہ کے تعلق میں جہاد کرو جیسا کہ اس کے جہاد کا حق ہے۔ اس نے تمہیں چن لیا ہے اور تم پر دین کے معاملات میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔ یہی تمہارے باپ ابراہیم کا مذہب تھا۔ اُس (یعنی اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا (اس سے) پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی تاکہ رسول تم سب پر نگران ہو جائے اور تاکہ تم تمام انسانوں پر نگران ہو جاؤ۔ پس نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ وہی تمہارا آقا ہے۔ پس کیا ہی اچھا آقا اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

اب اس ساری آیت پر ذرا رُک کر غور کریں۔ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ سے قبل بھی ایک مسلمان کے اسٹیٹس کے کچھ حصے بیان فرمائے۔ مگر بعد والے حصہ میں خصوصی طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ملت ابراہیم (دین حنیف) کے کام وضع فرمائے اور نہایت خوبصورتی سے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تم پر شہید (نگران) مقرر کیا ہے اور تم کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نمائندگی میں دیگر مسلمانوں اور دیگر اقوام پر نگران بنایا گیا ہے اس لئے تم کو ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنے لئے بھی سلامتی کا پیغام بننا ہے اور نہ صرف دوسرے مسلمانوں کے لئے بلکہ دیگر اقوام کے لوگوں کے لئے امن و سلامتی کا پیغامبر بننا ہے دراصل اسی میں دعوت الی اللہ کا گر بھی مخفی ہے۔

یہ وہ اسٹیٹس ہے جو ہر مسلمان کا ہونا چاہئے۔ جس میں کوئی ہلکا اور پھیکا رنگ نہیں۔ 24 گھنٹے بعد اس کو تبدیل بھی نہیں کرنا پڑتا۔ ہاں ہر 24 گھنٹے بعد اسلامی شریعت کی جو شقیں اور اوامر و نواہی کی تفصیلات ہیں، ان کو اپنی زندگی میں ادل بدل کر دیکھتے رہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مسلمان کے نام کے ساتھ پکار کر فرمایا مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا اس سے پہلے بھی یعنی ابراہیم کے

دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا بلکہ اس قرآن میں بھی تمہیں مسلمان کے نام سے موسوم فرمایا۔

پس ثابت ہو گیا کہ یہی ایک مسلمان کا Status ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ اسلام کی وسیع اور فصیح تعلیمات پر مشتمل اگر کوئی شخص اپنے فون کے اسٹیٹس پر قرآنی آیت، حدیث، ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور وقت کی آواز خلیفۃ المسیح کا ارشاد آویزاں کرتا ہے یا کوئی سبق آموز کہانی اور شاعری لگاتا ہے تو قابل تحسین ہے لیکن اسلام میں ناچ گانے، غیر محرم عورتوں کے لطائف، غیر محرم عورتوں کے متعلق لطائف و کہانیاں اور فخر و مباحات کے لیے show off کرنا مناسب نہیں۔ اس سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حنیف کی تعلیمات کو اپنانے اور ان کے پرچار کی توفیق دیتا رہے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 نومبر 2021ء)

﴿131﴾

کتب حدیث کا حوالہ یوں دیا کریں

بعض دوست اپنے مضامین میں حدیث کا حوالہ دیتے وقت جلد اور صفحہ نمبر لکھتے ہیں یا حدیث نمبر جیسے بخاری جلد 2 صفحہ 249 حدیث نمبر (فلاں)۔ یہ درست نہیں ہے۔ دنیا میں بخاری کے انگنت نسخے زیر گردش ہیں اور مختلف ممالک اور تنظیموں کے شائع کردہ ہیں۔ جنہوں نے اپنے اپنے حساب سے بخاری کی تقسیم کر رکھی ہے۔

اگر حوالہ یوں دیا جائے کہ بخاری کتاب۔۔۔۔۔۔ باب۔۔۔۔۔۔ کے ساتھ حوالہ دیں تو یہ تمام دنیا کے طبع شدہ نسخوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ براہ کرم مضمون نگار اس بات کو نوٹ فرمالیں۔ جزاکم اللہ خیرا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 نومبر 2021ء)

﴿132﴾

اصل تبرک کا فلسفہ

تبرک ایک بہت ہی وسیع معنوں میں استعمال ہونے والا لفظ ہے۔ یہ نہ صرف لفظ ہے بلکہ ہمارے اسلاف کی برسوں سے چلتی چلی آنے والی روایت کا نام بھی ہے۔ عرف عام میں ہم اس سے مراد روحانی و مذہبی شخصیات جن کے ساتھ ہمارا دل اور جذبات کا تعلق ہوتا ہے۔ ان سے وابستہ اور جُڑی ہوئی یا استعمال شدہ چیز لیتے ہیں۔ ہم احمدی مسلمانوں کا سب سے گہرا اور قلبی تعلق ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ہے۔ ان کے قدم مبارک نے جہاں برکت بخشی ہو ہم تو اس خاک اور اس راستہ کو بھی متبرک ہی سمجھتے ہیں۔ اور پھر اس دور کے نبی سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے تبرکات کی زیارت کے لئے، قادیان کے کوچہ و بازار اور گلیوں کی خاک چھان کر برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ دارالمسیح میں ہر در و دیوار پر ہاتھ پھیرتے ہیں کہ یہ مسیح موعود و مہدی معہود کی جائے رہائش رہی ہے۔ اور تو اور اس راستے پر ننگے پاؤں چلتے ہیں جہاں ایک مرتبہ حضور اقدسؑ جلدی میں مہمانوں کو واپس لانے کے لئے بنا جوتوں کے چلے تھے۔ قادیان کی فضاؤں اور ہواؤں کو بھی متبرک سمجھتے ہیں جہاں حضور پاکؑ نے بابرکت سانسیں لے کر پاکیزہ بنا دیا تھا۔

؎ہر راہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے
شاید کہ وہ گزرے ہوں اس راہ گزر سے

اگر ہم ایک اور نظر سے دیکھیں تو تبرک اس مبارک چیز کو کہا جاتا ہے جو ہمارے خاندانوں کے بزرگ، افراد خاندان کو یا روحانی شخصیت اپنے ماننے والے کو بطور یادگار دیتی ہیں اور ہم ان کو سنبھال کر رکھتے ہیں یا تبرک اُسے کہا جاتا ہے کہ خاندان میں بزرگوں یا روحانی شخصیات کا پس خوردہ ہم کھاتے یا پیتے ہیں۔ ہم نے لندن میں بارہا دیکھا ہے کہ ہمارے پیارے حضور ایدہ اللہ

جس محفل یا تقریب میں ہوں اور وہاں کھانا serve ہو تو حضور انور کے چلے جانے کے بعد لوگ پس خوردہ کو بطور تبرک سمجھتے ہوئے اس کی طرف لپکتے اور اس سے کچھ نہ کچھ حاصل کرتے اور بسا اوقات اپنی اولاد میں تقسیم کرتے ہیں تا اس تبرک سے خلیفۃ المسیح کے اوصاف بچوں میں منتقل ہوں۔ بے شمار لوگ نومولود کو پہلی غذا جسے گھٹی (گڑتی) بھی کہا جاتا ہے اور بالعموم شہد کی صورت میں دی جاتی ہے۔ شہد کو خلیفۃ المسیح سے متبرک کرواتے ہیں۔ اور بالعموم یہ دیکھا جاتا ہے کہ نومولود کی پیدائش پر خاندان میں سے کسی بزرگ ہستی کا چناؤ کیا جاتا ہے جو اس متبرک شہد کے ذریعہ پہلی غذا نومولود کو دے اور اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر بھی کہے۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے تبرک کے حوالے سے چند واقعات اور اہم نکات پیش ہیں۔

* ہمارے پیارے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت جوبلی کے موقع پر جب بینن مغربی افریقہ کا دورہ فرمایا تو حضور انور King of Alada کی دعوت پر ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ جہاں موصوف نے اپنے انناس کے باغ سے انناس کا جوس حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ جس سے کچھ حصہ حضور نے نوش فرمایا۔ ملاقات کے بعد مربی صاحب جو ترجمے کے فرائض سرانجام دے رہے تھے نے حضور کی موجودگی میں ہی اس تبرک کو لے کر پینے کی کوشش کی۔ جس پر بادشاہ کی بیگم نے حضور سے عرض کی کہ حضور! یہ تو آئے روز تبرک لیتے رہتے ہیں آج میرا حق ہے۔ چنانچہ حضور کی اجازت سے اس خوش قسمت خاتون نے وہ تبرک حاصل کر لیا۔ اور خود بھی اور اپنی نسلوں کو بھی خلیفۃ المسیح کی برکتوں سے فیضیاب کر دیا۔

* میں نے کچھ سال قبل مسجد فضل کے سامنے 53 گیسٹ ہاؤس کے ساتھ ایک دعوت میں خود دیکھا۔ استاذی المحترم سید میر محمود احمد ناصر حضور کے ساتھ دائیں جانب تشریف فرما تھے۔ حضور نے جب کھانا تناول فرما لیا اور ہاتھ وغیرہ نیپکن سے صاف کر لئے تو آپ نے حضور سے اجازت لے کر گلاس میں بچا ہوا پانی بطور تبرک کے پی لیا۔

*اسی King Of Alada کا ایک ایمان افروز واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور کا بھی ملتا ہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر بینن کے دو بادشاہوں king of Alada اور king of Paraku کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں کا تبرک فریم کروا کر عنایت فرمائے۔ کچھ عرصہ بعد king of Alada کی اہلیہ بیمار ہو گئیں۔ بہت علاج معالجہ کروایا گیا مگر شفاء نہ ہوئی۔ اس پر بادشاہ کو خیال آیا کہ میرے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متبرک کپڑے کا ٹکڑا ہے۔ کیوں نہ میں اس الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" کا مصداق ہو کر برکت ڈھونڈوں۔ چنانچہ king of Alada نے وہ مبارک فریم اپنی اہلیہ کے جسم پر رکھ کر دعا کی کہ اگر یہ شخص سچا ہے اور لازماً سچا ہے تو اس کے صدقے میری اہلیہ کو شفاء عطاء فرمادے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے اس کی دعا کو سنا اور اس کی بیگم کو شفا عطا فرمادی۔

یہ تبرک والا کوئی نیا طریق نہیں ہے۔ آنحضور ﷺ کے دور میں صحابہؓ آنحضور ﷺ سے تبرک لیا کرتے تھے۔ اور خود بھی تبرک لینے کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے دوران جب آنحضور ﷺ مکہ کے گردونواح میں مقیم تھے۔ قریش مکہ نے اپنا ایک سفیر مسلمانوں کی طاقت کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا۔ اس نے واپس جا کر سرداران کفار کو مشورہ دیا کہ مسلمانوں سے ہرگز لڑائی نہ کرنا میں نے موتیں دیکھی ہیں۔ وہ اپنے رسول ﷺ کے اردگرد محبت سے سرشار بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کے رسول جب وضو کرتے ہیں تو وہ اس پانی کو نیچے گرنے نہیں دیتے بلکہ اس بچے ہوئے پانی کو اپنے مونہوں پر پیار سے ملتے اور بعض پی بھی لیتے ہیں۔ دراصل یہ تبرک تھا جو صحابہؓ پی لیا کرتے تھے۔

تبرک کی بات چلی ہے تو جس نفس مضمون کو آج اس آرٹیکل میں اجاگر کرنے جا رہا ہوں۔ اس میں اس حقیقت کا اضافہ بھی کرتا جاؤں کہ ہم اپنے معاشرے میں بزرگوں بالخصوص والدین کی وفات پر ان مرحومین کے زیر استعمال اشیاء کو تبرک کی خاطر محفوظ کر لیتے ہیں۔ ان کے

زیر استعمال کپڑوں کو چھو کر اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ ان کپڑوں سے والدہ مرحومہ یا مرحوم والد کی خوشبو آتی ہے۔ والدین کی وفات کے بعد جائیداد کی تقسیم کے وقت ان متبرک کپڑوں کو بھی تقسیم کرتے ہیں۔ بعض تو اس حد تک افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں کہ بات شرک کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ مجھے لاہور میں کسی کے گھر جانے کا اتفاق ہوا تو اس گھر میں ایک زنگ آلود گاڑی کھڑی تھی۔ میں نے پوچھا اتنی خوبصورت کوٹھی میں یہ زنگ آلود اور ٹوٹی پھوٹی کار کیوں کھڑی کر رکھی ہے؟ جواب ملا کہ ابا مرحوم کے زیر استعمال تھی۔ ہم نے تو اس کوٹ کو بھی کار سے نہیں نکالا جو وہ دفتر جاتے ہوئے پہنا کرتے تھے۔ وہ اسی طرح کار میں لٹکا ہوا ہے۔ خاکسار کے سمجھانے پر انہوں نے اس کار کو dispose off کیا۔

یہ درست ہے کہ بزرگوں یا روحانی شخصیات کی طرف سے ملنے والے تحفے تحائف تبرک کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور انہیں اس غرض سے اپنے استعمال میں لانا کہ ایک طرف ان سے پیار کا اظہار ہو اور دوسری طرف ان کی یاد ہمیں ان کے اوصاف اور نیکیوں کی طرف لے جائے اور ہم بھی انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے وہی تمام نیکیاں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن اصل تبرک کا مفہوم تو وہ ہے جو ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ نے ہمارے سامنے رکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے

حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرمارہے تھے کہ آپ کے صحابہؓ وضو والا پانی اپنے ہاتھوں اور چہروں پر ملنے لگے۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے ایسا کرنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ صحابہؓ نے جواباً کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کی وجہ سے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اللہ اور اس کے رسول سے واقعی محبت کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بھی تم سے محبت کرے تو تمہیں چاہیے کہ اوّل۔ ہمیشہ سچ بولو، دوم۔ جب تمہارے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں کبھی خیانت نہ کرو اور سوم اپنے پڑوسی سے ہمیشہ حسن سلوک کرو۔ (حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمٰن صفحہ 124-125)

یہی وہ مضمون ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا ہے۔

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (آل عمران:32)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تو اصل اور حقیقی تبرک وہ تعلیمات اور حسنِ عمل ہے جو خاندانوں میں بزرگ یا روحانی شخصیات اپنی وفات پر اپنے پیچھے بطور امانت چھوڑ جاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیشرو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات پر تعزیتی خطوط اور قرار دادوں کی اہمیت اور اس کے اصل فلسفہ اور حکمت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا کہ قراردادیں یا تعزیتی خطوط صرف افسوس کی حد تک نہ ہوں بلکہ ان میں یہ عہد و پیمان ہوں کہ اے جانے والے! ہم تیری عظمت کو سلام کرتے ہیں اور تیری دی ہوئی تعلیمات پر بھرپور عمل کریں گے اور اے آنے والے! تیرے ساتھ بھی ہم صدق و وفا کے ساتھ اس عہد وفا کو پہلے سے بڑھ کر نبھانے کی کوشش کریں گے۔

٭ اس آرٹیکل کو کمپوز کرنے والی مسز صدف علیم صدیقی نے کینیڈا سے مجھے بتایا کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات پر کراچی میں تھی۔ ہم خواتین تعزیت کے لئے خاندان مسیح موعود علیہ السلام کی ایک خاتون کے گھر جمع تھیں جہاں بعض خواتین کی درخواست پر آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے تبرکات تقسیم کئے۔ خاکسار نے طبیعت میں جھجک اور مروت کی وجہ سے کوئی تبرک نہ مانگ سکی۔ کچھ عرصہ بعد حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک بیٹی سے ملاقات پر تبرک کی بات چل نکلی جس پر آپ نے مجھے مخاطب ہو کہا کہ ”آپ خود ابا کا تبرک بن جائیں ویسی بن جائیں۔ وہ تمام خوبیاں اپنے اندر پیدا کر لیں جو ابا ہم سب سے چاہتے تھے تو آپ بھی ابا کا تبرک بن جائیں گی“

* اس واقعہ سے مجھے ایک سبق آموز کہاوت یاد آرہی ہے۔ایک بادشاہ نے یہ اعلان عام کیا کہ آج فلاں وقت سے فلاں وقت تک محل کے دروازے ہر کس و ناکس کے لئے کھول دیئے جائیں گے جس کسی کو جو چیز پسند آئے وہ لے جائے۔ایک عمر رسیدہ شخص آہستہ آہستہ اپنی گھونٹی کے سہارے بادشاہ کی طرف آگے بڑھا اور جا کر بادشاہ کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا۔میرے لئے اس بادشاہ سے بڑھ کر کوئی اور چیز نہیں۔ اور یوں اس بوڑھے نے بادشاہ کا دل جیت لیا۔کیونکہ وہ بادشاہ کا ہو گیا تھا۔

* ہمارے پیارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہر دوسرے خطبہ جمعہ میں جب مرحومین کا ذکر خیر فرماتے ہیں تو ہر ذکر کے بعد اولاد کے لئے یہ دعائیہ فقرہ ضرور شامل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو اولاد کے اندر منتقل فرمائے۔اور اولاد کو ان کی نیکیوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

پس تبرک وہی ہے جو تعلیمات اور حسن عمل کی صورت میں ہمیں ملتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن، اسلام اور تشریحات حضرت مسیح موعودؑ و خلفائے عظام پر عمل کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 نومبر 2021ء)

﴾133﴿

بعض مرحوم افسران کا ذکرِ خیر

ان بزرگان سے کسب فیض اور راہنمائی حاصل کرنا، میری زندگی کا ماحصل ہے

خاکسار نے جامعہ احمدیہ میں جن اساتذہ سے علمی فیض پایا۔ ان میں سے مرحوم اساتذہ کا ذکرِ خیر حدیث نبویؐ میں بیان ایک ہدایت اُذۡکُرُوۡ مَحَاسِنَ مَوۡتَاکُمۡ (بحارالانوار جلد72 صفحہ 239) کے تحت ایک طویل مضمون میں بیان کر چکا ہوں۔ جو روزنامہ الفضل آن لائن مؤرخہ 2 جولائی 2021ء میں طبع ہو چکا ہے۔ اس مضمون میں چار ایسے بزرگ اساتذہ کا بھی ذکر تھا جو الحمد للہ بقید حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر و صحت میں برکت دے اور مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ آمین

آج میں ان چند ایسے مرحومین کا ذکرِ خیر کرنے جا رہا ہوں جن سے خاکسار نے علمی کسب فیض تو کمایا ہی لیکن انتظامی لحاظ سے بھی فائدہ حاصل کیا۔ جس حدیث نبوی ﷺ کا خاکسار نے اوپر ذکر کیا ہے اس کے مکمل الفاظ یوں ہیں۔

’’اُذۡکُرُوۡ مَحَاسِنَ مَوۡتَاکُمۡ وَکُفُّوۡا عَنۡ مَسَاوِیۡھِمۡ ‘‘یعنی تم اپنے وفات یافتہ افراد کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی برائیاں بیان کرنے سے باز رہو۔ ان کے عیوب بیان نہ کیا کرو۔ یہ حدیث سنن ابو داؤد کتاب الادب میں بھی بیان ہوئی ہے۔ اس حدیث کے دو حصے ہیں۔ ایک مرحومین کا اچھے انداز میں ذکر اور دوم ان کے عیوب بیان کرنے سے رکنا۔ جس کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ باتوں باتوں میں بُرائی بیان کرنے کی بعض جگہوں پر عادت موجود ہے اور کسی کی وفات کے کچھ دن بعد ہی ہم بعض لوگوں کو یہ کہتے سنتے ہیں کہ ’’اچھا! ہُن تے او فوت ہو گیا اے ورنہ......‘‘ یہ کہتے کہتے پیٹھ پیچھے بات کرنے کے عادی ایک دو باتیں کر ہی جاتے ہیں۔

یہ تمہید باندھنے کی وجہ اپنے اس مضمون سے بھی متعلق ہے، وہ یہ کہ انتظامی لحاظ سے جن سے کچھ سیکھا جا رہا ہوتا ہے وہاں Administration wisely دورانِ سروس ایسی باتیں بھی ہو جاتی ہیں یا سننی پڑتی ہیں جو طبیعت کے منافی ہوتی اور گراں بھی گزرتی ہیں یا طبیعت پر ناگوار بوجھ بن جاتی ہیں۔ لیکن در حقیقت یہ باتیں بھی اصلاح کے لئے ہی ہو رہی ہوتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے خربوزہ کاٹ کر اس کی قاشیں اپنے وزراء کو دیں تمام وزراء نے وہ قاشیں کڑوی ہونے کی وجہ سے تھو تھو کر کے پھینک دیں مگر ایک جہاندیدہ وزیر نے بڑے مزے لے کر اپنے حصے کی قاش کو کھالیا۔ بادشاہ کو دیگر وزراء کی طرف سے منہ بنانے اور قاشیں پھینکنے پر محسوس ہو گیا تھا کہ خربوزہ ٹھیک نہیں ہے اور بادشاہ نے جب قاش مزے سے لے کر کھانے والے وزیر سے اس کی وجہ پوچھی تو اس وفا شعار وزیر نے بادشاہ کو مخاطب ہو کر کہا کہ اے بادشاہ! روزانہ ہی آپ کے دربار سے اَنگنت میٹھی اور لذیذ اشیاء کھانے کو ملتی ہیں اگر ایک روز کڑوی مل گئی تو کون سی اچنبھے کی بات ہے؟

اس لئے اگر یہ اساتذہ اور افسران کبھی ایسی کوئی بات کر جائیں یا کوئی ایسا فیصلہ کر دیں جو عارضی طور پر تلخ محسوس ہو تو اُسے بھی بخوشی قبول کر لینا چاہئے۔ کیونکہ یہ ہماری تعلیم و تربیت اور اصلاح کے لئے ہی ہوتا ہے۔ انہوں نے ہمارا مثبت کردار تعمیر کرنے اور اخلاق حسنہ سکھانے پر بھی تو محنت کی ہوتی ہے اگر ایک بات مزاج کے برعکس ہو جائے تو تعجب کی بات نہیں۔

* اب میں آتا ہوں انتظامی لحاظ سے ان مرحوم بزرگ افسران کے ذکر خیر کی طرف۔ جن سے خاکسار نے انتظامی لحاظ سے کسب فیض پایا اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

1۔ مکرم سید احمد علی شاہ، سابق نائب ناظر اصلاح وارشاد

خاکسار نے جامعہ احمدیہ سے تعلیم مکمل کر کے جب میدانِ عمل میں قدم رکھا تو 1978ء میں میری خدمات کا آغاز نظارت اصلاح وارشاد مقامی کے تحت ہوا، جہاں مکرم سید احمد علی شاہ مرحوم دفتر کے افسر تھے۔ آپ کا عہدہ نائب ناظر کا تھا۔ آپ نے ایک دو دنوں میں ہی نئے آنے والے تمام مربیان کی تقرریوں کی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے منظوری لی اور ایک اجتماعی میٹنگ

کرنے کے بعد ہر مربی صاحب کی نئے اسٹیشن کے بارہ میں رہنمائی کی۔ یہ آپ کا ہی خاصہ تھا کہ آپ کو ہر مربی سینٹر کے بارے میں مکمل معلومات ہوتی تھیں۔ آپ مربیان کی چھوٹی سے چھوٹی بات میں رہنمائی فرماتے ۔حتیٰ کہ کپڑے کس طرح کے پہننے ہیں ،مربی کا کرداراور چال ڈھال کیسی ہونی چاہئے۔ جماعت کے اموال کی حفاظت کی طرف بہت توجہ دلاتے تھے۔ڈائری لکھنے کا کہتے تھے کیونکہ خود بھی اس کے عادی تھے۔چونکہ آپ عالم باعمل، اعلیٰ پائے کے مقرر اور مناظر تھے۔اس لئے مربیان کی ملاقاتوں میں بعض اہم نکات اور علمی باتیں بتایا کرتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ کی ایک یہ نصیحت ہوتی تھی کہ میدان عمل میں کسی دوست کو نیچے گرانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ ہر ایک کو خلیفۃ المسیح سے محبت ہے۔وہ اپنی استعدادوں کو بروئے کار لاتے ہوئے خلیفۃ المسیح کے حکم اورارشاد پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔اس لئے کبھی بھی پہلے کام کر کے جتایا نہ جائے کیونکہ بعض گاڑیاں نئی دہلی ریلوے اسٹیشن (یہ انڈیا کا سب سے بڑا ریلوے اسٹیشن ہے، جہاں 16 پلیٹ فارمز سے ملک کے دیگر حصوں کی طرف روزانہ 350 ٹرینز چلتی ہیں) کے راستے لمبا سفر کر کے سنٹر میں آتی ہیں اور بعض بذریعہ لاہور جلدی منزلِ مقصود تک پہنچ جاتی ہیں۔اس لئے ممکن ہے کہ آپ خلیفۃ المسیح کے ارشاد کی تعمیل اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر کریں اور دوسرے ساتھی ابھی پیچھے ہوں۔اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر صرف خدا کا شکر ادا کریں۔

چونکہ شاہ صاحب ہمارے محلہ دار بھی تھے اس لئے مسجد محمود میں آپ کے درس اور تقاریر سننے کا موقع ملتا رہا۔ آپ اکثر پگڑی اور حضرت مصلح موعودؓ والا چھوٹا کوٹ زیب تن رکھتے اور سائیکل پر دفتر آتے اور بازاروں میں بھی سائیکل پر ہی نظر آتے۔لوگوں سے اکثر سائیکل سے اتر کر ملتے اور حال احوال دریافت فرماتے نظر آتے تھے۔

میں جب 1990ء میں سیر الیون سے واپس پاکستان آیا تو مجھے نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ میں حاضر ہونے کو کہا گیا۔ تو محترم مولانا موصوف کو اب اس نظارت میں نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے طور پر دیکھا۔ خاکسار کی بدوملہی تقرری کے خط پر آپ کے نائب ناظر اصلاح و

ارشاد مقامی اور دارالذکر لاہور میں تقرری کے خط پر آنمحترم کے بطور نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ کے دستخط ہیں اور یہ دونوں خطوط آج بھی خاکسار کے پاس ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔

2۔ مکرم مولانا سلطان محمود انور، سابق ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ

جن سے خاکسار نے انتظامی امور کے بارے میں فیض حاصل کیا یا یوں کہنا چاہئے کہ انتظامی امور میں بہت کچھ سیکھا وہ مولانا سلطان محمود انور مرحوم ہیں۔ سیرالیون سے واپس آنے کے بعد میں آپ کی شخصیت سے بالکل ناواقف تھا۔ صرف نام سن رکھا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا ہے 1990ء میں میری سیرالیون سے واپسی پر نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ میں خاکسار کی خدمات سپرد ہونے پر پہلا تعارف اس وقت ہوا جب رخصت کے روز سہ پہر کے قریب مکرم رفیق احمد جاوید (سابق مربی سلسلہ) کا کسی کے ہاتھ پیغام آیا (اس وقت موبائل فون عام نہ تھے) پیغام یہ تھا کہ مکرم ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے آپ کو یعنی مجھے اپنے دفتر میں یاد فرمایا ہے۔ میں ان کے دفتر چل دیا تو انہوں نے گھنٹہ بھر کے انٹرویو کو کمال مہارت سے انٹرویو کی بجائے ملاقات کا تاثر دیا۔ بہت کھلے ماحول میں میرے متعلق تمام معلومات بھی لے لیں۔ اس بالغ نظری کا خاکسار نے بعد میں متعدد جگہوں پر معائنہ کیا۔ یہ انٹرویو دراصل لاہور دارالذکر میں تعیناتی کے لئے لیا جارہا تھا۔

موصوف گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے۔ بغیر نوٹس لئے تقریر بہت عمدہ کرتے تھے اس دوران جہاں بات پر زور دینا ہوتا وہاں مترادف الفاظ کا استعمال کرتے جس سے آپ کے انداز بیان میں چار چاند لگ جاتے اور سامعین متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے، مسجد اقصیٰ ربوہ میں آپ کا خطبہ سننے والے احباب اس بات کی گواہی دیں گے۔ تقریر کا فن خاکسار نے آپ ہی سے سیکھا۔ آپ اپنے ماتحت مربیان سے نہایت شفقت اور پیار سے پیش آتے۔ حتی الوسع ان کی ضروریات کا خیال رکھتے۔ ہر مربی اور ان کے آباء و اجداد اور خاندان سے بخوبی واقفیت رکھتے، پاکستان بھر کے اضلاع اور مجالس کے دورہ جات میں مربیان سے لگاؤ اور محبت بڑھانے کے لئے ان کے خاندان کا اس طرح ذکر

کرتے جیسے آپ انہی کی فیملی کا حصہ ہوں۔ دوروں کے دوران اور ربوہ مرکز میں آنے والے مربیان کی رپورٹس سن کر حوصلہ افزائی کرتے اور رہنمائی فرماتے۔

ایک خوبی جو میں نے آپ میں مشاہدہ کی (جس کی آج کے دور میں بہت ضرورت ہے) وہ یہ تھی کہ کسی کی کوئی برائی، کمی اور کمزوری کسی کے سامنے بیان نہ کرتے۔ ایک کان سے سنتے دوسرے کان سے نکال دیتے یا اپنے اندر دفن کر لیتے۔ چونکہ آپ اصلاحی کمیٹی کے بھی انچارج تھے اس لئے فریقین میں نہایت خوبی سے مصالحت کرواتے۔

آپ ایک منجھے ہوئے اچھے ایڈ منسٹریٹر تھے۔ ایک دفعہ میں نے آپ کے سپرد حضور کی طرف سے کاموں اور ڈیوٹیوں کی فہرست بنائی تو وہ 14 تھے۔ کسی کمیٹی کے صدر، کسی کے سیکرٹری اور کسی میں عام ممبر کے طور پر خدمات دینیہ پر مامور تھے۔

آپ ایک اچھے انشاء پرداز تھے جیسا کہ اوپر بتا چکا ہوں آپ بلا کے منجھے ہوئے مقرر تھے۔ دھیمے انداز میں سامعین کے دلوں میں اُتر جاتے۔ گہری سوچ کے حامل تھے۔ تقریر یا خطاب میں آپ کی اپروچ Intellectual ہوتی۔ قرآن و حدیث سے ہی نکات اخذ کر کے موجودہ حالات سے موازنہ کرتے ہوئے بات کرنے کا ملکہ رکھتے تھے۔ آپ کی تقاریر و خطابات کی سینکڑوں آڈیوز، وڈیوز کی کیسٹس آپ کے پاس موجود تھیں جن کو آپ نے مختلف مربیان سے ٹرانسکرائب بھی کروایا تا کہ ان کو شائع کروا سکیں مگر عمر نے ساتھ نہ دیا۔ اب اولاد کو کم از کم اس حصہ کو جو ٹرانسکرائب ہو چکا ہے مضامین کی صورت میں شائع کروا دینا چاہئے کیونکہ یہ ایک بہت بڑا علمی و تربیتی خزانہ ہے۔ موصوف اعلیٰ پائے کے منتظم تھے۔ میں نے آپ سے انتظامی لحاظ سے بہت سیکھا اور علمی معارف و نکات بھی کیونکہ یہ تمام نکات اور معارف خلافت کے تابع تھے۔

آپ اس حوالہ سے بھی نڈر تھے کہ بڑے سے بڑے جرنلسٹ سے مل لیتے اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نپی تلی بات کرتے۔ لاہور میں خاکسار نے کئی مرتبہ بعض اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان اور دیگر جرنلسٹوں سے ملاقات کا انتظام کروایا۔ آپ بلا خوف و خطر ان سے مل کر جماعت کا

موٴقف بیان کرتے رہے۔ اس حوالہ سے آپ نے مجھے بھی جرأت دلائی۔ آغاز میں نیشنل اخبارات میں خطوط لکھوانے شروع کئے۔ پھر حوصلہ بڑھا کہ مضامین اور آرٹیکلز لکھواتے رہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ خاکسار کی تحریر و تحقیق کو درست سمت کی طرف پھیرنے کا سہرا مولانا موصوف کے حصے میں جاتا ہے تو غلط نہ ہوگا۔

حوصلہ دینے اور بڑھانے کی بات چلی ہے تو ایک واقعہ درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دور میں نو مبائعین کی آمد کا سلسلہ کثرت سے شروع ہوا۔ آپؒ نے جماعتوں کو نو مبائعین کے لئے تربیتی نصاب تیار کرنے کی ہدایت فرمائی تو خاکسار نے بھی ایک نصاب تیار کیا۔ ابھی وہ تکمیل کے آخری مراحل میں، ابواب کی صورت میں میرے مربی ضلع لاہور کے دفتر کی میز پر بکھرا پڑا تھا کہ اچانک آپ کی ربوہ سے آمد ہو گئی۔ آتے ہی آپ نے ان بکھرے کاغذات کی وجہ تسمیہ دریافت فرمائی اور کرسی پر بیٹھ کر ان تمام کاغذات پر جستہ جستہ نظر دوڑائی اور بعض جگہوں پر رہنمائی بھی فرمائی۔ خوشی کے آثار چہرے پر نمایاں تھے۔ بالخصوص اس باب پر جو جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل تھا جس میں جماعتی چندوں کا تعارف کروایا گیا تھا۔ اس کو پڑھ کر بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا چندوں کا تعارف پہلی مرتبہ آپ اتنی تفصیل سے پبلک کے لئے منظرِ عام پر لائیں گے۔ یہ بہت اچھا کام کیا ہے۔ دو اڑھائی گھنٹہ کی اس سٹنگ میں اٹھتے وقت آپ نے دریافت فرمایا کہ اس کو کیسے شائع کروائیں گے۔ میں نے عرض کی کہ اس کے بارے میں، میں نے ابھی نہیں سوچا۔ اللہ خود اس نیک کام کی تکمیل کا انتظام فرمادے گا۔ تو کہنے لگے کہ اچھا اگر کوئی بندوبست نہ ہوا تو مجھے بھجوا دینا۔ چنانچہ آپ نے نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے ایک شعبہ کے تحت ”تربیتی نصاب“ برائے نو مبائعین کے نام سے اسے شائع کروا دیا جس سے مجھے بہت حوصلہ ملا۔ اور مزید کتب لکھنے کی طرف رغبت ہوئی۔ لاہور کے قیام میں تین اہم تاریخی موضوعات پر کتب تصنیف کرنے اور انہیں شائع کروانے کی توفیق ملی جیسے اسلامی اصول کی فلاسفی کے سو سال مکمل ہونے پر بعنوان ”جلسہ اعظم مذاہب پر اجمالی نظر“، حضرت مسیح موعودؑ کی لیکھرام کی ہلاکت کی پیشگوئی کے

پورا ہونے کے سو سال مکمل ہونے پر بعنوان "تیغ دُعا" اور لاہور میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قیام کے مبارک مقامات پر بعنوان "لاہور کی روحانی قدریں" شائع کرنے کی توفیق ملی۔ اور یہ سلسلہ اسلام آباد اور بعد ازاں ربوہ میں بھی جاری رہا اور اب تک پاکستان اور ہندوستان سے شائع ہونے والی درجنوں کتب منظرِ عام پر آچکی ہیں الحمد للہ رب العالمین۔ یہ تمام آپ کی خصوصی توجہ، خوشنودی، حوصلہ افزائی اور خاکسار کے ساتھ قریبی تعلق کی مرہونِ منت ہیں۔

ایک دفعہ آپ ربوہ میں رمضان میں ایک افطاری پر موجود تھے۔ میں آپ کے دائیں جانب بیٹھا تھا۔ کھانا تناول کر کے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میزبان کے لئے اس کے اموال میں برکت کی یہ دُعا سکھائی ہے اور ساتھ اپنے خاص انداز میں ٹھہر ٹھہر کر ترجمہ بھی بتایا اور کچھ دیر کے بعد آپ نے یہ دُعا بلند آواز سے پڑھ کر میزبان کے لئے دُعا بھی کروائی۔ جو یہ تھی

اَللّٰھُمَّ، بَارِکْ لَھُمْ فِی مَا رَزَقْتَھُمْ، وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ (مسلم کتاب الاشربہ)

ترجمہ: اللہ برکت دے ان کی روزی میں، بخش دے ان کو اور رحم کر ان پر۔

خاکسار نے یہ دُعا پہلی مرتبہ سُنی تھی۔ اور اس کے بعد اس دعا کو زندگی کا حصہ بنالیا۔

آپ کی طبیعت مرنجاں مرنج اور مثبت انداز میں بے تکلف تھی۔ ہلکا پھلکا مذاق بھی کر لیتے تھے اور دوسرے کے جواب میں کہی ہوئی مزاحیہ بات بخوشی برداشت بھی کر لیتے تھے۔ یہ بھی اعلیٰ اور نستعلیق شخصیت کا ایک انداز ہوتا ہے۔ بعض لوگ مذاق کر تو لیتے ہیں مگر دوسرے کے مذاق کو برداشت نہیں کرتے اور اس وقت ان لوگوں کو اپنا احترام یاد آجاتا ہے۔ ایک دفعہ مجھے محسوس ہوا کہ آپ کچھ ناراض ہیں اور کھچے کھچے ہیں۔ میں نے آپ سے کہا کہ مولوی صاحب! مجھے حنیف محمود کہتے ہیں۔ میرے ان الفاظ سے آپ بہت محظوظ ہوئے اور بغیر توقف کے فرمایا۔ اچھا ہوا۔ آج مجھے بھی آپ کے نام کا پتہ چل گیا ہے۔ بات آئی گئی ہوگئی۔ دو تین دن بعد آپ ٹہلتے ٹہلتے

میرے دفتر میں تشریف لے آئے۔ میں نے بیٹھنے کو کہا تو فرمانے لگے۔ بس میں یہ بتانے آیا تھا کہ مجھے سلطان محمود کہتے ہیں۔ اس سے آپ کے تعلق اور محبت کا پتہ چلتا ہے۔

ایک دفعہ میں نے ربوہ میں آپ کے دفتر میں بیٹھے ایک درخواست کی کہ لاہور بہت بڑا شہر ہے اور مربّی ضلع ہونے کے ناطے ہر حلقہ اور بعض احباب سے رابطہ کرنا ہوتا ہے ویگنوں پر وقت بہت ضائع ہوتا ہوتا ہے تو مجھے رکشہ استعمال کرنے کی اجازت دے دیں۔ تو برجستہ فرمانے لگے۔ ''ہن تہانوں فیر رکشہ لے دئائے'' کہ اب ہم آپ رکشہ لے دیں۔ آپ کے ان برجستہ الفاظ پر دفتر میں میرے ساتھ بیٹھے دیگر مربیان قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ جس پر خاکسار کے چہرے پر سبکی کے آثار دیکھ اور پڑھ کر اکاؤنٹنٹ کے نام ایک سلپ پر اجازت لکھ کر اکاؤنٹنٹ کو بلوا کر دے دی اور دیگر موجود مربیان سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ اب آپ بھی مطالبہ نہ کر ڈالیں ان کا کیس جینوائن ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ آمین

3۔ مکرم راجہ نصیر احمد مرحوم، سابق ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ

یہ میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے جن افسران یا مختلف اضلاع میں امرائے کرام کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا وہ سب کے سب نہایت نرم مزاج اور اپنے ماتحتوں سے محبت و شفقت کا تعلق رکھنے والے اور خدمت دین بجالانے والوں کی قدر کرتے تھے۔ ان میں ایک مکرم راجہ نصیر احمد مرحوم بھی تھے۔ آپ بہت سادہ مزاج تھے اور گفتگو میں بھی سادگی تھی۔ دعاگو بزرگ تھے۔ خلافت سے عقیدت کی حد تک پیار تھا۔ خطوط میں حضور کے لئے ''آپ'' کا لفظ استعمال نہ کرنے دیتے بلکہ کہتے ''حضور'' لکھا کریں۔ میں نے ایک دن عرض کی کہ آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے بھی تو آپؐ کا لفظ لکھا بلکہ بولا بھی جاتا ہے تو کہنے لگے کہ وہ کتابوں میں لکھا جاتا ہوگا۔ دفتری خطوط میں خلیفۃ المسیح کے لئے ''حضور'' کا لفظ استعمال کیا کریں۔ ایک دفعہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کے

موقع پر آپ کو اپنی شلوار قمیض اور شیروانی آپ کو تحفے میں دی۔ جس پر آپ بہت خوش تھے اور ہر ملنے والے سے کافی دنوں تک اس محبت بھرے تحفہ کا ذکر کرتے رہے۔

طبیعت میں مزاح تھا۔ باتوں باتوں میں لطیفے کی بات نکالنا ان کا خاصہ تھا۔ جیسے ایک بار اسلام آباد آئے۔ اطفال کے ورزشی مقابلہ جات تھے، جہاں بعض خواتین بھی آئی ہوئی تھیں۔ تو دیکھ کر کہنے لگے یہ تو تین سے زیادہ خواتین ہیں۔ اسی طرح ایک دن دفتر میں بیٹھے تھے ایک مربی صاحب ربوہ سے باہر جانے کی اجازت لینے دفتر آئے اور کہنے لگے کہ ڈسکے (ڈسکہ شہر ضلع سیالکوٹ) جانا ہے کل آ جاؤں گا۔ تو اس پر مربی صاحب کو مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ ضرور جائیں لیکن ڈس کے نہ جائیں۔

قرآن کریم سے بہت پیار تھا۔ گاڑی میں قرآن کریم رکھا ہوتا۔ سفر میں بھی تلاوت فرماتے۔ آپ کہا کرتے کہ میں نے زمین پر بھی قرآن مکمل ختم کیا ہے، گاڑی یا بس کے سفر میں بھی، ہوائی جہاز یعنی ہواؤں میں بھی اور بحری جہاز یعنی سمندر میں بھی، اب space کا اللہ تعالیٰ موقع دے دے تو وہاں قرآن کریم ختم کرنے کو دل کرتا ہے۔ خطبہ، تقریر اور نمازوں کے لئے امامت کے لئے نوجوان مربیان اور علمائے دین کو تیار کرتے۔ مسجد مبارک میں حق رکھنے کے باوجود خود نماز نہ پڑھاتے بلکہ کسی ایک کو آگے کرتے۔ بیرون ملک سے اگر کوئی مبلغ آئے ہوئے ہوتے تو ان کو نماز پڑھانے کا موقع دیتے۔ بلکہ کہتے تھے کہ ایک تو ان مبلغین کی خواہش اس مبارک محراب میں نماز پڑھانے کی پوری ہو جائے گی جہاں تین خلفاء سلسلہ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اور ایک خلیفہ نے خلافت سے قبل نمازیں پڑھائیں اور دوم یہ کہ ہم نمازیوں کو ایک نئے امام کی تلاوت سے حظ اٹھانے کا موقع ملے گا۔

نظارت اصلاح وارشاد کے تحت ایک اصلاحی کمیٹی بھی ہوتی ہے، خانگی اور لین دین کے جھگڑے بھی اس کمیٹی میں طے پاتے ہیں۔ ان کے لیے آپ پہلے دعا کرتے بلکہ ان اوقات میں صدقہ بھی دیتے۔ اور اپنی بہوؤں کی مثال بہت دیتے کہ ہمارا ان کے ساتھ تعلق مثالی ہے اور بہوئیں

بھی ہمیں یعنی ساس سسر کو عزت کا مقام دیتی ہیں۔ اس بات کے تو ہم بھی محلہ دار ہونے کی وجہ سے گواہ ہیں۔

اپنے دفتر کے کارکنان کے ساتھ بیٹھنے میں خوشی محسوس کرتے تھے بلکہ 11:00 والی چائے کے لیے بڑے ہال میں تشریف لے آتے۔ جہاں چائے بھی پیتے، اخبار بھی پڑھتے اور تعمیری گپ شپ بھی ہو جاتی۔

میرے ساتھ ایک خاص قسم کا اُنس رکھتے تھے۔ اس کا اظہار بھی ان کے عمل و فعل سے ہوتا۔ انتظامیہ نے میرا تبادلہ لاہور سے پشاور بطور مربی ضلع کر دیا۔ جہاں فیملی مربی ہاؤس نہ تھا اور بچیاں college going تھیں۔ ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں شفٹ ہو کر ان کی تعلیم جاری رکھنے کے لئے کئی قسم کے سرکاری روکیں بھی تھیں۔ میں نے اپنی فیملی لاہور میں کسی کے گھر (اللہ تعالی جزا دے مکرم محمد شریف احمد اور ان کی اہلیہ محترمہ مسز امۃ الرشید کو جنہوں نے ہمیں مشکل میں دیکھ کر اپنے گھر کا اپر پورشن رہائش کے لئے مفت دے دیا) چھوڑ کر اور بچیوں کے لئے کالج آنے جانے کی ٹرانسپورٹ کا انتظام کر کے پشاور خدمت دین کے لئے حاضری دے دی۔ اس اثناء میں مکرم راجہ صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ کے عہدے پر فائز ہو گئے۔ آپ میری مشکل سے آگاہ تھے۔ اپنے دفتر کا قلم سنبھالتے ہی چند مہینوں کے اندر اندر میرے سامنے پاکستان کے بڑے بڑے سینٹرز کے نام لے ڈالے اور کہا بتائیں؟ ان میں سے کسی کا نام لیں۔ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ میں بہت شرمندہ ہوا کہ ایک واقف زندگی تو اس حوالے سے بے زبان ہوتا ہے، اس کی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ میں بار بار عرض کروں کہ راجہ صاحب! آپ خود فیصلہ کر دیں میں کوئی جواب دینے سے قاصر ہوں۔ آپ پشاور میرے پاس آئے ہوئے تھے۔ رات بسر کی۔ اگلے روز صبح سویرے پھر اسی ٹاپک کو چھیڑ کر کہنے لگے کہ اچھا! اسلام آباد کا سنٹر بھی ہے وہاں بھجوا دیں آپ کو۔ خاکسار پھر خاموش ہو گیا مگر آپ نے مرکز جا کر مکرم ناظر اعلیٰ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب سے مشورہ اور رہنمائی لے کر میرا اسلام آباد تقرر کروا دیا۔ خاکسار کچھ دنوں بعد مجلس شوریٰ پر مرکز آیا ہوا تھا تو

مجھے اسلام آباد تقرر کی نوید سنا کر کہنے لگے کہ وہاں دو مربی ہاؤسز ہیں جن میں سے ایک مربی ہاؤس میں مقیم مربّی صاحب مسجد کو deal کرتے ہیں۔ کون سا مربی ہاؤس پسند ہے۔ میں نے سر جھکائے عرض کی کہ راجہ صاحب! پہلے آپ نے پاکستان کے بڑے بڑے سینٹرز کے نام میرے سامنے رکھے اور اب مربی ہاؤسز کے بارے میں چناؤ پر شرمندہ نہ کریں پلیز۔ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی کی حق تلفی ہو۔ کہنے لگے۔ نہیں! ہم نے تبادلے کرنے ہیں۔ آپ مجھے اپنی رائے دے دیں۔ میرے خاموش رہنے پر آپ نے میری مرکزی مربی ہاؤس میں تقرری فرمادی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیر اً۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ آمین

میں جیسے اوپر لکھ آیا ہوں کہ مزاح آپ کی طبیعت کا حصہ تھا۔ ایک دفعہ میں پشاور سے آپ کو ملنے آیا۔ دفتر میں دیکھا کہ آپ بعض امرائے جماعت سے محو گفتگو تھے۔ میں دفتر کے بڑے ہال میں جا کر بیٹھ گیا۔ امراء سے گفتگو کے بعد جب آپ فارغ ہوئے تو وہاں تشریف لے آئے اور مجھے دیکھ کر پوچھنے لگے کہ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ میں نے عرض کی کہ اندر امراء بیٹھے ہوئے تھے۔ تو فرمانے لگے اب دوسرے امراء اندر تشریف لے آئیں۔

پشاور میں فیملی مربی ہاؤس نہ ہونے کا ذکر اوپر کر آیا ہوں۔ اس حوالہ سے مکرم مولانا سلطان محمود انور مرحوم کی بھی شفقتیں شامل حال ہیں۔ آپ نے مربی ہاؤسز کی تعمیر کے بجٹ ختم ہونے کے باوجود انجمن سے مربی ہاؤس کی از سرِ نو تعمیر کے لئے بجٹ منظور کروایا تا خاکسار کی فیملی وہاں رہ سکے۔ ابھی مربی ہاؤس کے از سر نو تعمیر کا کام شروع ہوا ہی تھا کہ خاکسار کا تبادلہ اسلام آباد ہو گیا۔

4۔ مکرم مولانا محمد صدیق گورداسپوری، سابق امیر و مشنری انچارج سیر الیون

آپ امریکہ اور سیر الیون جنوبی افریقہ میں کامیاب ترین امیر و مشنری انچارج رہے۔ میں جب 1983ء میں سیر الیون گیا تو آپ وہاں نیشنل امیر تھے۔ کچھ عرصہ کے لئے رخصت پر ربوہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کا گھر بھی ہمارے محلہ میں ہی تھا اس لئے آپ سے پہلی ملاقات مسجد

محمود میں ہوئی۔ جہاں یہ معلوم ہونے پر کہ خاکسار کا تقرر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے سیر الیون کے لئے کیا ہے تو فرمانے لگے کہ کامیاب مربی کے لئے ٹائپنگ اور ڈرائیونگ بہت ضروری ہے۔ یہ نصیحت آج کے دور میں شاید کوئی معنی نہ رکھتی ہو مگر 1983ء کی دہائی یا اس سے پہلے بہت اہمیت کی حامل تھی جب موبائل نہ تھے۔ گاڑی کا تصور بھی نہ تھا۔

آپ اکثر پگڑی اور اچکن میں نظر آتے۔ آپ کا لباس آپ کی پہچان تھی۔

میں آپ کی شخصیت سے سیر الیون کے شہر فری ٹاؤن آمد پر پہلے دن ہی قائل ہو گیا کہ جب آپ نے ہم تینوں (ہم تین مبلغ اکٹھے سیر الیون گئے تھے) کو پہلے کھانے پر ہی ڈائننگ ٹیبل پر ان کے اسٹیشنز کا اعلان کر دیا تھا۔ اور مجھے ایسٹرن پراونس کے ہیڈ کوارٹر کینیما (Kenema) جانے کو کہا جو سیر الیون کا تیسرا بڑا شہر ہے۔ کھانا وغیرہ تناول کرنے کے بعد آپ اپنے دفتر میں تشریف لے گئے جہاں ہم تینوں نے اپنی تعیناتی کے کاغذات پیش کئے۔ میری تعیناتی پر لکھا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (ایدہ اللہ) نے خاکسار کا تقرر بو (Bo) سیر الیون میں فرمایا ہے جو سیر الیون کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ جبکہ باقی دونوں کے تعیناتی کے خطوط پر صرف سیر الیون لکھا تھا۔ عموماً! ہوتا بھی یہی تھا کہ ملک کے نام کے ساتھ تقرری ہو جاتی تھی۔ آگے وہاں کے امیر صاحب اسٹیشن کی تعیناتی کرتے تھے۔ میں نے جب اپنی تقرری کا خط آنمحترم کو پیش کیا تو اس پر Bo کا نام پڑھ کر فوراً اس slip کو پھاڑ کر Dustbin میں پھینک دیا جس پر آپ نے ہماری تقرریاں لکھ رکھی تھیں اور فرمایا خلیفۃ المسیح نے آپ کا تقرر ساؤتھرن پراونس کے ہیڈ کوارٹر Bo کیا ہے۔ آپ Bo تشریف لے جائیں۔ میں کون ہوتا ہوں آپ کو کینیما بھجوانے والا۔ یہ تھی خلافت کی اطاعت جو میں نے آپ کے اندر دیکھی۔ اور جس سے خاکسار بہت متاثر ہوا۔ پھر جتنا عرصہ آپ سیر الیون میں مقیم رہے میں نے آپ کو کام میں دیانت دار اور امین پایا۔ بالخصوص انسان کی شخصیت جماعت / قوم کے پیسوں کی حفاظت سے ہوتی ہے کہ وہ کس حد تک اپنی قوم سے دیانت دار ہے۔ اس معاملہ میں بھی میں نے آپ کو دیانت دار اور دوسروں کے لئے نمونہ پایا۔ مثلاً وہ دَور بہت غربت کا دور تھا۔ مشن

کے پاس مبلغین کو Facilitate کرنے کے لئے رقم میسر نہ ہوتی تھی۔ اُدھر افریقہ کا زہریلا مچھر جو دوائیوں سے بھی مشکل مرتا تھا اس کے لئے اور باتھ رومز کی صفائی کے لئے مشن مبلغین کو محدود سپورٹ کرتا تھا کیونکہ مربی کی اپنے الاؤنس سے ان اشیاء کی قوت خرید پہنچ سے باہر تھی۔ جب مشن کے حالات بہت ٹائٹ ہو جاتے تو یہ محدود امداد بھی بند کرنی پڑتی تو سب سے پہلے اپنے معاون مبلغ کو بلا کر کہتے کہ میں ملک بھر کے مبلغین پر کچھ ماہ کے لئے ان چیزوں پر پابندی لگانے لگا ہوں۔ آئندہ سے یہ چیزیں ہمارے مشن میں بھی نہیں آئیں گی۔

دیانت داری کا یہ عالم تھا کہ پاکستان واپسی پر احبابِ جماعت نے تحفے تحائف آنجناب کو دیئے۔ ان میں جو پسند آئے ان کی قیمت لگوا کر رقم مشن کے اکاؤنٹ میں جمع کروائی اور باقی چیزیں ویسے ہی مشن کے حوالہ یہ کہتے ہوئے کر دیں کہ ''اگر میں محمد صدیق کی حیثیت سے یہاں آیا ہوتا تو کس نے مجھے پوچھنا تھا؟ یہ سب تحائف جماعت اور خلیفۃ المسیح کے نمائندہ کی حیثیت سے مجھے ملے ہیں جو جماعت کا حصہ ہیں۔''

آپ بہت سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ کھانے اور ضرورت کی اشیاء کے لئے جو ملتا اس میں ہنسی خوشی گزارہ کرتے۔ ایک دفعہ ہم مربیان نے آپ سے درخواست کی کہ الاؤنس کے اضافہ کے لئے حضور کی خدمت میں درخواست کی جائے۔ مہنگائی بہت ہو گئی ہے تو آپ نے یہ کہتے ہوئے صاف انکار کر دیا کہ ہم نے وقف کا فارم پُر کرتے وقت لکھا تھا کہ جماعت جو الاؤنس دے گی اسے انعام سمجھ کر قبول کروں گا اور کسی قسم کے حق الخدمت کا مطالبہ نہیں کروں گا۔

آپ منجھے ہوئے ایڈمنسٹریٹر تھے۔ مبلغین سے نہایت شفقت اور محبت سے پیش آتے۔ بزرگ تھے۔ تمام نوجوان مبلغین سے باپ کی طرح شفقت کرتے۔ ایک دفعہ ہم میں سے ایک مبلغ نے وہاں کے ماحول کی شکایت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے کر دی۔ اس کی انکوائری جب ہوئی تو ہماری میٹنگ میں پوچھنے لگے کہ اس کا اب کیا جواب دوں؟۔ اور آپ نے نہایت حکمت سے رپورٹ کرتے ہوئے اُس مبلغ سلسلہ پر آن نہ آنے دی۔

آپ منجھے ہوئے مقرر بھی تھے۔ انگلش اور اردو کی تحریر و تقریر میں خوب مہارت تھی۔ بغیر نوٹس کے بولتے بلکہ میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ آپ کسی جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے قرآن کریم کھول کر کوئی آیت ڈھونڈتے اور اس پر سیر حاصل بحث کرتے۔ مشن کے کام کرنے میں عار نہ سمجھتے۔ خود کمپیوٹر چلاتے۔ اس زمانہ میں فوٹو اسٹیٹ مشین کا تو زیادہ رواج نہ تھا، اور نہ ہی پریس مشینیں عام تھیں۔ اس لئے سائیکلو اسٹائل کر کے مختلف کاغذات اور جماعتی فولڈرز کی کاپیاں بنالی جاتی تھیں۔ اس سارے عمل کے آپ ماہر تھے۔ خاص قسم کے کاغذ پر پہلے خوشخط لکھتے اور پھر اس کاغذ کو مشین میں سیٹ کرتے اور مشین کو ہاتھ سے چلا چلا کر اس کی کئی کاپیاں بنا لیتے۔ مشن ہاؤس کی گاڑی خود ڈرائیو کرتے۔

سیرالیون سے واپسی پر پہلے آپ جامعہ احمدیہ ربوہ میں بطور استاد خدمت کرتے رہے۔ بعدہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا تقرر بطور نائب وکیل التبشیر تحریک جدید فرما دیا۔ جامعہ احمدیہ میں ہر دلعزیز استاد تھے۔ طلبہ آپ سے دینی امور میں کسب فیض کے ساتھ ساتھ بہت کچھ مثبت باتیں سیکھتے۔ اپنی باریک اور مسحور کن آواز میں کلاس کے سارے وقت میں لیکچر دیتے اور اپنے شاگردوں کی کسی بھی بات کا غصہ نہ کرتے۔ جب نائب وکیل التبشیر کا قلمدان آپ کے سپرد ہوا تو وقت کی پابندی کے ساتھ دفتر تشریف لے جاتے اور پورا وقت خدمت کرنے کے بعد گھر واپس آتے۔ آپ اپنے محلہ دارالرحمت وسطی کے سالہا سال تک صدر بھی رہے۔ پنج وقتہ نمازیں مسجد میں ادا کرنے کا عالم یہ تھا کہ جب گھٹنوں میں تکلیف زیادہ ہوگئی تو کسی کے سہارے کے ساتھ چل کر نماز کے لئے تشریف لاتے، کمزوری بڑھی تو پہلے سٹک یعنی چھڑی پھر چار ٹانگوں والی واکر کے سہارے چل کر مسجد میں آ کر نماز پڑھتے۔ اور جب بیماری نے زور مارا تو وہیل چیئر پر مسجد آتے۔ اکثر آپ کے بیٹے یا کوئی خادم آپ کو لانے کی خدمت پر معمور ہوتا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب تک ہمت رہی مسجد میں آ کر باجماعت نماز ادا کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی نیکیاں وخوبیاں ہمارے اندر سرایت کرے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 نومبر 2021ء)

﴿134﴾

ایک تصحیح

ہم میں سے بعض لوگ بلکہ پڑھے لکھے دوست بھی بعض الفاظ کی جمع کو مزید جمع بنا کر بولتے ہیں جیسے 'اطفال'، طفل کی جمع ہے، 'خدام' خادم کی جبکہ 'انصار' ناصر کی جمع ہے مگر بعض دوست اطفالوں، خداموں اور انصاروں کہہ کر بولتے ہیں جو درست نہیں۔ مؤرخہ 8 اکتوبر 2021ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیشنل اراکین مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کینیڈا کی ورچوئل ملاقات میں ایک مربی صاحب نے "خداموں" کا لفظ استعمال کیا تو پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "مربی صاحب کو تو خداموں نہیں کہنا چاہیئے۔"

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 نومبر 2021ء)

﴾135﴿

الفضل کی محبت پیدا کرنے کا کریڈٹ

(ایڈیٹر کے نام ایک خط پر تبصرہ)

روزنامہ الفضل آن لائن کی ایک مستقل قاری اور جماعت احمدیہ کی معروف اور منجھی ہوئی انشاء پرداز و مضمون نگار، ادیب اور شاعرہ نے کینیڈا سے خاکسار کے نام ایک تفصیلی خط (جو نجی نوعیت کا بھی ہے) میں لکھا ہے کہ ”جس طرح سے آپ نے دنیا بھر کے احمدیوں کے دلوں میں روزنامہ الفضل کی محبت پیدا کی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز وہ محبت بڑھتی اور توانا ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے وہ آپ کی طرف سے ایک صدقہ جاریہ ہے۔“

الفضل کی ترقی اور خلافت کا دست و بازو ہونے کے حوالے سے اس طرح کے کئی تبصرے دوسری جگہوں سے بھی موصول ہو رہے ہیں۔ مجھے اپنے قارئین کے تعریف و توصیف پر مبنی ان الفاظ سے قطعی طور پر اتفاق نہیں ہوتا۔ دلوں کا معاملہ اور ان کا کنٹرول اس خدائے عزو جل کے ہاتھ میں ہے جس کی صفات میں سے ایک صفت ”مقلب القلوب“ بھی ہے جو دلوں کی پاتال تک نہ صرف نگاہ رکھتا ہے بلکہ دلوں کے احوال اور ان میں موجود کیفیات کے مطابق خدا تعالیٰ انسانی قلب و ذہن میں تبدیلی لاتا رہتا ہے۔

ہاں اس کے پیچھے اسلام اور احمدیت کی خاطر اخلاص اور تڑپ رکھنے والے وہ غیر معمولی اہمیت کے حامل وجود ہوتے ہیں جو راتوں کو جاگ کر الفضل کی ترقی و ترویج کے لئے دعائیں اور معاونت کرتے ہیں۔ ان میں سب سے اول مبارک وجود ہمارے امام عالی جناب پیارے آقا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں جن کی دعاؤں اور خصوصی توجہ سے جماعت کو یہ بہاریں دیکھنی نصیب ہوئیں کہ جس اخبار کی پاکستان میں پرنٹنگ کی اشاعت

مخالفین کو 8،9ہزار کی تعداد میں بھی نہ بھاتی تھی اور اتنی دکھتی تھی کہ اسے مختلف حیلوں، بہانوں سے بند کر کے چین کا سانس لیتے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور اس عظیم رہنما آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں روزنامہ الفضل اپنے ایک صدی سے زائد عرصہ کے تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے آن لائن کی دنیا میں روز بروز ترقی کی منازل طے کرتا چلا جارہا ہے اور اوپر بیان کی گئی تعداد سے 20 گنا سے کہیں زیادہ اس روحانی جریدہ کے قارئین کی تعداد ہے۔

ہاں ہاں اس عظیم رہنما کی سرکردگی میں جن کی والدہ ماجدہ حضرت صاحبزادی سیدہ ناصرہ بیگم کا اس اخبار کے آغاز پر قیمتی زیور قربان کر دیا گیا تھا، اور آپ صغر سنی میں ہی الفضل کی آبیاری اور مضبوط بنیادوں کے لئے مالی قربانی کرنے والی ان مبارک ہستیوں کی فہرست میں شامل ہو گئیں، جنہوں نے اس روحانی نہر کو پانی سے بھرنے اور آگے بڑھانے میں کلیدی کردار ادا فرمایا۔ فجزاھا اللّٰہ تعالیٰ خیراً فی الاخرۃ۔

دوسرے نمبر پر اس کا کریڈٹ پاکستان کے ان مظلوم و معصوم احمدیوں کی دعاؤں اور قربانیوں کو جاتا ہے جن کے منہ سے جماعت کے شدید ترین معاندین نے روحانی نوالہ چھینا اور اس اخبار کی اشاعت پر پابندیاں لگائیں تاکہ لوگ روحانی لحاظ سے بھوکے مر جائیں۔ اللہ کے دربار میں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اسی پاک ذات کے فضل و رحم سے الفضل ایک ایسی نہر ہے جو روحانی پیاسوں کو سیراب کرتی چلی آرہی ہے، سیراب کرتی جارہی ہے، اور ان شاء اللہ تاقیامت جب تک جماعت احمدیہ قائم ہے اور پیشگوئیوں کے مطابق ان شاء اللہ تاقیامت قائم و دائم رہے گی۔ تب تک یہ روحانی نہر لوگوں کے لئے سیرابی کا باعث بنتی رہے گی۔ ان شاء اللّٰہ۔

کیا کسی کے منہ سے نوالہ چھیننے سے خدا اپنی مخلوق (جو اس کو بہت پیاری ہے) کو بھوکا مار دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو روزانہ مادی طیور، چرند اور پرند کے لئے غذا کے سامان پیدا فرماتا ہے، یہاں تک کہ پتھر میں موجود کیڑوں کو بھی زندہ رکھنے کے سامان کرتا ہے، پھر روحانی طیور کو کیوں کر ان کی غذا کی فراہمی روکے گا؟ مخالفین نے پاکستان میں ایک در بند کیا اور اپنی

بدترین کوششوں سے زمینی اشاعت کو بزعم خود بند کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان زمینی رسائی رکھنے والوں کے چنگل سے جماعت احمدیہ کے پیارے اور چہیتے آرگن الفضل کو نکال کر آسمانی وسیع وعریض حدود میں داخل کر دیا جہاں ان نام نہاد لوگوں کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ اور اب روزانہ ہر صبح آسمان سے روحانی، اخلاقی اور علمی مائدہ پر مشتمل روزنامہ الفضل آن لائن کی صورت میں آکر لاکھوں پیاسوں کی سیر ابی کا موجب بن رہا ہے۔

اس جگہ خاکسار کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ایک معروف اور بلیغ نکات کی حامل نظم کا ایک شعر یاد آرہا ہے۔ حضورؒ فرماتے ہیں

؎ خوں شہیدانِ امت کا اے کم نظر
رائیگاں کب گیا تھا کہ اب جائے گا

الفضل بھی اب اگر ایک جگہ سے بند ہوا ہے تو دوسری طرف نئی شان و شوکت سے زندہ ہوا ہے اور مندرجہ بالا شعر کی روشنی میں اللہ تعالیٰ نے اس کو بند کئے جانے کے باوجود رائیگاں نہیں جانے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا زندہ و تابندہ فرمادیا ہے کہ دنیا بھر کے احمدی گھرانوں میں الفضل آن لائن کی محبت کے چرچے ہو رہے ہیں اور روحانی دنیا کے احمدی طیور اسے پڑھ کر جہاں اپنی علمی پیاس بجھاتے جارہے ہیں وہاں اس روحانی مائدہ تیار کرنے والوں کے لئے اور الفضل کی ترقی، پھلنے، پھولنے اور پھیلنے کے لئے دعائیں کرتے نظر آرہے ہیں۔

دلوں میں الفضل کی محبت پیدا کرنے کا تیسرے نمبر پر کریڈٹ خود قارئین کو بھی جاتا ہے۔ الفضل تو اپنے اپنے ملکوں کے مطابق ہر صبح نقارہ بجاتا ہوا داخل ہوتا ہے تو قارئین اپنی پسند کے مطابق آیت، حدیث، ارشادات حضرت مسیح موعودؑ۔ فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ، مضامین، آج کی دعا، چھوٹی مگر سبق آموز بات اور اداریوں کو اپنے عزیزوں دوستوں کو سینکڑوں کی تعداد میں بھجواتے ہیں۔ اپنے موبائل فون کے اسٹیٹس پر لگاتے، ٹویٹر، فیس بک اور انسٹا گرام پر لگا کر اس اخبار کو عام کرنے اور اس کا پرچار کرنے میں حصہ ڈال رہے ہوتے ہیں۔

مجھے تو اس وقت بہت تعجب ہوتا ہے جب دنیا کے بعض حصوں میں جیسے شمالی و جنوبی امریکہ، اٹلانٹا، کینیڈا اور آسٹریلیا وغیرہ سے احمدی احباب وخواتین الفضل کے بعض حصے Share کرتے ہیں جو ابھی الفضل کے ہیڈ آفس یعنی برطانیہ میں لانچ نہیں ہوا ہوتا۔ کیونکہ یہ ریاستیں برطانیہ سے قریباً چھ گھنٹے آگے ہیں اور وہ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے پیارے اخبار کو آپ سے پہلے پڑھ لیا ہے۔ تو قرآنی حکم مسابقت الی الخیر اس میں بھی جب نظر آتی ہے تو ان سب کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔

پھر اس اخبار کی محبت پیدا کرنے کا چوتھے نمبر پر کریڈٹ دنیا بھر کے روحانی بھوکے پیاسوں کے لئے اس مائدہ کو تیار کرنے والے الفضل آن لائن کے انتظامی بورڈ ممبران اور دنیا بھر میں پھیلے مضامین ایڈٹ، کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کرنے والوں نیز متعدد ممالک میں پھیلے نمائندگان کو جاتا ہے جو رات دن اس کی ترویج کے لئے مساعی کرتے رہتے ہیں۔ بعض ان میں سے گمنام رہ کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خواہش کے لئے خدمت میں مگن ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیرًا کثیراً۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے آج الفضل کو دنیا بھر میں عام کرنے اور اس کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کے جو سامان مہیا فرمائے ہیں ہم تمام اس کے حصے دار ہیں، پس ضرورت اس امر کی ہے کہ اب جب اللہ تعالیٰ کے فضل کی ہوائیں عام ہو گئی ہیں، اس کے فضل کی صدائیں جب تمام دنیا میں سنائی دے رہی ہیں اور اس کے فضل کی ردائیں اپنے اندر سمونے کے لئے تمام دنیا میں پھیلا دی گئی ہیں تو ہم سب کو اس اپنے ہر دلعزیز اخبار، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی الفضل کے لئے دعاؤں کی قبولیت کا اعجاز اور جماعتی آرگن الفضل کو اپنے سینوں میں اتارنے کے لئے پہلے سے بڑھ کر کوشش کرنی چاہئے۔ اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور دوستوں کو اس مائدہ کا حصہ دار بنانا چاہئے تو اس کی درج ذیل ویب سائٹ اور دیگر Links سے اپنے رشتہ داروں، عزیزواقارب اور دوستوں کو آگاہ

کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور پہلے سے بڑھ کر الفضل آن لائن سے محبت کرنے کی توفیق سے نوازے آمین۔

www.alfazlonline.org

info@alfazlonline.org

Tel Office : +44 79 5161 4020

editor@alfazlonline.org

Tel Editor : +44 7376 159966

• ایپ اینڈرائیڈ فون

https://play.google.com/store/apps/details?id=org.alfazlonline.alfazlonline&hl=en_GB&gl=US

• ایپ Apple فون

https://apps.apple.com/gb/app/alfazl-online/id1500041209

• انسٹاگرام

https://www.instagram.com/alfazlonline/?hl=en

• ٹویٹر

https://twitter.com/alfazlonline?lang=en

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 نومبر 2021ء)

﴿136﴾

اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال

قارئین بخوبی جانتے ہیں کہ ادارہ الفضل آن لائن نے 12ربیع الاول کے موقع پر ”اسلامی اصطلاحات کے برمحل استعمال“ پر (مورخہ 18 تا23اکتوبر 2021ءتک) چھ شمارے آن لائن کرنے کی توفیق پائی۔ الحمد للہ

جن کو آپ قارئین کی طرف سے اتنی پذیرائی ملی کہ آج بھی اس عنوان پر مزید مضامین موصول ہونے کا سلسلہ جاری ہے جو کسی قریبی اشاعت میں جگہ پائیں گے۔ ان شاء اللہ

پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ہر شمارہ روزانہ ہی پیش ہوتا ہے۔جب ان شماروں کی مجموعی رپورٹ خاکسار نے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی تو خاکسار نے حضور انور سے اس کو کتابی شکل دینے کی اجازت کی درخواست بھی کر دی جسے حضور انور ایدہ اللہ نے از راہ شفقت منظور فرمالیا ہے۔

لہذا تمام قارئین سے درخواست ہے کہ اگر آپ کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے حوالے سے یا صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے مواد ہو، کوئی ارشاد ہو، کوئی نصیحت ہو، کوئی نوٹ ہو، یا کوئی واقعہ ہو تو فوری طور پر info@alfazlonline.org پر بھجوائیں اور اس سنہری موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 نومبر 2021ء)

﴾137﴿

الفضل بطور تربیت گاہ

روزنامہ الفضل کا پہلا صفحہ آغاز سے ہی ہماری ”تربیت گاہ“ چلا آرہا ہے

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیاری اور دل موہ لینے والی دینی امور سے لبریز پُر اثر احادیث، سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے پُر معارف تعلیمی و تربیتی ارشادات، خلفائے احمدیت اور بالخصوص خلیفہ وقت کے اسلامی اخلاقیات کے حسن سے مالا مال، قرآن کریم کے احکامات و نصائح پر مشتمل خطبات، خطابات روزنامہ الفضل کا حسن رہے ہیں اور آج بھی اس کا طرہ امتیاز ہیں، یہ بھی کہنا غلط نہ ہو گا کہ الفضل ہی خلافت سلسلہ کا دایاں بازو اور اس کی آواز بن کر گویا خلافت کا ترجمان ہے۔

دنیا بھر میں پھیلے الفضل کے قارئین اپنے مکتوبات، مراسلوں اور تبصروں میں اس امر کا بر ملا اظہار کرتے ہیں کہ ہم ایم ٹی اے کے ذریعے پیارے حضور ایدہ اللہ کے خطبات جمعہ اور خطابات سن لیتے ہیں یا بامر مجبوری لائیو نہ سننے کی صورت میں ریپیٹ ٹیلی کاسٹ یعنی نشر مکرر سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن یہی خطبہ یا خطاب یا ورچوئل ملاقات جب الفضل کے صفحات کی زینت بنتے ہیں تو وہاں پڑھنے کا الگ ہی مزہ آتا ہے۔ اول تو حضور کی خطبہ میں کی ہوئی باتیں و نصائح مستحضر ہو جاتی ہیں اور دوم سنتے وقت جو باتیں توجہ دینے سے رہ جاتی ہیں وہ بغور پڑھنے سے اور گھروں میں فیملی کلاسز میں اس کے بعض حصے اہل خانہ کو سنانے سے خود عمل کرنے کی طرف بھی توجہ ہوتی ہے اور حضور کی باتوں پر عمل کرنے کا نہ صرف موقع ملتا ہے بلکہ پرنٹنگ کی صورت میں ریکارڈ رکھنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔

تو گویا یہ تربیت گاہ اس لحاظ سے ہزاروں گھروں میں میسر ہوتی ہے۔ دین اسلام کا ایک اصل تو اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے۔ دوسرا اصل سنت رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہے جو احادیث کے ذریعہ ہمیں ملتی ہے۔ ان دونوں اصول کو آج کے دور کے حکم وعدل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح و مہدی علیہ السلام کے رشحاتِ قلم کے مستقل عنوان کے تحت دیئے جانے والے ارشادات، ملفوظات اور آپؑ کی عملی شخصیت سے ہر روز نئی زندگی ملتی رہتی ہے۔ اور الفضل میں آنے والے فرمان خلیفہ وقت اور دربارِ خلافت کے عناوین میں خلیفہ وقت کے بروقت ارشادات مزید چمک پیدا کرتے ہیں۔ جنہیں روزنامہ الفضل پہلے صفحہ پر ایک ہی موضوع کے تحت جمع کر کے احباب جماعت کی تعلیم وتربیت کا ذریعہ بنتا ہے۔

جب ہم بچے تھے یا زمانہ طفولیت اور لڑکپن کے دور میں بلوغت سے گزر رہے تھے۔ اور اڑوس پڑوس میں آنا جانا رہتا تھا تو ہر طرف سے یہ آواز کانوں میں سنائی دیتی تھی کہ ہمارے امی ابا یہ کہتے ہیں کہ

"دیکھو! یہ اخبار (الفضل) جماعتی اخبار ہے۔ جو بہت محنت سے تیار ہوتا ہے اور جماعت کی ایک خطیر رقم اس کی تیاری اور ترسیل پر خرچ ہوتی ہے۔ اس لئے اسے ضرور پڑھا کرو۔ اگر درسی تعلیم کی وجہ سے سارا نہ پڑھ سکو تو کم از کم پہلا صفحہ ضرور پڑھ لیا کرو"

مجھے یاد ہے کہ ہمارے والدین بھی ہمیں اسی امر کی تلقین کرتے تھے۔ اُس زمانہ میں بعض مائیں زیادہ پڑھی لکھی نہ ہوتی تھیں بمشکل اردو پڑھ لیتیں یا اپنے دستخط کر لیا کرتی تھیں۔ گویا کم پڑھی لکھی یا ناخواندہ کہلاتی تھیں۔ مگر بچوں کی تربیت کے اصولوں سے نہ صرف واقف ہوتی تھیں بلکہ بچوں کی تربیت کرنا جانتی تھیں۔ اُن میں خاکسار کی والدہ محترمہ بھی شامل تھیں۔ ابتدائی چند کلاسز پڑھی ہوئی تھیں۔ گو اردو پڑھ لیتی تھیں لیکن ہم بہن بھائیوں کی تعلیم و تربیت پر گہری اور کڑی نظر رکھتی تھیں۔ اس کے لئے انہوں نے ایک انوکھا اصول اپنا رکھا تھا کہ صبح ناشتے کے لئے چنگیر کے اردگرد کبھی پیڑیوں (اس زمانہ کا ڈائننگ ٹیبل) پر ہم میں سے اول کسی کو اس وقت تک

آنے کی اجازت نہ ہوتی جب تک ہم نماز اور قرآن کریم کی تلاوت نہ کر لیتے اور جب ہم ان دونوں امور کی سرانجام دہی کر کے چنگیر کے ارد گرد آہی جاتے تو پیاری امی جان نے الفضل یا کسی رسالہ کو چنگیر کے قریب رکھا ہوتا تو ہم میں سے کسی کو کہتیں کہ الفضل کا پہلا صفحہ پڑھ کر سناؤ، یوں اُس دور کی سادہ لیکن تربیتی نقطہ نظر سے بہت اہم فیملی کلاس ہو جاتی، اس دُور رس تربیت کے طریقہ سے ہم بہن بھائیوں نے بعد میں بہت فائدہ اٹھایا اور ہمیں اپنی اولاد کی تربیت کے بنے بنائے اصول مل گئے۔

اب جبکہ الفضل آن لائن کے ذریعہ یہ علمی اور روحانی نہر، بے شمار اور انگنت راجباہوں کی صورت میں ساری دنیا کے لئے پیاسی روحوں کی سیرابی کے سامان مہیا کر رہی ہے تو یہ جماعتی اخبار خدا تعالیٰ کے فضل سے جگہ جگہ بلکہ گھر گھر فیملی کلاسز کے ذریعہ تربیت گاہ کا کام کر رہا ہے۔

ایک پی ایچ ڈی ڈاکٹر نے مجھے بتایا کہ میں نے اپنے تینوں بچوں کے موبائل فونز پر روزنامہ الفضل آن لائن کی Apps ڈاؤن لوڈ کر رکھی ہیں اور ان کو کہہ دیا ہے کہ روزانہ کے شمارہ کو کھول کر کم از کم اس کا پہلا صفحہ ضرور پڑھیں۔

- سسکاٹون، کینیڈا سے مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب نے ایک خط کے ذریعے بتلایا کہ ہم اس مادی ماحول میں روزانہ ہی اپنے گھر میں فیملی کلاس کا اہتمام کرتے ہیں جس میں روزنامہ الفضل کے پہلے صفحہ کے چاروں آئٹمز (آیت، حدیث، ارشاد حضرت مسیح موعودؑ اور ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح) باری باری پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اور ہمارے بچوں نے الفضل کی بدولت کئی قرآنی آیات واحادیث یاد بھی کر لی ہیں۔
- مکرم عبد الستار خان مبلغ سلسلہ کمبوڈیا نے لکھا کہ ایک ہی جگہ پر ایک ہی Topic پر قرآن، حدیث، رشحاتِ قلم اور فرمانِ خلیفہ وقت دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے اور ایک موضوع پر درس تیار ملتا ہے۔

- مکرم ظہیر احمد باجوہ مبلغ سلسلہ امریکہ نے مجھے ایک بار بتایا کہ میں الفضل کے پہلے صفحہ کا درس نماز کے بعد مسجد میں دے دیتا ہوں، یوں تیار شدہ درس ایک جگہ مل جاتا ہے۔ جب ہم پاکستان میں تھے تو مساجد میں جو درس ہوتے تھے ان کے لئے الفضل بہترین ذریعہ تھا۔
- مکرم سید شمشاد احمد ناصر مبلغ سلسلہ امریکہ نے مجھے فون پر بتایا کہ میں الفضل کا پہلا صفحہ اپنی ورچوئل کلاسز میں پڑھ کر سناتا ہوں۔
- **مکرم بشیر احمد شاہد مبلغ سلسلہ لٹویا پہلے صفحہ پر** موجود رشحاتِ قلم حضرت مسیح موعودؑ اور فرمانِ خلیفہ وقت، قرغیز ازبک زبان میں اور مکرم وسیم احمد سروعہ مبلغ مقدونیہ انہیں لوکل زبان میں ترجمہ کر کے اپنی ویب سائٹ پر آویزاں کر دیتے ہیں۔
- مکرم آصف بلوچ آف برطانیہ نے خاکسار کے نام اپنے تفصیلی خط میں لکھا کہ میرے چچا کہا کرتے تھے کہ جس گھر میں الفضل آتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کا فضل لاتا ہے۔ اور ساتھ لکھا کہ ہمارے شہر کی دور دراز بسنے والی جماعتوں میں الفضل ہی تربیت کا بہترین ذریعہ تھا۔
- مکرمہ قدسیہ نوروالا نے ناروے سے گزشتہ دنوں ایک مضمون الفضل کی اہمیت اور برکات تحریر کیا جو الفضل آن لائن کی زینت بن چکا ہے اس میں بھی موصوفہ نے اس امر کا برملا اظہار فرمایا ہے کہ اخبار الفضل ایک بہترین تربیتی ادارہ ہے۔
- مکرم ظہیر احمد طاہر، نائب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی نے لکھا کہ میرے دادا اور ان کے بھائی مجھ سے بچپن میں روزانہ الفضل کا پہلا صفحہ سنتے تھے حالانکہ وہ دونوں پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ یوں الفضل سے محبت اُسی دور میں میرے دل میں پیدا ہوئی۔
- الفضل کے مضمون نگار، ابو سدید بتاتے ہیں کہ اُن کی والدہ مرحومہ کہا کرتی تھیں کہ زندگی میں جب بھی مجھے کوئی مشکل یا مسئلہ درپیش ہوتا رہا ہے تو اس کا حل اُس دن کے

روزنامہ الفضل کے پہلے صفحہ پر موجود ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ کے خوبصورت الفاظ میں موجود ہوتا تھا جو دل کی ڈھارس اور اطمینان کا موجب بن جاتا تھا۔

الغرض دوست احباب اخبار الفضل کو درس گاہ، مدرسہ، اسکول، تربیتی ادارہ اور تعلیمی انسٹیٹیوٹ قرار دیتے رہے اور اب بھی اس امر کا برملا اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔ کوئی اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ ''آؤ! اردو سیکھیں'' سے ہم اپنے بچوں کو اس قابل ہوتا دیکھتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھ سکیں۔ قارئین کی اکثریت ''کتاب تعلیم کی تیاری'' پر یہ تبصرے کر رہی ہے کہ ان آرٹیکلز میں بیان تین حقوق یعنی اللہ کے حقوق، اپنے نفس کے حقوق اور بنی نوع انسان کے حقوق ایسے رنگ میں پیش ہو رہے ہیں جو دلوں میں جگہ پاتے اور طبائع کا اللہ کی طرف میلان کرتے ہیں۔ ایک خاتون مریم رحمان نے الفضل کے حوالہ سے تربیت کے ذکر میں لکھا کہ This week with Huzur اور تحریکات خلفاء کے عناوین سے خلافت سے وابستگی میں مضبوطی آرہی ہے۔

صرف ماہِ ستمبر میں جو نئے فیچرز کا آغاز ہوا ہے۔ اس حوالہ سے مکرم محمد امجد خان ایڈووکیٹ نے آسٹریلیا سے لکھا۔ یہ فیچرز دنیا بھر کی مختلف طبائع کے مزاجوں کا امتزاج معلوم ہوتے ہیں۔ جب کسی طبیعت کا مضمون کسی کو مطلوب ہو وہ الفضل میں کسی نہ کسی دن مل جاتا ہے۔

اس تربیت گاہ کے دائرہ کار کو بڑھانے اور پھیلانے کی ضرورت ہے۔ اگر ایک قاری اپنے ساتھ ایک مزید قاری پیدا کرے اور اپنے گھر میں بھی درس گاہ کا انتظام کرے تو یہ بھی دعوت الی اللہ کا بہترین انداز ہوگا۔ کیونکہ اصلی و حقیقی دعوت الی اللہ اپنے نفس سے، افراد خانہ اور اہل و عیال سے شروع ہوتی ہے کہ آپ کے نفس اور اہل و عیال کا آپ پر سب سے زیادہ حق ہے۔

آخر پر یہی دعا ہے کہ: اللہ تعالیٰ روزنامہ الفضل کو ہم میں سے ہر ایک کی اپنی علمی و روحانی کیفیات کو جلا بخشنے کا ذریعہ بنا دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 نومبر 2021ء)

﴾138﴿

بچوں میں حصول علم کا شوق کیسے پیدا کیا جا سکتا ہے؟

مطالعہ خواہ دینی علم کا ہو یا دنیاوی انسانی شخصیت نکھارنے اور معاشرے میں ترقی کے لیے بہت ضروری ہے۔ مطالعہ سے افراد کی اجتماعی زندگی میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ مفید اور اعلیٰ ادب کے مطالعہ نے انسانی تاریخ میں ایسی ایسی انقلابی تبدیلیاں پیدا کی ہیں کہ آج کا دور جدید اور سائنسی ترقی یافتہ دور کہلاتا ہے اور پڑھی لکھی بستیوں اور ان پڑھ بستیوں کے مکینوں کے رہن سہن، آداب گفتگو کے حوالے سے بہت فرق ہے۔ آنحضور ﷺ نے ہر مسلمان پر علم کا حصول ان الفاظ میں فرض قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ''طَلَبُ الْعَلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلیٰ کُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَۃٍ۔''

لیکن آج اس سائنسی دور میں جدید ایجادات کی وجہ سے بچوں کا رجحان مطالعہ سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ آئیں! دیکھتے ہیں کہ ہم کیسے ان Teenage بچوں میں مطالعہ کے حصول کا شوق پیدا کر سکتے ہیں۔

جب ہمارے ذہن میں کتاب کا لفظ آتا ہے تو ساتھ ہی ساتھ استاد کا لفظ دماغ میں ابھرتا ہے کیونکہ استاد اور کتاب لازم و ملزوم ہیں اور استاد کے لفظ پر جب غور کیا جائے تو سب سے اول ماں اور باپ کی شخصیات ذہن میں ابھرتی ہیں کیونکہ ماں کی گود ہی پہلا اسکول اور پہلی نرسری ہے۔ ماں کو دعاؤں کے ساتھ، تسبیحات کے ساتھ مادی دودھ کے ساتھ روحانی غذا بھی مہیا کرنی ہوتی ہے۔ اس لیے قرآن کریم کی تلاوت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی کتب سے اقتباسات بلند آواز سے پڑھتے رہنا چاہیے۔ یہ خیال نہ کرے کہ بچہ تو ابھی سمجھتا نہیں، وہ سنتا نہیں اور اس کے دماغ کی صاف سلیٹ پر کچھ اچھی باتیں نقش ہو رہی ہوتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قرآن کریم پہلی دفعہ اپنی ماں کے پیٹ میں سنا تھا۔ جونہی بچے سوچنے سمجھنے اور

بولنے کی عمر کو پہنچیں یسرنا القرآن پڑھانا چاہیے۔ قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ کی طرف توجہ دلائی جائے۔

آج کل جس طرح مائیں علی الصبح بچوں کو اسکولز کے لیے تیار کرتی ہیں ویسا شوق ماؤں میں بچوں کو دینی علوم سکھانے کے لیے بھی ہونا چاہیے۔ گھروں میں کھانے کے اوقات میں سے کسی ایک پر فیملی کلاسز کا اجراء بھی بچوں میں تعلیم کے شوق کو بڑھائے گا۔ بچوں کو مختلف میدانوں میں کامیابی پر یا خوشی کے مواقع پر اچھی کتب بطور مطالعہ دینی چاہیں۔ اسی طرح ایک ماں ایک معمولی بچے کو سونا بنادے گی۔ آنحضور ﷺ نے ''المھد'' کے الفاظ استعمال فرما کر اس طرف توجہ دلائی کہ ماں کی گود یا پنگوڑھے سے ہی علم کا آغاز ہوتا ہے۔

جدید ایجادات بالخصوص الیکٹرانک میڈیا جہاں بچوں کے اخلاق پر تبر کا کام کر رہا ہے وہاں ان کے ذریعہ بچوں میں شوق بھی پیدا کیا جاسکتا ہے۔ جیسے کمپیوٹر پر DVD وغیرہ پر CD کے ذریعہ حضور انور کے خطبات و ارشادات سنائے جاسکتے ہیں۔ Portable Drive کے ذریعہ ہیڈ فونز پر جہاں بچے گانے سنتے ہیں وہاں نظمیں بھروا کر دی جاسکتی ہیں۔ بچوں کو آج کل موبائل فونز کی addiction ہے۔ موبائل فونز میں قرآن کریم کی تلاوت ترجمہ کے ساتھ، احادیث اور اچھے تربیتی اقتباسات بھروا کر دیے جاسکتے ہیں۔ الغرض ان تمام جدید ایجادات کو ہم اپنے بچوں کی اعلیٰ تربیت کے لیے بھرپور انداز میں استعمال کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارے بچوں میں مطالعہ کتب کا شوق اور حصول علم کی تڑپ پیدا ہو جائے آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 دسمبر 2021ء)

《139》

راتوں کو اُٹھ کر روؤ، دعائیں مانگو اور اپنے ارد گرد ایک دیوارِ رحمت بنالو
(حضرت مسیح موعودؑ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میرا دل ہرگز قبول نہیں کرتا کہ ہماری جماعت میں جو سچا تقویٰ اور طہارت رکھتا ہے اور خدا سے اُسے سچا تعلق ہے پھر خدا اُسے ذلّت کی موت مارے......اس لئے راتوں کو اُٹھ کر روؤ۔ دعائیں مانگو اور اس طرح سے اپنے ارد گرد ایک دیوار رحمت بنالو۔ خدا رحیم کریم ہے وہ اپنے خاص بندہ کو ذلّت کی موت کبھی نہیں مارتا......مجھے امید ہے کہ جو پورے درد والا ہو گا اور جس کا دل شرارت سے دُور نکل گیا ہے خدا اسے ضرور بچاوے گا۔ توبہ کرو، توبہ کرو۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ مجھے الہام ہوا تھا اردو زبان میں۔ ''آگ سے ہمیں مت ڈرا، آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ 384-385)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ مبارک الفاظ ''دعائیں مانگو اور اپنے ارد گرد ایک دیوارِ رحمت بنالو'' ہر احمدی کو ہر وقت اپنے خالقِ حقیقی کے حصار میں آنے کی دعوت دیتے ہیں، کیونکہ وہی خدا رحمٰن، رحیم بلکہ ارحم الراحمین ہے۔ رحمت کا لفظ انہی دو صفات باری تعالیٰ سے مشتق ہے جو قرآن کریم کے ابتداء میں سورۃ الفاتحہ میں رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ کے بعد آئی ہیں۔ اس سے ان دو صفات کی اہمیت اُجاگر ہوتی ہے۔

''رحمٰن'' کے معنی بن مانگے دینے والا یعنی ایسی نعمتیں جو انسان نے اپنے اللہ سے نہیں مانگیں مگر وہ ضروریاتِ زندگی میں سے تھیں اس لئے خدا نے بغیر مانگے انسان کو مہیا کر دیں جیسے ہوا،

پانی، زمین و آسمان، سورج، چاند وغیرہ اور اللہ تعالیٰ کی صفت ''رحیم'' وہ ہے جس کے تحت جو شخص اپنے اللہ سے دعاؤں کے ذریعہ مانگے یا خواہش بھی رکھے، اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس دُعا کے صلہ میں نوازتا ہے۔

رِحم کا لفظ ماں کی کوکھ، اور اس کے شکم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ماں بھی ایک لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی صفات رحمٰن اور رحیم سے متصف ہے وہ بعض اشیاء اپنے بچے کو بغیر مانگے مہیا کرتی رہتی ہے اور بچے کی پیدائش کے بعد اس کے طلب کرنے پر بھی مہیا کرکے رحیم صفت کا پرتو بنتی ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ماں سے بھی بڑھ کر رحیم، شفیق اور ارحم الراحمین ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے بیان میں فرمایا وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ (الاعراف:157) کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ اور ہر ایک کے لئے ہے۔ کفار بھی اس سے مستثنیٰ نہیں اور یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ میں عذاب بھی دیتا ہوں لیکن رحمت عذاب پر حاوی ہے۔ اور ایک جگہ فرمایا وَمَنۡ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمۡتَہٗ (المومن:10) اور جسے تُو نے اُس دن بدیوں (کے نتائج) سے بچایا تو یقیناً تو نے اُس پر بہت رحم کیا۔

اسی لئے اگر قرآن میں بیان ہونے والی دعاؤں کا احاطہ کیا جائے تو خدا کی صفات رحمٰن اور رحیم ہی زیادہ تر جلوہ گر نظر آتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ان صفات کا پَرتو سب سے زیادہ اس دنیا کے برگزیدہ وبابرکت وجود سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (الانبیاء:108) فرما کر کر دیا کہ ہم نے تجھے دنیا میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ نے رحمت کے حوالہ سے جو دعائیں یا اپنی سنت، اعمال اور ارشادات و احادیث برائے تعمیل ہمارے سامنے رکھی ہیں۔ ان پر اگر غور کریں تو ہر ارشاد، ہر حکم، ہر دُعا اور آپ کی ہر ادا ایسی ہے کہ ان کو اپنانا اپنے اردگرد ایک دیوار رحمت بنانے کے مترادف ہے جو ایسی دیوار ہے جو روحانی حصار بھی کہلا سکتی ہے۔ جس کے اندر رہ کر ہم دنیا کی آلائشوں اور بُرائیوں سے اپنے آپ کو محفوظ پاتے ہیں۔

آنحضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں جس صفت کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دُعاؤں کی قبولیت کی درخواست کی وہ رحمتِ الٰہی ہے جس کے بارے میں آپؐ نے بار بار خدا کے دربار میں عرض کی کہ اے بادشاہوں کے بادشاہ! تیری رحمت کا واسطہ دے کر ہم دعا کرتے ہیں۔ جیسے نماز کے بعد کی دعائیں آنحضور ﷺ نے اُمت کو سکھلائیں۔ ان میں سے ایک اہم دُعا جامع ترمذی، کتاب الدعوات میں مروی ہے۔ اس کا آغاز ہی اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِکَ یعنی اے اللہ! میں تیری اس رحمتِ خاص کا طلبگار ہوں......جو مجھے ہر بُرائی سے بچالے۔ اپنی رحمت سے میرے تمام عمل پاک کر دے......ایسی رحمت عطا کر جس کے ذریعہ مجھے دنیا و آخرت میں تیری کرامت کا شرف نصیب ہو جائے......اے سب جہانوں کے ربّ! میں تیری رحمت کا واسطہ دے کر تجھ سے وہ خیر مانگتا ہوں جو تجھ سے کسی نیک بندے نے مانگی......یقیناً تو ''رحیم وودود'' یعنی محبت کرنے والا رحیم خدا ہے۔

اس دُعا میں یہ دعائیہ الفاظ جسموں میں ارتعاش پیدا کرتے ہیں۔ کہ اے مولیٰ! میں تو اپنی حاجت لے کر تیرے در پر حاضر ہو گیا ہوں۔ اگر میری سوچ ناقص اور میری تدبیر کمزور بھی ہے تب بھی میں تیری رحمت کا محتاج ہوں۔

دیوارِ رحمت کا مضمون تو بہت وسیع ہے تاہم اس بارے میں چیدہ چیدہ مثالیں یہاں دی جاتی ہیں۔

مساجد بطور دیوارِ رحمت

دنیا بھر میں مساجد رحمتِ الٰہی کی آماجگاہ ہیں۔ مسجد میں داخلے کے وقت جو دُعا آنحضور ﷺ نے ایک مسلمان کو سکھلائی ہے اس میں یہ دُعا مانگی گئی ہے :اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

(سنن ابن ماجه المساجد)

کہ اے اللہ! میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے۔

چونکہ آغاز میں مَیں عبادات ہی کو دیوارِ رحمت کے طور پر پیش کرنے جارہا ہوں۔ اس لئے نمازوں کی ادائیگی کی جگہ کو ابواب رحمت قرار دیا گیا ہے جہاں سے رحمت کے دیگر راستے وا ہوتے ہیں۔

عبادات کے ذریعہ دیوارِ رحمت بنانا

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جب ایک شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر نماز کی نیت سے مسجد جائے اور وہاں نماز کی خاطر مسجد میں بیٹھا رہے اور وہ اپنے آپ کو نماز میں ہی سمجھے تو فرشتے اس پر درود پڑھتے اور کہتے ہیں اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ۔ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْہِ کہ اے اللہ! اس پر رحم کر، اس کو بخش دے اور اس کی توبہ قبول فرما۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ)

عبادات میں سب سے پہلے نماز آتی ہے۔ وہ ایک مومن کے لئے مجسم دیوارِ رحمت ہے اور اس میں اللہ کی رحمت کی دُعا مانگنے کو کہا گیا ہے۔ پھر نوافل میں تہجد سب سے زیادہ اہم ہے۔ جس کے لئے آنحضور ﷺ روزانہ بیدار ہوتے تھے اور اَسْئَلُکَ رَحْمَتَکَ (سنن ابو داؤد کتاب الادب) کی دُعا کیا کرتے تھے۔

تلاوت قرآن کریم اور درس و تدریس کے ذریعہ دیوارِ رحمت بنانا

آنحضور ﷺ نے ایک بار صحابہؓ کے سامنے بعض نیکیوں کے ذکر کے آخر میں فرمایا۔

جو لوگ مساجد میں بیٹھے تلاوت کرتے اور درس و تدریس میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر سکینت اور اطمینان نازل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو ڈھانپے رکھتی ہے۔ فرشتے ان کو گھیرے رکھتے ہیں۔ اپنے مقربین میں اللہ تعالیٰ ان کا ذکر کرتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر باب فضل الاجتماع علیٰ تلاوۃ القرآن)

٭ دعائے ختم القرآن میں بھی اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ کہہ کر قرآن کے حصار میں آنے کا اعلان قرآن کریم کی تلاوت مکمل کرنے والا کر رہا ہوتا ہے۔ نیز اسی دعا میں قرآن کو رحمت بنانے کی بھی دُعا ہے۔ قرآن کریم میں بھی جہاں تلاوت کو خاموشی سے سننے کا ذکر ہے وہاں لَعَلَّکُمْ

تُرْحَمُوْنَ کہہ کر نتیجہ بتلا دیا کہ فَاسْتَمِعُوْا وَاَنْصِتُوْالَهُ یعنی قرآن کریم کی خاموشی سے تلاوت سنو گے تو رحم کیا جائے گا۔

خاوند کا بیوی اور بیوی کا خاوند کو تہجد پر بیدار کرا کر دیوار رحمت بنانا

آنحضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ اُس شخص پر رحم کرے جو نماز تہجد پڑھے اور اپنی بیوی کو جگائے اور اللہ اُس عورت پر رحم کرے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنے میاں کو بھی جگائے۔

(سنن ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب قیام اللیل)

اس حدیث کی روشنی میں جہاں خاوند اور بیوی کو نماز کے لئے اٹھانے کی تاکید بیان ہوئی ہے وہاں دیگر اہل خانہ بھی اس پیاری حدیث پر عمل کرکے اللہ تعالیٰ کے رحم کے حقدار ٹھہر سکتے ہیں۔

رمضان کے روزے رکھ کر دیوار رحمت بنانا

آنحضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے رمضان کو تین عشروں میں تقسیم فرمایا اور درمیانی عشرہ کو رحمت کا عشرہ قرار دیا۔ یہ رحمت کی برکات سارے رمضان پر حاوی ہوتی ہیں۔ اور سارا رمضان رحمت کا حصار بن کر سامنے آتا ہے۔

نیز روزہ افطار کرنے کی دعا جو مستدرك للحاكم كتاب الصوم میں درج ہے اس میں دعا سکھلائی گئی ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ اَنْ تَغْفِرَلِيْ ذُنُوْبِيْ۔

گویا اس رحمت کا واسطہ دیا گیا ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ کے الفاظ میں ملتا ہے۔

آنحضورؐ نے ہر دو عیدین پر وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً (مجمع الزوائد) اور یوم النحر پر يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ (كتاب الدعا) کی دُعا سکھلا کر پڑھنے والوں کو بھی دیوار رحمت میں داخل کر دیا۔

چھینک کا جواب دے کر دیوار رحمت بنانا

آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کو چھینک آئے تو وہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کہے اور ساتھ بیٹھا شخص یَرۡحَمُکَ اللّٰہُ کہہ کر جواب دے اور پھر پہلا شخص جس کو چھینک آئی تھی وہ یَھۡدِیۡکُمُ اللّٰہُ وَ یُصۡلِحُ بَالَکُمۡ کہے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب)

احترامِ آدمیت قائم کر کے دیوار رحمت بنانا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلرَّاحِمُوۡنَ یَرۡحَمُھُمُ الرَّحۡمٰنُ، اِرۡحَمُوۡا مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ یَرۡحَمۡکُمۡ مَنۡ فِی السَّمَاءِ (سنن ابوداؤد کتاب الادب فی الرحمہ) یعنی رحمان خدا رحم کرنے والوں پر رحم کرے گا۔ تم اہلِ زمین پر رحم کرو۔ آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

پھر فرمایا مَنۡ لَّا یَرۡحَمۡ لَا یُرۡحَمۡ (صحیح بخاری کتاب الادب) کہ جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

آنحضورؐ نے مَنۡ لَّمۡ یَرۡحَمۡ صَغِیۡرَنَا (جامع ترمذی کتاب البر والصلہ) فرما کر چھوٹوں سے پیار و شفقت سے ملنے کی تلقین فرما کر بھی دیوار رحمت بنانے کی نصیحت فرمائی ہے۔

اپنے ارد گرد رحمت کی دیوار بنانے کا یہ آسان ترین طریق ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق (جو اس کی عیال ہے) بہت پیاری ہے اور فرمایا ہے جو اس کی عیال سے پیار کرتا ہے اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔ ہم ہر روز اپنی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ جب فقیر مانگتے وقت کسی خاتون کے بچوں کو دُعا دیتے ہیں تو خاتون کا دل پسیج جاتا ہے اور وہ فقیر کو دینے کو بھاگتی ہے۔ ہم بھی اللہ کے فقیر ہیں اور اس کی مخلوق سے محبت کریں گے تو وہ اللہ جو ماں سے بھی زیادہ شفیق ہے اپنے عیال سے پیار کرنے والوں کی طرف دوڑ کر محبت کرتا ہے۔

صلہ رحمی کر کے رحمت کی دیوار بنانا

آنحضور ﷺ نے متعدد بار فرمایا کہ والدین، عزیز و اقارب سے صلہ رحمی اور حسنِ سلوک کرنے سے اللہ تعالیٰ رحمت کا سلوک کرتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین زیر عنوان ماں باپ کی خدمت وصلہ رحمی)

پھر فرمایا رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور حُسن سلوک کرو۔(صحیح مسلم کتاب الایمان)

اپنے ارد گرد دیوارِ رحمت بنانے کے لئے تین باتیں

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس میں یہ تین باتیں ہوں اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفاظت اور رحمت میں رکھے گا اور اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ 1: جو کمزوروں پر رحم کرے۔ 2: ماں باپ سے محبت کرے۔ 3: خادموں اور نوکروں سے اچھا سلوک کرے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 690-691)

اولاد سے پیار کے جذبات رکھ کر دیوار رحمت بنانا

ایک جنگ میں کچھ قیدی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے گئے۔ اُن میں ایک خاتون قیدی کی چھاتیوں سے دودھ نکل رہا تھا (اس کا بچہ کھو گیا تھا اور دودھ نہ پینے کی وجہ سے اس کی چھاتیاں بھر آئی تھیں) جب کوئی بچہ ملتا اسے دودھ پلا دیتی۔ بالآخر اسے اپنا بیٹا مل گیا جسے وہ بیٹھ کر تسلی سے دودھ پلانے لگی۔ یہ نظارہ دیکھ کر آنحضورؐ نے موجود صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم خیال کرتے ہو کہ یہ خاتون اپنے بچہ کو آگ میں پھینک دے گی؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہرگز نہیں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ وہ دوزخ میں جائیں۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 839-840)

بچوں کو پیار کرنے پر دیوار رحمت بنانا

ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچوں کو چوم رہے تھے۔ ایک بدو نے دیکھ کر کہا کہ اے رسول! میرے تو 10 بچے ہیں میں نے تو انہیں کبھی نہیں چوما۔ تب آپ نے فرمایا۔ اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحمت نکال لی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

عادل بادشاہ یا جج کا درست فیصلہ کرنے پر رحمت کی دیوار بنانا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ گزشتہ زمانہ کا واقعہ سنایا کہ ایک بچے پر دو خواتین دعویدار تھیں۔ وہ دونوں حضرت سلیمانؑ کے دربار میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے بچے کو آدھا آدھا کرنے کے لئے چھری منگوائی۔ اس پر ایک خاتون راضی ہو گئی جبکہ جس عورت کا حقیقی بچہ تھا وہ بولی کہ بادشاہ

سلامت! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے بچے کو آدھا آدھا نہ کریں یہ بچہ دوسری خاتون کو دے دیں۔ یوں حضرت سلیمانؑ نے بچہ حقیقی ماں کے سپرد کر دیا۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 623-624)

حقیقی توبہ کے بعد دیوارِ رحمت بنانا

آنحضور ﷺ پرانے زمانہ کی ایک کہاوت صحابہؓ کو سنا رہے تھے کہ ایک شخص نے 99 قتل کئے۔ اسے ندامت ہوئی تو اس نے کسی بزرگ سے اپنی بخشش کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا کہ 99 قتل اور بخشش۔ کیسے ممکن ہے؟۔ اس قاتل نے اس بزرگ کا بھی سر قلم کر کے سنیچری پوری کی۔ پھر کسی بزرگ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ ابھی راستے میں ہی تھا کہ موت نے آلیا۔ رحمت اور عذاب کے فرشتے آن پہنچے اور میت پر ملکیت کا دعویٰ کرنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ دیکھ لیتے ہیں کہ توبہ کرنے کے بعد کا سفر زیادہ طے ہوا ہے یا باقی پینڈا ابھی زیادہ ہے۔ وہ قاتل توبہ کر کے جس بزرگ سے ملنے جا رہا تھا وہ سفر زیادہ طے کر چکا تھا۔ چنانچہ رحمت کے فرشتے اسے لے گئے اور جنت میں داخل کر دیا۔

پس حقیقی توبہ کے بعد انسان رحمت کے فرشتوں کے سائے تلے زندگی بسر کرتا ہے۔

مریض کی عیادت کے وقت دیوارِ رحمت بنانا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

’’مریض کی عیادت کرنا اور اس کا حق ادا کرنا کتنا بڑا اجر دیتا ہے۔ اس بارے میں حضرت علیؓ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا جو اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کے لئے آیا وہ جنت کے پھل کی چنائی کے وقت اس میں چل رہا ہے یہاں تک کہ وہ بیٹھ جائے۔ جب وہ بیٹھتا ہے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اگر صبح کا وقت ہو تو 70 ہزار فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں یہاں تک کہ شام ہو جائے اور اگر شام کا وقت ہو تو 70 ہزار فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔‘‘ (سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز)

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء)

اس کے علاوہ بے شمار مزید نیکیوں کی بجا آوری پر بھی آنحضور ﷺ نے رحمت کے فرشتوں کے نزول کا ذکر فرمایا ہے کہ اگر صبح کام کیا تو رات تک۔ اگر رات کو کیا تو صبح تک رحمت کے فرشتے سایہ فگن رہتے ہیں۔

کسی کی جان کنی کے وقت رحم کی دُعا اور رحمت کی دیوار

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضورؐ اپنی وفات کے وقت میری گود میں سر رکھ کر یہ دعا کر رہے تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی وارْحَمْنِی، وأَلْحِقْنِی بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی (صحیح بخاری کتاب المرضیٰ)

٭ آنحضورؐ اپنے نواسے کی آخری بیماری پر بیٹی کے گھر تشریف لے گئے۔ نواسے کو ہاتھ میں لیا۔ آپؐ کے آنسو بہہ نکلے۔ صحابی کے پوچھنے پر فرمایا۔ یہ رحم کے آنسو ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کے دل میں فطرتاً ودیعت کیا ہے۔ اللہ رحم کرنے والوں پر ہی رحم کرتا ہے۔

(سنن نسائی، کتاب الجنائز)

ایک دعائے جنازہ میں

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ یعنی اے اللہ! بخش دے اس کو اور رحم فرما اس پر اور عافیت دے اس کو اور درگزر فرما۔

(سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب الدعا)

حتی کہ عارضی طور پر موت میں جاتے ہوئے یعنی رات سوتے وقت بھی رحمت کی دُعا مانگ کر اپنے اردگرد شیطان سے بچنے کی دیوار رحمت بنانے کا حکم ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات)

ابتلاؤں کی صورت میں اللہ کی طرف سے دیوارِ رحمت

ایک طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے اردگرد دیوار رحمت بنانے کے گر بتلائے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ خود بھی اپنے مقبول بندوں کے اردگرد رحمت کی دیوار کے اسباب پیدا کرتا رہتا ہے۔ ان میں سے ایک سبب ابتلاء، آزمائش اور مشکلات ہیں۔ اور جو مومن صدق دل اور ثبات

قدمی کے ساتھ ان ابتلاؤں پر پورا اترتا ہے تو اللہ تعالیٰ پھر رحمت کی دیوار بھی اس کے ارد گرد کھینچ دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”یہ خیال باطل ہے اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ جو امتحان کرتا ہے تو اس سے پایا جاتا ہے اس کو علم نہیں اس کو تو ذرہ ذرہ کا علم ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ ایک آدمی کی ایمانی کیفیتوں کے اظہار کے لئے اس پر ابتلاء آویں اور وہ امتحان کی چکی میں پیسا جاوے۔ کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔“

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند
زیر آں گنج کرم بنہا دہ اند

ترجمہ: ہر آزمائش جو خدا نے اس کے لئے مقرر کی ہے اس کے نیچے رحمتوں کا خزانہ چھپا رکھا ہے۔

(ملفوظات جلد 2، زیر عنوان ترجمہ فارسی عبارات صفحہ 531۔ ناقل)

”ابتلاؤں اور امتحانوں کا آنا ضروری ہے بغیر اس کے کشف حقائق نہیں ہوتا۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 256)

یہ ابتلاء اور امتحان جماعتی بھی ہوسکتے ہیں اور نجی طور پر خاندانی بھی۔ اگر ہم جماعتی طور پر ہی ابتلاؤں اور امتحانوں کا جائزہ لیں تو ہم نے دیکھا کہ ایک امتحان کے بدلے اللہ تعالیٰ نے بے شمار در کھولے۔ جن میں سے MTA ایک بہت بڑا رحمت کا انعام ہے۔ جس کے 8 سے زائد چینلز دنیا بھر میں اسلام احمدیت کا پرچار کر رہے ہیں۔ جس کا کوئی ثانی دنیا میں نہیں ملتا۔ جس مؤقر اخبار یعنی روزنامہ الفضل آن لائن کے لئے یہ اداریہ لکھا جا رہا ہے۔ اسکو بھی بطور مثال پیش کرسکتے ہیں۔ مکرم آغا سیف اللہ سابق مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ حال لندن نے گزشتہ دنوں مجھے فون کرکے روزنامہ الفضل آن لائن لندن کی اُٹھان، خوبصورتی، نت نئے مضامین اور اخبار میں دلچسپی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ مولویوں نے پاکستان میں 8-9 ہزار کی تعداد میں شائع ہونے والے اخبار پر پابندیاں لگوائیں اور اس بہتی نہر کو روکنے کی کوشش کی۔ اب یہ روحانی نہر بیسیوں گنا اضافے کے ساتھ دنیا

بھر کے احمدیوں کو روحانی پانی سے سیراب کر رہی ہے۔ آغا صاحب نے مزید بتایا کہ میرا یہ تجربہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے دشمنوں کی طرف سے پھیلائے گئے شر میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار خیر جماعت احمدیہ کے لیے پنہاں رکھی ہوتی ہیں۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ ان سنہری حروف سے لکھی جارہی ہے کہ قادیان سے اٹھنے والی الٰہی آواز کو دفن کرنے اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادینے کے دعویداروں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ نے اس بابرکت آواز کو 213 ممالک تک پہنچا دیا ہے۔ اور دنیا کے ایسے جزائر تک احمدیت کا پیغام پہنچ چکا ہے کہ دنیا منہ میں انگلیاں دبا کر دنگ رہ گئی ہے۔ جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کے دور کے مخالف احمدیت مولوی محمد حسین بٹالوی کی بٹالہ کے کسی قبرستان میں قبر کا نشان بھی نہیں ملتا۔ بلکہ اس کا نام تک مٹ چکا ہے۔

جماعت احمدیہ پر مخالفت مسلط کرنے والوں نے 1953ء، 1974ء اور اس کے بعد کے حالات میں احمدیوں کو جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ ان کے گھروں کو آگیں لگائیں۔ ان کے اموال کو لوٹا۔ حتیٰ کہ جانور تک جلا دیے۔ مگر کیا ہمارے خدا نے ان لٹنے والے احمدیوں کو بے یارومددگار چھوڑ دیا؟ نہیں ہرگز نہیں! ہم آئے دن روزنامہ الفضل آن لائن میں ’’یاد رفتگان‘‘ میں ایسے مرحومین کا تذکرہ پڑھتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے رحمت اور فضل کا سلوک فرمایا۔ اور آج ان کی اولادوں اور نسلوں کو بھاگ لگے ہوئے ہیں، برکتوں پر برکتیں مل رہی ہیں۔ یہ اولادیں ساری دنیا میں پھیلی پڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندوں میں شامل ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اردگرد اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے رحمت کی دیواریں بنا کر ان کو اپنے حصار میں لے رکھا ہے۔ گو دشمن ان دیواروں کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ جو سب سے بڑا معمار ہے مرمتیں لگاتار ہتا ہے یعنی ان کی تائید و نصرت کے ذریعے خود حفاظت فرماتا ہے۔

آپ ﷺ نے ایک موقع پر اپنے آپ کو اور آنے والے مسیح کو دو دیواریں قرار دیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ارشاد نبوی ﷺ کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

"آنحضرت ﷺ نے یہاں تک فرما دیا کہ اس امت کی دو دیواریں ہیں۔ ایک میں (یعنی نبی پاک ﷺ) اور ایک مسیح (یعنی میں۔ مسیح موعود) اور اس کے درمیان آپ نے فیج اعوج فرمایا ہے جن کی نسبت ارشاد ہے کہ نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 139-140)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

"دیکھو! آنحضرت ﷺ کا وجود دنیا کے واسطے رحمت تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ (الانبیاء:108) مگر کیا ابوجہل کے واسطے بھی آپ ﷺ رحمت ہوئے؟ وہ لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ ابھی یہ ایک یتیم بچہ تھا۔ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ کمزور اور غریب تھا۔ غرض کچھ ایسے ہی خیالات ان کے دل میں آتے ہوں گے مگر ان بدقسمتوں کو کیا خبر تھی کہ ایک دن یہی یتیم دنیا کا شہنشاہ اور نجات دہندہ ہو گا۔" (ملفوظات جلد 10 صفحہ 258-259)

آنحضورؐ خود تو نبیٔ رحمت تھے۔ آپؐ نے آگے یہ نصیحت فرمائی کہ صحیح اور حقیقی فقیہ وہ ہے (جو میرے نمائندہ ہیں) مَنۡ لَمۡ یَقۡنُطِ النَّاسَ مِنۡ رَحۡمَتِہ اللّٰہِ کہ جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہونے دیتا۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 216)

پس ہم سب اس عظیم نبیٔ رحمت کے پرتو اور نمائندہ ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت پر جہاں شکر گزار ہونا چاہئے وہاں ہمیں اپنے ارد گرد دیوارِ رحمت کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کے لئے سنہری اسلامی تعلیمات کو اپنے اور اپنی نسلوں کے اندر اتارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 نومبر 2021ء)

《140》

مخالفتِ نفس بھی ایک عبادت ہے

(حضرت مسیح موعودؑ)

جیسا کہ قارئین کرام کے علم میں ہے کہ روزنامہ الفضل آن لائن میں ہر منگل کے روز ’’کتاب تعلیم کی تیاری‘‘ کا کالم دیا جاتا ہے۔ اسی سلسلے میں ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ کے دوران نفس کے حوالے سے یہ اقتباس نظروں سے گزرا، حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

’’مخالفتِ نفس بھی ایک عبادت ہے۔ انسان سویا ہوا ہوتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اور سو لے مگر وہ مخالفتِ نفس کر کے مسجد جاتا ہے تو اس مخالفت کا بھی ایک ثواب ہے‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 416 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو زمین کے مختلف حصوں میں پیدا کیا اور ان کی نسلیں، زبان، معاشرت، آب و ہوا اور پانی تک کو مختلف بنایا اور اسی طرح ان کے قلب و ذہن اور سوچوں کے زاویوں کو بھی جدا جدا رکھا۔ اسی لئے ان کا کسی ایک شخصیت یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے فرستادہ پر ایمان لانا مشکل تھا، جو ان پر ایمان لائے انہوں نے اُس دور کے رسوم و رواج سے ہٹ کر اور سوچ کے زاویوں سے بالکل اُلٹ جا کر ان کو قبول کیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ایمان ہے ہی نام مخالفت نفس کا۔ انبیاء علیھم السلام پر وہی لوگ ایمان لاتے رہے ہیں جنہوں نے اپنے جذبات اور نفسانی خواہشات کے بر عکس ان کو مانا اور یہی انبیاء کی بہت بڑی کامیابی گنی جاتی ہے کہ وہ اپنے ساتھ ایسے مومنین کی جماعت کو لے کر چلتے ہیں یا اپنی قوت قدسیہ کی وجہ سے ان کے رہنما ہوتے ہیں جو اٹھتے بیٹھتے انبیاء کی تقلید کرتے نظر آتے ہیں ورنہ سیاسی نمائندے تو اپنی دکان چمکانے کی خاطر عوام کالانعام کی خواہشات اور جذبات کو وقتی طور پر پورا کرنے کے لئے ان کے پیچھے

لگ جاتے ہیں۔ پس روحانی اور سیاسی لیڈر میں یہی فرق ہوتا ہے کہ سیاسی لیڈر عوام کی باتوں کو مانتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے فرستادے یا روحانی رہنما اللہ کے فرمان اور احکامات کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی لوگوں کو تلقین کرتے ہیں۔ جو مختلف طبقات سے آنے والے لوگوں کی متلوّن سوچوں کی وجہ سے قدرے مشکل کام ہے مگر مخالفتِ نفس کی تعلیم ملنے کی وجہ سے بالآخر کامیابی انہی کے قدم چومتی ہے۔ جب ان کے ماننے والے اپنی تمام دنیوی خواہشات کو چھوڑ کر اپنی جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی دینے کے لئے بھی تیار ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو نبی بڑے پُر حکمت طریق پر وحشیوں سے انسان بناتے اور انسانوں سے باخدا اور پھر خدا نما بنا دیتے ہیں۔ یہ قربانی دراصل نفس کی قربانی کی عکاسی کرتی ہے۔ وہ ایمان کے اُس اعلیٰ درجہ پر فائز ہو کر مومن بننے کا اعزاز حاصل کر لیتے ہیں اور خود خدا اور اس کے رسول کی بات کو فوقیت دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی تمام عبادات کے حقوق جب مومن ادا کرتا ہے تو دراصل وہ بعض اوقات مخالفتِ نفس کر رہا ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اوپر بیان کردہ ارشاد میں فرمایا کہ انسان جب سوتا ہے تو وہ اور سونا چاہتا ہے مگر فون پر لگے الارم کی آواز پر اٹھ کر نوافل ادا کرتا ہے یا اذان کی آواز سن کر نماز فجر کے لئے مسجد چل کر جاتا ہے۔ حالانکہ اس کا جی ابھی سونے کو اور کر رہا ہوتا ہے تو یہ مخالفتِ نفس ہے جو اپنے آرام کی قربانی دے کر مومن اللہ کے حضور حاضر ہوتا ہے مخالفتِ نفس کی یہ ساری کاوش ایک الگ سے عبادت کا رنگ رکھتی ہے۔ گویا فجر کی عبادت کا ایک ثواب ہے اور دوسرا اس کی خاطر سردیوں میں گرم بستر چھوڑ کر نماز کے لئے اٹھنے کا الگ ثواب ہے۔

ہم بارہا اپنی زندگیوں میں دیکھتے ہیں کہ رات کو باوجود خواہش اور مصمم ارادہ باندھنے کے فجر کی نماز پر اٹھنے کو دل نہیں کرتا اس کیفیت میں اپنے آپ پر جبر کر کے نماز کے لئے اٹھنا ایک مجاہدہ ہے جس کا الگ ثواب ہے۔ ہمارے ایک بزرگ اکثر بیان کیا کرتے تھے کہ مجھ پر بھی ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تو میں تو بعض اوقات بلند آواز سے اور بعض دفعہ دھیمی آواز سے اپنے آپ

کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ”او اقبالیا! اُٹھ۔ ساری عمر قبر وِچ سون واسطے پئی اے۔ اوتھے اپنی نیند پوری کر لئیں“ یعنی اے اقبال! اُٹھ اور نماز پڑھ۔ ساری عمر قبر میں سونا ہی ہے وہاں نیند پوری کر لینا اور اپنے آپ کو جھٹکا دے کر اُٹھ جاتا ہوں نماز باجماعت پڑھتا ہوں۔ تلاوتِ قرآن کرتا ہوں۔ جس سے مجھے نئی توانائی ملتی ہے۔

خاکسار کی عمر کے دوست احباب بخوبی جانتے ہیں کہ پرانے وقتوں کے معاشرے میں جب کسان اور اسکے اہل خانہ پو پھٹتے ہی اُٹھ جاتے تھے۔ ہل لے کر کھیتوں کو چلے جاتے تھے۔ نماز کی ادائیگی بھی وہیں ہوتی تھی اور تسبیحات کرتے کرتے وہ زمین میں ہل بھی چلاتے جاتے تھے تو ان کے جسم میں چُستی آتی تھی اس کے ساتھ ساتھ نماز اور ذکر الٰہی کی برکت سے ان کی فصلیں ہری بھری اور زیادہ مقدار میں اناج پیدا کرتی تھیں اور اپنے نفس کے حقوق کے ساتھ ساتھ اللہ کے حقوق تو ادا ہو ہی رہے تھے بنی نوع انسان بالخصوص اپنی بیوی بچوں کے بھی حقوق بروقت ادا ہوتے تھے۔ تو یہی وہ مقصد تھا جو ”کتابِ تعلیم کی تیاری“ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظروں میں متصور تھا۔ اس سے انسان ترقی پاتا ہے۔ مخالفت خواہ وجودِ نفس سے باہر غیروں یا اپنوں کی طرف سے ہو یا اندر سے وجود نفس کی مخالفت ہو۔ ہر دو پر مخالفت کا وہ قانون لاگو پائے گا جس کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”دیکھو! کاشتکاری میں سب چیزوں ہی سے کام لیا جاتا ہے۔ پانی ہے، بیج ہے، مگر پھر بھی اس میں کھاد ڈالنے کی ضرورت پڑتی ہے جو سخت ناپاک ہوتی ہے پس اسی طرح ہمارے سلسلے کے لئے بھی گندی مخالفت کھاد کا کام دیتی ہے“ (ملفوظات جلد دہم صفحہ 370 ایڈیشن 1982ء)

ہم بالعموم دیکھتے ہیں کہ جو اپنے نفس کی پیروی کرتے ہیں وہ آخر ناکام رہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

؎ نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا یہ سامانِ دِمار

مخالفتِ نفس سے انسان کے اندر کا ضمیر بھی اُجاگر ہو کر وجود کو سبق دے رہا ہوتا ہے۔ اور یہ بہت ضروری ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''انسان میں ایک ملکہ احتظاظ (لذت ہونا۔ ناقل) کا ہوتا ہے کہ وہ سُرُود (نغمہ۔ ناقل) سے حظ اُٹھاتا ہے اور اس کے نفس کو دھوکا لگتا ہے کہ میں اس مضمون سے سرور پا رہا ہوں مگر دراصل نفس کو صرف حظ درکار ہوتا ہے'' (ملفوظات جلد دہم صفحہ 177 ایڈیشن 1984ء)

اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی اچھے انداز میں یوں بھی سمجھایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ (رمضان۔ ناقل) میں تو مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جاوے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے۔ جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش! میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہر گز اسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔

یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کی کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق حال ہوں گے اور یہ ہو گا اور وہ ہو گا تو ایسا آدمی جو خدا کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہو گا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور اس کا منتظر میں تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری

کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جیسے اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جُو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلّفات شامل کر کے ان وسائل کو صحیح گردانتے ہیں۔ لیکن خدا کے نزدیک وہ صحیح نہیں ہے۔ تکلّفات کا باب بہت وسیع ہے۔ اگر انسان خدا چاہے تو اس کی رُو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل ہی نہ رکھے مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص سے رکھتا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا اسے ثواب سے بھی زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابل قدر شے ہے۔ حیلہ جُو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں۔ جب میں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے ملا (کشف میں)۔ اور انہوں نے کہا تونے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقّت میں ڈالا ہوا ہے، اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقّت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے تو کیوں مشقّت میں پڑا ہوا ہے۔

یہ لوگ ہیں کہ تکلّف سے اپنے آپ کو مشقّت سے محروم رکھتے ہیں۔ اس لئے خدا ان کو دوسری مشقتوں میں ڈالتا ہے اور نکالتا نہیں اور دوسرے جو خود مشقّت میں پڑتے ہیں ان کو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا اس کے نفس پر شفقت کرے کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے اور خدا کی شفقت جنّت ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کے قصہ پر غور کرو کہ جو آگ میں گرنا چاہتے ہیں تو ان کو (خدا) آگ سے بچاتا ہے۔ اور جو خود آگ سے بچنا چاہتے ہیں وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ یہ سِلم ہے اور یہ اسلام ہے کہ جو کچھ خدا کی راہ میں پیش آوے اس سے انکار نہ کرے اگر آنحضرت ﷺ اپنی عصمت کی فکر میں خود لگتے تو وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاس (المائدہ: 68) کی آیت نازل نہ ہوتی۔ حفاظت الٰہی کا یہی سِر ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ 426 تا 428، کمپیوٹرائزڈ 2016ء)

اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا:

”آدمی کو بیعت کر کے صرف یہی نہ ماننا چاہیے کہ یہ سلسلہ حق ہے اور اتنا ماننے سے اسے برکت ہوتی ہے آج کل بلا کا زمانہ ہے طاعون ہر طرف پھیل رہی ہے صرف ماننے سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا جب تک اچھے عمل نہ ہوں۔ کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو نیک بنو، متقی بنو، ہر ایک بدی سے بچو۔ یہ وقت دعاؤں سے گذارو۔ رات اور دن تضرّع میں لگے رہو۔ جب ابتلاء کا وقت ہوتا ہے تو خدا کا غضب بھی بھڑکا ہوا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں دعا، تضرّع، صدقہ خیرات کرو۔ زبانوں کو نرم رکھو۔ استغفار کو اپنا معمول بناؤ۔ نمازوں میں دعائیں کرو۔ مثل مشہور ہے منتیں کرتا ہوا کوئی نہیں مرتا۔ نرا ماننا انسان کے کام نہیں آتا۔ اگر انسان مان کر پھر اُسے پسِ پُشت ڈال دے تو اسے فائدہ نہیں ہوتا پھر اس کے بعد یہ شکایت کرنی کہ بیعت سے فائدہ نہیں ہوا بے سُود ہے۔ خدا تعالیٰ صرف قول سے راضی نہیں ہوتا۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عملِ صالح بھی رکھا ہے۔ عملِ صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو۔ یاد رکھو کہ انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ ریاکاری (کہ جب انسان دکھاوے کے لئے ایک عمل کرتا ہے) عُجب (کہ وہ عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے) اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اس سے صادر ہوتے ہیں۔ ان سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔ عملِ صالح وہ ہے جس میں ظلم، عُجب، ریا، تکبر اور حقوق انسانی کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو جیسے آخرت میں عملِ صالح سے بچتا ہے ویسے ہی دنیا میں بھی بچتا ہے اگر ایک آدمی بھی گھر بھر میں عملِ صالحہ والا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔ سمجھ لو کہ جب تک تم میں عملِ صالحہ نہ ہو۔ صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا۔ ایک طبیب نسخہ لکھ کر دیتا ہے تو اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ لے کر پیوے اگر وہ ان دواؤں کو استعمال نہ کرے اور نسخہ لے کر رکھ چھوڑے تو اسے کیا فائدہ ہو گا۔

اب اس وقت تم نے توبہ کی ہے اب آئندہ خدا دیکھنا چاہتا ہے کہ اس توبہ سے اپنے آپ کو تم نے کتنا صاف کیا۔ اب زمانہ ہے کہ خدا تقویٰ کے ذریعہ سے فرق کرنا چاہتا ہے۔ بہت لوگ ہیں کہ خدا پر شکوہ کرتے ہیں اور اپنے نفس کو نہیں دیکھتے۔ انسان کے اپنے نفس کے ظلم ہی ہوتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ رحیم اور کریم ہے۔

بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار کا التزام کرایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا۔ خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔ آج کل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہیے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۜ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف :24)

یہ دعا اوّل ہی قبول ہو چکی ہے۔ غفلت سے زندگی بسر مت کرو جو شخص غفلت سے زندگی نہیں گزارتا ہرگز امید نہیں کہ وہ کسی فوق الطاقت بلا میں مبتلا ہو۔ کوئی بلا بغیر اذن کے نہیں آتی جیسے مجھے یہ دعا الہام ہوئی ہے۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 439-440، ایڈیشن 2016)

اور اپنے آپ کو بطور نمونہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے بیٹھ کر میرے نفس کو گندی سے گندی گالی دیتا رہے۔ آخر وہی شرمندہ ہو گا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے نہ اکھاڑ نہ سکا"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 411 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

پس ہم سب کو مخالفتِ نفس کرکے اس اہم عبادت سے محروم نہیں رہنا چاہیے بلکہ نفس کی خواہشات کے برعکس اللہ کے آگے جھک اللہ کا قرب پانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 نومبر 2021ء)

《141》

جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا

آج کے دور میں عاجزی و انکساری اختیار کرنے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر خاکستر ہو جانے کی بہت ضرورت ہے

خاکسار اپنے اداریوں کے لئے بالعموم عناوین کی تلاش کے لئے قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ، ارشادات حضرت مسیح موعودؑ اور فرمودات خلفاء سلسلہ میں سے ہی کوئی خیال یا پوائنٹ ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے لیکن کبھی کبھار قارئین کرام کی ڈاک میں بھی کوئی ایسی کام کی چیز مل جاتی ہے کہ جس سے ذہن کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک مضمون تشکیل پا جاتا ہے، اس کے علاوہ قارئین گاہے بگاہے کسی عنوان کی طرف توجہ بھی دلا دیتے ہیں۔ حال ہی میں میرے ساتھ دوستانہ مراسم رکھنے والے بزرگ جناب مبارک طاہر نے حضرت مسیح موعودؑ کے انتہائی گہرے مطالب پر مشتمل مصرعہ ”جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا“ کو بطور عنوان بھجوا کر اس اہم موضوع کی اہمیت اور ہماری حقیقی آشنا ہستی یعنی اللہ تعالیٰ کو پانے کے طریق بیان کرنے کی درخواست کی ہے۔ شاید ان کا مقصد اس مضمون کو بیان کرنے سے یہ ہو کہ دنیا بھر کے موجودہ حالات و واقعات کی روشنی میں معاشرے میں صبر، حوصلہ اور برداشت کا مادہ کم ہوتا جا رہا ہے، معمولی معمولی بات پر بھڑک اٹھنا معمول بن رہا ہے۔ وسعتِ حوصلہ کا فقدان معاشرہ میں کم نظر آنے لگا ہے۔ معمولی معمولی باتوں پر آپس میں ناچاقیاں اور لڑائیاں بڑھ رہی ہیں۔ دورانِ گفتگو چھوٹے بڑے کا لحاظ نہ رکھنا عام سی بات سمجھی جانے لگی ہے۔ بد زبانی سے بھی ماحول میں تعفن پیدا ہو رہا ہے۔ گفتگو کے دوران تکبر اور ریاکاری ملاوٹ کر کے بعض یہ سمجھتے ہیں کہ معاشرہ میں ان کا قد اونچا ہوتا ہے، حالانکہ ان

عقل کے اندھوں کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے انہی لوگوں کو سخت وعید کی ہے۔

ممکن ہے قارئین یہ سوچیں کہ مندرجہ بالا تمہید کا اس موضوع کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی پہچان، اس کے حقوق اور اس کی عبادت اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک اس کی مخلوق (جو اللہ کی عیال یعنی خاندان ہے) کے ساتھ نیک اور محبت کے تعلقات استوار نہ ہوں، اس کے بندوں کے حقوق ادا نہ ہو رہے ہوں۔ ان کے ساتھ تحمل، بُردباری، طبیعت میں نرمی اور کشائش کے ساتھ برتاؤ نہ کیا جائے تو نہ خدا ملتا ہے اور نہ وصال صنم ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو خاک میں ملانے اور جُھک کر زندگی گزارنے سے یہی مراد ہے کہ سب سے پہلے معاشرہ میں بسنے والوں کے ساتھ عاجزی، انکساری اور خاکساری کا برتاؤ کرو پھر بڑے آشنا اللہ تعالیٰ سے ملنے کے لئے اس کے آگے رکوع و سجود کرو۔ سجدے میں ناک رگڑو تب آشنا ملے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ دعا کی قبولیت کے لئے دل کینہ اور بغض سے صاف ہونا ضروری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ سب ذاتی رنجشوں اور کدورتوں کو بھلا دیا جائے۔“

(خطبہ جمعہ 29 دسمبر 2017ء)

جب انسان اس حد تک اپنے آپ کو نیچے لے جا کر خدا کی مخلوق سے حسنِ سلوک کرتے ہوئے اس کے حضور گرتا ہے، جھکتا ہے تو یہی معنی ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے اس مصرعہ کے، جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا۔ اپنے آشنا، اپنے ربّ کو پانے کا یہی راز ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا مصرعہ کے الفاظ کو روحانی لحاظ سے سمجھنے کے لئے اس دنیا میں مجازی محبت پر اس مثال کو اپلائی کرنا چاہئے۔ آشنا کا لفظ رفیق، یار، جگری دوست، محبوب، عاشق کے لئے بولا جاتا ہے اور مذکر و مؤنث دونوں کے واسطے استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ خاک کے معنی زمین، مٹی، دھول، غبار اور نیچے لگنے کے ہیں۔ آشنا کے معنی پر غور کریں تو اس کے اندر ہی خاک میں ملنے کے معنی موجود ہیں۔ اردو لغات میں لکھا ہے کہ کسی کی طرف مائل ہونا اور محاورہ درج ہے

دونوں گھٹنے آشنا بزمین ہوئے کہ دونوں گھٹنے زمین کی طرف مائل ہوئے۔ زمین کی طرف جھکے۔ اگر مجازی آشنا کی بات کریں تو ہم آئے روز Affair کے بارے سنتے رہتے ہیں۔ اور بارہا سننے میں آتا ہے کہ جب کسی کو کسی سے پیار ہو جائے تو اُس کو پانے کے لئے انسان ہر قسم کے جتن کرتا ہے اور ہر اس حد سے گزرنے کی کوشش کرتا ہے جس کو عرف عام میں بہت معیوب سمجھا جاتا ہے۔ مگر اس کے حصول کی خاطر اس کو خاک چاٹنی پڑتی ہے اس کے بعد کہیں جا کر آخری حد تک پہنچتا ہے۔ بعض اوقات منت سماجت، عجز و انکساری اور عزیز و اقارب کے پاؤں پکڑ کر منانے کی کوشش ہوتی ہے تب وہ آشنا پانے میں کامیاب ہوتا یا ہوتی ہے۔ گویا اس کے حصول کے لئے ناکوں چنے چبانے پڑتے ہیں یا دانتوں سے لوہے کے چنے چبانے کی نوبت آجاتی ہے۔ اس سب کا ذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ کو علم ہو جائے کہ اس دنیا میں مجازی آشنا کو پانے کے لئے کتنے جتن کرنے اور اپنے آپ کو خاک میں ملانا پڑتا ہے۔

اس اہم موضوع کے روحانی معنوں میں داخل ہونے سے قبل تمام مذاہب کی عبادات کے طریق کار کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ دنیا کے مذاہب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی عبادت میں اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا ضروری ہے۔ کسی میں Bowdown کی اور کسی میں سجدہ کرنے یعنی Prostrate کی کیفیت ہے۔ کسی میں سر نگوں کر کے باادب کھڑے ہو کر یا ذرا سا کمر کے بل رکوع کی طرح جھک کر عبادت کے فرائض ادا کئے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمام مذاہب کے طریقوں کو اسلام کی عبادت یعنی نماز پڑھنے کے انداز میں جمع کر دیا ہے۔ یہ تمام طریق آشنا کے حصول کے لئے خاک میں ملنے ہی کی مانند ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو مومن کی نماز میں ان اداؤں پر اتنا پیار اور ناز آتا ہے کہ وہ مومن کے قریب آجاتا ہے۔ مومن ایک قدم بڑھتا ہے تو آشنا دو قدم قریب ہو جاتا ہے۔ نوافل تو ہے ہی نام اپنے آپ کو خاک میں ملانے کا اور تہجد کے وقت کی ادائیں خدا کو بہت پسند آتی ہیں۔ جب وہ انکساری، عاجزی میں گڑگڑا کر اور آنسو کی لڑی کے ساتھ اللہ کے حضور اپنی بپتا سناتا ہے تو وہ سمیع و بصیر خدا اسے سنتا بھی ہے اور دیکھ بھی رہا ہوتا ہے۔ رات جب نوافل میں ایک

مومن اپنے آپ کو جھکاتا ہے تو اس کے آنسو خدا کو بہت پسند آتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دو قطرے بہت پسند ہیں ایک شہید کا راہِ خدا میں نکلا ہوا خون کا قطرہ اور ایک اللہ تعالیٰ اور اس کی محبت کے حصول کی خاطر آنکھوں سے نکلا ہوا آنسو کا قطرہ۔ یہ بھی اسی شہید بمعنی گواہ کا قطرہ ہے جو خدا کی خدائی اور وفادار آشنا کی وحدانیت کی گواہی کے لئے نکلتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو بہت اچھوتے انداز میں یوں بیان فرمایا ہے:

"نماز کی جس قدر حالتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں۔ مثلاً کھڑا ہونا یا رکوع کرنا۔ اس کے ساتھ ہی روح پر بھی اثر پڑتا ہے اور جس قدر جسم میں نیاز مندی کی حالت دکھاتا ہے۔ اسی قدر روح میں پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ خدا نرے سجدہ کو قبول نہیں کرتا مگر سجدہ کو روح کے ساتھ ایک تعلق ہے۔ اس لئے نماز میں آخری مقام سجدہ کا ہے۔ جب انسان نیاز مندی کے انتہائی مقام پر پہنچتا ہے تو اس وقت وہ سجدہ ہی کرنا چاہتا ہے۔ جانوروں تک میں بھی یہ حالت مشاہدہ کی جاتی ہے۔ کتے بھی جب اپنے مالک سے محبت کرتے ہیں تو آکر اس کے پاؤں پر اپنا سر رکھ دیتے ہیں اور اپنی محبت کے تعلق کا اظہار سجدہ کی صورت میں کرتے ہیں۔" (ملفوظات جلد 4 آن لائن ایڈیشن 2016ء صفحہ 79)

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو خطبہ جمعہ فرمودہ 2 جنوری 2004ء میں یوں بیان فرمایا ہے

"حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

وہ عباد الرحمن جنہوں نے دنیا میں انکسار اور عدل و انصاف کے ساتھ اپنی عمر بسر کی۔ جو دن کے اوقات میں بھی احکام الٰہی کے تابع رہے اور رات کی تاریکیوں میں بھی سجدہ و قیام میں اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے اور دعائیں کرتے رہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرتے ہوئے انہیں ساتویں آسمان پر جگہ عنایت فرمائے گا یعنی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ رکھے جائیں گے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پر ہی ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 207-208)

اس کی طرف رسول کریم ﷺ نے اس حدیث میں بھی اشارہ فرمایاہے کہ اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ (کنزالعمال جلد2 صفحہ52) کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ساتویں آسمان میں جگہ دیتا ہے۔ چونکہ ان لوگوں نے خدا کے لئے هَوْن اور تَذَلُّلْ اختیار کیا ہو گا اس لئے خدا تعالیٰ بھی انہیں سب سے اونچا مقام رفعت عطا فرمائے گا اور انہیں منازل قرب میں سے سب سے اونچی منزل عطا کی جائے گی۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ597)

اسی مضمون کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ بالا مصرعہ کا مکمل شعر اس طرح ہے۔

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا

اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی عرض کیاہے کہ اس زمانے میں عاجزی اختیار کرنے کے طریقے اور سلیقے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سکھائے اس لئے آپ علیہ السلام کے روحانی نسخوں پر عمل کرکے ہی ہم اس خلق کو حاصل کر سکتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ تذلل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کر سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے۔ اپنے آپ کو ٹٹولو اور اگر بچہ کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ تو گھبراؤ نہیں۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔ راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ28 رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ”عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔ عاجزی کا سیکھنا مشکل نہیں ہے اس کا سیکھنا ہی کیا ہے۔ انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کیلئے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

(الذّاریات:57)

(ملفوظات جلد سوم صفحہ232)

تو اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ عاجزی اختیار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکو، اس کی عبادت کرو۔ تو عاجزی سمیت تمام خلق پیدا ہوتے چلے جائیں گے، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ”پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔ نماز کا مزا نہیں آتا ہے جب تک حضور نہ ہو اور حضورِ قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو۔ عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آجائے کہ کیا پڑھتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کیلئے جوش اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 434)

جب آدمی دعا کر رہا ہو سمجھ نہ آرہی ہو تو عاجزی کس طرح پیدا ہو گی اگر مطلب نہ آرہا ہو۔ اس لئے اپنی زبان میں دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ سے مانگیں اس کے آگے روئیں، گڑ گڑائیں۔

حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں: ”...انبیاء میں بہت سے ہنر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہنر سَلبِ خودی کا ہوتا ہے۔ ان میں خودی نہیں رہتی۔ وہ اپنے نفس پر ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔ کبریائی خدا کے واسطے ہے۔ جو لوگ تکبر نہیں کرتے اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 216)

آپؑ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”انسان بیعت کنندہ کو اول انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے اور اپنی خودی اور نفسانیت سے الگ ہونا پڑتا ہے تب وہ نشوونما کے قابل ہوتا ہے لیکن جو بیعت کے ساتھ نفسانیت بھی رکھتا ہے اسے ہرگز فیض حاصل نہیں ہوتا۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 455)

آپ نے فرمایا: ”میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے...ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔...کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دُنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو۔ اور جس قدر دُنیا میں کسی سے انسان ڈر

سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو"۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 402-403)

فرمایا: "انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے اپنے تئیں شامت اعمال سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ کبر اور رعونت اس میں آجاتی ہے۔ اللہ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ کبیر نے سچ کہا ہے۔

؎ بھلا ہوا ہم نیچ بھئے ہر کو کیا سلام

جے ہوتے گھر اونچ کے ملتا کہاں بھگوان

یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم چھوٹے گھر میں پیدا ہوئے۔ اگر عالی خاندان میں پیدا ہوتے تو خدا نہ ملتا۔ جب لوگ اپنی اعلیٰ ذات پر فخر کرتے تو کبیر اپنی کم ذات باختندہ پر نظر کر کے شکر کرتا۔ پس انسان کو چاہئے کہ ہر دم اپنے آپ کو دیکھے کہ میں کیسا ہیچ ہوں۔ میری کیا ہستی ہے۔ ہر ایک انسان خواہ کتنا ہی عالی نسب ہو مگر جب وہ اپنے آپ کو دیکھے گا بہر نہج وہ کسی نہ کسی پہلو میں بشرطیکہ آنکھیں رکھتا ہو تمام کائنات سے اپنے آپ کو ضرور بالضرور نا قابل و ہیچ جان لے گا۔ انسان جب تک ایک غریب و بیکس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتا ہے یا برتنے چاہئیں اور ہر ایک طرح کے غرور و رعونت و کبر سے اپنے آپ کو نہ بچاوے وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ 314-315)

* میں اپنے مضمون کو مثالوں سے آراستہ کرنے کے لئے سب سے پہلے اپنے آقا و مولیٰ اور مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت کی طرف آتا ہوں۔

آپ ﷺ کے خصائل میں لکھا ہے۔ آپؐ کسی کی مذمت و تحقیر نہ کرتے اور نہ توہین و تنقیص۔ نہ اتنی تعریف جیسے وہ آپؐ کو بے حد پسند ہو۔ آپؐ کسی دنیوی معاملہ کی وجہ سے نہ غصّہ ہوتے نہ برا مناتے۔ اپنی ذات کے لئے کبھی غصہ نہ ہوتے اور نہ اس کے لئے بدلہ لیتے۔ آپؐ کے اخلاق و اطوار قرآن کے عین مطابق تھے۔ (حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمن، صفحہ 45-50)

آپؐ کی عادات میں لکھا ہے۔

اپنے اونٹ کو خود چارہ ڈالتے گھر کے کام کاج کرتے......خادم کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے، آٹا پیستے پیستے اگر وہ تھک جاتا تو اس میں اس کی مدد کرتے، بازار سے گھر کا سامان اٹھا کر لانے میں شرم محسوس نہ کرتے، امیر غریب ہر ایک سے مصافحہ کرتے۔ اگر کوئی معمولی کھجوروں کی دعوت دیتا تو آپ اسے حقیر نہ سمجھتے اور قبول کرتے۔ خدا کے خوف سے فکر مند رہتے لیکن ترش روئی اور خشکی نام کو نہ تھی۔ منکسر المزاج تھے۔ (حدیقۃ الصالحین 63-64)

"حضرت محمد ﷺ میں تکبر نام کو بھی نہ تھا نہ آپ ناک چڑھاتے اور نہ اس بات سے برا مناتے اور بچتے کہ آپ بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ چلیں اور ان کے کام آئیں اور ان کی مدد کریں یعنی بے سہارا عورتوں اور مسکینوں اور غریبوں کی مدد کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہتے اور اس میں خوشی محسوس کرتے۔" (حدیقۃ الصالحین صفحہ 67)

ایک جگہ فرمایا مجھے غریبوں میں تلاش کرو۔ خاک میں ملنے کا طریق بیان کرتے ہوئے آپؐ فرماتے ہیں

"اے لوگو! سلام کو عام کرو، ضرور تمندوں کو کھانا کھلاؤ، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو نماز پڑھو اگر تم ایسا کرو گے تو تم امن اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔" (حدیقۃ الصالحین صفحہ 51-52)

فرمایا تم مجھے کبھی بھی بخل سے کام لینے والا، بڑ ہانکنے والا یا بزدلی دکھانے والا نہیں پاؤ گے۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد)

قارئین آئیں! اب رسول خدا ﷺ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادات و خصائل کو عاجزی و انکساری کے اس آئینہ میں دیکھتے ہیں۔

آپؑ کی سیرت قدسیہ اور اوصاف کریمانہ جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا کے مضمون سے لبریز ہیں۔ آپ کی تمام زندگی انتہائی سادگی، عاجزی و فروتنی اور انکساری سے گزری۔

آپؑ اپنی مجالس میں آنے والے دوستوں سے انتہائی محبت سے ملتے۔ آپؑ کے قول و فعل سے بڑا پن یا بڑے آدمی کا تاثر نہ ملتا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مرزا سلطان احمد اکثر فرماتے تھے کہ والد صاحب نے اپنی عمر ایک مغل کے طور پر نہیں گزاری۔ ایک دفعہ آپ ایک یکہ پر سوار ہو کر بٹالہ جا رہے تھے۔ رقم کی ادائیگی ہو چکی تھی۔ آپ کو نہر کا پل پار کر کے یاد آیا کہ کوئی چیز گھر رہ گئی ہے۔ آپ یکہ والے کو نہر پر کھڑا کر کے قادیان پیدل آئے۔ اتنے میں یکہ والے کو بٹالہ کی سواریاں مل گئیں اور وہ چل دیا۔ جس پر آپؑ پیدل بٹالہ پہنچے۔ اگلے روز مکرم مرزا سلطان احمد نے یکہ والے کو برا بھلا کہا اور سختی بھی کی اور کہا کہ اگر مرزا نظام الدین صاحب ہوتے تو تم کو خواہ تین دن وہاں ٹھہرنا پڑتا تو ضرور ٹھہرتے۔ ایک نیک اور درویش طبع آدمی کی تم نے کوئی خاطر نہیں کی۔ جب حضرت مسیح موعودؑ کو علم ہوا کہ یکے والے کے ساتھ سختی ہوئی ہے تو آپؑ نے فرمایا "وہ میری خاطر کیسے بیٹھا رہتا اسے مزدوری مل گئی اور وہ چلا گیا۔" (حیات طیبہ صفحہ 15-16)

آپؑ فرماتے ہیں:

"انسان کے نفس امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔"

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 63)

پھر فرماتے ہیں کہ

"تکبر سے بچو...... تکبر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنر مند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر علم اور عقل دے دے۔" (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 402)

حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

؎ بدتر بنو تم ہر ایک سے اپنے خیال میں
کہ شائد اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا اقتباس کو مضمون کی پیک بناتے اور اب اس موضوع کو سمیٹتے ہوئے خاکسار اپنی ذہنی فکر کو اسی پر ختم کرتا ہے اور چند ایسی نیکیاں، اخلاق حسنہ اور ایسی بدیاں یا اخلاق سیئہ کا ذکر کر کے مضمون کا اختتام کرتا ہے جن نیکیوں کو اپنا کر اور بدیوں کو چھوڑ کر خاک میں اپنے آپ کو ملا کر حقیقی آشنا سے ملا جا سکتا ہے۔

نیکیاں اور اخلاق حسنہ

نماز میں انکساری، نوافل، احکام قرآن پر عمل، قرآن کریم میں موجود اوامر و نواہی کا اپنے آپ کو مخاطب سمجھنا، ہر نیکی کا اپنے آپ کو سب سے پہلا مخاطب سمجھنا، اطاعت رسول ﷺ، سبقت الی الخیر، احترام انسانیت، آدمیت و یتامیٰ، دنیا کی محبت و خواہشات سے اجتناب، بیوی بچوں کے حقوق، شہریوں، پڑوسیوں کے حقوق، بیوی کے لیے خاوند اور بچوں کے حقوق، صلہ رحمی والدین اور عزیز و اقارب سے تیمارداری، تعزیت، تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ میں شمولیت، صدقہ و خیرات، وقار عمل، بزرگوں کا احترام، علماء کا احترام، صحبت صالحین، ایفائے عہد، ایثار، پاک دامن، تواضع و انکساری، خدا پر یقین، عدل، احسان ایتاء ذی القربیٰ، حلت و حرمت، حلیم بُردباری، رافت، قرض کی ادائیگی، اللہ کا شکر گزار بندہ بننا، خوش خلقی، بشاشت، عفو و درگزر، مہمانوں کی عزت و احترام، خیر خواہی اور تَعَاوَنُ عَلَی الْبِرِّ۔

بدیاں، اخلاق سیئہ

تکبر، غرور، استہزاء، اسراف، بخل، حرص، بد ظنی، عیب جوئی، غیبت، چغل خوری، خیانت، ظلم و ستم، حق تلفی، احسان جتانا، زبان کا غلط استعمال، لغویات سے پرہیز، فحاشی سے پرہیز، تجسس، تکلف، نقالی، بناوٹ، تشبہ بالخیر، توہم پرستی اور بدفالی۔

اس اہم مضمون میں تکبر کے حصّے پر واپس آتے ہوئے ایک سبق آموز حدیث بیان کرنا چاہتا ہوں۔

آنحضور ﷺ کی ایک اونٹنی کا نام عضباء تھا جو کسی کو آگے نہیں بڑھنے دیتی تھی۔ ایک دفعہ ایک دیہاتی نوجوان کی اونٹنی نے اسے مات دے دی جس کا صحابہ کو بہت افسوس ہوا تو آپ نے اس افسوس کو بھانپ کر فرمایا یا حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا یَرْتَفِعَ شَیْءٌ مِّنَ الدُّنْیَا اِلَّا وَضَعَهُ۔

(صحیح بخاری، کتاب الجھاد)

کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ دنیا میں جو بلند ہوتا ہے بالآخر اللہ تعالیٰ اس کے غرور کو توڑنے کے لئے اسے نیچا دکھاتا ہے۔

گھروں کے باہر جو باڑ لگائی جاتی ہے اس کی جب کٹائی کریں تو اکثر سرکنڈے یا ٹہنیاں اپنی روٹین میں بڑھتی ہیں مگر ایک آدھ ٹہنی بہت تیزی سے اوپر جاتی ہے۔ ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ وہ پھر محفوظ نہیں رہتی۔ کوئی راہگیر یا پھر مالی ہی اسے مسل دیتا ہے۔ پاکستان میں چونکہ اکثر باہر سڑکوں پر کھڑے ہونے کا رواج ہے تو کھڑے کھڑے ہمارا ہاتھ اسی سرکنڈے پر جاتا ہے جو نمایاں طور پر نظر آرہا ہوتا ہے اور ہم اسے گفتگو میں مگن ہو کر مسل دیتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے حالیہ جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء کی اختتامی تقریب میں مؤرخہ 9 اکتوبر کو جو بصیرت افروز خطاب فرمایا اس میں بھی تکبر اور عاجزی کے مضمون کو بہت پُر حکمت اور خوبصورت انداز میں اجاگر فرمایا۔

آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی حاصل کرنے والوں کی ایک یہ نشانی بھی بتائی ہے کہ وہ تکبّر نہیں کرتے، تکبّر ایک بہت بڑی بیماری ہے جس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر ہم تکبّر کی وجوہات تلاش کریں تو ایک بہت بڑی وجہ فخر کرنا نظر آتا ہے، اپنے آپ کو کچھ سمجھنا، اپنی ذات پر

فخر ہے، اپنی قومیت پر فخر ہے، اپنی دولت پر فخر ہے، اپنے علم پر فخر ہے، اپنی اولاد پر فخر ہے کہ زیادہ اولاد ہونا یا اُس کا لائق ہونا اور اِس طرح کی مختلف چیزیں ہیں۔

یہ فخر اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھنے کا یا تکبّر کا بیج بوتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ چیزیں نہ انسان کے لیئے فخر کی جگہ ہیں، نہ بہتر سمجھنے کا معیار ہیں، اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ

اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰكُمۡ (الحجرٰت:14)

یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

پس یہ دنیاوی چیزیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز ہونے کا معیار نہیں ہیں، پھر کس بات پر فخر اگر یہ معیار نہیں ہیں۔ پس سوچنے کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو چیز کسی انسان کو معزز بناتی ہے وہ تقویٰ ہے، وہ جو تقویٰ پر چلنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے کبھی یہ سوچ گا بھی نہیں کہ مَیں معزز ہوں، اُس کو اللہ تعالیٰ کا خوف اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی تڑپ ہر وقت اِس خیال میں ہی ڈالے رکھے گی کہ مَیں کب اور کس طرح اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کروں۔ انسان کو اگر فخر ہے بھی تو کس بات پر، ہے تو وہ اِس زمین پر رہنے والی مخلوق کا ہی ایک فرد اَور اِس زمین کی حیثیت اِس کائنات میں ایک چھوٹے سے ذرّے سے زیادہ کچھ نہیں ہے پھر کس بات پر فخر کرتا ہے اور تکبّر کرتا ہے انسان۔ پھر زمین پر ہی اگر ہم دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے جو نظارے ہمیں نظر آتے ہیں اُن تک بھی انسان نہیں پہنچ سکتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنۡ تَخۡرِقَ الۡاَرۡضَ وَلَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ طُوۡلًا

(بنی اسرائیل:38)

اور زمین میں اکڑ کر نہ چل، تو یقیناً زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور نہ قامت میں پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ سکتا ہے۔

آسمانی آفات جب آتی ہیں تو کیا اِنسان اُس کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ تکبّر کرنے والے لوگ بھی بچوں کی طرح بِلبلا رہے ہوتے ہیں اُس وقت، تکلیفیں جب پہنچتی ہیں اُن کو۔ گزشتہ دنوں بارشوں نے ہی جرمنی کے بعض علاقوں میں تباہی مچادی تھی، بڑے بڑے قد کاٹھ کے لوگ اُن کو مَیں نے دیکھا ہے ٹی وی پر آتے تھے، جو یہ سمجھتے تھے ہم بڑے آرام سے رہ رہے ہیں اور ہمیں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، اُنہیں اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ اصل ذات میری ہے، وہی لوگ جو لوگوں کو کھانا کھلانے کا ذریعہ بن رہے تھے خود لائن میں لگے ایک روٹی کے ٹکڑے کے لیئے بھیک مانگ رہے تھے تو تکبّر کس بات کا ہے؟

پس اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ تمہارے اندر کوئی بڑائی نہیں، اللہ تعالیٰ کے اِس ارشاد کو ہمیشہ ایک احمدی کو سامنے رکھنا چاہیئے کہ اپنے اندر عاجزی پیدا کرے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِس سے تم میری محبّت حاصل کرنے والے بھی بنوگے۔

پھر آنحضرت ﷺ نے بھی تکبّر کرنے والے پر بڑا اِنذار فرمایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے دل میں ذرّہ بھر بھی تکبّر ہو گا، اللہ تعالیٰ اُسے جنّت میں داخل ہونے نہیں دے گا۔ سوال کرنے والے نے کہا کہ انسان چاہتا ہے کہ دنیا کی اچھی اچھی چیزوں کو استعمال کرے، کشائش اگر اللہ تعالیٰ نے دی ہے تو پھر استعمال بھی کرے اور اپنے ظاہر کو بھی سنوار کر رکھے، کپڑے بھی اچھے پہنے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! تکبّر یہ نہیں، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استعمال کرنا، احسن رنگ میں کرنا اور اپنے اوپر اُس کا اظہار کرنا یہ تکبّر نہیں ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو خود خوبصورت ہے اور خوبصورت چیزوں کو پسند کرتا ہے، صفائی ستھرائی، حُسن کو پسند کرتا ہے، اِس لیئے اِن چیزوں سے تمہیں نہیں روکا جارہا(یہ نہ سمجھو کہ اِن چیزوں سے تمہیں روکا جارہا ہے) بلکہ تکبّر یہ ہے کہ حق کا انکار کرو(سچی بات ہے اُس کا انکار کرو، اپنی اناء اور ضدوں میں پڑ جاؤ یا اپنی بڑائی تمہارے اندر ہو جس کی وجہ سے ضد پیدا ہو جائے)، لوگوں کو ذلیل سمجھو اور اُن کو کم تر سمجھ کر حقارت کی نظر سے دیکھو، اُن سے بری طرح پیش آؤ، یہ تکبّر ہے۔

(حدیقۃ الصالحین۔ حدیث نمبر 855، صفحہ 810)

اِس بارہ میں حضرت مسیحِ موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام مزید کھول کر بیان فرماتے ہیں، آپؑ نے فرمایا! ایک شخص جو اپنے بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبّر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے، اُس نے بھی تکبّر سے حصّہ لیا ہے (اب یہ چھوٹی سی بات ہے کہ کسی لفظ کی، کسی فقرے کی تصحیح کر دی لیکن اگر اُس تصحیح میں، اُس کو ٹھیک کرنے میں تکبّر کی روح ہے تو وہ متکبّر کہلائے گا، اپنی بڑائی کی بُو ہے تو وہ متکبّر کہلائے گا)۔ فرمایا! ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے (توجہ اور انکسار سے) سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے، اُس نے بھی تکبّر سے حصہ لیا ہے (غور سے بات نہیں سنتے تب بھی تکبّر ہے)۔
(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 403)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی تعلیمات کے عین مطابق اپنی زندگیاں بسر کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”ان ساری باتوں سے معلوم ہو گیا کہ سچے تقویٰ کے بغیر کوئی راحت اور کوئی خوشی مل ہی نہیں سکتی تو معلوم کرنا چاہئے کہ تقویٰ کی بہت سے شعبے ہیں جو عنکبوت کے تاروں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں مکڑی کے جال کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ تقویٰ تمام جوارِ انسانی اور، عقائد اور اخلاقِ انسانی سے متعلق ہے۔“ انسان کے جتنی خصوصیات ہیں، ان کے عقیدے ہیں، زبان ہے، خلاق ہے، ساری باتیں ہیں، قویٰ ہیں ان سب سے متعلق تقویٰ کا حکم ہے۔ ان سب کو تقوٰی کے مطابق چلانا ہے۔ فرمایا کہ نازک ترین معاملہ زبان ہے۔ زبان میں تقویٰ نہ ہو تو بڑا نازک معاملہ ہے یہ۔ بسا اوقات تقویٰ کو دور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے یوں کہا اور ایسا کہا۔ حالانکہ وہ بات بری ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ مجھے اس پر ایک نقل یاد آئی کہ ایک بزرگ کی کسی دنیا دار نے دعوت کی۔ جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے تو اس متکبر دنیادار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے اور پھر کہا کہ دوسرا تھال بھی لانا جو ہم دوسرے حج میں لائے تھے اور پھر کہا تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ ان

بزرگ نے فرمایا اس نام نہاد حاجی کو کہ تُو تو بہت ہی قابلِ رحم ہے ان تین فقروں میں تو نے اپنے تین ہی حجوں کا ستیاناس کر دیا۔ دکھاوا اور دنیا داری تھی تیرا یہ حج دنیا داری اور دکھاوے کے لئے ہے۔ تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تو اس امر کا ظاہر کرے کہ تُو نے تین حج کئے ہیں۔ اسلئے خدا نے فرمایا کہ زبان جو ہے بڑی سوچ سمجھ کر استعمال کرنی چاہئے اور عقل کا استعمال بھی۔ عقل کرے انسان پھر اس کے ساتھ زبان کو چلائے انسان۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اسی لئے خدا تعالیٰ نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھو اور بے معنی، بے ہودہ بے موقع، غیر ضروری باتوں سے اعتراض کی جائے۔ فرمایا دیکھو! اللہ تعالیٰ نے ایاك نعبد کی تعلیم دی ہے ممکن تھا کہ انسان اپنی عقل پر بھروسہ کر لیتا اور خدا سے دور ہو جاتا اس لئے ساتھ ہی ایاك نستعین کی تعلیم دے دی کہ یہ مت سمجھو کہ عبادت جو میں کرتا ہوں اپنی قوت اور طاقت سے کرتا ہوں، ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی استعانت جب تک نہ ہو اور خود وہ پاک ساتھ توفیق اور طاقت نہ دے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اور پھر فرمایا کہ ایاك نعبدو اور ایاك استعین نہیں کہا اس لئے کہ اس میں نفس کے تکبر کی بو آتی تھی۔ اس میں مَیں آجاتی ہے اور فرمایا کہ یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔ تقویٰ پر چلنے والا ہے وہ نیکیوں کے لئے دعا بھی کرتا ہے تو کُل انسانوں کو اپنے ساتھ ملاتا ہے۔ فرمایا کہ زبان سے ہی انسان تقویٰ سے دور چلا جاتا ہے۔ زبان سے تکبر کر لیتا ہے اور زبان سے ہی فرعونی صفات آجاتی ہیں اور اسی زبان کی وجہ سے پوشیدہ اعمال کو ریاکاری سے بدل لیتا ہے اور زبان کا زیاں بہت جلد ظاہر ہوتا ہے۔ نیک عمل کئے اور ظاہر کر دیے تو ریاکاری ہو گئی دکھاوا ہو گیا جیسے اس حاجی کا واقعہ ہے۔ جس نے تین حج کئے اور تشریح لانے کے لئے تینوں حجوں کا اظہار بھی کر دیا بتانے کے لئے۔ یہ ریاکاری ہے۔ فرمایا اور زبان کا زیاں بہت جلد پیدا ہوتا ہے...... اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے۔ اس کی زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو پس تم اپنی زبان پر حکومت کرو نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں۔ پس یہ ہے وہ معیار جو ہمیں اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اپنے روزمرہ کے معاملات میں ہم کیا کرتے ہیں یہ ہمیں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا بولنا، ہماری باتیں کرنا، ہمارا

ایک دوسرے سے تبادلہ خیال کرنا، ہمارے ایک دوسرے سے کسی کاروبار میں یا کسی بھی وجہ سے جو انٹرایکشن ہے، بات چیت ہے اس کو ہم کس طرح کر رہے ہیں۔ اگر ہماری زبانوں کے غلط استعمال ہیں تو ہم اسلام کی تعلیم سے دور جارہے ہیں۔ تقویٰ سے دور جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے کیا اور کس حد تک حق ادا کر رہے ہیں۔ عبادت کا حق ادا کر رہے ہیں تو ساتھ دوسرے حقوق بھی دیکھنے ہوں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہمارا سلوک کیسا ہے، تبھی تقویٰ کی صحیح راہوں کا پتہ چلے گا۔ ہم نے دیکھنا ہے کہ آپس میں کس حد تک ہم محبت اور پیار سے رہ رہے ہیں، تکبر سے بچنے کی ہم کس حد تک کوشش کر رہے ہیں، عاجزی کی راہوں کو ہم کس حد تک اپنا رہے ہیں، اپنے عہدوں کو کس حد تک پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، سچائی کے قیام کے لئے ہم کیا کوشش کر رہے ہیں، کیونکہ سچائی کا قیام ہی ہے جو ہمیں شرک سے بھی پاک کرتا ہے، اپنی اولادوں اور اپنی نسلوں کو سنبھالنے کے لئے ہماری کیا کوشش ہے کہ تقویٰ ان میں جاری رہے اور وہ بھی اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق گزارنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ پس اس حوالے سے ہمیں ہر چیز کو دیکھنا ہو گا کہ جو بھی نیکیاں ہیں جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے ہم کر رہے ہیں؟ اور جو بھی برائیاں ہیں جن کے رکنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اُن سے رک رہے ہیں؟ اگر تو یہ ٹھیک ہے تو پھر ہم یقیناً تقویٰ پر چلنے والے کہلا سکتے ہیں۔ پس اپنی زندگیوں کو ہمیں یوں ہی نہیں ضائع کر دینا چاہئیے کہ ہمارا ہر قول و عمل ہمیں صحیح راستے پر ڈالنے والا ہونا چاہئے۔ ہماری آپس کی محبت ایسی ہو جو ایک مومن کو دوسروں سے ممتاز کرے۔ گھر کے ماحول سے لے کر معاشرے کے عمومی تعلقات تک ہم اس کی اعلیٰ مثالیں قائم کرنے والے ہوں اور یہ نظر آنی چاہئیں ورنہ نہ ہی گھر میں سکون رہتا ہے، نہ ہی معاشرے میں اور جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ بدظنی کی وجہ سے ہی امن و سکون برباد ہو رہا ہوتا ہے ایک برائی بہت بڑی بدظنی بھی ہے۔ بعض فتنہ انگیز بدظنی کی بات دل میں پیدا کر دیتے ہیں کوئی ایسی بات کر دیتے ہیں جس سے دل میں بدظنی پیدا ہو جائے۔ اور جلد باز انسان بغیر سوچے سمجھے اس

بات پر یقین بھی کر لیتے ہیں یا پس میں صحیح طرح ایک دوسرے کی بات کو سمجھا نہ سکنے کی وجہ سے بدظنیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بد ظنی کو بہت بڑا گناہ قرار دیا ہے کہ اس وجہ سے معاشرے کا امن و سکون برباد ہو جاتا ہے اور اس حکم کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ بد ظنی سے بچو کیونکہ بد ظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے اور ایک دوسرے کے عیب نکالنے کی جستجو میں نہ رہو، ایک دوسے کے خلاف تجسس نہ کرو اور پھر اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی برائیوں کا ذکر فرمایا کہ ان سے بچو کیونکہ یہ معاشرے کا امن برباد کرتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی اچھی چیز ہتھیانے کی کوشش نہ کرو یعنی کسی کی اچھی چیز دیکھو تو اپنے قبضے میں لینے کی حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، حسد کسی کی اچھی چیز دیکھ کے یا ترقی دیکھ کر تمہارے میں حسد نہیں پیدا ہونی چاہئے، مسابقت کی روح بیشک ہو آگے بڑھنے کی روح بیشک ہو لیکن حسد کرتے ہوئے اسے نقصان کوشش کرتے وہ پھر تم اس لئے حسد نہ کرو، آپس میں دشمنی نہ رکھو دشمنیاں بھی بد ظنی کی وجہ سے عموماً پیدا ہوتی ہیں۔ ایک دوسرے سے بے رخی نہ برتو اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ کے بندے اور بھائی بھائی بن کے رہو......پس جب انسان اللہ تعالیٰ کا بندے بننے کوشش کرے گا تو اس سے برائیاں سرزد ہو ہی نہیں سکتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہیں کرتا اسے رسوا نہیں کرتا اسے حقیر نہیں جانتا اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا تقویٰ یہاں ہے ایک تو اس کا یہ مطلب ہے کہ حقیقی تقویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطہر دل میں ہی ہے سب سے بڑھ کے لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ تقویٰ یہاں ہے سے یہ مراد بھی ہے کہ مقامِ تقویٰ دل ہے جس کو اس بات کی سمجھ آجائے کہ دل کو تقویٰ سے بھرنا ہے تو پھر یہ خیال آہی نہیں سکتا کہ وہ کوئی ایسی حرکت کرے جس سے دلوں کی رنجشیں پیدا ہوں۔ ایک دوسرے کے حق غصب کرنے کا خیال آئے، پس ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے کیا واقعی ہمارے دلوں میں تقویٰ ہے یا صرف ہمارے منہ کی باتیں ہیں۔ اگر ہمارے دل میں دوسرے کا احترام نہیں ہے، اس کا حق ادا کرنے جذبہ نہیں ہے، تو ہمارے دل تقویٰ سے خالی ہیں۔ ہم لاکھ نمازیں پڑھنے والے اور عبادت

کرنے والے ہوں ہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں تقویٰ پر چلنے والے نہیں کہلا سکتے پھر بھی اگر یہ باتیں ہم میں نہیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ ہمیں کس باریکی سے اس بارے میں نصیحت فرمائی ہے کہ فرمایا کہ ایک مسلمان کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کو تحقیر کی نظر سے دیکھتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کی تین چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں اس کا خون، اس کی آبرو اور اس کا مال...... اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی حاصل کرنے والوں کی ایک نشانی یہ بھی بتائی ہے کہ وہ تکبر نہیں کرتے، تکبر ایک بہت بری بیماری ہے جس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہم تکبر کی وجوہات تلاش کریں تو ایک بہت بڑی وجہ فخر کرنا نظر آتا ہے، اپنے آپ کو کچھ سمجھنا، اپنی ذات پر فخر ہے اپنی قومیت پر فخر ہے، اپنی دولت پر فخر ہے اپنے علم پر فخر ہے اپنی اولاد پر فخر ہے زیادہ اولاد ہونا یا ذہین ہونا اور اس طرح کی مختلف چیزیں ہیں اور یہ فخر اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھنے کا یا تکبر کا بیج بوتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ چیزیں نہ انسان کے لئے فخر کی جگہ ہیں نہ بہتر سمجھنے کا معیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے پس یہ دنیاوی چیزیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز ہونے کا معیار نہیں ہیں پھر کس بات کا فخر ہے اگر یہ معیار نہیں ہے۔ پس سوچنے کا مقام ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو چیز سب سے زیادہ معزز بناتی ہے وہ تقویٰ ہے۔ جو تقویٰ پر چلنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے کبھی سوچے گا بھی نہیں کہ میں معزز ہوں۔ اس کو اللہ تعالیٰ کا خوف اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی تڑپ ہر وقت ہی اس خیال میں ڈالے رکھے گی کہ میں کب اور کس طرح اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کروں۔ انسان کو اگر فخر ہے بھی تو کس بات پر، ہے تو وہ اس زمین پر رہنے والی ایک مخلوق کا ایک فرد اور اس زمین کی حیثیت اس کائنات میں ایک چھوٹے سے ذرے سے زیادہ کچھ نہیں پھر کس بات پر فخر کرتا ہے اور تکبر کرتا ہے انسان۔"

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ جرمنی، مورخہ 9 اکتوبر 2021ء)

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے حقیقی آشنا اللہ تعالیٰ تک رسائی کے لیے اپنے آپ کو خاک میں ملا کر خاکستر ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

اور ہم اپنی زندگیوں میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر پورا ہوتے دیکھیں:

؎ جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا
آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 نومبر 2021ء)

﴿142﴾

روزنامہ الفضل کے پہلے صفحہ سے اقتباس بچوں کو پڑھنے کے لئے دیا کریں
(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس)

نیشنل مجلس عاملہ فِن لینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ سے ورچوئل ملاقات بمؤرخہ 12 نومبر 2021ء کے دوران ایک ممبر نے حضور سے سوال کیا کہ

حضور! لوگوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنے کا شوق کیسے پیدا کیا جائے؟

حضور انور نے فرمایا: مختلف موضوعات پر چھوٹے چھوٹے اقتباس نکال کر ان کو ٹائپ کر کے پرنٹ نکال کے لوگوں میں دیں۔ وہ لوگ جن کو پڑھنے کا شوق ہی نہیں ان کے لیے ایک کتاب کو لگاتار پڑھنا مشکل ہے۔ اگر انہیں اقتباسات دیں گے تو کچھ نہ کچھ اس subject پر توجہ پیدا ہو جائے گی۔ انگلش یا اردو میں ٹائپ کر کے گھروں میں دیا کریں۔ اس سے پھر اگر کتابیں نہیں تو کم از کم اقتباسات ہی پڑھنا شروع کر دیں گے۔ الفضل میں جو اقتباسات آتے ہیں۔ روزنامہ الفضل اور انٹرنیشنل الفضل کے شروع میں ہی پہلے صفحہ پر جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اقتباسات آتے وہی نکال کے ان کو دے دیا کریں۔ اس سے کم از کم کچھ نہ کچھ تو ان لوگوں کو پتا لگ جائے گا۔ باقی آج کل پڑھنے کا رجحان ہی نہیں ہے۔ آج کل تو رجحان یہ ہے کہ سوشل میڈیا پر ہی 30 سیکنڈ کے اندر اندر جو بات کان میں پڑ جائے وہ دیکھ لو یا سن لو۔

(This week with Huzur, 12,Nov 2021)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 نومبر 2021ء)

﴿143﴾

مضمون نگاروں سے ایک ضروری درخواست

مضمون نگاروں سے ایک ضروری درخواست کی جاچکی ہے کہ اپنے مضامین اور تحریروں کو اردو میں کمپوز کرتے وقت بلاوجہ اعراب نہ لگائیں۔ جس سے ایک تو الفاظ کی ہیت اور شکل بدل جاتی ہے اور دوم ایک قاری کی آنکھوں کو بوجھل بھی محسوس ہوتا ہے جیسے
خُود، بخُود، قُرآن، وجُود، باوجُود، حقُوق، دُنیا، ملفُوظات، تُمہارا، الُمصلح، خُوبصورت، تُم، چُکا، نمُونہ، سکُون، اَیَّدَہُ اللہ تعالیٰ اور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ۔ وغیرہ
اور بعض دوست شدّ(ّ) کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں۔ جیسے حیثیّت، نبّوت، وغیرہ
یہ الفاظ بغیر اعراب اور تشدید کے درست پڑھے جاتے ہیں۔ بلکہ آپ کے اعراب لگانے سے الفاظ نہ صرف ہیوی ہو جاتے ہیں بلکہ تشدید میں شدّ اصل لفظ سے سرک کر دوسرے پر چلی جاتی ہے جیسے نبّوت۔

- قرآنی آیات کا حوالہ آیات کے ساتھ دیں نہ کہ ترجمہ کے ساتھ اور ترجمہ کے ساتھ Commas نہ لگایا کریں۔
- اور سن کے ساتھ نہ لگائیں بلکہ 2021ء کے ساتھ (ء) ضرور لگائیں۔
- اور اپنا مضمون یا نظم آفیشل میل پر ہی بھجوائیں جو یہ ہے۔

info@alfazlonline.org

دوسری میلز استعمال نہ کریں۔ اخبار، روزنامہ ہونے کی وجہ سے ٹریفک پہلے ہی زیادہ ہے۔ امید ہے مضمون نگار ان امور کی طرف توجہ دیں گے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 نومبر 2021ء)

﴿144﴾

صاف اور سیدھی بات کیا کرو

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا ۙ یُّصۡلِحۡ لَكُمۡ اَعۡمَالَكُمۡ وَ یَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ (الاحزاب:71-72)

اخلاق حسنہ میں سچائی اور اخلاق سئیہ میں جھوٹ آپس میں ضد ہیں۔ اگر سچائی کو اپنایا جائے تو جھوٹ ترک ہو گا اور اگر جھوٹ چھوڑا جائے تو سچائی جنم لے گی۔ قرآن واحادیث میں جہاں بھی سچ کو اپنانے کا ذکر ملتا ہے وہاں جھوٹ سے بچنے کی تلقین بھی ملتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جہاں شرک کا ذکر فرمایا ہے وہاں جھوٹ سے بچنے کی تلقین بھی کی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا شرک خواہ وہ بت بنا کر کیا جائے یا کسی غیر دینی رسم پر قدم مار کر۔ یہ جھوٹ ہے اور باقی تمام جھوٹ اس کے ذیل میں آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی شرائط بیعت میں شرک سے اجتناب کے ذکر کے معاً بعد جھوٹ سے بچنے کا ذکر فرمایا ہے۔

اخلاق حسنہ اپنانے میں ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہم سب کے لیے نمونہ ہیں۔ آپ ﷺ ہمیشہ سچ بولتے۔ آپ معاشرہ میں ''اَلصَّادِق'' کے نام سے یاد کیے جاتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے اہل قریش کو مخاطب ہو کر فرمایا اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑا لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم یقین کر لو گے۔ تمام اہل مکہ نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہاں۔ ہم نے کبھی بھی آپ ﷺ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ سب سے بڑا دشمن اسلام ابو جہل بھی آپ ﷺ کی سچائی کا معترف تھا۔ وہ برملا اس بات کا اظہار کیا کرتا تھا کہ میں آپ ﷺ کو جھوٹا نہیں کہتا مگر کیا کروں آپ ﷺ کی تعلیم پر دل نہیں ٹھہرتا۔

پھر صحابہ رسول ﷺ نے اپنے آقا و مولیٰ کی اقتداء میں سچائی کے عَلم کو بلند رکھا۔ آج کے دور میں اس عَلم کو از سرِ نو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء نے بلند کیا۔ ایک دفعہ آپ علیہ السلام نے ایک خط کسی پیکٹ میں رکھ کر پوسٹ کر دیا جو کہ محکمہ ڈاک کے قواعد کے مطابق نہ تھا۔ آپ کو مقدمہ کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کے وکیل نے آپ کو مشورہ دیا کہ عدالت میں کہہ دیں کہ میں نے نہیں رکھا۔ آپ نے جلالی انداز میں فرمایا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے رکھا ہے اور مجھے محکمہ ڈاک کے قواعد کا علم نہ تھا۔

گھروں میں آج کل بہت سے خفیف جھوٹ تو بے خیالی میں بولے جا رہے ہوتے ہیں جیسے دکھاوے کے طور پر، بہلاوے کے طور پر۔ مذاق میں، کسی کا دل جیتنے کے لیے، افواہ پھیلاتے ہوئے، بہانے کے طور پر، اپریل فول کے موقع پر گپ شپ لگاتے ہوئے، جیسے باپ گھر میں ہوتا ہے اور بچوں کو کہہ دیا جاتا ہے کہ جا کر کہہ دو کہ وہ گھر میں نہیں ہیں۔ موبائل فون پر اکثر جھوٹ بولا جاتا ہے اور کہہ دیا جاتا ہے کہ میں Out of city ہوں حالانکہ وہ گھر میں موجود ہوتا ہے۔

آنحضور ﷺ کسی کے گھر موجود تھے کہ مالکہ نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا جلدی آؤ! میں تمہیں کچھ دوں گی۔ آنحضور ﷺ نے کچھ دیر بعد مالکہ سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے وعدہ کے مطابق بچے کو کچھ دیا ہے؟ مالکہ نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر تم اسے کچھ نہ دیتی تو تمہارا شمار جھوٹوں میں ہوتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پھر جھوٹ ہے یہ اتنا عام ہو گیا ہے کہ باتیں کرتے ہوئے بعض لوگوں کو پتا نہیں چلتا کہ جھوٹ کیا ہے اور سچ کیا ہے۔ اور اس جھوٹ کی بیماری اتنی عام ہو گئی ہے کہ نوجوانوں اور بچوں کو اب ایک خاص مہم کے تحت اس سے بچانا ضروری ہو گیا ہے۔ جب مذاق میں بھی آپ ایک دوسرے کے ساتھ غلط بیانی کرتے ہیں تو وہ جھوٹ ہی ہے۔ کئی دفعہ میں کہہ چکا ہوں اس بارہ میں۔ لیکن سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے مذاق کیا ہے۔ مذاق میں بعض دفعہ دوسرے لوگوں کو غلط قسم کے فون کر

دیتے ہیں، بعض ای میل بھیج دیتے ہیں اور بعض دفعہ ایسی حرکتوں سے لوگوں کو پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ جانی نقصان بھی ہو جاتا ہے۔" (مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 187-188)

؎ راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 نومبر 2021ء)

《145》

تم ایسے پاک صاف ہو جاؤ جیسے صحابہؓ نے اپنی تبدیلی کی
"اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْٓ اَصْحَابِیْ" (الحدیث)

"تم ایسے پاک صاف ہو جاؤ جیسے صحابہؓ نے اپنی تبدیلی کی" (حضرت مسیح موعودؑ)

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد سے پہلے عرب کا خطہ جاہلیت کے گڑھے میں گرا ہوا تھا۔ آپ کی آمد اور انوارِ روحانی کی بدولت جاہل قوم کو ایک خدا کا علم ہوا اور دنوں میں ہی وہ صراط مستقیم پر چلنے کے قابل ہو گئے اور باخدا کے درجہ سے ہوتے ہوئے خدا نما بنتے چلے گئے۔ انہی کے متعلق تو آنحضور ﷺ نے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فرمایا یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔

اس اداریہ کی پیشانی پر سجے مبارک الفاظ ہمارے آقا و مولیٰ و مرشد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اپنے جاں نثار صحابہؓ کے متعلق ہیں۔ اس حدیث میں آپؐ فرماتے ہیں کہ میرے صحابہؓ میں اللہ ہی اللہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا ترجمہ یوں بیان فرمایا ہے "میرے اصحابؓ میں اللہ ہی اللہ ہے۔ ان کا رنگ ہی بدل گیا ہے۔" (بدر 17 جنوری 1907)

یہ خوبی اصحابِ رسولؐ میں دراصل آنحضورؐ کی قوتِ قدسیہ اور آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کی روحانی تاثیرات سے منتقل ہوئی، جن کے متعلق غیر بھی اس بات کا اعتراف کرتے تھے عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّہٖ کہ (حضرت) محمد (ﷺ) اپنے ربّ کا عاشق ہو گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت تھی کہ عام لوگ بھی کہا کرتے تھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّہٖ یعنی محمد اپنے ربّ پر عاشق ہو گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 273)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام، صحابہؓ میں اس خوبی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آنحضرت ﷺ کی سچائی پر ہزاروں ہزار دلائل ہیں۔ لیکن یہ پہلو آپ کی حقانیت کے ثبوت میں ایک علمی پہلو ہے۔ جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اور جس دلیل کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔ یا تو عربوں کی وہ حالت تھی اور یا یہ تبدیلی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْٓ اَصْحَابِی“ اللہ تعالیٰ کے نام سے ناواقف اور اس سے دُور پڑی ہوئی قوم کو اس مقام تک پہنچا دینا کہ پھر ان کی نظر ماسوی اللہ سے خالی ہو جاوے۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے۔“

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 145-146)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کا حضرت موسیٰ اور اس کی قوم کے ساتھ مقابلہ کرنے سے گویا کُل دنیا کا مقابلہ ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جماعت ملی وہ ایسی پاکباز اور خدا پرست اور مخلص تھی کہ اس کی نظیر کسی دنیا کی قوم اور کسی نبی کی جماعت میں ہرگز پائی نہیں جاتی۔ احادیث میں اُن کی بڑی بڑی تعریفیں آئی ہیں۔ یہاں تک فرمایا کہ ”اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْٓ اَصْحَابِیْ“ اور قرآن کریم میں بھی ان کی تعریف ہوئی۔

یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (الفرقان:65)

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 418)

آنحضور ﷺ کے اصحاب رضوانُ اللہ علیہم کی سیرت ایک کھلی کتاب کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ جس میں سب سے پہلا باب اللہ تعالیٰ سے محبت پر مشتمل ہے۔ یہ باب صحابہؓ کے اپنے اللہ سے محبت اور اس سے عشق پر بڑے بڑے عارفانہ واقعات سے بھرا پڑا ہے۔ لیکن اِس وقت یہ واقعات پیش کرنا مقصود نہیں۔ ان کو کسی اور موقع پر بیان کیا جائے گا۔ تاہم اِس وقت صحابہؓ کی اپنے اللہ سے محبت کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پیش کئے جا رہے ہیں۔ پڑھیے اور لطف اٹھایئے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

• ”وہ جو ہر قسم کے عیبوں اور معاصی میں مصروف رہنے والی قوم تھی۔ جب آنحضرت ﷺ کے دامن کے نیچے آئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ مخلصانہ پیوند کیا کہ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اللہ ہی سے محبت کرتے تھے۔“ (ملفوظات جلد9 صفحہ120)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام معجزات نبی کریم ﷺ بیان کرتے ہوئے دوسرے نمبر پر فرماتے ہیں

• ”دوسرا معجزہ تبدیل اخلاق ہے کہ یا تو وہ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (الاعراف: 180۔ ناقل) چارپایوں سے بھی بدتر تھے یا یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (الفرقان: 65۔ ناقل) رات دن نمازوں میں گزارنے والے ہو گئے۔“ (ملفوظات جلد9 صفحہ266)

• ”موٹی سی بات ہے کہ قرآن مجید نے اُن کی پہلی حالت کا تو یہ نقشہ کھینچا ہے۔ یَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ (محمد: 13۔ ناقل)۔ یہ تو ان کی کُفر کی حالت تھی۔ پھر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات نے ان میں تبدیلی پیدا کی تو ان کی یہ حالت ہو گئی۔ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا (الفرقان: 65۔ ناقل) یعنی وہ اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے راتیں کاٹ دیتے ہیں جو تبدیلی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشیوں میں کی اور جس گڑھے سے نکال کر جس بلندی اور مقام تک انہیں پہنچایا۔ اس ساری حالت کے نقشہ کو دیکھنے سے بے اختیار ہو کر انسان رو پڑتا ہے کہ کیا عظیم الشان انقلاب ہے جو آپ نے کیا۔ دُنیا کی کسی تاریخ اور کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہ نری کہانی نہیں۔ یہ واقعات ہیں جن کی سچائی کا ایک زمانہ کو اعتراف کرنا پڑا ہے۔“ (ملفوظات جلد9 صفحہ145)

• ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں ایک کا بھی نام نہیں لے سکتے۔ جس نے اپنے لئے کچھ حصہ دین کا اور کچھ حصہ دنیا کا رکھا ہو اور ایک صحابی بھی ایسا نہیں تھا جس نے کچھ دین

کی تصدیق کرلی ہو اور کچھ دُنیا کی بلکہ وہ سب کے سب منقطعین تھے اور سب کے سب اللہ کی راہ میں جان دینے کو تیار تھے۔" (ملفوظات جلد9صفحہ 413)

• "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ بڑے سیدھے سادے تھے جیسے کہ ایک برتن قلعی کرا کر صاف اور ستھرا ہو جاتا ہے ایسے ہی ان لوگوں کے دل تھے جو کلامِ الٰہی کے انوار سے روشن اور کدورتِ نفسانی کے زنگ سے بالکل صاف تھے گویا قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰهَا (الشمس: 10۔ناقل) کے سچے مصداق تھے۔"

•"بدر" اخبار نے اس ارشاد کو یوں رپورٹ کیا ہے:

جب ایک برتن کو مانجھ کر صاف کر دیا جاتا ہے پھر اس پر قلعی ہوتی ہے اور پھر نفیس اور مصفّا کھانا اس میں ڈالا جاتا ہے۔ یہی حالت ان کی تھی۔ اگر انسان اس طرح صاف ہو اور اپنے آپ کو قلعی دار برتن کی طرح منوّر کرے تو خدا تعالیٰ کے انعامات کا کھانا اس میں ڈال دیا جاوے۔ لیکن اب کس قدر انسان ہیں جو ایسے ہیں اور قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰهَا کے مصداق ہیں۔ (البدر 26جون 1903)

• "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ایک لاکھ سے متجاوز تھے۔ میرا ایمان ہے کہ ان میں سے کسی کا بھی ملونی والا ایمان نہ تھا۔ ایک بھی ان میں سے ایسا نہ تھا جو کچھ دین کے لئے ہو اور کچھ دنیا کے لئے بلکہ وہ سب کے سب خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار تھے۔"

(ملفوظات جلد9صفحہ 414-415)

• "ہماری جماعت کا ایمان تو صحابہ والا چاہیئے جنہوں نے اپنے سر خدا تعالیٰ کی راہ میں کٹوا دیئے تھے۔" (ملفوظات جلد9صفحہ 381)

• "میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ایسے پاک صاف ہو جاؤ جیسے صحابہؓ نے اپنی تبدیلی کی۔ انہوں نے دنیا کو بالکل چھوڑ دیا گویا ٹاٹ کے کپڑے پہن لئے اسی طرح تم اپنی تبدیلی کرو۔" (ملفوظات جلد3صفحہ 264حاشیہ)

• فرمایا:۔ ’’ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ سے کہہ کر جو خدا تعالیٰ اس جماعت کو صحابہ سے ملاتا ہے تو صحابہ کا سا اخلاص اور وفاداری اور ارادت ان میں بھی ہونی چاہیے۔ صحابہ نے کیا کیا جس طرح پر انہوں نے خدا تعالیٰ کے جلال کے اظہار کو دیکھا اسی طریق کو انہوں نے اختیار کر لیا یہاں تک کہ اس کی راہ میں جانیں دے دیں وہ جانتے تھے کہ بیویاں بیوہ ہوں گی بچے یتیم رہ جائیں گے لوگ ہنسی کریں گے مگر انہوں نے اس امر کی ذرہ پروانہ کی۔ انہوں نے سب کچھ گوارا کیا مگر اس ایمان کے اظہار سے نہ رکے جو وہ اللہ اور اس کے رسول پر لائے تھے حقیقت میں ان کا ایمان بڑا قوی تھا اس کی نظیر نہیں ملتی۔

اب دیکھ لو کہ ایک تو وہ گروہ تھا جس نے اپنی جانوں کو خدا کی راہ میں کچھ چیز نہ سمجھا اور ایک عیسائی ہیں جو مسیح کے کفارہ پر ناز کرتے ہیں اور ایک جان دینے پر گھمنڈ کرتے ہیں حالانکہ وہ بھی غلط نکلی ہے۔ مقابلہ کر کے دیکھو کہ صحابہ کی وفاداری اور استقلال جانوں کے دینے میں کیا تھا اور خود مسیح کا کیسا؟‘‘ (الحکم جلد 6 نمبر 40 مورخہ 10 نومبر 1902 صفحہ 3)

• ’’میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ اب دیر کی جاوے۔ چاہیئے کہ ایسے آدمی منتخب ہوں جو تلخ زندگی کو گوارا کرنے کے لئے تیار ہوں اور اُن کو باہر متفرق جگہوں میں بھیجا جاوے۔ بشرطیکہ ان کی اخلاقی حالت اچھی ہو۔ تقویٰ اور طہارت میں نمونہ بننے کے لائق ہوں۔ مستقل راست قدم اور بردبار ہوں اور ساتھ ہی قانع بھی ہوں اور ہماری باتوں کو فصاحت سے بیان کر سکتے ہوں۔ مسائل سے واقف اور متقی ہوں کیونکہ متقی میں ایک قوت جذب ہوتی ہے۔ وہ آپ جاذب ہوتا ہے۔ وہ اکیلا رہتا ہی نہیں۔

جس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ اس نے پہلے ازل سے ہی ایسے آدمی رکھے ہیں جو بکلّی صحابہؓ کے رنگ میں رنگین اور انہیں کے نمونہ پر چلنے والے ہوں گے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر طرح کے مصائب کو برداشت کرنے والے ہوں گے اور جو اس راہ میں مر جائیں گے وہ شہادت کا درجہ پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نرے اقوال کو پسند نہیں کرتا۔ اسلام کا لفظ ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جیسے ایک بکرا ذبح کیا جاتا ہے ویسے ہی انسان خدا تعالےٰ کی راہ میں جان دینے کے لئے تیار رہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم آئی اور کہنے لگی کہ ہمیں فرصت کم ہے ہماری نمازیں معاف کی جائیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دین ہی نہیں جس میں نمازیں نہیں۔ جب تک عملی طور پر ثابت نہ ہو کہ خدا تعالیٰ کے لئے تکلیف گوارا کر سکتے ہو تب تک نِرے اقوال سے کچھ نہیں بنتا۔ نصاریٰ نے بھی جب عملی حالت سے لاپرواہی کی تو پھر ان کی دیکھو کیسی حالت ہوئی کہ کفارہ جیسا مسئلہ بنالیا گیا۔ اگر آدمی صدق دل سے محض خدا تعالیٰ کے لئے قدم اُٹھائے تو میرا ایمان ہے کہ پھر بہت برکت ہوگی۔" (ملفوظات جلد9 صفحہ 415-416)

- "وہ لوگ (امام مہدیؑ کو ماننے والے۔ ناقل) قائم مقام صحابہ کے ہوں گے اور ان کا امام یعنی مہدی قائم مقام حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوگا۔"

(ملفوظات جلد2 صفحہ 210)

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اصحابؓ رسولؐ جیسا متقی، قانع، راست قدم اور بردبار بنائے اور اللہ سے پختہ تعلق قائم کرنے، دن رات محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز ہم تقویٰ اور طہارت میں نمونہ بننے کے لائق بننے والے ہوں۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 نومبر 2021ء)

﴿146﴾

اِتباعِ امام
مثالوں کی روشنی میں

ماضی میں ہمارے بزرگ ہمیں ”اتباعِ امام“ کو مثالوں سے سمجھاتے رہے ہیں۔ جیسے ریل گاڑی کا انجن ڈبوں کو اپنے ساتھ لے کر چلتا ہے اسی طرح امام اپنے متبعین کو ساتھ لے کر تمام مشکلات اور آلائشوں سے محفوظ رکھ کر آگے بڑھتا ہے۔

اونٹ ایک ایسا جانور ہے جو ایک دوسرے کے پیچھے قطار بنا کر چلتا ہے گویا ایک دوسرے کی پیروی کر رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الغاشیہ میں اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ میں ایک مثال دی ہے اور اونٹوں کے لئے ”اِبِلِ“ کے الفاظ استعمال کر کے ”اتباعِ امام“ کے حوالہ سے اہم سبق دیا ہے۔

اونٹ کو قدیم مذہبی دنیا میں اہم مقام حاصل ہے۔ عرب لغت میں اونٹ کے لئے ہزاروں الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ مگر قرآن کریم میں اللہ تعالی نے دو جگہ پر اونٹ کے لئے صرف اِبِلِ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ زیرِ نظر آیت سورۃ الغاشیہ کا ترجمہ یوں ہے کہ کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کئے گئے؟ (آیت:18)

اونٹوں کے لئے اِبِل کا لفظ اللہ تعالیٰ نے ایسی سورۃ میں فرمایا جو عموماً جمعہ کی نماز کی دوسری رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ اور اکثر جگہوں پر عیدین کے موقع پر بھی تلاوت کی جاتی ہے۔ ”اِبِل“ کا لفظ مفرد کے لئے استعمال نہیں ہوتا بلکہ جمع کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لفظ کی رُوٹ میں چھانٹ کر جمع کرنا کے معنیٰ بھی ہیں اور اِبیل کے معنیٰ راہب کے ہیں یعنی تربیت کرنے والا یا راہنمائی کرنے والا۔

”اِبِل “ کے لفظ میں بے شمار خوبیاں ہیں۔ سواری کے کام آتا ہے، بوجھ لادنے کے کام آتا ہے، کوہان میں اپنی غذا جمع رکھتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کو اونٹ کی کوہان قرار دیا ہے۔ جس طرح اونٹ اس میں اپنی غذا جمع کرتا ہے اور پھر ضرورت پر اسے استعمال کرتا ہے اسی طرح ایک مومن رمضان میں اپنے لئے اتنی روحانی غذا جمع کرلیتا ہے کہ سال کے باقی دنوں میں کام آتی ہے۔ اور ایک خوبی جو ”اتباع امام“ پر لاگو ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اونٹ کو جب اگلے اونٹ سے باندھ دیا جائے تو وہ کبھی اپنے پیشرو سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتا خواہ اونٹوں کی لمبی قطار کیوں نہ ہو۔ ہم یہ نظارہ ٹی وی یا نیٹ پر صحرا میں رہنے والے اونٹوں کو قطار میں چلتے دیکھتے ہیں۔ ویسے تو جب تک ربوہ میں جلسہ سالانہ ہوتا رہا ہم نے اپنی آنکھوں سے اونٹوں پر گھروں میں تقسیم کرنے کے لئے پرالی آتی دیکھی جو ایک قطار میں چل رہے ہوتے تھے۔ کسی اونٹ کی کیا مجال کہ وہ اپنے سے اگلے اونٹ سے آگے نکلنے کی کوشش کرے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہستی باری تعالیٰ کے سلسلے میں بھی اونٹوں کی قطار میں پڑی مینگنیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اِبِل کے مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اتباع امام سے انضباط فرماتے ہوئے بیان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

”قرآن شریف میں جو یہ آیت آتی ہے اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ (الغاشیہ :18) یہ آیت نبوت اور امامت کے مسئلہ کو حل کرنے کے واسطے بڑی معاون ہے۔ اونٹ کے عربی میں ہزار کے قریب نام ہیں اور پھر ان ناموں میں سے اِبِل کے لفظ کو جو لیا گیا ہے۔ اس میں کیا سِرّ ہے؟ کیوں اِلَی الۡجَمَل بھی تو ہو سکتا تھا؟

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جَمَل ایک اونٹ کو کہتے ہیں اور اِبِل اسم جمع ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کو چونکہ تمدنی اور اجماعی حالت کا دکھانا مقصود تھا اور جَمَل میں جو ایک اونٹ پر بولا جاتا ہے یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا، اس لئے اِبِل کے لفظ کو پسند فرمایا۔ اونٹوں میں ایک دوسرے کی

پیروی اور اطاعت کی قوت رکھی ہے۔ دیکھو اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں۔ اور وہ اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیش رو کے ہوتا ہے۔ وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے جیسے گھوڑے وغیرہ میں۔ گویا اونٹ کی سرشت میں اتباع امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کہہ کر اس مجموعی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جب کہ اونٹ ایک قطار میں جا رہے ہوں۔ اسی طرح پر یہ ضروری ہے کہ تمدنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔

پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے۔ پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے۔

پھر اونٹ زیادہ بارکش اور زیادہ چلنے والا ہے۔ اس سے صبر و برداشت کا سبق ملتا ہے۔

پھر اونٹ کا خاصہ یہ ہے کہ وہ لمبے سفروں میں کئی کئی دنوں کا پانی جمع رکھتا ہے۔ غافل نہیں ہوتا۔ پس مومن کو بھی ہر وقت اپنے سفر کے لئے طیار اور محتاط رہنا چاہئے۔ اور بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔

فَاِنَّ خَیۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰی (البقرہ:198)

یَنۡظُرُوۡنَ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیکھنا بچوں کی طرح دیکھنا نہیں ہے، بلکہ اس سے اتباع کا سبق ملتا ہے۔ کہ جس طرح اونٹ میں تمدنی اور اتحادی حالت کو دکھایا گیا ہے اور ان میں اتباع امام کی قوت ہے۔ اسی طرح پر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اتباع امام اپنا شعار بناوے، کیونکہ اونٹ جو اس کے خادم ہیں ان میں بھی یہ مادہ موجود ہے۔

كَيْفَ خُلِقَتْ میں ان فوائد جامع کی طرف اشارہ ہے جو اِبل کی مجموعی حالت سے پہنچتے ہیں۔"

(ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 18-19 ایڈیشن 2016ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اتباع امام کی کماحقہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 نومبر 2021ء)

《147》

جماعت احمدیہ کی ترقی کے لئے تکبر و غرور کی بجائے عاجزی وانکساری اپنانے کی اہمیت

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ

مندرجہ بالا عنوان سورۃ النجم کی آیت 33 کا ایک حصہ ہے۔ جس کا حضرت مصلح موعودؓ نے یوں ترجمہ فرمایا ہے: پس اپنی جانوں کو پاک مت قرار دو۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ یہ فرمایا کہ پس اپنے آپ کو (یونہی) پاک نہ ٹھہرایا کرو۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”تم اپنی ذاتوں کی شیخی نہ بکھیرا کرو“

خلفاء سلسلہ کے تین ترجموں کو قارئین کے سامنے رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ معاشرہ میں بسنے والے لوگوں میں بعض کو شیخی بکھیرنے، فخر ومباحات کا اظہار کرنے اور تکبر کی حد تک اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے بلند رکھنے یا کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ کی نصیحت کرتے ہوئے ناپسند فرماتا ہے۔ ان مبارک اور ناصحانہ الفاظ سے قبل اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ تمہیں سب سے زیادہ جانتا ہے جب اس نے زمین سے تمہاری نشوونما کی اور جب تم اپنی ماؤں کی کوکھ میں محض جنین تھے یعنی تم سب کی پیدائش تو ایک ہی طریق سے ہوئی جو گندے خون اور لوتھڑے سے تھی تو پھر غرور اور تکبر کس بات کا! اور ان نصیحت آمیز الفاظ کے بعد فرمایا هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى کہ اصل فخر کا مقام تو تقویٰ کا ہے اور اللہ بہت جانتا ہے کہ متقی کون ہے۔

لیکن خود اس تقویٰ کے اظہار سے بھی مومن کو روک دیا۔ اور یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا کہ تقویٰ اور نیکی کا معیار کس کا زیادہ ہے۔ تقویٰ کے اظہار کی اجازت نہ تو انسان کو دی اور نہ ہی معاشرہ میں بسنے والے لوگوں کو دی کہ وہ کسی کی نیکی اور تقویٰ کا اظہار کرتے پھریں۔

عرب کے علاقہ میں بھی فخر ومباحات کے اظہار کا طریق موجود تھا اور ہمارے ایشیائی ممالک کے معاشرے میں بھی پایا جاتا ہے۔ دینی تعلیمات کی روشنی میں ایک تو اپنی نیکی اور اپنی ذات پات کا اظہار کرنا ممنوع ہے اور پھر انسانوں کو ظاہر میں ہلاک کرنے والی بیماری مدح اور تعریف وتوصیف ہے۔ آنحضور ﷺ نے اول تو کسی کی بے جا تعریف سے منع فرمایا اور دوم جس کی تعریف کی جا رہی ہو اُسے بھی اس تعریف پر پھوڑ ہونے اور شیخی مارنے سے بھی منع فرما دیا۔ ہمارے معاشرے میں افسران کی تعریفوں کے پل باندھے جاتے ہیں۔ جو مثبت انداز میں ترقی کرنے کے لئے نامناسب عمل ہے۔ اس سے انسان اپنے آپ کو عالم کل سمجھنے لگتا ہے۔ اگر ہم اپنے ملک پاکستان ہی کی مثال لیں تو اس کی کئی مثالیں نظر آئیں گی۔ سربراہ مملکت یا وزیر مشیر کی ان کے ماتحت اس قدر تعریفیں کرنے لگ جاتے ہیں کہ اس کے بُرے کاموں کو بھی اچھا گردانتے ہیں اور میڈیا میں اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں تقریباً تمام سربراہان اور افسران اپنے احکامات پر اس قدر اتراتے ہیں کہ گویا وہی عالم کل ہیں اور انہی خوابوں میں بسنے کی وجہ سے کسی قسم کے ترقیاتی کام نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے ملک کی ترقی کا رخ الٹی طرف ہو جاتا ہے گویا عوام کو ریلیف دینے والے کام ترقی معکوس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہم میں سے بھی بعض لوگوں میں اپنے کام نکلوانے کے لئے افسروں کی بڑائی بیان کرنے کی بری عادت موجود ہے۔ عام محاورہ میں اسے نمبر بنانا یا نمبر بڑھانا کہتے ہیں جو درست نہیں۔

حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت عثمانؓ نے حضرت مقدادؓ کو اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھے تعریف کرنے والے کے منہ میں کنکریاں ڈالتے دیکھا۔ حضرت عثمانؓ نے ان سے اس کی وجہ

پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اِذَا رَاَیْتُمُ الْمَدَّاحِیْنَ فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْھِھِمُ التُّرَابَ (صحیح مسلم،کتاب الزھد والرقاق)

کہ جب تم کسی کو کسی کی تعریف کرتے دیکھو تو ان کے چہروں پر خاک ڈالو یعنی ایسے لوگوں کی بات کو کبھی کوئی اہمیت نہ دو۔

* ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے آنحضور ﷺ کے سامنے دوسرے شخص کی تعریف کر دی۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی کی تعریف کر کے گردن کاٹ دی ہے اور یہ الفاظ آپ نے تین بار دہرائے (یعنی سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا) اگر تمہیں کسی کی تعریف ہی کرنی ہے تو یہ کہو کہ فلاں کے متعلق میرا یہ خیال ہے۔ اگر وہ بات اس کے متعلق جانتا ہو اور اللہ اس کا نگران ہے۔ میں تو اللہ کے مقابل پر کسی کو نیک اور پاک نہیں کہہ سکتا یعنی یوں نہیں کہہ سکتا کہ وہ اللہ کے علم میں بھی نیک ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب)

اپنی تعریف خود کرنا بھی درست نہیں

جہاں تک اپنی تعریف خود کرنے کا تعلق ہے اس حوالے سے بھی ایک روایت ملتی ہے کہ بنی اسد قبیلہ سے ایک خاتون حضرت عائشہؓ سے ملنے آئی۔ جو اپنی نمازوں کی تعریف کرنے لگی۔ آنحضور ﷺ نے اس خاتون کے حوالے سے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے؟ حضرت عائشہؓ نے جب عرض کیا کہ وہ اپنی راتوں کے جاگنے اور نفل پڑھنے کا ذکر کر رہی ہے تو آنحضور ﷺ نے اس عمل کو ناپسند فرماتے ہوئے اُسے روک دیا اور فرمایا:

عَلَیْکُمْ مَّا تُطِیْقُوْنَ مِنَ الْاَعْمَالِ

کہ تم پر اتنا ہی واجب ہے جتنا اعمال بجالانے کی تم کو طاقت ہے۔

اس زمانے کے حکم اور عدل حضرت مسیح موعودؑ نے اس مضمون کو اپنی کتب اور ملفوظات میں بیان فرمایا ہے۔ چند ارشادات پیش ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں:

”تم اپنے تئیں پاک مت ٹھہراؤ کیونکہ کوئی پاک نہیں جب تک خدا پاک نہ کرے۔“

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 62 حاشیہ ایڈیشن 1984ء)

پھر فرمایا:

”کبھی یہ دعویٰ نہ کرو کہ میں پاک صاف ہوں جیسے کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فَلَا تُزَكُّوٓا اَنْفُسَكُمْ (النجم:53) کہ تم اپنے آپ کو مزکی مت کہو۔ وہ خود جانتا ہے کہ تم میں سے کون متقی ہے۔ جب انسان کے نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اُس کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے اور جیسے ماں بچے کو گود میں پرورش کرتی ہے اسی طرح وہ خدا کی گود میں پرورش پاتا ہے اور یہی حالت ہے کہ خدا تعالیٰ کا نُور اس کے دل پر گر کر کُل دنیاوی اثروں کو جلا دیتا ہے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر محسوس کرتا ہے لیکن ایسی حالت میں بھی اُسے ہرگز مطمئن نہ ہونا چاہئیے کہ اب یہ طاقت مجھ میں مستقل طور پر پیدا ہو گئی ہے اور کبھی ضائع نہ ہو گی۔ جیسے اولاد پر دھوپ ہو تو اس کے یہ معنے ہرگز نہیں ہوتے کہ یہ ہمیشہ ایسی ہی روشن رہے گی۔ اس پر لوگوں نے ایک مثال لکھی ہے کہ دیوار جب دھوپ سے روشن ہوئی تو اُس نے آفتاب کو کہا کہ میں بھی تیری طرح روشن ہوں۔ آفتاب نے کہا کہ رات کو جب میں نہ ہوں گا تو پھر تو کہاں سے لے گی؟ اسی طرح انسان کو جو روشنی عطا ہوتی ہے۔ وہ بھی مستقل نہیں ہوتی بلکہ عارضی ہوتی ہے اور ہمیشہ اُسے اپنے ساتھ رکھنے کے لئے استغفار کی ضرورت ہے۔ انبیاء جو استغفار کرتے ہیں اس کی بھی یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں سے آگاہ ہوتے ہیں اور ان کو خطرہ لگا رہتا ہے کہ نور کی جو چادر ہمیں عطا کی گئی ہے ایسا نہ ہو کہ وہ چھن جاوے۔ نادان لوگ لاعلمی کی وجہ سے یہ کہتے اور فخر کرتے ہیں کہ مسیح استغفار نہ کرتا تھا۔ حالانکہ یہ بات کسی قسم کے ناز کی نہیں بلکہ رونے اور افسوس کرنے کی ہے۔ اگر وہ استغفار نہ کرتا تھا تو گویا اس نُور سے بالکل محروم تھا جو کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کو عطا کیا کرتا ہے۔ کوئی نبی جس قدر زیادہ استغفار کرنے والا ثابت ہو گا اسی قدر اس کا درجہ بڑا اور بلند ہو گا لیکن جس کو یہ حالت حاصل نہیں تو

وہ خطرہ میں ہے اور ممکن ہے کہ کسی وقت اس سے وہ چادر حفاظت کی چھین لی جاوے کیونکہ نبیوں کو بھی وہ مستعار طور پر ملتی ہے اور وہ پھر استغفار کے ذریعہ اسے مدامی طور پر رکھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اصل انوار تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور نبی ہو یا کوئی اور، سب خدا تعالیٰ سے انہیں حاصل کرتے ہیں۔ سچے نبی کی یہی علامت ہے کہ وہ اس روشنی کی حفاظت بذریعہ استغفار کے کرے۔ استغفار کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ موجودہ نور جو خدا تعالیٰ سے حاصل ہوا ہے وہ محفوظ رہے اور زیادہ اَور ملے۔ اسی کی تحصیل کے لئے پنجگانہ نماز بھی ہے تاکہ ہر روز دل کھول کھول کر اس روشنی کو خدا تعالیٰ سے مانگ لیوے جسے بصیرت ہے وہ جانتا ہے کہ نماز ایک معراج ہے اور وہ نماز ہی کی تضرع اور ابتہال سے بھری ہوئی دعا ہے جس سے یہ امراض رہائی پا سکتا ہے۔ وہ لوگ بہت بیوقوف ہیں جو دُوری ڈالنے والی تاریکی کا علاج نہیں کرتے۔ میرے پاس اکثر خطوط آتے ہیں مگر ان میں یہی لکھا ہوتا ہے کہ میرے املاک کے لئے یا اولاد کے لئے دعا ہو۔ فلاں مقدمہ یا فلاں مرض ہے وہ اچھا ہو جاوے لیکن مشکل سے کوئی خط ایسا ہوتا ہے جس میں ایمان یا ان تاریکیوں کے دُور ہونے کے لئے درخواست کی گئی ہو۔ بعض خطوط میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ مجھے پانسو روپیہ مل جاوے تو میں بیعت کر لُوں۔ بیوقوفوں کو اتنا خیال نہیں کہ جن باتوں کو ہم چھوڑانا چاہتے ہیں۔ وہی ہم سے طلب کی جاتی ہیں۔ اسی لئے میں اکثر لوگوں کی بیعت سے خوف کرتا ہوں۔ کیونکہ سچی بیعت کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ بعض تو ظاہری شروط لگاتے ہیں جیسے کہ اُوپر ذکر ہوا اور بعض لوگ بعد بیعت کے ابتلاء میں پڑ جاتے ہیں۔ جیسے کسی کا لڑکا مر گیا تو شکایت کرتا ہے، میں نے تو بیعت کی تھی یہ صدمہ مجھے کیوں ہوا؟ اس نادان کو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ آنحضرت ﷺ باوجود کہ پیغمبر تھے مگر آپ کے گیارہ بچے فوت ہو گئے اور کبھی شکایت نہ کی کہ خداوند تُو نے تو مجھے پیغمبر بنایا تھا میرے بچے کیوں مار دیئے۔

غرضکہ یاد رکھو کہ دین کو دنیا سے ہرگز نہ ملانا چاہئیے اور بیعت اس نیت سے ہرگز نہ کرنی چاہئیے کہ میں بادشاہ ہی بن جاؤں گا یا ایسی کیمیا حاصل ہو جاوے گی کہ گھر بیٹھے روپیہ بنتا رہے گا۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں تو اس لئے مامور کیا ہے کہ ان باتوں کو لوگوں سے چھوڑا دیویں۔ ہاں یہ ضرور

ہے کہ جو لوگ صدق اور وفا سے خدا تعالیٰ کی طرف آتے ہیں۔ اور اس کے لئے ہر ایک دُکھ اور مصیبت کو سر پر لیتے ہیں تو خدا تعالےٰ ان کو اور ان کی اولاد کو ہرگز ضائع نہیں کرتا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں بوڑھا ہو گیا لیکن کبھی نہیں دیکھا کہ صالح آدمی کی اولاد ضائع ہوئی ہو۔ خدا تعالیٰ خود اس کا متکفل ہوتا ہے۔ لیکن ابتدا میں ابتلاء کا آنا ضروری ہے تاکہ کھوٹے اور کھرے کی شناخت ہو جاوے۔" (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 123 تا126)

- ایک اور موقع پر متقی کا دعویدار ہونے کی بجائے اپنے آپ کو پاکیزہ وجود بنانے کی طرف یوں توجہ دلائی۔

"وہ بیان جو کہ بغیر روحانیت و خلوص کے ہے وہ اس پرنالہ کے پانی کی مانند ہے جو موقعہ بے موقعہ جوش سے پڑا جاتا ہے اور جس پر پڑتا ہے اسے بجائے پاک وصاف کرنے کے پلید کر دیتا ہے۔ انسان کو پہلے اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ پھر دوسروں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ۔ یعنی اے مومنو! پہلے اپنی جان کی فکر کرو۔ اگر تم اپنے وجود کو مفید ثابت کرنا چاہو تو پہلے خود پاکیزہ وجود بن جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ باتیں ہی باتیں ہوں اور عملی زندگی میں اُن کا کچھ اثر دکھائی نہ دے۔ ایسے شخص کی مثال اس طرح سے ہے کہ کوئی شخص ہے جو سخت تاریکی میں بیٹھا ہے۔ اب اگر یہ بھی تاریکی ہی لے گیا تو سوائے اس کے کہ کسی پر گر پڑے اور کیا ہو گا۔ اُسے چراغ بن کر جانا چاہیے تاکہ اُس کے ذریعہ سے دوسرے روشنی پائیں۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 365-366)

* اسی مضمون کو ایک اور موقع پر یوں بیان فرمایا کہ:

"خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم پاک نہیں ہو سکتے جب تک کہ میں کسی کو پاک نہ کروں۔ تم اندھے ہو مگر جسے میں آنکھیں دوں۔ تم مُردے ہو مگر جسے میں زندگی عطا کروں۔ پس انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ دُعا میں لگا رہے اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی سچی تڑپ اور سچی خواہش پیدا کرے اور خدا تعالےٰ کی محبت کی پیاس دل میں پیدا کرے تاکہ پھر خدا تعالےٰ کا فیضان بھی اس کی

نصرت کرے اور اسے قدرت نمائی سے اُٹھائے۔ خدا تعالےٰ کی تلاش میں اور اس کی مرضی کے ڈھونڈنے میں فنا ہو جاوے تا خدا پھر اسے زندہ کرے اور شربتِ وصال پلاوے اور اگر انسان جلدی کرے گا اور خدا تعالے کی چنداں پروانہ کرے گا یا معمولی طور سے لاپرواہی کرے گا تو پھر یاد رکھو کہ خدا بھی غنی عن العالمین ہے۔ کیا کوئی ہے جو خدائی قانون کو مٹا سکے جو کہ اس نے فضل کے حصول کے واسطے بنا دیا ہے کہ فضل کے حصول کے امیدوار از راہ نیاز اس دروازے سے داخل ہوں۔ جب ان کی امیدیں پوری ہوں گی ورنہ اگر تمام عمر بھی بھٹکتے پھریں بجز اس اصلی راہ کے (جو اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے) ہرگز ہرگز منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکیں گے۔ خدا تعالیٰ نے ایک راہ بتا دی ہے۔ ہلاک ہو گا وہ جو پیروی نہ کرے گا۔ مگر لوگ باوجود سمجھانے کے نہیں سمجھتے اور لاپرواہی کرتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اس راہ کو جس کی ہم ان کو دعوت دیتے ہیں آزمالیں کہ آیا ہم سچ کہتے ہیں یا جھوٹ۔ ہماری طرف سے تو خدا بحث کر رہا ہے اور اس نے ہماری تائید میں آجتک ہزاروں نشان بھی دکھائے۔ کون شخص ہے جس نے ہمارا کوئی نہ کوئی نشان نہ دیکھا ہو؟۔ ابھی ایک انگریز امریکہ سے ہمارے پاس آیا تھا۔ وہ خود اقرار کر گیا ہے کہ واقعی میں ڈوئی آپ کی پیشگوئی کے عین منشا کے مطابق مرا اگر وہ تو خود بُرا تھا۔ " (ملفوظات جلد دہم صفحہ 280-281)

* حضرت مسیح موعودؑ نے ذات پات پر گھمنڈ کرنے والے کو اپنے اعمال درست رکھنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا اور اس ضمن میں حضرت فاطمہؓ کی مثال بھی دی کہ پیغمبر زادی بھی اعمال کے ذریعہ ہی دیکھی جائے گی۔ فرماتے ہیں:

"بعض نادان ایسے بھی ہیں جو ذاتوں کی طرف جاتے ہیں اور اپنی ذات پر بڑا تکبر اور ناز کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی ذات کیا کم تھی جن میں نبی اور رسول آئے تھے۔ لیکن کیا اُن کی اس اعلیٰ ذات کا کوئی لحاظ خدا تعالیٰ کے حضور ہوا۔ جب اس کی حالت بدل گئی۔ ابھی میں نے کہا ہے کہ ان کا نام سؤر اور بندر رکھا گیا اور اسے اس طرح پر انسانیت کے دائرہ سے خارج کر دیا۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت لوگوں کو یہ مرض لگا ہوا ہے۔ خصوصاً سادات اس مرض میں مبتلا ہیں۔ وہ دوسروں کو حقیر

سمجھتے ہیں اور اپنی ذات پر ناز کرتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ذات کچھ بھی چیز نہیں ہے اور اُسے ذرا بھی تعلق نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سید ولد آدم اور افضل الانبیاء ہیں۔ انہوں نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے صاف طور پر فرمایا کہ اے فاطمہؓ! تو اس رشتہ پر بھروسہ نہ کرنا کہ میں پیغمبر زادی ہوں۔ قیامت کو یہ ہرگز نہیں پوچھا جائے گا کہ تیرا باپ کون ہے۔ وہاں تو اعمال کام آئیں گے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے قرب سے زیادہ دور پھینکنے والی اور حقیقی نیکی کی طرف آنے سے روکنے والی بڑی بات یہی ذات کا گھمنڈ ہے کیونکہ اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر ایسی شئے ہے کہ وہ محروم کر دیتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ اپنا سارا سہارا اپنی غلط فہمی سے اپنی ذات پر سمجھتا ہے کہ میں گیلانی ہوں یا فلاں سیّد ہوں۔ حالانکہ وہ نہیں سمجھتا کہ یہ چیزیں وہاں کام نہیں آئیں گی۔ ذات اور قوم کی بات تو مرنے کے ساتھ ہی الگ ہو جاتی ہے۔ مَرنے کے بعد اس کا کوئی تعلق باقی رہتا ہی نہیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں یہ فرماتا ہے مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ کوئی بُرا عمل کرے خواہ کتنا ہی کیوں نہ کرے اس کی پاداش اس کو ملے گی۔ یہاں کوئی تخصیص ذات اور قوم کی نہیں اور پھر دوسری جگہ فرمایا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مکرّم وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

پس ذاتوں پر ناز اور گھمنڈ نہ کرو کہ یہ نیکی کے لئے روک کا باعث ہو جاتا ہے۔ ہاں ضروری یہ ہے کہ نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور برکات اسی راہ سے آتے ہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت اور ہم جو کچھ ہیں اسی حال میں اللہ تعالےٰ کی تائید اور اس کی نُصرت ہمارے شاملِ حال ہوگی کہ ہم صراط مستقیم پر چلیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کریں۔ قرآن شریف کی پاک تعلیم کو اپنا دستور العمل بناویں اور ان باتوں کو ہم اپنے عمل اور حال سے ثابت کریں نہ صرف قال سے۔ اگر ہم اس طریق کو اختیار کریں گے۔ تو یقیناً یاد رکھو کہ ساری دنیا بھی مل کر ہم کو ہلاک کرنا چاہے تو ہم ہلاک نہیں ہو سکتے اس لئے کہ خدا ہمارے ساتھ ہو گا۔" (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 188۔189)

ایک موقع پر حضرت فاطمہؓ کی مثال دیتے ہوئے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا۔ وہ تو رُوحانیت اور مغز کو قبول کرتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ اور دوسری جگہ فرمایا اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ۔ حقیقت میں یہ بڑی نازک جگہ ہے۔ یہاں پیغمبر زادگی بھی کام نہیں آسکتی۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے فاطمہؓ سے بھی ایسا ہی فرمایا۔ قرآن شریف میں بھی صاف الفاظ میں فرمایا اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ یہودی بھی تو پیغمبر زادے ہیں۔ کیا صدہا پیغمبر اُن میں نہیں آئے تھے مگر اس پیغمبر زادگی نے اُن کو کیا فائد پہنچایا۔ اگر اُن کے اعمال اچھے ہوتے تو وہ ضُرِبَتۡ عَلَیۡھِمُ الذِّلَّۃُ وَ الۡمَسۡکَنَۃُ کے مصداق کیوں ہوتے۔ خداتعالےٰ تو ایک پاک تبدیلی کو چاہتا ہے بعض اوقات انسان کو تکبرِ نسب بھی نیکیوں سے محروم کر دیتا ہے اور وہ سمجھ لیتا ہے کہ میں اسی سے نجات پالُوں گا جو بالکل خیال خام ہے۔“ (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 104)

* استغفار کا ہی ایک اور جگہ یوں ذکر فرمایا:

”گناہ جو انسان سے صادر ہوتا ہے اگر انسان یقین سے توبہ کرے۔ تو خدا بخش دیتا ہے۔ پیغمبر خدا جو ستر بار استغفار کرتے تھے حالانکہ ایک دفعہ کے استغفار سے گزشتہ گناہ معاف ہو سکتے تھے پس اس سے ثابت ہے کہ استغفار کے یہ معنے ہیں کہ خداتعالیٰ آئندہ ہر ایک غفلت اور گناہ کو دبائے رکھے اس کا صدور بالکل نہ ہو۔ فَلَا تُزَکُّوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ (النجم :33) سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ معصوم اور محفوظ ہونا تمہارا کام نہیں خدا کا ہے۔ ہر ایک نور اور طاقت آسمان سے ہی آتی ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 162 ایڈیشن 2016ء)

* اس مضمون کی تائید میں حضرت مسیح موعودؑ کے بہت سے ارشادات مل جاتے ہیں مگر طوالت سے بچتے ہوئے ایک اقتباس اور بیان کر دیتا ہوں۔ آپ کامل اتباع اور عمل درست کرنے کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"مختصر یہ کہ نجات نہ قوم پر منحصر ہے نہ مال پر بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے اور اس کو اعمال صالحہ اور آنحضرت ﷺ کا کامل اتباع اور دعائیں جذب کرتی ہیں۔ قوم کا ابتلاء بھی مال کے ابتلاء سے کم نہیں۔ بعض لوگ دوسری قوموں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اس ابتلاء میں سیّد سب سے زیادہ مبتلا ہیں۔ ایک عورت گداگر ہمارے ہاں آئی۔ وہ کہتی تھی میں سیّدانی ہوں۔ اس کو پیاس لگی اور پانی مانگا تو کہا کہ پیالہ دھو کر دینا کسی امتی نے پیا ہوگا اس قسم کے خیالات ان لوگوں میں پیدا ہوئے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور ان باتوں کی کچھ قدر نہیں۔ اس نے فیصلہ کر دیا ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 111)

ہمارے موجودہ پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال رواں میں یوم خلافت کے موقع پر 28 مئی 2021 کو ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں آپ نے اسی مضمون کے تحت اپنے آپ کو کمزور انسان کہتے ہوئے عاجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ کے افضال اور جماعت کی غیر معمولی ترقیات کا یوں ذکر فرمایا:

"جماعت کا جو تعارف اور دنیا میں اس کا غیر معمولی طور پر اظہار اس دور میں، ہر طبقے میں اور ہر سطح پر ہوا ہے یہ غیر معمولی ہے۔ مَیں تو ایک بہت کمزور انسان ہوں میری کسی خوبی کی وجہ سے یہ ترقی نہیں ہو رہی۔ دنیا کی حکومتوں کے سرکردہ لوگوں اور ایوانوں میں جماعتِ احمدیہ کا تعارف ہو رہا ہے تو یہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے گئے وعدوں کی وجہ سے ہو رہا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہو رہا ہے۔ ہر روز اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے ہم دیکھ رہے ہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل 18 جون 2021ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عاجزی، انکساری اور خاکساری اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ کا کمزور و ناتواں بندہ سمجھنے اور اس کا اس رنگ میں اظہار کرنے کی توفیق دے تا کہ جماعت احمدیہ الٰہی وعدوں اور پیش گویوں کے مطابق ترقیات کی منازل طے کرتی چلی جائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 دسمبر 2021ء)

﴾148﴿

اللہ تعالیٰ سے کبھی بے وفائی نہ کرنا

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

اللہ تعالیٰ سے کبھی بے وفائی نہ کرنا۔

(دستخط حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ)

نوٹ از ایڈیٹر: یہ آرٹیکل بعد از ملاحظہ، دعا اور اجازت اشاعت حضور انور ایدہ اللہ تعالی شامل اخبار الفضل آن لائن کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور بہت سوں کے لئے فائدہ کا موجب بنائے۔ آمین

آج میں نے ڈیوائس کا مثبت استعمال کرتے ہوئے اپنے آئی پیڈ پر سورۃ الرحمٰن کی تلاوت مع ترجمہ لگائی۔ یقین جانئے اللہ تعالیٰ (جو رحمٰن یعنی، بِن مانگے دینے والا ہے) کی قدرت کے حسین نظاروں اور بنی نوع انسان کو اس کی عطا ہونے والی نعمتوں اور عنایات کی تفصیل سن کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے معمور ہو گیا۔ جوں جوں مضمون آگے بڑھ رہا تھا اور بار بار ”فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ“ کا مختلف انعاماتِ خداوندی کے اظہار کے بعد تکرار ہونے لگا تو اپنے پیارے اللہ کا شکر کا اظہار کرتے ہوئے اپنے وجود پر انعاماتِ الٰہیہ کو یاد کرتے کرتے الحمدللہ رب العالمین کا ورد کرنے

لگا۔ ابھی اسی سوچ میں تھا کہ مجھے کمپوزنگ اور ایڈٹ کرنے والی دنیا بھر میں پھیلی میری ٹیم کی ایک رکن مکرمہ رضوانہ مسعود آف کینیڈا کے پروفائل پر آویزاں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی متبرک تحریر میں لکھے الفاظ

"اللہ تعالیٰ سے کبھی بے وفائی نہ کرنا"

نظروں میں آئے۔ جو اَب حضور انور ہی کی تحریر میں سوشل میڈیا پر برکتیں بکھیرتے ہر جگہ دیکھنے کو ملتے ہیں۔

یہ الفاظ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنے مبارک قلم سے تحریر فرما کر آٹو گراف کے طور پر دیئے۔ جس میں آٹو گراف لینے والے خوش قسمت کے لئے تو پیغام ہے ہی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان الفاظ میں جماعت کا ادنیٰ اور اعلیٰ ہر شخص، چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا خاتون، بوڑھا ہو یا نوجوان، بچہ ہو یا بچی مخاطب ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کو اس تحریر کا مخاطب سمجھنا چاہئے۔ اسی لئے خاکسار نے آج اِس پاکیزہ اور پُر معارف مضمون پر مشتمل تحریر کو موضوع سُخن بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ خاکسار کو اس اہم موضوع پر قلم آزمائی کا صحیح معنوں میں حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دو الفاظ کے لغوی معنی

مضمون میں داخل ہونے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس اہم موضوع میں موجود دو الفاظ اللہ اور بے وفائی کے لغوی و اصطلاحی معنی قارئین کے سامنے رکھے جائیں۔

اللہ

یہ خدا کا اسم ذات ہے۔ اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللہ، جو خدائے تعالیٰ کا ایک ذاتی اسم ہے اور جو تمام جمیع صفات کاملہ کا مستجمع ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل ایڈیشن 2016ء صفحہ 86)

پھر فرماتے ہیں:

”اللہ اسم اعظم ہے اور جلالی نام ہے۔ اس کے ہمارے پاس دلائل ہیں۔ سارے قرآن شریف میں اللہ ہی کو موصوف ٹھہرایا گیا ہے۔ لَہُ الْاَ سْمَآ ءُ الْحُسْنٰی۔ اس میں وہ سب نام داخل ہیں جو قرآن شریف میں ذکر کئے گئے۔ ان سب سے موصوف اللہ ہی ہے جو اسم اعظم ہے۔ پس اسم اعظم کا ظہور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ ہونا چاہئے تھا۔“

(ملفوظات جلد دوم ایڈیشن 2016ء صفحہ 90)

پس اللہ (تعالیٰ) وہ بابرکت ذات ہے جو وحدہ لا شریک ہے، وہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور اس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔ (سورۃ اخلاص) تمام نقائص سے منزہ اور تمام صفاتِ کاملہ جن کی تعداد یکصد سے زیادہ ہے سے متصف ہے۔ خالقِ کائنات و ربّ العالمین ہے۔

وفاداری دو طرح سے ہے

اب اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے یہ بتانا ضروری ہے کہ بے وفائی دو طرح سے ہے ایک مادی لحاظ سے شکر خداوندی کہ اس اللہ نے ہم سب کو اشرف المخلوقات بنایا اور دوم روحانی لحاظ سے کہ اس اللہ نے اس زمانے کے نبی اور امام مہدی کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔

اشرف المخلوقات کی تخلیق

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں لاکھوں، کروڑوں کی اقسام اور تعداد میں ذی روح پیدا کئے۔ جو زمین اور پہاڑوں کی تہہ در تہہ مہیب چٹانوں میں چُھپے ہیں اور سات سمندر کے پانیوں کی اتھا گہرائیوں میں موجود ہیں۔ جن تک باوجود اس کے کہ آج کی دنیا سائنسی دنیا کہلاتی ہے، جدید ٹیکنالوجی کے ہر قسم کے ذرائع مہیا ہونے کے باوجود اس دور کے انسان کی رسائی ممکن نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے خالق اور مالک ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک تو انسان ان کیڑے مکوڑوں، چرند پرند اور مختلف جانوروں سے بالکل ناواقف تھا، مگر آج جانوروں کی دنیا سے تعلق رکھنے والے زوآلوجی کے ماہرین اور سیاح حضرات اور ٹی وی چینلز نے اپنی دستاویزی پروگراموں اور فلموں کے ذریعہ کسی حد تک اللہ تعالیٰ کی نہاں در نہاں چھپی مخلوقات سے انسان کو آشکار کیا ہے۔ ان میں بعض

کیڑے مکوڑوں کو دیکھ کر ترس بھی آتا ہے، ان میں بعض عجیب الخلقت ہیں۔ ان کا کھانا پینا، چلنا پھرنا عجیب سا معلوم ہوتا ہے۔ جو شاید آپس میں باتیں اپنی زبان کے اشاروں کنائیوں سے کرتے ہوں گے۔ اپنا مافی الضمیر بھی بیان کرتے ہوں۔ لیکن دیگر جانوروں کی طرح شعور والی کوئی بات نہیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے زرخیز سوچوں، شعور کی نعمت سے مالامال اور احسن تقویم پر مبنی دماغ صرف انسانوں کو عطا ہوا ہے۔ سورۃ التین میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ اس آیت کی روشنی میں انسان اشرف المخلوقات کہلایا۔ لہٰذا اس ناطے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی ضرورت ہے جس نے ہمیں کسی جانور یا چرند پرند اور کیڑے مکوڑے کی شکل نہیں دی۔ بلکہ ایک باشعور انسان بنایا، سوچنے کے لئے دماغ دیا۔ ظاہری بصارت کے ساتھ ساتھ بصیرت بھی عطا کی۔ اپنی زندگیوں کی اونچ نیچ اور آرام وسکون سے گزارنے کے لئے بامقصد اور قابل استعمال بنانے کے لئے ہاتھ دیئے اور اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے پاؤں دیئے۔ ہم اپنے مناسب حال اعضاء کو زیر استعمال لاکر اور دماغ سے سوچ سمجھ کر اپنے لئے مقصد حیات طے کرتے، روزی کماتے، اپنی بہترین، خوبصورت، رہن سہن کے مطابق اور باسہولت رہائش اختیار کرتے ہیں۔

پھر اس سوچ، فکر اور شکر کا ایک اور انداز بھی ہے کیونکہ اشرف المخلوقات میں بعض نابینا ہیں، بعض سماعت سے محروم ہیں۔ بعض اولاد سے محروم ہیں۔ بعضوں کے ہاں نرینہ اولاد نہیں اور بعضوں کے گھروں میں معذور اولاد موجود ہے۔ کسی کے ہاتھ نہیں۔ کوئی ٹانگوں سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو صحیح سالم انسان بنایا۔ اس لحاظ سے اپنے اللہ کا جس قدر شکر ادا کریں کم ہے۔ ان حالات میں اپنے اللہ کی طرف جھکنا، اس کی عبادات بجالانا اور اس سے بے وفائی نہ کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”یہ بات قریب بہ کفر ہو جاتی ہے۔ اگر یہ تسلیم کریں کہ کوئی حرکت یا سکون یا ظلمت یا نور بدوں خدا کے ارادے کے ہو جاتا ہے اس پر ثبوت اوّل قدرت ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے

دو آنکھیں، دو کان، ایک ناک دیئے ہیں۔ اتنے ہی اعضاء لے کر بچہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر اسی طرح عمر ہے اور بہت سے امور ہیں جو ایک دائرہ کے اندر محدود ہیں۔ بعض کے اولاد نہیں ہوتی۔ بعض کے لڑکے یا لڑکیاں ہی ہوتی ہیں۔ غرض یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے قدیر ہونے کو ثابت کرتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 24-25)

٭٭ آئیں! اس کو ایک اور زاویے سے دیکھیں کہ ہم میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو مختلف تکلیف دہ موذی اور خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ جن کو دیکھ کر جسم پر کپکپی اور خوف طاری ہو جاتا ہے۔ بعض بیماریاں تو ظاہری ہیں مگر بعض ایسی پُر اسرار ہیں جن کو ڈاکٹرز بھی سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں، اس لئے بھی اپنے اللہ سے کبھی بے وفائی نہ کرنے کے عہد و پیمان باندھنے کی ضرورت ہے۔

٭٭ اسی مضمون کو اس لحاظ سے بھی آگے بڑھایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں موت و حیات کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ اللہ کوئی نعمت یا برکت دیتا بھی ہے تو لے بھی لیتا ہے جس کو انسان اپنی عقل کے مطابق جلد واپس لینا سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے شِکوہ و شکایت شروع کر دیتا ہے۔ حضرت ایوبؑ جن کے صبر کے بارے میں قرآن کریم رطب اللسان ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ خداوند نے دیا، خداوند نے لے لیا۔ پس اس لحاظ سے بھی اپنے پیارے اللہ کا باوفا دوست بننے کی ضرورت ہے۔ کبھی بھی شکوہ و شکایت زبان پر نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کی انگنت نعمتیں اس جہان میں موجود ہیں جن سے انسان مالا مال ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡھَا (ابراہیم:35) اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو کبھی ان کا شمار نہ کر سکو گے۔

(ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

٭٭ اللہ تعالیٰ سے وفا نبھانے کے مضمون کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور احادیث میں بھی مختلف انداز اور اچھوتے پیراؤں میں بیان فرمایا ہے۔ مثلاً سورۃ بنی اسرائیل آیت 84 میں (یہ مضمون اور جگہوں پر بھی بیان ہوا ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو وہ اعراض کرتا ہے اور اپنا پہلو کتراتے ہوئے پرے ہٹ جاتا ہے اور جب اسے کوئی شر پہنچے تو

سخت مایوس ہو جاتا ہے۔ (اللہ کو کوستا اور بُرا بھلا کہتا ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس حوالہ سے ایک رہنما اصول وضع کر رکھا ہے۔ فرماتا ہے

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (ابراہیم:8)

اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔ (ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت لقمانؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکمت کی باتیں عطا ہوئیں اس میں مرکزی نقطہ شکر ہی تھا۔ کیونکہ قرآن کے حکم کے مطابق شُکر کا فائدہ شُکر کرنے والے کو ہی پہنچتا ہے۔ جیسے فرمایا: وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ (النمل:41)

٭٭ اللہ تعالیٰ سے تمام زندگی وفا سے کام لینا اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اس قدر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو مقامات (النمل:20 اور الاحقاف:16) پر حقیقی شکر ادا کرنے کی توفیق مانگنے کی دعا بھی سکھلا دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ (النمل:20)

اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں۔ اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔ (ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

ہر دو مقام پر شکر کی دعا مانگنے کے ساتھ اس دُعا کا جن الفاظ سے اللہ نے اختتام فرمایا ہے وہ دونوں مختلف ہیں۔ سورۃ النمل میں ذکر ہے کہ "تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک کار بندوں میں داخل کر" جبکہ سورۃ الاحقاف آیت 16 میں اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ کہ میرے لئے میری ذرّیّت کی بھی اصلاح کر دے کا ذکر ہے۔ اور ان دونوں معنوں کو عنوان بالا "اللہ تعالیٰ سے کبھی بے وفائی نہ کرنا"

سے ملا کر دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کا وفادار اور وفا پرست بن کر زندگی گزارنے اور اس کا شکر ادا کرنے کے نتیجہ میں اول نیک لوگوں میں شمار رہے گا اور دوم اولاد بھی صالحین میں لکھی جائے گی۔

اللہ نے مسیح و مہدی کو ماننے کی توفیق سے نوازا

عنوان بالا کے ذکر میں اشرف المخلوق کے حوالے سے پیدائش اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں، فضلوں اور عنایات پر شکر خداوندی کے ذکر میں اللہ تعالیٰ سے وفادار ہونے کا ذکر کر آیا ہوں۔

اس دوسرے حصہ میں روحانی معنوں میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ذکر میں اللہ تعالیٰ سے وفادار اور وفا شعار رہنے کا بیان ہو گا۔

یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہم میں سے بہتوں کے والدین، بزرگان، آباء و اجداد اور اسلاف کو دور حاضر کے مسیح و مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو ماننے کی توفیق سے نوازا اور ہم اپنے بڑوں کے اس دور کے نبی کی بیعت کرنے اور قربانیاں دینے کی وجہ سے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے اور پیدائشی احمدی بنے۔ اور بعض نیک فطرت احباب کو اللہ تعالیٰ نے خود احمدیت قبول کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

دوسری طرف ہم میں سے بعض خوش قسمت ہستیوں کو آنحضور ﷺ کا مبارک سلام حضرت مسیح و مہدی علیہ السلام کو پہنچانے کی توفیق ملی اور صحابہ کہلائے۔ اس طرح وہ عظیم پیشگوئی کے مصداق ٹھہرے کہ اگر برفیلے پہاڑوں پر گھٹنوں کے بل بھی چل کر جانا پڑے تو میرے مہدی کو میرا سلام کہنا۔ اس سلام کو پہنچانے کے سلسلہ میں ان کو اپنوں اور غیروں سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، خاندان سے جدا کئے گئے، معاشرے سے کاٹ دیئے گئے اور بائیکاٹ کا سامنا رہا اور سماجی اور معاشی طور پر الگ تھلگ کر دیئے گئے۔ اور مجموعی طور پر دنیا کے بعض ایسے خطوں میں جیسے کہ پاکستان، الجزائر، بعض عرب اور مسلمان اسٹیٹس میں تمام احمدیوں کو ہی مخالفت کا سامنا رہتا ہے۔ ہم پر پتھر پھینکے جاتے ہیں۔ نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جھوٹے مقدمات بنا کر ملک بدر، معاشرہ بدر ہونے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ کاروبار اور جائیدادیں جلائی جاتی ہیں۔ اذیتیں دے کر شہید کیا

جاتاہے۔ اس دنیا کی بد ترین مخلوق ملاں اور انتظامیہ کے ذریعہ مساجد گرائی جاتی ہیں ۔ حتی کہ قبرستانوں میں احمدی وفات یافتگان بھی اُن کے ہاتھوں سے محفوظ نہیں۔ قبروں کے کتبے توڑے جاتے ہیں اور نعشوں کی بے حرمتی کرتے ہوئے ان کو قبر میں سے نکال کر باہر رکھ دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں مسیح و مہدی اور اس کی روحانی جماعت کو وٹے اور سوٹے مارنے والوں میں شامل نہیں کیا اور احمدی گھرانوں میں پیدا فرمایا، الحمدللہ۔

میں جب لاہور میں مربی ضلع کے طور پر فرائض ادا کر رہا تھا تو ایک محفل میں جس میں جماعت کے عہدیداران، وکلاء اور بعض جماعتی بزرگ بھی تھے ۔ وہاں جماعت احمدیہ کی مخالفت کا ذکر چل پڑا۔ جس پر مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان اس وقت کے امیر جماعت احمدیہ ضلع لاہور نے شکر خداوندی کا اظہار اس طرح کیا کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں احمدی گھرانوں میں پیدا کیا ورنہ کیا معلوم کہ ہم بھی ان مخالفین احمدیت کے ساتھ مل کر احمدی گھرانوں پر وٹے مارنے والوں میں شامل ہوتے۔ بس اس خوش قسمتی کے ناطے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری نبھانے کی ضرورت ہے۔ ایک اور اعزاز بھی اللہ کے آگے شکرانے کے لئے سجدہ کرنے پر زور دیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم اور احسان کی وجہ س سوا سو سال سے خلافت احمدیہ کو انجوائے کر رہے ہیں اور اس کی وجہ سے راہ راست پر رہتے ہوئے زندگیاں گزار رہے ہیں۔ اس کی تفصیل خاکسار اس طرح بیان کرنا چاہتا ہے۔

خلافت کا انعام بھی وفاداری بڑھانے کا ذریعہ ہے

روحانی معنوں میں اللہ تعالیٰ سے وفاداری اور وفاپرستی کرنے کا ایک ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو خلافت سے نواز رکھا ہے۔ اور اس وقت اس کے پانچویں مظہر سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح کی صورت میں ہمارے درمیان موجود ہیں۔ جن کے الفاظ ”اللہ تعالیٰ سے کبھی بے وفائی نہ کرنا“ پر ہی یہ مضمون واہوتا چلا جا رہا ہے۔ ان کی اطاعت اور پیروی آنحضور ﷺ کے روحانی فرزند اور نمائندہ سمجھتے ہوئے کرنی اور ان سے وفا کا تعلق مضبوطی سے باندھ کر رکھنا ہم میں

سے ہر ایک کیلئے ضروری اور لازم ہے۔ آپ کے ہر لفظ پر کان دھرنا، خطبات، خطابات نصائح اور ارشادات سن کر اپنی تربیت کے تشنہ پہلوؤں کو ٹھیک کرکے بہترین عملی شکل دینا ہم پر فرض ہے۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خلافت کو خلافتِ راشدہ کا تسلسل ہی قرار دیا ہے، اور اس کا نام خلافت علی منہاج نبوۃ بیان فرمایا ہے۔ اگر ہم خلیفۃ المسیح سے وفاداری کریں گے تو یہ وفاداری اللہ سے ہوگی کیونکہ آپ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آنحضور ﷺ کے توسط سے اللہ تعالیٰ کے نمائندہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے وفاداری یوں ہے کہ ہم احکام خداوندی پر کان دھریں۔ قال اللہ وقال الرسول ﷺ کو حرز جان بنائیں۔ عبادات کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ نمازیں پڑھیں۔ نوافل پڑھیں۔ تسبیحات کریں۔ اس کے بندوں کے حقوق ادا کریں جو اس کی مخلوق ہیں اور اشرف المخلوقات داخل ہونے کے لحاظ سے احترام کے قابل ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام اور احمدیت کی تاریخ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور بزرگ اسلاف نیز مخلص احباب جماعت کی مالی، جانی عزت اور وقت کی قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔ جماعت احمدیہ میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ اور حضرت عبدالرحمٰن شہیدؓ کی کابل میں شہادتوں، پاکستان میں آئے دن ہونے والی شہادتوں بالخصوص 28 مئی 2010ء کو لاہور میں 85 کے مخلصین احمدیت احباب کی شہادتوں اور پھر بیرون پاکستان میں شہادتوں کی ایک لمبی فہرست ہے۔ جنہوں نے اپنی جانیں محض للہ جان آفرین کے سپرد کردیں مگر اسلام احمدیت اور اپنے خاندان پر ذرہ بھر بھی حرف اور عزت پر آنچ نہیں آنے دی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ شہادت سے قبل بعض جماعت احمدیہ کے بہادر پہلوانوں کو لالچ دیا گیا مگر ان وفاداروں نے اس لالچ کو جوتے کی نوک پر رکھ کر رد کر دیا اور دشمنوں کو شکست فاش سے دوچار کر دیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی قربانیوں کی بنیادوں پر جماعت احمدیہ کی ترقیات کی بلند و بالا عمارت ایستادہ ہے۔ قربانیوں کا یہ سلسلہ اور یہی وہ وفا تھی جو صحابہؓ رسول ﷺ کے توسط سے جماعت احمدیہ مسلمہ میں منتقل ہوئی اور مسلسل ہوتی جارہی ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی ہوتی چلی جائے گی۔

؎ تری محبت کے جرم میں ہاں جو پیس بھی ڈالے جائیں گے ہم
تو اس کو جانیں گے عین راحت، نہ دل میں کچھ خیال لائیں گے ہم

؎ لو جو کچھ موت کے آنے سے پہلے ہو سکے
تیر چھٹ کر موت کا پھر کیا خطا ہو جائے گا

؎ صادق ہے اگر تو صدق دکھا، قربانی کر ہر خواہش کی
ہیں جنسِ وفا کے ماپنے کے دنیا میں یہی پیمانے دو

اس نادر موقع کو غنیمت جانتے ہوئے خاکسار تمام احباب جماعت اور قارئین الفضل کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت اقدس میں یہ عہد کرتا ہے کہ: یاسیدنا! آج ہم عہد کرتے ہیں کہ اپنے خالق حقیقی اللہ تعالیٰ سے ہم اور ہماری اولادیں اپنی زندگیوں میں کبھی بھی بے وفائی نہیں کریں گے۔ خلافت احمدیہ کے مرتے دم تک وفادار رہیں گے اور آپ نے خلافت جوبلی کے موقع پر جماعت احمدیہ کو جو خلافت سے وفا و اطاعت کا عہد عطا فرمایا ہے، اس کے ہر لفظ پر ایمان لائیں گے اور اس پر عمل یقینی بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رہِ خدا میں ہی جاں فدا ہو، دل عشقِ احمد میں مبتلا ہو
اس پہ ہی میرا خاتمہ ہو، یہی مرے دل کا مدعا ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 دسمبر 2021ء)

﴾149﴿

اپنی ہر تحریر، خط پر نام ضرور لکھا کریں

تبصرہ نگاروں سے درخواست ہے کہ وہ اپنی ہر تحریر، خط، تبصرہ کے نیچے اپنا نام مع مقام اور تاریخ ضرور لکھا کریں۔ تبصرہ نگار واٹس ایپ پر میسج کر کے سمجھتے ہیں کہ چونکہ ایڈیٹر کے پاس میرا نمبر Save ہے اس لئے نام لکھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن آپ کا میسج جب ترتیب پانے کے لئے یا اخبار کا حصہ بننے کے لئے ٹیم کے پاس جاتا ہے تو وہ بغیر نام کے ہوتا ہے۔

جب ہم چھوٹے تھے تو اسکولز میں جب خط لکھنا سکھایا جاتا تھا تو استاد بار بار اوپر ایڈریس، تاریخ لکھنے اور نیچے اپنا نام اور ایڈریس لکھنے کی تلقین ان الفاظ میں کیا کرتے تھے کہ ”یہ دو نمبرز مفت کے ہیں“ اسے لکھنا نہ چھوڑیں۔ لہذا تمام قارئین بالخصوص تبصرہ نگاروں سے اس طریق کو اپنانے کی درخواست ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 دسمبر 2021ء)

﴿150﴾

اچھی صحت دینی کاموں میں ممد و معاون ہے

روح اور جسم کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ جسم چھلکا ہے اور روح مغز۔ کسی نے لکھا ہے کہ جسم برتن ہے اور روح اس کے اندر آنے والی چیز اور کسی نے کیا لاجواب کہا کہ انسان جس گھر میں رہتا ہے اسے صاف ستھرا رکھتا ہے تا وہ صحت مند رہے۔ اس طرح روح کا گھر جسم ہے اور جسم صحت مند ہو گا تو روح بھی صحت مند ہو گی۔

ہمارے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ روح کی ترقی کے لیے جسم کی نگہداشت ضروری ہے۔ اگر انسان کا بدن تندرست ہے تو روح بھی درست ہے۔ اگر صحت خراب ہو یا ایک دن سر درد ہو تو عبادت کا بھی مزا کرکرا ہو جاتا ہے۔ نماز باجماعت کے حقوق ادا نہیں ہوتے۔ نوافل، نماز تہجد کے حقوق بھی ایک چاق و چوبند اور صحت مند انسان ہی ادا کر سکتا ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت خوش دلی سے صحت مند انسان ہی کر سکتا ہے۔ حقوق اللہ تو الگ رہے حقوق العباد بھی صحیح رنگ میں ادا نہیں ہوتے۔ عزیز و اقارب کے حقوق کی ادائیگی بھی وہی شخص احسن طریق پر ادا کر سکتا ہے جو بیمار نہ ہو۔ اگر انسان بیمار ہو، کمر درد ہو تو کیسے اپنے دوستوں اور عزیزوں سے مل جل سکتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ طاقتور اور تندرست مومن، خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک کمزور صحت والے بیمار مومن سے بہتر ہے۔ کیونکہ دینی فرائض کو ادا کرنے کے لیے جسمانی صحت بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ کمزور اور مریض کی کارگزاری بھی حوصلہ شکن ہوتی ہے۔ ارادے بھی کمزور۔ جذبات سرد اور مضمحل ہوتے ہیں۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کو فرمایا تھا کہ صحت مند جسم انسان کے مقصد حیات کے حصول میں ممد و معاون ہوتا ہے۔

ماہرین ابدان نے بھی اس مضمون کو سمجھا ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ Is life worth Living تو جواب دیا Depends on Lever or Liver یعنی یہ تو زندہ رہنے یا جگر پر موقوف ہے۔ ہر دو معنوں میں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ صحت کے ساتھ ارادے بھی مضبوط ہوتے ہیں۔

ایک مقولہ مشہور ہے کہ اَلْعَقْلُ السَّلِیْمُ فِی الْجِسْمِ السَّلِیْمِ کہ درست عقل صحت مند جسم کے اندر ہوتی ہے اور وہی درست فیصلے کر پاتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو یوں نصیحت فرمائی کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کی ناقدری کر کے بہت سے لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ ایک صحت اور دوسرا فارغ رہنا۔

قرآن کریم میں حضرت طالوت کی بادشاہی کا جہاں ذکر آتا ہے وہاں یہ ذکر ملتا ہے کہ اس قوم کے لوگوں نے اس کی اطاعت کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ یہ ہمارے مقابل پر وجاہت اور مال کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر اس کی بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ کی مثال دی۔ جس کا اس عنوان سے گہرا تعلق ہے کہ وہ علم میں، جسم میں اور قویٰ میں بہت مضبوط ہے وہ دینی کام بہت احسن رنگ میں کر سکے گا۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھی اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اپنے آپ کو تندرست و توانا اور صحت مند رکھیں۔ اپنے جسموں کو تندرست رکھنے کے لیے آنحضور ﷺ کو اسوہ حسنہ جانیں اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"اپنے آپ کو ایسے مقام پر کھڑا کرو جس کے بعد تمہیں یقین ہو جائے کہ تم ہرگز بزدلی نہیں دکھاؤ گے اس کے لیے تیاری کرو مگر یہ تیاری دینی طریق کے مطابق ہونی چاہیے ایسی تیاری کرنے کے دنیا میں دو ہی طریق ہیں ایک یہ کہ جسموں کو مضبوط بنایا جائے۔ اس کی مثال نپولین، ہٹلر، چنگیز خان اور تیمور سے مل سکتی ہے اور ایک تیاری روح کی مضبوطی اور پاکیزگی کے ذریعے حاصل ہوتی ہے اس کی سب سے روشن اور اعلیٰ وارفع مثال دنیا میں محمد رسول اللہ ﷺ کے مقدس وجود میں دیکھ چکی ہے۔ پس تم ہٹلر، نپولین یا چنگیز خان اور تیمور کی بجائے محمد رسول اللہ ﷺ کے

اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھتے ہوئے تیاری کرو۔ لیکن یہ نمونہ دنیوی مثالوں سے سینکڑوں اور ہزاروں گنا بالا ہے بلکہ اتنا بالا ہے کہ آج بھی فرشتے اس پر مرحبا کہہ رہے ہیں۔“

اے مسیح موعود کے غلام کہلانے والو! اگر دینی کام کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنی صحتوں کی طرف خصوصی توجہ دیں جس حد تک ہماری صحت ٹھیک ہو گی ہم دوسروں سے زیادہ وقت دینی کاموں میں صرف کر کے اللہ کی محبت کے زیادہ وارث بن سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو روحانی اور جسمانی صحت سے ممسوح فرمائے اور کامل صحت کے ساتھ خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 دسمبر 2021ء)

﴾151﴿

آج یا کل کا استعمال

ہمارے قارئین خط لکھتے وقت اکثر لکھ دیتے ہیں کہ آج کے اخبار میں، آج کے الفضل میں یہ مضمون، نظم شائع ہوئی یا کل کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے یہ فرمایا۔

اس سلسلہ میں قارئین سے التماس ہے کہ آج یا کل کا لفظ تحریر کرتے وقت اس دن کی تاریخ معین کر کے لکھا کریں۔ تا جب آپ کا خط یا تحریر قارئین تک پہنچے تو قارئین کو متعلقہ دن کے اخبار الفضل تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ لہذا یہ لکھنا بہتر ہو گا مورخہ (تاریخ درج کریں و سن) کے الفضل میں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 دسمبر 2021ء)

《152》

انسان کا دل خدا کا گھر ہے
جب یہ اوہام باطلہ و عقائد فاسدہ سے بالکل پاک صاف ہو
(حضرت مسیح موعودؑ)

خاکسار کا ایک آرٹیکل بعنوان "انسان کا سینہ بیت اللہ اور دل حجرِ اسود ہے" ماہ اگست میں روزنامہ الفضل آن لائن میں شائع ہوا تھا۔ اس موضوع کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد پیش کیا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ "جیسے بیت اللہ میں حجرِ اسود پڑا ہوا ہے اسی طرح قلب، سینہ میں پڑا ہوا ہے...... قلبِ انسانی بھی حجرِ اسود کی طرح ہے اور اس کا سینہ، بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 172-173)

اس اقتباس کے سیاق و سباق کو دیکھیں تو یہ مفہوم نکھر کے سامنے آتا ہے کہ جس طرح بیت اللہ، بتوں سے پاک ہے اور اس میں حجرِ اسود ہے جس کا بوسہ لیا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کا سینہ ماسوائے اللہ کے، دل کا اندرونہ تمام امور سے پاک و صاف ہو۔ کسی ایسی بات کا شائبہ تک نہ ہو جس سے شرک کی بو آئے۔ رسومات و بدعات کے بتوں سے پاک و صاف دل سینہ میں ہو۔

گو اُس اداریہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل اور اس کی صفائی کے حوالہ سے کئی اقتباسات موجود تھے مگر آج اس مضمون میں بعض ایسے ارشادات دیے جا رہے ہیں جو ملفوظات سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالیہ مطالعہ کے دوران تازہ بتازہ دستیاب ہوئے ہیں۔ ان میں ایک اہم سبق آموز ارشاد خاکسار نے ملفوظات جلد دہم صفحہ 174-175 ایڈیشن 1984ء سے لیا ہے جس کا موضوع اوپر بیان شدہ عنوان سے ملتا جلتا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں۔

"اس گھر کو بتوں سے صاف کرو تا یہ خدا کا گھر کہلائے۔ فرمایا **طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ** (البقرۃ:126۔ناقل) یعنی میرے گھر کو فرشتوں کے لئے پاک کرو۔ **انسان کا دل خدا کا گھر** ہے۔ یہ خدا کا گھر اس وقت کہلائے گا اور اس وقت فرشتوں کا طواف گاہ بنے گا جب یہ اوہام باطلہ و عقائد فاسدہ سے بالکل پاک وصاف ہو۔ جب تک انسان کا دل صاف نہ ہو اس کی عملی حالت درست نہیں ہو سکتی۔" (بدر مورخہ 9 جنوری 1908ء جلد 7 نمبر 1)

یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مورخہ 27 دسمبر 1907ء کو جلسہ سالانہ کی تقریر کے ہیں جو ایڈیٹر بدر نے اخبار بدر میں روایت کیے ہیں۔ ملفوظات میں ایڈیٹر الحکم نے اس مضمون کو یوں نقل کیا ہے۔

"یاد رکھو! یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ خبیث اور طیب کبھی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ابھی وقت ہے کہ اپنی اپنی اصلاح کر لو۔ یاد رکھو کہ انسان کا دل خدا کے گھر کی مثال ہے۔ خانہ خدا اور خانہ انسان ایک جگہ نہیں رہ سکتا جب تک انسان اپنے دل کو پورے طور پر صاف نہ کرے اور اپنے بھائی کے لئے دکھ اٹھانے کو تیار نہ ہو جائے تب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف نہیں ہو سکتا اور یہ باتیں میں اس واسطے بیان کرتا ہوں کہ آپ لوگ جو یہاں قادیان میں آئے ہو ایسا نہ ہو کہ پھر خالی کے خالی ہی واپس چلے جاؤ۔ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ معلوم نہیں کہ آئندہ سال تک کون مرے اور کون زندہ رہے گا اس لئے سچے دل سے توبہ کرنی چاہیے۔" (ملفوظات جلد دہم صفحہ 174۔175)

پھر آپ کیا ہی عمدہ الفاظ میں دل کی صفائی کرنے کی طرف یوں توجہ دلاتے ہیں۔

"جب انسان میں اللہ تعالیٰ کی محبت جوش زن ہوتی ہے تو اس کا دل سمندر کی طرح موجیں مارتا ہے۔ وہ ذکرِ الٰہی کرنے میں بے انتہا جوش اپنے اندر پاتا ہے اور پھر گن کر ذکر کرنا تو کفر سمجھتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عارف کے دل میں جو بات ہوتی ہے اور جو تعلق اپنے محبوب و مولا سے اُسے ہوتا ہے وہ کبھی روا رکھ سکتا ہی؟ نہیں یہ تسبیح لے کر دانہ شماری کرے۔ کسی نے کہا ہے

مَن کا منکا صاف کر۔

انسان کو چاہیے کہ اپنے دل کو صاف کرے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرے تب وہ کیفیت پیدا ہو گی اور ان دانہ شماریوں کو ہیچ سمجھے گا۔" (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 720 ایڈیشن 1984ء)

دلوں کی صفائی کے حوالے سے فرمایا۔

"بہت کم لوگ ہیں جو کہ دلوں کو صاف کرتے ہیں۔ اگر ایک پاخانہ (ٹائیلٹ۔ ناقل) میں سے پاخانہ تو اٹھا لیا جاوے مگر اس کے چند ریزے باقی رہیں تو کسی کا دل گوارا کرتا ہے کہ اس میں روٹی کھاوے۔ اسی طرح اگر پاخانہ کے ریزے دل میں ہوں تو رحمت کے فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ 263)

پھر فرمایا:

"دل کو پاک صاف کرنا بھی ایک موت ہوتی ہے۔ جب تک انسان محسوس نہ کرے کہ میں اب وہ نہیں ہوں جو کہ پہلے تھا تب تک اسے سمجھنا چاہئے کہ میں نے کوئی تبدیلی نہیں کی"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ 385)

حدیث میں ہے کہ انسانی جسم میں ایک عضو ایسا ہے کہ اگر وہ درست ہو تو جسم کے باقی اعضاء بھی درست سمت رہیں گے اور وہ عضو دل ہے۔ اس کی اہمیت اور افادیت کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دل کی صفائی کو مختلف زاویوں اور مختلف مثالوں سے سمجھایا ہے کہ اگر دل کو صاف رکھتے ہیں تو پھر عرفان اور ایقان بھی نصیب ہو جاتا ہے۔ دل کی صفائی کو آپ نے ایک اور حسین انداز میں برتنوں کو قلعی یعنی پالش کروانے کے حوالہ سے سمجھایا ہے۔ شاید آج کی نوجوان نسل اس کو نہ سمجھ سکے ورنہ پرانے وقتوں میں پانڈے قلعی کرنے والے گلی کوچوں میں "پانڈے قلعی کروالو" (برتن چمکا کر نئے بنانے) کی صدائیں بلند کیا کرتے تھے۔ اور خواتین اپنے برتن بالخصوص پیتل، تانبے اور ایلومینیم کے برتن قلعی کروایا کرتی تھیں۔ بلکہ ہم دیکھتے رہے ہیں کہ دیہاتی خواتین اپنے کمروں کی پرچھتیوں پر سے پیتل کے برتن اتار کر سال میں ایک بار ضرور قلعی کرواتی تھیں ورنہ کَس کھلنے کا محاورہ استعمال ہوتا تھا۔ آج کل کیٹرنگ کرنے والے اپنے تانبے کے برتنوں، دیگچوں اور دیگوں کو قلعی کرواتے رہتے ہیں۔

اس حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ بڑے سیدھے سادے تھے۔ جیسے کہ ایک برتن قلعی کرا کر صاف اور ستھرا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ان لوگوں کے دل تھے جو کلامِ الٰہی کے انوار سے روشن اور کدورتِ نفسانی کے زنگ سے بالکل صاف تھے گویا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا(الشمس:10 ناقل) کے سچے مصداق تھے۔" (ملفوظات جلد ششم ایڈیشن1984ء صفحہ 15)

اسی مضمون کو ایڈیٹر صاحب بدر نے یوں نقل کیا ہے۔

"جب ایک برتن کو مانجھ کر صاف کر دیا جاتا ہے پھر اس پر قلعی ہوتی ہے اور پھر نفیس اور مصفّا کھانا اس میں ڈالا جاتا ہے۔ یہی حالت ان کی تھی۔ اگر انسان اسی طرح صاف ہو اور اپنے آپ کو قلعی دار برتن کی طرح منور کرے تو خدا تعالیٰ کے انعامات کا کھانا اس میں ڈال دیا جاوے۔

(بدر جلد2 نمبر23 صفحہ 177 مورخہ 26جون 1903)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو احبابِ جماعت کے دلوں کو صاف ستھرا رکھنے کی اس قدر فکر دامنگیر تھی کہ ایک موقع پر دل کو صندوقچی سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح پرانے وقتوں میں ہماری بزرگ خواتین نے گھروں میں صندوقچیاں رکھی ہوتی تھیں۔ جن کو چھوٹی چھوٹی جندریوں (تالوں) سے بند رکھا ہوتا تھا۔ اور چابی انہوں نے اپنے پاس محفوظ کی ہوتی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد وہ ان صندوقچیوں کو کھول کر کپڑوں وغیرہ کو ہوا لگوایا کرتیں، صاف کرتی تھیں اور کیڑے مکوڑوں اور جراثیم سے حفاظات کے لئے فنائل کی گولیاں رکھا کرتی تھیں۔ بعض اوقات صندوقچی کو کھول کر اسے صاف کرنے کی ضرورت بھی نہ ہوتی تھیں مگر وہ صرف اپنے کپڑوں کی تہوں کو بدل دیتی تھیں جس سے کپڑے صاف بھی ہو جاتے اور ان کپڑوں کی عمر بھی بڑھ جاتی۔ پرانی بزرگ خواتین کے گھریلو معاملات سے بہت سبق ملتا رہتا تھا۔ دیہاتوں میں کمروں کی دیواروں پر لکڑی کے شیڈ بنا کر وہ اپنے برتن سجایا کرتی تھیں۔ وہ ان پر جھاڑ پونچھ تو ہر دوسرے تیسرے دن کرتی تھیں مگر چھ ماہ یا

سال کے بعد ان تمام برتنوں کو اُتار کر دھوتیں، صاف کپڑے سے چمکاتیں، پھر پرچھتی کو بھی صاف کرتیں اور دوبارہ قدرے ترتیب تبدیل کر انہیں سجا دیتی تھیں۔

گھروں کی اور انسانی بدن کی اس ظاہری صفائی کے عمل کو ہمیں دل کی اندرونی صفائی پر بھی لاگو کرنا چاہیے۔ اور دل جو صندوقچی ہے اس کی چابی انسان کے اپنے پاس ہوتی ہے اُسے کھول کر صاف کرنا، اس کے اندر کی اشیا کو اٹھانا، پلٹانا اور دعاؤں، نئے عزم و ارادہ کے مُصفّیٰ پانی سے اُسے دھونا اور تقویٰ کے صاف کپڑے سے اسے مزید پاک صاف اور خشک کرنا ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”دل تو اللہ تعالیٰ کی صندوقچی ہوتا ہے اور اس کی کنجی اس کے پاس ہوتی ہے۔ کسی کو کیا خبر کہ اس کے اندر کیا ہے۔“ (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 417)

دل کا تعلق غیروں سے

انسان کے اپنے دل کا اپنے وجود اور جسم کے ساتھ گہرا تعلق تو ہوتا ہی ہے۔ ماحول میں بسنے والے عزیز و اقارب، دوست احباب حتّٰی کہ غیروں سے بھی اس کا دل تعلق رکھتا ہے۔ جماعت احمدیہ میں ہم میں سے ہر ایک داعی الی اللہ اور داعی الی الخیر ہے۔ اسی لئے دعوت الی اللہ کی کامیابی کا تعلق ہمارے اپنے نمونہ پر منحصر ہوتا ہے، جس کے لیے دل کا صاف ستھرا ہونا ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”پہلے گھر صاف ہو تو پھر دوسرے لوگوں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔“

(ملفوظات: جلد دہم صفحہ 116)

جب اپنا دل صاف ہو تو سچے دل سے نکلی ہوئی بات دوسروں کے قلب و ذہن پر اپنا نقش چھوڑ جاتی ہے۔ اسی لئے تو مشہور ہے کہ:

”جو دل سے نکلتی ہے، وہ اثر رکھتی ہے“

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

کہ بات جو کسی کے دل سے نکلتی ہے وہ دوسروں کے دل پر بیٹھ جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ضرب المثل کا ذکر زیر عنوان "فلاح الدارین کے حصول کے طریق" کے تحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل و قال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبر نہ کرو، بدکاریوں سے بچو مگر جو اُن کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ اس سے کر لو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دل پر کہاں تک ہوتا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل، ایڈیشن 2016ء صفحہ 57)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دل اور سینہ کو دنیا و مافیہا کی آلائشوں جیسے کینہ، بغض، نفرت، ریاکاری، جھوٹ، تکبر، بدکاری اور بدرسوم وغیرہ سے محفوظ رکھنے کی توفیق دیتا رہے آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 دسمبر 2021ء)

﴾153﴿

الفضل آن لائن کی رضاکارانہ خدمت کرنے کے خواہشمند احباب وخواتین اسے ضرور پڑھیں

- ادارہ روزنامہ الفضل آن لائن کو بعض انگریزی آرٹیکلز اور رپورٹس کا اردو اور اردو آرٹیکلز کے انگلش زبان میں ترجمے کی ضرورت رہتی ہے۔ انگریزی دان خواتین و حضرات جو اردو زبان پر دسترس رکھتے ہوں اور الفضل کی خدمات رضاکارانہ طور پر کرنے کے متمنی ہوں وہ **اپنے نام اور علمی کوائف درج ذیل آفیشل میل ایڈریس info@alfazlonline.org پر بھیجیں اور اپنا واٹس ایپ نمبر بھجوانا نہ بھولیں۔**
- ادارہ الفضل آن لائن ایسے بزرگ حضرات وخواتین کے لئے اپنے بعض اہم مضامین جو مقبول ترین کے معیار پر آتے ہیں۔ صوتی آواز میں ریکارڈ کروا کر قارئین کی خدمت میں آن لائن پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جس کے لئے اچھی اور خوبصورت آواز کے قارئین میں سے رضاکارانہ طور پر پڑھنے والے احباب وخواتین کی ضرورت ہے جو اردو ادب کے رموز سے آگاہ اور علمی ذوق سے تعلق رکھتے ہوں اور ان کا اردو بولنے کا تلفظ بھی معیاری ہو۔ **ایسے احباب وخواتین اپنے نام مع علمی کوائف وواٹس ایپ نمبر الفضل کی آفیشل میل info@alfazlonline.org پر بھجوا کر ممنون فرمائیں۔**
- مضمون نگار اور شعراء (مرد حضرات) اپنے مضامین اور منظوم کلام بھجواتے وقت اپنی پاسپورٹ سائز کی فوٹو (ٹوپی کے ساتھ) بھجوائیں تا مضمون یا نظم کی اشاعت کے ساتھ آویزاں کی جاسکے۔ یاد رہے فوٹو صاف اور معیاری pixels ہوں، سائیڈ پوز نہ ہو بلکہ فوٹو سامنے سے لی گئی ہو۔

- کچھ عرصہ سے نونہالان جماعت یعنی بچوں کے لئے ”اطفال کارنر“ کے عنوان سے ایک کالم کا آغاز کیا گیا ہے۔۔ جس میں بچوں و بچیوں کے لئے اجلاسات اور ONLINE میٹنگز میں پیش کرنے کے لئے تقاریر شامل کی جارہی ہیں۔ اس کالم کے آغاز کے وقت احباب و خواتین سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ بھی تقاریر لکھ کر بھجوائیں یا آپ کے بچوں نے جو تقاریر مختلف محافل میں کر رکھی ہیں اور آپ کے گھروں میں موجود ہیں وہ بغرض اشاعت بھجوائیں۔ نیز والدین سے یہ بھی درخواست کی گئی تھی کہ بچوں سے متعلقہ تربیتی امور پر تحریرات بھی بھجوائیں۔ **قارئین سے اس طرف خصوصی توجہ دینے کی درخواست ہے۔** الفضل آن لائن میں اطفال کارنر لانے کا مقصد یہ تھا کہ
نمبر 1۔ جماعت کے نونہالوں کی بھی جماعتی آرگن الفضل کی طرف توجہ ہو۔
نمبر 2۔ جماعت کے بچے اردو کی طرف رغبت کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کے قابل ہوسکیں۔
- ادارہ الفضل نے کچھ عرصہ سے ”چھوٹی مگر سبق آموز بات“ کے عنوان سے تربیت و علمی TIPS کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جو قارئین کی محفل میں بہت پذیرائی حاصل کر رہا ہے۔ الحمد للہ علی ذالك۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ معاشرے میں پائے جانے والے ایسے امور جو آپ کے مشاہدات میں روزانہ آتے ہیں اور ان کا اسلامی تعلیم سے دور دور کا تعلق نہیں ان کی نشاندہی کی جائے۔ مگر قارئین نے اس عنوان کے تحت قرآنی آیات، احادیث اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھجوانے شروع کر دیئے ۔جن کی طرف بعض قارئین نے توجہ دلائی کہ یہ تو چھوٹی بات کے زمرے میں نہیں آتیں اور واقعتاً نہیں آتیں۔ لہذا قارئین کو اس طرف توجہ دلائی گئی کہ اپنے مشاہدات پر مشتمل اچھے امور یا کسی قوم کی اچھی باتیں بھجوائیں۔ **قارئین کو اس طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔**

- بعض مضمون نگار، آیات یا احادیث کا حوالہ ترجمہ کے بعد دیتے ہیں۔ جو مناسب نہیں اس سے قبل بھی توجہ دلائی گئی تھی کہ آیت قرآنی یا حدیث نبوی کا حوالہ آیت قرآنیہ یا حدیث کا ہے نہ کہ ترجمہ کا۔ **لہٰذا کمپوزنگ کرنے والے تمام حضرات و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ اس اہم امر کا خیال رکھیں۔**
- Indesigne گرافکس پروگرام میں مہارت رکھنے والے حضرات و خواتین اگر الفضل آن لائن کی رضاکارانہ خدمت کرنے کے خواہشمند ہوں تو وہ آفیشل ویب سائٹ info@alfazlonline.org پر اپنا نام و کوائف وواٹس ایپ نمبر سے رابطہ کریں۔

کان اللہ معکم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 دسمبر 2021ء)

《154》

معزّز شعراء متوجہ ہوں

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو اور آپ کے اہلِ خانہ کو اپنی حفاظت وامان میں رکھے۔ اور اپنے انعامات سے نوازتا رہے۔ آمین

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ پاکستان میں روزنامہ الفضل ربوہ کی بندش کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس اخبار کو لندن سے آن لائن جاری فرما دیا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالك

جماعت احمدیہ کے اس آرگن میں ایک کالم منظوم کلام کے لئے مخصوص ہے جس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفاء عظام اور احمدی شعراء کا کلام بھی شائع ہوتا ہے۔ آپ سے اپنا تازہ کلام جو صرف اور صرف اخبار الفضل آن لائن کے لئے لکھا ہو۔ درج ذیل ای میل پر بھجوانے کی درخواست ہے۔

Info@alfazlonline.org

آپ سے الفضل کی ترقی وترویج کے لئے جہاں کوشش کرنے کی درخواست ہے وہاں اس کے لئے دُعا کی بھی درخواست ہے۔ یہ اخبار آج دنیا بھر میں اردو پرنٹ میڈیا میں سب سے زیادہ لمبی عمر پانے والا اخبار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا علمی وروحانی فیض جاری رکھے اور اس نہر سے بہت سوں کو مستفیض ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔ درج ذیل ویب پر جاکر اس کو Download کرکے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے یا اس کی Apps بھی اپنے فونز پر ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہیں۔ جو یہ ہیں

• آفیشل ویب سائیٹ

https://www.alfazlonline.org

• ایپ اینڈرائیڈ فون

https://play.google.com/store/apps/details?id=org.alfazlonline.alfazlonline&hl=en_GB&gl=US

• ایپ Apple فون

https://apps.apple.com/gb/app/alfazl-online/id1500041209

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 دسمبر 2021ء)

﴿155﴾

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت

؎ وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

”میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔ تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی ہے کہ گویا میں نہیں فرشتے لکھتے جاتے ہیں گو بظاہر میرے ہی ہاتھ ہیں۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو بھی میرے ہاتھ سے جام پیئے گا وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں آیا۔“

یہ وہ اس مسیح مہدی کے الفاظ ہیں جس نے خدائے واحد و یگانہ کی توحید، سیدنا حضرت محمد ﷺ کی رسالت اور قرآن کریم کی حکومت کے لیے 84 کے قریب معرکہ آراء، گراں قدر کتب تحریر فرمائیں۔ اور ان کی اہمیت اور افادیت ان الفاظ میں بیان فرمائی جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔

یہ کتب بحر و عرفان کے موتی ہیں جو قرآن کریم جیسے گہرے سمندر میں غوطہ لگا کر حاصل کئے گئے ہیں گویا قرآن و احادیث کی اس زمانہ میں بہت عمدہ تشریح ہیں جو سعادت مند روحوں میں نیکی، تقویٰ اور عشق الٰہی کو روشن کر کے سینہ و دل کو منور کر دیتی ہیں اور فرش سے اٹھا کر آسمان روحانیت کا درخشندہ ستارہ بنا دیتی ہیں۔ پھر حضرت مولانا حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ جیسے مفسر قرآن، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ جیسے عالم اور مفسر پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے اناج کے ذخیرہ سے لوگوں کی جان بچائی تھی اسی طرح جان بچانے کے لیے خدا نے مجھے ایک روحانی غذا کا مہتمم بنایا ہے۔ جو شخص اس غذا کو سچے دل سے پورے وزن کے ساتھ کھائے گا میں یقین رکھتا ہوں کہ ضرور اس پر رحم کیا جائے گا۔

اس کے بالمقابل جو فائدہ نہیں اٹھاتے ان کے بارہ میں فرمایا:

وہ جو خدا کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ پس اپنے نفس کی اصلاح، عزیز و اقارب اور معاشرہ میں پھیلے دیگر احباب جماعت کی تعلیم و تربیت اور غیروں کو پیغام حق پہنچانے کے لیے اسلحہ سے لیس ہونے کے لیے مامور زمانہ کی کتب کا مطالعہ ضروری ہے۔

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحیثیت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 دسمبر 2021ء)

﴾156﴿

مالی دا کم پانی دینا، بھر بھر مشکاں پاوے

روز نامہ الفضل آن لائن کے لکھاریوں، قلم کاروں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ ذَالِکَ۔ بعض مضمون نگار تو قسط وار مضامین بھجوا رہے ہیں۔ اور بعض مختصر مگر نئے نئے عناوین پر قلم آزمائی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اور دن بدن اخبار الفضل کے گلدستہ میں نہ صرف پھولوں کا اضافہ ہو رہا ہے بلکہ پھولوں کی ورائٹی، رنگت اور خوشبو کی مہک بڑھتی جا رہی ہے۔ ادارہ الفضل آن لائن کی کوشش ہوتی ہے کہ ہر مضمون اور آرٹیکل کو ایڈٹ کر کے قابلِ اشاعت بنایا جائے۔ تاہم چند مضامین بعض سقم کی وجہ سے جلد جگہ نہیں بنا پاتے۔ ان میں بعض تو ہاتھ سے لکھے ہوتے ہیں۔ بعض ان پیج میں کمپوز ہوئے ہوتے ہیں جبکہ ہماری Requirment ورڈ مائیکرو سافٹ میں کمپوزنگ ہے اور چند مضامین ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر کوئی نام وغیرہ درج نہیں ہوتا۔ اور پھر انہی کی طرف سے مضمون کے جلد اشاعت نہ ہونے پر شکوہ ہوتا ہے۔

ہم نے جب اخبارات کے لئے لکھنا شروع کیا تو ہمارے بزرگ اساتذہ نے جو قیمتی گُر بتائے تھے۔ ان میں ایک نایاب گُر یہ تھا کہ آپ اخبار کے لئے لکھتے جائیں اور بغرض اشاعت ان کو متعلقہ اخبار تک بھجواتے رہیں۔ اور یہ ہرگز نہ سوچیں کہ یہ طبع ہوا ہے یا نہیں اور نہ ایڈیٹر کو یاد دہانی کروائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مضمون کی اشاعت سے حوصلہ بڑھتا ہے لیکن اساتذہ کا کہنا تھا کہ مسلسل لکھتے رہنے سے آپ کو لکھنے کی عادت ہو گی اور تحریر پختہ ہو گی۔ لیکن آج بعض ایسے بھی ہیں کہ ادھر مضمون الفضل کے لئے بھجوایا نہیں اُدھر پوچھنے کے لئے فون پر فون کرنے شروع کر دیتے ہیں۔

لیکن ان کے مقابل پر ایسے قلمکار حضرات وخواتین بھی موجود ہیں جو کثرت سے الفضل آن لائن کے لئے آرٹیکلز لکھتے ہیں اور وہ اپنے مضامین کے حوالہ سے ادارہ کو پوچھتے تک نہیں اور نہ یاددہانی کرواتے ہیں گو ادارہ حصہ رسدی کے مطابق اپنے مستقل مضمون نگاروں کو آنر دیتا اور ان کے مضامین شائع کرتا ہے۔ ان میں ایک جناب انجنیئر محمود مجیب اصغر اور ایک مسز امۃ الباری ناصر آف امریکہ ہیں۔ ہر دو سے دو مختلف مقامات پر دو مختلف اوقات میں خاکسار نے ہی بات کی کہ بسا اوقات آپ کے درجن کے لگ بھگ مضامین ہمارے پاس بطور امانت جمع ہو جاتے ہیں لیکن وہ بعض دیگر اہم مضامین، خطبات، خطابات اور رپورٹس کی وجہ سے جگہ نہیں بناپاتے۔ تو ہر دو نے بے ساختہ میاں محمد بخش صاحب کا یہ شعر پڑھا جس کا ایک مصرعہ خاکسار نے اس آرٹیکل کا عنوان بنایا ہے۔

مالی دا کم پانی دینا، بَھر بَھر مشکاں پاوے
مالک دا کم پھَل پھُل لانا، لاوے نہ لاوے

میاں محمد بخش صاحب نے اس شعر کو تو کسی اور رنگ میں کہا مگر اوپر درج الفضل سے محبت کرنے والے دو دوستوں نے کمال محبت اور عشق سے روزنامہ الفضل کے ساتھ جوڑ کر ایک ایسا مضمون میرے دل ودماغ میں سلجھا دیا جس کو بیان کرنا میرے پر اس لئے قرض معلوم ہوتا ہے کہ تا اللہ تعالیٰ کا اس انعامِ خداوندی پر شکر ادا ہو سکے۔ گویا کہ ان دو افراد نے الفضل سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے آپ کو ''مالی'' قرار دیا ہے اور الفضل کو پھلدار درخت، جو باغِ احمدیت میں سے ایک ایسا سدا بہار خوبصورت پودا ہے۔ جو سایہ دار بھی ہے، جس کو پھول بھی لگتے ہیں جن کی بھینی بھینی خوشبو سے نہ صرف اس کے ارد گرد یا اس پر بسیرا کرنے والے روحانی چرند پرند فائدہ اٹھاتے ہیں بلکہ وہ پھول، پھلوں میں تبدیل ہو کر نہ صرف روحانی لوگوں کی سیری کا باعث بنتا ہے بلکہ مقوی غذا ہوتے ہوئے تقویت کا سامان بھی کرتا ہے۔ اور ان پھلوں کی لذت تا دیر زبان اور طبیعت پر محسوس ہوتی ہے۔

یہی کیفیت اخبار الفضل کی ہے۔ اس وقت دنیا میں تو ان گنت پھل اور میوے موجود ہیں۔ جو انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتے۔ اب انٹرنیٹ نے اس حد تک دنیا کے پھل متعارف کروادیئے ہیں مگر فوٹوز اور وڈیوز میں ان کا ذائقہ تو نہیں چکھا جا سکتا۔ سورۃ الرحمٰن کی تلاوت کو اگر چینلز پر دیکھیں تو فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ کے ذکر میں فوراًرنگ برنگے پھلوں کی شکلیں ٹی وی پر نمودار ہوتی ہیں جن کو دیکھ کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بار بار کہنے کو دل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جن درختوں یا پھلوں کا ذکر قرآن کریم میں کیا ہے ان میں سے کھجور، زیتون اور انار کا ذکر بار بار ملتا ہے۔ کھجور کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں۔

”میں نے مخالف لوگوں کی کتابوں میں ایک حدیث پڑھی ہے جس نے مجھے بڑے غور کا موقع دیا اور وہ حدیث مجھے بڑی ہی دلچسپ معلوم ہوئی (اگر ہے) اس کا مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو ترغیب دیتے ہیں کہ کھجور کا درخت اس بقیہ مٹی سے بنایا گیا جس سے حضرت آدم علیہ السلام بنائے گئے تھے اور اس لئے وہ مسلمان کی پھوپھی ہے۔ بڑے غور اور فکر کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ یہ فقرہ نبوت کے چشمہ سے ضرور نکلا ہے اور ساتھ ہی مجھے رنج بھی ہوا۔ ایک اور حدیث کا مضمون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاک مجلس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھا کہ ایک درخت ہے کہ وہ مومن کی مثال ہے اور پھر آپ ہی فرمایا کہ وہ کھجور ہے۔ اس میں سر کیا تھا؟ کھجور کے درخت میں چند خصوصیتیں ہوتی ہیں۔

(1) کھجور کا پھل روٹی کا قائمقام ہوتا ہے۔ (2) روٹی کے ساتھ سالن کا بھی کام دیتا ہے۔ (3) پھل کا پھل بھی ہے۔ (4) شربت کا کام بھی دیتا ہے۔ (5) اس کے پتے ہوا کے شدید سے شدید جھوکوں سے بھی نہیں گرتے ہیں۔ (6) پھر پتوں کے پنکھے چٹائیاں بنتی ہیں۔ (7) تنے کی رسیاں بنتی ہیں۔ (8) ریشوں سے تکیے بنتے ہیں۔ (9) لکڑی کام آتی ہے۔ (10) کھجور کی گٹھلی سے جانوروں کے لیے عمدہ غذا بنتی ہے۔ (11) شاخوں کے سرے کے درمیان کی گری مقوی ہوتی ہے۔

غرض کھجور ایک ایسا درخت ہے کہ اس کا کوئی حصہ بھی ایسا نہیں جو مفید اور نفع رساں نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کی مثال سے یہ بتلایا ہے کہ مسلمان کو بڑا ہی نفع رساں ہونا چاہئے اور ایسا ثابت قدم اور مستقل مزاج ہو کہ کوئی ابتلا اس پر اثر نہ کر سکے مگر مجھے یہ دیکھ کر سخت رنج ہوا کہ آج مسلمانوں کی یہ حالت نہیں رہی۔" (ارشاداتِ نور جلد اوّل صفحہ 72-73)

الفضل بھی بس ایک ایسا درخت ہے جس کو مضمون نگار، شعراء بطور مالی کے پانی دیتے ہیں اور قارئین مطالعہ اور دعاؤں سے اس درخت کی مضبوطی میں مدد اور معاون گار ثابت ہوتے ہیں اور دوسری طرف یہ پودا اور درخت بھی قارئین کے لئے تقویت اور غذائیت کا باعث بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اخبار الفضل کو ایسے مالی ہزاروں کی تعداد میں عطا کرتا رہے جو پانی کی مشکیں ڈالتے رہیں اور الفضل بھی ان کے لئے تقویت اور ازدیاد ایمان و علم کا موجب بنتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 دسمبر 2021ء)

﴿157﴾

تسبیح کے دانے اور وحدت جمہوری

تسبیح کا لفظ حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کی تحمید اور تکبیر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ (بنی اسرائیل:45)

یعنی: اور (دنیا کی) ہر چیز اُس کی تعریف کرتی ہوئی (اس کی) تسبیح کرتی ہے۔

(ترجمہ از تفسیر صغیر)

ہم نے اکثر دیکھا ہے رنگ رنگ کے خوشنما پرندے صبح سویرے جو چہچہاتے اور اپنی اپنی بولیوں میں نئے دن کے طلوع ہونے پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں، وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہے ہوتے ہیں یعنی اس پاک ذات کی تعریف کرتے ہیں کہ اس کی وجہ سے ہمیں نیا سہانا دن دیکھنا نصیب ہوا۔ اکثر چھوٹے بڑے جانوروں کو آسمان کی طرف منہ کرتے اور اپنی زبان میں آواز بلند کرتے دیکھا جاتا ہے، بلکہ ان میں سے بعض تو اپنا منہ کھول کر آسمان کی طرف کرتے ہیں وہ بھی دراصل تسبیح کر رہے ہوتے ہیں۔ پھولوں اور پتوں وغیرہ یعنی نباتات پر نگاہ ڈالیں تو بعض پتے، ٹہنیاں ایک خاص وقت پر جُھک جاتی ہیں یہ دراصل ان کی تسبیح خوانی کا ہی وقت ہوتا ہے۔ بعض درختوں کے پتے رات بھر بند رہنے کے بعد علی الصبح ایک نئی شان کے ساتھ کھل جاتے ہیں۔ سورج مکھی پھول کو سورج کے ساتھ ساتھ گھومنے کو آپ کیا نام دیں گے۔ وہ سورج کی طرف منہ کرکے اس کی آن بان شان اور روشنی بکھیرنے کے عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے گُن گا رہا ہوتا ہے یعنی اس بے عیب نظام کے تخلیق کرنے پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہوئے تسبیح کر رہا ہوتا ہے۔ اشرف المخلوقات یعنی انسان کو بھی صبح سویرے نماز فجر ادا کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے

کے حکم کے پیچھے بھی یہی تسبیح و تحمید کرنا ہے۔ صبح کے وقت انسان کا اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے کا طریقہ عبادت الٰہی اور تلاوت قرآن کریم رکھا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کے اس پُر حکمت نظام کے بارے میں کچھ عرض کرنے کے بعد خاکسار اب موضوع تحریر کے بارے میں بتانا چاہتا ہے۔ آج تسبیح کی ظاہری شکل جو چند پلاسٹک، لکڑی یا پتھر کے دانوں کو ایک دھاگے یا ڈور میں پرو کر اللہ تعالیٰ کے نام کو گننے کے لیے یا اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور تکبیر پر مشتمل الفاظ کا وِرد کرنے کے لئے دنیا والوں نے بنالی ہے، وہ تسبیح کہلاتی ہے۔ آج اس پر گفتگو کرنا مقصود ہے۔ آج کل نت نئ خوبصورت دانوں یعنی موتیوں والی تسبیحیں موجود ہیں۔ بلکہ آج تو الیکٹرانک اور ڈیجیٹل تسبیحیں بھی لوگوں کے ہاتھوں میں نظر آتی ہیں۔ ایک چھوٹی سی ڈیوائس پر بٹن لگا ہوتا ہے اس کو دبانے سے نمبر بڑھتے جاتے ہیں اللہ کے نام پر اور اس کے ذکر پر بٹن دباتے جائیں تو نمبر زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور پتہ لگ جاتا ہے کہ کتنی دفعہ اللہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے ہاتھوں کی انگلیوں کے پورے بنائے ہی تسبیحات اور ذکر الٰہی کرنے کے لئے ہیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ ہر نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں بھی ان پُوروں پر ہی تسبیحات کرتے تھے۔ اس کی حکمت ایک یہ بھی ہے کہ ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ، 33 مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور 34 مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے کے لئے انگلیوں کے پورے بڑی آسانی مہیا کرتے ہیں اور اس سے دکھاوے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔

آج کل حاجی صاحبان، تاجر حضرات، سیاستدان اور مختلف ممالک کے سربراہان ہاتھ میں تسبیح رکھنا اپنا وطیرہ سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ منہ سے جھوٹ کا زہر اُگل رہے ہوں مگر اپنی انگلیوں سے تسبیح کے دانے نیچے گراتے جاتے ہیں، صرف یہی نہیں ساتھ ساتھ باتیں اور دانے گرنے کی رفتار برابر ہوتی ہے، آپ خود اندازہ لگالیں کہ یہ سب کیا ہے!۔ پاکستان کے بعض سیاستدان بھی باتیں کرتے ہوئے بائیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی تسبیح کے دانے انگلی کے ذریعے نیچے گراتے نظر آتے ہیں۔ اب تو بعض اینکر حضرات اور ٹاک شوز میں آنے والے مہمانوں کے ہاتھوں میں بھی تسبیح نظر آتی

ہے۔ ایک مدعو ہونے والے مہمان نے گھنٹہ بھر ٹاک شو میں سچی جھوٹی گفتگو کرنی ہے۔ مگر اس دوران تسبیح کے ساتھ کھیل میں مصروف رہیں گے۔ اور اس کو ہتھیلی میں گھماتے رہیں گے یا دانے گنتے ہوں گے۔ باتوں کے دوران تو گنا ہی جا سکتا ہے۔ بھلا پوچھئے کہ گفتگو کے دوران کیسے تسبیح ہو سکتی ہے اور کرنی بھی سیاست ہو جس کا دوسرا نام جھوٹ، فریب، دھوکہ اور بد دیانتی سے اپنا پیٹ بھرنا ہے۔

جماعت احمدیہ تسبیح پر گن کر تسبیحات کرنا منع تو نہیں کرتی تاہم پسند بھی نہیں کرتی۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ سوال ہوا کہ مخالف کہتے ہیں کہ یہ لوگ نمازیں تو پڑھتے ہیں لیکن تسبیحیں نہیں رکھتے۔ جس پر آپؑ نے فرمایا:

"صحابہؓ کے درمیان کہاں تسبیحیں ہوتی تھیں۔ یہ تو ان لوگوں نے بعد میں باتیں بنائی ہیں۔"

* پھر فرمایا:

"ایک شخص کا ذکر ہے کہ وہ لمبی تسبیح ہاتھ میں رکھا کرتا تھا اور کوچہ میں سے گزر رہا تھا راستہ میں ایک بُڑھیا نے دیکھا کہ خدا کا نام تسبیح پر گِن رہا ہے۔ اس نے کہا کہ کیا کوئی دوست کا نام گِن کر لیتا ہے؟۔ اس نے اسی جگہ تسبیح پھینک دی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے حساب ہیں ان کو کون گِن سکتا ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 419 ایڈیشن 1984ء)

پھر ایک اور موقع پر تسبیح کی حقیقت کے متعلق یوں بیان فرمایا:

"تسبیح کرنے والے کا اصل مقصود گنتی ہوتا ہے اور وہ اس گنتی کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ یا تو وہ گنتی پوری کرے اور یا توجہ کرے۔ اور یہ صاف بات ہے کہ گنتی کو پوری کرنے کی فکر کرنے والا سچی توبہ کر ہی نہیں سکتا ہے۔ انبیاء علیہم السّلام اور کاملین لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذوق ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے عشق میں فنا شدہ ہوتے ہیں انہوں نے گنتی نہیں کی اور نہ اس کی ضرورت سمجھی۔ اہلِ حق تو ہر وقت خدا تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ اُن کے

لئے گنتی کا سوال اور خیال ہی بیہودہ ہے۔ کیا کوئی اپنے محبوب کا نام گِن کر لیا کرتا ہے؟ اگر سچی محبت اللہ تعالیٰ سے ہو اور پوری توجہ الی اللہ ہو تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ پھر گنتی کا خیال پیدا ہی کیوں ہو گا۔ وہ تو اسی ذکر کو اپنی رُوح کی غذا سمجھے گا اور جس قدر کثرت سے کرے گا۔ زیادہ لُطف اور ذوق محسوس کرے گا اور اس میں اَور ترقی کرے گا۔ لیکن اگر محض گنتی مقصود ہو گی۔ تو وہ اُسے ایک بیگار سمجھ کر پورا کرنا چاہے گا۔

ایک صاحب نے پوچھا کہ بعد نماز تسبیح لے کر 33 مرتبہ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وغیرہ جو پڑھا جاتا ہے اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ حسب مراتب ہوا کرتا تھا اور اسی حفظ مراتب نہ کرنے کی وجہ سے بعض لوگوں کو مشکلات پیش آئی ہیں اور انہوں نے اعتراض کر دیا ہے کہ فلاں دو احادیث میں باہم اختلاف ہے حالانکہ اختلاف نہیں ہوتا بلکہ وہ تعلیم بلحاظ محل اور موقعہ کے ہوتی تھی۔ مثلاً ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے پوچھا کہ نیکی کیا ہے؟۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے کہ اس میں یہ کمزوری ہے کہ ماں باپ کی عزّت نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ نیکی یہ ہے کہ تو ماں باپ کی عزّت کر۔ اب کوئی خوش فہم اس سے یہ نتیجہ نکال لے کہ بس اور تمام نیکیوں کو ترک کر دیا جاوے۔ یہی نیکی ہے۔ ایسا نہیں۔ اسی طرح پر تسبیح کے متعلق بات ہے۔ قرآن شریف میں تو آیا ہے۔ وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ۔ اللہ تعالے کا بہت ذکر کرو تا کہ فلاح پاؤ۔ اب یہ وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا نماز کے بعد ہی ہے تو 33 مرتبہ تو کثیر کے اندر نہیں آتا۔ پس یاد رکھو کہ 33 مرتبہ والی بات حسب مراتب ہے ورنہ جو شخص اللہ تعالے کو سچے ذوق اور لذت سے یاد کرتا ہے اُسے شمار سے کیا کام۔ وہ تو بیرون از شمار یاد کرے گا۔

ایک عورت کا قصہ مشہور ہے کہ وہ کسی پر عاشق تھی۔ اُس نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ تسبیح ہاتھ میں لئے ہوئے پھیر رہا ہے اس عورت نے اُس سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں اپنے یار کو یاد کرتا ہوں۔ عورت نے کہا کہ یار کو یاد کرنا اور پھر گِن گِن کر؟

درحقیقت یہ بات بالکل سچی ہے کہ یار کو یاد کرنا ہو تو پھر گِن گِن کر کیا یاد کرنا ہے اور اصل بات یہی ہے کہ جب تک ذکر الٰہی کثرت سے نہ ہو وہ لذت اور ذوق جو اس ذکر میں رکھا گیا ہے حاصل نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو 33 مرتبہ فرمایاہے وہ آنی اور شخصی بات ہوگی کہ کوئی شخص ذکر نہ کرتا ہوگا تو آپ نے اُسے فرمادیا کہ 33 مرتبہ کرلیا کر۔ اور یہ تو تسبیح ہاتھ میں لے کر بیٹھتے ہیں۔ یہ مسئلہ بالکل غلط ہے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے آشنا ہو تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے کبھی ایسی باتوں کا التزام نہیں کیا وہ تو اللہ تعالےٰ کی راہ میں فنا تھے۔ انسان کو تعجب آتا ہے کہ کس مقام اور درجہ پر آپ پہنچے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔ رات کو جب میری آنکھ کھلی تو میں نے آپؐ کو اپنے بستر پر نہ پایا۔ مجھے خیال گزرا کہ کسی دوسری بیوی کے گھر میں ہوں گے۔ چنانچہ میں نے سب گھروں میں دیکھا مگر آپؐ کو نہ پایا۔ پھر میں باہر نکلی تو قبرستان میں دیکھا کہ آپ سفید چادر کی طرح پر زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور سجدہ میں گرے ہوئے کہہ رہے ہیں سَجَدَتُ لَکَ رُوْحِیْ وَجَنَانِیْ۔ اب بتاؤ کہ یہ مقام اور مرتبہ 33 مرتبہ کی دانہ شماری سے پیدا ہو جاتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

جب انسان میں اللہ تعالےٰ کی محبت جوش زن ہوتی ہے تو اس کا دل سمندر کی طرح موجیں مارتا ہے۔ وہ ذکر الٰہی کرنے میں بے انتہا جوش اپنے اندر پاتا ہے اور پھر گِن کر ذکر کرنا تو کُفر سمجھتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عارف کے دل میں جو بات ہوتی ہے اور جو تعلق اپنے محبوب و مولا سے اُسے ہوتا ہے وہ کبھی روا رکھ سکتا ہی نہیں کہ تسبیح لے کر دانہ شماری کرے۔ کسی نے کہا ہے۔

مَن کا منکا صاف کر

انسان کو چاہیئے کہ اپنے دل کو صاف کرے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرے تب وہ کیفیت پیدا ہوگی اور ان دانہ شماریوں کو ہیچ سمجھے گا۔

پوچھا گیا کہ نمازوں میں تعداد رکعات کیوں رکھی ہے؟ فرمایا:

اس میں اللہ تعالیٰ نے اور اسرار رکھے ہیں۔ جو شخص نماز پڑھے گا وہ کسی نہ کسی حد پر تو آخر رہے گا ہی۔ اور اسی طرح پر ذکر میں بھی ایک حد تو ہوتی ہے۔ لیکن وہ حد وہی کیفیت اور ذوق وشوق ہوتا ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ جب وہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہ بس کر جاتا ہے۔

دوسرے یہ بات حال والی ہے قال والی نہیں۔ جو شخص اس میں پڑتا ہے وہی سمجھ سکتا ہے۔ اصل غرض ذکر الٰہی سے یہ ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کو فراموش نہ کرے اور اسے اپنے سامنے دیکھتا رہے۔ اس طریق پر وہ گناہوں سے بچا رہے گا۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک تاجر نے ستّر ہزار کا سودا لیا اور ستّر ہزار کا دیا مگر وہ ایک آن میں بھی خدا سے جدا نہیں ہوا۔ پس یاد رکھو کہ کامِل بندے اللہ تعالیٰ کے وہی ہوتے ہیں جن کی نسبت فرمایا لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ جب دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں۔ اس کی ایک کیفیت اس طریق پر سمجھ میں آسکتی ہے کہ جیسے کسی کا بچہ بیمار ہو تو خواہ وہ کہیں جاوے، کسی کام میں مصروف ہو مگر اس کا دل اور دھیان اسی بچہ میں رہے گا۔ اسی طرح پر جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا اور محبت پیدا کرتے ہیں وہ کسی حال میں بھی خدا تعالےٰ کو فراموش نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفی کہتے ہیں کہ عام لوگوں کے رونے میں اتنا ثواب نہیں جتنا عارف کے ہنسنے میں ہے۔ وہ بھی تسبیحات ہی ہوتی ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت میں رنگین ہوتا ہے۔ یہی مفہوم اور غرض اسلام کی ہے کہ وہ آستانہ الوہیت پر اپنا سر رکھ دیتا ہے۔“

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 18-21 ایڈیشن 1984ء)

ظاہری تسبیح میں سبق

ظاہری تسبیح کی شکل میں امت مسلمہ کے لئے ایک بہت بڑا سبق ہے۔ جس طرح تسبیح کے تمام دانے (Beads) ایک ہار کی طرح ایک دھاگے میں پروئے ہوتے ہیں۔ اگر کسی خاتون کے ہار (Necklace) کا دھاگہ ٹوٹ جائے تو تمام موتی بکھر جاتے ہیں۔ اس ہار کی خوبصورتی جاتی رہتی ہے۔ وہ موتی جب ہار سے جدا ہوتے ہیں تو اپنی افادیت بھی کھو دیتے ہیں۔ ایک موتی اپنی ذات

میں خوبصورت ہوتا ہے مگر اس کی خوبصورتی اس وقت دوبالا ہو جاتی ہے جب وہ دوسرے موتیوں، زمرد وغیرہ کے ساتھ مل کر ہار کی شکل اختیار کرتا ہے۔ پھر اس ہار کی خوبصورتی کو اس وقت چار چاند لگتے ہیں جب وہ کسی کا حسن بنتا ہے۔

ہم نے عموماً دیکھا ہے کہ جب ہار کھل کر یا دھاگہ ٹوٹ کر اس کے موتی بکھر جاتے ہیں تو اس کی ملکہ یا Owner کے چہرہ پر افسردگی چھا جاتی ہے۔ وہ موتیوں کی تلاش میں ہمہ تن مصروف ہو کر ان کو گنتی ہے تاکہ Missing Beads کو تلاش کیا جا سکے۔

یہی مضمون ظاہری تسبیح پر ہار سے کہیں بڑھ کر اہمیت کے ساتھ لاگو ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مضمون کو یوں عارفانہ رنگ میں بیان فرمایا کہ جماعت احمدیہ تسبیح کی طرح ہے۔ احباب جماعت تسبیح کے عام چھوٹے دانوں کی طرح ہیں۔ اور چند دانوں کے بعد جو بڑا دانہ آتا ہے وہ عہدیدار ہے پھر چھوٹے دانے ہیں اور ایک بڑا دانہ جس سے رسّی نکلی ہوتی ہے وہ امام وقت ہے۔ یوں جماعت ایک رسّی میں پروئی ہوئی ہے۔ جن کو جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداران حفاظت کے حصار میں رکھتے ہیں اور یہ تمام افراد پھر خلیفہ وقت کی حفاظت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتے ہیں۔ درحقیقت خلافت ہی وہ رسّی (اَلْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی) ہے جس میں تمام احباب جماعت پروئے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی دوست دھاگے سے باہر ہو تو اس کو اس کی زینت بنانا ضروری ہے کیونکہ اس بھٹکے ہوئے انسان کے لئے وہ رسی زینت ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ النور آیت 63 کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں:

”مجھے یاد ہے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ ایک دفعہ لاہور تشریف لے گئے۔ جب آپ نے واپس قادیان آنے کا ارادہ فرمایا تو چونکہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ابھی وہاں کچھ دن اور ٹھہرنا تھا اس لئے آپ نے مجھے لاہور میں ہی ٹھہرنے کی ہدایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم اُن کے ساتھ آجانا۔ جب مَیں آیا اور آپ کے پاس آکر میں نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا تو میرے

سلام کا جواب دینے سے بھی پہلے آپ نے فرمایا۔ میاں! تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا؟ مَیں نے کہا مجھے تو معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ جتنے آدمی تھے وہ سارے ہمیں بٹالہ چھوڑ کر آ گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں نے امر جامع کے متعلق جو قرآنی حکم تھا اس پر عمل نہ کیا۔ خلیفۂ وقت کا وجود تو ایسی اہمیت رکھتا ہے کہ اس کا اثر سارے عالمِ اسلام پر پڑتا ہے اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو جائے تو اس کا اثر لازماً سب جماعت پر پڑیگا۔ اس لئے اِس بارہ میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ تو اس سختی کے ساتھ اِس پر عمل کرتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھوڑی دیر کے لئے بھی اِدھر اُدھر ہونا اُن کے لیے ناقابلِ برداشت ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بات کرتے کرتے مجلس سے اُٹھے اور تھوڑی دیر تک واپس نہ آئے تو سب صحابہؓ آپ کی تلاش میں بھاگ پڑے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے تھے وہ سب کے سب آپ کے پیچھے اُٹھ کر چلے گئے اور انہیں اُسوقت ایسی گھبراہٹ اور بے چینی ہوئی کہ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں گھبراہٹ میں مجھے باغ کے اندر جانے کا راستہ بھی نظر نہ آیا اور مَیں گندے پانی کی نالی میں سے گزر کر اندر داخل ہوا حالانکہ عموماً انہیں کمزور دل سمجھا جاتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ دین کے کام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو افراد سے تعلق رکھتے ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوۃ اور حج وغیرہ اور دوسرے ایسے احکام جو تمام لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں جیسے جہاد یا مشورہ کیلئے قوم کا جمع ہونا یا کوئی ایسا حکم جو ساری جماعت کی ضروریات کو مدّ نظر رکھ کر دیا گیا ہو جو کام ساری جماعت سے تعلق رکھتے ہوں افراد سے نہیں اُن میں سب کو ایسا پرویا ہوا ہونا چاہیئے جیسے تسبیح کے دانے ایک تاگے میں پروئے ہوئے ہوتے ہیں۔ کسی کو ذرا بھی اِدھر اُدھر نہیں ہونا چاہیئے۔ اور اگر کوئی ضروری کام کے لئے جانا چاہے تو امام کی اجازت سے جائے۔ اِسی حقیقت کو تصویری زبان میں ظاہر کرنے کے لئے لوگ جب تسبیح کے دانے پروتے ہیں تو تاگے کے دونوں سرے اکٹھے کر کے ایک لمبا دانہ پرو دیتے ہیں اور اُسے امام کہتے ہیں۔ درحقیقت اس سے قومی تنظیم کی اہمیّت کی طرف ہی اشارہ ہوتا ہے اور یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ جس

طرح تسبیح کے دانوں کے لئے ایک امام کی ضرورت ہے اِسی طرح تمہیں بھی ہمیشہ ایک امام کے پیچھے چلنا چاہیئے ورنہ تمہاری تسبیح وہ نتیجہ پیدا نہیں کر سکے گی جو اجتماعی تسبیح پیدا کیا کرتی ہے۔ لیکن بہت کم ہیں جو اس گُر کو سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ وہ شخص مومن ہی نہیں ہو سکتا جو ایسے امور میں جو ساری جماعت سے تعلق رکھتے ہوں اپنی رائے اور منشاء کے ماتحت کام کرے اور امام کی کوئی پروانہ کرے مومن کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اگر کوئی دینی کام ہو تو اجازت لے لے اور اگر کوئی اہم دنیوی کام ہو جس کا اثر ساری جماعت پر پڑتا ہو تو امام سے مشورہ لے لے بہر حال امر جامع سے علیحدہ ہونے کے لئے استیذان ضروری ہوتا ہے۔ مگر چونکہ انسان کا امر جامع سے علیحدہ ہونا اس کی شامتِ اعمال کی وجہ سے ہوگا اسلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُسے اجازت تو دے دو مگر ساتھ ہی دُعا کیا کرو کہ خدا تعالیٰ اُسے معاف کرے اور اُس کی کمزوریوں کو دُور کرے۔“

اس مضمون کو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں بیان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کا یہ منشا ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفس واحد کی طرح بناوے۔ اس کا نام وحدت جمہوری ہے جس سے بہت سے انسان بحالت مجموعی ایک انسان کے حکم میں سمجھا جاتا ہے۔ مذہب سے بھی یہی منشا ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدت جمہوری کے ایک دھاگہ میں سب پروئے جائیں۔ یہ نمازیں باجماعت جو کہ ادا کی جاتی ہیں وہ بھی اسی وحدت کے لئے ہیں تا کہ کُل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے اور آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم اس لئے ہے کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کر کے اُسے قوت دیوے حتّٰی کہ حج بھی اسی لئے ہے۔ اس وحدت جمہوری کو پیدا کرنے اور قائم رکھنے کی ابتدا اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے کی ہے کہ اوّل یہ حکم دیا کہ ہر ایک محلہ والے پانچ وقت نمازوں کو باجماعت محلہ کی مسجد میں ادا کریں تا کہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو اور انوار مل ملا کر کمزوری کو دُور کر دیں اور آپس میں تعارف ہو کر اُنس پیدا ہو جاوے۔ تعارف بہت عمدہ شئے ہے کیونکہ اس سے اُنس بڑھتا ہے جو کہ وحدت کی بنیاد ہے۔

حتّٰی کہ تعارف والا دشمن ایک ناآشنا دوست سے بہت اچھا ہوتا ہے کیونکہ جب غیر ملک میں ملاقات ہو تو تعارف کی وجہ سے دلوں میں اُنس پیدا ہو جاتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہوتی ہے کہ کینہ والی زمین سے الگ ہونے کے باعث بغض جو کہ عارضی شئے ہوتا ہے وہ تو دُور ہو جاتا ہے اور صرف تعارف باقی رہ جاتا ہے۔

پھر دوسرا حکم یہ ہے کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں جمع ہوں کیونکہ ایک شہر کے لوگوں کا ہر روز جمع ہونا تو مشکل ہے۔ اس لئے یہ تجویز کی کہ شہر کے سب لوگ ہفتہ میں ایک دفعہ مل کر تعارف اور وحدت پیدا کریں۔ آخر کبھی نہ کبھی تو سب ایک ہو جاویں گے۔ پھر سال کے بعد عیدین میں یہ تجویز کی کہ دیہات اور شہر کے لوگ مل کر نماز ادا کریں تا کہ تعارف اور اُنس بڑھ کر وحدت جمہوری پیدا ہو۔ پھر اسی طرح تمام دنیا کے اجتماع کے لئے ایک دن عمر بھر میں مقرر کر دیا کہ مکّہ کے میدان میں سب جمع ہوں۔ غرضکہ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپس میں اُلفت اور اُنس ترقی پکڑے۔ افسوس کہ ہمارے مخالفوں کو اس بات کا علم نہیں کہ اسلام کا فلسفہ کیسا پکّا ہے۔ دنیوی حکام کی طرف سے جو احکام پیش ہوتے ہیں۔ ان میں تو انسان ہمیشہ کے لئے ڈھیلا ہو سکتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے احکام میں ڈھیلا پن اور اس سے بکلّی رُوگردانی کبھی ممکن ہی نہیں۔ کونسا ایسا مسلمان ہے جو کم از کم عیدین کی بھی نماز نہ ادا کرتا ہو؟۔ پس ان تمام اجتماعوں کا یہ فائدہ ہے کہ ایک کے انوار دوسرے میں اثر کر کے اُسے قوت بخشیں۔“

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”نفس اور اخلاق کی پاکیزگی حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ صحبت صادقین بھی ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالےٰ اشارہ فرماتا ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ یعنی تم اللہ تعالیٰ کے صادق اور راستباز لوگوں کی صحبت اختیار کرو تا کہ اُن کے صدق کے انوار سے تم کو بھی حصّہ ملے۔ جو مذاہب کہ تفرقہ پسند کرتے ہیں اور الگ الگ رہنے کی تعلیم دیتے ہیں وہ یقیناً وحدت جمہوری کی برکات سے محروم

رہتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تجویز کیا کہ ایک نبی ہو جو کہ جماعت بنادے اور اخلاق کے ذریعہ آپس میں تعارف اور وحدت پیدا کرے۔" (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 129-130 ایڈیشن 1984ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مندرجہ بالا پر معارف نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور روزنامہ الفضل آن لائن کو بھی قارئین و احباب جماعت کے درمیان وحدت جمہوری پیدا کرنے کا ذریعہ بنادے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 دسمبر 2021ء)

﴾158﴿

اعلان برائے خصوصی شمارہ

ادارہ الفضل آن لائن، الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کی تکمیل پر ایک خصوصی نمبر بہت جلد منظر عام پر لانا چاہتا ہے۔ جس میں دنیا کے وہ تمام مشہور کنارے جہاں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے کی تاریخ کو یکجا کیا جائے جیسے فجی، طوالو، کیری باتی، سمو آآئی لینڈ، مارشل آئی لینڈ، نیوزی لینڈ، پرتگال اور ناروے وغیرہ ان پر کام کا آغاز ہو چکا ہے۔

قارئین جو دنیا کے ان کناروں کے علاوہ ایسے علاقوں کو جانتے ہوں جو Corners of the Earth کہلاتے ہوں اور جماعت کا نفوذ وہاں ہو چکا ہو تو اس حوالہ سے معلومات ادارہ کو فوری طور پر مہیا کریں اور تحریر کا ملکہ رکھنے والے مرد و خواتین سے اس حوالہ سے ایسے مضامین لکھ کر بھجوانے کی درخواست ہے جو قارئین کے لئے ازدیاد علم و ایمان کا موجب ہوں۔ کان اللّٰہ معکم۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 دسمبر 2021ء)

﴿159﴾

جماعت احمدیہ کے عظیم الشان جلسہ سالانہ کی بنیادی اینٹ

اور

سومنزلہ خوبصورت ودلکش عمارت

مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اللہ سے اذن پاکر 1891ء میں ایک ایسے مبارک اجتماع کی بنیاد رکھی جو جلسہ سالانہ کہلایا۔ آغاز قادیان کی مسجد اقصیٰ سے ہوا جس میں 75کے قریب مخلصینِ جماعت شامل ہوئے۔ چونکہ اس کی بنیادی اینٹ خود اللہ تعالیٰ نے رکھی تھی۔ اس کے اوپر اب دنیا بھر میں کثیر منزلہ سٹوری (Multiple story) یعنی عمارت قائم ہو چکی ہے۔ یہ ہم سب جانتے ہیں کہ سیاح دنیا کی منفرد اور بلند ترین عمارتیں دیکھنے کے لئے امریکہ، دوبئی، ملائشیا اور دوسری جگہوں کا وزٹ کرتے ہیں۔ روحانی معنوں میں اگر کسی نے بلند ترین عمارت دیکھنی ہو تو وہ جماعت احمدیہ میں بابرکت اور مقدس جلسہ سالانہ کی عالیشان عمارت کو دیکھے جو 100سے زائد Stories (منزلوں) تک تعمیر ہو چکی ہے (یعنی 100سے زائد ممالک میں یہ جلسہ بہت دھوم دھام سے اور نماز تہجد، دعاؤں، خصوصی عبادات اور ذکر الٰہی کے روح پرور ماحول میں اور اسلامی روایات کے مطابق منایا جاتا ہے) جس میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں شرکاءنہ صرف پناہ لیتے ہیں بلکہ روحانی اوراخلاقی ماحول میں تین دن بسر کرکے اپنے جسموں کو صیقل کرکے اپنے قلب و ذہن کو جلا بخشتے اور صاف ستھرے ہو کر گھروں کو لوٹتے ہیں نیز روحانی عطر سے ممسوح کئے جاتے ہیں، ایسا عطر جس کی خوشبو کبھی ختم نہیں ہوتی۔

کچھ دنوں تک اس سو منزلہ عمارت کے گراؤنڈ فلور کے باسیوں (یعنی قادیان) کا 126واں جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔ جو 25,24اور26دسمبر کو اپنے گلہائے رنگارنگ کی خوشبو

سے ماحول کو معطر کرے گا۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اسے مبارک اور کامیاب بنائے، آمین۔

ادارہ الفضل اس مبارک روحانی موقع پر قارئین کو جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی مبارکباد پیش کرتا ہے اور یہ بتانے میں خوشی محسوس کر رہا ہے کہ اس سواسو (125 سے ایک اوپر) سالہ جلسہ قادیان کے موقع پر تاریخ جلسہ ہائے سالانہ پر مشتمل تاریخ ساز نمبر کی تیسری قسط مورخہ 20 تا 25 دسمبر 2021ء کے 6 شماروں میں آئے گی جن سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکے گا کہ کن مشکل حالات میں 130 سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ کی بنیاد رکھی تھی۔ اور 75 افراد الہام ''یَاتِیۡکَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ۔ وَیَاتُوۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ'' کو پورا کرتے ہوئے اپنے نفوس، وقت اور اموال کی قربانی کرتے ہوئے اپنے آقا و پیشوا کے ایک اشارے پر بھاگے چلے آئے تھے۔ ان میں اکثر پاپیادہ اور بے سروسامان تھے۔ جن کے چلنے سے مذکورہ الہام کے تحت راستوں میں گڑھے پڑتے تھے۔ اُدھر مولوی محمد حسین بٹالوی کے جوتے بٹالہ اسٹیشن تک بار بار آکر اور قادیان کی زیارت کرنے والوں کو روکنے کے لئے گھستے گھستے ختم ہو چکے تھے اور مومنوں کو گمراہ کرنے کی امیدیں دم توڑتی جاتی تھیں۔ مگر ان مخلصین اور فدائین کا قادیان آنے کے لئے وارفتگی کے ساتھ تانتا بندھا رہتا تھا۔ اور یہ جماعت احمدیہ کی سچائی کا منہ بولتا ثبوت تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں ہی جلسہ سالانہ پر آنے والوں کی تعداد سینکڑوں سے نکل کر ہزاروں میں پہنچ چکی تھی۔ آج تو اس نظارہ کو کسی حد تک اپنے دلی جذبات کی زبان میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ کہاں 1891ء کے جلسہ میں 75 افراد نے شرکت کی اور اب 100 سے زائد ممالک میں نہ صرف جلسہ ہوتا ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لنگر بھی جاری ہوتا ہے، جو بجائے خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی پیش خبریوں کی تکمیل کو بڑی شان کے ساتھ پورا کرتا نظر آرہا ہے۔ اور اب تو MTA کے مواصلاتی سیاروں کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کا روحانی مائدہ گھر گھر، سینٹر سینٹر اور مسجد مسجد میں بٹ رہا ہے یعنی سننے اور دیکھنے کو ملتا ہے اور پیاسی روحوں کی تسکین کا باعث بنتا ہے۔

جہاں اکثر جگہوں پر 75 سے کہیں زیادہ احمدی افراد اور مدعو کئے گئے مہمان اکٹھے ہو کر جلسہ کا سماں بنا کر اس روحانی مائدہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جہاں جسمانی تراوت اور سیری کا سامان یعنی لنگر مسیح موعودؑ بھی جاری ہوتے ہیں۔ بلکہ جلسہ کی خوشی اور اپنے آپ کو اس ماحول کا حصہ بنانے کے لئے گھر گھر میں خصوصی پکوان تیار ہوتے ہیں بلکہ مجھے یاد ہے کہ پاکستان میں گھروں میں جلسے کا ماحول بنانے کے لئے مونگ پھلی، ڈرائی فروٹ، کنو، مالٹے منگوائے جاتے ان کو کھاتے اور تقاریر سنتے اور روحانی و دنیاوی مزے سے لطف اندوز ہوتے تھے۔

مجھے بعض بزرگوں کے متعلق علم ہے کہ ایک وقت تک لوگوں کی کشائش اتنی نہ تھی کہ جب کبھی سفر کا ارادہ کیا تو چل دیئے بلکہ کراچی، حیدرآباد، کوئٹہ اور سندھ کے بعض علاقوں کے لوگ حتیٰ کہ پشاور کے اطراف سے بھی ماہانہ بنیاد پر سارا سال گلہ (money box) میں پیسے ڈالتے تھے تاکہ ربوہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کو یقینی بنایا جاسکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنے کے لئے ”للّٰہی سفر“ کے الفاظ استعمال فرما کر ان میں شریک ہونے والوں کے حق میں یہ دُعا کی ہے۔

”ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسے کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے۔ اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے۔ تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو“

(اشتہار 7 دسمبر 1892ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 342)

یہ للّٰہی سفر وقت کے دھارے بدلنے کے ساتھ مختلف نوعیتوں میں تبدیل ہوتا جارہا ہے۔ ایک وقت تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک دور میں پیدل، تانگوں، یکوں، ریل گاڑیوں اور بسوں کے ذریعہ یہ سفر طے ہوتا تھا۔ اب ہر جگہ تیز رفتار اور سرعت سے چلنے والی ٹرانسپورٹ دستیاب ہیں اور انسان بآسانی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتا ہے۔ وقت کے ساتھ

ساتھ جلسوں کا نظام اس حد تک پھیل چکا ہے کہ ایک احمدی کا جسمانی رنگ میں ہر جلسہ میں شامل ہونا بہت مشکل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم احمدیوں پر احسان کرتے ہوئے ایم ٹی اے جیسی ایک عظیم نعمت عطا فرمائی ہے۔ اور ہم گھروں میں اور اگر گھروں میں ایم ٹی اے کی سہولت میسر نہیں تو پڑوسیوں اور نماز سینٹرز پر پہنچ کر جلسہ ہائے سالانہ میں شمولیت اختیار کرتے ہیں۔ اور گھروں میں اپنے اپنے بیڈ رومز سے ٹی وی لاؤنج میں چند قدم کا خصوصی سفر اختیار کر کے پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم یقین کامل رکھتے ہیں کہ یہ چند قدم کا سفر بھی اس ”للّٰہی سفر“ میں شامل ہو گا اور ایسے لوگوں کے حق میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا بیان کردہ تاریخی دُعا کے الفاظ پورے ہوں گے۔ ان شاء اللہ

مجھے اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ Pandemic سے قبل 2019ء کی ابتداء میں پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نمائندگی میں سیر الیون مغربی افریقہ جا کر جلسہ سالانہ میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ جہاں شاملین جلسہ کی تعداد 24ہزار 700 تھی۔ خاکسار مکرم مولانا سعید الرحمٰن امیر و مشنری انچارج سیر الیون کے ہمراہ ایک ہی کار پر فری ٹاؤن (دارالخلافہ) سے Bo (جلسہ گاہ، دارالخلافہ سدرن پراونس یعنی جنوبی صوبہ) کی طرف سفر کر رہا تھا۔ تو راستہ میں عازمین جلسہ سالانہ کو بسوں، پوڈوں، ویگنوں، موٹر بائیکس، اور پیدل سفر کرنے والوں کو دیکھا اور کم و بیش وہ مجازی نظارے آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے جو ہم حضرت مسیح موعود علیہ لسلام کے دور میں عازمین جلسہ سالانہ کے حوالے سے کتب اور تاریخ احمدیت کی جلدوں میں پڑھتے ہیں۔ تقریباً 200 میل کا یہ سفر جہاں مادی لحاظ سے خوشگوار ماحول اور روح افزا فضاؤں میں گزرا وہاں تقریباً سارا رستہ ہی نعرہ ہائے تکبیر، اللہ اکبر اور درود شریف کے ورد سے فضا معطر نظر آئی۔ میں اپنی کار سے اتر کر ایک منی بس کے قریب جا کر مسافروں یعنی عازمین جلسہ کو السلام علیکم کہنے اور حال چال پوچھنے کے لئے گیا۔ تو میں نے ان عشاق عازمین جلسہ کو بس کی اوڑھ میں بیٹھے دیکھا جو بس کی Capacity سے بہت ہی زیادہ تھے۔ گویا قریباً دوگنا زیادہ تھے۔ میں نے امیر صاحب موصوف سے

پوچھا یہ کیسے اتنا لمبا سفر کر رہے ہیں؟ ان کی سواری میں تو اتنی گنجائش ہی نہیں تو جواب ملا۔ ”مسیح موعودؑ کی محبت میں“ اور بعض کو تو گڑھے نما ٹوٹے پھوٹے راستوں پر پیدل سفر کرتے پایا۔

میں جب 1983ء سے 1990ء تک سیر الیون کے Bo ریجن میں خدمت دین بجالا رہا تھا۔ Bo کے ریذیڈنس مشنری انچارج ہونے کے اعتبار سے خاکسار کو کئی سال افسر جلسہ گاہ کے فرائض بھی ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس وقت بھی میں نے بہت قریب سے ان افریقن بھائی بہنوں کی قربانی کو دیکھا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے ایک 70 سالہ بزرگ 40 میل کا سفر پیدل طے کر کے تیاما (Tiama) سے Bo جلسہ میں شرکت کے لئے آئے۔ میں اتفاق سے مشن ہاؤس کے برآمدہ میں کھڑا تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ پسینے سے شرابور، جوتے سر پر رکھے مشن کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور میرے قریب آتے ہی سر سے جوتے ایک جھٹکے کے ساتھ نیچے پھینکے اور مجھ سے اس حال میں ہی بغلگیر ہو گئے کہ ان کا دائیاں ہاتھ جیب میں تھا اور چند لیون (سیر الیون کی کرنسی) جیب سے نکال کر میرے ہاتھ میں تھماتے ہوئے یوں گویا ہوئے کہ ”مولوی صاحب! یہ رقم میں ٹرانسپورٹ پر آنے کی بجائے پیدل سفر کر کے بچا کر جلسہ سالانہ کے لئے لایا ہوں۔ اسے قبول کرو“ فجزاہ اللہ تعالیٰ فی الدارین خیرًا کثیرا۔

ابھی میں اس بزرگ کی پیش کی گئی قربانی، اللہ کی راہ میں غیر معمولی توانائی اور جماعت سے بے انتہا محبت کا سوچ ہی رہا تھا کہ چند لمحوں کے بعد 10، 12 ممبرات لجنہ کا قافلہ مشن ہاؤس کی طرف پا پیادہ بڑھتے ہوئے دیکھا۔ ان خواتین نے اپنے نوزائیدہ بچے اپنی کمروں پر چادروں سے باندھ رکھے تھے۔

(سیر الیون میں جفاکش اور محنتی عورتیں اپنے بچوں کو پیٹھوں پر باندھ کر میلوں میل کا فاصلہ طے کرتی ہیں) جلسہ میں شرکت کرنے کے لئے مشن ہاؤس آنے والے اس قافلہ میں کوئی چھوٹا بچہ تھا اور کوئی ذرا بڑا۔ ان میں سے بعض نے ایک ایک بچہ اپنی انگلی سے پکڑا ہوا تھا اور سروں پر

زادِ راہ، کپڑوں اور سازوسامان کی گٹھڑیاں تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان عشاق اور مخلص خواتین نے آتے ہی کہا کہ مولوی صاحب! ہم 37 میل کا پیدل سفر کر کے جلسہ سالانہ کے لئے حاضر ہوئی ہیں۔ اور پوڈا پوڈا (سواری کا نام) کی یہ رقم ہم نے بچائی ہے۔ یہ چندہ جلسہ سالانہ کے طور پر قبول کر لیں

یہ صرف سیرالیون کے چند واقعات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے اس دور کے نبیؑ کو عطا ہونے والی الہامی پیش خبری ''یَاتِیْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ وَيَاتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ'' کے حوالہ سے بیان کر دیئے ہیں ورنہ افریقہ کے دوسرے ممالک اور دنیا بھر کے قادیان سمیت دیگر ممالک میں آباد احمدی جماعتوں کی تاریخ ایسے حقیقت پسندانہ اور ایمان افروز واقعات سے رقم ہے۔

اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ کی اس عظیم الشان عمارت کو جس کی بنیادی اینٹ خود اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ رکھی مضبوط سے مضبوط تر کرتا چلا جائے۔ اور جہاں اس کی منازل میں ترقی ہو وہاں اس کے شرکاء کی آمد میں اضافہ ہوتا چلا جائے، نیز اس کے ساتھ ساتھ وہ مخلصین جماعت جو ان للّٰہی جلسوں میں قربانیاں کر کے شریک ہوں اللہ تعالیٰ ان کے نفوس و اموال میں برکت ڈالے اور ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفاء کرام اور محبین و بزرگانِ جماعت کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 دسمبر 2021ء)

﴾160﴿

صحبتِ صالحین کے رموز اور اس کی جدید اقسام

الفضل آن لائن بھی صحبتِ صالحین کا ایک ذریعہ ہے

جلسہ سالانہ کے حوالہ سے ایک تحریر۔ جلسہ بھی صحبت صالحین کا ایک ذریعہ ہے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی تدفین کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات سے درج ذیل حوالہ پڑھا جس کو ”صلحاء کے پہلو میں دفن ہونا بھی ایک نعمت ہے“ کا عنوان دیا جا سکتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

”عجیب موثر نظارہ ہو گا جو زندگی میں ایک جماعت تھے مرنے کے بعد بھی ایک جماعت ہی نظر آئے گی۔ یہ بہت ہی خوب ہے جو پسند کریں وہ پہلے سے بندوبست کر سکتے ہیں کہ یہاں دفن ہوں جو لوگ صالح معلوم ہوں ان کی قبریں دُور نہ ہوں۔ ریل نے آسانی کا سامان کر دیا ہے اور اصل تو یہ ہے وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ ؕ۔ مگر اس میں یہ کیا لطیف نکتہ ہے کہ بای ارض تدفن نہیں لکھا۔ صلحاء کے پہلو میں دفن بھی ایک نعمت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ مرض الموت میں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہلا بھیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں جو جگہ ہے انہیں دی جاوے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایثار سے کام لے کر وہ جگہ ان کو دے دی تو فرمایا مابقی ھَمٌّ بعد ذالك یعنی اس کے بعد اب مجھے کوئی غم نہیں جبکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں مدفون ہوں۔“

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 286 ایڈیشن 1984ء)

اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی کسی نیک بندے کی صحبت اختیار کرنا صحبت صالحین کی طرح ہے۔ تو رواں زندگی میں نیک بزرگوں اور صلحاء کے پاس بیٹھ کر فیض حاصل

کرنا کتنا ضروری اور سود مند ہے۔ اب جبکہ دنیا Global Village بلکہ گلوبل ڈرائنگ روم کی صورت اختیار کر چکی ہے اور نیک، پرہیز گار، متقی اور صلحاء کی باتیں آڈیو، وڈیو اور تصاویر کی شکل میں موبائل فونز کے ذریعہ ہمارے پاس آموجود ہوتی ہیں تو انٹرنیٹ اور مواصلاتی سیاروں کے یہ ذرائع بھی صحبت صالحین کے زمرے میں آتے ہیں، یہ کہنا بھی عین حقیقت ہے کہ آج کے جدید ترین دور میں صحبت صالحین حاصل کرنے کے جو ذرائع ہمیں اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائے ہیں وہ اس سے پہلے اتنے سہل اور آسان نہ تھے۔ جیسے قرآن کریم، اس کے تراجم و تفاسیر، حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال یعنی احادیث اور اعمال یعنی سنتِ رسول اور بزرگانِ سلف کی سیرت و سوانح کے علاوہ آج کے دور کے حکم و عدل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف تقریبات، مجالس اور قادیان کی خوش قسمت گلیوں اور محلوں میں چہل قدمی کے دوران کلمات طیبات، ملفوظات، ضخیم اور پُر معارف نکات اور دقیق علوم پر مبنی کتب کا سیٹ روحانی خزائن، عزیزوں اور قریبی احباب کو رقم کئے ہوئے مکتوبات اور خطوط نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی وحی و الہام، رؤیا و کشوف اور سچی پیش خبریوں پر مشتمل اشتہارات کی صورت میں علموں بھرا خزانہ ہماری تعلیم و تربیت کرنے کے لئے نیک صحبت کے طور پر چھوڑا۔ آپؑ کی وفات کے بعد آپؑ کے پانچوں خلفاء کے خطبات، خطابات اور کتب اپنے ورثہ میں ہماری روحانی حیات کو سنوارنے کے لئے چھوڑی ہیں۔ بالخصوص ہمارے موجودہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دور میں Live خطابات و خطبات، ورچوئل ملاقاتیں ایم ٹی اے کے ذریعہ ہم سنتے، دیکھتے، محظوظ ہوتے ہیں اور روحانی غذا کے طور پر ہم اسے اپنے دل و دماغ کا حصہ بناتے ہیں تو یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ خداوند کریم کا احسانِ عظیم اس صدی کا انقلابی جماعتی میڈیئم یعنی ایم ٹی اے صحبت صالحین کا ایک اہم ذریعہ آج کے دور میں بن کر سامنے آیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں روزنامہ الفضل آن لائن کے ذریعہ یہ انتشارِ روحانی ہو رہا ہے یعنی علمی، اخلاقی، دینی، تربیتی اور معلوماتی فیض بانٹا جا رہا ہے اور لاکھوں احباب و خواتین اس سے روزانہ فیضیاب ہو رہے ہیں۔ یہ بھی آج کے دور میں صحبت

صالحین ہی ہے۔ جسے احباب جماعت اور قارئین آج کی جدید اور انوکھی ”تربیت گاہ“ کا نام دے رہے ہیں۔ صالحین کی صحبت کا فیض بانٹنے والی ایسی بیٹھک سے موسوم کر رہے ہیں جہاں سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتیں سن کر ہر کس و ناقص اپنی جھولیاں بھر کر گھر کو لوٹ رہا ہے پھر اپنے امام سے خطوط کے ذریعہ رابطہ رکھنا بھی صحبت صالحین کا اہم ذریعہ ہے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ خط لکھنا نصف ملاقات کے برابر ہوتا ہے۔ ابھی آج مورخہ 4 نومبر 2021ء کو ایڈیٹر کی ڈاک میں پیارے حضور کا 22 اکتوبر 2021ء کا ایم ٹی اے کا معروف اور ہر دلعزیز پروگرام This week with Hazoor ٹرانسکرائب اور کمپوز ہو کر خاکسار کے پاس آیا ہے۔ جس میں کینیڈا سے ایک نوجوان واقفِ نو نے جب حضور سے کوئی سوال عرض کیا تو حضور نے فرمایا: ”آپ ہی ہیں جو کچھ عرصے سے مجھے خط لکھ رہے ہیں جس میں بعض سوالات ہوتے ہیں۔“ اسے صحبت صالحین نہ کہیں تو کس نام سے یاد کریں؟ اس طرح کے سینکڑوں واقعات ہماری تابناک تاریخ میں موجود ہیں کہ ہمارے خلفاء نے خطوط کے ذریعہ احباب کو پہچانا اور ہزاروں لاکھوں میں یاد رکھا۔ ہمیں بھی صحبت صالحین کے اس بہت فائدہ مند ذریعہ کو اپنانے اور اپنے پیارے آقا کی خدمت اقدس میں دعا کے لئے خطوط تحریر کرتے رہنا چاہئے۔

صحبت صالحین پر خاکسار کے بہت سے آرٹیکلز نوکِ قلم کے ذریعے پرنٹڈ (printed) قرطاس پر اور آن لائن صفحات پر آچکے ہیں لیکن آج خاکسار اس مضمون کو مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم اور پاکیزہ ارشادات سے مزیّن کرے گا۔ آپؑ نے ایک جگہ اچھی اور بری صحبت کی بہت عمدہ مثال یوں دی ہے کہ ایک مکھی گندگی پر بیٹھتی ہے اور گندگی اور بیماری پھیلاتی ہے جبکہ ایک دوسری مکھی جو شہد کی مکھی کہلاتی ہے وہ پھولوں پر بیٹھتی ہے اور ایک ایسی خوراک تیار کرتی ہے جو شہد کہلاتا ہے اور شفاء للناس ہے۔ ہیں دونوں Bees مگر اپنی اپنی صحبت سے وہ کیا مہیا کرتی ہیں۔

صحابہؓ کی آنحضورؐ سے محبت

آپؑ فرماتے ہیں:"صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور بڑے بڑے نقصان برداشت کئے۔ اُن کو اس بات کا علم تھا کہ صحبت سے جو بات حاصل ہوتی ہے وہ اور طرح ہرگز حاصل نہ ہوگی۔" (ملفوظات جلد5 صفحہ 351)

آپؑ فرماتے ہیں:"دنیا میں دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک جسمانی تعلقات۔ جیسے ماں، باپ، بھائی، بہن وغیرہ کے تعلقات۔ دوسرے روحانی اور دینی تعلقات۔ یہ دوسری قسم کے تعلقات اگر کامل ہو جائیں تو سب قسم کے تعلقات سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ اور یہ اپنے کمال کو تب پہنچتے ہیں جب ایک عرصہ تک صحبت میں رہے۔ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو صحابہؓ کی جماعت تھی، اس کے یہ تعلقات ہی کمال کو پہنچے ہوئے تھے جو انہوں نے نہ وطن کی پرواہ کی اور نہ اپنے مال و املاک کی اور نہ عزیز و اقارب کی۔ یہاں تک کہ اگر ضرورت پڑی تو انہوں نے بھیڑ بکری کی طرح اپنے سر خدا کی راہ میں رکھ دیئے۔ وہ شدائد و مصائب جو ان کو پہنچ رہے تھے، ان کے برداشت کرنے کی قوت اور طاقت ان کو کیونکر ملی۔ اس میں یہی سرّ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلقات بہت گہرے ہو گئے تھے۔ انہوں نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تھا، جو آپؐ لے کر آئے تھے اور پھر دنیا اور اس کی ہر چیز ان کی نگاہ میں خدا تعالیٰ کے لقاء کے مقابلہ میں کچھ ہستی رکھتی ہی نہیں تھی۔" (ملفوظات جلد2 صفحہ 140 ایڈیشن 2016ء)

درخت سے تعلق رکھنے والی شاخ ہی زندہ رہتی ہے

آپؑ فرماتے ہیں:"آپ نے جو آج مجھ سے بیعت کی ہے یہ تخم ریزی کی طرح ہے۔ چاہیئے کہ آپ اکثر مجھ سے ملاقات کریں اور اس تعلق کو مضبوط کریں جو آج قائم ہوا ہے جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر خشک ہو کر گر جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد7 صفحہ 37-38 ایڈیشن 1984ء)

صحبت صالحین کے لئے مرکز آنا

فرمایا: ”ہمیں بہت افسوس ہے کہ بعض لوگ کچے ہی آتے ہیں اور کچے ہی چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ اُن کا فرض ہے کہ یہاں آکر چند روز رہیں اور اپنے شبہات پیش کر کے پختگی حاصل کریں تو پھر ان سے دوسرے مخالف اور عیسائی ایسے بھاگیں گے جیسے لاحول سے شیطان بھاگتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 283-284 ایڈیشن 2016ء)

* آپؑ مقربین کی درگاہ میں بیٹھنے والوں کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

”یہ مسلمہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے مقرب کے پاس رہنا گویا ایک طرح سے خود خدا تعالیٰ کے پاس رہنا ہوتا ہے۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 316 ایڈیشن 2016ء)

* ایک انگریز نے ایک دفعہ حضورؑ سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ کشمیر میں ایک بڑا ہوٹل بناؤں اور وہاں ہر ملک و دیار کے لوگ جو سیر و سیاحت کے لئے آتے ہیں ان کو تبلیغ کروں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ”ہمیں اس سے دنیاداری کی بو آتی ہے۔ اگر اسے سچا اخلاص خدا کے ساتھ ہے اور اس کی غرض تحصیل دینی ہے تو اول یہاں (قادیان) آکر رہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 316 ایڈیشن 2016ء)

صحبت صالحین ایک کیمیا ہے

آپؑ نے ایک دفعہ کسی بزرگ کا فارسی شعر کسی جگہ پڑھا۔ جو یہ ہے

ہر کہ روشن شُد دل و جان و دروں از حضرتش
کیمیا باشد بسر برون دمے در صحبتش

یعنی جس کے جان و دل اور باطن خدا کے حضور سے روشن کئے گئے ہیں ان کی صحبت میں ایک لمحہ گزارنا بھی کیمیا ہے۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 485 ایڈیشن 2016ء)

اصلاحِ نفس اور صحبت صالحین

آپؑ فرماتے ہیں: ”وہ عظیم الشان ذریعہ جس سے ایک چمکتا ہوا یقین حاصل ہو اور خدا تعالیٰ پر بصیرت کے ساتھ ایمان قائم ہو ایک ہی ہے کہ انسان ان لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو

خدا تعالیٰ کے وجود پر زندہ شہادت دینے والے ہوں خود جنہوں نے اس سے سن لیا ہے کہ وہ ایک قادر مطلق اور عالم الغیب تمام صفات کاملہ سے موصوف خدا ہے۔

ابتداء میں جب انسان ایسے لوگوں کی صحبت میں جاتا ہے تو اس کی باتیں بالکل انوکھی اور نرالی معلوم ہوتی ہیں وہ بہت کم دل میں جاتی ہیں گو دل ان کی طرف کھینچی جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اندر کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے ان معرفت کی باتوں کی ایک جنگ شروع ہو جاتی ہے جو کچھ گرد و غبار دل پر بیٹھا ہوتا ہے صادق کی باتیں ان کو دور کر کے اسے جلا دینا چاہتی ہے تا اس میں یقین کی قوت پیدا ہو جیسے جب کبھی کسی آدمی کو مسہل دیا جاتا ہے تو دست آور دوائی پیٹ میں جا کر ایک گڑ گڑاہٹ سی پیدا کر دیتی ہے اور تمام مواد ردّیہ اور فاسدہ کو حرکت اور جوش دے کر باہر نکالتی ہیں اسی طرح پر صادق ان ظنیات کو دور کرنا چاہتا ہے اور سچے علوم اور اعتقاد صحیحہ کی معرفت کرانی چاہتا ہے اور وہ باتیں اس دل کو جس نے بہت بڑا زمانہ ایک اور ہی دنیا میں بسر کیا ہوا ہوتا ہے ناگوار اور ناقابلِ عمل معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن آخر سچائی غالب آجاتی ہے اور باطل پرستی کی قوتیں مر جاتی ہیں اور حق پرستی کی قوتیں نشو و نما پانے لگتی ہیں۔ پس میں اس نور کو لے کر آیا ہوں اور دنیا میں قوتِ یقین کو پیدا کرنا چاہتا ہوں اور اس قوت کا پیدا ہونا صرف الفاظ اور باتوں سے نہیں ہو سکتا، بلکہ یہ ان نشانات سے نشو نما پاتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مقتدرانہ طاقت سے صادقوں کے ہاتھ پر ظہور پاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 365-366 ایڈیشن 2016ء)

"سنو! انسان کامل مومن اس وقت تک نہیں ہوتا، جب تک کفار کی باتوں سے متاثر نہ ہونے والی فطرت حاصل نہ کر لے اور یہ فطرت نہیں ملتی جب تک اس شخص کی صحبت میں نہ رہے جو گمشدہ متاع کو واپس لانے کے واسطے آیا ہے۔ پس جب تک وہ اس متاع کو نہ لے لے اور اس قابل نہ ہو جائے کہ مخالف باتوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہ ہو تو اس وقت تک اس پر حرام ہے کہ اس صحبت سے الگ ہو کیونکہ وہ اس بچہ کی مانند ہے جو ابھی ماں کی گود میں ہے اور صرف دودھ ہی پر اس کی پرورش کا انحصار ہے۔ پس اگر وہ بچہ ماں سے الگ ہو جاوے تو فی الفور اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ اسی طرح اگر وہ صحبت سے علیحدہ ہوتا ہے تو خطرناک حالت میں جا پڑتا ہے۔ پس بجائے اس کے کہ

دوسروں کو درست کرنے کے لئے کوشش کر سکتا ہو خود الٹا متاثر ہو جاتا ہے اور اوروں کے لئے ٹھوکر کا باعث بنتا ہے۔ اس لئے ہم کو دن رات جلن اور افسوس یہی ہے کہ لوگ بار بار یہاں آئیں اور دیر تک صحبت میں رہیں۔ انسان کامل ہونے کی حالت میں اگر ملاقات کم کر دے اور تجربہ سے دیکھ لے کہ قوی ہو گیا ہوں تو اس وقت اسے جائز ہو سکتا ہے کہ ملاقات کم کر دے کیونکہ بعید ہو کر بھی قریب ہی ہوتا ہے لیکن جب تک کمزوری ہے وہ خطرناک حالت میں ہے۔“

(ملفوظات جلد2 صفحہ 136 ایڈیشن 2016ء)

”وہ آدمی جو کسی تریاقی صحبت میں رہے اور اس طرح رہے جو رہنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو ایسے زہروں سے بچا لیتا ہے اور یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام کی یا آسمانی کتابوں کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟ بہت صاف امر ہے۔ دیکھو آنکھ میں بھی ایک روشنی اور نور ہے، لیکن وہ سورج کی روشنی کے بغیر دیکھ نہیں سکتی۔ آنکھ خدا نے دی ہے ساتھ ہی دوسری روشنی بھی پیدا کر دی ہے، کیونکہ یہ نور دوسرے نور کا محتاج ہے۔ اسی طرح اپنی عقل جب تک آسمانی نور اور بصیرت اس کے ساتھ نہ ہو کچھ کام نہیں دے سکتی۔ نادان ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم مجرد عقل سے بھی کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ خدا نے جو طریق مقرر کیا ہے۔ اس کو حقارت کی نگاہ سے مت دیکھو۔ بہت سے اسرار اور امور ہیں جو مجھ پر کھولے گئے ہیں۔ اگر میں ان کو بیان کروں تو خاص آدمیوں کے سوا جو صحبت میں رہتے ہیں باقی حیران رہ جائیں۔

پس ان لوگوں کو دیکھ کر حیرت اور رونا آتا ہے جو کسی صادق کی پاک صحبت میں نہیں رہے۔ ان لوگوں کو جو ذاتیات پر اعتراض کرتے ہیں۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ وہ کوئی ایک اعتراض تو دکھائیں جو پہلے کسی نبی پر نہ کیا گیا ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو اعتراض آریوں نے کئے ہیں کیا وہ ان اعتراضوں سے جو مجھ پر ہوئے بڑھے ہوئے نہیں ہیں؟ حضرت مسیح پر یہودیوں نے جس قدر اعتراض کیے ہیں یا آریوں نے کئے ہیں۔ وہ دیکھو کس قدر ہیں؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر جس قدر الزام لگائے جاتے ہیں ان کا شمار تو کرو۔“

(ملفوظات جلد2 صفحہ 137-138 ایڈیشن 2016ء)

سفید کپڑا اور صحبت

فرمایا: ”کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبہ:119) بھی اسی واسطے فرمایا گیا ہے۔ سادہ سنگت بھی ایک ضرب المثل ہے۔ پس یہ ضروری بات ہے کہ انسان باوجود علم کے اور باوجود قوت وشوکت کے امام کے پاس ایک سادہ لوح کی طرح پڑا رہے تا اس پر عمدہ رنگت آوے۔ سفید کپڑا اچھا رنگا جاتا ہے اور جس میں اپنی خودی اور علم کا پہلے سے کوئی میل کچیل ہوتا ہے اس پر عمدہ رنگ نہیں چڑھتا۔ صادق کی معیت میں انسان کی عقدہ کشائی ہوتی ہے اور اسے نشانات دئے جاتے ہیں جن سے اس کا جسم منور اور روح تازہ ہوتی ہے۔“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 262-263 ایڈیشن 2016ء)

آپؑ فرماتے ہیں۔

”صادقوں کی صحبت میں رہنا بہت ضروری ہے خواہ انسان کیسا علم رکھتا ہو۔ طاقت رکھتا ہو، لیکن صحبت میں رہنے سے جو اس کے شبہات دور ہوتے ہیں اور اسے علم حاصل ہوتا ہے وہ دوسرے طور سے حاصل نہیں ہوتا۔“ (البدر جلد 2 نمبر 8 مورخہ 13 مارچ 1903ء صفحہ 59)

عادتوں کے کیڑے

پھر فرمایا۔ ”زندگی کا اعتبار نہیں ہے۔ ایک دن آنے کا ہے اور ایک دن جانے کا ہے معلوم نہیں کب مرنا ہے۔ علم ایک طاقت انسان کے اندر ہے۔ اس کے اوپر وساوس اور شبہات پڑتے ہیں۔ عادتوں کے کیڑے مثل برتن کی میل کی طرح انسان کے اندر چمٹے ہوئے ہیں۔ اس کا علاج یہی ہے کہ کُوْنُوْ مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبہ:119)۔ پس اگر آپ چند روز یہاں ٹھہر جاویں تو اس میں آپ کا کیا حرج ہے؟ اس طرح ہر ایک بات کا موقعہ آپ کو مل جائے گا دنیا کے کام تو یونہی چلے چلتے ہیں۔ اور کبھی ختم نہیں ہوتے۔

کارِ دنیا کسے تمام نہ کرد
ہر چہ گیرید مختصر گیرید

بہت لوگ ہمارے پاس آئے اور جلد رخصت ہونے لگے۔ ہم نے ان کو منع کیا مگر وہ چلے گئے۔ آخر کار پیچھے سے انہوں نے خط روانہ کیے کہ ہم نے گھر پہنچ کر بنایا تو کچھ نہیں اگر ٹھہر جاتے تو اچھا ہوتا اور انہوں نے یہ بھی لکھا کہ ہمارا جلدی آنا ایک شیطانی وسوسہ تھا۔“

(ملفوظات جلد4 صفحہ263 ایڈیشن2016ء)

برف کے تودوں پر چل کر

حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی ہے کہ جب دنیا ختم ہونے پر ہوگی تو اس اُمّت میں سے مسیح موعود پیدا ہوگا۔ لوگوں کو چاہیے کہ اس کے پاس پہنچیں خواہ ان کو برف پر چل کر جانا پڑے۔ اس لئے صحبت میں رہنا ضروری ہے کیونکہ یہ سلسلہ آسمانی ہے۔ پاس رہنے سے باتیں جو ہوں گی ان کو سنے گا جو کوئی نشان ظاہر ہوا سے سوچے گا۔ آگے ہی زندگی کا کون سا اعتبار تھا مگر اب تو جب سے یہ سلسلہ طاعون کا شروع ہوا ہے کوئی اعتبار مطلق نہیں رہا۔ آپ نفس پر جبر کر کے ٹھہریئے اور جو شبہ و خیال پیدا ہو وہ سناتے رہیے۔ اَن پڑھ اور اُمّی لوگ جو آتے ہیں ان کی باتیں اور شبہات کا سننا بھی ہمارا فرض ہے۔ اس لئے آپ بھی اپنے شبہات ضرور سنایئے یہ ہم نہیں کہتے کہ ہدایت ہو یا نہ ہو۔ ہدایت تو امرِ ربّی ہے۔ کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔“ (ملفوظات جلد4 صفحہ263-264 ایڈیشن2016ء)

نیک اعمال کے لئے صحبت

فرمایا: ”خدا کے فضل کے سوا تبدیلی نہیں ہوتی اعمالِ نیک کے واسطے صحبت صادقین کا نصیب ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ خدا کی سنت ہے ورنہ اگر چاہتا تو آسمان سے قرآن شریف یونہی بھیج دیتا اور کوئی رسول نہ آتا۔ مگر انسان کو عمل درآمد کے لئے نمونہ کی ضرورت ہے۔ پس اگر وہ نمونہ نہ بھیجتا رہتا تو حق مشتبہ ہو جاتا“ (ملفوظات جلد4 صفحہ266 ایڈیشن2016ء)

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ

آپؑ فرماتے ہیں: ”جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کی عظمت کو دل میں جگہ دیتے ہیں خدا تعالیٰ اُن کو عزت دیتا اور خود اُن کے لئے ایک سپر ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جاوے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 356)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند ارشادات بطور نمونہ ازدیاد ایمان کے لئے اس کالم میں خاکسار نے رکھے ہیں۔ یہ موضوع بہت اہم اور بابرکت ہے۔ کسی نے صحبت کے مضمون کو گلاب اور دیگر پھولوں سے تشبیہ دی ہے کہ جہاں پھولوں کی کیاریاں ہوں وہاں سے آنے والی ہوائیں بھی خوشبودار ہو جاتی ہیں اور فضا مہک جاتی ہے۔ یہاں تک کہ گلاب کی پتیاں جس زمین پر گرتی ہیں وہ زمین بھی گلاب کی خوشبو سے معطر ہو جاتی ہے۔

پنجابی کے معروف صوفی شاعر میاں محمد بخش (مصنف منظوم مجموعہ کلام: سیف الملوک) نے کیا خوب کہا ہے

چنگے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان عطاراں
سودا پاویں مول نہ لیئے ھُلے آن ہزاراں
بُرے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان لوہاراں
کپڑے پاویں کُنج کُنج بیٹھیے چنکاں آن ہزاراں

آنحضور ﷺ نے اس مضمون کو کیا ہی نفیس اور پُر حکمت انداز میں بیان فرمایا ہے کہ ”ایک شخص کستوری اٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا ہو۔ کستوری والا مفت میں خوشبو دے جائے گا۔ اس کی مہک سے تو فائدہ اٹھا جائے گا (یہ ذکر الٰہی کی محافل ہیں) اور بھٹی والے کے قریب بیٹھنے سے کپڑے جل جائیں گے اور اس کا بدبودار دھواں تنگ کرے گا۔“

(مسلم کتاب البّر و الصلۃ)

اللہ تعالیٰ ہمیں صلحاء اور نیک بزرگوں کی صحبت بالخصوص خلیفۃ المسیح کی پاکیزہ صحبت یعنی ارشادات و نصائح کو سننے اور ان پر بھرپور عمل کرنے کی توفیق سے نوازتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 دسمبر 2021ء)

﴾161﴿

ہر چہ داری خرچ کن دَر راہِ او
انفاق فی سبیل اللہ کی پُر حکمت تعلیم

آج اس اداریہ کا عنوان ایک معروف فارسی محاورہ ہے جس کے معانی ہیں کہ جو کچھ تیرے پاس ہے اُس کی راہ میں خرچ کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے اِس مضمون کو قرآن کریم کے آغاز میں سورۃ البقرہ کے ابتدائی حصہ میں آنے والی آیت مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ (البقرہ:4) میں بیان فرمایا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے متقیوں کی علامات اور مراتب کے طور پر تیسرے نمبر پر رکھا ہے۔ اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ پُر معارف ارشادات پیش ہیں:

* حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کے متعلق اپنا نقطہ نظر اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ ہم نے اُن کو عقل، فکر، فہم، فراست اور رزق اور مال وغیرہ عطا کیا ہے اس میں سے خدا کی راہ میں اس کے لیے صَرف کرتے ہیں یعنی فعل کے ساتھ بھی کوشش کرتے ہیں۔" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 347 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

فرمایا: "علم، مال اور دوسرے قویٰ ظاہری اور باطنی جو کچھ دیا ہے سب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صَرف کرتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 118 ایڈیشن 1984ء)

فرماتے ہیں: "رزق سے مراد صِرف مال نہیں بلکہ جو کچھ ان کو عطا ہوا۔ علم، حکمت، طبابت یہ سب کچھ رزق میں ہی شامل ہے اس کو اسی میں سے خدا کی راہ میں بھی خرچ کرنا ہے۔"
(ملفوظات جلد اول صفحہ 27 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

گویا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، اس کو مختلف قویٰ، استعدادوں اور قوتوں سے نواز کر اس کو ہدایت فرمائی کہ وہ ان کو درست استعمال میں لا کر اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کی مخلوق کے لیے خرچ کرے۔ کیونکہ انسان اپنے ساتھ تو کچھ نہ لایا، پیدائش کے وقت اس کے تن پر کپڑے بھی نہ تھے۔ جب وہ پنگھوڑے میں تھا تو فیڈر تک نہیں پکڑ سکتا تھا۔ وہ تو آغاز میں روٹی کا نوالہ لینے کے قابل تک نہ تھا۔ جو کچھ ملا وہ محض اس خدائے واحد و یگانہ نے بن مانگے اپنے فضل سے دیا، جس نے اسے پیدا کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو اپنے منظوم کلام کے ایک مصرعہ میں خوبصورتی کے ساتھ یوں بیان فرمایا ہے۔

سب کچھ تیری عطا ہے، گھر سے تو کچھ نہ لائے

بعض لوگ اپنی خوبیوں، استعدادوں اور قویٰ کی غیر معمولی خاصیتوں کو چھپا کر رکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اُن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی اور اس کی استعدادوں سے مستفید نہ ہو جائے۔ اس لیے وہ اپنے قویٰ کو بروئے کار نہیں لاتے۔ اور یوں کسی کو فائدہ نہ پہنچاتے ہوئے خود اپنی صلاحیتوں کے نفع سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اپنے دماغ کی مفید سوچوں اور قویٰ کے مثبت استعمال کو لاک لگا لیتے ہیں۔

یہاں ان تمام عنایات، استعدادوں اور قویٰ کو گننا اور ان کی تفصیل قرطاس ابیض پر لانا مشکل ہو جائے گا۔ لیکن چند چیدہ چیدہ مفیدِ مطلب باتوں کا ذکر کرتے ہیں جن کا انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں تزکیہ کے لئے خرچ کرنا ضروری ہے۔

اول۔ صحت ہے۔ جس کے متعلق سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کی قدر نہ کرکے بہت سے لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ ایک ان میں سے صحت ہے اور دوسری فارغ البالی۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق)

ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ آج کل کھادی بیماریوں (ایسی بیماریاں جو مشینی کھادوں کی کثرت سے استعمال میں لانے اور پھر ایسی فصلوں کے استعمال کے بعد پیدا ہو رہی ہیں) کی وجہ سے انسان

جلد لاغری اور خرابی صحت کی طرف جا رہا ہے۔ کسی کو ہڈیوں کے کمزور ہو جانے کے باعث گھٹنوں اور جوڑوں میں درد (arthritis) کی تکلیف ہے اور کسی کو کمر اور پٹھوں میں تکلیف اور کھنچاؤ (muscle cramps) کی۔ جس کی وجہ سے یہ مریض عبادت کا وہ حق ادا نہیں کر پاتے اور اللہ کے آگے سجدہ میں جھکنے کا لُطف نہیں اٹھا سکتے جو وہ جوانی میں کر لیتے تھے۔ دوزانو بیٹھنے میں مشکل کی وجہ سے صرف کرسی پر ہی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

اس لیے صحت کو غنیمت جانتے ہوئے اگر مسجد یا نماز سینٹر قریب ہے تو پیدل چل کر باجماعت نماز پڑھنا، بھرپور صحت عطا ہونے کا اللہ تعالیٰ سے شکرانہ کا بہترین طریق ہے۔ گھر میں بھی پوری شرائط کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عبادت بجالانا لازمی ہے۔ جس میں نوافل بھی شامل ہیں۔ باہر جماعتی کاموں کے لیے صحت میں سے حصہ دینا اور اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا نیز بازار سے سودا سلف و دیگر ضروریات کا خیال بھی اسی زمرہ میں آتا ہے۔

آنکھ کا حصہ دینا

انسانی جسم کے اعضاء میں آنکھ کا درست استعمال بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ آنکھیں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے نظاروں سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کی مقدس کتاب قرآن کریم کی تلاوت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ، ایم ٹی اے پر خلیفۃ المسیح کا خطبہ سننا و دیگر پروگرام دیکھنا انفاق فی سبیل اللہ میں آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

”قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اُس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر کرے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 387)

اللہ تعالیٰ نے اسلام میں جو عبادت یعنی نماز رکھی ہے اس میں انسان کے تقریباً سبھی اعضاء حصہ دار ہوتے ہیں جو ان کی طرف سے انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ دیگر مذاہب کی عبادتوں میں اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار یعنی submissive ہونے کے جو طریق ہیں اللہ تعالیٰ نے ان

تمام کو اسلامی عبادت میں جمع کر دیا ہے۔یوں تمام اعضاء کی طرف سے اللہ کی خاطر خرچ کرنا شامل ہو جاتا ہے۔

* حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ، سورۃ البقرہ کی آیت کے اس حصہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ جو حضور کے بیان شدہ موقف کی تائید کر رہا ہے کہ ''وہ ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' یعنی کوئی رزق اور نان ونفقہ کی قید نہیں۔ خدا کی تمام عنایات اور دین میں سے خرچ کرتے ہیں۔

* حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس حصہ کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (ترجمہ از: تفسیر صغیر)

* حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے ترجمہ قرآن میں اس کا ترجمہ اس طرح فرمایا ہے کہ۔جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رزق کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''جو کچھ دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ عام لوگ رزق سے مراد اشیاءِ خوردنی لیتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ جو کچھ قویٰ کو دیا جاوے وہ بھی رزق ہے۔ علوم وفنون وغیرہ معارف حقائق عطا ہوتے ہیں یا جسمانی طور پر معاش مال میں فراخی ہو۔ رزق میں حکومت بھی شامل ہے اور اخلاق فاضلہ بھی رزق ہی میں داخل ہیں۔ یہاں اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو کچھ ہم نے دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں یعنی روٹی میں سے روٹی دیتے ہیں۔ علم میں سے علم اور اخلاق میں سے اخلاق۔ علم کا دینا تو ظاہر ہی ہے۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 393 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

اپنے ہنر میں سے انفاق فی سبیل اللہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اس کی استعدادوں کے مطابق مختلف ہنر سے نوازا ہے۔ کوئی ہومیو پیتھی یا ایلو پیتھی ڈاکٹر ہے تو کوئی یونانی طبیب اور حکیم۔ کوئی انجینئر ہے تو کوئی پروفیسر یا ٹیچر کوئی مکینک ہے یا کوئی اور ہنر جانتا ہے۔ علوم وفنون کا ماہر ہے۔ کوئی مربی یا مبلغ سلسلہ ہے۔ ہم میں سے ہر

ایک کو اپنا فن، اپنا علم اور اپنا ہنر آگے لوگوں کو بانٹنا چاہیے۔ یہ سب انفاق فی سبیل اللہ ہے جو نسل در نسل بلکہ خاندان سے باہر لوگوں کی نسلوں میں جاری رہتا ہے۔ جسے صدقہ جاریہ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ لیکن ہم نے بالعموم دیکھا ہے کہ ہم میں سے ہنر جاننے والے بعض لوگ کنجوس واقع ہوتے ہیں اور وہ اپنے خداداد علم اور ملکہ سے دوسروں کو مستفید نہیں کرنا چاہتے۔ حتی کہ ان میں سے بعض پرانے زمانے کے حکیموں کی طرح قیمتی نسخہ جات اور ٹونے ٹوٹکے اپنی وفات پر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ اور یہ علم زمین کی تہہ در تہہ اور نہاں در نہاں گہرائیوں میں دفن ہو کر رہ جاتا ہے۔

معارف و حقائق کی تقسیم

اللہ تعالیٰ کی خداداد نعمتوں میں سے انسان کو عطا ہونے والے معارف و حقائق بھی ہیں۔ جو روحانی رموز و اسرار آگے پہنچانے کے لیے کھول کر بیان کر دینے چاہئیں۔ ایک وقت تھا کہ یہ صفحہ قرطاس پر ہاتھ سے رقم ہوتے تھے اور آج ہم ان قلمی نسخہ جات کو تبرکات کا نام دے کر انہیں اپنے سینے سے لگاتے ہیں، اپنے عزیزوں میں اس کا ذکر کرتے اور اسے بانٹتے ہیں۔ (ادارہ الفضل آن لائن بھی اپنی سابقہ اشاعتوں کا حصہ بننے والے بعض اہم تربیتی، اصلاحی، علمی اور تحقیقی تاریخی مضامین و تحریرات نشر مکرر کے طور پر ’تبرکات‘ کے نام سے از سر نو شائع کرنے جا رہا ہے۔ وباللہ التوفیق) اس طرح علم بانٹنے والے لوگوں کا نام تا قیامت زندہ رہتا ہے۔ ایک انسان کے الفاظ، تقریر یا گفتگو کی صورت میں چند ایک نسلوں تک جاری رہتے ہیں پھر بھول جاتے ہیں جبکہ تحریر تا دیر موجود رہتی ہے اور رہے گی۔ آج کل تو سوشل میڈیا کی وجہ سے تحریر تو ویسے ہی محفوظ رہنے لگ گئی ہے اور شیئر ہونے والی تحریروں سے زیادہ لوگ استفادہ کرتے ہیں۔ بطور تحدیثِ نعمت اور بغرض حصول دعا مجھے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے۔ میں لاہور میں بطور مربی ضلع خدمت بجا لا رہا تھا کہ میرے ایک دوست اور کلاس فیلو مکرم ہادی علی چوہدری لندن سے پاکستان آئے۔ مجھے بھی ملنے دارالذکر تشریف لے آئے۔ اس وقت تک خاکسار تین کتب کا مصنف بن چکا تھا۔ گفتگو کے دوران مجھے کہنے لگے کہ آپ کی کتب جب تک جماعت ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تا قیامت رہے گی تو اس وقت

تک آپ کا نام جماعتی لٹریچر میں زندہ رہے گا۔ کیونکہ آپ کی تحریرات گھروں میں اور لائبریریوں میں موجود ہوں گی۔

اوپر ایک حوالے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عقل، فکر، حکمت، فراست کو بھی رزق قرار دیا ہے۔

رزق میں حکومت بھی ہے

یہاں حکومت سے مراد کسی دائرہ میں بھی سربراہی اور انچارج شپ ہے۔ ورنہ ملکوں کی حکومت تو لاکھوں، اربوں میں سے کسی ایک کو ملتی ہے۔ اس لیے اگر ہماری جماعت میں ذیلی تنظیموں میں چھوٹے سے چھوٹے عہدہ سائق پر فائز ہے تو وہ حکومت کے زمرہ میں آتا ہے۔ اور وہ خداوند کریم ورحیم کی طرف سے ایک رزق ہے جو اسے دیا گیا ہے۔ اس کے حقوق ادا کرنا اور اپنے ماتحتوں سے شفقت اور پیار سے پیش آنا بھی ضروری ہے۔

عہدیداروں کے فرائض بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”عہدیداروں کو تو ایک اصولی ہدایت قرآن نے دے دی ہے کہ انصاف کے تمام تقاضے پورے کرنے ہیں۔ اگر کوئی غور کرے اور سوچے کہ انصاف کے کیا کیا تقاضے ہیں تو اس کے بعد کچھ بات رہ نہیں جاتی۔ لیکن ہر کوئی اس طرح گہری نظر سے سوچتا نہیں۔ اس طرح سوچا جائے جس طرح ایک تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے والا سوچتا ہے تو پھر تو اس کی یہ سوچ کر ہی روح فنا ہو جاتی ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں۔ لیکن نصیحت کیونکہ فائدہ دیتی ہے جیسا کہ میں نے کہا باتوں سے اور جگالی کرتے رہنے سے یاددہانی ہوتی رہتی ہے۔ بعض باتوں کی وضاحت ہو جاتی ہے اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ مزید ذرا وضاحت کھول کر کر دی جائے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ عہدیدار اس بات کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو یہ حکم فرمایا ہے کہ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران:135) یعنی غصہ دبا جانے والے اور

لوگوں سے درگزر کرنے والے ہوں۔ تو اس کے سب سے زیادہ مخاطب عہدیداروں کو اپنے آپ کو سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ ان کی جماعت میں جو پوزیشن ہے جو ان کا نمونہ جماعت کے سامنے ہونا چاہئے وہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ مکمل طور پر اپنے آپ کو عاجز بنائیں۔ اگر اصلاح کی خاطر کبھی غصے کا اظہار کرنے کی ضرورت پیش بھی آجائے تو علیحدگی میں جس کی اصلاح کرنی مقصود ہو، جس کا سمجھانا مقصود ہو اس کو سمجھا دینا چاہئے۔ تمام لوگوں کے سامنے کسی کی عزت نفس کو مجروح نہیں کرنا چاہئے اور ہر وقت چڑ چڑے پن کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے۔ یا کسی بھی قسم کے تکبر کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے۔ اصلاح کبھی چڑنے سے نہیں ہوتی بلکہ مستقل مزاجی سے درد رکھتے ہوئے اور دعا کے ساتھ نصیحت کرتے چلے جانے سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے اور ایک آدھ دفعہ کی جو غلطی ہے، اگر کوئی عادی نہیں ہے تو اصلاح کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ عفو سے کام لیا جائے۔ معاف کر دیا جائے، درگزر کر دیا جائے۔

اس لئے یہاں بھی (مراد فرانس۔ ناقل) اور دنیا میں ہر جگہ جہاں جہاں بھی جماعتیں قائم ہیں، جماعتی عہدیدار بھی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیدار بھی اپنے رویوں میں ایک تبدیلی پیدا کریں۔ لوگوں سے پیار اور محبت کا سلوک کیا کریں۔ خاص طور پر بعض جگہ لجنہ کی طرف سے شکایات زیادہ ہوتی ہیں اور ان میں بھی خاص طور پر بچیوں یا نوجوان بچیوں اور نئے آنے والیوں جنہوں نے نظام کو پوری طرح سمجھا نہیں ہوتا، ان کے لیے تربیت کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس لیے ان کے لئے بہت خیال رکھنا چاہئے۔ کیونکہ تربیت کرنے کی جیسی آپ چھاپ لگا دیں گے بچوں پر بھی اور نئے آنے والوں پر بھی۔ آئندہ نمونہ بھی ویسے ہی نکلیں گے، آئندہ عہدیدار بھی ویسے ہی بنیں گے۔ تو خلاصہ یہ کہ غصے کو دبانا ہے اور عفو سے کام لینا ہے درگزر سے کام لینا ہے۔ لیکن یہ نرمی بھی اس حد تک نہ ہو کہ جماعت میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ ایسی صورت میں بہرحال اصلاح کی کوشش بھی کرنی ہے...

حضور مزید فرماتے ہیں: پھر عہدیداروں میں جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اگر اپنے خلاف ہی شکایت ہو تو سننے کا حوصلہ ہونا چاہیے۔ ہمیشہ سچی بات کہنے سننے کرنے کی عادت ڈالیں۔ چاہے جتنا بھی کوئی عزیز یا قریبی دوست ہو اگر اس کی صحیح شکایت پہنچتی ہے تو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ اگر یہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے تو بہتر ہے کہ معذرت کر دیں کہ فلاں وجہ سے مَیں اس کام سے معذرت چاہتا ہوں۔ کیونکہ کسی ایک شخص کا کسی خدمت سے محروم ہونا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ پوری جماعت میں یا جماعت کے ایک حصے میں بے چینی پیدا کی جائے۔ یاد رکھیں جو عہدہ بھی ملا ہے چاہے وہ جماعتی عہدہ ہو یا ذیلی تنظیموں کا عہدہ ہو اس کو ایک فضل الٰہی سمجھیں۔ پہلے بھی بتا آیا ہوں اس کو اپنا حق نہ سمجھیں۔ یہ خدمت کا موقع ملا ہے تو حکم یہی ہے کہ جو لیڈر بنایا گیا ہے وہ قوم کا خادم بن کر خدمت کرے۔ صرف منہ سے کہنے کی حد تک نہیں۔ چار آدمی کھڑے ہوں تو کہہ دیا جی میں تو خادم ہوں بلکہ عملاً ہر بات سے ہر فعل سے یہ اظہار ہوتا ہو کہ یہ واقعی خدمت کرنے والے ہیں اور اگر اس نظریے سے بات نہیں کہہ رہے تو یقیناً پوچھے جائیں گے۔ جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے اس کو پوری طرح ادا نہ کرنے کی وجہ سے یقیناً جواب طلبی ہو گی۔“

(خطبہ جمعہ 31 دسمبر 2004ء۔ خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 947 تا 949)

فرمایا: ”اسی طرح عہدیداروں کا بھی کام ہے کہ لوگوں کے لئے ابتلاء کا سامان نہ بنیں۔ لوگوں کو ابتلاء میں نہ ڈالیں اور سچی خیر خواہی سے ہر ایک سے سلوک کریں۔“

(خطبہ جمعہ 23 اپریل 2010ء۔ خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 194)

اخلاق فاضلہ بھی رزق میں سے ہے

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر بچے کو فطرت صحیحہ پر پیدا کرتا ہے پھر والدین اسے یہودی، نصرانی اور مسلمان بناتے ہیں۔ اس ناطے اگر کوئی انسان اخلاق فاضلہ سے مزین ہے تو اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام، اس کی دین اور فضل الٰہی ہے۔ نیک اخلاق کا چونکہ معاشرہ پر اچھا اثر پڑتا ہے اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِسے رزق الٰہی قرار دیتے ہوئے معاشرہ

میں مقیم باسیوں کو اپنے اخلاق سے آراستہ کرنا اور دوسرے وجودوں میں منتقل کرنے کو رزق قرار دے کر انفاق فی سبیل اللہ کہا ہے۔

ویسے تو اس حکم کا ایک مسلمان بدرجہ اولیٰ مخاطب ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان اخلاق حسنہ کے حوالہ سے روبہ زوال ہیں اور مغربی قوموں نے اسلامی اخلاق اپنا لیے ہیں۔ اسی لیے کسی نے کہا ہے کہ اگر اسلام دیکھنا ہے تو مسلمان ممالک میں دیکھ لو لیکن اگر مسلمان دیکھنے ہیں تو مغربی ممالک کو دیکھ لیں۔

انسان کی خداداد استعدادوں اور قویٰ کا تو کوئی حد حساب ہی نہیں۔ مضمون کی طوالت سے بچتے ہوئے صرف مال کا ذکر کرتے ہیں۔ بعض امیر زادے تو مالی قربانی میں زیادہ حصہ لے سکتے ہیں لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے قوت لایموت سے نوازرکھا ہے وہ بھی اللہ کی راہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ آنحضور ﷺ کے پاس کچھ غریب صحابہ تشریف لائے اور عرض کی کہ حضور یہ صحابہ ہم جیسی عبادات بھی ادا کرتے ہیں مگر مالی فراخی ہونے کی وجہ سے وہ ہم سے زیادہ قربانی کر جاتے ہیں تو حضور ﷺ نے ان غریب صحابہ کو یہ نسخہ بتایا کہ ہر نماز کے بعد 33 دفعہ سبحان اللہ 33، دفعہ الحمدللہ اور 34 دفعہ اللہ اکبر باقاعدگی سے پڑھ لیا کریں۔ چند دنوں کے بعد یہ نسخہ کیمیائی دوسرے صحابہ کو بھی پتہ چل گیا اور انہوں نے بھی اس کو استعمال کرنا شروع کر دیا مالی لحاظ سے غریب مگر دلوں کے لحاظ سے فیاض صحابہ نے پھر دربار رسول ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ! اس نسخہ پر تو اور صحابہ نے بھی عمل کرنا شروع کر دیا ہے تو فرمایا ”ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ“ (مسلم،کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ)

آج جماعت احمدیہ کے جاں نثار اور وفادار، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی اس مبارک روش پر چلتے ہوئے مالی قربانی کرتے ہیں۔ موصی حضرات و خواتین انکم اور جائیداد کا 10 / 1 جبکہ ایک احمدی 16 / 1 انکم پر چندہ ادا کرتا ہے۔ تحریک جدید، وقف جدید، ذیلی تنظیموں کے چندہ جات و دیگر اس کے علاوہ ہیں۔ یہ خدا کی عنایت ہے۔ جس میں انفاق فی سبیل اللہ کرتے ہیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

میں نے یہاں بعض اہم اور وسیع پیمانے پر بنائے گئے ڈیپارٹمنٹل اسٹورز کے باہر بڑے سائز کے بکس پڑے دیکھے ہیں جن پر لکھا ہوتا ہے کہ محتاج افراد کے لئے۔ اور لوگ خریداری کے بعد چیزیں اس میں ڈال کر چلے جاتے ہیں۔ یہی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے رزق کا انفاق فی سبیل اللہ ہے۔

بزرگوں کی پنجابی کی ایک کہاوت ہے کہ آپ نے بھی تو ''دِتّے وچوں دینا اے، پلیوں تے نئیں دینا'' یعنی اللہ کی طرف سے ملنے والے رزق میں سے دینا ہے کون سا اپنی طرف سے بنائے گئے میں سے دینا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''جو کچھ خدا نے اس کو دیا اس میں سے کچھ خدا کے نام کا دیا۔ حق یہ ہے کہ اگر وہ آنکھ رکھتا تو دیکھ لیتا کہ اس کا کچھ بھی نہیں سب خدا تعالیٰ کا ہی ہے۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 26)

پھر ان استعدادوں کو مخلوق کے لیے خرچ کرنے کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

''یہاں مال کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہے، وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ انسان اپنے بنی نوع کا ہمدرد اور معاون بنے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت کا انحصار دو ہی باتوں پر ہے۔ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ۔ پس مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ شفقت علیٰ خلق اللہ کی تعلیم ہے۔ دینی خدمات کے لیے متمول لوگوں کو بڑے بڑے موقعے مل جاتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 497-498)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے تمام خداداد قویٰ، عنایات اور استعدادوں کو حقیقی معنوں میں خرچ کرنے کی توفیق دے اور اس انفاق فی سبیل اللہ کو قبولیت کا درجہ دے کر ہمیں مزید انفاق فی سبیل اللہ کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 دسمبر 2021ء)

ادارہ الفضل آن لائن کی دیگر کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ارشادات نور
5. کتابِ تعلیم
6. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور اس حوالے سے مضامین
7. مجدد دین اسلام۔ تعارف و کارہائے نمایاں
8. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
9. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت
10. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد اول
11. حیات نورالدینؓ
12. دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے
13. قرآنی انبیاء
14. معلمین وقف جدید کے لئے مشعل راہ

15. جامع المناہج والاسالیب
16. مقام و عظمت خلافت
17. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد دوم
18. بچوں کی تقاریر از فرخ شاد (زیر تکمیل)
19. ہجری شمسی مہینوں کا تعارف (زیر تکمیل)